4

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ حکمت اور بہترین نصیحت کے ذریعہ

زجاجة المصابيح

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

المعروف

حنفی مشکوٰۃ شریف

تالیف: محدث دکن حضرت مولانا الحاج ابو الحسنات سید عبد اللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: علامہ مولانا فضل رسول زید (خانیوال)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان
www.waseemziyai.com

March 2019

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلبہ:

شعبہ حفظ: 145 شعبہ ناظرہ: 240

شعبہ درس نظامی: 105 شعبہ تجوید: 10

اور انہیں شعبہ جات میں 400 سے زائد طلبا اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسے میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا مکمل خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ و ناظرہ 14 اساتذہ شعبہ درس نظامی و تجوید 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم یعنی اسکول 11 اساتذہ باورچی 2 خادم 4 چوکیدار 2

کل طلبہ کم و بیش پانچ سو اور پورہ اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 00500025657003 - BRANCH CODE :0050

www.facebook.com/markazuloloom

https://www.waseemziyai.com https://www.youtube.com/waseemziyai

www.waseemziyai.com

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا

جس نے رسول کی اطاعت کی تو بیشک اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی، اور جس نے منہ پھیر لیا تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا

(النساء: ۸۰)

زجاجۃ المصابیح

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

المعروف

حنفی مشکوٰۃ شریف (چہارم)

کتاب الآداب، کتاب الرقاق، کتاب الفتن

تالیف: محدثِ دکن حضرت علامہ الحاج ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: علامہ مولانا فضل رسول زیدت مکارمہ (خانیوال)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

www.waseemziyai.com

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

Copyright ©
All Rights reserved
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرا، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔

تصحیح : حافظ اختر حبیب اختر، حافظ محمد اکرم ساجد
مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور
الطبع الاوّل : ربیع الاوّل 1438ھ / دسمبر 2017ء

Farid Book Stall
Phone No:092-42-37312173-37123435
Fax No.092-42-37224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال ۳۸۔اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۳۱۲۱۷۳۔۳۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۲۲۴۸۹۹
ای۔میل : *info@faridbookstall.com*
ویب سائٹ : *www.faridbookstall.com*

www.waseemziyai.com

فہرس

زجاجۃ المصابیح (ترجمہ نورُ المصابیح) (جلد چہارم)

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
★	تقریظ گرامی	17
★	فخر المدرسین، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد خاں عتیقی مدظلہ العالی	17
☆	اساتذہ	18
☆	تلامذہ	18
★	استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبد الحمید صاحب چشتی زید مجدہ	21
★	سوانح مترجم	22
☆	ولادت وخاندان	22
☆	ابتدائی تعلیم	22
☆	حفظ القرآن	23
☆	درس نظامی کی تعلیم	23
☆	دورۂ حدیث شریف	24
☆	شہادتِ عالیہ کے امتحان میں اوّل پوزیشن	25
☆	بیعت	25
☆	تدریس	25
☆	خانیوال میں بحیثیت شیخ الحدیث	25
☆	خطابت	26
☆	افتاء	26
☆	تصنیف وتالیف	26
☆	اساتذہ کرام	26
☆	تلامذہ	27
☆	اولاد	27
★	عرضِ مترجم	28
☆	مؤلف زجاجۃ المصابیح کی مختصر سوانح	29
★	انتساب	32
	کتاب الآداب	33
☆	ادب کی تحقیق	33
★	**باب:** سلام کا بیان	33
☆	سلام کی تحقیق	33
☆	سلام کی اہمیت وفضیلت	34
☆	سلام کے احکام ومسائل	35
☆	اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی تاویل	37
☆	اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دایاں ہونے کی توجیہ	38
☆	نبی کریم ﷺ کے افضل الانبیاء ہونے پر وارد شدہ اشکال کا جواب	38
☆	حضرت آدم علیہ السلام کی اپنی صورت پر پیدا فرمانے کی توجیہ	40
☆	یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہت کا مفہوم	41
☆	مسائل ضروریہ	42
★	**باب:** سلام کی فضیلت اور اس کی ترغیب	42
☆	کفار وفساق کو سلام کہنے کا حکم	42
☆	جنازہ کے پیچھے چلنے کا حکم	44
★	**باب:** سلام کے آداب	46
☆	مجلس سے اٹھ کر جانے والے کے سلام کا جواب دینا	46
☆	جماعت میں سے ایک آدمی کا سلام کہنا کافی ہے	47
☆	بچوں کو سلام کہنے کا حکم	48

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	مرد وعورت کا ایک دوسرے کو سلام کہنا	48
☆	انگلش وغیرہ غیر مسلم اقوام کی زبانیں سیکھنے کا حکم	50
☆	**باب:** اجازت طلب کرنے کا بیان	51
☆	آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول	51
☆	اجازت طلب کرنے کے احکام ومسائل	51
☆	احادیث میں تطبیق	52
☆	**باب:** مصافحہ، معانقہ اور بوسہ لینے کا بیان	55
☆	مصافحہ ومعانقہ کی لغوی تحقیق	55
☆	مصافحہ کا حکمِ شرعی	59
☆	مصافحہ کا طریقہ	60
☆	معانقہ کا حکمِ شرعی	60
☆	بوسے کی اقسام اور حکمِ شرعی	60
★	**باب:** (تعظیماً) کھڑا ہونے کا بیان	61
☆	قیامِ تعظیم کا ثبوت	61
★	**باب:** بیٹھنے، سونے اور چلنے کا بیان	65
☆	احتباء کی تحقیق	65
☆	حلقہ کے درمیان بیٹھنے والے شخص سے کون مراد ہے؟	66
☆	پیٹ کے بل لیٹنا	67
☆	قبرانور میں کپڑا بچھانے کی تحقیق	69
★	**باب:** چھینک اور جمائی کا بیان	70
☆	چھینک کا جواب دینے کے احکام	70
☆	جمائی روکنے کا طریقہ	71
☆	یہودی بھی عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے معترف تھے	72
★	**باب:** ہنسنے کا بیان	74
☆	تبسم، ہنسی اور قہقہہ میں فرق	74
☆	احادیث میں تطبیق	74
☆	نبی کریم ﷺ کے حجاب نہ فرمانے اور مسکرانے کا مفہوم	75

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
★	**باب:** ناموں کا بیان	76
☆	علم، نام، کنیت اور لقب کی تعریفات	77
☆	ابوالقاسم کنیت اور محمد نام رکھنے میں مختلف اقوال	77
☆	قیامت کے دن باپ یا ماں کے نام سے پکارے جانے کی تحقیق	80
☆	اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نام	80
☆	”تم صرف یوں کہو: جو اللہ نے چاہا“ کی وضاحت	85
★	**باب:** خطاب، شعر اور گانے کا بیان	88
☆	بیان اور شعر کی لغوی تحقیق	88
☆	آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول	89
☆	غناء کی حرمت پر دلائل	89
☆	پاکیزہ اشعار پڑھنے کا جواز	91
☆	مشکل الفاظ کی وضاحت	93
☆	بعض بیان جادو ہیں	94
★	**باب:** زبان کو نامناسب گفتگو خصوصاً غیبت اور گالی گلوچ سے محفوظ رکھنے کا بیان	98
☆	غیبت اور شتم کا مفہوم	99
☆	ظن کی اقسام	99
☆	شیطان کا انسانی صورت میں ظاہر ہو کر جھوٹی بات نشر کرنا	104
☆	دورُخا شخص	105
☆	حدیثِ مذکور کی فضیلت	106
☆	حدیث مذکور کی تشریح	110
☆	غیبت کی مختلف صورتیں	112
☆	غیبت صرف زبان کے ساتھ خاص نہیں	112
☆	کن صورتوں میں غیبت جائز ہے؟	112
☆	غیبت کا کفارہ	113
★	**باب:** وعدے کا بیان	113
☆	وعدے کی لغوی تحقیق	113

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	حدیث مذکور سے مستنبط مسائل	114
☆	بغیر گواہی طلب کیے وعدہ پورا کرنا	114
☆	وعدہ کے احکام	115
★	**باب:** خوش طبعی کا بیان	116
☆	مزاح کی تحقیق	116
☆	آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول	116
☆	حدیثِ مذکور سے مستنبط مسائل	117
☆	حرم مدینہ کے شکار کا مسئلہ	118
☆	**باب:** فخر اور تعصب کا بیان	121
☆	فخر و تعصب کی تحقیق	121
☆	حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کی وضاحت	123
☆	نبی کریم ﷺ کو سیّد کہنے کا مسئلہ	125
☆	آپ کی تعریف میں مبالغہ کی تحقیق	126
☆	**باب:** نیکی اور صلہ رحمی کا بیان	127
☆	''بر'' اور ''صلہ'' کی لغوی تحقیق	127
☆	گناہ کی بناء پر رزق سے محروم ہونے سے کیا مراد ہے؟	128
☆	ماں اور باپ کے حق میں ترتیب	129
☆	حدیثِ غار سے مستنبط مسائل	134
☆	حدیث مذکور پر اشکال اور اس کا جواب	135
★	**باب:** مخلوق پر شفقت اور رحمت کا بیان	138
☆	شفقت اور رحمت کی لغوی تحقیق	138
☆	الفاظِ حدیث کی جامعیت	140
☆	تعلیم و تربیت کے لیے یتیم کو مارنا	142
☆	تیسرے شخص کی موجودگی میں سرگوشی کرنے کا شرعی حکم	149
★	**باب:** اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اللہ کی طرف سے محبت کا بیان	149
☆	عنوان کی تشریح	149
☆	ارواح کا باہمی تعارف اور اجنبیت	150
☆	محبوب کی معیت کا مفہوم	154
★	**باب:** ترکِ تعلق، قطع رحمی اور عیب تلاش کرنے سے ممانعت	155
☆	تین دن سے زائد ترکِ تعلق کی ممانعت	156
☆	دینی اغراض کے پیش نظر تین دن سے زائد ترکِ تعلق کا جواز	156
☆	عیب جوئی کی ممانعت	159
☆	گناہوں کی بناء پر نیکیوں کا ضائع ہونا	159
☆	فقر، کفر تک کیسے پہنچاتا ہے؟	160
★	**باب:** اُمور میں احتیاط اور غور و فکر	163
☆	میانہ روی وغیرہ نبوت کا چوبیسواں یا پچیسواں حصہ کیسے ہیں؟	163
☆	حسنِ سوال نصف علم ہے	164
★	**باب:** نرمی، حیاء اور حسن خلق کا بیان	166
☆	رفق، حیاء اور حسنِ خلق کی تحقیق	166
☆	اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظِ رفیق کا اطلاق	166
☆	لفظ ''خدا'' کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو موسوم کرنے کی تحقیق	167
☆	ایک اشکال اور اس کا جواب	169
☆	گوشہ نشینی افضل ہے یا باہمی میل جول؟	173
★	**باب:** غصے اور تکبر کا بیان	174
☆	''غضب'' اور ''کبر'' کی تحقیق	174
☆	ایمان کی زیادتی کو قبول نہیں کرتا	176
☆	کیا متکبر جنت میں داخل نہیں ہوگا؟	176
★	**باب:** ظلم کا بیان	179
☆	ظلم کی تحقیق	179
☆	ظلم تاریکیوں کا باعث بنے گا	179

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	حقیقی مفلس کون؟	180
☆	کیا دوسروں کے اعمال کے سبب آدمی سے مواخذہ ہوگا؟	180
★	**باب:** نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا	183
☆	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تحقیق	183
☆	اجماع کو ثبوت	184
☆	امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق شرعی احکام	191
	کتاب الرقاق	193
☆	"رقاق" کی لغوی تحقیق	193
☆	تندرستی اور فراغت کا نعمتِ الٰہی ہونا	193
☆	انسانوں اور جنوں کو فرشتے کی آواز نہ سنانے کی حکمت	195
☆	حرام کام سے بچنا عبادت ہے	197
☆	ایک اہم مسئلہ	198
☆	راہِ خدا میں مال خرچ کرنے اور ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانے سے کون سا عمل افضل ہے؟	200
☆	حرمتِ تصویر کا مسئلہ	207
☆	تعمیرِ مساجد	209
☆	اصحابِ صفہ	212
☆	مال جمع کرنے کا شرعی حکم	213
☆	اعمال کا بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونا	214
★	**باب:** فقراء کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کی معیشت کا بیان	214
☆	فقراء کی فضیلت	215
☆	فقراء سے کون لوگ مراد ہیں؟	215
☆	صابر فقیر اور شکر گزار غنی کی باہمی فضیلت کا بیان	215
☆	فقراء کے دروازوں سے نکالے جانے کا مطلب	216
☆	اللہ پر قسم اٹھانے کا مطلب	216
☆	احادیث میں تعارض کا جواب	217

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	فقراء کے جنت میں پہلے داخل ہونے والی احادیث میں تعارض کا جواب	218
☆	دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ کیسے ہے؟	221
☆	پیٹ پر پتھر باندھنے کی حکمت	224
★	**باب:** اُمید اور حرص کا بیان	225
☆	"امل" اور حرص کی تحقیق	225
☆	مثال کے ذریعہ موت اور امید کی وضاحت	226
☆	زہد کی حقیقت	227
★	**باب:** طاعت کے لیے مال اور عمر کو پسند کرنا	229
☆	کیا ولی ارادہ پر مواخذہ ہوگا؟	230
☆	حدیث مذکور پر اشکال کا جواب	232
★	**باب:** توکل اور صبر کا بیان	233
☆	توکل اور صبر تحقیق	233
☆	احادیث میں تطبیق	234
☆	علاج توکل کے خلاف نہیں	235
☆	کمائی ترک کر دینا توکل نہیں	236
☆	**باب:** ریا اور شہرت پسندی کا بیان	240
☆	"ریا وسمعہ" کی تحقیق	240
☆	حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے رونے کا سبب	240
☆	وہ لوگ جن کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے؟	245
★	**باب:** رونے اور خوف کا بیان	247
☆	"بکاء" اور خوف کی تحقیق	247
☆	حدیث مذکور کا سبب	247
☆	کافر سے بھی حساب ہوگا	248
☆	"مایفعل بی ولابکم" کی وضاحت	251
☆	کیا اس امت میں بھی شکلیں تبدیل کرنے کا عذاب ہوگا؟	254
★	**باب:** لوگوں میں تبدیلی کا بیان	254

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	لوگوں کی تبدیلی سے کیا مراد ہے؟	254
☆	مفہوم حدیث کی وضاحت	255
☆	صحابی کی حالت کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کے رونے کی حکمت	256
★	**باب:** ڈرانے اور محتاط کرنے کا بیان	257
☆	حرام بھی رزق ہے	258
☆	نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کو نفع پہنچانے کی بحث	260
	کتاب الفتن	263
☆	"فتن" کی لغوی تحقیق	263
☆	نبی کریم ﷺ کا علم غیب	263
☆	گوشہ نشینی اور باہمی میل جول میں کون سا طریقہ افضل ہے؟	269
☆	غلام کے عوض قبر فروخت ہونے کا مفہوم	270
☆	واقعہ حرہ	271
☆	گناہ کے پختہ دلی ارادہ پر بھی گناہ ہے	273
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان کی باہمی جنگوں کا حکم	273
★	**باب:** لڑائیوں کا بیان	276
☆	"ملاحم" کی لغوی تحقیق	276
☆	دو بڑی جماعتوں سے مراد کون سی جماعتیں ہیں؟	277
☆	ایصال ثواب کا ثبوت	280
☆	قیصر و کسریٰ کی ہلاکت	286
★	**باب:** علاماتِ قیامت کا بیان	286
☆	"اشراط الساعة" کی لغوی تحقیق	287
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان پر لعن طعن کرنا قربِ قیامت کی علامت ہے	288
☆	معاملات کا نااہل لوگوں کے سپرد ہونا' قربِ قیامت کی نشانی ہے	289
☆	سرزمین حجاز سے آگ کا ظہور	291
☆	سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور	296
★	**باب:** قربِ قیامت کی علامات کا بیان اور دجال کا ذکر	296
☆	قیامت کی دس علامات کا بیان	297
☆	دھواں نکلنے کا بیان	297
☆	دجال کی وجہ تسمیہ	297
☆	دابة الارض کا خروج	298
☆	یاجوج و ماجوج کا بیان	298
☆	مختلف روایات میں تطبیق	300
☆	احادیث میں تطبیق	301
☆	عرش کے نیچے سورج کے سجدہ کرنے کی کیفیت	301
☆	دجال کون سی آنکھ سے کانا ہوگا؟	304
☆	دجال کے خروج کے وقت ایام کے طویل ہونے کی کیفیت کا بیان	308
☆	طویل ایام میں نمازوں کے اوقات کا اندازہ کیسے لگایا جائے گا؟	309
☆	جن علاقوں میں عشاء کا وقت نہیں آتا' وہاں نمازوں کا شرعی حکم	309
☆	سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول کہاں ہوگا؟	310
☆	سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس کی خوشبو سے دجال کیوں نہیں مرے گا؟	310
★	**باب:** ابن صیاد کا قصہ	316
☆	ابن صیاد کا تذکرہ	320
★	**باب:** سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری	322
☆	قربِ قیامت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور اس کی حکمتوں کا بیان	323
☆	حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول پر استدلال	324

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے وقت امام کون ہوگا؟	324
☆	حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضۂ انور میں مدفون ہونا	325
★	**باب:** قربِ قیامت کا بیان اور اس بات کا بیان کہ جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی	326
☆	قیامت کو ساعت کہنے کی وجہ تسمیہ	326
☆	مذکورہ حدیث کا مفہوم	326
☆	سو سال تک کسی کے زندہ نہ رہنے سے مراد	327
★	**باب:** قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی	328
☆	احادیث میں تطبیق	329
☆	تقویۃ الایمان میں مذکورہ حدیث کی عجیب و غریب تشریح	330
★	**باب:** صور پھونکنے کا بیان	331
☆	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول ''ابیت'' کا مفہوم	331
☆	قرآن و حدیث کے متشابہات کے بارے میں صحیح مسلک کا بیان	333
★	**باب:** حشر کا بیان	334
☆	محشر کی لغوی تحقیق	334
☆	زمین کے روٹی ہونے کا مفہوم	335
☆	لوگوں کے حشر کی کیفیت	336
☆	حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلے لباس پہنانے کی تحقیق	337
☆	کن لوگوں کا حوض سے دور کیا جائے گا؟	338
☆	نبی کریم ﷺ کے علم پر اعتراض کے جوابات	339
☆	آزر سے بیزاری کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق سوال کیوں کریں گے؟	343
☆	سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مؤمن تھے	344
★	**باب:** حساب، قصاص اور میزان کا بیان	346
☆	حساب، قصاص اور میزان کی تحقیق	346
☆	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اشکال کی وجہ	347
☆	نبی کریم ﷺ کے حساب میں آسانی کی دعا مانگنے کی توجیہ	347
☆	نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت	348
☆	پلِ صراط کا بیان	355
★	**باب:** حوض اور شفاعت کا بیان	355
☆	نبی کریم ﷺ کے حوض کا بیان	355
☆	شفاعت کا بیان	355
☆	کوثر سے کیا مراد ہے؟	356
☆	حوضِ کوثر سے سیراب ہونے والوں کو پیاس نہ لگنے کا مفہوم	357
☆	نبی کریم ﷺ حوضِ کوثر سے دور کیے جانے والوں کو پہچانتے ہیں	358
☆	حضرت نوح علیہ السلام کا اوّل نبی ہونا	361
☆	سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین باتوں کے جھوٹ ہونے کی تحقیق	362
☆	نبی کریم ﷺ کی طرف مغفرتِ ذنوب کی نسبت کی تحقیق	363
☆	روزِ محشر شانِ مصطفےٰ ﷺ کا اظہار	366
☆	فوائد حدیث	371
☆	نبی کریم ﷺ کی شانِ تصرف	375
☆	موت کو مینڈھے کی صورت میں پیش کرنے کا بیان	382
★	**باب:** جنت اور اہل جنت کی صفات کا بیان	382
☆	جنت کی لغوی تحقیق	383
☆	قریش کو کاشتکار کہنے کی وجہ	384

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	جنتی کے حسین صورت میں داخل ہونے کا مفہوم	385
☆	جنتیوں کے ہر جمعہ کو بازار میں آنے کی تحقیق	385
☆	جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے گروہ کا بیان	390
☆	حورِ عین کا بیان	391
☆	حوروں کی تعداد کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق	391
☆	جنتی درجات کی تحقیق	393
☆	سیحان، جیحان، فرات اور نیل کی تحقیق	394
★	باب: اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان	396
☆	دیدارِ الٰہی کا بیان	400
★	باب: جہنم اور اہلِ جہنم کی صفات کا بیان	404
☆	جہنم کی وجہ تسمیہ	404
☆	جہنم کی آگ کی شدت کا بیان	405
☆	جہنم پیدا ہو چکی ہے	405
☆	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم	407
☆	ایمان ابی طالب کی بحث	410
☆	کفر کے باوجود ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کی حکمت	410
☆	نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان پر فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا استدلال	411
★	باب: جنت اور دوزخ کی پیدائش کا بیان	415
☆	جنت و دوزخ کا مباحثہ	415
☆	اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا بیان	416
★	باب: پیدائش کی ابتداء اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر	417
☆	نبی کریم ﷺ کا عظیم الشان معجزہ اور آپ کا علمِ غیب	417
☆	نبی کریم ﷺ سے توسل کا ثبوت	422

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	ندائے یا محمد ﷺ کا بیان	424
☆	رؤیت الٰہی کے ممکن ہونے پر دلیل	427
☆	افضلیت ملائکہ کی بحث	429
☆	حضرت آدم علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟	430
☆	ایک اشکال کا جواب	433
☆	سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو بہن کہنے کی وجہ	433
☆	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول "اے بارش کے بیٹو!" کا مفہوم	433
☆	نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں	434
☆	نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب کہ اگر میں اتنی طویل مدت قید میں ٹھہرتا تو بلانے والے کی دعوت قبول کر لیتا	434
☆	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے ہوش ہونے والی حدیث پر اشکال کا جواب	437
☆	انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دینے سے منع فرمانے کی توجیہات	437
☆	سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ملک الموت کو تھپڑ مارنے کی توجیہات	439
☆	صالحین کے مزارات کے قریب دفن کا استحباب	439
☆	حدیث مذکور سے مستنبط فوائد	440
☆	حضرت خضر علیہ السلام کا نام و نسب	441
☆	سیدنا خضر علیہ السلام کی نبوت کی بحث	441
☆	حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کا بیان	442
☆	سیدنا داؤد علیٰ نبینا وعلیہ والسلام کا معجزہ	444
☆	سیدنا داؤد و سیدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ کے فیصلوں میں اختلاف کا قصہ	444
☆	سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت	446

MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	حدیث مذکور سے سیّدہ مریم وسیّدہ آسیہ رضی اللہ عنہما کی نبوت پر استدلال کا جواب	447
☆	سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان	448
★	**باب:** سیّد المرسلین ﷺ کے فضائل کا بیان	449
☆	نعمت کا اظہار کرنا بھی شکر ہے	450
☆	نورِ مصطفیٰ ﷺ کا پاک آباء واجداد کی طرف انتقال	450
☆	نبی کریم ﷺ کے خاندان کی فضیلت	451
☆	ختم نبوت کا بیان	453
☆	سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب	455
☆	اوّلیت مصطفےٰ ﷺ کا بیان	455
☆	عالم ارواح میں نبوتِ مصطفیٰ ﷺ پر حدیث مذکور سے محدث اعظم پاکستان کا استدلال	456
☆	انبیاء کرام علیہم السلام اور اہل آسمان پر فضیلتِ مصطفیٰ ﷺ کا بیان	458
☆	امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے پوری روئے زمین سجدہ گاہ ہے	458
☆	تمام اجزائے زمین سے تیمم کے جواز کا بیان	459
☆	مالِ غنیمت کا حلال ہونا خصوصیتِ مصطفیٰ ﷺ ہے	460
☆	نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص شفاعت کا بیان	460
☆	خصوصیات کے متعلق وارد احادیث میں اعداد کے اختلاف کی توجیہ	461
☆	نگاہِ مصطفےٰ ﷺ کی وسعت کا بیان	462
☆	قضاء مبرم اور قضاء معلق کا بیان	463
☆	امت پر دو تلواریں جمع نہ ہونے کی توجیہ	464
☆	حق ہمیشہ غالب رہے گا	465
☆	اجماع حجت ہے	465
☆	خلیل وحبیب میں فرق	467
☆	کلیم وحبیب میں فرق	470
☆	مسیح وحبیب میں فرق	471
☆	نبی کریم ﷺ کے ارشاد ''لافخر'' کا مفہوم	473
☆	نبی کریم ﷺ کی سیادت کو روزِ قیامت کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ	473
☆	جس حدیث میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دینے سے منع فرمایا گیا ہے اس کے جوابات	473
☆	نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ کی شانِ امتیاز	475
☆	اُمیوں کے لیے حرز اور جائے پناہ ہونے کی وضاحت	478
☆	احناف پر وارد ہونے والے ایک اشکال کا جواب	479
☆	سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدفن	481
☆	نبی کریم ﷺ کی نماز چاشت کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق	482
★	**باب:** نبی کریم ﷺ کے اسماء مبارکہ اور صفات کا بیان	483
☆	نبی کریم ﷺ کے کثیر اسماء مبارکہ آپ کی فضیلت کی دلیل ہیں	483
☆	اسم رسالت محمد کی تحقیق	483
☆	اسم مبارک احمد کی تحقیق	483
☆	اسم مبارک ماحی کی تشریح	484
☆	اسم مبارک مقفی کی تشریح	484
☆	اسم مبارک نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ کی تشریح	484
☆	نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک کا بیان	486
☆	قد مبارک کا اعجاز	488
☆	شانِ مصطفیٰ ﷺ کے ذکر سے عجز کا بیان	490
☆	اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ فرمانے کی توجیہ	491
★	**باب:** نبی پاک ﷺ کے اخلاق وعادات کا	

MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	بیان	493
☆	حدیث مذکور سے مستنبط فوائد	494
☆	نبی کریم ﷺ کے لفظ ''نہیں'' نہ فرمانے کی وضاحت	495
☆	حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کسی کام پر اعتراض نہ فرمانے کی توجیہ	496
☆	حدیث مذکور سے مستنبط فوائد	497
☆	اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کا حکم	498
☆	نبی کریم ﷺ کے گھٹنے پھیلا کر نہ بیٹھنے کی وضاحت	499
☆	حدیث مذکور پر واردشدہ اشکال کا جواب	500
☆	نبی کریم ﷺ کی رحمت مؤمنین وکافرین سب کے لیے ہے	501
☆	نبی کریم ﷺ کی حیاء کا بیان	501
☆	نبی کریم ﷺ کے جوئیں تلاش فرمانے کی توجیہ	503
☆	کھانے کے چند آداب	504
☆	عورت اور خادم کو نہ مارنے کا خصوصی ذکر کرنے کی حکمت	506
★	**باب:** بعثت مبارکہ اور ابتدائے وحی کا بیان	506
☆	وحی کا لغوی وشرعی معنی	506
☆	نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کا بیان	507
☆	خلفائے اربعہ کی عمروں کا بیان	507
☆	وحی کی اقسام	510
☆	سچے خوابوں کا بیان	511
☆	وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے کیوں ہوئی؟	511
☆	آپ کے دل میں تنہائی کی محبت کیوں پیدا کی گئی؟	511
☆	اعلانِ نبوت سے پہلے آپ کی عبادت کا بیان	511
☆	وحی کا آغاز کب ہوا؟	512
☆	''ما انا بقدرئ'' کی تشریح	513
☆	نبوی طاقت کا بیان	513
☆	دورانِ نماز پشتِ اقدس پر اوجھڑی ہونے کے باوجود نماز جاری رکھنے کے اشکال کا جواب	518
★	**باب:** علاماتِ نبوت کا بیان	520
☆	شقِ صدر کتنی دفعہ ہوا؟	520
☆	شقِ صدر کی حکمت	521
☆	شقِ صدر نورانیت کے منافی نہیں	521
☆	''هذا حظ الشطان منك'' کی توضیح	521
☆	نبی کریم ﷺ کی نسبت سے آبِ زم زم کی فضیلت	523
☆	معجزہ شق القمر کا بیان	523
☆	شانِ نبوت کے اظہار کے لیے پتھروں میں شعور پیدا کیا گیا	524
☆	نبی کریم ﷺ کا حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا	526
☆	نبی کریم ﷺ کے معجزات کا بیان	527
☆	حدیث ھرقل سے مستنبط فوائد	530
★	**باب:** معراج شریف کا بیان	531
☆	معراج کی لغوی تحقیق	534
☆	نبی کریم ﷺ کی معراج کا بیان	534
☆	صوفیانہ نکتہ	535
☆	واقعہ معراج کی تاریخ	536
☆	شبِ معراج دیدارِ الٰہی کا بیان	536
☆	رؤیت قلبی سے کیا مراد ہے؟	537
☆	براق کا بیان	537
☆	متعارض روایات کی توجیہ	538
☆	مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے کی حکمتیں	539
☆	آسمانوں پر فرشتوں کے سوال وجواب کی حکمتیں	539

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	نبی کریم ﷺ کا انبیاء کرام کو سلام کرنا	540
☆	جبریل علیہ السلام کا انبیاء کرام علیہم السلام سے نبی کریم ﷺ کا تعارف کروانا	540
☆	انبیاء کرام علیہم السلام کا متعدد جگہ تشریف فرما ہونا	541
☆	مخصوص انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص آسمانوں پر ملاقات کی حکمت	542
☆	سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رونے کا سبب	543
☆	سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نبی کریم ﷺ کو غلام کہنا	543
☆	سدرۃ المنتہیٰ کا بیان	544
☆	سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے نمازوں میں تخفیف	545
☆	بیت المقدس اٹھا کر سامنے کرنے میں نبی کریم ﷺ کی عظیم فضیلت کا بیان	546
★	**باب:** معجزات کا بیان	551
☆	معجزہ کی تعریف	551
☆	دارالندوہ میں قریش کی مجلسِ مشاورت	552
☆	فوائد حدیث	554
☆	اُم معبد کا واقعہ	555
☆	حدیث مذکور پر اشکال کا جواب	556
☆	نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ غیبی خبروں کا ظہور	558
☆	منافقین پر لفظ ''اصحابی'' کے اطلاق کی وضاحت	559
☆	نبی کریم ﷺ کے تین معجزات کا بیان	560
☆	بالخصوص انصارِ مدینہ سے مشاورت کی حکمت	561
☆	حدیث مذکور سے مستنبط فوائد	561
☆	سماعِ موتیٰ کا ثبوت	562
☆	بدر کے روز نبی کریم ﷺ کے دعا فرمانے کی حکمت	564
☆	جنگ بدر میں فرشتوں کے لڑائی میں حصہ لینے کی تحقیق	565
☆	روایات میں تعارض کی توجیہ	571
☆	حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت سے سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب	574
☆	انگلیوں سے پانی جاری ہونے کی کیفیت کا بیان	576
☆	حدیبیہ کے روز صحابہ کرام کی تعداد میں مذکور مختلف روایات میں تطبیق	577
☆	زہر آلود گوشت کھلانے والی، یہودیہ عورت کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق	583
☆	میت کے گھر طعام کی تحقیق	585
☆	نبی کریم ﷺ کی اپنے دادا جان کی طرف نسبت کرنے کی حکمت	589
☆	دینی خدمات سرانجام دینے والا بھی بدمذہب ہو سکتا ہے	590
☆	نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس میں سحر کی تاثیر کی حکمت	591
★	**باب:** کرامات کا بیان	597
☆	سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قسم توڑنے کی حکمت	601
☆	مقبولانِ حق کے وصال کے بعد انوار کی بارش	602
☆	مزارِ اقدس کی چھت میں روشن دان بنانے کی حکمت	603
☆	ایامِ حرہ کا بیان	603
★	**باب:**	605
☆	نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک کا بیان	605
☆	وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک کتنی تھی؟	605
☆	تاریخِ وصال	605
☆	وصال مبارک کے واقعات کا بیان	607
☆	آپ کے جنازہ مبارکہ کی کیفیت کا بیان	608
☆	حدیثِ قرطاس پر اعتراضات کے جوابات	613

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
★	**باب:**	619
☆	مذکورہ حدیث سے اہلِ تشیع کے ردّ کا بیان	620
★	**باب:** قریش کے فضائل کا بیان اور قبائل کا ذکر	621
☆	قریش کے نام کی تحقیق	621
☆	قریش کے ساتھ خلافت کے اختصاص کا بیان	622
☆	اس دور میں خلافت قریش میں نہ ہونے کا جواب	622
☆	احادیث میں تعارض کی توجیہ	623
★	**باب:** صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مناقب	629
☆	صحابی کی تعریف	629
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان میں باہمی فضیلت کی ترتیب کا بیان	629
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالی دینے کا حکم	630
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نمک کے ساتھ تشبیہ دینے کی توجیہ	631
☆	قرونِ ثلاثہ کا بیان	633
★	**باب:** سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل	633
☆	سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سوانح	634
☆	سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مستحقِ خلافت ہونے کی طرف اشارہ	635
★	**باب:** حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب	639
☆	سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سوانح	639
☆	سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے محدث ہونے کا بیان	640
☆	جنگ بدر میں فدیہ لینے پر عتاب نازل ہونے کی وضاحت	642
☆	حدیث مذکور پر اشکال جواب	645
★	**باب:** حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب	648
☆	سیدنا صدیق اکبر وسیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی انبیاء ورسل کے علاوہ باقی انسانوں پر فضیلت کا بیان	649
★	**باب:** سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل	651
☆	سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سوانح	651
☆	حدیث مذکور پر اشکال کا جواب	652
☆	سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رفیقِ جنت ہونا دیگر صحابہ کے رفیق ہونے کے منافی نہیں	653
★	**باب:** خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے فضائل	657
★	**باب:** سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل	658
☆	سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سوانح	658
☆	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دینے سے ان کا خلیفہ بلافصل ہونا ثابت نہیں ہوتا	659
☆	''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کا ردّ	661
★	**باب:** عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل	666
☆	حدیث میں مذکور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سوانح حیات	668
☆	حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سوانح	669
☆	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح	670
☆	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح	670
☆	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی سوانح	670
☆	حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح	671
	الفصل الاوّل	675
★	**باب:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل	675

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	اہلِ بیت کا مداق کون حضرات ہیں؟	675
☆	ناؤ ہے عترت رسول اللہ ﷺ کی	676
☆	سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سوانح	680
☆	سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح	681
☆	سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی سوانح	681
☆	سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی سوانح	682
☆	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	688
☆	سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی سوانح	689
☆	سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سوانح	690
☆	سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی سوانح	691
☆	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی سوانح	692
	الفصل الثانی	692
	نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل	692
☆	نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی تعداد	692
☆	سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	693
☆	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	696
☆	سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	696
☆	سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	696
☆	سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	696
☆	سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	697
★	**باب: جامع المناقب**	697
☆	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح	698
☆	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوانح	698
☆	حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	699
☆	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح	699
☆	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی سوانح	700
☆	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	700
☆	حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی سوانح	701
☆	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	701
☆	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سوانح	702
☆	سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی سوانح	702
☆	حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	703
☆	حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ سیدہ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کی سوانح	704
☆	حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی سوانح	705
☆	حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی سوانح	705
☆	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی سوانح	707
☆	حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی سوانح	707
☆	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سوانح	708
☆	سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح	708
☆	سیدنا ابوزید رضی اللہ عنہ کی سوانح	709
☆	سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سوانح	709
☆	سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح	710
☆	سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح	710
☆	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح	711
☆	سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی سوانح	711
☆	سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی سوانح	712
☆	سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی سوانح	713
☆	سیدنا معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی سوانح	713
☆	سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	713
☆	سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	714
☆	سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سوانح	714
☆	سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی سوانح	715
☆	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	715
☆	سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سوانح	715
☆	سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی سوانح	716
☆	حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی سوانح	722

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
★	جامع بخاری میں مذکور اہل بدر کے ناموں کا بیان	722			
★	**باب:** یمن وشام اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذکر	724			
☆	سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	724			
☆	ابدال کا بیان	727			
★	**باب:** اس امت کا ثواب	729			
☆	امت سے اہل سنت وجماعت مراد ہیں	729			
☆	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو تھوڑے اعمال پر زیادہ ثواب عطا ہوگا	730			
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان کی افضلیت پر ہونے والے اشکال کا جواب	730			
★	حسن اختتام	734			
☆	زجاجۃ المصابیح کے ترجمہ وحواشی کی تکمیل	734			
★	ماخذ ومراجع	737			

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تقریظ گرامی

فخر المدرسین، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد خاں عتیقی مدظلہ العالی
شیخ الحدیث، جامعہ ہجویریہ، دربار داتا صاحب، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى آلِهِ الْمُجْتَبٰى وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ نُجُوْمُ الْهُدٰى وَعَلٰى عُلَمَاءِ هِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَفَاءُ هُ الَّذِيْنَ يَرْوُوْنَ اَحَادِيْثَهٗ.

علماء اسلام نے علوم نقلیہ وعقلیہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں، جس موضوع پر بھی انہوں نے قلم اٹھایا، اسے خوب نبھایا اور ہر موضوع پر تصانیف کے انبار لگا دیئے، تفسیر کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے تاہنوز احادیث نبویہ پر بہت زیادہ تحقیقی کام ہوا کیونکہ فہم قرآن پاک کا دارومدار بھی احادیث نبویہ پر ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ تفسیر سے بھی بڑھ کر احادیث پر کام ہوا تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں، کیونکہ حدیث کے دو شعبے ہیں: علم روایت حدیث اور علم درایت حدیث، اور دونوں شعبوں میں کتب کے انبار لگے ہوئے ہیں اور اہل علم پر واضح ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک کی متعدد آیات مبارکہ میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت واتباع کا حکم دیا ہے۔

اور خود حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا اپنے فداکاروں اور جاں نثاروں کو اپنے ارشادات سن کر دوسروں تک پہنچانے کا تاکیدی حکم دیا ہے، بطور نمونہ چند ارشادات تحریر کیے جا رہے ہیں:

رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ كَلَامِيْ فَوَعَاهَا ثُمَّ اَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا.

اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر رحم فرمائے کہ جس نے میرا کلام سن کر یاد کیا پھر اس کو ایسے ہی دوسروں تک پہنچایا جیسے اس نے (مجھ سے) سنا۔

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهٗ وَبَلَّغَهٗ غَيْرَهٗ.

اللہ تعالیٰ اس آدمی کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سن کر یاد رکھی اور پھر اسے دوسروں تک پہنچا دیا۔

مَنْ حَفِظَ مِنْ اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِّنَ السُّنَّةِ حَتّٰى يُؤَدِّيَهَا اِلَيْهِمْ كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا وَّشَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ.

میرا جو امتی چالیس حدیثیں یاد کرے اور پھر انہیں لوگوں تک پہنچائے تو میں قیامت کے دن اس کے ایمان کی گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا لَمَّا تَمَسَّكْتُمْ كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِيْ.

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے، ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور حفاظت حدیث کے پیش نظر من گھڑت حدیث روایت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي جَهَنَّمَ يُوْقَعُ فِيْهِ. جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا اس کے لیے جہنم میں گھر بنا دیا گیا ہے' اسے اس جہنم کے گھر میں ڈالا جائے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں یہ علم اپنے تلامذہ تابعین کی طرف منتقل کر دیا اور انہوں نے بھی حفاظت حدیث کی عظیم خدمات سرانجام دیں اور تابعین میں سے امام الائمۃ' سراج الامۃ' کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سرفہرست ہیں' آپ کے چار ہزار اساتذہ آپ کی جلالت علمی کے شاہد عدل ہیں۔

اساتذہ

مؤرخین' محققین نے ان چار ہزار میں سے چند چیدہ چیدہ برگزیدہ ہستیوں کا تذکرہ کیا ہے جو درج ذیل ہیں:

صحابیٔ رسول حضرت انس بن مالک' دیگر صحابیٔ رسول عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما' علاوہ ازیں ابراہیم نخعی' عامر شعبی' حماد بن سلیمان' ابواسحاق سبیعی' عطا بن ابی رباح' عاصم بن ابی النجود' علقمہ بن مرثد' حکم بن عتبہ' سلمہ بن کہیل' ابوجعفر محمد بن علی' علی بن احمر' زیاد بن علاقہ' سعید بن مسروق ثوری' عدی بن ثابت الانصاری' عطیہ بن سعید عوفی' ابوسفیان سعدی' عبدالکریم ابوامیر' یحییٰ بن سعید انصاری' ہشام بن عروہ' نیز علاوہ ازیں قاسم بن محمد' قتادہ' طاؤس بن کیسان' عمرو بن دینار' عبداللہ بن دینار' حسن بصری' امام شاہان سلیمان الاعمش رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم جیسی عظیم شخصیات سیدنا امام اعظم کے اساتذہ میں شامل ہیں' جیسے کثیر تعداد میں اساتذہ کا ہونا آپ کے خصائص ہیں ایسے ہی ائمہ میں سے براہِ راست صحابیٔ رسول سے حدیث بیان کرنا بھی آپ کے خصائص میں سے ہے اور یہ بھی آپ کے خصائص میں سے ہے کہ قواعد وضوابط کی روشنی میں آپ اجتہاد کے موجد اور امام ہیں اور دیگر ائمہ آپ کے خوشہ چینوں میں سے ہیں اور اسی طرح یہ بھی آپ کے اعزاز اور خصائص میں سے ہے کہ آپ نے فقہی ابواب کی ترتیب پر اپنے تلامذہ کو احادیث لکھوائیں' جسے کتاب الآثار کے نام سے موسوم کیا گیا جسے بڑی پذیرائی حاصل ہوئی' اس کے رجال پر بھی تحقیق کی گئی اور اس کی شروح بھی لکھی گئیں' چنانچہ اسی کتاب الآثار کی روشنی میں مسانید لکھی گئیں جو جامع المسانید کے نام سے شائع ہو رہی ہیں اور امام مالک جیسی عظیم شخصیت نے سیدنا امام اعظم کی خوشہ چینی کرتے ہوئے مؤطا امام مالک تالیف فرمائی۔

تلامذہ

اساتذہ کی طرح سیدنا امام اعظم کے تلامذہ کی بھی بڑی تعداد ہے لیکن یہاں چند نامور اور جلیل القدر تلامذہ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

امام ابویوسف' امام محمد' امام زفر' یہ وہ عظیم المرتبت شخصیات ہیں جنہوں نے چہار دانگ عالم میں فقہ حنفی کے جھنڈے گاڑ دیئے' جس کی وجہ سے عالم اسلام میں ستاسی فی صد (٨٧%) لوگ فقہ حنفی کے پیروکار ہیں اور اگر انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے تب بھی پچھتر فی صد لوگ یقیناً فقہ حنفی کے پیروکار ہیں' دیگر جلیل القدر تلامذہ میں حضرت عبداللہ بن مبارک' یحییٰ بن سعید القطان' عظیم محدث امام بلخ' امام بخاری کے عظیم المرتبت استاد مکی بن ابراہیم' زید بن ہارون' حفص بن غیاث النخعی' یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ' مسعر بن کدام' ابوعاصم النبیل' قاسم بن معن' علی بن المسہر' فضل بن دکین' عبدالرزاق بن ہمام' حماد بن نعمان' ابراہیم بن طہمان' حمزہ بن حبیب' ابویحییٰ حمانی' عیسیٰ بن یونس' وکیع' یزید بن زریع' اسد بن عمرو بجلی' خارجہ بن مصعب' مصعب بن مقدام' یحییٰ بن یمان وغیرہ وغیرہ' آپ کے ان تلامذہ میں سے امام بلخ مکی بن ابراہیم بھی ہیں جو امام بخاری کے استاد اور سیدنا امام اعظم کے انتہائی شیدائی اور آپ کی عقیدت ومحبت میں وارفتہ تھے' اسماعیل بن بشیر فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے درسِ حدیث کی مجلس میں شریک ہوئے' جب مکی بن ابراہیم نے درسِ حدیث کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: "حَدَّثَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ" تو شریکِ درس ایک آدمی نے کہا: "حَدِّثْنَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَلَا تُحَدِّثْنَا عَنْهُ"

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کہ ابن جریج کی سند سے حدیث بیان کریں اور ابوحنیفہ کی سند سے حدیث بیان نہ کریں' یہ سن کر مکی بن ابراہیم نے جلال میں آ کر فرمایا:

اِنَّا لَا نُحَدِّثُ السُّفَهَاءَ وَحَرَّمْتُ عَلَيْكَ اَنْ تَكْتُبَ عَنِّىْ فَلَمْ يُحَدِّثْ حَتّٰى اُقِيْمَ الرَّجُلُ عَنِ الْمَجْلِسِ.

کہ بے شک ہم بے وقوفوں سے حدیث بیان نہیں کرتے اور میں تم پر حرام قرار دیتا ہوں کہ تم میری بیان کی ہوئی حدیث لکھو اور اس وقت تک آپ نے درس شروع نہیں فرمایا جب تک اسے مجلس سے اٹھا نہیں دیا گیا۔

ابوبکر مرابطی کی روایت میں ہے کہ آپ سخت ترین غضب ناک ہو گئے حتیٰ کہ غصہ کے آثار آپ کے چہرہ میں ظاہر ہونے لگے' معترض بار بار کہتا رہا: ''تُبْتُ وَاَخْطَاْتُ'' کہ میں نے غلطی کی اور توبہ کرتا ہوں' مگر آپ نے اسے معاف نہیں کیا اور اس کے چلے جانے کے بعد درس کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: ''حدثنا ابو حنيفة'' اور امام بخاری نے جس غیر ذمہ دارانہ انداز سے بخاری شریف میں سیدنا امام اعظم کو ہدفِ تنقید بنایا' اگر اپنے استاد مکی بن ابراہیم کی مجلس میں اس قسم کی تنقید کرتے تو حضرت مکی بن ابراہیم یقیناً انہیں اپنے درسِ حدیث سے باہر نکال دیتے' امام بخاری نے بخاری شریف میں بائیس (۲۲) ثلاثیات کو ذکر کیا ہے جن پر امام بخاری کو بڑا ناز ہے' ان میں سے بیس کے راوی یقیناً حنفی حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں یا امام اعظم کے شاگردوں کے شاگرد ہیں اور ان بائیس میں سے دو کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا وہ حنفی ہیں یا غیر حنفی۔ امام بخاری کی بائیس ثلاثیات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: بائیس ثلاثیات میں سے گیارہ کے راوی حضرت امام المحدثین مکی بن ابراہیم ہیں' جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے' پہلی چاروں ثلاثیات حضرت مکی بن ابراہیم سے مروی ہیں اور ان کے علاوہ چھٹی' ساتویں' گیارہویں' بارویں' چودھویں' سترہویں اور انیسویں ثلاثیات بھی انہیں سے مروی ہیں تو یہ کل گیارہ ثلاثیات ہو گئیں۔

اور ابوعاصم النبیل' ضحاک بن مخلد یہ بھی سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں' امام بخاری نے ان سے چھ ثلاثیات کو ذکر کیا ہے' جن کی تفصیل یہ ہے: پانچویں' آٹھویں' نویں' پندرھویں' اٹھارویں اور اکیسویں ثلاثیات ابوعاصم سے مروی ہیں۔

اور تین ثلاثیات محمد بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہیں اور یہ امام زفر اور امام ابویوسف کے تلامذہ میں سے ہیں اور ان تین کی تفصیل یہ ہے:

دسویں' سولھویں اور بیسویں ثلاثیات ان سے مروی ہیں' یہاں تک کل بیس ثلاثیات کی تفصیل آ چکی ہے' یہ احناف سے مروی ہے۔

باقی دو ثلاثیات رہ گئیں' ایک تیرھویں جو عصام بن خالد حمصی سے مروی ہے اور بیسویں خلاد بن یحییٰ کوفی سے مروی ہے' ان دونوں کے بارے میں صراحت نہیں ہے کہ یہ حنفی ہیں یا غیر حنفی۔ بہر حال اس تفصیل سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہییں جو بخاری بخاری کی رَٹ لگا کر احناف پر بے تکے اعتراض کرتے رہتے ہیں۔

اور یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ الحمدللہ فقہ حنفی وحدانی اور ثنائی ہے' وحدانی کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم صرف صحابی کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث پاک بیان کرتے ہیں اور ثنائی کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم دو واسطوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث شریف بیان کرتے ہیں' تابعی صحابی کے واسطے' بعض معاصرین کی تحقیق کے مطابق احادیث وحدانی کی تعداد سولہ ہے اور ثنائی کی تعداد بائیس ہے تو اس سے باقی مذاہب پر فقہ حنفی کی فوقیت ثابت ہوتی ہے۔ والحمد للّٰہ علٰی ذٰلك.

الغرض احناف نے روایت الحدیث اور درایت الحدیث دونوں شعبوں میں خدمات سرانجام دیں' البتہ بظاہر کتابی صورت میں روایۃ الحدیث کی خدمات احناف کی کم معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر اس کا بغائر جائزہ لیا جائے تو یہ بھی اکابر احناف کی رہین منت ہیں' مثلاً آپ بخاری شریف ہی کا جائزہ لیں تو اس کے نامور رواۃ احناف ہی ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

روایت الحدیث کے سلسلہ میں احناف کے پاس اگرچہ چند اہم کتب ہیں' مثلاً جامع المسانید' کتاب الآثار' مؤطا امام محمد' امام طحاوی کی شرح معانی الآثار' علامہ عینی کی عمدۃ القاری شرح بخاری' محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق کی لمعات' اشعۃ اللمعات' ملا علی قاری کی مرقات شرح مشکوٰۃ' خلیفہ وشاگرد امام اہل سنت علامہ شاہ احمد رضا ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری کی صحیح البھاری کی چھ جلدیں جن میں سے صرف دو جلدیں چھپ کر سامنے آئیں۔

تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس میں عرصہ دراز سے مشکوٰۃ المصابیح پڑھائی جارہی ہے جو اپنی جامعیت اور مخصوص ترتیب اور اندازِ تالیف کے لحاظ سے بڑی اہم کتاب ہے' چونکہ صاحبِ مشکوٰۃ مسلکاً شافعی ہیں' اس لیے وہ اس میں زیادہ تر وہی احادیث لائے ہیں جن سے شوافع استدلال کرتے ہیں' اس لیے ہر حساس حنفی بڑی شدت سے محسوس کرتا ہے کہ مشکوٰۃ شریف کے اندازِ تالیف پر ایک کتاب تالیف کی جائے اور اس میں ان احادیث کو جمع کیا جائے جن سے احناف استدلال کرتے ہیں' لٰہذا بتوفیق الٰہی یہ سعادتِ عظمی بحرالعلوم' امام المحدثین فی زمانہٖ حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ قادری نقشبندی مرحوم کو نصیب ہوئی' زہے قسمت آپ نے زجاجۃ المصابیح پانچ جلدوں میں ایسی کتاب تالیف فرمائی جسے حنفی مشکوٰۃ کہا جاتا ہے' اس میں ایسی احادیث کا انتخاب فرمایا جن سے احناف استدلال کرتے ہیں۔ علماء اور اہلِ دانش نے اسے شرفِ پذیرائی بخشا' حضرت شاہ صاحب صاحب مرحوم کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا اور ہندوستان میں اس کے کچھ حصوں کے ترجمہ کا شرف فخر اہل سنت علامہ مولانا محمد منیر الدین شیخ الادب جامعہ نظامیہ' حیدر آباد دکن کو حاصل ہوا اور پاکستان میں اس کے ترجمہ کا شرف بتوفیق الٰہی حضرت محدثِ اعظم پاکستان ابوالفضل علامہ مولانا محمد سردار احمد مرحوم کے قرب کی برکت کی وجہ سے جامعہ محدث اعظم کے صدر مدرس فاضل نوجوان علامہ مولانا محمد فضل رسول رضوی کو حاصل ہو رہا ہے۔ موصوف نے تنظیم المدارس پاکستان کے امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے کے بعد سات سال مزید پڑھ کر راقم اور حضرت مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی سے درس نظامی کا پرانا کورس مکمل کیا' موصوف قبل ازیں بھی متعدد کتب کا ترجمہ کر چکے ہیں اور اب پیر طریقت' فخر اہل سنت' مخدوم ملت' پیکر اخلاص حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی زیب آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان کی سرپرستی میں زجاجۃ المصابیح کے ترجمہ کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ مترجم اور ادارہ فرید بک سٹال' لاہور دونوں انتہائی مبارکبادی کے مستحق ہیں۔ راقم کی آج بروز جمعہ دس شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ/ ۲۳ جولائی ۲۰۱۰ء کو ایک مقدس سفر پر روانگی ہے جس کی وجہ سے محسن اہل سنت' مؤلف اور مترجمین کا مکمل تعارف کرانے کا وقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ بوسیلۂ سیّد الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء مترجم کو احادیثِ نبویہ کی مزید خدمت کی توفیق نصیب فرمائے۔

حررہ مفتی محمد گل احمد خان عتیقی

سابق صدر مدرس و مفتی جامعہ رضویہ' جھنگ بازار' فیصل آباد

حال: خادم الحدیث' جامعہ ہجویریہ' دربار داتا صاحب' لاہور

و خادم الحدیث' جامعہ رسولیہ شیرازیہ' بلال گنج لاہور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالحمید صاحب چشتی زید مجدہ (خانیوال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''الحمد لاهله والصلوۃ علی اهلها'' وحی متلو کے افہام وتفہیم کا وحی غیر متلو پر توقف اہل بصیرت پر مخفی نہیں۔ ''لولا السنن ما فهم احد منا القرآن'' الحمدللہ! احناف محدثین خصوصاً سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے قرونِ ثلاثہ سے ہی فقہ حنفی کو حجج شرعیہ ادلہ اربعہ سے ایسا مبرہن کیا کہ ہر دور کی طرح کرۂ ارض پر آج بھی سب سے زیادہ معمول بہا ہے۔ ایک شرذمہ قلیلہ کا فقہ حنفی کے خلاف زہر اُگلنا'' واعتصموا بحبل الله جميعا'' (الآیہ) اور حدیث'' لا تجتمعوا امتی علی الضلالة فاذا رأيتم اختلافا فعليكم بالسواد الاعظم'' کے ہوتے ہوئے سوادِ اعظم کی مخالفت کرنا اور اتحادِ ملی کو پارہ پارہ کر کے عامل بالحدیث کہلوانا یقیناً مضحکہ خیز اور اللہ عزوجل اور رسول کریم ﷺ کی ناراضگی مول لینا ہے' اوّلاً تو غیر مقلدین کو صحاح ستہ سے استدلال کا حق نہیں کہ ان کے مؤلفین علیہم الرحمۃ مقلد یا مجتہد ہیں۔ ثانیاً بحیثیت غیر مقلد احادیث منسوخہ سے استدلال کر کے شیرازۂ اُمت کو بکھیرنا کون سی خدمت دین ہے' ثالثاً اگر یہ لوگ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی جامع المسانید امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی مؤطا امام محمد و کتاب الآثار' امام ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کی فتح القدیر' علامہ بدرالدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی عمدہ القاری شرح بخاری' امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرح معانی الآثار' ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ' شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی لمعات واشعۃ اللمعات کا بنظرِ انصاف مطالعہ کرتے تو نہ صرف یہ کہ ان کو احادیث صحاح ستہ وغیرہا کا حقیقی مفہوم سمجھ آجاتا بلکہ اُمت افتراق کا شکار نہ ہوتی اور یہ'' ولا تفرقوا'' کا مصداق نہ بنتے' باطل پر ہونے کے باوجود یہ لوگ عوام الناس کو صحاح ستہ کی آڑ میں گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' بڑے عرصہ سے شدت کے ساتھ محسوس کیا جا رہا تھا کہ احادیث متدلہ حنفیہ اُردو زبان میں قوم کے سامنے ہوں کہ عامۃ المسلمین ان کے دام تزویر میں نہ آسکیں' ضلع فیصل آباد و چنیوٹ کے سنگم پر واقع جامعہ محدث اعظم کے صدر مدرس' شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد فضل رسول صاحب رضوی جو کہ عنفوانِ شباب میں ہی علومِ عقلیہ ونقلیہ کے ماہر خصوصاً تفسیر وحدیث میں بلا مبالغہ اسلاف واخلاف اکابر کا حسین عکس ہیں اور طلباء کرام کی خوش قسمتی کہ جامعہ ہذا میں امسال دورۂ تفسیر القرآن بھی پڑھا رہے ہیں' انہوں نے اس ضرورت کو بدرجۂ اتم پورا کر دیا ہے کہ محدث دکن علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ ونور ضریحہ کے تقریباً اڑھائی ہزار صفحات پر مشتمل مجموعہ احادیث زجاجۃ المصابیح کے آخری اجزاء کا اردو ترجمہ کیا ہے اور اس پر مفید حواشی تحریر کیے ہیں جو بجائے خود شرح کا کام دیں گے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف' مترجم' ناشر صاحبان کو جزائے خیر دے۔ مزید فرید بک سٹال' لاہور کی خدماتِ جلیلہ رفیعہ کو قبولیت خاصہ و عامہ سے نوازے۔ این دعا از من و جملہ جہاں آمین باد۔

عبدالحمید چشتی
خادم غوثیہ جامع العلوم وجامعۃ الرسول
خانیوال

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سوانح مترجم

تحریر: مولانا ابوالحماد محمد محبّ النبی رضوی
ناظم اعلیٰ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم (جہانیاں منڈی)

"ساعۃ من عالم متکی علٰی فراشه ینظر فی علمه خیر من عبادۃ العابد سبعین عاما" عالم دین کا ایک ساعت اپنے بستر پر ٹیک لگا کر علم میں غور وفکر کرنا عابد کی ستر سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں کتنے خوش نصیب ہیں وہ حضرات جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے سرفراز فرمایا اوران کے شب وروز خدمت دین کے لیے وقف ہیں۔ محض رضائے الٰہی کے لیے ان کی راتیں اگر قرآن' حدیث' فقہ اوران کے معاون علوم میں بسر ہوتی ہیں تو دن درس وتدریس میں گزرتے ہیں' انہی خوش قسمت حضرات میں سے ایک میرے مربی' محسن' برادر مکرم' استاذ محترم حضرت علامہ مولانا حافظ ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی مدظلہ العالی ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے گوناگوں صفات سے مزین فرمایا ہے۔ آپ بیک وقت بہترین مدرس' مفتی' مصنف ومترجم اور ادیب وخطیب ہیں۔ تقریباً پندرہ سال سے معقولات ومنقولات کی تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور تشنگانِ علم وحکمت کو سیراب فرمارہے ہیں۔

ولادت وخاندان

آپ ۲۴ ذوالحج شریف ۱۳۸۹ھ/ ۳ مارچ ۱۹۷۰ء بروز منگل چک نمبر 110/10.R جہانیاں منڈی (خانیوال) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق آرائیں خاندان سے ہے۔ آپ کے والد ماجد فیض یافتہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی' جامعہ رضویہ مظہر اسلام' فیصل آباد کے فارغ التحصیل' علاقہ کی معروف علمی وروحانی شخصیت حضرت علامہ مولانا پیر محمد صدیق حسن چشتی نظامی کیروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تربیت یافتہ اور مرید ہیں' ان کے وصال کے بعد جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے دست حق پرست پر حصول فیض کے لیے بیعت کی' ۱۹۸۰ء میں قبلہ پیر طریقت' جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان نے والد گرامی کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا' لیکن اس کے باوجود آپ اپنے پاس حاضر ہونے والے عقیدت مندوں کو اپنے پیر ومرشد کی بارگاہ میں ہی پیش کرتے ہیں۔ عقائد کی پختگی اور خدمت دین کے حوالہ سے آپ کا کردار مثالی ہے۔ ستتر (۷۷) سال کی عمر ہونے کے باوجود جامع مسجد انوار مدینہ چک نمبر 110/10.R میں امامت وخطابت اور جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم' جہانیاں کے اہتمام وانصرام کے فرائض بڑے احسن انداز میں سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم صحت وتندرستی کے ساتھ والد ماجد کا سایہ اہل سنت وجماعت پر قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

ابتدائی تعلیم

مولانا ابوالحسنین صاحب رضوی نے والد صاحب مدظلہ العالی کے قائم فرمودہ مدرسہ غوثیہ رضویہ چک نمبر 110/10.R سے ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم کا آغاز کیا اور تقریباً چھ سال کی عمر میں گاؤں کے پرائمری سکول میں داخل ہوئے اور ہر جماعت میں نمایاں پوزیشن

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLIYA.COM ISLAMIA ACADEMY

کے ساتھ پرائمری کا امتحان پاس کیا اور مزید تعلیم کے لیے گورنمنٹ ہائی سکول جہانیاں منڈی میں داخل ہوئے' اس دوران سکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ فارسی کی چند ابتدائی کتب بھی پڑھیں۔ ساتویں جماعت سے سکول چھوڑ دیا' بعد میں درسِ نظامی کی تعلیم کے دوران پرائیوٹ میٹرک کا امتحان دیا اور کامیابی حاصل کی۔

حفظ القرآن

۱۲ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ بروز بدھ جامع مسجد انوار مدینہ' چک نمبر 110/10.R میں حفظ قرآن پاک کا آغاز کیا۔ اس دوران بہت سے گھریلو کام بھی خود کرتے' درمیان میں ناگزیر وجوہات کی بنا پر دو دو تین تین ماہ تک پڑھائی کا سلسلہ معطل بھی ہوتا رہا مگر آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عزم وہمت کے ساتھ تین سال' پانچ ماہ اور سولہ دن کی مدت میں ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ بروز بدھ حفظ قرآن پاک کی تکمیل کی۔ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ کو پہلی مرتبہ جامع مسجد انوار مدینہ' چک نمبر 110/10.R میں نماز تراویح کے اندر قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کی۔ تعلیم وتدریس کی جاں گسل مصروفیات کے باوجود ابھی تک اس میں ناغہ نہیں کیا۔

اب تک ستائیس (۲۷) مرتبہ نماز تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں' تیئیس (۲۳) مرتبہ جامع مسجد انوار مدینہ' چک نمبر 110/10.R میں اور چار مرتبہ اپنے استاد محترم شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام نبی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے زیر سایہ فیصل آباد پرانی سبزی منڈی کی جامع مسجد میں۔

درسِ نظامی کی تعلیم

شوال المکرّم ۱۴۰۶ھ بروز بدھ جامعہ غوثیہ رضویہ' جامع مسجد جیلانی' جہانیاں منڈی میں جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی گولڑوی مدظلہ العالی (شاگرد رشید حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز) کے پاس تعلیم کا آغاز کیا۔ ان سے فارسی کتب گلستان' بوستان تک اور صرف میر اور ابواب الصرف کے چند اسباق پڑھے۔ اس کے بعد یکم ذوالقعدہ ۱۴۰۷ھ/ ۲۸ جون ۱۹۸۷ء بروز اتوار مدرسہ غوثیہ جامع العلوم' خانیوال میں داخل ہوئے۔ یہاں مفتی اعظم خانیوال حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی اور مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالحمید صاحب چشتی (مدظلہما) جیسے بلند پایہ' محنتی اور شفیق اساتذہ کرام سے موقوف علیہ تک درسِ نظامی کی تکمیل کی۔

آپ کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں مفتی اعظم خانیوال مدظلہ العالی کی خصوصی شفقت اور مناظر اسلام علامہ چشتی صاحب مدظلہ العالی کی بے پناہ محنت اور خصوصی توجہ کا بڑا دخل ہے۔ علامہ چشتی صاحب اوقاتِ تعلیم کے علاوہ بھی اسباق کی دہرائی' اجراء اور مشق کے لیے آپ کو خصوصی وقت دیتے اور خاص شفقت فرماتے ہوئے' تعلیمی امور میں مکمل رہنمائی فرماتے۔

خانیوال تعلیم کے دوران آپ نے تنظیم المدارس سے تجوید وقراءت اور ملتان بورڈ سے میٹرک کا امتحان نمایاں نمبروں سے پاس کیا۔ آپ کو اہل سنت وجماعت کے دیگر مختلف ماہر اساتذہ سے حصولِ تعلیم کا بھی ازحد شوق تھا' تاکہ مختلف اسالیب تعلیم کے ماہر اساتذہ کے طرزِ تدریس سے استفادہ کا موقع ملے۔ اسی شوق کی تکمیل کے لیے یکم شوال المکرّم ۱۴۱۲ھ/ ۵ اپریل ۱۹۹۲ء بروز اتوار عید الفطر کی نماز کے بعد خانیوال اساتذہ کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی دوسری جگہ مزید تعلیم حاصل کرنے کی اجازت طلب کی اور شیخ طریقت جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے حکم کے مطابق اور اساتذہ کرام کی بخوشی اجازت سے ۱۵ شوال المکرّم ۱۴۱۲ھ/ ۲۲ اپریل ۱۹۹۲ء کو جامعہ عثمانیہ رضویہ' فاروق آباد (شیخوپورہ) میں داخلہ لیا۔ یہاں فخر المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد عتیقی صاحب' جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی' ماہر علومِ عربیہ' استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی (مدظلہم) اور حضرت علامہ

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مولانا محمد اسلم صاحب بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے استفادہ کیا۔ دوسال کے بعد یہاں سے شوال المکرّم ۱۴۱۴ھ میں اساتذہ کرام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد صاحب عتیقی اور حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی کے ہمراہ جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ لاہور اور وہاں سے دورانِ سال حضرت علامہ مولانا عطائی صاحب کے ہمراہ جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن گئے اور اساتذہ کرام سے اکتسابِ فیض کرتے رہے۔

شوال المکرّم ۱۴۱۵ھ میں جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان، شمس المشائخ حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول صاحب حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام، گلشن کالونی، فیصل آباد میں درسِ نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا گیا اور تدریس کے لیے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد گل احمد عتیقی صاحب اور حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی کا انتخاب کیا گیا۔ مولانا محمد فضل رسول صاحب رضوی بھی اساتذہ کرام کے ہمراہ جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام میں آ گئے، دوسال یہاں تعلیم حاصل کی، راقم الحروف بھی فاروق آباد لاہور، فیصل آباد آپ کے ہمراہ رہا اور مذکورہ اساتذہ کرام سے اکتسابِ فیض کرتا رہا۔

اس دوران آپ نے محدثِ عصر، بحر العلوم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب رضوی کے پاس دورۂ تفسیر القرآن اور دورۂ میراث پڑھنے کا شرف حاصل کیا، حضور محدثِ عصر رحمۃ اللہ علیہ اس دوران اپنا تحریر کردہ حاشیہ عربی مسلم الثبوت دوبارہ طبع کروا رہے تھے۔ انہوں نے برادر مکرم پر خصوصی اعتماد کا اظہار فرماتے ہوئے یہ ذمہ داری آپ کو سونپی کہ حضور محدث عصر رحمہ اللہ کے سامنے آپ حاشیہ کی عربی عبارت پڑھتے اور استاد محترم رحمہ اللہ تعالیٰ التصحیح کا فریضہ سرانجام دیتے۔ حضور محدث عصر رحمہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے آپ کو تفہیم البخاری کا ایک سیٹ بھی عنایت فرمایا۔

دوسال بعد جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام میں درسِ نظامی کی تعلیم کا سلسلہ موقوف ہو گیا تو ۱۴۱۷ھ تعلیمی سال کے ابتداء میں راقم الحروف اور برادر مکرم جھنگ میں استاذ المدرسین حضرت علامہ غلام محمد صاحب تونسوی اور کچھ عرصہ جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف (خوشاب) میں استاذ المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد متین صاحب مدظلہ العالی سے استفادہ کرتے رہے، پھر استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی دامت برکاتہم العالیہ، دربار گجر پیر غلام محمد آباد، فیصل آباد میں جہاں استاذ محترم امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے، وہاں آپ کے پاس دوسال حاضر رہے اور درسِ نظامی کی بقیہ کتب کی تکمیل کی، ان عظیم اساتذہ سے آپ نے درسِ نظامی کی تمام مروجہ کتب ملاحسن، حمد اللہ، میر زاہد، رسالہ قطبیہ، صدرا، اقلیدس، عبد الغفور وغیرہ کتب کی تعلیم حاصل کی، بعد میں دورانِ تدریس علامہ عطائی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے قاضی مبارک پڑھنے کا بھی شرف حاصل کیا، دورانِ تعلیم ہی راقم الحروف اور برادر مکرم دومرتبہ استاذ الکل ملک المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ عالیہ میں ڈھوک دھمن (خوشاب) میں حاضر ہوئے، دوسری بار آپ نے عنایتِ کریمانہ کا اظہار کرتے ہوئے مرقات کا خطبہ پڑھایا، اس طرح سلسلہ عالیہ خیر آبادی کے عظیم وارث سے حصولِ فیض کا یہ زریں موقع بھی حاصل ہو گیا۔

دورۂ حدیث شریف

۱۲ سال تک مختلف مدارس میں اپنے زمانہ کے بے بدل شیوخ سے استفادہ کرنے کے بعد شیخ طریقت دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر ۱۴۱۹ھ جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد میں دورۂ حدیث شریف کی کلاس میں داخل ہو کر جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام نبی صاحب رضوی سے درسِ حدیث لیا اور سند حدیث حاصل کی اور عرس امام اعظم ومحدث اعظم رضی اللہ عنہما کے موقع پر جلیل القدر علماء ومشائخ کی موجودگی میں جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا پیر ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر صاحب رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے دست باکرامت سے آپ کو دستارِ فضیلت پہنائی۔

MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

شہادتِ عالیہ کے امتحان میں اوّل پوزیشن

مدرسہ غوثیہ جامع العلوم' خانیوال تعلیم کے دوران ۱۹۹۲ء میں تنظیم المدارس کے تحت منعقد ہونے والے امتحانات میں شہادۃ عالیہ کے امتحان میں شرکت کی اور پورے ملک میں اوّل پوزیشن حاصل کی' تنظیم المدارس کی طرف سے جامعہ نعیمیہ' لاہور میں منعقدہ جلسہ میں آپ کو انعام اور سند امتیاز پیش کی گئی۔

بیعت

آپ کے والد ماجد مدظلہ العالی کے قائم فرمودہ مدرسہ غوثیہ رضویہ' چک نمبر 110/10.R کے سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت اور نئی عمارت کے سنگ بنیاد کے موقع پر جگر گوشۂ محدث اعظم پاکستان شمس العلماء والمشائخ حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ' سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ' چک نمبر 110/10.R میں تشریف لائے۔اس موقع پر ۳' اپریل ۱۹۸۰ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء تمام گھر والوں کے ہمراہ آپ کے دست اقدس پر بیعت کی۔

شیخ طریقت کے ساتھ آپ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں' بچپن سے پابندی کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں' زندگی کے ہر اہم معاملہ میں آپ کی اجازت حاصل کر کے اس پر عمل کرتے ہیں۔دورانِ تعلیم مدرسہ تبدیل کرنے کا مسئلہ ہو یا فراغت کے بعد تدریس کا معاملہ ہو' حتیٰ کہ شادی اور اولاد کی تعلیم وتربیت ہر کام شیخ طریقت سے اجازت لے کر کرتے ہیں۔قبلہ پیر صاحب بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔شیخ طریقت کے ساتھ آپ کی گہری عقیدت اور قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی آپ پر خصوصی شفقت اور اعتماد کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۴۲۸ھ میں جبکہ آپ اپنے مدرسہ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم' جہانیاں میں بطور صدر مدرس خدمات سرانجام دے رہے تھے اور تین مساجد میں جمعہ کا خطاب بھی آپ کے ذمہ تھا' دورانِ سال ماہ ذوالقعدہ کے آخر میں قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے آپ کو بطور مدرس جامعہ محدث اعظم' اسلامک یونیورسٹی' چنیوٹ میں خدمات سرانجام دینے کا حکم ارشاد فرمایا' بغیر کسی حیل وحجت کے اپنے مدرسہ اور جمعہ کے خطبات کو چھوڑ کر صرف ۴ دن میں شیخ طریقت کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

تدریس

شوال المکرّم ۱۴۱۹ھ میں آپ نے مدرسہ غوثیہ رضویہ جامع العلوم' خانیوال میں باقاعدہ تدریس کا آغاز کیا' دو سال بحیثیت صدر مدرس یہاں تدریسی خدمات سرانجام دینے کے بعد شوال المکرّم ۱۴۲۱ھ میں والد ماجد مدظلہ کے قائم فرمودہ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم' جہانیاں میں بطور صدر مدرس فرائض تدریس سرانجام دینا شروع کیے۔ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ تک سات سال یہاں فرائض تدریس سرانجام دینے کے بعد قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حکم کے مطابق جامعہ محدث اعظم' رضانگر' چنیوٹ میں بطور مدرس آپ کی تقرری ہوئی۔۸ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ سے لے کر اب تک شیخ طریقت کے زیر سایہ جامعہ محدث اعظم میں فرائض تدریس سرانجام دے رہے ہیں۔شوال المکرّم ۱۴۲۹ھ کو قبلہ پیر طریقت دامت برکاتہم العالیہ نے آپ پر بھرپور اعتماد فرماتے ہوئے جامعہ میں آپ کو صدر مدرس کے عہدہ پر فائز فرمایا۔

خانیوال میں بحیثیت شیخ الحدیث

شوال المکرّم ۱۴۲۴ھ میں استاذ محترم مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالحمید صاحب چشتی (خانیوال) کے حکم پر مدرسہ غوثیہ جامع العلوم' خانیوال میں بطور شیخ الحدیث آپ کا تقرر ہوا۔جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم' جہانیاں میں تدریس کے ساتھ ساتھ خانیوال

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

میں دورۂ حدیث شریف کے طلباء کرام کو بخاری، مسلم شریف اور ابن ماجہ کا درس دیا۔ اسی دوران دونوں اداروں میں تدریس فرمانے کے ساتھ ساتھ چار ماہ کے قلیل عرصہ میں آپ نے احکام الصغار کا اُردو ترجمہ بھی مکمل کیا۔ ۱۴۳۱ھ سے ہر سال شعبان المعظم میں جامعہ محدث اعظم رضانگر، چنیوٹ میں پیر طریقت کے حکم پر آپ دیگر اساتذہ کرام کے ہمراہ دورۂ تفسیر القرآن بھی پڑھا رہے ہیں۔

خطابت

آپ بہترین خطیب بھی ہیں، آپ کی تقریر قرآنی آیات، احادیث کریمہ، دلائل شرعیہ اور علمی نکات سے مزین ہوتی ہے۔ زمانہ طالب علمی میں کئی تقریری مقابلوں میں شرکت کی اور نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ دورانِ تعلیم اساتذہ کرام کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ خانیوال تعلیم کے دوران مرکزی جامع مسجد، خانیوال میں قبلہ مفتی اعظم خانیوال کی عدم موجودگی میں کئی مرتبہ تقریر اور خطبہ جمعہ کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی۔ اسی طرح مناظر اسلام علامہ عبدالحمید صاحب چشتی اور علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی گولڑوی کی جگہ آپ کو دورانِ تعلیم کئی مرتبہ جمعہ پڑھانے کا اعزاز نصیب ہوا۔ جہانیاں میں دورانِ تدریس آپ تین مساجد میں جمعہ کے موقع پر تقریر فرماتے، کئی مرتبہ آپ کو سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار، فیصل آباد میں جمعہ پڑھانے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ تا جمادی الآخری ۱۴۳۳ھ آپ جامعہ محدث اعظم، چنیوٹ میں تقریباً تین سال تک فرائض خطابت سرانجام دیتے رہے، ۱۲ جمادی الآخری ۱۴۳۳ھ/۴ مئی ۲۰۱۲ء سے جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان کے حکم پر آپ مستقل طور پر سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار، فیصل آباد میں جمعۃ المبارک کی خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، آپ کے یہ خطابات انٹرنیٹ پر بھی نشر کیے جاتے ہیں۔

افتاء

جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں منڈی میں مختلف لوگوں کی طرف سے آئے ہوئے استفتاء کے جوابات لکھنا آپ کی ذمہ داری تھی۔ جامعہ محدث اعظم، چنیوٹ میں بھی آپ کی زیرنگرانی فتاویٰ جات جاری کیے جاتے ہیں، بعض اہم فتاویٰ آپ خود تحریر کرتے ہیں۔

تصنیف وتالیف

تدریسی مصروفیات کے باوجود آپ ہمیشہ تصنیف وتالیف کی طرف بھی متوجہ رہے۔ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں میں آپ نے مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم کی بنیاد رکھی، اس کے تحت چند رسائل ترتیب دے کر شائع کئے، پھر استاذ محترم حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی مدظلہ العالی کے فرمان کے مطابق کتب کے تراجم کا کام شروع کیا۔ چار ماہ کے عرصہ میں احکام الصغار کا ترجمہ کیا جو کہ فرید بک سٹال، لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا ہے، اس کے بعد زجاجۃ المصابیح کا ترجمہ کیا اور اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا جو کہ شائع ہو کر اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس وقت المستدرک للحاکم کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ پہلی جلد کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ چند درسی کتب کی شروح بھی کی ہیں جو کہ غیر مطبوعہ ہیں، حیات محدثِ اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھی کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ تکمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ ۱۴۳۴ھ میں آپ نے ''تحریک سواداعظم'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی، جس کے زیر اہتمام ''محدث اعظم پاکستان'' کے تین نادر حاشیے اور رضوی تشریحات'' کے نام سے آپ کی تالیف دوبارز یورِطبع سے آراستہ ہو چکی ہے اور اس تنظیم کے تحت آپ کی زیرنگرانی ہر دو ماہ بعد ''فکر سواداعظم'' کے نام سے مجلّہ شائع ہوتا ہے، جو قیمتی اور نادر مضامین پر مشتمل ہوتو ہے۔

اساتذہ کرام

ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے آپ کے اساتذہ کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

(۱) والدگرامی مولانا الحاج حافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضوی (جہانیاں منڈی)
(۲) استاذ العلماء علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی گولڑوی (جہانیاں منڈی)
(۳) مناظر اسلام علامہ مولانا عبدالحمید صاحب چشتی (خانیوال)
(۴) فخر الصلحاء علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی (خانیوال)
(۵) فخر المدرسین علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد خاں صاحب عتیقی (لاہور)
(۶) جامع المعقول والمنقول علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی (فیصل آباد)
(۷) استاذ العلماء علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی (لاہور)
(۸) شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ (فیصل آباد)
(۹) استاذ العلماء علامہ مولانا عطا محمد متین صاحب
(۱۰) شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام نبی صاحب (فیصل آباد)

تلامذہ

راقم الحروف محمد محبّ النبی رضوی، مولانا صاحبزادہ محمد مبشر اقبال جمیل رضوی (لندن)، مولانا صاحبزادہ محمد حامد رضا (لندن)، مولانا صاحبزادہ محمد ولی رضا (لندن)، مولانا صاحبزادہ محمد مہر سعید صاحب چشتی (مدرس) مدرسہ غوثیہ جامع العلوم عیدگاہ، خانیوال، مولانا صاحبزادہ محمد نعمان حمید چشتی، مولانا محمد طیب رضوی مدرس جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، مولانا محمد قاسم رضوی مدرس جامعہ حبیبیہ رضویہ جہانیاں منڈی، مولانا محمد فاروق رضوی (گوجرانوالہ)، مولانا محمد عقیل احمد رضوی (مدرس جامعہ محدث اعظم، چنیوٹ) چیچہ وطنی، اس کے علاوہ متعدد تلامذہ ہیں جو دینی خدمات میں مصروفِ عمل ہیں۔

اولاد

۸۷ شوال المکرّم ۱۴۲۲ھ بروز پیر آپ کی شادی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا، آپ کے دو صاحبزادے محمد حسنین رضا رضوی اور محمد زین رضا رضوی ہیں اور ایک صاحبزادی فاطمہ رضوی ہے، آپ کے دونوں بیٹے اور راقم الحروف کے بیٹے محمد حماد رضا رضوی نے قبلہ پیر طریقت کی خدمت میں حاضر ہو کر بسم اللہ خوانی کی، آپ اپنی تمام اولاد کو دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ کرنے کی شدید خواہش رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے تمام نیک مقاصد کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے، اور ساری زندگی خدمتِ دین میں مصروفِ عمل رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ابوالحماد محمد محبّ النبی رضوی

ناظم اعلیٰ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، ہائی وے روڈ، جہانیاں منڈی

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ/ ۲۲ فروری ۲۰۱۳ء

بہ روز بدھ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عرضِ مترجم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی نور قلوبنا بمصباح القرآن وشرح صدورنا بمفتاح البیان والصلوٰۃ والسلام علٰی سیّد الانس والجان محمد حبیب الرحمٰن وعلٰی الہ واصحابہ ھم نجوم سماء الشریعۃ ومصابیح زجاج الطریقۃ خصوصًا علٰی اسیاد الصحابۃؓ اعنی الخلفاء الاربعۃ وعلی الامامین الھمامین الحسنین الکریمین سیدا شباب اھل الجنۃ وعلی امھما السیّدۃ فاطمۃ سیّدۃ نساء الجنۃ وعلی سیّدنا الامام زین العابدین وارث علوم الشریعۃ وقاسم فیوض الطریقۃ وعلٰی جمیع علماء اھل السنۃ لا سیما علی کاشف الغمۃ الامام الاعظم ابی حنیفۃ وعلی مجدد الملۃ الامام الافخم احمد رضا ھو فضل رسول اللّٰہ لھذہ الامۃ وعلٰی ماحی البدعۃ وحامی السنۃ المحدث الاعظم محمد سردار احمد ھو معدن فیض رسول اللّٰہ لاھل السنۃ۔

اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو اپنی معرفت وعبادت کے لیے پیدا فرمایا۔ جو انسان اِس مقصدِ تخلیق کے تقاضوں کو پورا نہ کرے' قرآن مجید کی اصطلاح میں وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں رہتا' لیکن اُس بلند وبالا اور مقدس ومنزہ ذات کی معرفت کیسے ہو؟ پستیوں میں رہنے والا اور بشری کدورتوں سے ملوث انسان انوارِ معرفت تک کیسے رسائی حاصل کرے؟ اس کے لیے اللہ رب العزت نے انبیاءِ کرام علیہم السلام کی مقدس جماعت کو مبعوث فرمایا جن میں شانِ نورانیت بھی ہے اور شانِ بشریت بھی' جو خالق اور مخلوق کے درمیان فیض رسانی کا واسطہ وذریعہ بننے کی استعداد کے حامل ہیں۔

اپنے اپنے دور میں ہر نبی ورسول رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دیتا رہا' آخر میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم نبوت کا تاج پہن کر تشریف لائے اور آپ کی ذات پر سلسلہ نبوت ورسالت کو ختم کر دیا گیا۔ آپ کے ذریعے اللہ رب العزت نے اپنا آخری پیغام قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمایا۔ قرآن مجید کتابِ ہدایت ہے' اس میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے راہنمائی ہے۔ عقائد واحکام اور عبادات ومعاملات کا روشن ترین بیان ہے' لیکن یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت کے بغیر محض قرآن مجید سے راہنمائی ممکن نہیں' اللہ رب العزت نے نماز کا حکم دیا' مگر نماز کیسے ادا کرنی ہے؟ اس کے فرائض وواجبات کیا ہیں؟ مفسداتِ نماز کیا ہیں؟ یہ تفصیل ہمیں قرآن مجید میں نظر نہیں آئے گی۔ حج کا حکم قرآن مجید میں ہے مگر اس کی ادائیگی کا تفصیلی طریقہ ہم براہِ راست قرآن مجید سے اخذ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح دیگر عبادات ومعاملات کی کیفیت ہے۔ ان تفاصیل کو جاننا ہے تو اس کے لیے سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' (الاحزاب:۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین عملی نمونہ ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ کتابِ ہدایت قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کو اور ان کی پرنور زندگی کے پاکیزہ لمحات کو سامنے رکھنا ہوگا۔ ادیانِ عالم میں سے یہ اعزاز وشرف صرف اور صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کے ماننے والوں کے پاس کتابِ ہدایت کا ایک ایک لفظ بغیر کسی تبدیلی کے محفوظ ہے اور سراجِ ہدایت' معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال واقوال بھی محفوظ ہیں' ان کی پاکیزہ زندگی میں گزرنے والے شب وروز کے معمولات' گفتار وکردار' سفر وحضر اور جلوت وخلوت کے حالات وآثار' الغرض سیرتِ طیبہ کا ایک ایک گوشہ ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح نگاہوں کے سامنے موجود ومحفوظ ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کے دہن مقدس سے نکلے ہوئے ایک ایک کلمہ اوران کی حیاتِ طیبہ کی ایک ایک ادا کو وظیفۂ ایمان بنائے رہے۔ تابعین اور تبع تابعین نے احادیثِ رسول کی حفاظت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا' پھر بعد والے اَدوار میں اکابر محدثین نے بڑے منظّم انداز میں اس نصب العین کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ راویانِ حدیث کے احوال کی جانچ پڑتال کی گئی' روایت و درایت کے اصول مدنظر رکھے گئے' رجال کی تحقیق کے لیے قوانین وضوابط وضع کیے گئے' حدیث کی مختلف اقسام متعین کی گئیں' ابواب و کتب ترتیب دیئے گئے' مختلف انداز سے احادیث کے مجموعے مرتب کیے گئے' اربابِ حدیث کے مراتب کا تعین کیا گیا۔ الغرض اس راہ میں پیش آنے والے دقیق سے دقیق تر امر کا بھی لحاظ رکھا گیا' کسی معمولی سے نکتہ سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا گیا۔ اس بے مثل جانفشانی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اقوامِ عالم کے سامنے بلا خوفِ تردید برملا یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام لاریب کو سمجھنے کے لیے ہمارے سامنے ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتابِ حیات کا ایک ایک ورق موجود ہے اور یہ خصوصیت کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔

اکابر محدثین نے جس جانفشانی اور محنت سے تدوینِ حدیث کا فریضہ سرانجام دیا' اب ان کے ترتیب شدہ مجموعوں پر کوئی اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ انہی مجموعوں کو سامنے رکھتے ہوئے علماء کرام اپنے اپنے انداز میں احادیث کے مجموعے ترتیب دیتے رہے اور انہی جمع شدہ احادیث کو نئی نئی ترتیب کے ساتھ امتِ مسلمہ کے سامنے پیش کرتے رہے' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''المصابیح'' ہے۔ امام ابومحمد حسین مسعود فراء بغوی متوفی ۵۱۶ ھ نے صحاح ستہ اور دیگر مجموعہ ہائے احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے اسے ترتیب دیا' پھر شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۲ ھ نے ''المصابیح'' کو نئے سرے سے مرتب ومدون کیا اور اسے ''مشکوٰۃ المصابیح'' کا نام دیا اور اس مجموعہ کو اللہ رب العزت نے شہرتِ تامہ عطا فرمائی۔ آج بھی تمام دینی مدارس کے نصاب میں یہ شامل ہے اور صدیاں گزر جانے کے باوجود اس کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

البتہ اس کتاب کے مؤلف شافعی ہیں اور اختلافی مقامات پر وہی احادیث ذکر کرتے ہیں جن سے شوافع حضرات استدلال کرتے ہیں' لہٰذا اس ضرورت کا شدت سے احساس کیا جاتا تھا کہ کوئی حنفی محدث اسی انداز پر ایسا مجموعہ ترتیب دے جس میں وہ احادیث جمع کر دی جائیں جن سے فقہائے احناف استدلال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ سعادت محدثِ دکن حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہوئی۔ آپ نے مشکوٰۃ المصابیح کو سامنے رکھتے ہوئے ''زجاجۃ المصابیح'' کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کیا' جسے حنفی مشکوٰۃ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اسی کا اردو ترجمہ وتشریح نذرِ قارئین ہے۔

مؤلف زجاجۃ المصابیح کی مختصر سوانح

حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ دس ذوالحجہ ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۶ء بروز جمعہ حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب چوالیس واسطوں سے سیدنا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کے جدِ اعلیٰ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایماء پر حجازِ مقدس سے ہندوستان تشریف لائے۔ عادل شاہی دور میں تعلقہ نلدرگ' ضلع عثمان آباد' مہاراشٹر میں قیام پذیر رہے۔ آپ کے والد ماجد مولانا حافظ سید مظفر حسین نقشبندی' حیدر آباد دکن میں منتقل ہوئے اور وہیں ان کا وصال ہوا۔ آپ کے والد ماجد نہ صرف عالم وفاضل ہوئے بلکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مسکین شاہ نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۳۱۴ھ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت شہزادہ قادری المعروف ہونٹ کٹے شاہ کی صاحبزادی اور عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں۔ آپ نے حیدر آباد کے مشہور فضلاء سے علومِ دینیہ کی تحصیل کی۔

آپ کے چند اساتذہ کے نام یہ ہیں:

(۱) شیخ الاسلام' فضیلت جنگ مولانا انوار اللہ فاروقی' بانی جامعہ نظامیہ' حیدر آباد دکن (۲) مولانا منصور علی خاں (۳) مولانا

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

حبیب الرحمٰن بیدل سہارنپوری (۴) مولانا محمد یٰسین (۵) مولانا حکیم عبدالرحمٰن سہارنپوری۔

آپ نے حضرت شاہ سعداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید وخلیفہ حضرت پیر سید محمد بادشاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

آپ نے ساری زندگی مخلوقِ خدا کی راہنمائی اور علومِ دینیہ کی خدمت میں گزاری' احکامِ شریعت پر پابندی سے عمل پیرا رہے۔

آپ نے مختلف تصانیف یادگار چھوڑیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) زجاجۃ المصابیح (عربی) (۲) سلوک مجددیہ (۳) گلزار اولیاء (۴) یوسف نامہ (۵) فضائل نماز (۶) علاج السالکین (۷) کتاب المحبت (۸) میلاد نامہ (۹) معراج نامہ (۱۰) شہادت نامہ (۱۱) مواعظِ حسنہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ آپ کے صاحبزادگان کے نام یہ ہیں:

(۱) مولانا ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ (۲) میاں سید احمد (۳) میاں سید حبیب اللہ قادری (۴) میاں سید شاہ رحمت اللہ قادری

آپ نے درج ذیل حضرات کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا:

(۱) مولانا ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ (۲) مولانا سید رحمت اللہ شاہ (۳) مولانا سید عبدالرؤف (۴) حضرت غلام جیلانی (۵) حضرت صدیق حسین (۶) جناب میر لطف علی خاں (۷) جناب عبدالرزاق (۸) ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں' سابق صدر شعبۂ عربی' جامعہ عثمانیہ' حیدرآباد دکن۔

۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲ اگست ۱۹۶۴ء بروز جمعرات آپ کا وصال مبارک ہوا۔ مصری گنج' حیدرآباد دکن' نقشبندی چمن میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ اللہ رب العزت بطفیل محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم آپ کی تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین! (ملخصاً از جاجۃ المصابیح مع اردو ترجمہ نور المصابیح' جلد اوّل مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور)

فرید بک سٹال اہل سنت وجماعت کا ایک عظیم اشاعتی ادارہ ہے' جناب سید محسن اعجاز گیلانی صاحب اپنے والد گرامی قدر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شب وروز ادارہ کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی کی گراں قدر تالیفات شرح صحیح مسلم' تبیان القرآن اور نعمۃ الباری جیسی عظیم شاہکار تصانیف کو منظر عام پر لانا یقیناً ادارہ کا ایک قابل فخر کارنامہ ہے۔ زجاجۃ المصابیح مع اُردو ترجمہ وحواشی مکمل پیش کرنا بھی ادارہ کا ہدف تھا۔ کتاب الآداب سے آخر تک یہ خدمت راقم الحروف کے سپرد کی گئی' اور یہ ایک عظیم سعادت ہے کہ اس بے مایہ کا نام بھی کسی انداز سے خدامِ حدیث میں شامل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہِ رحمت سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا' اللہ تعالیٰ اس ادارے کو مزید ترقیاں نصیب فرمائے۔ ادارے کی کامیابی یقیناً اشاعتی محاذ پر اہل سنت وجماعت کی کامیابی ہے۔

استاذ محترم حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ' لاہور کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے' کم ہے۔ آپ نے خلوص وللّٰہیت سے بندہ پر شفقت فرماتے ہوئے اسے تصنیف وتالیف میں مصروف کیا۔ ''الدال علی الخیر کفاعلہ'' کی روشنی میں یقیناً اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ ان کاوشوں کا اجر وثواب آپ کے نامہ اعمال میں بھی درج کیا جائے گا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ان سب شخصیات کو بے حساب اجر وثواب عنایت فرمائے' جن کا تعاون' جن کی دعائیں' نیک تمنائیں' شفقتیں' عنایتیں رفیقِ سفر بنیں اور یہ بندہ اپنی بے بضاعتی کے باوجود طالبینِ حدیث کی خدمت میں یہ نذرانہ پیش کرنے کی جرأت کر سکا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

★ فخر المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی گل احمد عتیقی صاحب (لاہور)' آپ نے خصوصی شفقت فرمائی اور عین سفرِ حرمین کی تیاری کے وقت بے پناہ مصروفیات سے وقت نکالا اور بندہ کی درخواست قبول کرتے ہوئے اپنی قیمتی رشحاتِ قلم سے نوازا۔ یقیناً یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے۔

★ استاذ محترم مناظر اسلام حضرت علامہ عبدالحمید صاحب چشتی (خانیوال)' آپ نے بھی اپنی بے پناہ مصروفیات سے وقت نکال کر بندہ کی درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور تقریظ گرامی سے مشرف فرمایا۔

راقم الحروف کے تمام اساتذہ کرام خصوصاً شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا غلام نبی صاحب (فیصل آباد)' فخر العلماء حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی (جہانیاں منڈی)' فخر الصلحاء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی (لندن) اور جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ محمد مرتضیٰ صاحب عطائی (فیصل آباد) و دیگر عظیم اساتذہ کرام' ان سب کی محبتیں اور شفقتیں بندہ کے لیے زادِراہ ہیں۔ والدینِ کریمین کی نیک دعائیں شامل حال ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم نصیب فرمائے۔

برادرم مولانا ابوالحماد محمد محبّ النبی صاحب رضوی کا خصوصی تعاون ہے کہ انہوں نے رسم اخوت نبھائی' حضرت علامہ سید امین ہاشمی صاحب نے محنت کے ساتھ عربی عبارات کی تصحیح کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر جزیل نصیب فرمائے۔

اہلِ علم قارئین سے درخواست ہے کہ اس کتاب میں جو بھی غلطی نظر آئے' اس سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ آئندہ اصلاح کی جاسکے۔

قارئین دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف' مترجم ومحشی' ناشر اور جملہ معاونین کو اپنی رحمت و برکت اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے!

راقم الحروف کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اس کے لیے حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں! اللہ تعالیٰ اسے اور اس کی تمام اولاد اور جملہ متعلقین کو ایمان و اعمالِ صالحہ کی دولت کے ساتھ ساری زندگی دینِ متین کی خدمت میں صرف کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی

صدر مدرس جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی' رضانگر'

پوسٹ بکس نمبر ۲' چنیوٹ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

انتساب

اہل سنت و جماعت کی ان عظیم جامعات کے نام

جہاں شب وروز" قال اللہ وقال الرسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم" کی روح پرور صدائیں بلند ہوتی ہیں۔

جہاں طلباء کے سینوں میں اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوبِ کریم ﷺ کی محبت کی شمعیں فروزاں کی جاتی ہیں۔

جہاں دین کی سربلندی کے لیے اپنا تن من دھن قربان کرنے والے افراد تیار کیے جاتے ہیں۔

بالخصوص یہ دو عظیم ادارے:

★ جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی (چنیوٹ)' ایک سو چودہ کنال پر محیط اس عظیم جامعہ کے بانی جگر گوشۂ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ صاحبزادہ قاضی ابوالفیض محمد فضل رسول حیدر رضوی ہیں۔ جنہوں نے اپنی ذاتی رقم سے یہ عظیم ادارہ قائم فرما کر مشائخ اہل سنت و جماعت کے لیے ایک عظیم مثال پیش فرمائی۔ پروردۂ آغوش ولایت' صاحبزادہ قاضی محمد فیض رسول رضوی' رئیس الجامعہ کے زیر اہتمام جامعہ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔

★ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم (جہانیاں منڈی)' جو والد گرامی مولانا الحاج حافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضوی کے زیر اہتمام اور برادرم مولانا ابوالحماد محمد محبّ النبی صاحب رضوی کے زیرِ انتظام ترقی کی جانب گامزن ہے' جس ادارہ کی فضاء میں ترجمہ وتشریح کا یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

کِتَابُ الْاٰدَابِ

آداب کا بیان

ادب کی تحقیق

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

جس چیز کی قولاً و فعلاً تعریف کی جائے اسے عمل میں لانا ادب ہے۔ایک قول یہ ہے کہ مکارمِ اخلاق پر عمل پیرا ہونا ادب ہے ایک قول یہ ہے کہ مستحسن چیزوں پر آگاہ ہونا ادب ہے۔ایک قول یہ ہے کہ بڑوں کی تعظیم کرنا اور چھوٹوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا ادب ہے۔ایک قول یہ ہے کہ یہ ''مادبة'' سے ماخوذ ہے اور ''مادبة'' دعوتِ طعام کو کہتے ہیں۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۱۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

جو قول و فعل محمود ہو اسے عمل میں لانا ادب ہے اور بعض نے کہا کہ مکارمِ اخلاق کو حاصل کرنا ادب ہے۔علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اسے ذکر کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ نیکیوں پر عمل پیرا ہونا اور برائیوں سے اعراض کرنا ادب ہے اور بعض نے کہا کہ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت ادب ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ادب ''مادبة'' سے ماخوذ ہے اور ''مادبة'' دعوتِ طعام کو کہتے ہیں۔ادب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ادب کی طرف بھی بلایا جاتا ہے۔(مرقات ج ۴ ص ۵۵۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

بَابُ السَّلَامِ سلام کا بیان

سلام کی تحقیق

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اَلْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ'' (الحشر:۲۳)۔ علامہ طیبی نے اس اسم کی تفسیر میں فرمایا: ''السلام'' مصدر ہے اللہ تعالیٰ کے اس اسم کے ساتھ موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر آفت اور نقص سے سلامتی والا ہے یعنی اس کی ذات حدوث اور عیب سے اس کی صفات نقص سے اور اس کے افعال خالص شر سے سلامتی والے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کی قضاء والے بعض اُمور میں جو چیز شر نظر آتی ہے وہ درحقیقت شر نہیں ہوتی بلکہ اس کے ضمن میں غالب خیر ہوتی ہے جس کے ترک سے عظیم شر لازم آتا ہے لہٰذا حقیقت میں جس چیز کا فیصلہ کیا گیا ہے وہ خیر ہی ہے اور شر ضمناً اس فیصلہ کے تحت داخل ہے اس صورت میں یہ اسماء تنزیہیہ سے ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے ان ناموں میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ کے منزہ اور پاک ہونے کا بیان ہوتا ہے) اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ ''السلام علیك'' کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم تم پر ہے یعنی تم اللہ تعالیٰ کی

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حفاظت میں ہو جیسے کہا جاتا ہے: اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارا مصاحب ہے‘ اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں پر مطلع ہے‘ اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی سلامتی ہے‘ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ“ (الواقعہ:۹۱) تو اے محبوب! تم پر سلام ہو دائیں طرف والوں سے‘ اور ایک قول یہ ہے کہ لفظِ سلام کئی معانی کے لیے آتا ہے: (۱) سلامتی (۲) دعا (۳) اللہ تعالیٰ کا اسم‘ کبھی یہ صرف سلامتی کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی صرف دعا کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی اس میں دونوں معانی کا احتمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا“ (النساء:۹۴) اور جو تمہیں سلام کرے‘ اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ اس میں دعا اور سلامتی دونوں معانی ہو سکتے ہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۳۳‘ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ‘ کوئٹہ)

علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ‘ المتوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

سلام کے معنی میں ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے‘ لہٰذا ”السلام علیك“ کا معنی ہے کہ اللہ کا اسم تم پر ہو‘ یعنی تم اللہ کی حفاظت میں ہو اور ایک قول یہ ہے کہ سلام کا معنی سلامتی ہے یعنی سلامتی تمہارے لیے لازم ہو۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۱۴ ص ۳۶۶‘ مطبوعہ دار المعرفہ‘ بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَسِيْبًا ○﴾ (النساء:۸۶)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تمہیں کسی لفظ سے سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر لفظ کے ساتھ سلام کہو یا اسی لفظ کے ساتھ جواب دو‘ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے ○

سلام کی اہمیت وفضیلت

”تحية“ کا معنی ہے: درازیٔ زندگی کی دعا دینا‘ اور آیہ مبارکہ میں ”تحیه“ سے مراد سلام کہنا ہے‘ باہمی ملاقات کے وقت سلام کہنا اظہارِ خوشی کا ایک ذریعہ ہے۔ سلام کہنے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے‘ نفرت وکدورت دور ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ‘ المتوفی ۱۱۷۲ھ لکھتے ہیں:

لوگوں کو اس بات کی ضرورت ہے کہ آپس میں خوشی اور بشاشت کا اظہار کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور محبت کا برتاؤ کریں‘ چھوٹا بڑے کی تعظیم کرے اور بڑا چھوٹے پر شفقت کرے۔ ہم عمر لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کریں‘ کیونکہ اگر یہ بات نہ پائی جائے تو دوستی اور صحبت ایک بے فائدہ تعلق ہو کر رہ جاتا ہے‘ جس کا کوئی نتیجہ وثمرہ برآمد نہیں ہوتا‘ اور اس اظہارِ تعلق کے لیے مخصوص الفاظ ہونا ضروری ہیں‘ کیونکہ الفاظ سے بیان کیے بغیر تو خوشی اور محبت کے جذبات دل میں ہی پوشیدہ رہ جائیں گے اور قرائن وعلامات کے بغیر وہ معلوم نہیں ہو سکیں گے‘ لہٰذا ہر گروہ نے اپنی اپنی رائے کے موافق سلام کہنے کا طریقہ مقرر کیا ہے‘ پھر وہی طریقہ اس قوم کا شعار بن گیا اور اس قوم کے افراد کی شناخت کا ذریعہ بن گیا‘ مشرکین بہ وقتِ سلام کہا کرتے تھے: اللہ! تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رکھے! تمہاری صبح بہ خیر ہو! مجوس کہا کرتے تھے: تم ہزار برس جیو! لیکن قانونِ شرعی کا تقاضا ہے کہ آدمی وہ طریقہ اختیار کرے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتِ جاریہ ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۳۴۶‘ مطبوعہ دار المعرفہ‘ بیروت‘ لبنان)

اسلام دینِ کامل ہے‘ سلام کہنے کا جو طریقہ اسلام نے مقرر فرمایا‘ وہ باقی قوموں کے طریقوں سے ممتاز اور افضل ہے۔ باقی اقوام میں بہ وقتِ ملاقات مخصوص وقت میں سلامتی وعافیت کی دعا کی جاتی ہے لیکن اسلام نے لفظِ السلام علیکم مقرر فرمایا جس میں صبح وشام وغیرہ کسی مخصوص وقت کی قید کے بغیر زندگی بھر کے لیے ہر قسم کی آفات وبلیات سے سلامتی اور امن وعافیت کی دعا ہے۔ اللہ رب العزت نے ابوالبشر سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو طریقۂ سلام کی تعلیم ارشاد فرمائی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ‘ متوفی ۲۵۶ھ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

روایت کرتے ہیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا' ان کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا' جب انہیں پیدا کیا تو فرمایا: جاؤ! اور ملائکہ کے اس بیٹھے ہوئے گروہ کو سلام کہو' اور سنو کہ وہ تمہیں (جواباً) کس طرح سلام کہتے ہیں کہ یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر کہا: السلام علیکم! تو فرشتوں نے (جواباً) کہا: ''السلام علیك ورحمة اللّٰه'' اور فرشتوں نے ''ورحمة اللّٰه'' کا اضافہ کیا۔

(صحیح البخاری' کتاب الاستئذان' رقم الحدیث: ۶۲۲۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ہمارے لیے بھی اللہ رب العزت نے اس طریقہ کو باقی رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً. (النور:۶۱)

پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو' ملتے وقت کی اچھی دعا' اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی امت کو سلام کی ترغیب دلائی اور اسے محبت میں اضافے کا باعث قرار دیا۔ امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہو گے' جب تک ایمان نہ لے آؤ اور تم مؤمن نہیں ہو گے' جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو' کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم وہ کرنے لگو تو تم باہم محبت کرنے لگو' آپس میں بہ کثرت سلام کیا کرو۔ (صحیح مسلم' کتاب الایمان' رقم الحدیث: ۱۹۲' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

سلام کے احکام ومسائل

★ آدمی کسی کے گھر کے دروازے پر جائے تو سلام سے پہلے اجازت طلب کرنا واجب ہے اور جب گھر میں داخل ہو تو پہلے سلام کرے' پھر کلام کرے' اگر باہر کسی سے ملاقات ہو تو پہلے سلام کرے پھر کلام کرے۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۴' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

★ اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے سلام کرنا یا جواب دینا؟ کسی نے کہا: جواب دینا افضل ہے' کیونکہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب۔ بعض نے کہا کہ سلام کرنا افضل ہے کہ اس میں تواضع ہے' جواب تو سبھی دے دیتے ہیں مگر سلام کرنے میں بعض مرتبہ بعض لوگ کسر شان سمجھتے ہیں۔ (بہار شریعت ج ۲ ص ۶۷۹' مطبوعہ مشتاق بک کارنر' اردو بازار' لاہور)

★ سلام کرنے والے کے لیے ''السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته'' کہنا افضل ہے اور جواب دینے والا بھی یہی کہے' اور ''برکاته'' پر اضافہ کرنا مناسب نہیں' حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر چیز کی انتہاء ہوتی ہے اور سلام کی انتہاء ''برکاته'' ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

★ جواب میں واؤ کے ساتھ ''وعلیکم السلام ورحمة اللّٰه وبرکاته'' کہنا افضل ہے۔

(البحر الرائق ج ۸ ص ۲۰۷' مطبوعہ مکتبہ حامدیہ' کوئٹہ)

★ ایک آدمی کسی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا' دوسرے آدمی نے اسے سلام کیا اور کہا: ''السلام علیك'' اے فلاں! جماعت میں سے کسی دوسرے نے جواب دے دیا تو اس کے ذمہ سے جواب ساقط ہو جائے گا' اور ایک قول یہ ہے کہ اگر نام لے کر سلام کیا کہ اے زید! ''السلام علیك'' اور عمرو نے جواب دے دیا تو زید کے ذمہ سے سلام کا جواب ساقط نہیں ہوگا۔

(الفتاویٰ الخانیہ علیٰ ھامش الفتاویٰ الہندیہ ج ۳ ص ۴۲۳' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

★ سوار پیدل کو، کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے کو، تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو اور بچہ بڑے کو سلام کرے۔

(الفتاویٰ البزازیہ علیٰ ھامش الفتاویٰ الہندیہ ج ٦ ص ٣٥٥، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور)

★ سائل کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔ (تنویر الابصار ج ٩ ص ٥٩٢، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان)

★ اگر یہودی یا عیسائی یا مجوسی نے مسلمان کو سلام کیا تو جواب دینے میں کوئی حرج نہیں، جواب میں صرف ''وعلیك'' کہے۔

(الدر المختار ج ٩ ص ٥٩١، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان)

★ ہنسی مذاق کرنے والے بوڑھے، جھوٹ بولنے والے، بے ہودہ گفتگو کرنے والے، لوگوں کو گالیاں دینے والے، اجنبی عورتوں کی طرف نظر کرنے والے، فاسق، معلن، گانا گانے والے اور کبوتر باز کو سلام نہ کیا جائے، جب تک ان حضرات کا ان افعال سے توبہ کرنا معلوم نہ ہو۔ (ردّ المحتار ج ٩ ص ٥٩٥، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان)

★ ذمی، کافر کو بہ غرضِ حاجت سلام کر سکتا ہے، بلا ضرورت انہیں سلام نہ کرے، اگر ایسی قوم کے پاس سے گزرے، جن میں (مسلمانوں کے ساتھ) کفار بھی ہیں تو اختیار ہے چاہے تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں کی نیت کرے اور چاہے تو ''السلام علٰی من اتبع الھدٰی'' کہے۔

★ تلاوتِ قرآن، علمی گفتگو، اذان، اقامت کے وقت سلام نہ کہا جائے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان مقامات پر جواب بھی نہ دیا جائے۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ٥ ص ٣٢٦، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور)

★ اگر خالی مکان میں داخل ہو جہاں کوئی نہیں ہے تو کہے: ''السلام علی النبی ورحمة اللّٰه تعالٰی وبرکاته السلام علینا وعلٰی عباد اللّٰه الصالحین السلام علٰی اهل البیت ورحمة اللّٰه وبرکاته''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مکان سے یہاں مسجدیں مراد ہیں۔ نخعی نے کہا: جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہے: ''السلام علٰی رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج ٢ ص ٥٢، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی، ملتان)

ملا علی قاری نے شرح شفاء میں لکھا کہ خالی مکان میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ اسلام کے گھروں میں روحِ اقدس جلوہ فرما ہوتی ہے۔ (خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ٦٤٥، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

٧٥٣٥- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ نَقُوْلُ أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا وَّأَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ نُهِيْنَا عَنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے آنکھیں ٹھنڈی کرے اور تم خوشگوار حالت میں صبح کرو، جب دورِ اسلام آیا تو ہمیں اس سے منع فرما دیا گیا۔ (ابوداؤد)

٧٥٣٦- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَنَفَخَ فِيْهِ الرُّوْحَ عَطَسَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِإِذْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ يَا اٰدَمُ إِذْهَبْ إِلٰى أُولٰٓئِكَ الْمَلَائِكَةِ إِلٰى مَلَإٍ مِّنْهُمْ جُلُوْسٌ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالُوْا عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی تو انہیں چھینک آ گئی اور انہوں نے الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حمد و ثناء بیان کی۔ تو ان کے رب نے ان سے فرمایا: ''یرحمك اللّٰه'' (اللہ تم پر رحم فرمائے) اے آدم! فرشتوں کے اس گروہ کے پاس جاؤ جو بیٹھے ہوئے ہیں اور انہیں السلام علیکم کہو، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے السلام علیکم کہا تو فرشتوں نے کہا: ''علیك السلام ورحمة اللّٰه''

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

رَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ بَنِيْكَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ لَهُ اللّٰهُ وَيَدَاهُ مَقْبُوْضَتَانِ اِخْتَرْ اَيَّتَهُمَا شِئْتَ فَقَالَ اِخْتَرْتُ يَمِيْنَ رَبِّيْ وَكِلْتَا يَدَیْ رَبِّيْ يَمِيْنٌ مُّبَارَكَةٌ ثُمَّ بَسَطَهَا فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ وَذُرِّيَّتُهٗ فَقَالَ اَیْ رَبِّ مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَاِذَا كُلُّ اِنْسَانٍ مَّكْتُوْبٌ عُمُرُهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَاِذَا فِيْهِمْ رَجُلٌ اَضْوَاُهُمْ اَوْ مِنْ اَضْوَاِهِمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِبْنُكَ دَاوٗدُ وَقَدْ كَتَبْتُ لَهٗ عُمُرَهٗ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ يَا رَبِّ زِدْ فِيْ عُمُرِهٖ قَالَ ذٰلِكَ الَّذِيْ كَتَبْتُ لَهٗ قَالَ اَیْ رَبِّ فَاِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ لَهٗ مِنْ عُمُرِيْ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ اَنْتَ وَذَاكَ قَالَ ثُمَّ سَكَنَ الْجَنَّةَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اُهْبِطَ مِنْهَا وَكَانَ اٰدَمُ يَعُدُّ لِنَفْسِهٖ فَاَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ قَدْ عَجَّلْتَ قَدْ كُتِبَ لِيْ اَلْفُ سَنَةٍ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنَّكَ جَعَلْتَ لِاِبْنِكَ دَاوٗدَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَنَسِيَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ قَالَ فَمِنْ يَّوْمَئِذٍ اُمِرَ بِالْكِتَابِ وَالشُّهُوْدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

پھر آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا باہمی سلام ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا جب کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ بند تھے کہ ان دونوں ہاتھوں میں سے جسے چاہو اختیار کر لو! تو انہوں نے عرض کیا: میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا حالانکہ میرے رب کے تو دونوں ہاتھ ہی دائیں (برکت والے) ہیں' پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت کھولا تو اس میں حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد تھی' تو انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ تمہاری اولاد ہے اور اس وقت ہر انسان کی عمر اس کی آنکھوں کے درمیان لکھی ہوئی تھی اور ان میں ایک مرد انتہائی چمک دار چہرے والے تھے' یا فرمایا: روشن ترین چہرے والوں میں سے ایک تھے' حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تمہارے بیٹے داؤد علیہ السلام ہیں اور میں نے ان کی عمر چالیس سال لکھ دی ہے' عرض کیا: اے میرے رب! ان کی زندگی میں اضافہ فرما دے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تو اس کے لیے یہی زندگی لکھی ہے' عرض کیا: اے میرے رب! میں نے اپنی زندگی کے ساٹھ سال ان کے نام کر دیئے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جیسے تمہاری خوشی! پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سکونت پذیر رہے' پھر جنت سے (زمین پر) اتارے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام اپنی زندگی شمار کرتے رہتے تھے کہ ان کے پاس ملک الموت آ گئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم نے جلدی کی ہے حالانکہ میری عمر تو ہزار برس لکھی گئی ہے' ملک الموت نے کہا: ہاں! ایسا ہی ہے لیکن آپ نے (اپنی زندگی کے) ساٹھ سال اپنے بیٹے حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کر دیئے تھے' تو حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا اور ان کی اولاد بھی انکار کرنے لگی اور وہ بھول گئے اور ان کی اولاد بھی بھولنے لگی' فرمایا: اسی دن سے لکھنے اور گواہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی تاویل

اس حدیث میں ہے: پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا جب کہ اس کے دونوں ہاتھ بند تھے کہ ان دونوں ہاتھوں میں سے جسے چاہو اختیار کر لو۔

اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ ثابت کیا گیا ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ ہاتھ سے' دیگر جسمانی اعضاء اور جسم سے پاک ومنزہ ہے' لہٰذا یہ فرمان متشابہات میں سے ہے' اس کا حقیقی معنی اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جانتے ہیں' البتہ علمائے کرام نے اس میں تاویلات ذکر فرمائی ہیں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

دونوں ہاتھوں سے کنایۃً صفت جمال وصفت جلال کے آثار یعنی ضیاء اور ظلمت' طاعت اور معصیت اور جنت و دوزخ مراد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ہیں۔ اظہارِ کبریائی کے لیے عدم کے بعد مخلوق کی ایجاد صفتِ جلال کے طور پر ہوئی ہے' جس کا تعلق شانِ عدل سے ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے جس کے لیے چاہا' اپنی شانِ جمال کو ظاہر فرمایا' جس کا تعلق صفتِ فضل سے ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اندھیرے میں مخلوق کو پیدا فرمایا' پھر ان پر اپنے نور کا فیضان فرمایا' جسے اس نور سے حصہ مل گیا' وہ ہدایت یافتہ ہو گیا اور جو اس نور سے محروم رہا وہ گمراہ ہو گیا۔ (مرقات المفاتیح ج ۴ ص ۵۶۸ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دایاں ہونے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے: پھر آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا حالانکہ میرے رب کے تو دونوں ہاتھ ہی یمن و برکت والے ہیں۔ اس حدیث پاک میں جس طرح اللہ رب العزت کے لیے ہاتھ کا اطلاق متشابہات میں سے ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کا دایاں ہونا بھی متشابہات سے ہے' کیونکہ دایاں' بایاں وغیرہ جہات تو جسم کے لیے ہوتی ہیں' اللہ تعالیٰ جسم اور جہات سے پاک ہے' لہٰذا اس میں بھی تاویل ضروری ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی تاویل میں مختلف اقوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس قول کی شرح میں مختلف تاویلات ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے لیے ''ید'' بمعنی صفت ثابت ہے' ''ید'' بہ معنی ہاتھ ثابت نہیں' اور اس فرمانِ اقدس میں کنایتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ''ید'' بہ معنی ہاتھ کی نفی کی گئی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ ہوتا تو وہ دایاں اور بایاں ہوتا' اور کلام کے آخر میں اس طرف اشارہ فرمایا کہ اس سے مراد خیر و برکت کا ثبوت ہے کیونکہ ''یدِ یمنیٰ'' (دایاں ہاتھ) کو خیر و برکت لازم ہے۔ یمنیٰ کا مادہ اشتقاق یمن ہے اور یمن کا معنی خیر و برکت ہے (۲) بایاں ہاتھ' قوت اور گرفت میں ناقص و کمزور ہوتا ہے' لہٰذا دونوں ہاتھوں کو دایاں قرار دینے میں اشارہ فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات نقصان سے پاک ہیں اور اس کی تمام صفات کامل ہیں (۳) سیّدنا آدم علیہ السلام کی مراد اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں پر شکر کرنا ہے اور یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ملے' چاہے لطف و مہربانی ہو یا قہر و غضب' وہ سب اس کا فضل و انعام ہی ہے' آپ نے جب فرمایا کہ میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا تو اس سے وہم پیدا ہوا کہ لطف و مہربانی والی صفات کو قہر و غضب والی صفات پر ترجیح دی ہے' لہٰذا اس وہم کو دور کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے رب کے تو دونوں ہاتھ ہی سراپا یمن و برکت ہیں (۴) آپ کا مقصود اللہ تعالیٰ کے بے پایاں جود و کرم اور فضل و احسان کو بیان کرنا ہے کیونکہ اہلِ عرب کا محاورہ ہے کہ جو آدمی نفع ہی پہنچاتا ہو' اسے کہتے ہیں کہ اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں اور جو آدمی نقصان ہی پہنچاتا ہو' اسے کہتے ہیں کہ اس کا حصہ بایاں ہی ہے' اور جو آدمی نہ نفع پہنچائے' نہ نقصان پہنچائے' اسے کہتے ہیں کہ یہ آدمی نہ دایاں رکھتا ہے نہ بایاں (۵) اہلِ عرب لفظ ''ید'' سے قدرت اور نعمت مراد لیتے ہیں' اگر قدرت مراد ہو تو ہدایت و ایمان اور گمراہی و کفر کا پیدا کرنا مراد ہے اور اگر اس سے نعمت مراد ہو تو اہلِ ہدایت پر لطف و کرم اور گمراہوں پر غضب و قہر مراد ہے اور یہ سب عدل و حکمت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے' اپنی ملکیت میں تصرف فرماتا ہے' علیم و حکیم ہے اور ان چیزوں کو جانتا ہے' جن پر دوسرے مطلع نہیں' جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝'' (ابراہیم: ۴) وہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے راہ دکھاتا ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے ۝ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۳ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے پر وارد شدہ اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو دیکھا تو ان میں ایک مرد سب سے زیادہ روشن و چمک دار تھے۔ اس پر اشکال ہے کہ اس سے حضرت داؤد علیہ السلام کا تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہونا لازم آتا ہے حالانکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالاتفاق افضل الانبیاء ہیں۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے' اللہ رب العزت نے ان کی امتیازی شان کو حضرت آدم علیہ السلام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

پر ظاہر فرمانے کے لیے ان کی نورانیت کو ظاہر فرمایا' اس سے ان کا افضل الانبیاء ہونا لازم نہیں آتا' کیونکہ ہر نبی میں کوئی خصوصی امتیاز ہوتا ہے' جس سے اس نبی کی عظمتِ شان واضح ہوتی ہے' مگر اس بناء پر تمام انبیاء کرام سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجودِ ملائکہ ہوئے' سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آتش کدۂ نمرود گلزار ہوا' انہیں زمین و آسمان کے ملکوت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ سیّدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ''وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ'' (الصّٰفّٰت:۱۰۷) کی شان سے نوازے گئے۔ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہِ طور پر شرفِ ہم کلامی سے مشرف ہوئے۔ سیّدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پنگھوڑے میں کلام فرمایا اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور اپنی والدہ ماجدہ کی پاک دامنی کی شہادت دی' ان کمالات سے ان انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمتِ شان اور خصوصی مقام ظاہر ہوتا ہے' مگر ان خصوصی امتیازات اور جزئی فضائل سے ان حضرات علیہم الصلوٰۃ والسلام کا افضل الانبیاء ہونا لازم نہیں آتا' دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ لازم نہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام روشنی اور چمک میں سب انبیاء کرام سے ممتاز تھے بلکہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی اتفاقاً پہلے حضرت داؤد علیہ السلام پر نظر پڑی اور ان کے حسن و جمال اور نورانیت کو دیکھتے ہوئے سوال فرمایا اور اس معنی کی تائید درج ذیل روایت سے ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کی پشت پر دستِ قدرت پھیرا تو قیامت تک جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمانا تھا' وہ ان کی پشت سے باہر نکل آیا اور ان میں سے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی ایک شعاع پیدا فرمادی' پھر انہیں حضرت آدم علیہ السلام پر پیش فرمایا' حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد ہے' پھر آپ نے ان میں ایک مرد دیکھا جس کی آنکھوں کے درمیان کی روشنی آپ کے دل کو بھا گئی' آپ نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد میں سے آخری امتوں سے ایک مرد ہیں' جنہیں داؤد کہا جائے گا۔ الخ

(سنن ترمذی رقم الحدیث:۳۰۷۶' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

مذکورہ بالا دونوں جوابات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے انداز میں بیان فرمائے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰئِكَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَذَهَبَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَكُلُّ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ اٰدَمَ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَهٗ حَتَّى الْاٰنَ.

بخاری و مسلم میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا' ان کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا' جب ان کو پیدا کیا تو فرمایا: جاؤ! اور اس گروہ کو سلام کرو اور وہ فرشتوں کی جماعت بیٹھی ہوئی تھی اور سنو کہ وہ تمہیں (جواباً) کس طرح سلام کہتے ہیں کہ یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر کہا: ''السلام علیکم!'' تو فرشتوں نے (جواباً) کہا: ''السلام علیك ورحمة الله'' (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا راوی نے) فرمایا کہ فرشتوں نے ''ورحمة الله'' کا اضافہ کیا' یہ بھی فرمایا کہ جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا' وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا اور ان کے بعد اب تک مخلوق کا قد مسلسل گھٹتا رہا ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے: ''خلق اللّٰہ اٰدم علٰی صورتہٖ'' اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ اس میں اختلاف ہے کہ ''صورتہٖ'' میں جو ضمیر ہے اس کا مرجع کیا ہے؟ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

''علٰی صورتہٖ'' سے مراد ہے: ''علٰی صورۃ اٰدم'' (کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی اپنی صورت پر پیدا فرمایا) کیونکہ لفظ ''اٰدم'' زیادہ قریب ہے (اور قریبی کو ضمیر کا مرجع بنایا جاتا ہے) اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ابتداءً ہی مکمل بشر' کامل الخلقت' ساٹھ ہاتھ لمبے قد کے ساتھ پیدا فرمایا جب کہ دوسرے انسانوں میں اس طرح نہیں ہوتا' وہ پہلے نطفہ ہوتے ہیں' پھر جما ہوا خون' پھر گوشت کا لوتھڑا' پھر جنین' پھر بچہ' پھر مرد ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان کی لمبائی اور قد و قامت مکمل ہو جاتا ہے اور ابن بطال نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس فرمان سے دہریہ کے قول کو باطل قرار دیا ہے کہ دہریہ کہتے ہیں کہ ہر انسان نطفہ سے اور ہر نطفہ انسان سے بنتا ہے۔ (اور آپ نے واضح فرمادیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ابتداءً ہی اپنی کامل صورت پر نطفہ کے بغیر ہوئی) اور آپ نے قدریہ کے قول کا بھی ردّ فرمایا ہے کہ قدریہ کہتے ہیں: آدم علیہ السلام کی صفات دو طرح کی ہیں' ایک وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور دوسری وہ صفات ہیں جنہیں آدم علیہ السلام نے خود پیدا فرمایا' اور ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک شخص کے قریب سے گزرے جو اپنے غلام کے چہرے پر طمانچہ مار رہا تھا' آپ نے اسے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس غلام کی صورت پر پیدا فرمایا ہے' اس صورت میں ضمیر کا مرجع وہ غلام ہے جس کے چہرے پر طمانچہ مارا جا رہا تھا' اور ایک قول یہ ہے کہ ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے لیکن شکل و صورت اور ہیئت کا لفظ تو صرف اجسام پر بولا جاتا ہے (جب کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے)' لہٰذا یہاں صورت کا معنی صفت ہوگا' جس طرح کہا جاتا ہے: ''عرفنی صورۃ ھذا الامر'' مجھے اس کام کی صفت کی پہچان کراؤ۔ اب معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صفت پر پیدا فرمایا یعنی انہیں ''حیّ'' (زندہ) ''عالم'' سننے والا' دیکھنے والا اور کلام کرنے والا بنایا ہے (اور حیٰوۃ' علم' سمع' بصر اور کلام اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں) یا اضافت تشریفیہ ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی عظمت و شرافت کے اظہار کے لیے ان کی صورت کو اپنی صورت قرار دیا ہے) جس طرح بیت اللہ اور روح اللہ میں اضافت تشریفیہ ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ابتداءً کسی سابقہ نمونے اور مثال کے بغیر محض اپنی قدرت سے پیدا فرمایا' لہٰذا اپنی طرف اضافت کر کے انہیں عظمت و شرافت سے سرفراز فرمایا۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۹)

۷۵۳۷۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيْ اِنَّ الْمُعْتَمَدَ اَنَّ سَنَدَهٗ حَسَنٌ لَا سِيَّمَا وَقَدْ اَسْنَدَهُ السُّيُوْطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ اِلَى ابْنِ عَمْرٍو فَارْتَفَعَ النِّزَاعُ وَزَالَ الْاِشْكَالُ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ہمارے غیر سے مشابہت اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں' تم نہ یہود کی مشابہت اختیار کرو نہ ہی نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرو' یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ ہے۔ (ترمذی) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے کہا کہ معتمد یہ ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے' خصوصاً علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے الجامع الصغیر میں اس کو ابن عمرو کی طرف مسند کیا ہے' لہٰذا نزاع اور اشکال دور ہو گیا۔

www.waseemziyai.com

یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہت کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ تم یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو نہ ہی نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرو کیونکہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا ہے۔ اس کی شرح میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ کے ساتھ تمام افعال میں مشابہت اختیار نہ کرو‘ خصوصاً ان دو عادات میں۔ شاید یہود ونصاریٰ سلام میں یا سلام کے جواب میں یا سلام و جواب دونوں میں صرف اشارہ کرتے تھے اور لفظ سلام نہیں کہتے تھے جس طرح کہ سیّدنا آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد میں سے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کاملین کی یہی سنت ہے‘ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف فرما دیا گیا تھا کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ یہ کام کریں گے یا ان کی طرح جھک جانا‘ سر سے اشارہ کرنا یا صرف لفظ سلام کہنے پر اکتفاء کرنا اختیار کریں گے۔ میں نے مسجد حرام میں ایک بناوٹی صوفی کو دیکھا جو اپنے آپ کو سالکین‘ ریاضت کرنے والے‘ متوکلین اور زاہدین کی جماعت میں داخل کیے ہوئے تھا‘ وہ ہمیشہ روزہ سے رہتا اور اعتکاف میں مشغول رہتا تھا اور اس کے پاس اسباب دنیا میں سے کوئی چیز موجود نہیں تھی اور وہ چالیس سال سے زیادہ عرصہ سے اسی حالت پر تھا‘ پھر آخری عمر میں اس نے مکمل خاموشی اختیار کر لی اور وہ سلام کا جواب محض سر کے اشارہ سے دیتا تھا‘ حالانکہ وہ معرفت‘ تلاوت کی ہمیشگی‘ حسنِ خلق اور سخاوتِ نفس سے خالی تھا لیکن اسے جب دیکھتے وہ طواف میں مشغول ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتِ حال کو زیادہ جانتا ہے‘ اللہ تعالیٰ ہم پر اور اس پر رحم فرمائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۶۱‘ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی‘ بیروت)

۷۵۳۸ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: السلام علیکم! آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا‘ پھر وہ بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اس طرح سلام کرنے والے کے لیے) دس (نیکیاں ہیں)‘ پھر دوسرا شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ نے اس کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: بیس نیکیاں‘ پھر اور شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ نے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: تیس نیکیاں۔ (ترمذی‘ ابوداؤد)

وَرَوٰى مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ يَمَانِيٌّ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ثُمَّ زَادَ شَيْئًا مَعَ ذٰلِكَ اَيْضًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَنْ هٰذَا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهٗ قَالُوْا هٰذَا الْيَمَانِيُّ الَّذِيْ يَغْشَاكَ فَعَرَّفُوْهُ اِيَّاهُ حَتّٰى عَرَفَهٗ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ السَّلَامَ اِنْتَهٰى اِلَى الْبَرَكَةِ قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّاِ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا‘ ان کی خدمت میں ایک یمنی شخص حاضر ہوا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا‘ پھر اس کے ساتھ کچھ اضافہ بھی کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کون ہے؟ اس وقت آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی‘ لوگوں نے عرض کیا: یہ یمنی ہے جو آپ کے پاس حاضر ہوتا رہتا ہے اور لوگوں نے اس کا تعارف کروایا حتیٰ کہ آپ نے اس کو پہچان لیا تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سلام تو ”وبرکاتہ“ پر مکمل ہو جاتا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے موطأ میں فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے کہ جب کوئی شخص السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو رُک جائے کیونکہ سنت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَلْيَكُفُّ فَاِنَّ اِتِّبَاعَ السُّنَّةِ اَفْضَلُ وَلِذٰلِكَ قَالَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَلَا يَزِيْدُ الرَّادُّ عَلٰى وَبَرَكَاتُهٗ .

کی پیروی ہی افضل ہے۔اسی لیے درمختار میں ہے کہ سلام کا جواب دینے والا ''وبرکاته'' پراضافہ نہ کرے۔

۷۵۳۹ - وَعَنْ غَالِبٍ قَالَ اَنَا لَجُلُوْسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْتِهٖ فَاَقْرِئْهُ السَّلَامَ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اَبِيْ يَقْرَئُكَ السَّلَامَ فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَبِيْكَ السَّلَامُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

غالب بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بصری رحمہ اللہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میرے والدگرامی نے میرے دادا جان سے روایت کرتے ہوئے مجھے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ میرے والدگرامی نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھیجا' اور کہا کہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا' میں نے آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے والد نے آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا ہے تو آپ نے فرمایا: ''عليك وعلى ابيك'' تم پر اور تمہارے والد پر سلام ہو۔

(ابوداؤد)

مسائلِ ضروریہ

مسئلہ: جب ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ فلاں کو میرا اسلام پہنچاؤ تو اس پر سلام پہنچانا واجب ہے۔امام محمد رحمہ اللہ نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے' جس سے پتا چلتا ہے کہ اگر کسی نے غائب شخص کی طرف سے سلام پہنچایا تو اس آدمی پر واجب ہے کہ اولاً سلام پہنچانے والے کو جواب دے اور پھر اس غائب شخص کو سلام کا جواب دے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۶' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

مسئلہ: سلام پہنچانا اس وقت واجب ہے' جب قاصد نے سلام پہنچانے کا التزام کرلیا ہو اور یہ کہہ دیا ہو کہ میں تمہارا سلام پہنچا دوں گا کیونکہ اگر اس نے سلام پہنچانے کا التزام کرلیا ہے تو یہ سلام اس کے پاس امانت کی طرح ہوگا اور اسے پہنچانا لازم ہوگا اور اگر اس نے اپنے اوپر لازم نہ کیا ہو تو یہ سلام ودیعت کی طرح ہوگا اور اس پر پہنچانا واجب نہیں ہوگا' اسی طرح اگر حاجی سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں میرا اسلام عرض کرنا تو اس پر بھی سلام پہنچانا واجب ہوگا۔ (ردالمحتار ج ۹ ص ۵۹۵' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

فَضْلُ السَّلَامِ وَالْحَثُّ عَلَيْهِ

سلام کی فضیلت اور اس کی ترغیب

۷۵۴۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتُقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: کھانا کھلاؤ اور اس شخص کو سلام کرو جسے تم پہچانتے ہو اور جسے نہیں پہچانتے۔ (بخاری' مسلم)

کفار وفساق کو سلام کہنے کا حکم

اس حدیث میں ہے: اور سلام کہو جسے تم پہچانتے ہو اور جسے تم نہیں پہچانتے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

اس میں اشارہ ہے کہ سلام میں تخصیص نہ کی جائے کہ بعض مخصوص لوگوں کو سلام کیا جائے اور دوسروں کو سلام نہ کیا جائے' جس طرح کہ متکبر لوگوں کا طریقہ ہے' کیونکہ تمام مؤمنین بھائی بھائی ہیں اور رشتہ اخوت میں سب برابر ہیں' البتہ یہ حکم عام مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے (کفار کو شامل نہیں) لہٰذا کافر کو ابتداءً سلام نہیں کیا جائے گا' کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: یہود ونصاریٰ کو سلام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

کہنے میں ابتداء نہ کرو اور جب ان میں سے کسی کے ساتھ سرِ راہ ملاقات ہو جائے تو انہیں تنگ راستے کی طرف چلنے پر مجبور کر دو۔

(صحیح مسلم' کتاب السلام' رقم الحدیث: ۵۶۲۶' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

اسی طرح اور دلیل سے فاسق بھی اس حکم عام سے مخصوص ہے اور جس آدمی کے متعلق شک ہو' اس میں اصل یہی ہے کہ جب تک تخصیص ثابت نہ ہو' اس وقت تک حکم کو عموم پر باقی رکھا جائے' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کہنے والی حدیث ابتدائے سلام میں ہو اور مقصود تالیفِ قلوب ہو' پھر بعد میں منع فرما دیا ہو۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۳۸' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

فساق کو سلام نہ کرنے کے متعلق درج ذیل احادیث و آثار ہیں:

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے چہرہ پھیر لیا' جب اس آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناپسندیدگی کو ملاحظہ کیا تو انگوٹھی اتار دی اور لوہے کی انگوٹھی لے کر پہن لی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا' آپ نے فرمایا: یہ شر ہے' یہ جہنمیوں کا زیور ہے' وہ آدمی واپس گیا اور انگوٹھی پھینک دی اور چاندی کی انگوٹھی پہن لی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا۔

(الادب المفرد ص ۳۵۲' مطبوعہ مکتبہ اثریہ' سانگلہ ہل' شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۲۵' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' ملتان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بحرین سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام عرض کیا' آپ نے جواب نہ دیا' اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اور اس نے ریشمی جبہ پہنا ہوا تھا' اس نے دونوں چیزیں اتار دیں' پھر آ کر سلام عرض کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا' اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ابھی آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تھا' آپ نے اعراض فرمایا' آپ نے فرمایا: تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارا تھا۔

(سنن نسائی ج ۸' رقم الحدیث: ۵۲۲۱' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت' الادب المفرد ص ۳۵۲' مطبوعہ مکتبہ اثریہ' سانگلہ ہل)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شراب پینے والوں کو سلام نہ کہو۔

(الادب المفرد رقم الحدیث: ۳۵۱' مطبوعہ مکتبہ اثریہ' سانگلہ ہل)

۷۵۴۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے' جب تک ایمان نہ لے آؤ اور تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو' کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جسے کرنے کے بعد تمہاری ایک دوسرے سے محبت بڑھ جائے گی' آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔

(مسلم)

۷۵۴۲ - وَعَنِ الطُّفَیْلِ بْنِ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهٗ كَانَ یَاْتِی ابْنَ عُمَرَ فَیَغْدُوْ مَعَهٗ اِلَی السُّوْقِ قَالَ فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَی السُّوْقِ لَمْ یَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ عَلٰی سَقَّاطٍ وَّلَا عَلٰی صَاحِبِ بَیْعَةٍ وَّلَا مِسْكِیْنٍ وَّلَا عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَیْهِ قَالَ الطُّفَیْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِیْ

حضرت طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتے اور صبح کے وقت ان کے ساتھ بازار تک جاتے' وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم بازار میں پہنچتے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کے پاس سے بھی گزرتے اسے سلام کہتے' خواہ وہ کوئی معمولی سامان فروخت کرنے والا ہوتا یا بڑا تاجر یا کوئی مسکین۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور انہوں نے مجھے بازار تک جانے کے لیے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

إِلَى السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا تَصْنَعُ فِي السُّوْقِ وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ فَاجْلِسْ بِنَا هَاهُنَا نَتَحَدَّثُ قَالَ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَا اَبَا بَطْنٍ قَالَ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ إِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَاهُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

کہا میں نے آپ سے عرض کیا: آپ بازار جا کر کیا کریں گے؟ آپ نہ تو خرید وفروخت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں' نہ کسی سامان کے متعلق دریافت کرتے ہیں' نہ اس کی قیمت معلوم کرتے ہیں اور نہ ہی بازار کی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں' لہٰذا آپ ہمارے پاس یہیں تشریف رکھئے' ہم گفتگو کریں گے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: اے پیٹ والے! (راوی کہتے ہیں کہ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کا پیٹ بڑا تھا) ہم سلام کرنے کی غرض سے بازار جاتے ہیں کہ جو شخص بھی ہمیں ملے' ہم اسے سلام کہیں۔

(امام مالک' بیہقی فی شعب الایمان)

۷۵۴۳- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ اَوْ شَهِدَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مؤمن کے دوسرے مؤمن پر چھ حقوق ہیں: (۱) جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے (۲) جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں حاضر ہو (۳) جب وہ اس کی دعوت کرے تو یہ قبول کرے (۴) جب اس سے ملاقات ہو تو اسے سلام کرے (۵) جب اسے چھینک آئے تو ''یرحمك اللّٰه'' کہے (۶) اور اس کے لیے خیر خواہی کرے چاہے وہ غائب ہو یا حاضر۔ (نسائی)

۷۵۴۴- وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُجِيْبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَعُوْدُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: (۱) ملاقات پر اسے سلام کرے (۲) اس کی دعوت پر لبیک کہے (۳) جب اسے چھینک آئے تو ''یرحمك اللّٰه'' کہے (۴) جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے (۵) جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے (۶) اس کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (ترمذی' داری)

جنازہ کے پیچھے چلنے کا حکم

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث پاک کے لفظ ''یتبع'' میں اشارہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے اور ہمارا مذہب مختار یہی ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں تصریح ہے کہ جنازہ متبوع ہے' تابع نہیں اور جو جنازہ سے آگے ہو وہ ہم میں سے نہیں۔

(سنن ابن ماجہ ج۱' کتاب الجنائز' رقم الحدیث: ۱۴۸۴' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت' مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۵۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

جنازہ کے پیچھے چلنا' آگے چلنے سے افضل ہے' جس طرح نمازِ فرض کی نفل پر فضیلت ہے' کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: اس ذات کی قسم جس نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! یقیناً جنازہ کے پیچھے چلنا' اس کے آگے چلنے سے افضل ہے جس طرح نفل پر فرض نماز کو فضیلت ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا: نہیں! بلکہ میں نے اسے بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے' دو تین

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

دفعہ نہیں حتیٰ کہ آپ نے سات تک شمار فرمایا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا ہے' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مغفرت فرمائے! انہوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے جس طرح میں نے سنا ہے' یقیناً وہ دونوں اس امت میں سب سے افضل ہیں لیکن ان دونوں نے یہ اچھا نہیں جانا کہ لوگ اکٹھے ہوں اور تنگ ہو جائیں' لہٰذا انہوں نے لوگوں کی سہولت کو اختیار کیا۔ دوسری دلیل حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے پیچھے ننگے پاؤں چلے۔ (مراقی الفلاح ص ۳۳۲' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ سیّد احمد طحطاوی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں:

یہ حکم اس وقت ہے جب جنازہ کے ساتھ عورتیں نہ ہوں' اگر عورتیں ہوں جس طرح ہمارے زمانہ میں ہوتا ہے تو جنازہ کے آگے چلنا احسن ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۳۲' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

رملی نے کہا کہ ظاہر ہے کہ یہ (جنازہ کے آگے چلنا) مکروہ تنزیہی ہے۔

(منحۃ الخالق علی حاشیۃ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۲' مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ' کوئٹہ)

۷۵۴۵۔ **وَعَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکَ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیْھَا قَالَ فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّہٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَکَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے راستوں میں بیٹھنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں' ہم وہاں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر تم راستوں میں بیٹھنے سے باز نہیں رہ سکتے تو راستے کا حق ادا کیا کرو! صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ یارسول اللہ! فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا اور راستے سے تکلیف دِہ چیز ہٹا دینا اور سلام کا جواب دینا اور نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا۔

(بخاری و مسلم)

۷۵۴۶۔ **وَعَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذِہِ الْقِصَّۃِ قَالَ وَاِرْشَادُ السَّبِیْلِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ میں ارشاد فرمایا: اور راستہ دکھانا۔ (ابوداؤد)

۷۵۴۷۔ **وَعَنْ** عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذِہِ الْقِصَّۃِ قَالَ وَتُغِیْثُوا الْمَلْھُوْفَ وَتَھْدُوا الضَّالَّ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ میں ارشاد فرمایا: اور مظلوم کی مدد کرو اور راستہ بھولنے والے کی رہنمائی کرو۔ (ابوداؤد)

۷۵۴۸۔ **وَعَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا خَیْرَ فِیْ جُلُوْسٍ فِی الطُّرُقَاتِ اِلَّا لِمَنْ ھَدَی السَّبِیْلَ وَرَدَّ التَّحِیَّۃَ وَغَضَّ الْبَصَرَ وَاَعَانَ عَلَی الْحَمُوْلَۃِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے میں کوئی بھلائی نہیں صرف اسی شخص کے لیے بھلائی ہے جو راستہ دکھائے اور سلام کا جواب دے اور نظر نیچی رکھے اور بوجھ اٹھانے میں مدد کرے۔ (شرح السنہ)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

٧٥٤٩- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِفُلَانٍ فِيْ حَائِطِيْ عَذْقٌ وَّاِنَّهٗ قَدْ اٰذَانِيْ مَكَانَ عَذْقِهٖ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ بِعْنِيْ عَذْقَكَ قَالَ لَا قَالَ فَهَبْ لِيْ قَالَ لَا قَالَ فَبِعْنِيْهِ بِعَذْقٍ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ الَّذِيْ هُوَ اَبْخَلُ مِنْكَ اِلَّا الَّذِيْ يَبْخَلُ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے باغ میں فلاں شخص کا کھجور کا درخت ہے اور اس سے مجھے بہت تکلیف پہنچتی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پیغام بھیجا کہ اپنا درخت مجھے فروخت کر دے' اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: مجھے ہبہ کر دے' اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: جنت کے درخت کے عوض اسے میرے ہاتھ فروخت کر دے' اس نے کہا: نہیں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے سلام میں بخل کرنے والے شخص کے علاوہ تجھ سے زیادہ کوئی بخیل نہیں دیکھا۔ (مسند احمد' بیہقی فی شعب الایمان)

اٰدَابُ السَّلَامِ

سلام کے آداب

٧٥٥٠- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سلام' کلام سے پہلے ہے۔ (ترمذی)

٧٥٥١- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں جائے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے' پھر جب کھڑا ہو تو دوبارہ سلام کرے کیونکہ پہلا سلام' دوسرے سلام سے زیادہ فضیلت والا نہیں۔ (ترمذی' ابوداؤد)

مجلس سے اٹھ کر جانے والے کے سلام کا جواب دینا

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث پاک کے ظاہر سے پتا چلتا ہے کہ جماعت سے اٹھ کر جاتے وقت سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دینا جماعت پر واجب ہے۔ قاضی حسین اور ابوسعید نے کہا کہ مجلس سے اٹھ کر جاتے وقت سلام کہنا بعض لوگوں کی عادت ہے اور یہ دعا ہے' اس کا جواب مستحب ہے واجب نہیں' کیونکہ سلام تو ملاقات کے وقت ہوتا ہے واپسی کے وقت نہیں' اور شاشی نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ واپس جاتے وقت سلام کہنا سنت ہے' جس طرح ملاقات کے وقت سلام کہنا سنت ہے' لہٰذا جس طرح ملاقات کے ساتھ سلام کا جواب واجب ہے' اسی طرح واپسی کے وقت سلام کا جواب بھی واجب ہے اور یہی قول صحیح ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٥٥٢- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا لَقِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے' پھر اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے' پھر اس سے ملاقات ہو تو دوبارہ سلام کرے۔ (ابوداؤد)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۷۵۵۳۔ وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهٖ وَإِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَهْلَهٗ بِسَلَامٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی گھر میں جاؤ تو اس کے رہنے والوں کو سلام کرو اور جب وہاں سے نکلو تو انہیں سلام کہہ کر الوداع کرو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۵۵٤۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةٌ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو' یہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے باعث برکت ہوگا۔ (ترمذی)

۷۵۵۵۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوْا اَنْ يُسَلِّمَ اَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوْسِ اَنْ يَرُدَّ اَحَدُهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ مَرْفُوْعًا وَرَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ مَوْقُوْفًا وَقَالَ بَعْدَ تَمَامِ سَنَدِهٖ رَفَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اَحَدُ مَشَائِخِهٖ لَا حَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ.

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ایک جماعت کا گزر ہو تو ان میں سے کسی ایک شخص کا سلام کہہ دینا کافی ہے اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی ایک شخص کا جواب دے دینا کافی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے شعب الایمان میں مرفوعاً روایت کیا ہے' اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے موقوفاً روایت کیا ہے اور سند کے مکمل ہونے کے بعد فرمایا کہ اسے حسن بن علی رحمہ اللہ نے مرفوع قرار دیا ہے اور یہ حسن بن علی' امام ابوداؤد کے شیخ ہیں' حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نہیں۔

جماعت میں سے ایک آدمی کا سلام کہنا کافی ہے

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

سلام کی ابتداء سنت مستحبہ ہے' واجب نہیں اور یہ سنتِ کفایہ ہے' اگر جماعت ہو تو ان کی طرف سے ایک شخص کا سلام کرنا ہی کافی ہے اور اگر سب نے سلام کیا تو افضل ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۶۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت ترک کر دی اور اگر ان میں سے کسی ایک نے سلام کر دیا تو سب کی طرف سے کافی ہے اور اگر سب نے سلام کیا تو افضل ہے' اور اگر سب نے جواب نہ دیا تو سارے گناہ گار ہیں اور اگر ان میں سے ایک نے جواب دیا تو سب کی طرف سے کافی ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

۷۵۵٦۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوار' پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔ (بخاری ومسلم)

۷۵۵۷۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے' زیادہ تعداد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

والوں کو سلام کریں۔(بخاری)

۷۵۵۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام فرمایا۔(بخاری ومسلم)

بچوں کو سلام کہنے کا حکم

بچوں کو سلام کہنے میں مشائخ کا اختلاف ہے' بعض نے کہا: انہیں سلام نہ کیا جائے اور یہی حسن کا قول ہے اور بعض نے کہا: انہیں سلام کہنا افضل ہے اور یہی شریح کا قول ہے اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ کا اسی پر عمل ہے۔

(الفتاوی الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

۷۵۵۹۔ وَعَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کی جماعت کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام فرمایا۔(مسند احمد بن حنبل)

وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا قَالَ ابْنُ الْمَلِكِ هٰذَا مُخْتَصٌّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَمْنِهٖ مِنَ الْوُقُوْعِ فِي الْفِتْنَةِ وَاَمَّا غَيْرُهٗ فَيُكْرَهُ لَهٗ اَنْ يُسَلِّمَ عَلَى الْمَرْاَةِ الْاَجْنَبِيَّةِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ عَجُوْزَةً بَعِيْدَةً عَنْ مَظَنَّةِ الْفِتْنَةِ وَيُؤَيِّدُهٗ حَدِيْثُ مُسْلِمٍ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ.

ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے جب کہ میں عورتوں کی جماعت میں بیٹھی ہوئی تھی تو آپ نے ہمیں سلام فرمایا۔ ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اجنبی عورت کو سلام کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے' کیونکہ آپ فتنہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ تھے لیکن آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے اجنبی عورت کو سلام کہنا مکروہ ہے' البتہ اگر وہ اجنبی عورت اتنی بوڑھی ہو کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو کراہت نہیں' اور اس کی تائید مسلم شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جسے کرنے کے بعد تمہاری باہمی محبت بڑھ جائے گی' آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔

مرد وعورت کا ایک دوسرے کو سلام کہنا

اگر مرد و عورت کی ملاقات ہو تو اوّلاً مرد سلام کہے اور اگر اجنبی عورت مرد کو سلام کہے اور وہ بوڑھی ہو تو مرد اتنی آواز سے جواب دے کہ وہ سن لے' اگر جوان عورت ہو تو دل میں جواب دے اور اگر مرد اجنبی عورت کو سلام کہے تو پھر اس کا الٹ کرے (یعنی مرد بوڑھا ہے تو عورت اتنی آواز سے جواب دے کہ مرد سن لے اور اگر مرد جوان ہے تو عورت دل میں جواب دے)۔

(ردالمحتار ج ۹ ص ۵۳۰' مکتبہ امدادیہ' ملتان)

۷۵۶۰۔ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔

(مسند احمد' ترمذی' ابوداؤد)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

4

۷۵۶۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِئٌ مِنَ الْكِبْرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سلام میں ابتداء کرنے والا تکبر سے دور ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۵۶۲۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْدَؤُا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہود و نصاریٰ کو پہلے سلام نہ کرو اور جب تمہاری ان میں سے کسی کے ساتھ سرِ راہ ملاقات ہو تو اسے تنگ راستے کی طرف چلنے پر مجبور کر دو۔ (مسلم)

۷۵۶۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہیں اہل کتاب سلام کہیں تو تم صرف وعلیکم کہو۔ (بخاری ومسلم)

۷۵۶۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو وہ ''السام علیك'' ہی کہتے ہیں، لہٰذا تم بھی ''وعلیك'' کہہ دیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

۷۵۶۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرِ الْوَاوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی اور کہا: ''السام علیکم'' (تم پر ہلاکت ہو) تو میں نے (جواباً) کہا: بلکہ تم پر ہلاکت اور لعنت ہو، تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ مہربان ہے، ہر کام میں نرمی پسند فرماتا ہے، میں نے عرض کیا: کیا آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے بھی کہہ دیا ہے ''وعلیکم'' (اور تم پر بھی)، اور ایک روایت میں ''علیکم'' ہے اور واؤ کا ذکر نہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَتْ اِنَّ الْيَهُوْدَ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا السَّامُ عَلَيْكَ وَقَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَّا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ قَالَتْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ اَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُّ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا: ''السام علیك'' (تم پر ہلاکت ہو)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور تم پر بھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم پر ہلاکت ہو اور تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! ٹھہرو! نرمی اختیار کرو، سختی اور بدکلامی سے بچو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپ نے سنا نہیں، انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے جو کچھ کہا ہے کیا تم نے وہ سنا نہیں ہے؟ میں نے ان کا کلام انہی پر لوٹا دیا ہے، میرے خلاف ان کی بددعا مقبول نہ ہوگی لیکن ان کے خلاف میری دعا مقبول ہوگی، اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم فحش گوئی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لَا تَكُوْنِيْ فَاحِشَةً فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ.

کرنے والی نہ بنو کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش کلامی کی عادت اور بدزبانی کو پسند نہیں فرماتا۔

٧٥٦٦- وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں، بت پرست مشرکین اور یہودیوں کی مخلوط مجلس کے قریب سے گزرے تو آپ نے انہیں سلام فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

٧٥٦٧- وَعَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ الْعَلَاءَ الْحَضْرَمِيَّ كَانَ عَامِلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ بَدَأَ بِنَفْسِهِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوالعلاء حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے گورنر مقرر تھے، وہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف خط لکھتے تو اپنے نام سے ابتداء کرتے۔ (ابوداؤد)

٧٥٦٨- وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَتَبَ أَحَدُكُمْ كِتَابًا فَلْيُتَرِّبْهُ فَإِنَّهُ أَنْجَحُ لِلْحَاجَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص خط لکھے تو اس پر مٹی ڈال دے کہ یہ ضرورت کو بہت زیادہ پورا کرنے والی ہے۔ (ترمذی)

٧٥٦٩- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰى أُذُنِكَ فَإِنَّهُ أَذْكَرُ لِلْمَآلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے کاتب حاضر تھا، میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قلم اپنے کان پر رکھ لو، کیونکہ یہ عمل انجام کو زیادہ یاد دلانے والا ہے۔ (ترمذی)

٧٥٧٠- وَعَنْهُ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَعَلَّمَ السُّرْيَانِيَّةَ.

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ أَنَّهُ أَمَرَنِيْ أَنْ أَتَعَلَّمَ كِتَابَ يَهُوْدٍ وَّقَالَ إِنِّيْ مَا اٰمَنُ يَهُوْدَ عَلٰى كِتَابٍ قَالَ فَمَا مَرَّ بِيْ نِصْفُ شَهْرٍ حَتّٰى تَعَلَّمْتُ فَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلٰى يَهُوْدَ كَتَبْتُ وَإِذَا كَتَبُوْا إِلَيْهِ قَرَأْتُ عَلَيْهِ كِتَابَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہود کی خط و کتابت سیکھنے کا حکم ارشاد فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ کسی تحریر میں مجھے یہود پر اطمینان نہیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نصف مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ میں نے خط و کتابت سیکھ لی تو جب آپ یہود کی طرف کوئی خط لکھتے تو میں ہی لکھتا اور جب وہ آپ کی طرف خط بھیجتے تو آپ کی بارگاہ میں ان کا خط میں ہی پڑھ کر سناتا۔ (ترمذی)

انگلش وغیرہ غیر مسلم اقوام کی زبانیں سیکھنے کا حکم

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم اقوام کی زبان سیکھنا مباح ہے بلکہ جب اس میں کوئی دینی مصلحت ہو تو اس کی تعلیم باعثِ اجر اور مستحب ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شرعاً سریانی، عبرانی، ہندی، ترکی یا فارسی کسی زبان کی تعلیم بھی حرام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: زمین و آسمان کی پیدائش اور

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

زبانوں کا اختلاف اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ بلکہ کسی بھی زبان کی تعلیم مباح ہے' البتہ (بلاضرورت سیکھنا) لغو اور بے فائدہ ہے' جو اہلِ کمال کے نزدیک پسندیدہ نہیں لیکن اگر اس پر کوئی فائدہ مترتب ہو تو اس وقت یہ تعلیم مستحب ہے جیسا کہ حدیث پاک سے مستفاد ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اگر کوئی شخص انگریزی تہذیب کا دل دادہ ہے' اسلامی تہذیب کو حقیر جانتے ہوئے انگریزی وضع قطع اختیار کرتا ہے اور اسی مذموم غرض کی بناء پر انگلش زبان سیکھتا ہے اور اپنی اولاد کو انگریزی تعلیم دیتا ہے تو یقیناً یہ غرض فاسد اور ایسا شخص مذموم ترین ہے۔ اسلامی تہذیب کو مقدم سمجھتے ہوئے محض کاروباری اغراض کے پیشِ نظر انگریزی زبان کی تعلیم مباح ہے' اس غرض سے انگلش زبان سیکھنا کہ غیر مسلموں کو تبلیغِ اسلام کی جائے اور جدید تعلیم یافتہ حضرات تک مؤثر انداز میں دین کی بات پہنچائی جائے تو انگلش یا دوسری کوئی زبان سیکھنا نہ صرف مباح بلکہ باعثِ اجر و ثواب ہے۔

بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ — اجازت طلب کرنے کا بیان

کوئی شخص جس مکان کا مالک نہیں' اس مکان میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرے تو یہ ''استئذان'' ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۹' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ○فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ○لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ○﴾ (النور:۲۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہو' جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو' یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو○ پھر اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو ان کے مالکوں کی اجازت کے بغیر ان میں داخل نہ ہو اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس جاؤ تو تم واپس لوٹ جاؤ' یہ تمہارے لیے انتہائی پاکیزہ ہے' اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے○ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جن میں کسی کی سکونت نہیں' اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے' جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو○ (النور:۲۹)

آیہ مبارکہ کا شانِ نزول

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

عدی بن ثابت نے ذکر کیا کہ ایک انصاری عورت نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں یہ پسند نہیں کرتی کہ کوئی شخص مجھے اس حالت میں دیکھے نہ میرا والد نہ میرا بیٹا' اور میرے اہل خانہ سے مرد حضرات میرے پاس اس حالت میں آتے رہتے ہیں تو میں کیا کروں؟ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۳۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

اجازت طلب کرنے کے احکام و مسائل

حضور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

غیر کے گھر میں بے اجازت داخل نہ ہو اور اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کہے یا کھنکارے' جس سے مکان والوں کو معلوم ہو کہ کوئی آنا چاہتا ہے یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے' غیر کے گھر سے وہ گھر مراد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

ہے جس میں غیر سکونت رکھتا ہو خواہ اس کا مالک ہو یا نہ ہو۔ مسئلہ: غیر کے گھر جانے والے کی اگر صاحبِ مکان سے پہلے ہی ملاقات ہو جائے تو اوّل سلام کرے پھر اجازت چاہے اور اگر وہ مکان کے اندر ہو تو سلام کے ساتھ اجازت چاہے اس طرح کہ کہے: السلام علیکم! کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ سلام کو کلام پر مقدم کرو۔ حضرت عبداللہ کی قراءت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے ان کی قراءت یوں ہے: ''حتی تسلموا علٰی اھلھا و تستانسوا'' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے اجازت چاہے پھر سلام کرے۔

(خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ص ۶۳۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

علمائے کرام کا اس پر اجماع ہے کہ اجازت طلب کرنا مشروع ہے طلبِ اجازت کی مشروعیت پر قرآن و حدیث اور اجماعِ امت سے دلائل قائم ہیں سنت یہ ہے کہ سلام کرے اور تین مرتبہ داخل ہونے کی اجازت طلب کرے سلام کرنا اور اجازت طلب کرنا دونوں جمع کرے جس طرح کہ قرآن مجید میں اس کی صراحت ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ پہلے کیا چیز مستحب ہے سلام کرنا یا اجازت طلب کرنا۔ حدیث پاک اور محققین کے قول کے مطابق صحیح یہی ہے کہ پہلے سلام کرے اور کہے: السلام علیکم! کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ دوسرا قول یہ ہے کہ پہلے اجازت طلب کرے تیسرا قول ہمارے اصحاب میں سے ماوردی کا مختار ہے کہ اگر اجازت طلب کرنے والے کی داخل ہونے سے پہلے صاحبِ خانہ پر نظر پڑ جائے تو پہلے سلام کرے ورنہ پہلے اجازت طلب کرے اور سلام کی تقدیم میں نبی کریم ﷺ سے صحیح احادیث مروی ہیں اگر تین مرتبہ اجازت طلب کی اور اجازت نہ ملی اور اس کا گمان ہے کہ صاحبِ خانہ نے سنا نہیں تو اس میں تین مذہب ہیں زیادہ مشہور مذہب یہ ہے کہ واپس لوٹ جائے اور دوبارہ اجازت نہ مانگے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ دوبارہ اجازت طلب کرے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ اگر پہلی دفعہ صریح الفاظ میں اجازت طلب کی تھی تو دوبارہ اجازت طلب نہ کرے اور اگر پہلی دفعہ صراحۃً طلبِ اجازت کے الفاظ ذکر نہیں کیے تھے تو دوبارہ اجازت طلب کرے اور زیادہ ظاہر قول کی دلیل یہ حدیث پاک ہے: جب تم میں سے کسی نے تین مرتبہ اجازت طلب کی اور اسے اجازت نہ ملی تو وہ واپس لوٹ آئے اور دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ یہ حدیث پاک اس صورت پر محمول ہے جب اجازت طلب کرنے والے کو علم یا گمان ہو کہ صاحبِ خانہ نے سننے کے باوجود اجازت نہیں دی۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۷ ص ۳۵۶ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

احادیث میں تطبیق

ایک حدیث میں ہے: جب تم میں سے کسی شخص کو بلایا گیا اور وہ قاصد کے ساتھ آ گیا تو یہی اس کے لیے اجازت ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کے حکم سے اصحابِ صفہ کو بلا کر لائے تو اصحابِ صفہ نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی اور آپ کے اجازت عطا فرمانے پر وہ اندر حاضر ہوئے ان دونوں احادیث میں بہ ظاہر تعارض ہے اس کے جواب میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ حدیث پاک میں ہے: جب تم میں سے کسی کو بلایا جائے اور وہ بلانے والے کے ساتھ آئے تو یہ بلانا اس کے لیے اجازت ہے اور اصحابِ صفہ بلانے والے (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) کے بعد حاضر ہوئے لہٰذا ان کے لیے نئی اجازت کی ضرورت تھی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ انتہائی ادب و حیاء یہی ہے کہ دوبارہ اجازت طلب کی جائے اس لیے اصحابِ صفہ نے دوبارہ اجازت طلب کی۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ وہاں کوئی ایسا سبب پایا گیا تھا جس کی بناء پر انہوں نے دوبارہ اجازت طلب کی اور چوتھا جواب یہ ہے کہ ان تک یہ حدیث نہیں پہنچی تھی کہ جب کسی کو بلایا جائے اور وہ قاصد کے ساتھ آئے تو یہی اس کے لیے اجازت ہے۔ پانچواں جواب یہ ہے کہ آپ کا مذکورہ فرمان اصحابِ صفہ کے اس فعل کے بعد ہوگا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۷۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٧٥٧١ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ اَلْخُدْرِیِّ قَالَ اَتَانَا اَبُوْ مُوْسٰی قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَهٗ فَاَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِكَ ثَلَاثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَذَهَبْتُ اِلٰی عُمَرَ فَشَهِدْتُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمارے پاس آ کر کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلانے کے لیے پیغام بھیجا' میں نے ان کے دروازے پر آ کر تین مرتبہ سلام کیا' انہوں نے جواب نہ دیا تو میں واپس لوٹ آیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ تمہیں ہمارے پاس آنے سے کس نے روکا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے آپ کے دروازے پر حاضر ہو کر تین بار سلام کیا' آپ نے مجھے جواب نہ دیا تو میں واپس لوٹ گیا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کوئی شخص تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس لوٹ آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر گواہ پیش کرو۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہو کر ان کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور گواہی دی۔ (بخاری ومسلم)

وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ فِیْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی فِیْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ جِئْتُ بَابَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَیَدْخُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَیْسٍ فَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ فَرَجَعْتُ.

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشکل الآثار میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ میں فرمایا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور کہا: السلام علیکم! کیا عبداللہ بن قیس اندر آ جائے؟ انہوں نے مجھے اجازت نہ دی تو میں واپس لوٹ آیا۔

٧٥٧٢ - وَعَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَیَّةَ بَعَثَ بِلَبَنٍ اَوْ جَدَایَةٍ وَضَغَابِیْسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَعْلَی الْوَادِیْ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ وَلَمْ اَسْتَاْذِنْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَدْخُلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے دودھ یا ہرنی کا بچہ اور ککڑیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت وادی کے بالائی حصہ پر تشریف فرما تھے۔ حضرت کلدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اجازت طلب کیے بغیر حاضر ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: واپس لوٹ جاؤ! اور کہو: السلام علیکم' پھر داخل ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٥٧٣ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَاْذَنُوْا لِمَنْ لَمْ یَبْدَاْ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو پہلے سلام نہ کرے' اسے اجازت نہ دو۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٥٧٤ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ عَلٰی اُمِّیْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: کیا میں اپنی والدہ سے داخل ہونے کی اجازت لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس شخص نے عرض کیا: میں اپنی والدہ کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے اجازت لیا کرو' عرض

www.waseemziyai.com
MARKAZUL ILOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اِسۡتَاۡذِنۡ عَلَيۡهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيۡ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِسۡتَاۡذِنۡ عَلَيۡهَا اَتُحِبُّ اَنۡ تَرَاهَا عُرۡيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسۡتَاۡذِنۡ عَلَيۡهَا رَوَاهُ مَالِكٌ مُّرۡسَلًا قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الۡمُوَطَّاِ وَبِهٰذَا نَاۡخُذُ الۡاِسۡتِئۡذَانُ حَسَنٌ وَّيَنۡبَغِيۡ اَنۡ يَّسۡتَاۡذِنَ الرَّجُلُ عَلٰى كُلِّ مَنۡ يَّحۡرُمُ عَلَيۡهِ النَّظَرُ اِلٰى عَوۡرَتِهٖ وَنَحۡوِهَا.

کیا: میں تو اس کا خدمت گار ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس سے اجازت لیا کرو' کیا تم اسے عریاں حالت میں دیکھنا پسند کرتے ہو؟ عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: تو اس سے اجازت لیا کرو۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے موطأ میں فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے۔ اجازت طلب کرنا مستحسن ہے اور جس کی شرم گاہ وغیرہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے' اس سے آدمی کو اجازت طلب کرنا چاہیے۔

٧٥٧٥- **وَعَنۡ** اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمۡ فَجَاءَ مَعَ الرَّسُوۡلِ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَهٗ اِذۡنٌ رَوَاهُ اَبُوۡ دَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو بلایا جائے اور وہ قاصد کے ساتھ آ جائے تو یہی اس کے لیے اجازت ہے۔ (ابوداؤد)

وَفِيۡ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ رَسُوۡلُ الرَّجُلِ اِلَى الرَّجُلِ اِذۡنُهٗ.

انہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: آدمی کا دوسرے شخص کی طرف قاصد بھیجنا ہی اس کی اجازت ہے۔

وَرَوَى الۡبُخَارِيُّ عَنۡهُ قَالَ دَخَلۡتُ مَعَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيۡ قَدَحٍ فَقَالَ اَبَا هِرٍّ اِلۡحَقۡ بِاَهۡلِ الصُّفَّةِ فَادۡعُهُمۡ اِلَيَّ فَاَتَيۡتُهُمۡ فَدَعَوۡتُهُمۡ فَاَقۡبَلُوۡا فَاسۡتَاۡذَنُوۡا فَاُذِنَ لَهُمۡ فَدَخَلُوۡا.

بخاری میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا' پیالے میں دودھ موجود تھا۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! اصحابِ صفّہ کے پاس جا کر انہیں میرے پاس بلا لاؤ' میں ان کے پاس گیا اور انہیں بلا لایا' وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اجازت طلب کی' آپ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی تو وہ اندر داخل ہو گئے۔

٧٥٧٦- **وَعَنۡ** عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِذۡنُكَ عَلَيَّ اَنۡ تَرۡفَعَ الۡحِجَابَ وَاَنۡ تَسۡتَمِعَ سِوَادِيۡ حَتّٰى اَنۡهَاكَ رَوَاهُ مُسۡلِمٌ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا: تمہارے لیے میری یہی اجازت کافی ہے کہ تم پردہ اٹھا دیا کرو اور میری خفیہ بات بھی سن لیا کرو' جب تک میں تمہیں اس سے منع نہ کروں۔ (مسلم)

٧٥٧٧- **وَعَنۡ** عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ كَانَ لِيۡ مِنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَدۡخَلٌ بِاللَّيۡلِ وَمَدۡخَلٌ بِالنَّهَارِ فَكُنۡتُ اِذَا دَخَلۡتُ بِاللَّيۡلِ تَنَحۡنَحَ لِيۡ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ایک مرتبہ رات کو اور ایک مرتبہ دن کو حاضر ہوتا تھا' جب میں رات کو حاضر ہوتا تو آپ کھنکار دیتے تھے۔ (نسائی)

٧٥٧٨- **وَعَنۡ** جَابِرٍ قَالَ اَتَيۡتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فِيۡ دَيۡنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيۡ فَدَقَقۡتُ الۡبَابَ فَقَالَ مَنۡ ذَا فَقُلۡتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيۡهِ.

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد کے قرض کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا' آپ نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں! آپ نے فرمایا: میں' میں' گویا آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۷۵۷۹- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَّمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِّنْ رُّكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ اِنَّ الدُّوْرَ لَمْ يَكُنْ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا سُتُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر فرماتے: السلام علیکم! اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں گھروں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

(ابوداؤد)

بَابُ الْمُصَافَحَةِ وَالْمُعَانَقَةِ وَالتَّقْبِيْلِ

مصافحہ معانقہ اور بوسہ لینے کا بیان

مصافحہ ومعانقہ کی لغوی تحقیق

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

مصافحہ بابِ مفاعلہ سے ہے اس کا معنی ہے: ہتھیلی کے کشادہ حصے کو ہتھیلی کے کشادہ حصہ سے ملانا اور چہرہ چہرے کے سامنے کرنا۔ اور کرمانی نے کہا ہے کہ مصافحہ کا معنی ہے: ہاتھ پکڑنا اور یہ ایسا فعل ہے جو محبت پیدا کرتا ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۵۲، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سیالکوٹ)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

مصافحہ کا معنی ہے: ہاتھ کا کشادہ حصہ ہاتھ کے کشادہ حصے تک پہنچانا۔ سب سے پہلے اہل یمن نے مصافحہ کا اظہار کیا۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں اور ابن وہب نے اپنی جامع میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور مختصر النہایہ میں ہے کہ ''تصفح'' کا معنی ہے: تالی بجانا یعنی ہتھیلی کا کشادہ حصہ دوسری ہتھیلی کے کشادہ حصے پر مارنا، اور اسی سے مصافحہ ماخوذ ہے اور مصافحہ یہ ہے کہ ہتھیلی کا کشادہ حصہ ہتھیلی سے ملایا جائے، اور قاموس میں ہے کہ ''تصافح'' کی طرح مصافحہ کا معنی ہے: ہاتھ پکڑنا، اور یہ ''صفح'' سے بھی ماخوذ ہو سکتا ہے۔ ''صفح'' کا معنی ہے: معاف کرنا اور ہاتھ پکڑنا معافی کی دلیل ہوتا ہے، جس طرح ہاتھ نہ پکڑنا اعراض کی دلیل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۷۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

معانقہ ''عانق الرجل'' سے ماخوذ ہے، یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی آدمی اپنے دونوں ہاتھ کسی کی گردن پر رکھ کر اسے اپنے ساتھ چمٹا لے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۵۴، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۷۵۸۰ - عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ مصافحہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں!

(بخاری)

۷۵۸۱- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ اَوْ صَدِيْقَهٗ اَيَنْحَنِيْ لَهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَاْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فِيْ شَرْحِ مَعَانِي الْاٰثَارِ فَذَهَبَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کے وقت اس کے سامنے جھک جائے؟ فرمایا: نہیں! اس نے عرض کیا: کیا اس سے لپٹ جائے اور اسے بوسہ دے؟ فرمایا: نہیں! عرض کیا: کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے؟ فرمایا: ہاں! (ترمذی) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح معانی الآثار

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

قَوْمٌ اِلٰی هٰذَا فَكَرِهُوا الْمُعَانَقَةَ مِنْهُمْ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٌ رَّحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَلَمْ يَرَوْا بِهَا بَاْسًا وَّمِمَّنْ ذَهَبَ اِلٰی ذٰلِكَ اَبُوْ يُوْسُفَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانُوْا يَتَعَانَقُوْنَ فَدَلَّ ذٰلِكَ اَنَّ مَا رُوِىَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِبَاحَةِ الْمُعَانَقَةِ مُتَاَخِّرٌ عَمَّا رُوِىَ عَنْهُ مِنَ النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ فَبِذٰلِكَ نَاْخُذُ.

میں فرمایا کہ ایک قوم کا یہی نظریہ ہے اور انہوں نے معانقہ کو مکروہ قرار دیا ہے' ان میں سے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں اور دوسرے فقہاء ان کے خلاف ہیں اور وہ معانقہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے' ان میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان معانقہ کیا کرتے تھے' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے معانقہ کی اباحت والی روایات' نہی والی روایات سے متاخر ہیں اور اسی پر ہمارا عمل ہے۔

٧٥٨٢- وَعَنْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمَامُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ اَنْ يَضَعَ اَحَدُكُمْ يَدَهٗ عَلٰى جَبْهَتِهٖ اَوْ عَلٰى يَدِهٖ فَيَسْاَلَهٗ كَيْفَ هُوَ وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیمار کی کامل عیادت یہ ہے کہ تم اس کی پیشانی یا اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھو کہ اس کی طبیعت کیسی ہے؟ اور تمہارا آپس میں کامل سلام' مصافحہ ہے۔

(مسند احمد' ترمذی)

٧٥٨٣- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بھی دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں تو دونوں کے جدا ہونے سے پہلے پہلے ان کی بخشش ہو جاتی ہے۔

(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا.

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں تو دونوں کو بخش دیا جائے گا۔

٧٥٨٤- وَعَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَصَافَحُوْا يَذْهَبُ الْغِلُّ وَتَهَادُوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ رَوَاهُ مَالِكٌ مُّرْسَلًا.

حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے رہا کرو' کینہ ختم ہو جائے گا اور ایک دوسرے کو تحفے دیتے رہا کرو تم میں باہمی محبت پیدا ہو جائے گی اور عداوت جاتی رہے گی (امام مالک رحمہ اللہ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے)۔

٧٥٨٥- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى اَرْبَعًا قَبْلَ الْهَاجِرَةِ فَكَاَنَّمَا صَلَّاهُنَّ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْمُسْلِمَانِ اِذَا تَصَافَحَا لَمْ يَبْقَ بَيْنَهُمَا ذَنْبٌ اِلَّا سَقَطَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے دوپہر سے پہلے چار رکعت ادا کیں' اس نے گویا شب قدر میں چار رکعت ادا کیں اور دو مسلمان جب ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو ان کا جو گناہ بھی ہو وہ معاف ہو جاتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

٧٥٨٦- **وَعَنْ** اَيُّوْبَ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ عَنَزَةَ اَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ ذَرٍّ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَافِحُكُمْ اِذَا لَقِيْتُمُوْهُ قَالَ مَا لَقِيْتُهُ قَطُّ اِلَّا صَافَحَنِيْ وَبَعَثَ اِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَّلَمْ اَكُنْ فِيْ اَهْلِيْ فَلَمَّا جِئْتُ اُخْبِرْتُ فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرٍ فَالْتَزَمَنِيْ فَكَانَتْ تِلْكَ اَجْوَدَ وَاَجْوَدَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ .

حضرت ایوب بن بشیر قبیلہ عنزہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرتے تو کیا آپ تم سے مصافحہ فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ سے جب بھی ملاقات کی آپ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا' ایک روز آپ نے مجھے پیغام بھیجا مگر میں گھر پر نہیں تھا' جب میں آیا تو مجھے اطلاع دی گئی اور میں آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گیا' آپ ایک تخت پر تشریف فرما تھے' آپ نے مجھے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور یہ معانقہ بہت ہی اچھا تھا' بہت ہی اچھا تھا۔ (ابوداؤد)

٧٥٨٧- **وَعَنِ** الشَّعْبِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقّٰى جَعْفَرَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَهٗ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا وَّفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ الْبَيَاضِيِّ مُتَّصِلًا.

شعبی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی اور انہیں اپنے ساتھ لپٹا لیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا (ابوداؤد' بیہقی نے اسے شعب الایمان میں مرسلاً روایت کیا ہے' مصابیح کے بعض نسخوں اور شرح السنہ میں بیاضی سے یہ متصلاً روایت ہے)۔

٧٥٨٨- **وَعَنْ** جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فِيْ قِصَّةِ رُجُوْعِهٖ مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ فَتَلَقَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَنَقَنِيْ ثُمَّ قَالَ مَا اَدْرِيْ اَنَا بِفَتْحِ خَيْبَرَ اَفْرَحُ اَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ وَوَافَقَ ذٰلِكَ فَتْحُ خَيْبَرَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حبشہ کی سرزمین سے اپنی واپسی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم حبشہ سے چل کر مدینہ منورہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھے گلے لگا لیا' پھر فرمانے لگے: میں نہیں جانتا کہ مجھے فتح خیبر سے زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کی آمد سے' حسنِ اتفاق سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد فتح خیبر کے روز ہوئی تھی۔ (شرح السنہ)

٧٥٨٩- **وَعَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَّجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُهٗ عُرْيَانًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے' زید بن حارثہ نے حاضر ہو کر دروازے پر دستک دی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برہنہ حالت میں (یعنی قمیص پہنے بغیر) اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے ان کی طرف تشریف لے گئے' بہ خدا! میں نے آپ کو برہنہ حالت میں (یعنی قمیص پہنے بغیر) کبھی نہیں دیکھا' نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔ آپ نے انہیں گلے لگا لیا اور انہیں بوسہ دیا۔ (ترمذی)

٧٥٩٠- **وَعَنْ** اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيْهِ مَزَاحٌ بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ایک انصاری صحابی حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' راوی کہتے ہیں کہ وہ قوم سے گفتگو کر رہے تھے اور ان کی طبیعت مزاحیہ تھی' وہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پہلو میں چھڑی سے ضرب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَاصِرَتِهٖ بِعُوْدٍ فَقَالَ اَصْبِرْنِيْ قَالَ اصْطَبِرْ قَالَ اِنَّ عَلَيْكَ قَمِيْصًا وَّلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيْصٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِيْصِهٖ فَاحْتَضَنَهٗ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَرَدْتُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

لگائی' انہوں نے عرض کیا: مجھے قصاص دیجئے' آپ نے فرمایا: قصاص لے لو' انہوں نے عرض کیا: آپ کے جسم پر تو قمیص ہے اور میرے جسم پر قمیص نہیں تھی' نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص اٹھادی' وہ آپ کے جسم اطہر سے لپٹ گئے اور آپ کے مبارک پہلو کے بوسے لینے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرا تو یہی مقصد تھا۔ (ابوداؤد)

۷۵۹۱- وَعَنْ يَّعْلٰى قَالَ اِنَّ حَسَنًا وَّحُسَيْنًا اِسْتَبَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُمَا اِلَيْهِ وَقَالَ اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَّجْبَنَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سیّدنا حسن وسیّدنا حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے' آپ نے دونوں شہزادوں کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور فرمایا: یقیناً اولاد بخیل اور بزدل بنانے والی ہے۔ (مسند احمد)

۷۵۹۲- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِصَبِيٍّ فَقَبَّلَهٗ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُمْ مَبْخَلَةٌ مَّجْبَنَةٌ وَّاِنَّهُمْ لَمِنْ رَّيْحَانِ اللّٰهِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بچہ لایا گیا تو آپ نے اسے چوما اور فرمایا: یہ بخیل اور بزدل بنانے والے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ خوش بودار پھول ہیں۔ (شرح السنہ)

۷۵۹۳- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَّعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ ابْنُ حَابِسٍ فَقَالَ الْاَقْرَعُ اِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما' اس وقت آپ کی بارگاہ میں حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ حاضر تھے' انہوں نے عرض کیا: میرے دس بیٹے ہیں' میں نے تو ان میں کسی کو نہیں چوما' رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا' پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا' اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری' مسلم)

۷۵۹۴- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَّهَدْيًا وَّدَلًّا وَّفِيْ رِوَايَةٍ حَدِيْثًا وَّكَلَامًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے سیرت' عادت اور شکل وصورت میں اور ایک روایت میں ہے کہ بات اور گفتگو میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھا' وہ جب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر ان کی طرف جاتے' ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اور انہیں اپنی جگہ بٹھا لیتے اور جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کرتیں' آپ کا دستِ اقدس پکڑ کر چومتیں اور آپ کو اپنی جگہ بٹھا لیتیں۔ (ابوداؤد)

۷۵۹۵- وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهٗ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ اَصَابَهَا حُمّٰى فَاَتَاهَا اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ اَنْتِ يَا بُنَيَّةُ وَقَبَّلَ خَدَّهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں آمد کے ابتدائی دنوں میں' میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا تو آپ کی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں اور انہیں بخار تھا' صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا: بیٹی کیسی ہو؟ اور ان کے رخسار پر بوسہ دیا۔ (ابوداؤد شریف)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

٧٥٩٦۔ وَعَنْ زَارِعٍ وَّكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت زارع رضی اللہ عنہ جو وفد عبدالقیس میں شامل تھے' وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ہم جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔ (ابوداؤد)

٧٥٩٧۔ وَعَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ اَبِيْ جَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جِئْتُهٗ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جس روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: مہاجر سوار کو خوش آمدید! (ترمذی)

ان احادیث کریمہ میں مصافحہ' معانقہ اور بوسہ لینے کا ذکر ہے' لہٰذا مصافحہ' معانقہ اور بوسہ لینے کے احکام ذکر کیے جاتے ہیں۔

مصافحہ کا حکمِ شرعی

علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمہ اللہ متوفی ١٠٨٨ھ لکھتے ہیں:

مصافحہ سنت قدیمہ متواترہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے: ''من صافح اخاه المسلم وحرك يديه تناثرت ذنوبه'' جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور اس کے ہاتھوں کو حرکت دی تو اس کے گناہ جھڑ جائیں گے۔

(درالمختار ج ٩ ص ٥٣٧' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ١٢٥٢ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے فرمایا ہے کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ مستحب ہے۔ نمازِ صبح اور نمازِ عصر کے بعد لوگوں میں مصافحہ کی جو عادت ہے' شرعاً اس طریقے پر مصافحہ کی کوئی اصل نہیں' البتہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اصل مصافحہ تو سنت ہے' لوگوں کا بعض احوال میں اس پر پابندی کرنا اور اکثر اوقات اس میں کوتاہی کرنا' مصافحہ کو اس کی اصل یعنی سنت ہونے سے خارج نہیں کرتا۔ حسن بکری فرماتے ہیں کہ علامہ نووی کا نمازِ صبح اور نمازِ عصر کے بعد کی قید ذکر کرنا اپنے زمانے کے اعتبار سے ہے ورنہ تمام نمازوں کے بعد مصافحہ کا یہی حکم ہے۔ (علامہ شامی فرماتے ہیں:) البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بالخصوص نمازوں کے بعد مصافحہ پر ہمیشگی کرنے سے جاہل لوگ یہ اعتقاد کر سکتے ہیں کہ ان مخصوص اوقات میں مصافحہ سنت ہے اور ان مخصوص اوقات میں مصافحہ کرنے میں کوئی زائد خصوصیت ہے جب کہ مشائخ کے ظاہر کلام سے پتا چلتا ہے کہ سلف میں سے کسی نے ان مخصوص اوقات میں مصافحہ نہیں کیا' اسی لیے فقہائے کرام نے فرمایا کہ وتر میں تینوں سورتوں کی قراءت سنت ہے مگر کبھی کبھی ترک کر دینا چاہیے تاکہ وجوب کا اعتقاد نہ ہو۔

(ردالمختار ج ٩ ص ٥٤٧' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ١٣٤٠ھ نمازِ جمعہ وعیدین اور نمازِ صبح وعصر اور بعد از وعظ مصافحہ ومعانقہ کے متعلق سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

مصافحہ ومعانقہ مذکورہ جب کہ منکراتِ شرعیہ سے خالی ہوں' جائز ہیں اور بہ نیتِ محمود مستحب ومندوب۔

(فتاویٰ رضویہ ج ٢٢ ص ٣٢٧' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

مزید لکھتے ہیں:

اگر نماز سے پیشتر آج ملاقات نہ ہوئی تھی' بعد نماز ملے' یہ مصافحہ خاص مسنون ہے ''لكونها عند اوّل اللقاء'' (کیونکہ یہ مصافحہ پہلی ملاقات کے وقت ہے) اور اگر مل چکے تھے تو اب بعد نماز کے گویا بعد غیبت ملاقاتِ جدید (غائب ہونے کے بعد نئی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

ملاقات) ہے' مصافحہ مذہب اصح میں مباح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۳۱' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

مصافحہ کا طریقہ

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

سنت یہ ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ہو' درمیان میں کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو اور ملاقات کے وقت سلام کے بعد ہو' اور انگوٹھے کو پکڑے کیونکہ اس میں ایک رگ ہے جس سے محبت پیدا ہوتی ہے' جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

(ردالمحتار ج ۹ ص ۵۴۸' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

معانقہ کا حکم شرعی

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

کپڑوں کے اوپر سے معانقہ بطور بر و کرامت و اظہارِ محبت' بے فسادِ نیت و موادِ شہوت بالاجماع جائز' جس کے جواز پر احادیثِ کثیرہ و روایاتِ شہیرہ ناطق۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۵۹' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

ہدایہ میں ہے کہ آدمی دوسرے آدمی کا منہ یا ہاتھ یا کوئی عضو چومے یا اس سے معانقہ کرے تو یہ مکروہ ہے اور امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ یہ امام اعظم ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بوسہ لینے اور معانقہ میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حبشہ سے واپسی پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے معانقہ فرمایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور امام اعظم ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کی دلیل یہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مکامعہ اور مکاعمہ سے منع فرمایا۔ مکامعہ' معانقہ اور مکاعمہ' بوسہ لینا ہے' اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے جو روایت ذکر کی ہے وہ تحریم سے پہلے کی حالت پر محمول ہے اور فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ ایک چادر میں معانقہ کرنے میں اختلاف ہے لیکن اگر قمیص یا جبّہ پہنا ہو تو بالاتفاق معانقے میں کوئی حرج نہیں۔

(ردالمحتار ج ۹ ص ۵۴۶' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

بوسے کی اقسام اور حکمِ شرعی

علامہ علاؤالدین حصکفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

بوسے کی پانچ اقسام ہیں: (۱) بیٹے کے رخسار پر محبت سے بوسہ لینا (۲) والدین کے سر کا تعظیم و احترام سے بوسہ لینا (۳) بھائی کی پیشانی پر شفقت سے بوسہ لینا (۴) اپنی بیوی اور لونڈی کے منہ پر شہوت سے بوسہ لینا (۵) مؤمنین کے ہاتھوں پر بہ وقتِ ملاقات بوسہ لینا' بعض نے ایک اور قسم کا اضافہ کیا کہ حجر اسود کا دین داری کے طور پر بوسہ لینا۔ (درمختار ج ۹ ص ۵۵۱' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اگر دوسرے آدمی کے لیے اپنے ہاتھ کو بوسہ دیا تو یہ مکروہ ہے اور اگر دوسرے کے ہاتھ کو بوسہ دے تو اس میں تفصیل ہے کہ اگر عالم دین کے علم و فضل کی بناء پر یا عادل بادشاہ کے عدل و انصاف کی بناء پر اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں' اور اگر کسی دوسرے مسلمان کی تعظیم و اکرام کی غرض سے اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر دنیاوی غرض کی بناء پر ہو تو مکروہ ہے' اگر کسی عالم یا نیک آدمی سے درخواست کی کہ اپنا قدم بڑھائے تا کہ بوسہ لے سکے' بعض کے نزدیک اس کی رخصت نہیں اور نہ ہی وہ عالم یا نیک آدمی اس کی درخواست کو قبول کرے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کی درخواست قبول کرے' اسی طرح اگر سر یا ہاتھوں کا بوسہ لینے کی اجازت طلب کی' پھر بھی یہی حکم ہے البتہ جہال اپنے دوست سے ملاقات کے وقت اپنے ہی ہاتھ کا بوسہ لیتے ہیں' یہ بالاتفاق

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مکروہ ہے۔(الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۶۹ 'مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

اگر عالم یا نیک آدمی سے کسی نے درخواست کی کہ وہ اپنا قدم اس کی طرف بڑھائے تاکہ قدموں کا بوسہ لے سکے تو یہ عالم و متقی شخص اس آدمی کی درخواست کو قبول کرلے' اس پر دلیل یہ حدیث ہے جسے حاکم نے ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی معجزہ دکھلائیں تاکہ میرے یقین میں اضافہ ہو' آپ نے فرمایا: اس درخت کے پاس جا کر اسے بلاؤ' اس آدمی نے درخت کے پاس جا کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے بلا رہے ہیں' تو وہ درخت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا: آپ نے فرمایا: واپس لوٹ جا! تو وہ واپس چلا گیا' پھر آپ نے اس شخص کو اجازت عنایت فرمائی اور اس نے آپ کے سرِ انور اور مبارک قدموں کا بوسہ لیا اور آپ نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔(ردالمحتار ج ۹ ص ۵۵۰ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

بَابُ الْقِيَامِ
(تعظیماً) کھڑا ہونے کا بیان

۷۵۹۸- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ وَكَانَ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَضَى الْحَدِيْثُ بِطُوْلِهٖ فِيْ بَابِ حُكْمِ الْاِسْرَاءِ قَالَ عُلَمَاءُ نَا وَفِيْهِ اسْتِحْبَابُ الْقِيَامِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْاَفْضَلِ وَهُوَ غَيْرُ الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ لِاَنَّ ذٰلِكَ بِمَعْنَى الْوُقُوْفِ وَهٰذَا بِمَعْنَى النُّهُوْضِ وَاِلٰى فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ اَفْخَمُ مِنَ اللَّامِ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ وَمَا جَاءَ مِنْ كَرَاهَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَ الصَّحَابَةِ لَهٗ فَهُوَ مِنْ جِهَةِ الْاِتِّحَادِ الْمُوْجِبِ لِرَفْعِ التَّكَلُّفِ لَا لِلنَّهْيِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر قلعہ سے نیچے اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پیغام بھیج کر بلوایا' وہ آپ کے قریب ہی تھے اور وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر حاضرِ خدمت ہوئے' جب مسجد سے قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا: اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ۔(بخاری و مسلم) یہ طویل حدیث باب حکم الاسراء میں گزر چکی ہے' ہمارے علماء کرام نے فرمایا کہ یہ حدیث پاک اس بات کی دلیل ہے کہ افضل شخص کی آمد پر قیام مستحب ہے' اور جس قیام سے منع کیا گیا ہے وہ اور قیام ہے' کیونکہ ممنوع قیام تو یہ ہے کہ آدمی کسی شخص کے سامنے کھڑا رہے اور (کسی کی آمد پر) کھڑا ہو جانا منع نہیں۔ اس حدیث میں ''الٰی'' کے الفاظ ہیں' جو لام کی بہ نسبت تعظیم پر زیادہ دلالت کرتے ہیں۔ صاحب لمعات علیہ الرحمہ نے فرمایا: جن روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے لیے صحابہ کرام کے قیام کو ناپسند فرمانے کا ذکر ہے' وہاں آپ نے نہی کی بنا پر ناپسند نہیں فرمایا تھا بلکہ ناپسند فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ اس قدر اتحاد و یگانگی کا مظاہرہ فرماتے تھے کہ وہاں قیام جیسے تکلفات کی گنجائش نہیں تھی۔

قیامِ تعظیمی کا ثبوت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے ارشاد فرمایا: ''قوموا الٰی سیّدکم'' اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ۔ اس میں اہلِ فضل کے لیے تعظیماً قیام کا ثبوت ہے کیونکہ ضابطہ ہے کہ جب مشتق پر حکم لگایا جائے تو مبدأ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا'' (المائدہ:۳۸) چوری کرنے والے مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ اس آیہ مبارکہ میں قطعِ ید (ہاتھ کاٹنے) کا حکم ''سارق'' (چوری کرنے والے) پر لگایا گیا ہے' لہٰذا قطعِ ید کی علت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

چوری والا وصف ہے' اسی طرح اس حدیث پاک میں قیام کا حکم سیّد پر لگایا گیا ہے' لہٰذا وصفِ سیادت علت ہے' اور کسی کی سیادت کے پیش نظر اس کے لیے کھڑا ہونا قیامِ تعظیمی ہی ہوتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ تعظیماً قیام مباح ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

آنے والے کے لیے تعظیماً قیام جائز بلکہ مستحب ہے جس طرح کہ عالم کے سامنے پڑھنے والے کے لیے قیام جائز ہے۔

(درمختار ج۹ ص۵۵۱' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۵۲ھ' اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

(آنے والے کے لیے تعظیماً قیام مستحب ہے) جب کہ وہ شخص تعظیم کا مستحق ہو' مسجد میں بیٹھے ہوئے شخص کا اندر آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اور تلاوتِ قرآن کرنے والے کا آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں جب کہ آنے والا شخص مستحقِ تعظیم ہو' اور مشکل الآثار میں ہے کہ دوسرے کے لیے کھڑا ہونا ذاتی طور پر مکروہ نہیں' البتہ جس کے لیے قیام کیا جائے' اس کے قیام کو پسند کرنا مکروہ ہے' اور جس کے لیے قیام نہیں کیا جاتا اس کے لیے کھڑا ہو جائے تو اس میں کراہت نہیں۔ علامہ ابن وہبان نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں تو قیام مستحب ہونا چاہیے کیونکہ قیام کا ترک خصوصاً جہاں قیام کی عادت ہو وہاں قیام نہ کرنا کینہ' بغض اور عداوت کا سبب بنتا ہے' اور قیام کے متعلق جو وعید آئی ہے' یہ اس شخص کے متعلق ہے جو اپنے سامنے لوگوں کے کھڑا رہنے کو پسند کرتا ہو' جس طرح کہ ترکوں اور عجمیوں کا طریقہ ہے' میں کہتا ہوں کہ عنایہ وغیرہ میں اس کی تائید میں یہ واقعہ ہے کہ شیخ حکیم ابوالقاسم کے پاس جب کوئی مال دار آدمی آتا تو وہ اس کے لیے کھڑے ہو جاتے اور اس کی تعظیم کرتے اور فقراء وطلباء کے لیے نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ غنی مجھ سے تعظیم کی توقع کرتا ہے' اگر میں تعظیم نہ کروں تو تکلیف کا باعث ہوگا اور فقراء وطلباء تو بس یہ چاہتے ہیں کہ میں انہیں سلام کا جواب دوں اور ان سے علمی گفتگو کروں۔

(ردالمحتار ج۹ ص۵۵۱' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث میں اہل فضل کی تعظیم واکرام اور ان کے آنے پر قیام کرنے کا ثبوت ہے۔ جمہور علمائے کرام نے اس حدیث سے قیام کے استحباب پر استدلال کیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ وہ قیام نہیں جس سے روکا گیا ہے' ممنوع قیام تو یہ ہے کہ ایک شخص بیٹھا ہو' اور دوسرے لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں اور جب تک وہ بیٹھا رہے لوگ کھڑے رہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ فضل کی آمد پر قیام مستحب ہے اور اس کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں' اور اس کی ممانعت میں کوئی صریح چیز ثابت نہیں۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج۶ ص۳۱۳' مطبوعہ دارالمعرفہ' بیروت)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا' اس کے باوجود صحابہ کرام' حضور کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ کو قیام پسند نہیں۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۷۵۴' مطبوعہ دارالمعرفہ' بیروت)

اس حدیث سے قیامِ تعظیمی کے عدم جواز پر استدلال کیا جاتا ہے' حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس کے دو جواب ہیں' ایک جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتنہ کا اندیشہ تھا کہ کہیں یہ تعظیم میں افراط نہ کرنے لگیں' اس بناء پر آپ نے اپنے لیے صحابہ کے قیام کو ناپسند فرمایا' جس طرح کہ آپ کا ارشاد ہے: ''لا تطرونی'' میری تعظیم میں مبالغہ نہ کیا کرو' اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آپ نے صحابہ کے آپس میں ایک دوسرے کے لیے قیام کو ناپسند نہیں فرمایا کیونکہ آپ نے خود بعض صحابہ کے لیے قیام فرمایا اور آپ کی موجودگی میں صحابہ نے دوسروں کے لیے قیام کیا' آپ نے اس پر انکار نہیں فرمایا بلکہ اسے ثابت رکھا اور اس کا حکم دیا' دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے درمیان اتنا انس اور کامل محبت و خلوص تھا کہ قیامِ تعظیمی کے ساتھ اس میں زیادتی کی گنجائش نہیں تھی' لہٰذا قیام کا کوئی مقصد نہ تھا اور جب انسان کمالِ محبت کے اس مقام پر پہنچ جائے تو وہاں قیام کی ضرورت نہیں رہتی۔

(فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی نے فرمایا کہ ممکن ہے آپ نے محبت کی بناء پر قیام کو ناپسند فرمایا ہو کیونکہ محبت کا تقاضا ہے کہ اتحاد و یگانگت پیدا ہو اور تکلف باقی نہ رہے' اور اس پر دلیل حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا' اور امام ابوحامد نے کہا ہے کہ جب اتحاد و یگانگت کامل ہو جائے تو باہمی حقوق' قیام' معذرت اور تعریف وغیرہ میں نرمی اور خفت آ جاتی ہے' کیونکہ یہ چیزیں اگرچہ صحبت کے حقوق سے ہیں مگر ان میں ایک قسم کی اجنبیت اور تکلف پایا جاتا ہے اور جب اتحاد کامل ہو جائے تو تکلف کی بساط بالکل لپیٹ دی جاتی ہے اور آدمی دوست کے ساتھ اپنی ذات والا معاملہ اور برتاؤ کرتا ہے کیونکہ آدابِ ظاہری' باطنی آداب کا عنوان ہوتے ہیں' جب دل میں خالص محبت آ جائے تو اس کے اظہار کے لیے ان تکلفات کی ضرورت نہیں رہتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ زمانے' اشخاص اور احوال کے اعتبار سے قیام اور ترکِ قیام کا حکم مختلف ہو جاتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۲' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے تو ہم آپ کی خاطر کھڑے ہو گئے' آپ نے فرمایا: تم اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد' کتاب الادب' رقم الحدیث: ۵۲۲۹' مطبوعہ دارالمعرفۃ' بیروت)

اس حدیث کو بھی قیامِ تعظیمی کے عدم جواز پر بطورِ دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

طبری نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے' اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

(فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۱' مطبوعہ دارالمعرفۃ' بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

آپ کی مراد یہ تھی کہ عجمیوں کی طرح نہ کھڑے ہوا کرو کہ وہ مال و منصب کی خاطر ایک دوسرے کے لیے قیام کرتے ہیں' تعظیم تو علم اور نیکی کی بناء پر ہی مناسب ہے اور جب قیام و تعظیم اللہ کے لیے ہو تو وہ مستحسن ہے' لیکن اس جواب پر اعتراض ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قیام تو یقیناً اللہ کے لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لیے ہی تھا' اس حدیث کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عجمی کھڑے رہتے تھے (یعنی بڑا آدمی بیٹھ جاتا اور لوگ اس کے سامنے تعظیماً کھڑے رہتے)' آپ نے اس طرح کھڑے رہنے سے منع فرمایا لیکن مبالغہ کے لیے اسے مطلق قیام سے تعبیر کر دیا' یا قیام سے مراد وقوف (کھڑا رہنا) ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۷۵۹۹۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں ہمارے ساتھ تشریف فرما ہو کر گفتگو فرماتے' جب آپ کھڑے ہوتے تو ہم بھی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الْمَسْجِدِ يُحَدِّثُنَا فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ أَزْوَاجِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ ہم دیکھ لیتے کہ آپ بعض ازواجِ مطہرات کے گھروں میں تشریف لے جا چکے ہیں۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٧٦٠٠- وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَاعِدًا فَتَزَحْزَحَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فِي الْمَكَانِ سَعَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلْمُسْلِمِ لَحَقًّا إِذَا رَآهُ أَخُوْهُ أَنْ يَّتَزَحْزَحَ لَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت واثلہ بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی خاطر سمٹ کر بیٹھ گئے' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! جگہ میں تو کافی گنجائش ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا حق ہے کہ جب اس کی اپنے بھائی سے ملاقات ہو تو اس کی خاطر کچھ سمٹ کر بیٹھ جائے۔
(بیہقی، شعب الایمان)

٧٦٠١- وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٧٦٠٢- وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى عَصًا فَقُمْنَا لَهٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے تو ہم آپ کی خاطر کھڑے ہو گئے' آپ نے فرمایا: تم اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد)

٧٦٠٣- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے' البتہ مجلس میں کشادگی اور وسعت سے کام لو۔ (بخاری ومسلم)

وَرَوٰى أَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ فِيْ شَهَادَةٍ فَقَامَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ مَّجْلِسِهٖ فَأَبٰى أَنْ يَّجْلِسَ فِيْهِ وَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ذَا وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّمْسَحَ الرَّجُلُ يَدَهٗ بِثَوْبِ مَنْ لَّمْ يَكْسُهٗ.

امام ابوداؤد نے سعید بن ابوالحسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک گواہی کے معاملہ میں ابوبکرہ ہمارے پاس آئے' ایک شخص ان کی خاطر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا' انہوں نے وہاں بیٹھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے شخص کے ایسے کپڑوں سے ہاتھ صاف کرنے سے منع فرمایا ہے' جو اس کو پہنائے نہیں ہیں۔

٧٦٠٤- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ILMI ISLAMIA ACADEMY

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا' پھر واپس آ گیا تو وہی اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔ (مسلم)

وَرَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَامَ فَاَرَادَ الرُّجُوْعَ نَزَعَ نَعْلَهٗ اَوْ بَعْضَ مَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ فَيَثْبُتُوْنَ.

امام ابوداؤد نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھے ہوتے' پھر آپ کھڑے ہوتے اور آپ کا واپسی کا ارادہ ہوتا تو اپنی نعلین مبارک یا کوئی اور چیز جو آپ پر ہوتی' اسے اتار کر چھوڑ جاتے تو آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے پہچان جاتے اور بیٹھے رہتے۔

٧٦٠٥- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر علیحدگی کرے (ان کے درمیان بیٹھ جائے)۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٦٠٦- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجْلِسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو شخصوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْجُلُوْسِ وَالنَّوْمِ وَالْمَشْيِ
بیٹھنے' سونے اور چلنے کا بیان

ف: باب کے عنوان میں بیٹھنے' سونے اور چلنے کا بالترتیب ذکر عادت کے موافق ہے' کیونکہ عادت یہی ہے کہ آدمی کھانے وغیرہ کے لیے بیٹھتا ہے' پھر سو جاتا ہے' اس کے بعد اٹھ کر مسجد وغیرہ کی طرف چل کر جاتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۱' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٧٦٠٧ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے صحنِ کعبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں سے حلقہ بنائے ہوئے اکڑوں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (بخاری)

احتباء کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

احتباء یہ ہے کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور پاؤں کے تلوے زمین پر لگے ہوں اور دونوں بازوؤں سے پنڈلیوں کے گرد حلقہ بنا لیا جائے' اور حدیث پاک سے مراد یہ ہے کہ بیٹھنے میں احتباء سنت ہے۔ اسے ابن ملک نے ذکر کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ سنت محض اس فعل سے ادا نہیں ہوتی بلکہ یہ بیانِ جواز کے لیے ہے اور استحباب کی دلیل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٦٠٨- وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِى الْمَسْجِدِ اِحْتَبٰى بِيَدَيْهِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے تو اپنے دونوں بازوؤں سے گھٹنوں کے گرد حلقہ بنا لیتے۔ (رزین)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۷۶۰۹- وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ اَنَّهَا رَاَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءِ قَالَتْ فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ اُرْعِدَتْ مِنَ الْفَرَقِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت قیلہ بت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں گھٹنے کھڑے کر کے بازوؤں سے ان کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے دیکھا' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عجز وانکساری کی حالت میں دیکھا تو خوف سے مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ (ابوداؤد)

۷۶۱۰- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ عَلٰى يَسَارِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بائیں جانب تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔ (ترمذی)

۷۶۱۱- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِيْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نمازِ فجر ادا فرما لیتے تو چار زانو ہو کر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ سورج خوب روشن ہو جاتا۔ (ابوداؤد)

۷۶۱۲- وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص حلقے کے درمیان بیٹھے وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق لعنتی ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

حلقہ کے درمیان بیٹھنے والے شخص سے کون مراد ہے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ لکھتے ہیں:

ایک قول کے مطابق اس سے مراد مسخرہ ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے خود کو ہنسی مذاق کے مقام پر کھڑا کر دیتا ہے اور یہ ایک شیطانی عمل ہے' اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہو جو بعض لوگوں کی طرف پشت کر لیتا ہے اور بعض کی طرف چہرہ کر لیتا ہے اور اس کا یہ عمل بعض لوگوں کی ناپسندیدگی کا باعث بنتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۳۵۱' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (۱) کوئی شخص لوگوں کی جماعت میں آئے اور جہاں مجلس ختم ہو رہی ہے وہاں نہ بیٹھے بلکہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا درمیان میں آ کر بیٹھ جائے (۲) کوئی شخص حلقہ کے درمیان میں بیٹھ جائے اور لوگوں کے چہروں کے درمیان حائل ہو جائے جس سے لوگوں کو تکلیف ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۵۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۶۱۳- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر مجلس وہ ہے جو زیادہ کشادہ ہو۔ (ابوداؤد)

۷۶۱۴- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ جُلُوْسٌ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ عِزِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے جب کہ آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں جدا جدا بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ (ابوداؤد)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

٧٦١٥ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ فَصَارَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سائے میں ہو' پھر اس سے سایہ ہٹنے لگے اور اس کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ حصہ سائے میں آ جائے تو وہ کھڑا ہو جائے۔ (ابوداؤد)

وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ قَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ فَلْيَقُمْ فَاِنَّهٗ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ هٰكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ مَّوْقُوْفًا.

شرح السنہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص سائے میں ہو' پھر سایہ اس سے ہٹ جائے تو وہ کھڑا ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ معمر نے اسے یوں ہی موقوفاً روایت کیا ہے۔

٧٦١٦ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِيْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے ہر شخص وہاں بیٹھ جاتا' جہاں مجلس کی انتہاء ہوتی۔ (ابوداؤد)

٧٦١٧ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِيْ وَاتَّكَاْتُ عَلٰى اَلْيَةِ يَدِيْ فَقَالَ اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب سے گزرے اور میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میرا بایاں ہاتھ میری پشت کے پیچھے تھا اور میں نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ٹیک لگائی ہوئی تھی' آپ نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو' جن پر غضب کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد)

٧٦١٨ - وَعَنْ يَعِيْشَ بْنِ طَخْفَةَ بْنِ قَيْسٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعٌ مِنَ السَّحَرِ عَلٰى بَطْنِيْ اِذَا رَجُلٌ يُّحَرِّكُنِيْ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ يُّبْغِضُهَا اللّٰهُ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت یعیش بن طخفہ بن قیس غفاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' جو کہ اصحابِ صفہ میں سے تھے کہ میں سینہ میں درد کی وجہ سے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا کہ اس طرح لیٹنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے' میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

پیٹ کے بل لیٹنا

پیٹ کے بل لیٹنے کو ناپسند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں آدمی کا چہرہ اور سینہ زمین پر لگتے ہیں جب کہ یہ دونوں اشرف عضو ہیں اور سجدہ کے علاوہ انہیں زمین پر رکھنے میں ذلت ہے یا پھر اس طرح لیٹنا اہل لواطت کا طریقہ ہے' ان کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اسے مذموم قرار دیا ہے (عذر کی بناء پر اس طرح لیٹنے میں قباحت نہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دردِ سینہ کے عذر کے باوجود صحابی کے اس طرح لیٹنے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا' اس کی وجہ یہ ہے کہ) یا تو ان کے عذر کی طرف آپ کی توجہ نہ تھی یا پھر درد کے ازالہ کے لیے پاؤں پھیلائے بغیر چت لیٹنا بھی ممکن تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٦١٩ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُضْطَجِعٌ عَلٰى بَطْنِيْ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے جب کہ میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا تو آپ نے مجھے اپنے مبارک

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فَرَكَضَنِيْ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ يَا جُنْدُبُ اِنَّمَا هُوَ ضِجْعَةُ اَهْلِ النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ .

پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا: اے جندب! یہ تو جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔ (ابن ماجہ)

٧٦٢٠- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُّضْطَجِعًا عَلٰى بَطْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ لَّا يُحِبُّهَا اللّٰهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو اسے فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ (ترمذی)

٧٦٢١- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر رکھ کر چت لیٹے۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَلْقِيَنَّ اَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى .

اور امام مسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر رکھ کر چت نہ لیٹے۔

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ عِبَادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَّاضِعًا اِحْدٰى قَدَمَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ وَجْهُ الْجَمْعِ بَيْنَ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَّعِبَادٍ اِنَّ وَضْعَ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْاُخْرٰى قَدْ يَكُوْنُ عَلٰى نَوْعَيْنِ اَنْ تَكُوْنَ رِجْلَاهُ مَمْدُوْدَتَيْنِ اِحْدَاهُمَا فَوْقَ الْاُخْرٰى وَلَا بَاْسَ بِهٰذَا فَاِنَّهٗ لَا يَنْكَشِفُ مِنَ الْعَوْرَةِ بِهٰذِهِ الْهَيْئَةِ وَاَنْ يَّكُوْنَ نَاصِبًا سَاقَ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ وَيَضَعُ الرِّجْلَ الْاُخْرٰى عَلَى الرُّكْبَةِ الْمَنْصُوْبَةِ وَعَلٰى هٰذَا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اِنْكِشَافُ الْعَوْرَةِ بِاَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهِ سَرَاوِيْلُ اَوْ يَكُوْنَ اِزَارُهٗ اَوْ ذَيْلُهٗ طَوِيْلَيْنِ جَازَ وَاِلَّا فَلَا وَقَالَ بَعْضُ عُلَمَاءِ نَا وَاِنَّمَا اُطْلِقَ النَّهْيُ لِاَنَّ الْغَالِبَ فِيْهِمُ الْاِتِّزَارُ .

بخاری و مسلم میں عباد بن تمیم کی اپنے چچا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مسجد میں اس حالت میں گدی کے بل لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنا ایک پاؤں مبارک دوسرے پاؤں کے اوپر رکھا ہوا تھا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے فرمایا کہ حضرت جابر و حضرت عباد رضی اللہ عنہما والی دونوں احادیث میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں کے اوپر رکھنا دو طرح سے ہوتا ہے: (۱) دونوں ٹانگیں بچھی ہوئی ہوں اور ایک پاؤں کے اوپر دوسرا پاؤں رکھا ہو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طریقہ سے شرم گاہ ننگی نہیں ہوتی (۲) ایک پنڈلی کھڑی کی ہو اور دوسرا پاؤں کھڑے کیے ہوئے گھٹنے پر رکھا جائے' اس طریقہ سے اگر شرم گاہ ننگی نہ ہو تو جائز ہے مثلاً شلوار پہنی ہو یا تہبند لمبا ہو یا قمیص کا دامن لمبا ہو اور اگر شرم گاہ ننگی ہو تو پھر جائز نہیں۔ ہمارے بعض علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہی مطلق ہے' اس لیے کہ اہل عرب عموماً ازار باندھتے تھے۔

٧٦٢٢- وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب رات کے وقت کسی جگہ پڑاؤ فرماتے تو دائیں کروٹ کے بل لیٹتے اور جب صبح سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

شِقِّهِ الْاَيْمَنِ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَاْسَهُ عَلٰى كَفِّهِ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

کچھ دیر پہلے کسی جگہ ٹھہرتے تو کلائی کھڑی کر کے اپنا سرِ انور ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ (شرح السنہ)

٧٦٢٣۔ وَعَنْ بَعْضِ اٰلِ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِّمَّا يُوْضَعُ فِىْ قَبْرِهٖ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَاْسِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بعض اولاد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک اس طرح کا تھا' جس طرح آپ کی قبر انور میں بچھایا گیا اور مسجد آپ کے سر مبارک کی جانب ہوتی تھی۔ (ابوداؤد)

قبر انور میں کپڑا بچھانے کی تحقیق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ وقتِ استراحت جو سرخ کپڑا نیچے بچھاتے تھے' قبر مبارک میں بھی وہی کپڑا بچھایا گیا اور آپ کا جسد انور اس کپڑے پر رکھا گیا' بعض نے کہا ہے کہ آپ کا جسد انور اس کپڑے پر رکھا گیا اور پھر اضطراب و پریشانی کی بناء پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو وہ کپڑا نکالنے کا خیال نہ رہا' وہ قبر انور میں اسی طرح رہ گیا اور دفن کے بعد قبر کھولنا مناسب نہیں تھا' یہ بھی روایت ہے کہ وہ کپڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام شُقران کی طرف سے صحابہ کرام کی اتفاق رائے کے بغیر رکھا گیا' ان کا کہنا تھا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ کے بعد کوئی اور اس کپڑے کو استعمال کرے۔ جمہور علماء کے نزدیک قبر میں میت کے نیچے کپڑا بچھانا مکروہ ہے' اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ یہ کپڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت سے قبر انور میں بچھایا گیا اور یہ آپ کی خصوصیت ہے اور صحیح یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے قبر انور میں اینٹیں لگاتے وقت وہ کپڑا نکال لیا تھا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٧٦٢٤۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَّيْسَ عَلَيْهِ حِجَابٌ وَّفِىْ رِوَايَةٍ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَفِىْ مَعَالِمِ السُّنَنِ لِلْخَطَّابِيِّ حِجًى.

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایسے مکان کی چھت پر رات گزاری' جس کی منڈیر نہ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جس پر پتھر نہ ہو تو اس سے ذمہ داری ختم ہو گئی۔ (ابوداؤد' اور معالم السنن للخطابی میں "حجی" (پردہ) کے الفاظ ہیں)

٧٦٢٥۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَطْحٍ لَّيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر منڈیر والی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث میں منڈیر کے بغیر چھت پر سونے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ ایسا شخص اپنی ہلاکت کے درپے ہے اور اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے' جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ. (البقرہ: ۱۹۵)

اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۳۵۱' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

٧٦٢٦۔ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّتَبَخْتَرُ فِيْ بُرْدَيْنِ وَقَدْ اَعْجَبَتْهُ نَفْسُهٗ خُسِفَ بِهِ الْاَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ایک شخص دو چادروں میں اکڑ کر چل رہا تھا' اس کے نفس نے اسے تکبر میں مبتلا کر دیا تو وہ زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

۷۶۲۷۔ وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ لِلنِّسَاءِ اِسْتَأْخِرْنَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى اَنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابواُسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے اور مرد اور عورتیں راستے میں مل جل گئے تھے' آپ نے عورتوں سے فرمایا کہ تم پیچھے رہو' کیونکہ تمہارا راستے کے درمیان چلنا مناسب نہیں' تم راستے کے کنارے اختیار کرو' پھر عورت دیوار کے ساتھ لگ کر چلتی تھی حتیٰ کہ اس کا کپڑا دیوار سے اُلجھ جاتا تھا۔ (ابوداؤد' بیہقی' شعب الایمان)

۷۶۲۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّمْشِيَ يَعْنِي الرَّجُلَ بَيْنَ الْمَرْاَتَيْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

چھینک اور جمائی کا بیان

۷۶۲۹۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے' جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے کہ اسے ''یرحمك اللّٰه'' کہے' لیکن جمائی تو شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے' کیونکہ جب تم میں سے کسی کو جمائی آتی ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔ (بخاری)

چھینک کا جواب دینے کے احکام

اس حدیث میں ہے کہ ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے کہ اسے ''یرحمك اللّٰه'' کہے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس میں دلیل ہے کہ چھینک کا جواب دینا فرضِ عین ہے اور بعض کا یہی مذہب ہے۔ اکثر کا نظریہ ہے کہ یہ فرضِ کفایہ ہے اور یہ حدیث کے خلاف نہیں' کیونکہ اس سے یہ مراد ہے کہ ہر ایک پر واجب ہے لیکن دوسری دلیل کی بناء پر بعض کے کرنے سے ساقط ہو جائے گا یا اسے سلام کے جواب پر قیاس کریں گے (کہ بعض کے جواب دینے سے سب بری الذمہ ہو جائیں گے) اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سنت ہے اور حدیث استحباب پر محمول ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

چھینک لینے والا اگر الحمدللہ کہے تو اس کا جواب دینا واجب ہے اور تین بار تک اسے جواب دے' اس کے بعد اختیار ہے۔ اگر ایک شخص کسی مجلس میں بار بار چھینک لے تو اس کے پاس جو شخص حاضر ہے تین مرتبہ تک اسے جواب دینا چاہیے' اگر تین مرتبہ سے زیادہ چھینک لی اور ہر بار الحمدللہ کہا تو وہاں موجود شخص ہر مرتبہ جواب دے تو بہتر ہے اور تین مرتبہ کے بعد جواب نہ دے' تب بھی درست ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں اسی طرح ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث میں مسلم کے ساتھ سننے کی صفت کا ذکر کیا کہ ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے' اس سے بیان کر دیا کہ نہ سننے والے پر چھینک کا جواب دینا واجب نہیں' کیونکہ نہ سننے والے کی طرف امر متوجہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح سلام اور دیگر فرائضِ کفایہ مثلاً مریض کی عیادت' میت کی تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ وغیرہ کا حکم ہے' اور شرح السنہ میں ہے کہ اس قول میں اس بات پر دلیل ہے کہ چھینکنے والے کو مناسب ہے کہ الحمدللہ بلند آواز سے کہے تاکہ قریب والا سن لے اور چھینکنے والا جواب کا مستحق ہو جائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

جمائی روکنے کا طریقہ

اس حدیث میں ہے: جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

نماز کے آداب سے یہ ہے کہ جمائی کے وقت منہ کو بند کرلے' خواہ ہونٹوں کو دانتوں سے پکڑ کر منہ بند کرے' اگر منہ بند کرنا ممکن نہ ہو تو بائیں ہاتھ سے منہ ڈھانپ لے اور ایک قول ہے کہ اگر کھڑا ہو تو دائیں ہاتھ سے منہ ڈھانپے ورنہ بائیں ہاتھ سے ڈھانپ لے۔

(درمختار ج ۲ ص ۱۷۶' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

میں نے شرح تحفۃ الملوک المسمی بہدیۃ الصعلوک میں دیکھا کہ زاہدی نے کہا ہے: جمائی دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل میں خیال کرے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو کبھی جمائی نہیں آئی اور قدوری نے کہا کہ میں نے اسے بارہا آزمایا اور اسی طرح پایا اور میں نے بھی اس کا تجربہ کیا اور اسی طرح پایا ہے۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۷۶' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَالَ ھَا ضَحِکَ الشَّیْطَانُ مِنْہُ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص "ہا" کی آواز نکالتا ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاوَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فِمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ.

اور مسلم کی ہی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لینے لگے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے' کیونکہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔

۷۶۳۰- وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰی وَجْھَہٗ بِیَدِہٖ اَوْ ثَوْبِہٖ وَغَضَّ بِھَا صَوْتَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھینک آتی تو آپ اپنے ہاتھ یا کپڑے سے اپنا چہرۂ انور ڈھانپ لیتے اور چھینک کی آواز پست فرماتے' (ترمذی' ابوداؤد) امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

وَاَبُوْ دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

۷۶۳۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ قَالَ اِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس چھینک لی' آپ نے ایک کا جواب دیا اور دوسرے کا جواب نہیں دیا' تو اس آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس کا جواب دیا ہے اور مجھے جواب نہیں دیا' آپ نے فرمایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی ہے اور تو نے اللہ تعالیٰ کی حمد نہیں کی۔ (بخاری ومسلم)

۷۶۳۲۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ وَاِنْ لَّمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے تو تم اسے جواب دو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کرے تو اسے جواب نہ دو۔ (مسلم)

۷۶۳۳۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُوْنَ اَنْ يَقُوْلَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ یہود' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس یہ امید کرتے ہوئے چھینک لیا کرتے تھے کہ آپ انہیں جواب میں "یرحمکم اللّٰہ" فرمائیں گے' مگر آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

یہودی بھی عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معترف تھے

یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر بہ تکلف چھینک لیا کرتے تھے تا کہ آپ انہیں جواباً دعائے رحمت سے نوازیں' اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمتِ شان ہے کہ یہودی بھی دل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت وحقانیت کے معترف تھے اور انہیں یقین تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مستجاب الدعوات ہیں' قرآن مجید میں ہے: "یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ" "وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ (البقرہ:۱۴۶) علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہودیوں کو جواباً فرماتے: "یھدیکم اللّٰہ ویصلح بالکم" "اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ آپ جواباً انہیں یہ نہیں فرماتے تھے: "یرحمکم اللّٰہ" "اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! کیونکہ رحمت تو مؤمنین کے ساتھ مختص ہے بلکہ آپ ان کے حسبِ حال ان کے لیے ہدایت اور توفیقِ ایمان کی دعا فرماتے تھے۔ علامہ طیبی نے کہا ہے کہ شاید ان سے وہ یہودی مراد ہیں' جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہچان لیا تھا جس طرح پہچاننے کا حق ہے' لیکن تقلید یا ریاست وحکومت کی محبت نے انہیں اسلام قبول نہیں کرنے دیا' اور انہوں نے پہچان لیا کہ ہمارا اسلام قبول نہ کرنا مذموم ہے' لہٰذا انہوں نے کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا کی برکت سے یہ مذموم وصف ان سے دور کردے اور انہیں ہدایت نصیب فرمائے' لیکن اس پر اعتراض ہے کہ یہودی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دعائے رحمت کی اُمید کرتے تھے' دعائے ہدایت کی اُمید نہیں کرتے تھے' آپ کی دعائے ہدایت تو ساری امت کے لیے ہے' آپ دعا فرماتے تھے: "اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" "اے اللہ! میری قوم کو ہدایت نصیب فرما کیونکہ یہ جانتے نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

٧٦٣٤- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْیَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْیَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْیَقُلْ یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ ''الحمد للّٰه'' کہے اور اس کا بھائی یا ساتھی اسے کہے: ''یرحمك اللّٰه'' اور جب وہ اسے ''یرحمك اللّٰه'' کہے تو یہ کہے: ''یهدیکم اللّٰه ویصلح بالکم'' اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ (بخاری)

٧٦٣٥- وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْیَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَّلْیَقُلِ الَّذِیْ یَرُدُّ عَلَیْهِ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْیَقُلْ هُوَ یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے: ''الحمد للّٰه علی کل حال'' ہر حال میں اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور جواب دینے والا کہے: ''یرحمك اللّٰه'' اور یہ کہے: ''یهدیکم اللّٰه ویصلح بالکم''۔ (ترمذی، دارمی)

٧٦٣٦- وَعَنْ هِلَالِ بْنِ یَسَافٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَیْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ فَقَالَ لَهٗ سَالِمٌ وَّعَلَیْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ فَكَانَ الرَّجُلُ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ فَقَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَقُلْ اِلَّا مَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْیَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلْیَقُلْ لَهٗ مَنْ یَّرُدُّ عَلَیْهِ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْیَقُلْ یَغْفِرُ اللّٰهُ لِیْ وَلَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ہلال بن یساف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ ایک شخص کو چھینک آ گئی اور اس نے کہا: ''السلام علیکم'' تو حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تجھ پر اور تیری ماں پر، اس آدمی نے دل میں کچھ ناراضگی محسوس کی تو حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تو تجھے وہی کہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا، جب آپ کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا: ''السلام علیکم'' آپ نے فرمایا: تجھ پر اور تیری ماں پر، تم میں سے جب کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے: ''الحمد للّٰه رب العلمین'' اور جواب دینے والا کہے: ''یرحمك اللّٰه'' اور یہ کہے: ''یغفر اللّٰه لی ولکم'' اللہ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٧٦٣٧- وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا عَطَسَ اِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَ اَنَا اَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَیْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک لی اور کہا: اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں بھی کہتا ہوں کہ اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس طرح تعلیم نہیں دی، آپ نے فرمایا کہ ہم یہ کہیں: ہر حال میں اللہ ہی کے لیے حمد ہے۔ (ترمذی)

٧٦٣٨- وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَطَسَ رَجُلٌ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو آپ نے اسے فرمایا: ''یرحمك اللّٰه'' پھر اسے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ اُخْرٰى فَقَالَ الرَّجُلُ مَزْكُوْمٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

دوسری بار چھینک آئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ آدمی تو زکام والا ہے۔ (مسلم)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلتِّرْمِذِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ فِي الثَّالِثَةِ اَنَّهٗ مَزْكُوْمٌ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے اسے تیسری مرتبہ فرمایا کہ یہ تو زکام والا ہے۔

٧٦٣٩۔ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَمِّتِ الْعَاطِسَ ثَلَاثًا فَمَا زَادَ فَاِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چھینکنے والے کو تین مرتبہ جواب دو' اگر اس سے زائد ہو تو پھر چاہو تو جواب دو اور اگر چاہو تو جواب نہ دو۔ (ابوداؤد' ترمذی)

٧٦٤٠۔ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَمِّتْ اَخَاكَ ثَلَاثًا فَاِنْ زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا اَنَّهٗ رَفَعَ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو تین مرتبہ چھینک کا جواب دو اگر اس سے زائد ہو تو یہ زکام ہے۔ ابوداؤد نے اسے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ میں تو یہی جانتا ہوں کہ انہوں (حضرت ابوہریرہ) نے یہ حدیث نبی کریم سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

بَابُ الضِّحْكِ — ہنسنے کا بیان

تبسم' ہنسی اور قہقہہ میں فرق

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

تعجب کے وقت آواز کے بغیر دانتوں کا ظاہر ہو جانا تبسم ہے اور اگر اتنی آواز سے ہنسے کہ قریب والے لوگ سن لیں تو قہقہہ ہے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو ہنسی ہے اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ہنسی یہ ہے کہ فقط آدمی خود سنے اور قہقہہ یہ ہے کہ دوسرا بھی سن لے اور تبسم یہ ہے کہ نہ خود سنے نہ دوسرا سنے' ہنسی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے' وضو فاسد نہیں ہوتا اور قہقہہ سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جاتے ہیں اور تبسم سے نہ وضو فاسد ہوتا ہے' نہ نماز۔ لغت میں تبسم ''ضحك'' (ہنسی) کے مبادی کو کہتے ہیں اور ''ضحك'' (ہنسی) یہ ہے کہ چہرہ پھیل جائے حتیٰ کہ خوشی سے دانت ظاہر ہو جائیں' اور اگر یہ اتنی آواز سے ہو کہ دور والا سن لے تو قہقہہ ہے ورنہ ''ضحك'' (ہنسی) ہے اور اگر آواز کے بغیر ہو تو یہ تبسم ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۴۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

٧٦٤١ ۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو مبارک کا انتہائی حصہ نظر آ جاتا' آپ تو محض تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

احادیث میں تطبیق

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں ہلاک ہو گیا! رمضان المبارک میں' میں نے اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ایک غلام آزاد کر دے' اس نے عرض کیا: میرے پاس غلام نہیں ہے' آپ نے فرمایا: تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھ لے' اس نے عرض کیا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے' آپ نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے' اس نے عرض کیا: میرے پاس طعام موجود نہیں ہے' پھر آپ کی بارگاہِ اقدس میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کھجوروں کا ٹوکرا پیش کیا گیا' آپ نے فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اسے صدقہ کر دے' اس نے عرض کیا: اپنے سے زیادہ فقیر پر صدقہ کروں؟ بہ خدا! مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ کوئی گھر والا فقیر نہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی مبارک ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں' آپ نے فرمایا: تب تم ہی کھا لو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۰۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس مقام پر سوال ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں ہے: میں نے کبھی آپ کو کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو کے انتہائی حصے کو دیکھ لیتی' آپ تو محض تبسم فرمایا کرتے تھے' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی اس روایت میں ہے کہ آپ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی نورانی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں' ان دونوں روایات میں تعارض ہے۔ علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ان دونوں روایات میں کوئی تعارض اور منافات نہیں کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دیکھنے کی نفی کی ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مشاہدہ کا اثبات کیا ہے اور مثبت' نافی پر مقدم ہوتی ہے یا ہم جواب میں یہ کہیں گے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہ دیکھنے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے دیکھنے کی نفی لازم نہیں آتی۔ ہر ایک نے اپنے مشاہدہ کے مطابق خبر دی ہے' اور دونوں خبریں مختلف ہیں' لہٰذا ان میں کوئی تضاد نہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۵۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۷۶۴۲۔ وَعَنْ جَرِيْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِي اِلَّا تَبَسَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کبھی پردہ نہیں فرمایا اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکرا پڑتے۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجاب نہ فرمانے اور مسکرانے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کبھی پردہ نہیں فرمایا' اس پر اشکال ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا بلا حجاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجروں میں حاضر ہونا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کے ساتھ اپنی مخصوص مجلس میں حاضر ہونے سے مجھے کبھی نہیں روکا یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ طلب کیا آپ نے عطا فرما دیا' منع نہیں کیا۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۵۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبسم فرمانے کی وضاحت میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبسم فرمانا آپ کے مکارمِ اخلاق کی بناء پر تھا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے حسن و جمال کی بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر خوش ہوتے ہوں' اسی لیے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان جریرا یوسف هذه الامة'' یقیناً جریر اس امت کے یوسف ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۶۴۳۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُّصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَاْخُذُوْنَ فِيْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس جگہ نمازِ فجر ادا فرماتے تھے' سورج طلوع ہونے سے پہلے وہاں سے نہیں اٹھتے تھے' جب آفتاب طلوع ہو جاتا تو آپ وہاں سے اٹھتے اور لوگ آپس میں باتیں کرتے کرتے جاہلیت کے زمانہ کی باتیں چھیڑ دیتے اور ہنسنے لگتے' آپ بھی مسکرانے لگتے۔ (مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلتِّرْمِذِيِّ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ لوگ شعر پڑھتے تھے۔

٧٦٤٤- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تبسم فرمانے والا نہیں دیکھا۔ (ترمذی)

٧٦٤٥- وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُوْنَ قَالَ نَعَمْ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ وَقَالَ بِلَالُ بْنُ سَعْدٍ اَدْرَكْتُهُمْ يَشْتَدُّوْنَ بَيْنَ الْاَغْرَاضِ وَيَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ اللَّيْلُ كَانُوْا رُهْبَانًا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان ہنستے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! حالانکہ ان کے دلوں میں پہاڑ سے بھی زیادہ ایمان تھا اور حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کو تیر پھینکنے کے نشانوں کے درمیان دوڑتے ہوئے دیکھا اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے ہنسی کرتے تھے اور جب رات ہوتی تو وہ راہب (تارک الدنیا) بن جاتے تھے۔ (شرح السنہ)

''رُهْبَان''، ''راهب'' کی جمع ہے، جس طرح ''رُكبان''، ''راكب'' کی جمع ہے۔ نہایہ میں ہے کہ راہب وہ ہے جو دنیا ترک کر کے زہد اور گوشہ نشینی و خلوت اختیار کرے۔ ان لوگوں کی شان میں فرمایا گیا کہ تجارت یا خرید و فروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی۔ یہ لوگ اپنی ظاہری صورت کے اعتبار سے فرشی ہیں لیکن اپنی ارواح کے اعتبار سے عرشی ہیں، ان کے اجسام مخلوق کے ساتھ ہوتے ہیں مگر ان کے قلوب حق تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۱۰۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان)

بَابُ الْاَسَامِيْ

ناموں کا بیان

٧٦٤٦- عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ وُّلِدَ لِيْ بَعْدَكَ وَلَدٌ اُسَمِّيْهِ بِاسْمِكَ وَاُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ. وَقَالَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَمَنْ كَانَ اسْمُهُ مُحَمَّدًا لَا بَاْسَ بِاَنْ يُّكَنّٰى اَبَا الْقَاسِمِ لِاَنَّ قَوْلَهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ قَدْ نُسِخَ لِاَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَنّٰى اِبْنَهُ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ اَبَا الْقَاسِمِ.

حضرت محمد بن حنفیہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ کے بعد میرے ہاں بیٹا پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ دوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! (ابوداؤد) درمختار میں ہے کہ جس کا نام محمد ہو، اس کی کنیت ابوالقاسم رکھنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد: میرے نام پر اپنا نام رکھو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو، منسوخ ہے، اس لیے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کی کنیت ابوالقاسم رکھی تھی۔

٧٦٤٧- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ وَلَدْتُ غُلَامًا

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا، میں نے اس کا نام محمد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا وَكَنَّيْتُهُ اَبَا الْقَاسِمِ فَذُكِرَ لِیْ اِنَّكَ تَكْرَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا الَّذِیْ اَحَلَّ اِسْمِیْ وَحَرَّمَ كُنْيَتِیْ اَوْ مَا الَّذِیْ حَرَّمَ كُنْيَتِیْ وَاَحَلَّ اِسْمِیْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

اور اس کی کنیت ابوالقاسم رکھی تو مجھے بتایا گیا کہ آپ اسے ناپسند فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا: وہ کیا چیز ہے جس نے میرا نام حلال اور میری کنیت حرام کر دی ہے یا فرمایا کہ وہ کیا چیز ہے جس نے میری کنیت حرام اور میرا نام حلال کر دیا ہے۔ (ابوداؤد)

علم' نام' کنیت اور لقب کی تعریفات

علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ متوفی ۶۴۶ھ لکھتے ہیں:

العلم ما وضع لشیء بعینه غیر متناول غیرہ بوضع واحد.

علم وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو' اس حال میں کہ وہ اسم ایک وضع کے ساتھ اس معین چیز کے غیر کو شامل نہ ہو۔

(کافیہ ص ۷۸' مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ' کوئٹہ)

علم کی تین قسمیں ہیں: نام' لقب اور کنیت۔ علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۹۸ھ لکھتے ہیں:

العلم اسما کان او لقبا او کنیة لانه ان صدر بالاب او الام او الابن او البنت فهو کنیة والا فان قصد به مدح او ذم فهو اللقب والا فهو الاسم.

علم کی تین قسمیں ہیں: نام' لقب اور کنیت' کیونکہ علم کے شروع میں اگر لفظ اب' یا ام' یا ابن' یا بنت ہو تو وہ کنیت ہے ورنہ اگر اس سے مقصود مدح یا ذم ہو تو وہ لقب ہے ورنہ وہ اسم ہے۔

(الفوائد الضیائیہ ص ۲۵۲' مطبوعہ مکتبہ عربیہ' کراچی)

دونوں عبارات کا حاصل یہ ہے کہ جو اسم کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اور اس وضع کے لحاظ سے وہ اسم کسی دوسری چیز پر نہ بولا جائے تو اسے علم کہتے ہیں اور علم کے شروع میں اگر لفظ اب یا ام یا ابن یا بنت ہو تو اسے کنیت کہتے ہیں' مثلاً ابوبکر' ام سلمیٰ' ابن عباس وغیرہ اور اگر شروع میں یہ لفظ نہ ہوں اور اس سے مقصود مدح یا ذم ہو تو اسے لقب کہتے ہیں مثلاً صدیق' فاروق وغیرہ اور اگر اس سے مدح یا ذم مقصود نہ ہو تو وہ محض اسم یعنی نام کہلائے گا مثلاً خالد' زید وغیرہ۔

ابوالقاسم کنیت اور محمد نام رکھنے میں مختلف اقوال

ابوالقاسم کنیت رکھنے کے مسئلہ میں مختلف مذاہب ہیں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنے سے ممانعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے ساتھ مخصوص ہے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب دوسرے آدمی کے خطاب کے ساتھ نہ مل جائے اور یہی صحیح ہے کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ممانعت کا سبب صراحۃً مذکور ہے۔ بخاری و مسلم کی وہ روایت یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی نے کہا: اے ابوالقاسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے (دوسرے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا: میں نے تو اسے بلایا ہے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے نام پر اپنا نام رکھا کرو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھا کرو۔

(صحیح مسلم' کتاب الآداب' رقم الحدیث: ۵۵۵۱' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابوالقاسم کنیت رکھنے سے ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ التباس نہ پیدا ہو۔ (رضوی غفرلہٗ) اور ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اور کنیت دونوں کو جمع کرنے سے منع فرمایا گیا اور یہ بھی آپ کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ ہی مخصوص ہونا چاہیے۔ علامہ طیبی نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے' ایک قول یہ ہے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز نہیں' چاہے اس آدمی کا نام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

محمد ہو یا احمد ہو یا کوئی نام نہ ہو' اور حدیث پاک کے ظاہر کا یہی تقاضا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم اس لیے تھی کہ آپ اللہ کی جانب سے لوگوں میں تقسیم فرماتے تھے اور لوگوں کو ان کے مرتبہ کے مناسب شرف وفضل سے نوازتے تھے' اور غنیمتیں تقسیم فرماتے تھے اور اس وصف میں دوسرا کوئی شخص آپ کے ساتھ شریک نہیں تھا' لہٰذا انہیں ابو القاسم کنیت رکھنے سے منع فرما دیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے جب ابو القاسم سے مذکورہ معنی مراد ہو اور اگر کسی کی کنیت ابو القاسم اس کے قاسم نامی بیٹے کی طرف نسبت کی وجہ سے یا محض علیت کی وجہ سے رکھی گئی ہو تو جائز ہے اور اس پر دلیل ممانعت کی مذکورہ علت ہے' میں کہتا ہوں کہ ممانعت فرمانے کا جو سبب بیان کیا گیا ہے وہ اس کی تائید نہیں کرتا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم ابتداء میں تھا پھر منسوخ ہو گیا' لہٰذا اب ہر ایک کے لیے ابو القاسم کنیت رکھنا جائز ہے' چاہے اس کا نام محمد ہو یا کوئی اور نام ہو' اور اس ممانعت کا سبب یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب غیر کے خطاب کے ساتھ ملتبس نہ ہو' اور اس پر دلیل یہ ہے کہ حدیث انس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ابو القاسم کہتے ہوئے سنا اور اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس نے کہا کہ میں تو اس کو بلا رہا ہوں' اس کے بعد آپ نے ابو القاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے بعد میرا بیٹا ہو' میں اس کا نام محمد اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ دوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں کہتا ہوں: نسخ کا دعویٰ غیر مسموع ہونے کی بناء پر تسلیم نہیں' بلکہ یہ کہنا مناسب ہے کہ یہاں سبب نہ پائے جانے کی وجہ سے حکم کی نفی ہے' اور نہی کا سبب اشتباہ ہے (کہ آپ کے خطاب کا دوسرے آدمی کے خطاب کے ساتھ ملنا لازم آتا ہے۔ واضح نہیں ہوگا کہ آپ کو مخاطب کیا گیا ہے یا ابو القاسم کنیت والے دوسرے آدمی کو مخاطب کیا گیا ہے) اور یہ سبب آپ کی حیاتِ ظاہری میں ہی تھا۔ یہ امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ جمہور سلف اور شہروں کے فقہاء اسی کے قائل ہیں' تیسرا قول یہ ہے کہ ممانعت منسوخ نہیں' یہ ممانعت تنزیہی اور ادب کے لیے ہے' تحریم کے لیے نہیں' یہ جریر کا مذہب ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ خلافِ اصل ہے کیونکہ ممانعت تحریم کے لیے ہے' خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ یہ فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذاء کا باعث بن رہا ہو' چاہے بعض اوقات میں ہی ایذاء لازم آتی ہو' نیز ممانعت کا ایسا سبب بیان کیا گیا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ یہ اسم آپ کی موجودگی میں آپ کے ساتھ ہی خاص ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ نام اور کنیت جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے اور جس کا نام محمد یا احمد نہ ہو' اس کے لیے ابو القاسم کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا نام اور کنیت جمع کرنے سے منع فرمایا' اور اس کی نظیر اہل عرب کا قول ہے کہ وہ کہتے ہیں: "**اشرب اللبن ولا تاكل السمك**" "دودھ پی اور مچھلی نہ کھا' مراد یہ ہوتا ہے کہ دودھ پینے اور مچھلی کھانے کو جمع نہ کر' لہٰذا یہاں بھی نام اور کنیت کے جمع کرنے کو منع فرمایا ہے' اور سلف کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بخاری و مسلم کی دونوں حدیثوں کے ظاہر کے خلاف ہے کہ ان میں نام رکھنا جائز قرار دیا ہے اور کنیت سے منع فرمایا ہے' چاہے کنیت اور نام دونوں ہوں یا صرف کنیت ہو اور نام نہ ہو۔ اسی طرح پہلی حدیث میں ممانعت کا جو سبب ہے کہ اس سے التباس اور اشتباہ لازم آئے گا' یہ قول اس سبب کے بھی مناسب نہیں اور دوسری حدیث میں نہی کا جو سبب بیان کیا گیا ہے (کہ آپ نے فرمایا: میں تو محض اس لیے قاسم ہوں کہ تمہارے درمیان تقسیم فرماتا ہوں) یہ قول اس سبب کے بھی مناسب نہیں' اور اہل عرب کے قول سے جو نظیر پیش کی ہے' وہ نظیر بھی لفظ کے اعتبار سے ہے' معنی کے اعتبار سے نہیں کیونکہ اطباء کے قول کے مطابق دودھ پینے اور مچھلی کھانے کو جمع کرنا مضر ہے اور یہاں تو صرف کنیت ابو القاسم رکھنے میں ہی ضرر ہے' چاہے اس کے ساتھ نام محمد ہو یا نہ ہو' لہٰذا اس کی صحیح نظیر اہل عرب کا یہ قول ہے: "**خالط الناس ولا توذ**" "لوگوں سے میل جول رکھ اور ایذاء نہ پہنچا۔ پانچواں قول یہ ہے کہ آپ نے مطلقاً ابو القاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور مراد بیٹے کا نام قاسم رکھنے سے منع کرنا ہے' مروان بن حکم کے بیٹے کا نام قاسم تھا' اس نے یہ حدیث سنی تو اس نے بیٹے کا نام قاسم سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بدل کر عبدالملک رکھ دیا۔ اسی طرح بعض انصار سے بھی یہ منقول ہے' میں کہتا ہوں کہ اگر پانچویں قول میں یوں کہا جائے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا بھی منع ہے جس طرح کہ ممانعت کے سبب سے معلوم ہوتا ہے' اور قاسم نام رکھنا بھی منع ہے' جس طرح کہ مذکورہ تعلیل سے پتا چلتا ہے تو یہ عمدہ وجہ ہوگی جب کہ ساتھ یہ قید بھی ہو کہ یہ آپ کی حیاتِ ظاہری میں منع تھا' اور اس سے مقصود یہ ہے کہ کوئی آپ کے اسماء وصفات میں آپ کے ساتھ شریک نہ ہو' اور یہ کہنا کہ ابوالقاسم کنیت تو جائز ہے اور قاسم نام رکھنا منع ہے' اس کی کوئی صحیح توجیہ نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مروان نے جب ابوالقاسم کنیت رکھنے سے ممانعت والی حدیث سنی اور اپنے بیٹے قاسم کا نام بدل دیا' اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے اندیشہ تھا کہ بیٹے کی نسبت سے اس کی کنیت ابوالقاسم رکھ دی جائے گی اور اس ممنوع فعل کا ارتکاب لازم آئے گا' لہٰذا اس نے بیٹے کا نام ہی بدل دیا تا کہ اس خرابی سے بچا جا سکے۔ چھٹا قول یہ ہے کہ مطلقاً محمد نام رکھنا منع ہے اور اس کے متعلق حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: تم اپنے لڑکوں کے نام محمد رکھتے ہو' پھر ان پر لعنت کرتے ہو۔ میں کہتا ہوں: حدیث میں محمد نام رکھنے سے منع پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جب تم محمد نام رکھ دو' تو اس اسم شریف کی وجہ سے اس کی تعظیم واجب ہے اور تم اس کے ساتھ باقی ناموں والا معاملہ نہ کرنا۔ اس کی تائید اس روایت سے ہے جو بزاز نے حضرت ابورافع سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جب تم محمد نام رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ کسی چیز سے محروم رکھو اور خطیب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب تم لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ کرو اور اس کے لیے چہرے پر بل نہ ڈالو اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کی طرف خط لکھا کہ کسی کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام پر نہ رکھو' اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ محمد بن یزید بن خطاب کو کہہ رہا تھا: اے محمد! اللہ تعالیٰ تیری گرفت فرمائے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا کر فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دی گئی ہے' بہ خدا! جب تک تو زندہ رہا تجھے محمد کہہ کر نہیں پکارا جائے گا اور آپ نے ان کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا' میں کہتا ہوں کہ محمد نام رکھنے سے مطلقاً ممانعت نہیں بلکہ یہ ممانعت مقید ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے ہم نام سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین لازم آتی ہے کیونکہ یہ بھی نام میں آپ کے ساتھ شریک ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

درست قول یہی ہے کہ آپ کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے اور آپ کی کنیت پر کنیت رکھنا درست نہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

ان اقوال میں درست قول یہی ہے کہ آپ کے نام مبارک پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے اور آپ کی کنیت پر کنیت رکھنا اگرچہ آپ کے زمانہ اقدس کے بعد ہی کیوں نہ ہو' منع ہے اور زمانہ اقدس میں زیادہ سخت منع تھا۔ اسی طرح آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا بہ طریقِ اولیٰ ممنوع ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نام وکنیت کو جمع کیا تھا' وہ ان کی خصوصیت تھی' ان کے غیر کے لیے جائز نہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۵' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

محمد نام رکھنا باعثِ خیر و برکت ہے' البتہ محمد نام والے کو اگر کوئی شخص محمد کہہ کر بُرا بھلا کہے گا تو یہ اس اسم شریف کی توہین کا باعث ہو گا' لہٰذا محتاط اور بہترین طریقہ وہی ہے جو امام اہلِ سنت' اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے تعلیم فرمایا کہ اصل نام محمد رکھا جائے اور پکارنے کے لیے کوئی عرفی نام تجویز کیا جائے۔ آپ نے اپنے جملہ صاحبزادگان کے نام رکھنے میں یہی طریقہ اختیار فرمایا اور سیدنا محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز نے بھی اسی کے مطابق اپنے جملہ صاحبزادگان کے نام محمد رکھے اور پکارنے کے لیے عرفی نام فضل رسول' فضلِ رحیم' فضلِ احمد اور فضل کریم تجویز فرمائے۔

(محدث اعظم پاکستان ج ۱ ص ۲۰۷' مطبوعہ مکتبہ قادریہ' لاہور)

۴۶۴۸ ۔ وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بُرا نام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

تبدیل فرمادیا کرتے تھے۔(ترمذی)

٧٦٤٩- وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَائِكُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَاءَكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز تمہیں تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا' لہٰذا اپنے نام اچھے رکھا کرو۔(مسند احمد' ابوداؤد)

قیامت کے دن باپ یا ماں کے نام سے پکارے جانے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا' جب کہ عوام میں مشہور ہے کہ ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا۔

محقق علی الاطلاق' شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

بعض روایات میں ہے کہ روزِ قیامت لوگوں کو ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا' اور علمائے کرام نے بیان کیا ہے کہ اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ زنا سے پیدا شدہ اولاد شرمندہ و رسوانہ ہو' دوسری حکمت یہ ہے کہ اس میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے حال کی رعایت ہے' کیونکہ آپ کا باپ نہیں تھا' تیسری حکمت یہ ہے کہ اس میں سیّدنا امام حسن وسیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت وشرافت کا اظہار ہے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کے نسب کا اظہار ہو' اگر ماؤں کے نام سے پکارے جانے والی روایت ثابت ہو تو ''آبائکم'' کو تغلیب پر محمول کیا جاسکتا ہے جس طرح کہ ''ابوین'' کہتے ہیں (یعنی ماں اور باپ میں باپ کو ماں پر غلبہ دیتے ہوئے دونوں کے لیے لفظ ''ابوین'' استعمال کیا جاتا ہے' اسی طرح حدیث پاک میں بھی ماؤں پر باپوں کو غلبہ دیتے ہوئے لفظ ''آباء'' استعمال فرمایا گیا ہے۔رضوی غفرلہٗ) اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی وقت باپوں کے نام سے اور کسی وقت ماؤں کے نام سے پکارا جائے یا بعض کو باپوں کی نسبت سے اور بعض کو ماؤں کی نسبت سے یا بعض مقامات پر باپوں کے نام سے اور بعض مقامات پر ماؤں کے نام سے پکارا جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۰' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٧٦٥٠- وَعَنْ اَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُاللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَّهَمَّامٌ وَاَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَّمُرَّةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کے ناموں پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترنام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور بہت زیادہ سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور بدترین نام حرب اور مرہ ہیں۔(ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نام

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترنام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء کے بعد باقی ناموں میں سے محبوب ترنام یہ ہیں کیونکہ اسماء کی ''کُم'' ضمیر کی طرف اضافت ہے کہ تمہارے ناموں میں سب سے محبوب ترنام یہ ہیں (انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں سے زیادہ محبوب ہونا مراد نہیں)' اور اس میں یہ دلیل ہے کہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن یہ نامِ محمد سے زیادہ محبوب نہیں' لہٰذا یہ دونوں نام مرتبہ میں اسمِ محمد کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

برابر ہیں یا اسم محمد ان دونوں نام سے زیادہ محبوب ہے یا تو مطلقاً محبوب تر ہے یا ایک لحاظ سے زیادہ محبوب ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

راقم الحروف کہتا ہے کہ مخلوق کے ناموں میں ہمارے آقا و مولا امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کے اسم ذاتی سے محبوب تر کون سا نام ہوسکتا ہے؟ افضلیت و محبوبیت کا مدار تو محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذاتِ والا صفات ہی ہے۔ ان کے جسدِ انور سے متصل زمین کا ٹکڑا، جسے بعد از وصال ان کی آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے، وہ تمام اماکن حتیٰ کہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے، ان کی ساعتِ ولادت تمام ساعات حتیٰ کہ شبِ قدر سے بھی افضل ہے، جب ان کی ذات محبوب تر ہے تو یقیناً اللہ رب العزت کو ان کا اسم شریف بھی محبوب تر ہے۔ سالار کاروانِ عشق و محبت، اعلیٰ حضرت، مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(حدائقِ بخشش)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

سب سے اعلیٰ اور افضل نام محمد اور احمد ہے کہ رب کے محبوب کے نام ہیں، پھر ابراہیم، اسماعیل وغیرہ کہ حضرات انبیاء کے نام ہیں، پھر عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالستار وغیرہ کہ ان میں اپنی عبدیت اور اللہ کی ربوبیت کا اعلان ہے۔

(مرآۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۱۳، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار لاہور)

حدیث پاک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ عبداللہ و عبدالرحمٰن نام انبیائے کرام کے ناموں کے بعد باقی ناموں سے محبوب تر ہیں۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

ابو وہب جشمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کے ناموں پر نام رکھو اور اللہ کے نزدیک محبوب تر نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور زیادہ سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور زیادہ قبیح نام حرب اور مرہ ہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم الحدیث: ۴۹۵۰)

اس حدیث میں آپ نے اوّلاً انبیاء کرام کے ناموں پر نام رکھنے کا حکم دیا، پھر فرمایا کہ محبوب تر نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں، جس سے واضح ہوتا ہے کہ عبداللہ و عبدالرحمٰن نام انبیاء کرام کے ناموں کے بعد باقی ناموں میں سے محبوب تر ہیں، اور انبیاء کرام میں محبوب کریم ﷺ محبوب تر ہیں، لہٰذا آپ کا نام مبارک بھی سب ناموں سے محبوب تر ہے۔

۷۶۵۱- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے ناموں میں سے محبوب تر نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ (مسلم)

۷۶۵۲- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْنَى الْاَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ يُّسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین نام والا وہ شخص ہوگا جس کا نام ”مَلِكُ الأملاك“ (شہنشاہ) رکھا گیا۔ (بخاری)

وَفِیْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ اَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَخْبَثُهٗ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب ترین اور خبیث ترین وہ شخص ہوگا جس کا نام ”مَلِكُ الأملاك“ رکھا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ.

گیا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔

٧٦٥٣ـ وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَتْ سُمِّيْتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرا نام برہ رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خود اپنی پاکیزگی بیان نہ کرو' اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکی والے کو خوب جانتا ہے' اس کا نام زینب رکھ دو۔ (مسلم)

٧٦٥٤ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اِسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا' رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر جویریہ رکھ دیا' آپ کو پسند نہ تھا کہ یہ کہا جائے کہ آپ برہ کے پاس سے تشریف لے گئے۔ (مسلم)

٧٦٥٥ـ وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهِ سَمِعَهُمْ يُكَنُّوْنَهُ بِاَبِي الْحَكَمِ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَاِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكَنّٰى اَبَا الْحَكَمِ قَالَ اِنَّ قَوْمِيْ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْ شَيْءٍ اَتَوْنِيْ فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيْقَيْنِ بِحُكْمِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْسَنَ هٰذَا فَمَالَكَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ لِيْ شُرَيْحٌ وَّمُسْلِمٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ قَالَ فَمَنْ اَكْبَرُهُمْ قَالَ قُلْتُ شُرَيْحٌ قَالَ فَاَنْتَ اَبُوْ شُرَيْحٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے سنا کہ لوگ انہیں ابوالحکم کی کنیت سے پکار رہے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی حاکم ہے اور اسی کا حکم ہے' تمہاری کنیت ابوالحکم کیوں ہے؟ عرض کیا: جب میری قوم کا کسی معاملہ میں اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں' میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو دونوں فریق میرے فیصلے پر راضی ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تو بہت خوب ہے' تمہارا کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: شریح' مسلم اور عبداللہ میرے بیٹے ہیں' فرمایا: ان میں بڑا کون ہے؟ عرض کیا: شریح' فرمایا: تو تم ابوشریح ہو۔ (ابوداؤد)

٧٦٥٦ـ وَعَنْ بَشِيْرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَمِّهِ اُسَامَةَ بْنِ اَخْدَرِيٍّ اَنَّ رَجُلًا يُّقَالُ لَهُ اَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِيْ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ. وَقَالَ وَغَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيْزٍ وَعَتَلَةَ وَشَيْطَانَ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَّحُبَابٍ وَّشِهَابٍ وَقَالَ تَرَكْتُ اَسَانِيْدَهَا لِلْاِخْتِصَارِ.

حضرت بشیر بن میمون اپنے چچا اسامہ بن اخدری سے روایت کرتے ہیں کہ اصرم نامی ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والی جماعت میں موجود تھا' رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ عرض کیا: اصرم' آپ نے فرمایا: بلکہ تو زرعہ ہے۔ اسے ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عاص' عزیز' عتلہ' شیطان' حکم' غراب' حباب' شہاب نام تبدیل فرما دیئے اور ابوداؤد نے فرمایا کہ میں نے اختصار کے پیش نظر ان کی سندیں ذکر نہیں کیں۔

٧٦٥٧ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا كَانَ لِعُمَرَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةٌ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ایک بیٹی تھیں جنہیں عاصیہ کہا جاتا تھا' رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جمیلہ رکھ دیا۔ (مسلم)

٧٦٥٨۔ **وَعَنْ** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ فَقَالَ مَا اسْمُهٗ قَالَ فُلَانٌ قَالَ لَا لٰكِنَّ اسْمَهُ الْمُنْذِرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب منذر بن ابواسید پیدا ہوئے تو انہیں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر کیا گیا' آپ نے انہیں اپنی ران مبارک پر بٹھا کر فرمایا: اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا: فلاں' آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ اس کا نام منذر ہے۔ (بخاری' مسلم)

٧٦٥٩۔ **وَعَنْ** عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ جَدَّهٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اِسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا اَنَا بِمُغَيِّرٍ اِسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحَزُوْنَةُ بَعْدُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ میں سعید بن میتب کے پاس بیٹھا تھا کہ انہوں نے مجھ سے یہ روایت بیان کی کہ میرے دادا حزن رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کیا: میرا نام حزن ہے' فرمایا: بلکہ تو سہل ہے' عرض کیا: میں اپنے باپ کا رکھا ہوا نام تبدیل نہیں کر سکتا۔ حضرت ابن میسّب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہمارے ہاں ہمیشہ حزن وملال رہا۔ (بخاری)

٧٦٦٠۔ **وَعَنْ** مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ فَقُلْتُ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَجْدَعُ شَيْطَانٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت مسروق بیان فرماتے ہیں کہ میری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: مسروق بن اجدع' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اجدع' شیطان ہے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

٧٦٦١۔ **وَعَنْ** سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَّلَا رَبَاحًا وَّلَا نَجِيْحًا وَّلَا اَفْلَحَ فَاِنَّكَ تَقُوْلُ اَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُوْنُ فَيَقُوْلُ لَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ہرگز اپنے لڑکے کا نام یسار نہ رکھنا' نہ رباح' نہ نجیح اور نہ افلح' کیونکہ تم پوچھو گے کہ کیا وہ یہاں ہے؟ اگر وہ نہ ہوا تو مخاطب جواب دے گا کہ نہیں ہے۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَلَا يَسَارًا وَّلَا اَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا.

اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے لڑکے کا نام رباح نہ رکھنا' نہ یسار' نہ افلح اور نہ نافع۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْهٰى عَنْ اَنْ يُّسَمّٰى بِيَعْلٰى وَبِبَرَكَةَ وَبِاَفْلَحَ وَبِيَسَارٍ وَّبِنَافِعٍ وَّبِنَحْوِ ذٰلِكَ ثُمَّ رَاَيْتُهٗ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا ثُمَّ قُبِضَ وَلَمْ

اور مسلم میں ہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یعلیٰ' برکت' افلح' یسار اور نافع وغیرہ نام رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا' پھر میں نے دیکھا کہ آپ اس کے بعد خاموش رہے' پھر آپ کا وصال مبارک ہوگیا اور آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

یَنْهَ عَنْ ذٰلِكَ.

٧٦٦٢- **وَعَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ كُلُّكُمْ عَبِیْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِّیَقُلْ غُلَامِیْ وَجَارِیَتِیْ وَفَتَایَ وَفَتَاتِیْ وَلَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ وَلٰكِنْ لِّیَقُلْ سَیِّدِیْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا بندہ اور میری باندی، تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی باندیاں ہیں، لیکن یہ کہو کہ میرا غلام، میری لونڈی، میرا خادم، میری خادمہ اور غلام یہ نہ کہے: میرا رب بلکہ یہ کہے کہ میرا سردار۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ.

اور ایک روایت میں ہے کہ کہے: میرا سید اور میرا مولیٰ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّا یَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِهٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ غلام اپنے سردار کو میرا مولیٰ نہ کہے کیونکہ تمہارا مولیٰ اللہ ہے۔ (مسلم)

٧٦٦٣- **وَعَنْهُ** عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمَ فَاِنَّ الْكَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (انگور کو) کرم نہ کہو، کیونکہ کرم تو مومن کا دل ہے۔ (مسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمَ وَلٰكِنْ قُوْلُوا الْعِنَبَ وَالْحَبَلَةَ.

اور مسلم میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم (انگور کو) کرم نہ کہو بلکہ عنب اور حبلہ کہو۔

٧٦٦٤- **وَعَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ وَلَا تَقُوْلُوْا یَا خَیْبَةَ الدَّهْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنب (انگور) کو کرم نہ کہو اور نہ ہی یوں کہو: ہائے! زمانے کی ناکامی! کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دھر ہے۔ (بخاری)

٧٦٦٥- **وَعَنْهُ** قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَسُبُّ اَحَدُكُمُ الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہی بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص زمانے کو گالی نہ دے کیونکہ اللہ ہی دھر ہے۔ (مسلم)

٧٦٦٦- **وَعَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِیْ وَلٰكِنْ لِّیَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا ہے، ہاں! یوں کہے کہ میرا نفس سست اور کاہل ہوگیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٧٦٦٧- **وَعَنْ** حُذَیْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَیِّدٌ فَاِنَّهٗ اِنْ یَّكُ سَیِّدًا فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم منافق کو سید نہ کہو، اگر وہ سید ہوا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کرلیا۔ (ابوداؤد)

٧٦٦٨- **وَعَنْهُ** عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہی بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم یوں نہ کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا اور فلاں نے چاہا، ہاں! یوں کہا کرو کہ جو اللہ نے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

چاہا' پھر فلاں نے چاہا۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

وَفِیْ رِوَایَةٍ مُّنْقَطِعًا قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَّقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

اور ایک منقطع روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم یوں نہ کہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے چاہا بلکہ صرف یہ کہو کہ جو اللہ نے چاہا۔ (بغوی' شرح السنہ)

''تم صرف یوں کہو: جو اللہ نے چاہا'' کی وضاحت

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ' اس حدیث کو نقل کر کے اپنا عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں' ان کے الفاظ یہ ہیں:

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ ''اخرج فی شرح السنة عن حذیفة عن النبی ﷺ قال لا تقولوا ماشاء اللّٰه وشاء محمد وقولوا ما شاء اللّٰه وحده'' شرح السنہ نے ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا: یوں نہ بولا کرو: جو چاہے اللہ اور محمد' اور بولا کرو: جو چاہے اللہ فقط۔

یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں' سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے' گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب' مگر یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے' رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۰۷' مطبوعہ اہل حدیث اکادمی' کشمیری بازار لاہور)

مذکورہ بالا عبارت میں صاحبِ تقویۃ الایمان نے حدیث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب کہ یہ نظریہ آیاتِ قرآنیہ و احادیث کریمہ کے خلاف ہے۔

امام اہل سنت' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے اس کا ردّ بلیغ فرمایا' تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۵۸۱' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور کا مطالعہ فرمائیں۔

آپ کے بیان کردہ دلائل کی روشنی میں اس مسئلہ کی کچھ وضاحت درج کی جاتی ہے۔ اوّلاً صاحبِ تقویۃ الایمان نے اپنی عادت کے مطابق اس حدیث کی نقل میں علمی خیانت کا مظاہرہ کیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں مسند امام احمد و سنن ابوداؤد کی روایت سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ والی حدیث یوں مذکور تھی:

عن حذیفه عن النبی ﷺ قالوا لا تقولوا ماشاء اللّٰه وشاء فلان ولکن قولوا ماشاء اللّٰه ثم شاء فلان. رواه احمد وابوداؤد.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم یوں نہ کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا اور فلاں نے چاہا' ہاں! یوں کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا' پھر فلاں نے چاہا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰۸' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

اس کے بعد صاحبِ مشکوٰۃ المصابیح نے ذکر کیا:

وفی روایة منقطعًا قال لا تقولوا ماشاء اللّٰه وشاء محمد وقولوا ماشاء اللّٰه وحده.

اور ایک منقطع روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم یوں نہ کہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور سیّدنا محمد ﷺ نے چاہا بلکہ صرف یہ کہو کہ جو اللہ نے چاہا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰۹' قدیمی کتب خانہ' کراچی)

اصل حدیث مدعا کے خلاف تھی' اسے ذکر نہیں کیا اور جسے صاحب مشکوٰۃ نے منقطع قرار دیا تھا کہ اس روایت کی سند نبی کریم ﷺ تک متصل نہیں' اسے اصل حدیث ظاہر کر کے سادہ لوح عوام کو مغالطہ دیا' اپنے مزعوم کو ثابت کرنے کے لیے ایسی علمی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

خیانت یقیناً عظیم جرم ہے۔ ثانیاً اس حدیث سے امام الوہابیہ کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جب نبی کریم ﷺ غیر کے لیے یہ تعلیم فرما رہے ہیں کہ یوں کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا' پھر فلاں نے چاہا کہ ''واؤ'' ذکر نہ کرو' ''ثم'' ذکر کرو تا کہ غیر کی مشیت کا اللہ کی مشیت کے تابع ہونا واضح ہو اور کسی کے ذہن میں برابری کا وہم نہ آ سکے' البتہ تواضعاً اپنی مشیت کا ذکر نہیں فرمایا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ کہنا ناجائز اور شرک ہو کہ جو اللہ نے چاہا' پھر رسول نے چاہا' اگر یہ کہنا شرک اور ناجائز ہوتا تو پھر یہ کہنا بھی شرک و ناجائز ہوتا کہ جو اللہ نے چاہا' پھر فلاں نے چاہا' اس سے معاذ اللہ لازم آئے گا کہ آپ شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس مقام پر انتہائی بندگی' عاجزی اور توحید ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے غیر کی طرف چاہنے کی نسبت کو جائز قرار دیا ہے اگرچہ تبعاً اور بطورِ تاخر ہی جائز قرار دیا ہے لیکن اپنے لیے اس پر بھی راضی نہیں ہوئے بلکہ شرکت کے وہم کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف چاہنے کی نسبت کرنے کا حکم دیا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۷' مکتبہ رشیدیہ' سرکی روڈ' کوئٹہ)

ثالثاً الحمد للہ! احادیث سے ثابت ہے کہ یہ کہنا جائز ہے کہ جو اللہ چاہے' پھر جو محمد ﷺ چاہیں۔

امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان شخص نے خواب دیکھا کہ اس کی ایک کتابی شخص سے ملاقات ہوئی' اس کتابی نے کہا: تم بہترین قوم ہو اگر تم شرک نہ کرتے' تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور محمد چاہیں' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا: سنو! بہ خدا! میں بھی تمہاری بات کا خیال کیا کرتا تھا' تم کہا کرو: جو اللہ چاہے' پھر محمد چاہیں۔

(سنن ابن ماجہ' کتاب الکفارات' رقم الحدیث: ۲۱۱۸' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ متوفی ۲۴۱ھ نے بھی یہ روایت ذکر کی۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۹۳' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں:

قتیلہ جہنیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: بے شک تم لوگ اللہ کا برابر والا ٹھہراتے ہو' بے شک تم لوگ شرک کرتے ہو' تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور تم چاہو اور تم کہتے ہو: کعبہ کی قسم! تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ جب قسم اٹھانا چاہیں تو یوں کہیں: ربِ کعبہ کی قسم! اور یوں کہیں: جو اللہ چاہے' پھر تم چاہو۔

(سنن نسائی' کتاب الایمان والنذور' رقم الحدیث: ۳۷۸۲' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۰۵ھ نے بھی اس روایت کو ذکر کیا۔

(اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۰۷' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان یہ قول عام استعمال فرماتے تھے کہ اللہ اور رسول جو چاہیں' عرصہ تک نبی کریم ﷺ اس پر مطلع رہنے کے باوجود خاموش رہے اور منع نہ فرمایا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے منع کا حکم نازل فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی اس کا خیال گزرتا تھا مگر تمہارا لحاظ کرتے ہوئے میں نے منع نہیں فرمایا' اگر یہ لفظ شرک ہوتا تو لازم آئے گا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک عرصہ تک بہ کثرت شرکیہ کلمات ادا کرتے رہے' اللہ تعالیٰ نے اس پر منع کا حکم نازل نہیں فرمایا اور نبی کریم ﷺ معاذ اللہ! شرکیہ کلمات سن کر محض صحابہ کرام علیہم الرضوان کی دل جوئی کی خاطر سکوت فرماتے رہے جو کہ منصبِ نبوت کے لائق نہیں' پھر ایک یہودی نے توجہ دلائی' اس کے بعد بھی آپ نے اس کے شرک ہونے کی بناء پر منع نہیں فرمایا بلکہ اس لیے منع فرمایا کہ مخالف کو اعتراض کا موقع نہ ملے' اور منع کے بعد بھی اس کے متبادل جو کلمات ارشاد فرمائے' اس میں صرف ''واؤ'' کی بجائے ''ثم'' یعنی

اور کی بجائے پھر ذکر کیا' لیکن پہلے مفہوم کو باقی رکھا۔ اس سے واضح ہوا کہ یہ کلمہ شرک ہرگز نہیں تھا' البتہ ادب کا لحاظ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے اور کی بجائے لفظ پھر کہنے کا حکم ارشاد فرمایا' تا کہ آپ کی مشیت کا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہونا صراحۃً معلوم ہو جائے اور کسی مخالف کو اعتراض کی گنجائش نہ رہے' مگر امام الوہابیہ اسے شرک قرار دینے پر مصر ہیں۔

حضور امامِ اہلِ سنت قدس سرہُ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ اس کا تعاقب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

مسلمانو! للہ انصاف' جو بات خاص شانِ الٰہی عزوجل ہے جس میں کسی مخلوق کو کچھ دخل نہیں' اس میں دوسرے کو خدا کے ساتھ اور کہہ کر ملایا تو کیا؟ اور پھر کہہ کر ملایا تو کیا؟ شرک سے کیوں کر نجات ہو جائے گی؟ مثلاً آسمان و زمین کا خالق ہونا اپنی ذاتی قدرت سے تمام اوّلین وآخرین کا رازق ہونا' خاص خدا کی شانیں ہیں۔ کیا اگر کوئی یوں کہے کہ اللہ ورسول ''خالق السمٰوٰت والارض'' ہیں' اللہ ورسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقِ عالم ہیں' جبھی شرک ہوگا اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول ''خالق السمٰوٰت والارض'' ہیں' اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقِ جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا؟ مسلمانو! گمراہوں کے امتحان کے لیے ان کے سامنے یوں ہی کہہ کر دیکھو کہ اللہ پھر رسول عالم الغیب ہیں' اللہ پھر رسول ہماری مشکلیں کھول دیں' دیکھو! تو یہ حکمِ شرک جڑتے ہیں یا نہیں؟

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۵۸۸' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

رابعاً: امام الوہابیہ نے آخر میں نتیجہ نکالا: رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے' کثیر آیات واحادیث سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے بہت کچھ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. (البقرہ: ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے' ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىO (الضحیٰ: ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گےO

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی تھی جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کر دیا تھا' میں کہتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیۂ مبارکہ نازل فرمائی: تم ان ازواج میں سے جسے چاہو پیچھے ہٹا دو اور جسے چاہو اپنے پاس جگہ دو اور جسے تم نے علیحدہ کر دیا تھا اسے بلا لو تو تم پر کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: میں آپ کے رب کو آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہوا ہی دیکھتی ہوں۔

(صحیح البخاری' کتاب التفسیر' رقم الحدیث: ۴۷۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر رہا کرتا تھا' ایک رات میں آپ کے وضو کا پانی اور ضرورت کی چیزیں لے کر حاضر ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا: مانگ! (کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں) میں نے عرض کیا: میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جنت میں مجھے اپنی رفاقت عطا فرمائیں' آپ نے فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOMIL ISLAMIA ACADEMY

کیا: میری مراد تو یہی ہے' آپ نے فرمایا: تو کثرتِ سجود کے ساتھ اپنے نفس پر میری اعانت کر۔

(صحیح مسلم' کتاب الصلوٰۃ' رقم الحدیث: ۱۰۹۴' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے کسی مطلوب کی تخصیص کیے بغیر مطلقاً سوال کرنے کا حکم دیا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام نبی کریم ﷺ کے دستِ ہمت وکرامت میں ہیں' جو چاہیں اور جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۳۹۶' مطبوعہ تیج کمار' لکھنو)

آیاتِ قرآنیہ واحادیث کریمہ اور شیخ محقق علیہ الرحمہ کا فرمان ملاحظہ کریں اور مصنفِ تقویۃ الایمان کا عقیدہ بھی ملاحظہ کریں' لکھتے ہیں:

جس کا نام محمد یا علی ہے' وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۸۲' مطبوعہ اہل حدیث اکادمی' کشمیری بازار' لاہور)

جب کہ امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ القوی قرآن وحدیث کی روشنی میں نبی مختار ﷺ کی جناب میں اپنے عقیدے کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

۷۶۶۹- وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ اَوْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لِاَبِیْ مَسْعُوْدٍ مَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ زَعَمُوْا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ اِنَّ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ حُذَيْفَةُ.

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابوعبداللہ سے یا ابوعبداللہ نے ابومسعود سے کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو "زعموا" کے متعلق کیا فرماتے ہوئے سنا ہے' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ آدمی کا برا تکیہ کلام ہے۔ اسے امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور کہا کہ ابوعبداللہ' حذیفہ ہیں۔

۷۶۷۰- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَنَّانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَقْلَةٍ كُنْتُ اَجْتَنِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِی الْمَصَابِيْحِ صَحَّحَهٗ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت اس سبزی کے نام پر رکھی' جسے میں چنا کرتا تھا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں' اور مصابیح میں اسے صحیح کہا ہے۔

بَابُ الْبَيَانِ وَالشِّعْرِ وَالتَّغَنِّیْ

خطاب' شعر اور گانے کا بیان

بیان اور شعر کی لغوی تحقیق

علامہ مصطفیٰ بن محمد بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

بیان "بانَ" کا مصدر ہے' اس کا معنی ہے: "المنطق الفصیح المعرب عما فی الضمیر" وہ فصیح کلام جس سے مافی الضمیر کا اظہار ہو اور ایک قول یہ ہے کہ بیان کا معنی ہے: "کشف الکلام النفسی بالکلام الحسی" کلام نفسی (دل کی بات) کو کلامِ حسی (ظاہری الفاظ) کے ذریعے واضح کر دینے کا نام بیان ہے۔

(التجرید للبنانی حاشیہ مختصر المعانی ص ۳' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' مقابل آرام باغ' کراچی)

علامہ میر سیّد شریف جرجانی قدس سرہ النورانی متوفی ۸۱۶ھ لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

شعر کا لغوی معنی علم ہے اور اصطلاح میں شعر اس ہم قافیہ اور ہم وزن کلام کو کہا جاتا ہے جس میں قصداً قافیہ اور وزن کی رعایت کی گئی ہو قصداً کی قید سے ''اَلَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ○وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ○'' (الانشراح: ۳-۴) جیسی آیاتِ مبارکہ شعر کی تعریف سے نکل گئیں کیونکہ یہ ہم قافیہ اور ہم وزن کلام تو ہے مگر اس میں وزن مقصود نہیں۔ (التعریفات ص ۹۲ دار المنار للطباعة والنشر)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

شعر کا لغوی معنی دانائی اور سمجھ داری ہے اور شاعر دانا اور سمجھ دار آدمی کو کہتے ہیں، اور اصطلاح میں وہ موزون اور مقفی کلام ہے جس کے قائل نے اس کلام کی موزونیت کا قصد کیا ہو لہٰذا قرآن و حدیث میں جو موزون کلام واقع ہوا ہے، وہ شعر نہیں کہ اس جگہ وزن مقصود نہیں یعنی وزن بالذات مقصود نہ ہو ورنہ قرآن مجید میں جو کچھ واقع ہے، وہ قصد و ارادہ کے بغیر نہیں ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۵، مطبوعہ تیج کمار، لکھنؤ)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○﴾ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ○اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ○وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ○اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ○﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے○ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات کتنی سخت ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل پیرا نہ ہو○ (الصف: ۳) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں○ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں○ اور بے شک وہ جو کہتے ہیں خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے○ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے، اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کیا اور انہوں نے اپنے مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے○ (الشعراء: ۲۲۷)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ○﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بعض لوگ لہو و لعب میں مشغول کر دینے والی باتیں خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے مذاق بنالیں، ان لوگوں کے لیے ہی ذلت کا عذاب ہے○ (لقمان: ۶)

آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول

یہ آیۂ مبارکہ نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی، وہ عجمیوں کی کتابیں خریدلاتا تھا اور قریش کو ان سے قصے کہانیاں سنا کر کہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں اور میں تمہیں رستم اور اسفندیار اور عجمی بادشاہوں کی کہانیاں سناتا ہوں اور ایک قول یہ ہے کہ وہ گانے بجانے والی لونڈیاں خریدتا اور انہیں اسلام کا ارادہ رکھنے والے لوگوں کے قریب کرتا اور کہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی طرف تمہیں بلاتے ہیں، یہ اس سے بہتر ہے۔

یہ آیۂ مبارکہ غناء کی حرمت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں لہو و لعب کی باتوں میں مشغول ہونے والے شخص کی مذمت کی گئی اور اسے عذابِ مھین کی وعید سنائی گئی ہے۔

غناء کی حرمت پر دلائل

امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں زمین میں دھنسنا، شکلیں تبدیل ہو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جانا اور آسمان سے پتھر برسنا ہوگا' مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور آلاتِ موسیقی کا ظہور ہوگا اور شراب پی جائے گی۔ (سنن ترمذی' کتاب الفتن' رقم الحدیث: ۲۲۱۲)

علامہ علی متقی بن حسام الدین رحمہ اللہ متوفی ۹۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہر وہ چیز جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو' وہ لہو ولعب ہے' سوائے چار چیزوں کے (۱) آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (۲) مرد کا اپنے گھوڑے کو سکھلانا اور تیار کرنا (۳) آدمی کا دو نشانوں کے درمیان چلنا (۴) آدمی کا تیرا کی سیکھنا۔ (کنز العمال علیٰ حاشیہ مسند الامام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۱۷۳' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عبدالرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: بہ خدا! انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت سے ایسے لوگ ہوں گے جو زنا' ریشم' شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال ٹھہرائیں گے' وہ لوگ پہاڑ کے دامن میں اتریں گے' رات کو ان کے جانور ان کے پاس آئیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت کے لیے آئے گا تو وہ کہیں گے: کل ہمارے پاس آنا' اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک فرمادے گا اور ان پر پہاڑ رکھ دے گا اور دوسرے لوگوں کی شکلیں تبدیل کر کے قیامت تک کے لیے انہیں بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

(صحیح البخاری' رقم الحدیث: 5590' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

بخاری شریف کی اس روایت کی شرح میں استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۴۲۲ھ لکھتے ہیں:

بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کیونکہ امام بخاری نے شک کی وجہ سے اس کو مسند نہیں کہا اور کہا: ابو عامر یا ابو مالک نے کہا' لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں' لہٰذا صحابی میں تردید مضر نہیں۔

(تفہیم البخاری ج ۸ ص ۱۷۶' مطبوعہ دار العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ' فیصل آباد)

امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

یہ حدیث صحیح جلیل القدر اور متصل سند والی ہے' اس کی سند اور متن پر کوئی معترض نہیں' سوائے اس کے جو خواہشِ نفس کے گہرے گڑھے میں گر گیا ہو اور بے راہ ہو گیا ہو' جیسے ابن حزم اور اس جیسے دوسرے لوگ' نیز ایسے ائمہ کرام مثلاً امام احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ' اسماعیل اور ابونعیم نے ایسی صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے جو شکوک وشبہات سے مبرا ہیں' ان کے علاوہ بعض دیگر ائمہ اور حفاظ نے بھی اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۴۹' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ روزِ عید نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے انصار کی دو بچیوں کے گانا گانے والی حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

غناء کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ اس لہو ولعب سے ہے جو بالاتفاق مذموم ہے' لیکن جو غناء محرمات سے خالی ہو' وہ شادی اور عید وغیرہ کے مواقع پر قلیل مقدار میں جائز ہے' اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ یہ حرام ہے اور اہلِ عراق کا یہی قول ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ یہ مکروہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور صوفیاء کی ایک جماعت نے عید کے روز بچیوں کے گانا گانے والی اس حدیث سے غناء کے مباح ہونے پر اور غناء کے آلاتِ موسیقی کے ساتھ یا ان کے بغیر سماع کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے' ان کا یہ استدلال مردود ہے کیونکہ ان دو بچیوں کا کلام جنگ اور بہادری وغیرہ کے ذکر پر مشتمل تھا' لیکن

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مشہور غناء جو جذبات اُبھارنے اور ہیجان پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے اس میں تو بے ریش لڑکوں اور عورتوں کا ذکر اور حرام اُمور ہوتے ہیں لہٰذا اس مشہور غناء کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں اور جاہل صوفیوں نے جو بدعت ایجاد کی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ جب ان جاہل صوفیوں کے اقوال کی تحقیق کرو اور ان کے افعال کو دیکھو تو ان میں زندیقی اور بے دینی کے آثار نظر آئیں گے۔

(عمدۃ القاری ج ۶ ص ۲۷۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مروّجہ سماع جو غیر شرعی اُمور پر مشتمل ہوتے ہیں ان کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ امام اہل سنت قدس سرہُ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ بیان کرتے ہیں:

سیّدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر و خلیفۂ حضور سیّدنا محبوبِ الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہُ العزیز می فرمود کہ چندیں چیز می باید تا سماع مباح شود مسمع ومستمع ومسموع وآلہ سماع مسمع یعنی گویندہ مرد تمام باشد کودک نباشد وعورت نباشد ومستمع آنکہ می شنود ازیادحق خالی نباشد ومسموع انچہ بگویند فحش ومسخرگی نباشد وآلہ سماع مزامیرست چوں چنگ ورباب ومثل آں می باید کہ درمیان نباشد اینچنیں سماع حلال ست۔

(سیر الاولیاء ص ۵۰۱ مطبوعہ مؤسسہ انتشارات اسلامیہ لاہور)

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہُ العزیز فرماتے ہیں: چند چیزیں ہوں تو سماع مباح ہوگا: (۱) مسمع یعنی سنانے والا بالغ مرد ہو بچہ اور عورت نہ ہو (۲) مستمع یعنی سننے والا جو کچھ سنے وہ یادِ حق پر مبنی ہو (۳) مسموع (جو کچھ سنا گیا ہے) جو کچھ وہ کہیں وہ بے ہودگی اور مذاق ولغو سے پاک ہو (۴) آلۂ سماع، گانے بجانے کے آلات، سارنگی، رباب وغیرہ درمیان میں نہیں ہونے چاہئیں۔ اگر یہ تمام شرائط موجود ہوں تو سماع حلال ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۴۸)

حضور امام اہل سنت قدس سرہُ العزیز مزید تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مولانا فخر الدین رازی خلیفۂ حضور سیّدنا محبوبِ الٰہی رضی اللہ عنہما نے زمانہ حضور میں خود حکم حضور سے رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا، جس میں ارشاد فرماتے ہیں:

اما سماع مشائخنا رضی اللہ عنہم فبری عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالٰی.

یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ عنہم کا سماع اس تہمت (مزامیر) سے بری ہے، وہ تو صرف قوال کی آواز ہے جو ایسے اشعار کے ساتھ ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی کمال صنعت کا پتا چلتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۵۷ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

پاکیزہ اشعار پڑھنے کا جواز

ممنوعات کا ارتکاب کیے بغیر پاکیزہ خیالات والے اشعار پڑھنا جائز ہیں، جس کے ثبوت میں درج ذیل احادیثِ کریمہ ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزرے تو اچانک سامنے کچھ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور گاتے ہوئے کہہ رہی تھیں:

نحن جوار من بنی النجار　　　　یا حبذا محمد من جار

"ہم بنونجار کی بچیاں ہیں، سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے کتنے اچھے ہمسائے ہیں"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ خوب جانتا ہے میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:۱۸۹۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کسی رشتہ دار لڑکی کی شادی انصار کے کسی لڑکے سے کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم نے لڑکی کو رخصت کر دیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: کیا تم نے اس کے ساتھ کوئی گانے والی بھیجی ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انصار گانے کے شوقین ہیں، کیا اچھا ہوتا کہ تم اس کے ساتھ اس کو بھیجتے، جو یہ کہتا:

اتیناکم اتیناکم　　　　فحیانا وحیاکم

"ہم تمہارے پاس آئے ہیں، ہم تمہارے پاس آئے ہیں، اللہ ہمیں زندہ و سلامت رکھے اور تمہیں بھی زندہ و سلامت رکھے"۔

(ابن ماجہ، رقم الحدیث:۱۹۰۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق کی طرف تشریف لائے تو مہاجرین و انصار سرد صبح میں خندق کھود رہے تھے، ان کے پاس غلام نہ تھے جو ان کے ساتھ کام کرتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کی مشقت اور بھوک کو ملاحظہ فرمایا تو آپ نے فرمایا:

اللھم ان العیش عیش الاخرۃ　　　　فاغفر للانصار والمھاجرۃ

"اے اللہ! بے شک حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما"۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جواب دیتے ہوئے کہا:

نحن الذین بایعوا محمدا　　　　علی الجھاد ما بقینا ابدا

"ہم لوگ وہ ہیں جنہوں نے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر جہاد کی بیعت کی ہے، جب تک ہم زندہ رہیں گے"۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث:۴۰۹۹، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق کے روز مٹی اُٹھا رہے تھے حتیٰ کہ آپ کا شکم اقدس غبار آلود ہو گیا، آپ یہ پڑھ رہے تھے:

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا　　　　ولا تصدقنا ولا صلینا

فانزلن سکینۃ علینا　　　　وثبت الاقدام ان لاقینا

ان الالی قد بغوا علینا　　　　اذا ارادوا فتنۃ ابینا

"بہ خدا! اگر اللہ ہمیں ہدایت نصیب نہ فرماتا تو ہم نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے، پس تو ہم پر سکون نازل فرما، اور اگر دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ، بے شک پہلوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے، جب وہ فتنہ کا ارادہ کریں گے تو ہم انکار کر دیں گے" آپ بلند آواز سے پڑھتے تھے: "ابینا ابینا"۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:۴۱۰۴، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

۷۶۷۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ　　حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ بِقَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنَ النَّارِ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

جس رات مجھے سیر کروائی گئی' میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے' میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آپ کی امت کے خطباء وواعظین ہیں' جو وہ بات کہتے ہیں جس پر خود عمل پیرا نہیں ہوتے۔ (ترمذی)

۷۶۷۲- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيُسْبِيَ بِهِ قُلُوْبَ الرِّجَالِ أَوِ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے بات چیت میں ہیر پھیر سیکھا تا کہ اس سے مردوں یا لوگوں کے دل اپنے قابو میں کر لے' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے نہ فرائض قبول فرمائے گا' نہ نوافل۔ (ابوداؤد)

۷۶۷۳- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کلام میں مبالغہ آمیزی کرنے والے ہلاک ہو گئے' آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ (مسلم)

۷۶۷۴- وَعَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا وَّإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ مَسَاوِيْكُمْ أَخْلَاقًا الثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ الْمُتَفَيْهِقُوْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مجھے تم میں سب سے محبوب تر اور میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا' جو تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہوگا' اور مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور مجھ سے زیادہ دور بُرے اخلاق والے ہوں گے' جو فضول گو' غیر محتاط گفتگو کرنے والے اور بہت زیادہ کلام کرنے والے ہوں گے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ عَنْ جَابِرٍ وَّفِيْ رِوَايَتِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ قَالَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ.

ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ''ثرثارون'' اور ''متشدقون'' کا تو علم ہے مگر ''متفیقھون'' کیا ہے؟ فرمایا: تکبر کرنے والے۔

مشکل الفاظ کی وضاحت

''الثرثارون'' کا معنی ہے: بہت زیادہ گفتگو کرنے والے' دورانِ گفتگو تکلف کا مظاہرہ کرنے والے' حق سے ہٹ کر کلام کرنے والے۔ ''المتشدقون'' غیر محتاط گفتگو کرنے والے' ایک قول یہ ہے کہ لوگوں کا مذاق اڑانے کے لیے منہ مروڑ کر بات کرنے والے۔ ''المتفیھقون'' اظہارِ تکبر کے لیے بے تکلف منہ کھول کر گفتگو کرنے والے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۶۱۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۶۷۵- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَّأْكُلُوْنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ بِأَلْسِنَتِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ایسی قوم ظاہر نہیں ہوگی جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائے گی جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔ (مسند احمد)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

٧٦٧٦۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِىْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا يَتَخَلَّلُ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو وہ بلیغ مرد ناپسند ہے جو اپنی زبان کو اس طرح گردش دیتا ہے' جیسے گائے زبان پھیرتی ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٦٧٧۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمًا وَّقَامَ رَجُلٌ فَاَكْثَرَ الْقَوْلَ فَقَالَ عَمْرٌو وَلَوْ قَصَدَ فِىْ قَوْلِهٖ كَانَ خَيْرًا لَّهٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَقَدْ رَاَيْتُ اَوْ اُمِرْتُ اَنْ اَتَجَوَّزَ فِى الْقَوْلِ فَاِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص نے کھڑے ہوکر بہت زیادہ گفتگو کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ اپنی کلام میں میانہ روی اختیار کرتا تو اس کے لیے بہتر تھا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں مناسب سمجھتا ہوں یا آپ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مختصر کلام کروں کیونکہ اختصار ہی بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

٧٦٧٨۔ وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیاء اور کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں' فحش کلامی اور کثرتِ کلام نفاق کی دو شاخیں ہیں۔ (ترمذی)

٧٦٧٩۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ مشرق سے دو آدمی آئے اور انہوں نے خطاب کیا' لوگوں کو ان کا خطاب بہت اچھا لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً بعض بیان جادو ہیں۔ (بخاری)

بعض بیان جادو ہیں

حدیث مذکور کی تاویل میں مختلف اقوال ہیں' امام مالک رحمہ اللہ کے بعض اصحاب نے کہا کہ یہ حدیث بیان کی مذمت کے لیے ذکر کی گئی ہے۔ اسی لیے امام مالک رحمہ اللہ نے اس حدیث پاک کو باب ''ما یکرہ من الکلام'' کے تحت ذکر کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ متوفی ۱۷۹ھ باب ''ما یکرہ من الکلام بغیر ذکر اللّٰہ'' کے تحت یہ روایت ذکر کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرق سے دو آدمی آئے اور انہوں نے خطاب کیا' لوگوں کو ان کا خطاب بہت اچھا لگا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً کچھ بیان جادو ہیں' یا آپ نے فرمایا: یقیناً بعض بیان جادو ہیں۔

(موطأ امام مالک ص ۷۳۱' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کو سحر کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور سحر مذموم ہے' لہٰذا بیان بھی مذموم ہے' نیز بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی حق پر ہوتا ہے لیکن کوئی آدمی اپنے زورِ خطابت اور جادو بیانی سے اسے راہِ حق سے پھسلا دیتا ہے' لہٰذا بیان مذموم ہے' لیکن بعض دوسرے علماء کا خیال ہے کہ یہ حدیث بیان کی مدح میں ہے کیونکہ اس میں ہے کہ لوگوں کو ان کا بیان اچھا لگا' اور اچھی وہی چیز لگتی ہے جس میں حسن ہو اور جس کا سننا خوشگوار ہو اور بیان کو سحر کے ساتھ تشبیہ دینے میں بیان کی تعریف ہے کیونکہ سحر

MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

کا معنی ہے: کسی کو اپنی جانب مائل کرنا اور اگر کوئی آدمی کسی کو اپنی جانب مائل کرلے تو کہا جاتا ہے کہ اس آدمی نے تو اس شخص پر جادو کر دیا ہے' اور یہ کوئی مذموم بات نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔ آپ نے فصاحت و بلاغت کے پیش نظر ان کے کلام کو اچھا جانا اور اسے جادو کے ساتھ تشبیہ دی' لیکن حق بات یہ ہے کہ حدیث میں نہ تو ہر بیان کی مدح ہے اور نہ ہر بیان کی مذمت ہے کیونکہ حدیث میں کلمہ ''مِنْ'' ہے جو بعض والے معنی پر دلالت کرتا ہے جب کہ موطأ کی روایت میں ہے کہ راوی کو شک ہے کہ حدیث میں ''اِن من البیان'' کے الفاظ ہیں یا ''اِن بعض البیان'' کے الفاظ ہیں' لہٰذا آپ نے بعض بیان کو سحر قرار دیا ہے' اور ہر بیان کیسے مذموم ہوسکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کو بندوں پر اپنی نعمت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''خَلَقَ الْاِنْسَانَO عَلَّمَهُ الْبَيَانَO'' (الرحمٰن: ۳۔۴) اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایاO اسے بیان کی تعلیم دیO

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ متوفی ۹۱۱ھ' اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

علامہ باجی نے فرمایا کہ اس حدیث کے مفہوم میں اختلاف ہے' ایک جماعت نے کہا کہ یہ حدیث بیان کی مذمت میں ہے کیونکہ بیان پر سحر کا اطلاق کیا ہے اور سحر مذموم ہے۔ اسی لیے امام مالک رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ما يكره من الكلام بغير ذكر الله'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے' اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ حدیث بیان کی مدح میں ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندوں کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں' ان میں علم بیان کو بھی شمار فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''خَلَقَ الْاِنْسَانَO عَلَّمَهُ الْبَيَانَO'' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی سب لوگوں سے زیادہ فصیح و بلیغ بیان والے تھے' اور بیان کو سحر اس لیے فرمایا کہ بیان قلوب میں اثر کرتا ہے اور دلوں کو مائل کرتا ہے۔ (تنویر الحوالک شرح موطأ امام مالک ج ۳ ص ۱۴۹' مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع)

۷۶۸۰- وَعَنْ صَخْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا وَّاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا وَّاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا وَّاِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت صخر بن عبداللہ بن بریدہ اپنے والد گرامی سے' وہ ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک بعض بیان جادو ہیں اور بعض علم' جہالت ہیں اور بعض شعر حکمت ہیں اور بعض کلام وبال و ملال ہیں۔ (ابوداؤد)

۷۶۸۱- وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک بعض شعر دانائی ہیں۔ (بخاری)

۷۶۸۲- وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَا اَنْزَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَكَاَنَّمَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهٖ نَضْحَ النَّبْلِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے شعر کی مذمت میں آیات نازل فرمائیں ہیں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً مرد مؤمن اپنی تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم کفار کو یہ شعر اس طرح مارتے ہو' جس طرح تیر مارے جاتے ہیں۔ (شرح السنہ)

۷۶۸۳- وَفِي الْاِسْتِيْعَابِ لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَرٰى فِي الشِّعْرِ فَقَالَ

اور ابن عبدالبر کی استیعاب میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! شعر کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: بے شک مؤمن اپنی تلوار

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ.

اور زبان سے جہاد کرتا ہے۔

٧٦٨٤- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اهْجُوْا قُرَيْشًا فَاِنَّهٗ اَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَشْقِ النَّبْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریش کی ہجو کرو' کیونکہ یہ ان کے لیے تیر مارنے سے زیادہ سخت ہے۔ (مسلم)

٧٦٨٥- وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ اُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ اَجِبْ عَنِّي اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریظہ کے روز حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا: مشرکین کی ہجو کرو کیونکہ جبریل تمہارے ساتھ ہیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرماتے تھے کہ میری طرف سے جواب دو' اے اللہ! روح القدس کے ذریعے ان کی تائید فرما۔ (بخاری ومسلم)

٧٦٨٦- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰى وَاشْتَفٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے رہتے ہو' روح القدس مسلسل تمہاری مدد کرتے رہتے ہیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ حسان نے ان مشرکین کی ہجو کر کے شفاء دی اور شفاء یاب ہوئے۔ (مسلم)

٧٦٨٧- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْلُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ يُنَافِحُ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھ دیتے' جس پر کھڑے ہو کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اظہارِ فخر کرتے یا آپ کی طرف سے دفاع کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ جب تک حسان' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے فخر کرتے یا دفاع کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ جبریل امین کے ذریعے ان کی مدد فرماتا ہے۔ (بخاری)

٧٦٨٨- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ اِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا الشَّيْطَانَ اَوْ اَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مقامِ عرج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر شعر پڑھتے ہوئے سامنے آ گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس شیطان کو پکڑلو' یا فرمایا: اس شیطان کو روکو' کیونکہ کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھرا ہوا ہو' یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہوا ہو۔ (بخاری' مسلم)

٧٦٨٩- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے اور اسے خراب کر دے تو یہ اس سے بہتر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہے کہ وہ شعر سے بھر جائے۔(بخاری ومسلم)

٧٦٩٠- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهُ حَسَنٌ وَّقَبِيْحُهُ قَبِيْحٌ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيّ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ عَنْ عُرْوَةَ مُرْسَلًا.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں شعر کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ ایک کلام ہے اس میں اچھا شعر اچھا ہے اور بُرا شعر بُرا ہے۔(دارقطنی) امام شافعی رحمہ اللہ نے عروہ سے یہ حدیث پاک مرسلاً روایت کی ہے۔

٧٦٩١- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ ابْنِ اَبِى صَلْتٍ شَىْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هِيْهِ فَاَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ ثُمَّ اَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ حَتّٰى اَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمرو بن شرید اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن سواری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے سوار ہوا' آپ نے فرمایا: کیا تمہیں امیہ بن ابی صلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: سناؤ! میں نے ایک شعر سنایا' فرمایا: اور سناؤ! میں نے آپ کو اور شعر سنایا' پھر فرمایا: اور سناؤ! حتیٰ کہ میں نے آپ کو سو اشعار سنائے۔ (مسلم)

٧٦٩٢- وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ اَلَا كُلُّ شَىْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سب سے سچی بات جو شاعر نے کہی ہے' وہ لبید کا قول ہے کہ سن لو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔(بخاری' مسلم)

٧٦٩٣- وَعَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِىْ بَعْضِ الْمُشَاهِدِ وَقَدْ دُمِيَتْ اِصْبَعُهُ فَقَالَ:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگلی مبارک خون آلود ہوگئی تو آپ نے فرمایا:

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دُمِيْتِ
وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تو ایک انگلی ہی ہے' جو خون آلود ہو گئی ہے
اور تجھے جو تکلیف پہنچی ہے' وہ اللہ کی راہ میں ہی پہنچی ہے

(بخاری ومسلم)

٧٦٩٤- وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى اغْبَرَّ بَطْنُهُ يَقُوْلُ:

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مٹی ڈھو رہے تھے حتیٰ کہ آپ کا نورانی پیٹ غبار آلود ہوگیا' آپ فرما رہے تھے:

وَاللّٰهِ لَوْ لَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا

بہ خدا! اگر اللہ کی مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت حاصل نہ کرتے
ہم نہ صدقہ دیتے' نہ نماز پڑھتے
اے اللہ! تو ہم پر سکون نازل فرما
دشمن سے مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھنا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اِنَّ الْاُوْلٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْـنَةً اَبَـیْنَا
یَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهٗ اَبَیْنَا اَبَیْنَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

بے شک ان کفار نے ہم پر ٹوٹ کر حملہ کر دیا ہے
انہوں نے جب فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا
آپ بلند آواز سے فرماتے: ''ابینا ابینا''۔ (بخاری ومسلم)

۷۶۹۵۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ یَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ وَیَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ:
نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدَا
یَقُوْلُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یُجِیْبُهُمْ اَللّٰهُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے اور مٹی ڈھو رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے:
ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے (سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دستِ اقدس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہاد کی بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں گے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں جواباً ارشاد فرماتے: اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہی ہے پس تو انصار ومہاجرین کی مغفرت فرما! (بخاری ومسلم)

۷۶۹۶۔ وَعَنْهُ قَالَ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ یُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ وَکَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُوَیْدَكَ یَا اَنْجَشَةُ لَا تُکْسِرِ الْقَوَارِیْرَ قَالَ قَتَادَةُ یَعْنِیْ ضَعَفَةَ النِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک حدی خواں تھا' جسے انجشہ کہا جاتا تھا' اس کی آواز خوب صورت تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: اے انجشہ! آہستہ' شیشے کی بوتلیں نہ توڑ دینا۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے کمزور دل عورتیں مراد ہیں۔ (بخاری ومسلم)

۷۶۹۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے' جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔
(بیہقی' فی شعب الایمان)

۷۶۹۸۔ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِیْ طَرِیْقٍ فَسَمِعَ مِزْمَارًا فَوَضَعَ اِصْبَعَیْهِ فِیْ اُذُنَیْهِ وَنَاءَ عَنِ الطَّرِیْقِ اِلَی الْجَانِبِ الْاٰخَرِ ثُمَّ قَالَ لِیْ بَعْدَ اَنْ بَعُدَ یَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَیْئًا قُلْتُ لَا فَرَفَعَ اِصْبَعَیْهِ مِنْ اُذُنَیْهِ قَالَ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ یَرَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ قَالَ نَافِعٌ وَّکُنْتُ اِذْ ذَاكَ صَغِیْرًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ راستے میں جا رہا تھا کہ آپ نے باجے کی آواز سنی تو اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں' اور راستے سے دور ہٹ کر دوسری طرف ہو گئے' پھر دور چلے جانے کے بعد مجھ سے فرمایا: اے نافع! کیا تمہیں کچھ سنائی دے رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! تو آپ نے کانوں سے انگلیاں نکالیں اور فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ نے اسی طرح کیا' جس طرح میں نے کیا ہے۔ نافع کہتے ہیں: میں اس وقت بچہ تھا۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِیْـبَةِ وَالشَّتْمِ

زبان کو نامناسب گفتگو خصوصاً غیبت اور گالی گلوچ سے محفوظ رکھنے کا بیان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

غیبت اور شتم کا مفہوم

''حفظ لسان'' سے مراد زبان کو لایعنی گفتگو سے محفوظ رکھنا ہے' یہ غیبت اور شتم کو بھی شامل ہے اور خصوصیت کے پیش نظر حفظِ لسان کے بعد غیبت اور شتم کا ذکر کیا۔ غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی ایسی بات کا ذکر کرے جو اسے پسند نہ ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ بات اس میں پائی جاتی ہو اور اگر وہ بات اس میں موجود نہ ہو پھر اسے بیان کیا جائے تو یہ بہتان ہے اور شتم سے مراد گالی گلوچ اور لعنت ہے۔ گالی موجود' غائب' زندہ' مردہ سب کے لیے ہو سکتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۲۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (الحجرات: ۱۲).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! زیادہ گمانوں سے بچو' بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں' اور عیب تلاش نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو' کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا تو یہ تمہیں پسند نہیں ہو گا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو' بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا' انتہائی مہربان ہے۝ (الحجرات: ۱۲)

ظن کی اقسام

اس آیت کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہری متوفی ۱۴۱۸ھ لکھتے ہیں:

فرمایا: بہ کثرت ظن و گمان کرنے سے اجتناب کیا کرو' کیونکہ بعض ظن ایسے ہیں جو گناہ ہوتے ہیں' اگر تم ظن و گمان کے شیدائی بن جاؤ تو ہو سکتا ہے تم ایسے گمان بھی کرنے لگو جو سراسر گناہ ہیں۔ ان کلمات کو دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ مطلقاً ظن سے نہیں روکا اور نہ ہر قسم کے ظن کو گناہ کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی ظن جائز ہیں۔ اس لیے علمائے کرام نے ظن کی متعدد اقسام ذکر کی ہیں: واجب' مستحب' مباح اور ممنوع۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن کرنا واجب ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے وصال سے تین روز پہلے فرمایا: ''لايموتن احدكم الا وهو يحسن الظن بالله عزوجل ''تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن رکھتا ہو۔ دوسرا ارشادِ نبوی ہے: ''يقول الله انا عند ظن عبدى بى فليظن ماشاء'' کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے ظن رکھتا ہے۔ اب اس کی مرضی جیسا چاہے میرے ساتھ ظن کرے۔ مستحب کی مثال: مؤمن کے ساتھ جس کا ظاہری حال اچھا ہو' حسنِ ظن کرنا مستحب ہے۔ ایسا شخص جس کے احوال مشکوک ہیں' اس کے متعلق سوءِ ظن کرنا مباح ہے' لیکن جب تک یقینی دلائل موجود نہ ہوں' اس وقت تک محض ظن کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کرنا جائز نہیں۔ اسی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث ہے:

''اذا ظننتم فلا تحققوا'' یعنی اگر کسی کے بارے میں شبہ پیدا ہو جائے تو اس کی تحقیق میں نہ لگ جاؤ۔

شریعت میں نصوص کے خلاف ظن و تخمین سے کام لینا مکروہ ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۴ ص ۵۹۶' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

۷۶۹۹ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کی ضمانت دیتا ہے تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ (بخاری)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۷۷۰۰- وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِضْمَنُوْا لِيْ سِتًّا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُمْ وَاَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے اپنے نفس کی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دوں گا: (۱) جب بات کرو تو سچ کہو (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو (۴) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو (۵) اپنی نظریں جھکا کر رکھو (۶) اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو۔ (مسند احمد، بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۰۱- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَی اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الْاَجْوَفَانِ الْفَمُ وَالْفَرْجُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کون سی چیز لوگوں کو کثرت کے ساتھ جنت میں داخل کرے گی؟ اللہ کا خوف اور حسنِ اخلاق (پھر فرمایا:) کیا تم جانتے ہو کہ کون سی چیز لوگوں کو کثرت کے ساتھ جہنم میں داخل کرے گی؟ دو خالی چیزیں: منہ اور شرم گاہ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۷۷۰۲- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰی خَطِيْئَتِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: نجات کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: اپنی زبان قابو میں رکھو، اور تمہارے لیے تمہارا گھر کافی ہونا چاہیے اور اپنی خطاؤں پر گریہ وزاری کرتے رہا کرو۔ (مسند احمد، ترمذی)

۷۷۰۳- وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ وَقَالَ هٰذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کس چیز کو میرے لیے سب سے زیادہ خطرناک محسوس فرماتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: یہ (اسے ترمذی نے روایت کر کے صحیح قرار دیا)۔

۷۷۰۴- وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ اِنَّ عُمَرَ دَخَلَ يَوْمًا عَلٰی اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهٗ فَقَالَ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ آپ کی مغفرت فرمائے، ٹھہریئے! تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: اس زبان نے تو مجھے ہلاکت کے مقامات میں داخل کیا ہے۔ (مالک)

۷۷۰۵- وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَفَعَهٗ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے عاجزانہ طور پر کہتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر کیونکہ ہم تو تیرے تابع ہیں، اگر تو درست رہی تو ہم بھی درست رہیں گے، اگر تو ہی ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۷۷۰۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

(مسند احمد' ترمذی' دارمی' بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۰۷۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ عِنْدَ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خاموشی کی وجہ سے اللہ کی بارگاہ میں آدمی کا مقام ساٹھ سالہ عبادت سے افضل ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۷۰۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَصْلَتَيْنِ هُمَا اَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَاَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ قَالَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ طُوْلُ الصَّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! کیا میں تمہیں ایسی دو خصلتیں نہ بتاؤں جو پشت پر ہلکی اور ترازو میں بھاری ہیں' میں نے عرض کیا: جی ہاں! ارشاد فرمایئے! آپ نے فرمایا: طویل خاموشی اور اچھی عادت' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مخلوق کا کوئی عمل ان دونوں عادات کی مثل نہیں ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۰۹۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰى اَنْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِيْ قَالَ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَزْيَنُ لِاَمْرِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَّكَ فِي الْاَرْضِ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّهٗ مَطْرَدَةٌ لِّلشَّيْطَانِ وَعَوْنٌ لَّكَ عَلٰى اَمْرِ دِيْنِكَ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ اِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ فَاِنَّهٗ يُمِيْتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ عَنْ نَفْسِكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث بیان کرتے ہوئے ذکر کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے وصیت فرمایئے! آپ نے فرمایا: میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس میں تیرے تمام اُمور کے لیے بہت زیادہ زینت ہے' میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے' فرمایا: تلاوتِ قرآن اور اللہ کے ذکر کو لازم اختیار کرو' کیونکہ اس سے آسمانوں میں تمہارا ذکر ہوگا اور زمین میں تمہارے لیے روشنی ہوگی' میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے! فرمایا: طویل خاموشی اختیار کرو کیونکہ یہ شیطان کو بھگا دے گی اور دینی معاملات میں تیری معاون ہوگی۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے! فرمایا: زیادہ ہنسنے سے بچو' کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے کا نور زائل کر دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے! فرمایا: حق بات کہو' اگرچہ کڑوی ہو۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے! فرمایا: اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہ کرنا' میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے! فرمایا: تم اپنے عیوب کی طرف دیکھو' لوگوں کے عیبوں کی طرف نظر نہ کرو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۱۰۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حَطَّانَ قَالَ اَتَيْتُ

حضرت عمران بن حطان فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا'

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اَبَا ذَرٍّ فَوَجَدْتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ مُحْتَبِيًا بِكِسَاءٍ اَسْوَدَ وَحْدَهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا هٰذِهِ الْوَحْدَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِّنَ الْوَحْدَةِ وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

میں نے مسجد میں انہیں سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تنہا لیٹے ہوئے دیکھا' میں نے عرض کیا: اے ابوذر! یہ گوشہ نشینی کیوں اختیار کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گوشہ نشینی بُرے ساتھی سے بہتر ہے اور نیک ساتھی' گوشہ نشینی سے بہتر ہے' اور اچھی بات کرنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموشی' بُری بات کرنے سے بہتر ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۱۱- وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا رِضْوَانَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الشَّرِّ مَا يَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُبُ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْهِ سَخَطَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نیکی کا کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے' جس کا مقام و مرتبہ اسے معلوم نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اپنی ملاقات کے دن تک اس کے لیے اپنی رضا لکھ دیتا ہے اور کوئی شخص بُرائی کا کلمہ کہہ دیتا ہے جس کا انجام اسے معلوم نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اپنی ملاقات کے دن تک اس کے لیے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔ (شرح السنہ)

وَرَوٰى مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ.

امام مالک' ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بھی اس کی مثل روایت کیا ہے۔

۷۷۱۲- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِّضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَّاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کا کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے' جس کی قدر اسے معلوم نہیں ہوتی' اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی بناء پر اس شخص کے درجات بلند فرما دیتا ہے' اور ایک شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے' جس کی اسے پرواہ نہیں ہوتی' اس کلمہ کی وجہ سے وہ شخص جہنم میں جا گرتا ہے۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا يَهْوِيْ بِهَا فِي النَّارِ اَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ وہ آگ میں مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی دور جا گرتا ہے۔

۷۷۱۳- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَقُوْلُ الْكَلِمَةَ لَا يَقُوْلُهَا اِلَّا لِيُضْحِكَ بِهِ النَّاسَ يَهْوِيْ بِهَا اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاِنَّهٗ لَيَزِلُّ عَنْ لِّسَانِهٖ اَشَدَّ مِمَّا يَزِلُّ عَنْ قَدَمِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کوئی کلمہ محض لوگوں کو ہنسانے کے لیے کہتا ہے' اس کی وجہ سے وہ (جہنم میں) زمین و آسمان کی درمیانی مسافت سے بھی دور جا گرتا ہے اور بے شک بندے کا زبان کی وجہ سے پھسلنا' قدم کے پھسلنے سے زیادہ سخت (نقصان دہ) ہوتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

٧٧١٤- وَعَنْ بَهْزِ ابْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّمَنْ يُّحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَّهٗ وَيْلٌ لَّهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد گرامی سے وہ ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے بات کرتے وقت جھوٹ بولتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے' اس کے لیے ہلاکت ہے' اس کے لیے ہلاکت ہے۔ (مسند احمد' ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

٧٧١٥- وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَسَدِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَ لَكَ بِهٖ مُصَدِّقٌ وَّاَنْتَ بِهٖ كَاذِبٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت سفیان بن اسد حضرمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات بیان کرو جس میں وہ تمہیں سچا خیال کر رہا ہو' حالانکہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ (ابوداؤد)

٧٧١٦- وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا اِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكِذْبَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن جھوٹ اور خیانت کے علاوہ ہر عادت کے ساتھ پیدائشی طور پر متصف ہوسکتا ہے۔ (مسند احمد' بیہقی نے شعب الایمان میں اسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے)

٧٧١٧- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهٗ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا.

حضرت صفوان بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا: کیا مؤمن بزدل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا گیا: کیا مؤمن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا گیا: کیا مؤمن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ فرمایا: نہیں! (اسے امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں مرسلاً روایت کیا ہے)۔

٧٧١٨- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

٧٧١٩- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سچ کو لازم اختیار کرلو' کیونکہ سچ نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں پہنچا دیتی ہے' اور آدمی مسلسل سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کی طلب کرتا رہتا ہے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو' کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم میں پہنچا دیتا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَاِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِىْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكِذْبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہے اور آدمی مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی طلب میں رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں اسے کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْكِذْبَ فُجُوْرٌ وَّاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ.

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ سچ نیکی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جھوٹ گناہ ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔

۷۷۲۰ - **وَعَنْ** اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْكِذْبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِىَ لَهٗ قَصْرٌ فِىْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَآءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِىَ لَهٗ فِىْ وَسَطِ الْجَنَّةِ وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ بُنِىَ لَهٗ فِىْ اَعْلَاهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّكَذَا فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے جھوٹ چھوڑ دیا حالانکہ جھوٹ باطل ہے اس کے لیے جنت کے کنارے محل بنا دیا جائے گا اور جس نے لڑائی ترک کر دی حالانکہ وہ حق پر ہے اس کے لیے جنت کے درمیان محل بنا دیا جائے گا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کر لیے اس کے لیے جنت کے اعلیٰ حصے میں محل بنا دیا جائے گا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسی طرح شرح السنہ میں ہے)

۷۷۲۱ - **وَعَنِ** ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِىْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَاْتِى الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكِذْبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَا اَدْرِىْ مَا اسْمُهٗ يُحَدِّثُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ شیطان انسانی صورت اختیار کر کے کسی قوم کے پاس آتا ہے اور ان سے کوئی جھوٹی بات بیان کرتا ہے پھر لوگ اِدھر اُدھر ہو جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے جسے میں چہرے سے تو پہچانتا ہوں مگر اس کا نام نہیں جانتا۔ (مسلم)

شیطان کا انسانی صورت میں ظاہر ہو کر جھوٹی بات نشر کرنا

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے (کہ شیطان آپ کی طرف جھوٹی حدیث منسوب کر کے اس کی تشہیر کرتا ہے) کیونکہ یہ جھوٹ کی بدترین قسم ہے حتیٰ کہ اسے کفر شمار کیا گیا ہے۔ اسی بناء پر کفار کا رئیس (شیطان) اس کا اہتمام کرتا ہے اور وسوسہ کی تقویت کے لیے حسّی صورت اختیار کر کے آتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مطلقاً جھوٹی خبر اور اس کی فروعات بہتان قذف (تہمت) وغیرہ مراد ہوں اور شیطان سے مراد اس کی جنس کا ایک فرد ہو۔ علامہ طیبی نے فرمایا کہ اس حدیث میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ آدمی جو بات سنے اس کی تحقیق کرے اور دیکھے کہ آیا کہنے والا سچا ہے کہ وہ خبر آگے نقل کی جا سکے یا جھوٹا ہے تاکہ وہ بات آگے بیان کرنے سے پرہیز کرے۔ حدیث پاک میں ہے کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۴۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۷۷۲۲ - **وَعَنْ** اُمِّ كُلْثُوْمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِىْ

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور بھلائی کی بات کرے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

يَصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَّيَنْمِي خَيْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

بھلائی کی بات آگے پہنچائے۔ (بخاری ومسلم)

۷۷۲۳۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَاْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَّهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم قیامت کے دن دورخے آدمی کو لوگوں میں سے بدترین پاؤ گے' جو ان کے ساتھ ایک چہرے سے ملاقات کرتا ہے اور اُن کے ساتھ دوسرے چہرے سے ملاقات کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۷۷۲۴۔ وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں دورخا ہو' قیامت کے دن اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ (دارمی)

دورُخا شخص

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

دورُخا وہ شخص ہے جو کچھ لوگوں کے ساتھ ایک چہرے سے ملاقات کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ دوسرے چہرے سے ملاقات کرتا ہے' جس طرح کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے' اور جو مداہنت (دھوکا' فریب) حرام ہے وہ یہی دورخا پن ہے' اور دوچہرے والے شخص کو مداہن (فریبی' دھوکا باز) کہا گیا ہے' کیونکہ وہ بُرے لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے کہ وہ ان پر راضی ہے اور ان سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرتا ہے۔ اسی طرح اہلِ حق کے ساتھ بھی یہی ظاہر کرتا ہے اور وہ دونوں طرح کے لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور دونوں کے کاموں پر رضامندی کا اظہار کرتا ہے' لہٰذا وہ دھوکا باز اور فریبی کہلاتا ہے اور سخت وعید کا مستحق ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: دورخا شخص اللہ کے نزدیک عزت والا نہیں ہوتا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں دو زبانوں والا ہے' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی آگ کی دو زبانیں بنادے گا۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۳۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ دورخا شخص وہ ہے جو ایک آدمی کے سامنے ظاہر کرے کہ وہ اس کا محب اور خیر خواہ ہے اور پسِ پشت اس کی بُرائیاں بیان کرے اور ایک قول یہ ہے کہ دورخا شخص وہ ہے جو دو دشمنی رکھنے والے آدمیوں میں سے ہر ایک کے سامنے ظاہر کرے کہ وہ اس کا دوست ہے اور ہر ایک کے سامنے دوسرے کی بُرائی بیان کرے۔

۷۷۲۵۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَمَّامٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں ''نمام'' کا لفظ ہے۔

۷۷۲۶۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ وَشِرَارُ

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں' دوستوں کے درمیان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

جدائی ڈالتے ہیں' پاک باز بندوں میں عیب تلاش کرتے ہیں۔
(مسند احمد' بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۲۷۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَحْمَدُ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْهُمَا.

سیّدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ بے مقصد باتوں کو ترک کر دے' (اسے امام مالک و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی و بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی بن حسین و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ روایت بیان کی ہے)۔

حدیث مذکور کی فضیلت

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا مدار ہے اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ وہ چار احادیث ہیں: (۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور ان کے درمیان متشابہات ہیں (۲) آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی چیز ترک کر دے (۳) مؤمن اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے (۴) اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ بعض نے تیسری حدیث کی بجائے یہ حدیث شمار کی ہے کہ دنیا میں زہد اختیار کرو' اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے' اس سے بے رغبت ہو جاؤ' لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۶۳۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۷۲۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ رَجُلٌ اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ لَا تَدْرِيْ فَلَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ اَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک صحابی فوت ہو گئے تو ایک شخص نے کہا: تمہیں جنت کی خوش خبری ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا پتا؟ شاید اس نے کوئی بے مقصد بات کہی ہو یا کسی ایسی چیز میں بخل کیا ہو جو کم نہیں ہوتی۔ (ترمذی)

۷۷۲۹۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص نے کہا: لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ (مسلم)

۷۷۳۰۔ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَّمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ يَعْنِيْ مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو کسی ایسے گناہ پر عار دلائی' جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو وہ شخص اس وقت تک فوت نہیں ہو گا جب تک خود وہ گناہ نہ کر لے۔
(ترمذی)

۷۷۳۱۔ وَعَنْ وَاثِلَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

MARKAZ-UL-OOMI ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اپنے بھائی کی مصیبت پر اظہارِ خوشی نہ کرو‘ ممکن ہے کہ اللہ اس پر رحم فرمائے اور تمہیں مصیبت میں مبتلا کردے۔ (ترمذی)

۷۷۳۲- وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَاَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ اَتٰى رَاحِلَتَهُ فَاَطْلَقَهَا ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ نَادَى اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِيْ رَحْمَتِنَا اَحَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَقُوْلُوْنَ هُوَ اَضَلُّ اَمْ بَعِيْرُهُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا اِلٰى مَا قَالَ قَالُوْا بَلٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے اپنی سواری کو بٹھا کر باندھ دیا‘ پھر اس نے مسجد میں داخل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی‘ جب سلام پھیرا تو اپنی سواری کے پاس آ کر اسے کھولا اور اس پر سوار ہو گیا‘ پھر دعا کی: اے اللہ! مجھ پر اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم فرما اور ہماری رحمت میں کسی کو شریک نہ فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے؟ یہ زیادہ جاہل ہے یا اس کا اونٹ‘ تم نے سنا نہیں کہ اس نے کیا کہا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! (ہم نے سنا ہے)۔

۷۷۳۳- وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈال دو۔ (مسلم)

۷۷۳۴- وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ اَثْنٰى رَجُلٌ عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِيْكَ ثَلَاثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مُحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُهُ اِنْ كَانَ يَرٰى اَنَّهُ كَذٰلِكَ وَلَا يُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کسی شخص کی تعریف کی‘ تو آپ نے فرمایا: تم پر افسوس! تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی ہے‘ آپ نے یہ تین بار فرمایا‘ (پھر فرمایا:) اگر تم میں سے کوئی شخص ضرور کسی کی تعریف کرنا ہی چاہے تو یوں کہہ دے کہ میرا فلاں شخص کے متعلق یہ گمان ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کے احوال پر مطلع ہے‘ بشرطیکہ کہنے والے کے خیال میں وہ اسی طرح ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی کی پاکیزگی کو یقینی طور پر بیان نہ کرے۔ (بخاری ومسلم)

۷۷۳۵- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالٰى وَاهْتَزَّلَهُ الْعَرْشُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور اس سے عرشِ الٰہی لرز اٹھتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۳۶- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری ومسلم)

۷۷۳۷- وَعَنْ اَنَسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا

حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے والے دو شخص جو کچھ کہتے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہیں، اس کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہوتا ہے، جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مسلم)

٧٧٣٨- وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کو اے کافر! یا اے اللہ کے دشمن! کہہ کر پکارا حالانکہ وہ ایسا نہ تھا تو یہ قول اسی کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری ومسلم)

٧٧٣٩- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِيْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو یہ قول ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری ومسلم)

٧٧٤٠- وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَّجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی کسی دوسرے شخص پر فسق یا کفر کی تہمت لگائے اور وہ دوسرا شخص ایسا نہ ہو تو وہ تہمت کا کلمہ اسی کہنے والے شخص کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (بخاری)

٧٧٤١- وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ دُوْنَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَى الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ثُمَّ تَاْخُذُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَى الَّذِي لُعِنَ فَاِنْ كَانَ لِذٰلِكَ اَهْلًا وَّاِلَّا رَجَعَتْ اِلٰى قَائِلِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف پرواز کر جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے اور زمین کے دروازے اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے، جب کوئی جگہ نہیں پاتی تو پھر جس شخص پر لعنت کی گئی ہے، اگر وہ اس کا مستحق ہو تو اس کی طرف لوٹ آتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

٧٧٤٢- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيْحُ رِدَاءَهُ فَلَعَنَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنْهَا فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ وَّاِنَّهُ مَنْ لَّعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کی چادر ہوا نے اُڑا دی تو اس نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ تو اللہ کی جانب سے مامور ہے اور جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت اسی لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٧٧٤٣- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِي بَكْرٍ وَّهُوَ يَلْعَنُ بَعْضَ رَقِيْقِهِ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَقَالَ لَعَّانِيْنَ وَصِدِّيْقِيْنَ كَلَّا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَاَعْتَقَ اَبُوْ بَكْرٍ يَّوْمَئِذٍ بَعْضَ رَقِيْقِهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، جب کہ وہ اپنے کسی غلام پر لعنت کر رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو لعنت بھی کریں اور صدیق بھی ہوں؟ رب کعبہ کی قسم!

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا أَعُوْدُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا' تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس روز اپنے کچھ غلام آزاد کیے' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا: آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۴۴۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِصِدِّيْقٍ أَنْ يَّكُوْنَ لَعَّانًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صدیق کے لیے مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔ (مسلم)

۷۷۴۵۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللَّعَّانِيْنَ لَا يَكُوْنُوْنَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ گواہ بنیں گے' نہ شفاعت کرنے والے۔ (مسلم)

۷۷۴۶۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّا يَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَّكُوْنَ لَعَّانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ مؤمن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔ (ترمذی)

۷۷۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤمن نہ طعنہ دینے والا ہوتا ہے' نہ لعنت کرنے والا' نہ فحش گو' نہ بے حیا۔ (ترمذی' بیہقی فی شعب الایمان)

وَفِيْ أُخْرٰى لَهُ وَلَا الْفَاحِشِ الْبَذِيِّ.

اور دوسری روایت میں ہے: نہ فحش گو' بے حیاء۔

۷۷۴۸۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِ اللّٰهِ وَلَا بِجَهَنَّمَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّلَا بِالنَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم آپس میں ایک دوسرے کو یہ نہ کہو کہ تم پر اللہ کی لعنت ہو' تم پر اللہ کا غضب ہو' تمہارا ٹھکانا جہنم ہو' اور ایک روایت میں ہے: (نہ یہ کہو) کہ تمہارا ٹھکانا آگ ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

۷۷۴۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے حیائی جس چیز میں بھی ہو' اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیاء جس چیز میں بھی ہو' اسے مزین کر دیتی ہے۔ (ترمذی)

۷۷۵۰۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَّعْمَلَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے سوا میری تمام امت کو امن و سلامتی حاصل ہو جائے گی اور آدمی کی بے باکی میں سے یہ چیز بھی ہے کہ وہ رات کے وقت کوئی عمل

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا كَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کرے، پھر صبح کا وقت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرما دے اور وہ شخص یہ کہتا پھرے کہ اے فلاں! میں نے گزشتہ رات یہ یہ کام کیا ہے حالانکہ رات کو اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرما دی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کا ڈالا ہوا پردہ ہٹا رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۷۷۵۱- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهُ فَبِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَهُ وَانْبَسَطَ اِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى عَاهَدْتِنِيْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِتِّقَاءَ فُحْشِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اجازت طلب کی' آپ نے فرمایا: اسے اجازت دے دو' یہ قبیلے کا بدترین شخص ہے' جب وہ شخص آ کر بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ کشادہ روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے' جب وہ چلا گیا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس شخص کے متعلق ایسے ایسے فرمایا' پھر آپ اس کے ساتھ کشادہ روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے مجھے فحش گو کب پایا ہے؟ بے شک قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ برا شخص وہ ہوگا جس کے شر کے خوف سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں' اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی فحش گوئی کے ڈر سے۔

(بخاری و مسلم)

حدیث مذکور کی تشریح

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

ابن بطال نے کہا ہے کہ یہ شخص عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری تھا اور اسے احمق سردار کہا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف توجہ اور اس کی تالیف قلب اس امید پر فرمائی کہ اس کی قوم مسلمان ہو جائے' کیونکہ وہ اپنی قوم کا سردار تھا۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۵۶۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ فاسق معلن کے فسق کی بناء پر اس کی غیبت جائز ہے' اور کفار' فساق' ظالمین اور اہل فساد کی غیبت جائز ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۱۸ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۷۷۵۲- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِيْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص میرے کسی صحابی کی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس صاف سینہ لے کر آؤں۔

(ابوداؤد)

۷۷۵۳- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَاِنْ لَّمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کا ذکر اس انداز میں کرے جسے وہ پسند نہیں کرتا' عرض کیا گیا: اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جو میں بیان کر رہا ہوں تو پھر آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اس میں وہ عیب موجود ہو جو تم بیان کرتے ہو پھر تو تم نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے جو تم بیان کرتے ہو تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔ (مسلم)

وَرَوَى الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذَا قُلْتَ لِأَخِيْكَ مَا فِيهِ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِذَا قُلْتَ مَا لَيْسَ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ.

امام بغوی رحمہ اللہ نے شرح السنہ میں اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر تم نے اپنے بھائی کے متعلق وہ بات کہی جو اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر تم نے اس کے متعلق وہ بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔

۷۷۵۴۔ **وَعَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِي قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ وَابْنُ الْهَمَّامِ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ إِنَّ أَحَادِيْثَ الْغِيْبَةِ فِي إِفْسَادِ الصَّوْمِ كُلُّهَا مَدْخُوْلَةٌ وَعَلَى تَقْدِيْرِ صِحَّتِهَا فَمُؤَوَّلَةٌ بِالْإِجْمَاعِ بِذِهَابِ الثَّوَابِ وَقَالَ فِي مَجْمَعِ الْبَرَكَاتِ الْغِيْبَةُ لَيْسَتْ مِنْ نَوَاقِضِ الْوُضُوْءِ وَلَمْ أَرَ فِيهِ خِلَافًا نَعَمْ يُسْتَحَبُّ الْوُضُوْءُ بَعْدَهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا: صفیہ سے آپ کے لیے ایسا ایسا ہی کافی ہے، ان کی مراد یہ تھی کہ وہ پستہ قد ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو اسے متغیر کر دے گی۔ (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد) علامہ عینی اور ابن ہمام رحمہما اللہ نے فرمایا کہ جتنی احادیث میں غیبت سے روزہ فاسد ہو جانے کا ذکر ہے، وہ سب روایات محلِ نظر ہیں۔ اگر انہیں صحیح بھی قرار دیا جائے تو بالاتفاق ان میں تاویل ہے کہ روزہ فاسد ہونے سے روزہ کا ثواب نہ ہونا مراد ہے اور مجمع البرکات میں ہے کہ غیبت ناقضِ وضو نہیں، اور میں نے اس میں کسی کا اختلاف نہیں دیکھا، البتہ غیبت کے بعد وضو مستحب ہے۔

۷۷۵۵۔ **وَعَنْ** أَبِي سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغِيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ الْغِيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِي فَيَتُوْبُ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید و حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: غیبت زنا سے سخت تر کیسے ہے؟ فرمایا: آدمی زنا کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ فَيَتُوْبُ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُ وَإِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهُ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهُ صَاحِبُهُ.

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی اس وقت تک مغفرت قبول نہیں فرماتا، جب تک وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

۷۷۵۶۔ **وَفِي** رِوَايَةِ أَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزِّنَا يَتُوْبُ وَصَاحِبُ الْغِيْبَةِ لَيْسَ لَهُ تَوْبَةٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ زانی توبہ کر لیتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے توبہ ہی نہیں ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۷۷۵۷۔ **وَعَنْ** أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ كَفَّارَةِ الْغِيْبَةِ أَنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس شخص کی تو نے غیبت کی ہے، اس کے لیے دعائے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تَسْتَغْفِرَ لِمَنْ اغْتَبْتَهُ تَقُولُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ. مغفرت کرے اور یوں کہے: اے اللہ! ہمیں اور اسے بخش دے۔ (اسے بیہقی نے دعواتِ کبیر میں روایت کیا ہے)

غیبت کی مختلف صورتیں

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

غیبت یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کا ذکر ایسے الفاظ کے ساتھ کرو کہ اگر اس تک یہ بات پہنچے تو وہ اسے پسند نہ کرے' چاہے اس کے کسی جسمانی عیب کا ذکر کرو یا اس کے نسب میں نقص بیان کرو یا اس کے اخلاق یا قول وفعل کے اعتبار سے کوئی عیب بیان کرو یا اس کے دینی یا دنیاوی کسی نقص کا بیان کرو' حتیٰ کہ اس کے کپڑے اور اس کے گھر اور اس کی سواری میں کسی کمی کا بیان کرنا بھی غیبت میں داخل ہے۔ جسمانی نقص بیان کرنے کی صورت یہ ہے کہ اسے کہا جائے کہ یہ چندھی آنکھوں والا ہے' بھینگا ہے' گنجا ہے' چھوٹے یا لمبے قد والا ہے' سیاہ یا زرد رنگ والا ہے۔ نسب میں عیب بیان کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس کا باپ ہندی ہے یا فاسق ہے یا گھٹیا شخص ہے یا موچی ہے۔ اخلاق میں نقص بیان کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ کہے کہ وہ بد خلق ہے' کنجوس ہے' متکبر ہے۔

(ملخصاً احیاء العلوم علیٰ ہامشہ اتحاف السادۃ المتقین ج۹ ص ۲۹۷' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت)

غیبت صرف زبان کے ساتھ خاص نہیں

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

زبان سے کسی کی غیبت کرنا محض اس لیے حرام ہے کیونکہ اس میں دوسرے لوگوں کو اپنے بھائی کے عیب سے مطلع کیا جاتا ہے اور اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کیا جاتا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے' لہٰذا اس میں اشارۃً گفتگو کرنا صراحۃً بیان کرنے کی طرح ہے اور اس میں قول وفعل برابر ہیں۔ اسی طرح آنکھ یا ہاتھ وغیرہ سے اشارہ کرنا' لکھنا' حرکت کرنا اور کوئی بھی ایسا کام کرنا جس سے مقصود سمجھ میں آجائے' وہ غیبت میں داخل ہے اور حرام ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی اسی قسم سے ہے' فرماتی ہیں: ہمارے پاس ایک عورت آئی' جب وہ واپس جانے لگی تو میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ چھوٹے قد والی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اغتبتها'' تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ (احیاء العلوم علیٰ ہامشہ اتحاف السادۃ المتقین ج۹ ص ۳۰۲' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت)

کن صورتوں میں غیبت جائز ہے؟

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

اگر کسی کے عیوب بیان کرنے کی کوئی صحیح شرعی غرض ہو کہ عیوب کا ذکر کیے بغیر وہ غرض حاصل نہ ہو سکے تو اس صورت میں غیبت کا گناہ نہیں ہے' اس کی چھ صورتیں ہیں:

(۱) مظلوم انصاف طلب کرنے کے لیے قاضی کے پاس ظالم کے ظلم کا بیان کر سکتا ہے' کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنا حق حاصل نہیں کر سکتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے: ''ان لصاحب الحق مقالا'' بے شک صاحبِ حق کو گفتگو کی گنجائش ہے۔

(۲) کسی کی اصلاح کی غرض سے اس کی خامی کا بیان کرنا جائز ہے' جس طرح کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے اور ایک قول کے مطابق حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کیا' انہوں نے جواب نہیں دیا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ صورتِ حال بیان کی' انہوں نے آ کر ان کی اصلاح کر دی اور اس کو ان حضرات نے غیبت شمار نہیں کیا۔

(۳) فتویٰ طلب کرنے کے لیے اجازت ہے' مثلاً مفتی سے کہے کہ میرے باپ یا میری بیوی یا میرے بھائی نے مجھ پر ظلم کیا ہے' اس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سے چھٹکارے کا طریقہ کیا ہے؟ البتہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ کنایۃً کہے کہ ایسے آدمی کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں جس کے باپ یا بھائی یا بیوی نے اس پر ظلم کیا ہے' البتہ تعیین بھی جائز ہے' اس پر دلیل یہ روایت ہے کہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہیں' مجھے اتنا خرچ نہیں دیتے جو میرے اور میری اولاد کے لیے کافی ہو' کیا میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: اتنا لے سکتی ہو جو دستور کے مطابق تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو۔ انہوں نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بخل وظلم کا ذکر کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں جھڑکا نہیں کیونکہ ان کا مقصود فتویٰ طلب کرنا تھا۔

(۴) جب مسلمان کو شر سے بچانا مقصود ہو پھر بھی کسی کا عیب بیان کرنا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے: کیا تم فاسق کا ذکر کرنے سے اعراض کرتے ہو' اس کا پردہ فاش کرو تاکہ لوگ اسے پہچان جائیں' اس میں جو خرابی ہے وہ بیان کرو تاکہ لوگ اس سے بچیں۔

(۵) جب کوئی آدمی اپنے کسی عیب کے ساتھ معروف ہو' اس صورت میں (بطورِ شناخت) اس کا عیب ذکر کرنے والے پر گناہ نہیں ہوگا جس طرح کہے کہ ابوالزناد نے اعرج سے اور سلمان نے اعمش سے روایت کیا۔

(۶) وہ شخص کھلم کھلا فسق اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہو' اس کے عیوب بیان کرنا بھی جائز ہے' مثلاً ہیجڑا' شرب کی محافل کا اہتمام کرنے والا' اعلانیہ شراب پینے والا اور ظلماً لوگوں کا مال چھین لینے والا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے: جو کوئی اپنے چہرے سے حیاء کی چادر اتار دے' اس کی کوئی غیبت نہیں۔ (ملخصاً احیاء العلوم علٰی ھامشہ اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۲۸' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

غیبت کا کفارہ

غیبت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ نادم ہو اور توبہ کرے اور اپنے فعل پر اظہارِ تاسف کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حق سے بری الذمہ ہو جائے' پھر جس شخص کی غیبت کی ہے اس سے معاف کروائے تاکہ زیادتی والے گناہ سے بری الذمہ ہو جائے' غمگین ہو کر' افسوس کرتے ہوئے اور اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے معافی مانگے کیونکہ بسا اوقات ریاکار اپنا تقویٰ ظاہر کرنے کے لیے معافی مانگتا ہے جب کہ دل سے وہ نادم نہیں ہوتا' اس طرح وہ ایک دوسرے گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

(احیاء العلوم علٰی ہامشہ اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۳۷' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

بَابُ الْوَعْدِ — وعدے کا بیان

وعدے کی لغوی تحقیق

وعدے کا استعمال خیر اور شر دونوں میں ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: ''وعدتہ خیرًا'' میں نے اس سے خیر کا وعدہ کیا۔ ''وعدتہ شرًا'' میں نے اس سے شر کا وعدہ کیا (یعنی اسے دھمکی دی)' اگر لفظ خیر اور شر ذکر نہ کیے جائیں تو پھر خیر کے لیے لفظ ''وعد'' اور لفظ ''عدہ'' ذکر کیا جاتے ہیں' اور شر کے لیے لفظ ''ایعاد'' اور ''وعید'' استعمال کیے جاتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۴۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۷۵۸ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَ اَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس علاء بن حضرمی کی طرف سے کچھ مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کچھ قرض ہو یا آپ نے کسی سے وعدہ فرمایا ہو تو وہ ہمارے پاس

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعْطِيَنِيْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَحَثَالِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَاِذَاهِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَّقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آ ئے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے اتنا اور اتنا اور اتنا عطا فرمائیں گے اور آپ نے اپنے دونوں دستِ اقدس تین مرتبہ پھیلائے‘ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی دونوں مٹھیاں بھر کر میری جھولی میں ڈال دیں‘ میں نے انہیں شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے‘ فرمایا: اس سے دوگنا اور لے لو۔ (بخاری ومسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط مسائل

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد والوں کے لیے فوت شدہ کا قرض ادا کرنا مستحب ہے اور اس میں اجنبی اور وارث دونوں برابر ہیں‘ نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ وعدہ قرض کے ساتھ ملحق ہے‘ جس طرح کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے: ”العدة دين“ وعدہ‘ قرض ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ٦٤٦‘ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی‘ بیروت)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور ﷺ کی میراث کی تقسیم نہیں‘ ورنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ‘ جناب فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ وعدہ پورا کراتے‘ دوسرے یہ کہ جو ذاتِ کریم ایسی دیانت دار ہو‘ وہ خلافت جیسی اہم چیز کبھی غصب نہیں کرسکتی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں‘ دیانت دار ہیں‘ رسول اللہ ﷺ کے سچے جانشین‘ اسلام کے پہلے تاج دار ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ٦ ص ٣٦٨‘ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ‘ اردو بازار‘ لاہور)

٧٧٥٩ - وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْيَضَ قَدْ شَابَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ وَاَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ قَلُوْصًا فَذَهَبْنَا نَقْبِضُهَا فَاَتَانَا مَوْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعْطُوْنَا شَيْئًا فَلَمَّا قَامَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَجِئْ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاَخْبَرْتُهُ فَاَمَرَ لَنَا بِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کا رنگ مبارک سفید تھا اور آپ پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو چکے تھے‘ اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے ہم شکل تھے‘ آپ نے ہمیں تیرہ جوان اونٹنیاں دینے کا حکم فرمایا‘ ہم اونٹنیوں پر قبضہ کرنے کے لیے گئے تو نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے اور لوگوں نے ہمیں کچھ نہ دیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر فائز ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ جس شخص سے رسول اللہ ﷺ نے کوئی وعدہ کیا ہو وہ ہمارے پاس آئے‘ میں نے حاضر ہو کر آپ سے عرض کیا: تو آپ نے ہمیں وہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔ (ترمذی)

بغیر گواہی طلب کیے وعدہ پورا کرنا

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

بہت سے وعدے اکیلے میں کیے جاتے ہیں‘ جن پر گواہ نہیں ہوتے‘ اگر جنابِ صدیق رضی اللہ عنہ گواہی کی قید لگاتے تو حضور انور ﷺ کے بہت سے وعدے پورے نہ ہو سکتے‘ اس لیے انہوں نے بغیر گواہ وعدے جاری فرمائے‘ نیز حضرات صحابہ تمام کے تمام عادل ہیں‘ وہاں جھوٹ کا احتمال نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ٦ ص ٣٦٩‘ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ‘ گجرات)

٧٧٦٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْحَمْسَاءِ

حضرت عبداللہ بن ابی حمساء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُّهُ اَنْ اٰتِيَهُ بِهَا فِيْ مَكَانِهٖ فَنَسِيْتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاِذَا هُوَ فِيْ مَكَانِهٖ فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ اَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ اَنْتَظِرُكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے پہلے آپ سے کوئی چیز خریدی اور میرے ذمہ کچھ قیمت باقی تھی۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ آپ کو باقی رقم لا کر پیش کرتا ہوں اور میں بھول گیا‘ تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو میں نے آکر دیکھا‘ آپ اسی جگہ تشریف فرما تھے‘ آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا‘ میں تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد)

۷۷۶۱ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَّعَدَ رَجُلًا فَلَمْ يَاْتِ اَحَدُهُمَا اِلٰى وَقْتِ الصَّلٰوةِ وَذَهَبَ الَّذِيْ جَاءَ لِيُصَلِّيَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی شخص سے وعدہ کیا اور دونوں میں سے ایک نماز کے وقت تک نہ آیا اور آنے والا نماز کے لیے چلا گیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (رزین)

۷۷۶۲ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ اَخَاهُ وَمِنْ نِّيَّتِهٖ اَنْ يَّفِيَ لَهُ فَلَمْ يَفِ وَلَمْ يَجِئْ لِلْمِيْعَادِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص نے اپنے بھائی سے وعدہ کیا اور اس کی نیت یہ ہے کہ وہ وعدہ پورا کرے گا مگر وہ وعدے پر نہ آسکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (ابوداؤد‘ ترمذی)

وعدہ کے احکام

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وعدہ پورا کرنے کی نیت ہو مگر وعدہ پورا نہ کرے تو گناہ گار نہیں اور بعض نے کہا کہ بغیر رکاوٹ کے وعدہ خلافی حرام ہے اور حدیث میں یہی مراد ہے۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اس پر اتفاق ہے کہ اگر ایسا وعدہ کیا جو شریعت میں منع نہیں تو اسے پورا کرنا چاہیے‘ باقی رہا یہ امر کہ وعدہ پورا کرنا واجب ہے یا مستحب‘ اس میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء اور امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا نظریہ ہے کہ یہ مستحب ہے اور وعدہ خلافی مکروہ ہے‘ اس میں سخت کراہت ہے مگر گناہ نہیں‘ اور ایک جماعت کا نظریہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا واجب ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بھی اسی جماعت سے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وعدہ کے ساتھ ان شاء اللہ کا لفظ کہتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ لفظ ''عسٰی'' فرماتے تھے لیکن وعدہ کرنا اور دل میں اس کے خلاف نیت کرنا بالاتفاق نفاق کی علامت ہے اور ایک گروہ کا نظریہ ہے کہ یہ نفاق کی علامت اس صورت میں ہے کہ وعدہ پورا نہ کرنے کی نیت سے وعدہ کرے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۸۶‘ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۷۷۶۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ دَعَتْنِيْ اُمِّيْ يَوْمًا وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِيْ بَيْتِنَا فَقَالَتْ هَا تَعَالَ اُعْطِيْكَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَرَدْتِ اَنْ تُعْطِيَهُ قَالَتْ اَرَدْتُ اُعْطِيَهُ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذْبَةٌ رَوَاهُ اَبُوْ

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے‘ میری والدہ نے کہا: اِدھر آؤ! میں تمہیں کچھ دیتی ہوں‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ عرض کیا: میں اسے کھجوریں دینا چاہتی ہوں‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: سن لو! اگر تم نے اسے کچھ نہ دیا تو تمہارے ذمہ جھوٹ کا گناہ لکھ دیا جائے گا۔ (ابوداؤد‘ بیہقی فی شعب الایمان)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

داوٗدَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

بَابُ الْمِزَاحِ خوش طبعی کا بیان

مزاح کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کسی آدمی کے ساتھ اسے تکلیف پہنچائے بغیر خوش طبعی کرنا مزاح ہے۔ اگر یہ خوش طبعی ایذاء کا باعث بنے تو یہ مزاح نہیں سخریت (مذاق اُڑانا) ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس مزاح سے منع کیا گیا ہے وہ ایسا مزاح ہے جس میں افراط اور زیادتی ہو کیونکہ اس طرح کا مزاح ہنسنے اور دل کی سختی کا باعث بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دین کے اہم اُمور میں غور و فکر سے توجہ ہٹا دیتا ہے اور اکثر اوقات یہ ایذاء رسانی کا باعث بن جاتا ہے اور کینہ پیدا کرتا ہے اور رعب اور وقار کو ختم کر دیتا ہے اور جو مزاح اس طرح کی باتوں سے خالی ہو وہ جائز ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کبھی کبھی مخاطب کا دل خوش کرنے کے لیے اس طرح کا مزاح فرمایا کرتے تھے اور یہ سنت مستحبہ ہے لیکن علامہ حنفی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوش طبعی کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہ کثرت مزاح فرمایا کرتے تھے۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیر کو آپ کی طرح اپنے نفس پر قابو نہیں تھا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیر کے لیے مزاح کا ترک اولیٰ ہے۔ امام ترمذی نے شمائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں صرف حق ہی کہتا ہوں۔ مفہوم یہ ہے کہ بادشاہوں کو لوہاروں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ باقی لوگ منع کے حکم کے تحت داخل ہیں لیکن اگر خوش طبعی کی مقررہ حد پر سختی سے قائم رہیں اور سیدھے راستے سے عدول نہ کریں پھر اجازت ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۴۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝﴾ (الحجرات:۱۱).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں کا مذاق اُڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں عورتوں کا مذاق اُڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو مسلمان ہو کر فاسق کہلانا کتنا بُرا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۝ (الحجرات:۱۱)

آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ مرد مردوں سے ہنسیں۔ اس آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول کئی واقعات میں ہوا پہلا واقعہ یہ ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس کو ثقلِ سماعت (اونچا سننے کی بیماری) کا عارضہ تھا جب وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان انہیں آگے بٹھاتے اور ان کے لیے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضور کے قریب حاضر رہ کر کلامِ مبارک سن سکیں۔ ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہوگئی اور مجلس شریف بھر گئی اس وقت ثابت آئے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا کھڑا رہتا۔ ثابت آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بیٹھنے کے لیے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ جگہ دو! جگہ دو! یہاں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ گئے' اور ان کے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف ایک شخص رہ گیا' انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو! اس نے کہا: تمہیں جگہ مل گئی' بیٹھ جاؤ۔ ثابت غصہ میں آ کر اس کے پیچھے بیٹھ گئے اور جب دن خوب روشن ہوا تو ثابت نے اس کا جسم دبا کر کہا کہ کون؟ اس نے کہا: میں فلاں شخص ہوں' ثابت نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا: فلانی کا لڑکا۔ اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا اور اس زمانہ میں ایسا کلمہ عار دلانے کے لیے کہا جاتا تھا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا واقعہ ضحاک نے بیان کیا کہ یہ آیت بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت عمار و خباب و بلال وصہیب وسلمان وسالم رضی اللہ عنہم وغیرہ غریب صحابہ کی غربت دیکھ کر ان کے ساتھ تمسخر کرتے تھے (مذاق اڑاتے تھے)' ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مردوں سے نہ ہنسیں یعنی مال دار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں (اُڑائیں)' نہ عالی نسب غیر ذی نسب کی اور نہ تندرست اپاہج کی' نہ بینا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو۔

(خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۹۲۹' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اڑائیں۔ یہ آیت ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی' انہیں معلوم ہوا کہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی لڑکی کہا' اس پر انہیں رنج ہوا اور روئیں' اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نبی زادی ہو اور نبی کی بیوی ہو' تم پر وہ کیا فخر کرتی ہیں اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے حفصہ رضی اللہ عنہا! خدا سے ڈرو۔ (خزائن العرفان ص ۹۳۰' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

سیدہ صفیہ وسیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا والی یہ روایت امام ترمذی رحمہ اللہ نے بہ روایت انس رضی اللہ عنہ ذکر کی ہے۔

(سنن ترمذی' کتاب المناقب' رقم الحدیث: ۳۸۹۴' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

۷۷۶٤ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو اور اس کا مذاق نہ اُڑاؤ اور نہ ہی اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔ (ترمذی)

۷۷٦۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ اِنِّيْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہمارے ساتھ مزاح فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا: میں تو صرف حق ہی کہتا ہوں۔ (ترمذی)

۷۷٦٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِاَخٍ لِّيْ صَغِيْرٍ يَّا اَبَا عُمَيْرٍ مَّا فَعَلَ النُّغَيْرُ وَكَانَ لَهٗ نُغَيْرٌ يَّلْعَبُ بِهٖ فَمَاتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ مل جل کر رہتے تھے حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی کو فرماتے: اے ابوعمیر! چڑیا کا کیا بنا؟ میرے بھائی کی ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اور وہ مرگئی تھی۔ (بخاری ومسلم)

حدیثِ مذکور سے مستنبط مسائل

علامہ نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں:

(۱) جس کی کوئی اولاد نہ ہو' اس کی کنیت رکھنا جائز ہے اور بچے کی کنیت رکھنا جائز ہے اور یہ جھوٹ نہیں ہے۔

(۲) ایسی خوش طبعی جائز ہے جس میں گناہ نہ ہو۔

(۳) بعض اسماء میں تصغیر جائز ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

(۴) بچے کا چڑیا کے ساتھ کھیلنا جائز ہے۔

(۵) بچے کا ولی وسرپرست کھیلنے کے لیے بچے کو پرندہ پکڑ اسکتا ہے۔

(۶) تکلف کے بغیر مسجع کلام جائز ہے۔

(۷) بچوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا اور کھیلنا جائز ہے۔

(۸) اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاقِ حسنہ عاداتِ کریمہ اور تواضع کا بیان ہے اور آپ کا اپنے رشتہ داروں سے ملاقات فرمانے کا ذکر ہے کیونکہ ابوعمیر کی والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رشتہ داروں سے تھیں۔

(۹) بعض مالکیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حرمِ مدینہ کا شکار جائز ہے لیکن حدیث میں اس پر دلالت نہیں کیونکہ حدیث میں صراحۃً یا کنایۃً اس کا ذکر نہیں کہ وہ جگہ حرمِ مدینہ سے تھی اور کتاب الحج میں کثیر احادیث صحیحہ گزری ہیں جن میں صراحۃً حرم مدینہ کے شکار کو حرام قرار دینے کا ذکر ہے لہٰذا اس طرح کی حدیث کے ساتھ ان احادیث پر عمل ترک نہیں کیا جاسکتا۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم' کتاب الآداب' جز ۱۴ ص ۳۵۵' مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

حرمِ مدینہ کے شکار کا مسئلہ

احناف کا نظریہ یہ ہے کہ حرمِ مدینہ منورہ کا شکار جائز ہے۔ امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ متوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابوعمیر والا یہ واقعہ مدینہ منورہ میں ہوا۔ اگر مدینہ منورہ کے شکار کا حکم مکہ مکرمہ کے شکار کی طرح ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چڑیا کو بند رکھنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہ دیتے۔ کسی نے اس پر اعتراض کیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ قباء میں پیش آیا ہو اور وہ جگہ حرمِ مدینہ سے خارج ہے' لہٰذا اس حدیث میں تمہارے لیے کوئی دلیل نہیں' لہٰذا ہم نے غور وفکر کیا کہ کیا اس حدیث کے علاوہ بھی کوئی ایسی حدیث ہے جو مدینہ منورہ کے شکار کے حکم کے متعلق راہنمائی کرے۔ (اس کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ نے احناف کے نظریہ پر احادیث پیش کیں:)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر والوں کے پاس ایک جنگلی جانور تھا' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر تشریف لے جاتے تو وہ جانور کھیلتا اور دوڑتا اور آگے پیچھے ہوتا' جب وہ محسوس کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو وہ گھٹنوں کے بل خاموش بیٹھ جاتا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہ واقعہ حرمِ مدینہ میں ہوا اور اس مقام پر وہ جنگلی جانوروں کو جگہ دیتے' انہیں پکڑتے اور ان پر دروازے بند کر دیتے تھے' لہٰذا یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اس معاملہ میں مدینہ منورہ کا حکم مکہ مکرمہ کے حکم سے مختلف ہے۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شکار کرتے تھے اور کچھ شکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرتے تھے' ایک مرتبہ انہیں تاخیر ہوگئی' پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' آپ نے انہیں فرمایا: تمہیں کس چیز نے روکے رکھا؟ عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں شکار نہیں ملا تو ہم مقام بیت اور قناۃ کے درمیان شکار کرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر تم مقام عقیق پر شکار کرتے تو جب تم روانہ ہوتے' میں رخصت کرنے تمہارے ساتھ جاتا اور جب تم واپس آتے تو میں تم سے ملاقات کرتا' کیونکہ مجھے مقام عقیق محبوب ہے۔

اس حدیث میں مدینہ منورہ کے شکار کے جائز ہونے پر دلالت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منورہ میں ہوتے ہوئے انہیں شکار کے مقام کی طرف راہنمائی فرمائی' اور مکہ مکرمہ میں یہ حلال نہیں۔ کیا ایسا نہیں کہ جو آدمی مکہ مکرمہ میں ہوتے ہوئے کسی آدمی کی شکار کی طرف راہنمائی کرے تو وہ گناہ گار ہوتا ہے تو جب مدینہ منورہ اس معاملہ میں مکہ مکرمہ کی طرح نہیں' لہٰذا مدینہ منورہ کے شکار کا حکم بھی مکہ مکرمہ کے شکار کے حکم سے مختلف ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور اس حدیث میں مقامِ عقیق کے شکار کے مباح ہونے کی دلیل بھی ہے (اس کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ عقلی دلائل سے حرمِ مدینہ کے شکار کا جواز ثابت کرتے ہیں)۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ حرام ہے' اسی طرح مکہ مکرمہ کے شکار اور درخت بھی حرام ہیں' اس میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں' پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص احرام کے بغیر مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوسکتا' لہٰذا مکہ مکرمہ کے شکار اور درخت کی حرمت مکہ مکرمہ کی ذات کی حرمت کی طرح ہے' پھر ہم اس طرف نظر کرتے ہیں کہ سب کے نزدیک اجماعاً مدینہ منورہ میں احرام کے بغیر داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں' جب مدینہ منورہ ذاتی طور پر حرام نہیں تو مدینہ منورہ کے شکار اور درخت کا حکم بھی مدینہ منورہ کی ذات کی طرح ہوگا' جس طرح مکہ مکرمہ کا شکار مکہ مکرمہ کی ذات کی طرح حرام ہے۔ اسی طرح مدینہ منورہ ذاتی طور پر حرام نہیں تو اس کا شکار اور درخت بھی حرام نہیں ہوں گے۔ اس سے ان حضرات کا قول ثابت ہوگیا جو کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے شکار کا حکم مکہ مکرمہ کے علاوہ باقی شہروں کے شکار کے حکم کی طرح ہے اور یہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وامام ابویوسف وامام محمد رحمہما اللہ کا نظریہ ہے۔

(شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۲۸۶' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' ملتان)

٧٧٦٧ - وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَحْمَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ حَامِلُكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ فَقَالَ مَا اَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَلِدُ الْاِبِلَ اِلَّا النُّوْقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی شخص نے سواری طلب کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: میں تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا' اس نے عرض کیا: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اونٹنی کا بچہ' اونٹ ہی ہوتا ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٧٦٨ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَءَةٍ عَجُوْزٍ اِنَّهُ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ فَقَالَتْ وَمَالَهُنَّ وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَهَا اَمَا تَقْرَئِيْنَ الْقُرْاٰنَ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ (الواقعہ:۳۵-۳۶) رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا: جنت میں کوئی بوڑھی عورت داخل نہیں ہوگی' اس نے عرض کیا: عورتیں جنت میں کیوں داخل نہیں ہوں گی حالانکہ وہ تلاوتِ قرآن کرتی ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تم قرآن میں یہ نہیں پڑھتیں کہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا): بے شک ہم ان عورتوں کو دوبارہ پیدا کریں گے ۝ تو انہیں کنواریاں بنائیں گے ۝ (الواقعہ:۳۵-۳۶)

(رزین' شرح السنہ میں مصابیح کے الفاظ سے ہے)

٧٧٦٩ - وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهُ زَاهِرُ بْنُ حَرَامٍ وَّكَانَ يَهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَادِيَةِ فَيُجَهِّزُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهُ وَكَانَ دَمِيْمًا فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَّهُوَ يَبِيْعُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ زاہر بن حرام نامی ایک دیہاتی شخص تھے' جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دیہات کے تحائف پیش کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں شہری اشیاء عنایت فرماتے' جب وہ جانا چاہتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے محبت فرماتے تھے اور وہ خوب صورت نہیں تھے۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے جب کہ زاہر رضی اللہ عنہ اپنا سامان فروخت کررہے تھے' آپ نے انہیں پیچھے سے اپنے بازوؤں میں لے لیا' انہوں نے آپ کو نہ دیکھا اور کہا: یہ کون ہیں؟ مجھے چھوڑو! پھر مڑ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

مَتَاعَهُ فَاحْتَضَنَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ لَا يُبْصِرُهُ فَقَالَ أَرْسِلْنِي مَنْ هٰذَا فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ لَا يَأْلُوْ مَا أَلْزَقَ ظَهْرَهُ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عَرَفَهُ وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَّشْتَرِي الْعَبْدَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا وَاللّٰهِ تَجِدُنِي كَاسِدًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

اور بار بار اپنی پشت نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک سے ملنے لگے۔ نبی کریم ﷺ فرمانے لگے: اس غلام کو کون خریدے گا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! تب تو اللہ کی قسم! آپ مجھے سستا پائیں گے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لیکن تم اللہ کے ہاں سستے نہیں ہو۔ (شرح السنۃ)

٧٧٧٠ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ لَا أَرَاكِ تَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْجِزُهُ وَخَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ مُغْضَبًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ كَيْفَ رَأَيْتِنِي أَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ فَمَكَثَ أَبُوْ بَكْرٍ أَيَّامًا ثُمَّ اسْتَأْذَنَ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَا أَدْخِلَانِي فِي سِلْمِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو آواز بلند کرتے ہوئے سنا' جب اندر آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پکڑ لیا تاکہ انہیں تھپڑ ماریں' اور فرمایا کہ میں آئندہ تمہیں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آواز بلند کرتے نہ دیکھوں' نبی کریم ﷺ نے انہیں روک دیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر چلے گئے' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے مجھے کیسا پایا؟ میں نے تمہیں اس مرد سے چھڑا لیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چند دن کے بعد حاضر ہوئے' پھر اجازت طلب کی تو دونوں کو صلح کی حالت میں پایا' انہوں نے دونوں سے کہا: تم مجھے اپنی صلح میں شامل کر لو' جس طرح تم نے مجھے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم نے تمہیں شامل کر لیا' ہم نے تمہیں شامل کر لیا۔ (ابوداؤد)

٧٧٧١ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: اے دو کانوں والے! (ابوداؤد' ترمذی)

٧٧٧٢ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ ادْخُلْ فَقُلْتُ أَكُلِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كُلُّكَ فَدَخَلْتُ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب کہ آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا' آپ نے مجھے جواب دیا' اور فرمایا: اندر آ جاؤ! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں سارا ہی اندر داخل ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! سارا ہی داخل ہو جا۔ تو میں اندر آ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْعَاتِكَةِ اِنَّمَا قَالَ اَدْخُلُ كُلِّيْ مِنْ صِغَرِ الْقُبَّةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

گیا۔حضرت عثمان بن ابی عاتکہ کہتے ہیں کہ حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے خیمہ کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے عرض کیا تھا کہ کیا میں سارا ہی اندر داخل ہو جاؤں۔

(ابوداؤد)

بَابُ الْمُفَاخَرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ

فخر اور تعصب کا بیان

فخر وتعصب کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نہایہ میں ہے: عصبی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی قوم کی خاطر غضب ناک ہو اور ان کی حمایت کرے اور عصبہ باپ کی جانب سے رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی وجہ سے آدمی کو قوت اور مضبوطی حاصل ہوتی ہے' اور اسی سے یہ حدیث ہے:

جس نے تعصب کی دعوت دی اور تعصب کی خاطر لڑائی کی' وہ ہم میں سے نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعصب کا تعلق جاہلانہ حمایت سے ہے جبکہ قواعد شرعیہ کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کے لیے گواہی دیتے ہوئے انصاف پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں' چاہے یہ گواہی تمہاری اپنی ذات' والدین اور برادری کے خلاف ہی کیوں نہ ہو' اور یہاں فخر اور تعصب کو اکٹھا اس لیے ذکر کیا ہے کہ عموماً دونوں لازم وملزوم ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۵۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

متعصب وہ شخص ہے جو اپنی قوم کی خاطر تعصب کرے اور اپنے مذہب کی خاطر لڑائی جھگڑا کرے کیونکہ اس صورت میں قوت وسختی کا اظہار ہوتا ہے اور گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں (اور عصبہ کا لغوی معنی بھی یہی ہے)۔ تعصب اگر حق کی خاطر ہو' اس میں ظلم نہ ہو تو یہ مستحسن ہے۔ اگر ناحق ہو اور ظلم ہو تو یہ مذموم ہے اور تعصب کا استعمال اکثر ناحق اور ظلم کے لیے ہوتا ہے' جس طرح کہ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۹۱' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۷۷۷۳ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَكْرَمُ قَالَ اَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِیْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ فرمایا: اللہ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے' جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہمارا سوال اس کے متعلق نہیں ہے' فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے حضرت یوسف نبی اللہ بن حضرت یعقوب نبی اللہ بن حضرت اسحاق نبی اللہ بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں' عرض کیا: ہمارا سوال اس کے متعلق نہیں ہے' فرمایا: تم عرب قبائل کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: تم میں جو جاہلیت میں بہتر تھے' وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں جب کہ (وہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد) آداب شریعت واحکام اسلام سے آگاہ ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم' حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ.

٧٧٧٤۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْسَابُكُمْ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِمَسَبَّةٍ عَلٰى اَحَدٍ كُلُّكُمْ بَنُوْ اٰدَمَ طَفُّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلَؤُهُ لَيْسَ لِاَحَدٍ عَلٰى اَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِدِيْنٍ وَتَقْوٰى كَفٰى بِالرَّجُلِ اَنْ يَّكُوْنَ بَذِيًّا فَاحِشًا بَخِيْلًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے یہ انساب تم میں سے کسی کے لیے عار کا سبب نہیں تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو آپس میں اسی طرح قریب قریب ہو جس طرح ایک صاع کی چیز دوسرے صاع کے قریب ہوتی ہے جب کہ تم نے اسے بھرا ہوا نہ ہو کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں مگر دین اور پرہیزگاری کی بناء پر فضیلت ہے آدمی کی عار کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ بدزبان فحش گو اور کنجوس ہو۔

(مسند احمد، بیہقی فی شعب الایمان)

٧٧٧٥۔ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت حسن بصری، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسب، مال اور کرم، تقویٰ ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٧٧٧٦۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَاءِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِّنْ جَهَنَّمَ اَوْ لَيَكُوْنَنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ اَوْ فَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ (حالتِ کفر میں) فوت شدہ اپنے آباء واجداد پر فخر کرنے سے باز آ جائیں، وہ تو (انجامِ کار) جہنم کا کوئلہ ہیں، ورنہ وہ اللہ کے ہاں نجاست کے اس کیڑے سے بدتر ہو جائیں گے جو اپنی ناک سے گندگی کو لڑھکاتا ہے (اور اس میں لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے)، بے شک اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کا غرور ونخوت اور اہلِ جاہلیت کا اپنے آباء پر فخر کرنا تم سے دور کر دیا ہے، انسان یا تو مؤمن ومتقی ہوتا ہے یا فاسق وفاجر اور تمام لوگوں سے بدتر ہوتا ہے، تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٧٧٧٧۔ وَعَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَعَزّٰى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَعِضُّوْهُ بِهَنِ اَبِيْهِ وَلَا تَكْنُوْا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے خود کو جاہلیت کے نسب کی طرف منسوب کیا، اس کے باپ کی قبیح خصلتیں (زنا وغیرہ) اس کے سامنے صراحتاً بیان کرو اور کنایہ نہ کرو۔ (شرح السنہ)

٧٧٧٨۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ فِيْ يَوْمِ حُنَيْنٍ كَانَ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهٖ يَعْنِيْ بَغْلَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ فَمَا رُؤِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ مِنْهُ مُتَّفَقٌ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر مبارک کی لگام پکڑے ہوئے تھے، جب مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھیراؤ کر لیا، تو آپ نیچے تشریف لے آئے اور فرمانے لگے: میں نبی ہوں! اس میں کوئی جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ راوی بیان فرماتے ہیں کہ اس دن لوگوں میں آپ سے بڑھ کر کوئی بہادر نہیں دیکھا گیا۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عَلَيْهِ.

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کی وضاحت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب'' میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فرزندِ ارجمند تھے اور حضرت سیّدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے، مگر آپ نے اپنی نسبت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف فرمائی، اس میں کیا حکمت ہے؟

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف اپنی نسبت کی کیونکہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے لمبی زندگی پائی تھی اور وہ مشہور شخصیت تھے، جب کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جوانی میں ہی انتقال ہو گیا تھا (لہٰذا وہ اتنے مشہور نہ تھے)، اسی لیے اکثر اہلِ عرب آپ کو ابن عبدالمطلب کہہ کر پکارتے تھے، جس طرح کہ ضمام بن ثعلبہ نے کہا تھا: تم میں ابن عبدالمطلب کون ہے؟ اور ایک قول یہ ہے کہ لوگوں میں مشہور تھا کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایسا شخص ظاہر ہوگا جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے گا، اور اللہ اس ہستی کے ہاتھ پر مخلوق کو ہدایت نصیب فرمائے گا اور وہ خاتم الانبیاء ہوں گے۔ اس لیے آپ نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف اپنی نسبت کی تاکہ لوگوں کو یاد دلایا جائے کہ میں وہی شخصیت ہوں جس کو تم پہچانتے ہو اور جو تمہارے درمیان مشہور ہے، اور سیف بن ذی یزن نے بھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے پہلے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اس پر تنبیہ فرمائی کہ انجام کار ان کا ہی غلبہ ہوگا۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۲۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان فخر پر محمول نہیں کیا جا سکتا، اور صاحب المصابیح نے یہ حدیث اس باب میں ذکر نہیں کی اور بعض محدثین نے یہ حدیث اس باب کے تحت ذکر کی ہے لیکن انہوں نے درست نہیں کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے مخصوص فضائل کا بھی بطورِ فخر ذکر نہیں فرمایا بلکہ اظہارِ تشکر کے طور پر ذکر فرمایا، آپ نے فرمایا: میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اس میں کوئی فخر نہیں (یہ تو اظہارِ حقیقت ہے) اور آپ نے متعدد مقامات میں عصبیت کی بھی مذمت فرمائی، لہٰذا اس حدیث پاک کو اظہارِ فخر یا اظہارِ عصبیت سے شمار نہیں کیا جا سکتا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ آپ کسی مشرک کی نسبت پر فخر کا اظہار فرمائیں، جب کہ آپ لوگوں کو اپنے آباء پر فخر سے منع فرماتے تھے۔ اس کی یہ توجیہ کی گئی ہے کہ آپ نے اپنے تعارف کے لیے نسبت فرمائی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایسی علامات ظاہر فرمائیں جو آپ کی نبوت کی دلیل تھیں اور کاہنوں پر اس کا علم ظاہر فرمایا حتیٰ کہ بہت سے لوگوں نے ان علامات کا مشاہدہ کیا، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا تعارف کروایا کہ میں ابن عبدالمطلب ہوں، جن کے متعلق ان علامات کا مشاہدہ کیا گیا ہے اور علامہ طیبی نے فرمایا کہ وہ اظہارِ فخر ممنوع ہے جو کفار کے ساتھ جہاد کے علاوہ ہو، اور جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی رخصت عنایت فرمائی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے روز مرحب کے ساتھ مقابلہ میں فرمایا: ''انا الذی سمتنی اُمی حیدرہ'' میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۵۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ تورپشتی کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان فخر پر محمول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مخصوص فضائل کے بطورِ فخر ذکر کی نفی کی ہے اور عصبیت کی بھی آپ نے مذمت فرمائی ہے اور نبی کریم ﷺ سے یہ متصور نہیں کہ آپ مشرک کی نسبت پر اظہارِ فخر فرمائیں۔ علامہ تورپشتی کا یہ کلام درست نہیں کیونکہ فصحاء و بلغاء اپنے کلام میں مقام و حال کی رعایت کرتے ہیں اور یہ مقام مقامِ جنگ ہے جس کا تقاضا ہے کہ اظہارِ فخر کیا جائے اور نبی کریم ﷺ تو افصح الناس ہیں اور سیّد الفصحاء والبلغاء ہیں، اور مقام و حال کی رعایت کا تقاضا یہی ہے کہ یہ کلام اظہارِ فخر پر محمول ہو اور ممنوع وہ فخر ہے جو جنگ کے علاوہ زمانہ جاہلیت کے طور پر شہرت اور دکھلاوے کے لیے ہو، جنگ میں دشمنوں کے مقابلہ میں اظہارِ فخر ممنوع نہیں، جس طرح کہ علامہ طیبی کے کلام سے واضح ہے اور علامہ تورپشتی کا یہ کہنا تو صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ سے یہ متصور نہیں کہ آپ مشرک کی نسبت پر اظہارِ فخر کریں، لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ آپ کے دادا جان مشرک تھے، بلکہ اس سے آپ کے دادا جان کا مؤمن ہونا ثابت ہوتا ہے کہ اگر وہ مشرک ہوتے تو ہرگز نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ اظہارِ نسبت میں فخر محسوس نہ فرماتے، ورنہ کفار کی طرف سے یہ بھی کہا جا سکتا تھا کہ جن کی نسبت پر آپ اظہارِ فخر کر رہے ہیں وہ تو ہماری طرح کافر تھے۔

نبی کریم ﷺ کے آباء و اجداد کے مؤمن ہونے پر بحمد اللہ تعالیٰ دلائل کثیرہ موجود ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر طبقہ میں، میں بنی آدم کے تمام طبقوں میں سب سے بہتر طبقہ سے مبعوث کیا گیا یہاں تک کہ میں اس طبقہ میں ہوا، جس طبقہ میں میں پیدا ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۵۵۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ پر سلام ہو! آپ نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور مجھے ان میں سب سے بہتر گروہ میں رکھا، پھر ان کے دو گروہ بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر گروہ میں رکھا، پھر ان کے قبائل بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا، پھر ان کے مختلف گھر بنائے، مجھے ان میں سب سے بہتر گھرانے میں رکھا اور میں جان کے اعتبار سے ان سب سے بہتر ہوں۔ (سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۶۰۸، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

ان احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے آباء و اجداد ہر دور میں بہترین لوگوں میں سے تھے، اور شرح زرقانی علی المواھب میں سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ و سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات میں ہے کہ روئے زمین پر ہر دور میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے اور زمین کبھی بھی سات مسلمانوں سے خالی نہیں رہی، اگر معاذ اللہ نبی کریم ﷺ کے آباء و اجداد میں سے کوئی مشرک ہوتا تو احادیث کی روشنی میں وہ اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں سے ہوتا تو اس سے مشرک کا مسلمان سے بہتر ہونا لازم آتا اور یہ قرآن پاک کے حکم کے خلاف ہے۔

قرآن مجید میں ہے: ''وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ'' (البقرہ: ۲۲۱) ''یقیناً مؤمن غلام مشرک سے بہتر ہے''۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے تمام آباء و اجداد مؤمن تھے۔ ہمیں یہ تسلیم ہے کہ آپ کے آباء و اجداد کے ایمان کا مسئلہ قطعی نہیں، لیکن ان کے عدمِ ایمان پر بھی تو قطعاً کوئی دلیلِ قطعی نہیں پیش کی جا سکتی، جب کہ ان کے ایمان کے نظریہ کی بنیاد محبت، احترام اور ادب پر ہے، لہٰذا کسی دلیلِ قطعی کے بغیر ایسا نظریہ رکھنا اور اس کا اظہار کرنا جو محبوب کریم ﷺ کی ایذاء رسانی کا باعث ہو سکتا ہو، ہرگز سلامتی کا راستہ نہیں۔ اگر کوئی محبت و سلامتی والے اس نظریہ کے دلائل پر مطمئن نہیں تو کم از کم اسے سکوت لازمی ہے تاکہ اس کا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

ایمان خطرہ سے محفوظ رہے۔

۷۷۷۹- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عُقْبَةَ عَنْ اَبِیْ عُقْبَةَ وَكَانَ مَوْلًی مِنْ اَهْلِ فَارِسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقُلْتُ خُذْهَا مِنِّیْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِیُّ فَالْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ هَلَّا قُلْتَ خُذْهَا مِنِّیْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْاَنْصَارِیُّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عقبہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعقبہ رضی اللہ عنہ جو کہ فارسی غلام تھے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں غزوۂ احد میں حاضر ہوا' میں نے ایک مشرک کو مارا اور کہا: مجھ سے یہ لے لے' میں فارسی غلام ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: تم نے یوں کیوں نہیں کہا کہ مجھ سے لے لے' میں انصاری غلام ہوں۔

(ابوداؤد)

۷۷۸۰- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّقَالَ النَّوَوِیُّ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ يَّعْلَمَ اَنَّهٗ سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے تمام مخلوق سے بہتر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ تو ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (مسلم) امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جب آپ کو یہ علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا کہ آپ اولادِ آدم علیہ السلام کے سردار ہیں۔

۷۷۸۱- وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اللّٰهُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَّاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التُّوْرِبُشْتِیُّ سَلَكَ الْقَوْمُ فِی الْخِطَابِ مَعَهٗ مَسْلَكَهُمْ مَعَ رُؤَسَاءِ الْقَبَائِلِ فَاِنَّهُمْ يُخَاطِبُوْنَهُمْ بِنَحْوِ هٰذَا الْخِطَابِ فَكَرِهَ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ كَانَ مِنْ حَقِّهٖ اَنْ يُّخَاطِبُوْهُ بِالنَّبِیِّ وَالرَّسُوْلِ فَاِنَّهَا الْمَنْزِلَةُ الَّتِیْ لَا مَنْزِلَةَ وَرَاءَهَا لِاَحَدٍ مِّنَ الْبَشَرِ.

حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں وفد بنی عامر کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ہم نے عرض کیا: آپ ہمارے سردار ہیں' آپ نے فرمایا: سیّد تو اللہ تعالیٰ ہے' ہم نے عرض کیا: آپ ہم میں سب سے زیادہ صاحبِ فضیلت اور سب سے زیادہ عطا فرمانے والے ہیں' آپ نے فرمایا: تم اپنی یہ بات کہو یا اس کا بعض کہو اور تمہیں شیطان جری و بے باک نہ بنا دے۔ (احمد' ابوداؤد) علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس قوم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرنے میں وہی طریقہ اپنایا' جو ان کا قبائل کے سرداروں سے مخاطب ہونے کا طریقہ تھا کیونکہ وہ قبائل کے سرداروں کو اسی طرح مخاطب کیا کرتے تھے' آپ نے اسے ناپسند فرمایا' کیونکہ آپ کا حق تو یہ تھا کہ آپ کو نبی و رسول کے القاب سے مخاطب کیا جاتا کہ کسی انسان کے لیے اس سے بلند کوئی مرتبہ نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیّد کہنے کا مسئلہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّد المتواضعین ہیں اور عبدِ کامل ہیں' آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اپنے مقامِ عبودیت اور تواضع کے اظہار کے لیے فرمایا کہ سیّد تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس سے ہرگز یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مخلوق کے سردار نہیں یا آپ کو سیّد کہنا جائز نہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سیادت کا بیان فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

''انا سیّد ولد اٰدم یوم القیمۃ و لا فخر'' میں روزِ قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۶۱۵، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

نبی کریم ﷺ کی شان تو بلند و بالا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے لیے سید کا لفظ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ابوبکر ہمارے سردار ہیں، جنہوں نے ہمارے سردار یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷۵۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں.

سیّدنا کہنے سے انکار فرمانے کا سبب یہ تھا کہ وہ آپ کو نبی و رسول کے القاب سے مخاطب کرتے جو کہ اعلیٰ بشری مراتب ہیں، آپ کا مقصود اصل سیادت کا انکار نہیں تھا جب کہ حدیث میں ہے کہ آپ اولادِ آدم کے سردار ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۹۵، مطبوعہ تیج کمار، لکھنؤ)

۷۷۸۲۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میری تعریف میں اس طرح غلو نہ کیا کرو، جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی؛ میں تو اس کا بندہ ہی ہوں، لہٰذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہا کرو۔ (بخاری و مسلم)

آپ کی تعریف میں مبالغہ کی تحقیق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میری تعریف میں اس طرح غلو نہ کیا کرو جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی۔

شیخ محقق، شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں:

آپ کی مراد یہ تھی کہ تم میری تعریف میں حد سے نہ بڑھ جاؤ اور جھوٹ نہ کہنے لگو، جس طرح نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں حد سے بڑھ گئے اور جھوٹ کہنے لگے کہ انہیں اللہ اور ابن اللہ کہہ دیا؛ تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو اور مقامِ بندگی، نبی کریم ﷺ کا وصفِ خاص ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے اور اس وصف میں سب سے زیادہ کامل آپ ہی ہیں، اور آپ کی طرف اس وصف کی نسبت میں آپ کے بلند مقام کا بیان ہے، نبی کریم ﷺ کی مدح میں مبالغہ تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ صفتِ الوہیت کے علاوہ آپ کے لیے جو وصفِ کمال ثابت کریں اور آپ کی مدح میں جو کمال ذکر کیا جائے، وہ آپ کے بلند مقام سے قاصر ہے۔

مخواں اورا خدا از بہر امر شرع و حفظ دین — دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش انشا کن

''شریعت کے حکم کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں خدا نہ کہو، اس کے علاوہ ان کی مدح میں جو وصف چاہو بیان کر دو''۔

درحقیقت خدا کے علاوہ کوئی آپ کی حقیقت کو نہیں جانتا اور آپ کی تعریف بیان نہیں کر سکتا، کیونکہ آپ جس طرح ہیں سوائے خدا کے کوئی اسے نہیں پہچان سکتا، جس طرح اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۹۳، مطبوعہ تیج کمار، لکھنؤ)

۷۷۸۳۔ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارِ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف وحی فرمائی گئی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر ظلم کرے۔ (مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

عَلٰى اَحَدٍ وَلَا يَبْغِىْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٧٧٨٤- وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ قَالَ اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عصبیت کیا ہے؟ فرمایا: تمہارا ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرنا۔ (ابوداؤد)

٧٧٨٥- وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ كَثِيْرِ الشَّامِيِّ مِنْ اَهْلِ فَلَسْطِيْنَ عَنِ امْرَاَةٍ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهَا فَسِيْلَةُ اِنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ اَبِىْ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يَنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ عَلَى الظُّلْمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبادہ بن کثیر شامی جو کہ اہل فلسطین میں سے ہیں' وہ فسیلہ نامی ایک فلسطینی خاتون سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سوال کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا عصبیت ہے؟ فرمایا: نہیں! البتہ آدمی کا ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرنا عصبیت ہے۔ (مسند احمد' ابن ماجہ)

٧٧٨٦- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّصَرَ قَوْمَهُ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيْرِ الَّذِىْ رَدّٰى فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی قوم کی ناحق مدد کی تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے' جو کنویں میں گر پڑے اور اسے دم سے پکڑ کر باہر کھینچا جائے۔ (ابوداؤد)

٧٧٨٧- وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَّلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَّلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَّاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں' جس نے عصبیت کی خاطر لڑائی کی' وہ ہم میں سے نہیں' جو عصبیت پر فوت ہوا' وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابوداؤد)

٧٧٨٨- وَعَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيْرَتِهِ مَا لَمْ يَاْثَمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے قبیلے کا دفاع کرے' جب تک وہ ظلم نہ کرے۔ (ابوداؤد)

٧٧٨٩- وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّكَ الشَّىْءَ يُعْمِىْ وَيُصِمُّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کسی چیز سے محبت کرنا' تمہیں اندھا اور بہرا کردیتا ہے۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ

نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

''بر'' اور ''صلہ'' کی لغوی تحقیق

ملا علی بن سلطان محمد قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

''بر'' کا معنی ہے: احسان' والدین اور رشتہ داروں کے حق میں ''بر'' (احسان اور نیکی) نافرمانی کی ضد ہے' اور نافرمانی یہ ہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

کہ ان کے ساتھ بُرائی سے پیش آئے اور ان کے حقوق کا لحاظ نہ کرے اور صلہ رحمی سے بطورِ کنایہ نسبی اور سسرالی رشتہ داروں سے احسان کرنا' ان کے ساتھ مہربانی اور نرمی سے پیش آنا اور ان کے حقوق کا لحاظ کرنا مراد ہے۔ قطع رحمی' صلہ رحمی کی ضد ہے۔ اسے صلہ رحمی اس لیے کہتے ہیں کہ صلہ رحمی کرنے والا گویا اپنے اور رشتہ داروں کے درمیان علاقے اور تعلق کو ملا دیتا ہے (اور صلہ کا معنی بھی ملانا ہوتا ہے)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۶۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۴۷۹۰ - عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تقدیر کو دعا ہی رد کر سکتی ہے اور عمر میں حسن سلوک ہی اضافہ کر سکتا ہے اور بے شک آدمی گناہ کا ارتکاب کرنے کی بناء پر رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

گناہ کی بناء پر رزق سے محروم ہونے سے کیا مراد ہے؟

اس حدیث میں ہے کہ آدمی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے' اس پر اشکال ہے کہ بہت سے کفار اور نافرمان لوگوں کے پاس مال کی فراوانی ہوتی ہے جب کہ بعض نیک اور ایمان دار' تنگ دست ہوتے ہیں۔ علامہ علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

علامہ مظہر نے فرمایا کہ اس کے دو معنی ہیں: (۱) رزق سے اخروی ثواب مراد ہے (لہٰذا کوئی اشکال نہیں کہ مؤمن کو اخروی ثواب حاصل ہوتا ہے اور کافر و نافرمان اس سے محروم رہتا ہے) (۲) رزق سے دنیاوی رزق یعنی مال' صحت اور عافیت مراد ہے۔ اس پر اشکال ہے کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بہت سے کفار اور فساق' نیک لوگوں سے زیادہ مال دار اور صحت مند ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مسلمان کے ساتھ مخصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا درجہ بلند کرنا چاہتا ہے تو گناہ کے بسبب اسے دنیا کی تکلیفوں میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

(ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں: یہ جواب بھی تقدیرِ معلق کے لحاظ سے ہے' کیونکہ عمر' امید' اخلاق' رزق سب کے سب امور اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہی ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۷۰' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

بعض لوگوں نے یہ تاویل کی ہے کہ رزق سے مراد اُخروی رزق ہے اور یقیناً گناہ کرنا' اخروی رزق سے محرومی کا سبب ہے' البتہ اگر اس سے دنیاوی رزق مال' صحت' کا مرانی مراد ہو تو پھر جواب یہ ہے کہ رزق کی محرومی سے مراد یہ ہے کہ اس آدمی کو متقیوں کی طرح فراغت قلبی اور پاکیزہ و پُرسکون زندگی حاصل نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً" (النحل: ۹۷) "جس مرد یا عورت نے بہ حالت ایمان نیک عمل کیے ہم یقیناً اسے پاکیزہ زندگی نصیب فرمائیں گے" جب کہ فاسق و فاجر لوگ اس سے محروم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا" (طٰہٰ: ۱۲۴) "جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا' اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی"۔ اگر گناہ کرنے والا مؤمن ہوا تو بُرے انجام کی فکر سے اس کی پاکیزہ زندگی مکدر ہو جائے گی۔ بعض نے کہا کہ یہ حدیث بعض گناہ گار مؤمنین کے ساتھ مخصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے پاک فرما کر بہشت میں داخل فرمانا چاہے گا تو دنیاوی مصائب کو ان کے گناہوں کا کفارہ بنا کر آخرت میں انہیں گناہوں سے پاک وصاف اٹھائے گا۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۰۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۷۷۹۱۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں‘ عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں‘ عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں‘ عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تیرا باپ۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: تیری ماں‘ پھر تیری ماں‘ پھر تیری ماں‘ پھر تیرا باپ‘ پھر تیرا زیادہ قریبی‘ پھر تیرا زیادہ قریبی۔

(بخاری و مسلم)

۷۷۹۲۔ وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد گرامی سے‘ وہ ان کے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کس سے حسنِ سلوک کروں؟ فرمایا: اپنی ماں سے‘ میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنی ماں سے‘ میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنی ماں سے‘ میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنے والد سے‘ پھر زیادہ قریبی سے‘ پھر زیادہ قریبی سے۔

(ترمذی‘ ابوداؤد)

ماں اور باپ کے حق میں ترتیب

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

بالغ لڑکا اگر کوئی ایسا کام کرے جس میں اس کے والدین کا دینی یا دنیاوی کوئی نقصان نہیں لیکن وہ اس کام کو پسند نہیں کرتے تو اس کے لیے والدین سے اجازت لینا ضروری ہے‘ بشرطیکہ وہ اس کام سے رکنے کی استطاعت رکھتا ہو‘ جب آدمی کے لیے والدین میں سے ہر ایک کے حق کی رعایت مشکل ہو جائے کہ ایک کی رعایت کرنے سے دوسرے کو تکلیف پہنچے تو تعظیم و احترام میں والد کے حق کی رعایت کرے اور خدمت میں والدہ کے حق کی رعایت کرے۔ علامہ حمامی فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تعظیم و احترام میں والد کو مقدم رکھے اور خدمت میں ماں کو مقدم رکھے‘ حتیٰ کہ اگر دونوں گھر میں اس کے پاس آئیں تو باپ کے لیے کھڑا ہو اور اگر دونوں نے اس سے پانی مانگا اور کسی نے اس کے ہاتھ سے پانی نہیں پکڑا تو پہلے ماں کو پانی پیش کرے۔

(فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۳۶۵‘ مطبوعہ نورانی کتب خانہ‘ پشاور)

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت‘ مجدد دین و ملت امام الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

اولاد پر ماں باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم۔ ”قال اللّٰه تعالٰى: وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَّحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا“ (الاحقاف:۱۵) ”اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی‘ اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف سے اور اسے جنا تکلیف سے اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینے میں ہے“۔

اس آیۂ کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کر کے گنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کو (جو اسے حمل و ولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کا حق بہت اشد و اعظم ہو گیا) شمار فرمایا۔ اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: ”وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِیْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَيْكَ“ (لقمان:۱۴) ”تاکید کی ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے حق میں کہ پیٹ میں رکھا اسے اس کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ماں نے سختی پر سختی اٹھا کر اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا''۔ یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی نہایت نہ رکھی کہ انہیں اپنے حقِ جلیل کے ساتھ شمار کیا۔ فرماتا ہے: شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا'' اللّٰہ اکبر وحسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم'' یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے۔ مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیلِ مادر نہیں تو باپ کو پچیس دے ماں کو پچھتر یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے وعلیٰ ہذا القیاس۔ نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دے کر معاذ اللہ باپ کے درپے ایذاء ہو یا اس پر کسی طرح درشتی (سختی) کرے یا اسے جواب دے یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے یہ سب باتیں حرام ہیں اور اللہ عزوجل کی معصیت ہیں۔ نہ ماں کی اطاعت ہے نہ باپ کی۔ تو اسے ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں۔ وہ دونوں اس کی جنت ونار ہیں۔ جسے ایذاء دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا والعیاذ باللہ۔ معصیتِ خالق میں کسی کی اطاعت نہیں اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار (تکلیف) پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے ہونے دے اور ہرگز نہ مانے۔

ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابلِ لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے ہیں اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم وآقا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۸۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۷۷۹۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيمًا فَهَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ وَهَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں ایک عظیم گناہ کا ارتکاب کر بیٹھا ہوں کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تمہاری ماں ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا تمہاری خالہ ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اس سے حسن سلوک کرو۔ (ترمذی)

۷۷۹۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا اور وہاں تلاوتِ قرآن کی آواز سنی میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا: یہ حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ حسن سلوک کرنے والے کی یہی جزاء ہے حسن سلوک کرنے والے کی یہی جزاء ہے اور حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی ماں کے ساتھ تمام لوگوں سے بڑھ کر حسنِ سلوک کیا کرتے تھے۔ (شرح السنۃ، بیہقی فی شعب الایمان)

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ نِمْتُ فَرَاَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ بَدَلَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ.

ایک روایت میں ''دخلت الجنۃ'' کی بجائے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: میں سویا تو میں نے خود کو جنت میں دیکھا۔

۷۷۹۵۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جاہمہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں آپ کی خدمت میں مشورہ کے لیے حاضر ہوا ہوں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

آپ نے فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: اس کی خدمت کو لازم پکڑ لو کیونکہ جنت اس کے قدموں کے پاس ہے۔

(احمد، نسائی، بیہقی فی شعب الایمان)

٧٧٩٦- **وَعَنِ** الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنَعَ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، بخل اور بھیک مانگنا حرام فرمایا ہے اور فضول بحث وتمحیص، کثرتِ سوال اور مال ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ (بخاری، مسلم)

٧٧٩٧- **وَعَنْ** اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ میرے پاس میری والدہ آئیں اور وہ عہدِ قریش میں مشرکہ تھیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں حالانکہ وہ اسلام سے اعراض کرنے والی ہیں، کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں؟ فرمایا: ہاں! ان سے صلہ رحمی کرو۔

(بخاری ومسلم)

٧٧٩٨- **وَعَنْ** اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَسِّمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَةِ اِذْ اَقْبَلَتْ اِمْرَاَةٌ حَتّٰى دَنَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَهَا رِدَاءَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ فَقَالُوْا هِيَ اُمُّهُ الَّتِيْ اَرْضَعَتْهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو مقامِ جعرانہ پر گوشت تقسیم فرماتے ہوئے دیکھا کہ ایک عورت حاضر ہوئیں، حتیٰ کہ وہ نبی کریم ﷺ کے قریب ہوئیں تو آپ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بتایا کہ یہ آپ کی رضاعی والدہ ہیں۔ (ابوداؤد)

٧٧٩٩- **وَعَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَا الرَّبِّ فِيْ رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والد کی خوشنودی میں اللہ کی رضا ہے اور والد کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔ (ترمذی)

٧٨٠٠- **وَعَنْ** اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَجُلًا اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ لِيْ امْرَاَةً وَاِنَّ اُمِّيْ تَاْمُرُنِيْ بِطَلَاقِهَا فَقَالَ لَهُ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَى الْبَابِ اَوْ ضَيِّعْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: میری بیوی ہے اور میری والدہ مجھے اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے، تم چاہو تو دروازے کی حفاظت کرو، چاہو تو اسے ضائع کر دو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٧٨٠١- **وَعَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ تَحْتِيْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اِمْرَاَةٌ اُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا فَقَالَ لِيْ طَلِّقْهَا فَاَبَيْتُ فَاَتٰى عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

تھی جس سے میں محبت کرتا تھا اور میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے انہوں نے مجھے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو میں نے انکار کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اسے طلاق دے دو۔ (ترمذی ابوداؤد)

۷۸۰۲۔ **وَعَنْهُ** قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُّوَلِّيَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: افضل ترین نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے چلے جانے کے بعد اس کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔ (مسلم)

۷۸۰۳۔ **وَعَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِيْلَ مَنْ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو اس کی ناک خاک آلود ہو اس کی ناک خاک آلود ہو عرض کیا گیا: کس کی؟ فرمایا: جس نے اپنے والدین میں سے ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا، پھر جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم)

۷۸۰۴۔ **وَعَنْ** اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ دونوں تیری جنت اور جہنم ہیں۔ (ابن ماجہ)

۷۸۰۵۔ **وَعَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِّلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِيًا لِّلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَّاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ اِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کے معاملہ میں اللہ کی اطاعت کی، اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے، اور جس نے والدین کے معاملہ میں اللہ کی نافرمانی کی، اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اگر ایک ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے، ایک شخص نے عرض کیا: اگرچہ والدین اس پر ظلم کریں، فرمایا: اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں، اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں، اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۸۰۶۔ **وَعَنْهُ** اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَّلَدٍ بَارٍّ يَّنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو نیک بیٹا اپنے والدین کی طرف محبت سے نظر کرے تو اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں حج مقبول کا ثواب لکھ دیتا ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اگرچہ وہ ہر روز ایک سو مرتبہ نظر کرے، فرمایا: ہاں! اللہ بہت بڑا اور پاک ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۴۸۰۷- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَيَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَاِنَّهُ قَدْ نَاٰى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمِيْ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَاْبِيْ وَدَاْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰى يَرَوْنَ السَّمَاءَ قَالَ الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ اِلَيْهَا نَفْسَهَا فَاَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً مِّنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَّقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّرَاعِيَهَا فَجَاءَنِيْ فَقَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین شخص سفر کر رہے تھے کہ بارش ہونے لگی تو انہوں نے ایک غار میں پناہ حاصل کی' اتنے میں غار کے منہ پر ایک چٹان آ گری اور یہ لوگ اندر بند ہو گئے' انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: تم لوگوں نے رضائے الٰہی کے لیے جو نیک اعمال کیے ہیں' ان کے متعلق غور و فکر کرو اور ان اعمال کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے' میں ان کی گزر اوقات کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا' جب شام کو واپس آتا تو دودھ دوہتا اور بچوں سے پہلے اپنے والدین کو دودھ پلاتا' ایک دن میں چراگاہ میں دور نکل گیا' اور شام کو دیر سے واپس آیا' والدین سو چکے تھے' میں نے حسبِ معمول دودھ دوہا اور تازہ دودھ لے کر والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا' میں نے انہیں بیدار کرنا مناسب خیال نہیں کیا اور ان سے پہلے بچوں کو دودھ پلانا بھی مناسب نہیں سمجھا' بچے میرے قدموں میں چیخ رہے تھے' میرا اور ان کا یہ معاملہ طلوعِ فجر تک چلتا رہا' اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا جوئی کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے اتنا راستہ کشادہ کر دے کہ ہم غار سے آسمان کو دیکھ لیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کچھ راستہ کھول دیا اور انہوں نے غار سے آسمان کو دیکھ لیا۔ دوسرے شخص نے دعا کی: اے اللہ! میری ایک چچازاد تھی' جس سے میں انتہائی محبت کرتا تھا' جس طرح مرد عورتوں سے محبت کرتے ہیں' میں نے اس سے خواہشِ نفسانی پورا کرنے کا مطالبہ کیا' اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلے سو دینار لے کر آؤ' میں نے کوشش کر کے سو دینار جمع کیے اور اس کے پاس دینار لے کر گیا' جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا: اے بندۂ خدا! اللہ سے ڈر اور مہر نہ توڑ (پردۂ بکارت زائل نہ کر)' تو میں اس کے پاس سے کھڑا ہو گیا' اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا جوئی کے لیے کیا تھا' پس تو ہمارے لیے کچھ راستہ کشادہ فرما دے' اللہ تعالیٰ نے راستہ مزید کشادہ فرما دیا' اور تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک فرق چاول کی اجرت پر ایک شخص سے مزدوری کروائی' جب اس نے اپنا کام مکمل کر لیا تو اس نے کہا: مجھے میری اجرت دو' میں نے اس کی مقررہ اُجرت پیش کی تو اس نے اعراض کیا اور اُجرت چھوڑ کر چلا گیا' میں ان چاولوں کی مسلسل کاشت کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس (آمدنی) سے بیل اور چرواہے جمع کر لیے' پھر وہ شخص میرے پاس آیا اور کہا: اللہ سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَاَعْطِنِي حَقِّي فَقُلْتُ اِذْهَبْ اِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي فَقُلْتُ اِنِّي لَا اَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيهَا فَاَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ڈرو! مجھ پر ظلم نہ کرو اور میرا حق مجھے ادا کرو' میں نے کہا: یہ بیل اور چرواہے لے جاؤ' تو وہ کہنے لگا: اللہ سے ڈرو اور میرا مذاق نہ اُڑاؤ' میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا' یہ بیل اور چرواہے لے جاؤ' وہ انہیں لے کر چلا گیا' اے اللہ! تجھے علم ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو اب باقی ماندہ راستہ بھی کھول دے' تو اللہ تعالیٰ نے باقی ماندہ راستہ بھی کھول دیا۔

(بخاری ومسلم)

حدیثِ غار سے مستنبط مسائل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ہمارے اصحاب نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انسان کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ مصیبت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے اور استسقاء وغیرہ کی دعا میں اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کرے کیونکہ اصحابِ غار نے وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی اور ان کی دعا مقبول ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے اور ان کی خوبیوں کا بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ ذکر کیا۔ اس حدیث میں والدین کے ساتھ نیکی کرنے' ان کی خدمت کرنے اور انہیں اپنی اولاد اور بیوی وغیرہ پر ترجیح دینے کی فضیلت کا بیان ہے' نیز اس حدیث میں پاک دامنی کی فضیلت اور حرام کام سے بچنے کی فضیلت خصوصاً حرام کام پر قدرت ہونے اور اس کے ارادہ کر لینے کے بعد خالصتاً خوفِ الٰہی سے اس حرام کام سے بچنے کی فضیلت کا بیان ہے' اس حدیث میں مزدوری کے جواز' حسنِ عہد' ادائیگی امانت اور سخاوت کا بیان ہے' اور اس میں کراماتِ اولیاء کا اثبات ہے اور یہی اہلِ حق کا مذہب ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم جز۱۷ ص۶۹' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کی ترغیب کے لیے گزشتہ امتوں کے اعمال کا بیان فرماتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کا کوئی کلام فائدہ سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے تو مزاح کی ہی یہ شان تھی' آپ کی خبر کا کیا عالم ہوگا؟

(۲) انسان دوسرے کا مال بطورِ فضولی (اس کے حکم اور اجازت کے بغیر) فروخت کر سکتا ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کر سکتا ہے' جب کہ مالک بعد میں اس تصرف کو جائز قرار دے دے۔ بعض حضرات نے کہا کہ حدیث سے اس مسئلہ پر استدلال تب درست ہے اگر سابقہ شرائع ہمارے لیے حجت ہوں' جب کہ جمہور اس کے خلاف ہیں۔ میں (بدرالدین عینی) کہتا ہوں: اگر شارع علیہ السلام نے سابقہ شرائع کا قصہ بیان فرما کر انکار نہ کیا ہو تو وہ حکم ہم پر لازم ہوتا ہے' اور یہاں ایک اور طریقے سے بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ قصہ ان کی مدح وثناء کے طور پر ذکر کیا ہے' اگر یہ فعل جائز نہ ہوتا تو آپ بیان فرما دیتے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۶۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۷۸۰۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ مُتَّفَقٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے' صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دے گا اور وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے گا اور ایک شخص کسی کی ماں کو گالی دے گا اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عَلَيْهِ۔

گا۔ (بخاری ومسلم)

٧٨٠٩۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَّلَا عَاقٌّ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) احسان جتانے والا (۲) والدین کا نافرمان (۳) عادی شرابی۔ (نسائی، دارمی)

٧٨١٠۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ الذُّنُوْبِ يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَا شَاءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهٗ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کے سوا ہر گناہ میں سے جس کو چاہے گا معاف فرما دے گا، لیکن والدین کی نافرمانی کی سزا موت سے پہلے زندگی میں ہی مل جائے گی۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٨١١۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاِنَّهٗ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْلَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک جس وقت فوت ہوتے ہیں، وہ شخص اس وقت ان کا نافرمان ہوتا ہے، پھر وہ ان کے لیے مسلسل دعا کرتا رہتا ہے اور بخشش طلب کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کو ماں باپ کا فرماں بردار لکھ دیتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٧٨١٢۔ وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ اَبَوَيَّ شَيْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت بنوسلمہ کا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ماں باپ کے فوت ہو جانے کے بعد بھی ان کے ساتھ کوئی نیکی کرنا میرے ذمہ باقی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ان کی نمازِ جنازہ پڑھو اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرو اور ان کے عہد کو پورا کرو اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور ان کے دوستوں کی تعظیم کرو۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

٧٨١٣۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری ومسلم)

حدیث مذکور پر اشکال اور اس کا جواب

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب سعیدی اس حدیث کی توضیح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ عمر اور رزق تو تقدیرِ الٰہی میں مقرر اور معین ہو چکے ہیں، اب ان میں زیادتی کیسے ہو سکتی ہے؟ جب کہ عمر کے متعلق قرآن مجید میں یہ تصریح ہے:

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○ (الاعراف: ۳۴)

ہر گروہ کے لیے ایک مدت مقررہ ہے جب ان کا وقت مقررہ آ جائے گا تو وہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکیں گے نہ آگے بڑھ سکیں گے ○

اس اشکال کے علماء نے متعدد جوابات دیئے ہیں' ان میں سے صحیح جواب یہ ہے کہ عمر میں زیادتی سے مراد یہ ہے کہ عمر میں برکت دی جائے اور عبادات کی توفیق دی جائے اور اس کی زندگی کے اوقات کو ان کاموں پر صرف کیا جائے جو اس کے لیے آخرت میں نفع آور ہوں اور غیر مفید کاموں میں ضیاعِ وقت سے اس کو محفوظ رکھا جائے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ عمر اور رزق میں زیادتی کا تعلق تقدیر معلق سے ہے' تقدیر مبرم سے نہیں ہے۔ مثلاً فرشتوں کو لوحِ محفوظ میں یہ دکھایا جاتا ہے کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہے اور اگر اس نے صلہ رحم کیا تو اس کی عمر چالیس سال بڑھا دی جائے گی' لیکن اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کہ اس نے صلہ رحم کرنا ہے یا نہیں اور اس کی عمر کتنی ہے' قرآن مجید کی اس آیت سے یہی مراد ہے اور یہی تقدیر مبرم ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کے مرنے کے بعد دنیا میں اس کا ذکر جمیل باقی رہے گا اور اس کے اعمالِ صالحہ کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ. (یٰسین: ۱۲)

بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال اور نشانات کو ہم لکھ رہے ہیں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی:

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ (الشعراء: ۸۴)

میرے بعد آنے والوں میں میرا ذکرِ جمیل باقی رکھ ○

سو عمر میں زیادتی کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے مرنے کے بعد اس کے اعمال کے ثواب اور اس کے ذکرِ جمیل کو جاری رکھے۔ (شرح صحیح مسلم ج ۷ ص ۹۶' مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

۷۸۱۴۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَاَةٌ فِي الْاَثَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے انساب کا علم حاصل کرو تاکہ تم صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلہ رحمی رشتہ داروں سے محبت' مال میں کثرت اور عمر میں زیادتی کا باعث بنتی ہے۔ (ترمذی)

۷۸۱۵۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اٰلَ اَبِيْ لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءَ اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فلاں قبیلے والے میرے دوست نہیں' میرا ولی و محب تو صرف اللہ اور نیک مؤمنین ہیں' البتہ ان سے میرا رشتۂ قرابت ہے' میں انہیں اپنی رشتہ داری کا فیض پہنچاؤں گا۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۱۶۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ذَنْبٍ اَحْرٰى اَنْ يُّعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بغاوت اور قطع رحمی کے سوا کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ آخرت میں سزا دینے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی سزا دے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

٧٨١٧۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہو اُن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٧٨١٨۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

٧٨١٩۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَى الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَّصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب مخلوق کو پیدا فرما کر فارغ ہوا تو رحم، رحمٰن کا دامن پکڑ کر کھڑا ہو گیا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ رحم نے عرض کیا: یہ قطع رحمی سے تیری پناہ لینے والے کا مقام ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں اس سے ملوں گا جو تجھ سے ملے گا اور میں اس سے تعلق منقطع کروں گا جو تجھ سے تعلق توڑے گا' رحم نے عرض کیا: کیوں نہیں! اے میرے رب! فرمایا: تو میں ایسا ہی کروں گا۔ (بخاری و مسلم)

٧٨٢٠۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رحم، رحمٰن سے مشتق ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تجھ سے تعلق جوڑے گا' میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جو تجھ سے تعلق توڑے گا' میں اس سے تعلق منقطع کر دوں گا۔ (بخاری)

٧٨٢١۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَا اللّٰهُ وَاَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنَ اسْمِيْ فَمَنْ وَّصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں' میں نے رحم پیدا فرمایا اور میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا اور جس نے اس سے تعلق جوڑا' میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جس نے اس سے تعلق منقطع کیا' میں اس سے تعلق توڑ دوں گا۔ (ابوداؤد)

٧٨٢٢۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَّصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رحم عرشِ الٰہی کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھ سے تعلق ملایا' اس سے اللہ تعلق ملائے گا اور جس نے مجھ سے تعلق توڑا' اس سے اللہ تعلق توڑ دے گا۔ (بخاری و مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۷۸۲۳- وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلہ چکائے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے کہ جب اس سے تعلق توڑا جائے تو وہ تعلق جوڑے۔ (بخاری)

۷۸۲۴- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَیَّ اَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں کہ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں' میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بُرائی کرتے ہیں' میں ان کے ساتھ بردباری کا مظاہرہ کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جاہلانہ روّیہ اختیار کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر حقیقتِ حال اسی طرح ہے' جیسے تم بیان کرتے ہو تو گویا تم نے ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال دی ہے' اور جب تک تم اس طریقہ پر رہو گے' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ان کے مقابلہ میں تمہارا ایک مددگار رہے گا۔ (مسلم)

۷۸۲۵- وَعَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ عَلٰى صَغِيْرِهِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: چھوٹے بھائی پر بڑے بھائی کا حق ایسے ہی ہے' جس طرح اولاد پر والد کا حق ہوتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

بَابُ الشَّفْقَةِ وَالرَّحْمَةِ عَلَى الْخَلْقِ

مخلوق پر شفقت اور رحمت کا بیان

شفقت اور رحمت کی لغوی تحقیق

شفقت' اشفاق سے اسم مصدر ہے' اشفاق کا معنی ہے: خوف' اور شفقت ایسی مہربانی کو کہتے ہیں جس میں خوف ملا ہوا ہو کیونکہ مشفق اس آدمی سے محبت کرتا ہے جس پر وہ شفقت کرتا ہے اور مشفق' مشفق علیہ (جس پر شفقت کی جائے) کے متعلق خوف کرتا ہے کہ کہیں اسے دینی یا دنیاوی مشقت و تکلیف نہ لاحق ہو جائے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۱۷۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

رحمت کا معنی ہے: بخشش و مہربانی کرنا اور مرحمت کا معنی بھی یہی ہے۔ ''رُحْم'' اور ''رُحُم'' بھی رحمت کے معنی میں ہے اور ''ترحم'' کا بھی یہی معنی ہے۔ ''رحموت'' بھی رحمت سے مشتق ہے اور مبالغہ کا صیغہ ہے (بہت زیادہ مہربانی کرنے والا)۔ رحمان اور رحیم اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں' یہ بھی رحمت میں مبالغہ کے لیے ہیں' اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ان کا تکرار بھی مبالغہ کے لیے ہے' رحمان میں رحیم کی بہ نسبت زیادہ مبالغہ ہے' اس کا معنی ہے: اتنی رحمت فرمانے والا جس سے زیادہ کا تصور نہ ہو سکے۔ اسی لیے رحمان اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مخصوص ہے اور رحیم اللہ تعالیٰ کے غیر پر بھی بولا جاتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۱۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۸۲۶- عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا' اس پر اللہ تعالیٰ رحم نہیں فرماتا۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۲۷- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ.

فرمایا: رحمٰن رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

۷۸۲۸- **وَعَنِ** النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ الْوَاحِدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان ایک دوسرے پر رحم کرنے، باہمی دوستی اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے میں ایک جسم کی طرح ہیں کہ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہو جاتا ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۲۹- **وَعَنْهُ** قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهُ اشْتَكٰى كُلُّهُ وَاِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهُ اشْتَكٰى كُلُّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان ایک شخص کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ (مسلم)

۷۸۳۰- **وَعَنْ** اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے، پھر آپ نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں داخل کیں۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۳۱- **وَعَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا اور نیکی کا حکم نہیں دیتا اور بُرائی سے نہیں روکتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی)

۷۸۳۲- **وَعَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: کیا تم لوگ اپنے بچوں کو چومتے ہو، ہم تو نہیں چومتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت نکال دی ہے تو میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟ (بخاری ومسلم)

۷۸۳۳- **وَعَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ وَالْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صادق و مصدوق ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت بدبخت (کے دل) سے ہی نکالی جاتی ہے۔ (مسند احمد، ترمذی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

٧٨٣٤- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا مِنْ اَجْلِ سِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ مَنْ يُكْرِمُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو نوجوان آدمی کسی شخص کے بڑھاپے کی بناء پر اس کا احترام کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس نوجوان کے بڑھاپے میں اس کے لیے ایسا شخص مقرر کردے گا جو اس کی تعظیم کرے گا۔ (ترمذی)

٧٨٣٥- وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ اِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَيْرِ الْغَالِيْ فِيْهِ وَلَا الْجَافِيْ عَنْهُ وَاِكْرَامَ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان تین اشخاص کا احترام کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے: (۱) بوڑھا مسلمان (۲) حاملِ قرآن' جو نہ تو قرآن پاک میں زیادتی کرتا ہو اور نہ اس سے اعراض کرتا ہو (۳) عادل حکمران۔ (ابوداؤد' بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٣٦- وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُوْ سُلْطَانٍ مُّقْسِطٌ مُّتَصَدِّقٌ مُّوَفَّقٌ وَّرَجُلٌ رَّحِيْمٌ رَّقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ وَّعَفِيْفٌ مُّتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ وَّاَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ الضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعٌ لَّا يَبْغُوْنَ اَهْلًا وَّلَا مَالًا وَّالْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يُخْفٰى لَهٗ طَمَعٌ وَّاِنْ دَقَّ اِلَّا خَانَهٗ وَرَجُلٌ لَّا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ اِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ اَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے لوگ جنتی ہیں: (۱) عادل سلطان جو صدقہ کرتا ہو اور اسے نیکی کی توفیق حاصل ہو (۲) جو شخص رحم دل ہو اور اپنے رشتہ داروں اور تمام مسلمانوں کے لیے نرم دل ہو (۳) جو شخص پاک دامن ہو اور عیال دار ہونے کے باوجود سوال سے پرہیز کرتا ہو' اور پانچ قسم کے لوگ جہنمی ہیں: (۱) وہ کمزور لوگ جن میں کامل عقل نہ ہو (اور کم عقلی کی بناء پر گناہوں سے اجتناب نہ کرتے ہوں) جو تمہارے ماتحت ہوں اور اپنے اہل اور مال کے لیے کوئی کوشش نہ کریں (۲) وہ خائن شخص جس کی طمع پوشیدہ نہ ہو اور وہ معمولی سی چیز میں بھی خیانت کرنے سے باز نہ آئے (۳) وہ شخص جو ہر صبح و شام تمہارے اہل اور مال سے دھوکا کرے (۴) آپ نے بخل یا جھوٹ کا ذکر فرمایا (۵) بداخلاق اور فحش گو۔ (مسلم)

الفاظِ حدیث کی جامعیت

اس حدیث میں ہے کہ تین قسم کے لوگ جنتی ہیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب بندوں کے احوال میں غور و فکر کیا جائے تو واضح ہوگا کہ جنت میں داخل ہونے کے مستحق اور جنتی کہلانے کے حق دار وہی لوگ ہوں گے' جو ان اقسام کے تحت داخل ہیں' ان سے خارج نہیں۔ حدیث میں ہے: پانچ قسم کے لوگ جہنمی ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ جہنمی زیادہ ہوں گے۔ فرمایا کہ جہنمیوں کی پہلی قسم وہ کمزور شخص ہے جس کے پاس عقل نہ ہو' اس سے مراد وہ شخص ہے جو صاحبِ رائے نہ ہو اور اس کے پاس عقلِ کامل نہ ہو' جس کی وجہ سے وہ نامناسب چیزوں کے ارتکاب سے بچ سکے۔ تورپشتی نے کہا کہ یہ معنی درست نہیں کیونکہ جس کے پاس عقل نہیں وہ مکلّف ہی نہیں' لہٰذا اس کے جہنمی ہونے کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے؟ اس لیے عقل سے مراد تماسک (قوتِ ضبط) ہے' اور معنی یہ ہے کہ جو شہوات کے وقت ضبط نہیں کرسکتا اور گناہ اور حرام سے بچ نہیں سکتا وہ جہنمی ہے۔ (ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں: تماسک اور قوتِ ضبط تو کمالِ عقل اور صبر سے حاصل ہوتی ہے' لہٰذا یہ انہی دونوں میں سے کسی ایک پر محمول ہوگی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-I-ISLAMIA ACADEMY

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۸۵ ' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۷۸۳۷- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَّعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَّمَتْهَا بَيْنَ اِبْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے میرے پاس آ کر سوال کیا' اس کی دو بیٹیاں بھی اس کے ساتھ تھیں' میرے پاس صرف ایک کھجور تھی' میں نے وہی کھجور اسے دے دی' اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کر کے اپنی بیٹیوں میں تقسیم کر دیئے اور خود کچھ نہیں کھایا' پھر کھڑی ہوئی اور چلی گئی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کے سامنے اس کا واقعہ بیان کیا' آپ نے فرمایا: جو شخص بیٹیوں کی پرورش میں مبتلا ہو جائے اور ان سے حسن سلوک کرے تو وہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے حجاب بن جاتی ہیں۔

(بخاری ومسلم)

۷۸۳۸- وَعَنْ سُرَاقَةَ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ اِبْنَتُكَ مَرْدُوْدَةٌ اِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری جو بیٹی تمہاری طرف واپس کر دی گئی ہو اور تمہارے سوا کوئی شخص اس کو کما کر دینے والا نہ ہو' تمہارا اس پر خرچ کرنا بہترین صدقہ ہے۔

(ابن ماجہ)

۷۸۳۹- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا يَعْنِي الذُّكُوْرَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی دو بیٹیاں ہوں' اس نے انہیں نہ زندہ درگور کیا' نہ ان کی توہین کی' نہ اپنے بیٹے کو ان پر ترجیح دی' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(ابوداؤد)

۷۸۴۰- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ كَذٰلِكَ وَضَمَّ اَصَابِعَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی' قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ (مسلم)

۷۸۴۱- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ وَلِغَيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ وہ یتیم اس کا اپنا ہو یا غیر کا' جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور ان کے درمیان کچھ کشادگی فرمائی۔ (بخاری)

۷۸۴۲- وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَامْرَاَةٌ سُفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوْمَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ اِلَى الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ اِمْرَاَةٌ اٰمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور سیاہ رخساروں والی عورت قیامت کے روز اس طرح ہوں گے' اور یزید بن زریع نے درمیانی اور شہادت والی انگلی کی طرف اشارہ کیا' وہ عورت جو صاحب جاہ و جمال تھی اور خاوند (کی موت یا طلاق کی وجہ) سے بیوہ ہو گئی اور اس نے اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لیے خود کو روکے رکھا حتیٰ کہ بچے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰی یَتَامَاهَا حَتّٰی بَانُوْا اَوْ مَاتُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

(بالغ ہوکر) جدا ہو گئے یا فوت ہو گئے۔ (ابوداؤد)

۷۸۴۳۔ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَحَ رَاْسَ یَتِیْمٍ لَّمْ یَمْسَحْهُ اِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ یَمُرُّ عَلَیْهَا یَدُهٗ حَسَنَاتٍ وَّمَنْ اَحْسَنَ اِلٰی یَتِیْمَةٍ اَوْ یَتِیْمٍ عِنْدَهٗ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِی الْجَنَّةِ كَهَاتَیْنِ وَقَرَنَ بَیْنَ اِصْبَعَیْهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اللہ تعالیٰ ہر بال کے عوض اسے نیکیاں عطا فرمائے گا' اور جس نے اپنے زیر کفالت یتیم بچی یا بچے سے حسنِ سلوک کیا' قیامت کے دن میں اور وہ جنت میں ان دونوں (انگلیوں) کی طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگلیاں ملائیں۔ (احمد' ترمذی)

۷۸۴۴۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَكَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ قَالَ امْسَحْ رَاْسَ الْیَتِیْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْكِیْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے دل کی سختی کی شکایت کی' تو آپ نے فرمایا: یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ (احمد)

۷۸۴۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰوٰی یَتِیْمًا اِلٰی طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ یَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا یُغْفَرُ وَمَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ رَحِمَهُنَّ حَتّٰی یُغْنِیَهُنَّ اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَیْنِ قَالَ اَوِ اثْنَیْنِ حَتّٰی لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَةٌ لَقَالَ وَاحِدَةٌ وَّمَنْ اَذْهَبَ اللّٰهُ بِكَرِیْمَتَیْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا كَرِیْمَتَاهُ قَالَ عَیْنَاهُ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شامل کیا' یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب فرمائے گا' بشرطیکہ اس نے کوئی ناقابلِ معافی گناہ نہ کیا ہو اور جس نے تین بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کی' ان کی تعلیم وتربیت کی اور ان پر شفقت کی' حتیٰ کہ انہیں دیکھ بھال کی حاجت نہ رہی' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب فرمائے گا' ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! یا دو ہوں' فرمایا: یا دو ہوں' حتیٰ کہ اگر لوگ عرض کرتے کہ یا ایک ہو تو آپ فرما دیتے کہ چاہے ایک ہی ہو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کی دو پیاری چیزیں لے گیا' اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ دو پیاری چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: اس کی دونوں آنکھیں۔ (شرح السنہ)

۷۸۴۵۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُّحْسَنُ اِلَیْهِ وَشَرُّ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُّسَاءُ اِلَیْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے' جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔ (ابن ماجہ)

تعلیم وتربیت کے لیے یتیم کو مارنا

اس حدیث میں یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دلائی گئی ہے اور اس کے ساتھ بدسلوکی سے منع کیا گیا ہے' لیکن تعلیم وتربیت کے لیے یتیم کو مارنا بدسلوکی میں شمار نہیں ہوگا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

یتیم کے ساتھ بدسلوکی سے مراد یہ ہے کہ اسے ناجائز طریقے سے تکلیف دی جائے لیکن ادب سکھانے اور تعلیم قرآن کے لیے اسے مارنا، یہ حقیقتاً احسان میں داخل ہے اگرچہ ظاہراً یہ بدسلوکی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۹۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

۷۸۴۶ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسَاعِيْ عَلَى الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالسَّاعِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیوہ اور مسکین پر خرچ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کی طرح ہے، اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ (عبادتِ الٰہی کے لیے) کھڑا رہنے والے شخص کی طرح ہے جو تھکتا نہ ہو اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہ کرتا ہو۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۴۷ ـ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے بیٹے کی تربیت کرنا، ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

۷۸۴۸ ـ وَعَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَّلَدَهٗ مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا اپنے بیٹے کے لیے حسنِ تربیت سے بہتر کوئی عطیہ نہیں۔ (ترمذی، بیہقی، شعب الایمان)

۷۸۴۹ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر نہ ظلم کرتا ہے، نہ اسے رسوا کرتا ہے، اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت (پوری کرنے) میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت (پوری فرمانے) میں رہتا ہے اور جس نے کسی مسلمان کی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (بخاری، مسلم)

۷۸۵۰ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ رَوَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے رسوا کرتا ہے، نہ اسے حقیر جانتا ہے اور تین بار سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، آدمی کے شر کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، مسلمان پر مسلمان کی ہر چیز حرام ہے، اس کا خون، اس کا مال، اس کی عزت و آبرو۔ (مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مُسْلِمٌ.

٧٨٥١ - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٧٨٥١ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ مِرْاٰةُ اَخِيْهِ فَاِنْ رَاٰى بِهٖ اَذًى فَلْيُمِطْ عَنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تم میں سے ہر شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے، اگر اس میں کوئی عیب دیکھے تو اسے دور کردے۔ (ترمذی)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَلِاَبِيْ دَاوٗدَ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ يَكُفُّ عَنْهُ ضَيْعَتَهٗ وَيَحُوْطُهٗ مِنْ وَّرَائِهٖ.

ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ مومن، مومن کا آئینہ ہے، اس سے نقصان کو دور کرتا ہے اور پس پشت اس (کے مال وآبرو) کی حفاظت کرتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٧٨٥٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذٰلِكَ نَصْرُكَ اِيَّاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کی مدد کرو، وہ ظالم ہو خواہ مظلوم، ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! مظلوم ہونے کی حالت میں تو میں اس کی مدد کروں گا، ظالم ہونے کی حالت میں اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: تم اسے ظلم سے روک دو، اس کے لیے یہی تمہاری مدد ہے۔ (بخاری، مسلم)

٧٨٥٣ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتِيْبَ عِنْدَهٗ اَخُوْهُ الْمُسْلِمُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهٖ فَنَصَرَهٗ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَاِنْ لَّمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهٖ اَدْرَكَهُ اللّٰهُ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور وہ اس کی مدد پر قادر تھا اور اس نے اس کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی مدد فرمائے گا اور اگر قدرت کے باوجود اس کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کا مواخذہ فرمائے گا۔ (شرح السنہ)

٧٨٥٤ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَّ عَنْ لَّحْمِ اَخِيْهِ بِالْمَغِيْبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی غیبت کا دفاع کیا (کسی دوسرے شخص کو اس کی غیبت کرنے سے روکا) تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے جہنم سے آزاد فرمائے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٧٨٥٥ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّرُدُّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس سے جہنم کی آگ کو دور فرمائے، پھر آپ نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰہِ اَنْ یَرُدَّ عَنْہُ نَارَ جَھَنَّمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثُمَّ تَلَا وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَO (الروم:٤٧) رَوَاہُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور مؤمنوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ کرم پر ہےO (الروم:۴۷) (شرح السنہ)

۷۸۵٦- وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ یَخْذُلُ اِمْرَاً مُّسْلِمًا فِیْ مَوْضِعٍ یُّنْتَھَکُ فِیْہِ حُرْمَتُہٗ وَیُنْتَقَصُ فِیْہِ مِنْ عِرْضِہٖ اِلَّا خَذَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَوْطِنٍ یُّحِبُّ فِیْہِ نُصْرَتَہٗ وَمَا مِنِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ یَّنْصُرُ مُسْلِمًا فِیْ مَوْضِعٍ یُّنْتَقَصُ مِنْ عِرْضِہٖ وَیُنْتَھَکُ فِیْہِ مِنْ حُرْمَتِہٖ اِلَّا نَصَرَہُ اللّٰہُ فِیْ مَوْطِنٍ یُّحِبُّ فِیْہِ نُصْرَتَہٗ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کی ایسی جگہ رسوائی کی جہاں اس کی آبروریزی اور بے عزتی کی جارہی تھی تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ایسی جگہ ذلیل و رسوا کرے گا جہاں اسے اللہ تعالیٰ کی مدد مطلوب ہوگی اور جس شخص نے کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کی' جہاں اس کی بے عزتی اور آبروریزی کی جارہی تھی تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی ایسے مقام پر مدد فرمائے گا' جہاں اسے اللہ تعالیٰ کی مدد مطلوب ہوگی۔ (ابوداؤد)

۷۸۵۷- وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰی عَوْرَۃً فَسَتَرَھَا کَانَ کَمَنْ اَحْیَا مَوْءُوْدَۃً رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی کے پوشیدہ عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس کی پردہ پوشی کی' وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے زندہ درگور بچی کو (قبر سے باہر نکال کر گویا از سرِ نو) زندہ کردیا۔ (مسند احمد' ترمذی' امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا)

۷۸۵۸- وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمٰی مُؤْمِنًا مِّنْ مُّنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰہُ مَلَکًا یَّحْمِیْ لَحْمَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ نَّارِ جَھَنَّمَ وَمَنْ رَّمٰی مُسْلِمًا بِشَیْءٍ یُّرِیْدُ بِہٖ شَیْنَہٗ حَبَسَہُ اللّٰہُ عَلٰی جِسْرِ جَھَنَّمَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مؤمن کی کسی منافق سے حفاظت کرے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا اور جو شخص عیب لگانے کے ارادے سے کسی مسلمان پر تہمت لگائے گا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر روک دے گا' حتیٰ کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے باہر آجائے گا۔ (ابوداؤد)

۷۸۵۹- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضٰی لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ حَاجَۃً یُّرِیْدُ اَنْ یَسُرَّہٗ بِھَا فَقَدْ سَرَّنِیْ وَمَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰہَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰہَ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میرے کسی امتی کو خوش کرنے کی نیت سے اس کی حاجت پوری کی تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا' اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۸٦۰- وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَغَاثَ مَلْھُوْفًا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ ثَلَاثًا وَّسَبْعِیْنَ مَغْفِرَۃً وَّاحِدَۃً فِیْھَا صَلَاحُ اَمْرِہٖ کُلِّہٖ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ لَہٗ دَرَجَاتٌ یَّوْمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مصیبت زدہ شخص کی فریاد رسی کی' اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر مغفرتیں لکھ دے گا' جن میں سے ایک مغفرت سے اس کے تمام معاملات درست ہو جائیں گے اور بہتر مغفرتوں کے عوض قیامت کے روز اسے بلند درجات حاصل

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

ہوں گے۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

٧٨٦١ - وَعَنْهُ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عَيَالِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت انس و حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما ہی بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے عیال سے حسنِ سلوک کرے۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

٧٨٦٢ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر نماز قائم کرنے' زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان سے خیرخواہی کرنے کی بیعت کی ہے۔ (بخاری' مسلم)

٧٨٦٣ - وَعَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلَاثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دین خیرخواہی کا نام ہے' آپ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا' ہم نے عرض کیا: کس سے خیرخواہی کریں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے' اس کی کتاب سے' اس کے رسول سے' مسلمانوں کے ائمہ سے اور عام مسلمانوں سے۔ (مسلم)

٧٨٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ مَاْلَفٌ وَّلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَاْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن سراپا الفت ہوتا ہے' جو شخص الفت نہیں کرتا اس میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے الفت کی جاتی ہے۔ (مسند احمد' بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٦٥ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰى نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ قَالَ فَسَكَتُوْا فَقَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ يُّرْجٰى خَيْرُهٗ وَيُؤْمَنُ شَرُّهٗ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَّا يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو بیٹھے ہوئے تھے' آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سے بہترین کون ہے اور بدترین کون ہے؟ لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے تین مرتبہ اسی طرح فرمایا' ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں! آپ ہمیں بتائیں کہ ہم میں سے بہترین کون ہے اور بدترین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جس سے بھلائی کی امید کی جاتی ہو اور جس کی بُرائی سے لوگ محفوظ ہوں اور تم میں سے بدترین وہ ہے جس سے بھلائی کی امید نہ کی جاتی ہو اور جس کے شر سے لوگ محفوظ نہ ہوں' (ترمذی' بیہقی' امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

٧٨٦٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے' جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہے (ترمذی'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ قَالَ مِيْرَكُ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ رِّجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

دارمی' میرک نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد جید ہیں اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں)۔

۷۸۶۷- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ مَنْ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں' اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں' اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کون مؤمن نہیں؟ آپ نے فرمایا: جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۶۸- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَسَّمَ بَيْنَكُمْ اَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَّمَ بَيْنَكُمْ اَرْزَاقَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُّحِبُّ وَمَنْ لَّا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ اِلَّا مَنْ اَحَبَّ فَمَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ الدِّيْنَ فَقَدْ اَحَبَّهٗ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰى يُسْلِمَ قَلْبُهٗ وَلِسَانُهٗ وَلَا يُؤْمِنُ حَتّٰى يَاْمَنَ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے درمیان رزق تقسیم فرمایا ہے' اسی طرح اخلاق تقسیم فرمائے ہیں' اللہ تعالیٰ دنیا تو اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ دونوں شخصوں کو عطا فرما دیتا ہے' مگر دین صرف اسے عطا فرماتا ہے جس سے محبت ہو' لہٰذا جسے اللہ تعالیٰ نے دین عطا فرمایا ہے' اس سے محبت فرمائی ہے' اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کے دل وزبان اسلام نہ لے آئیں اور آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا' جب تک اس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۶۹- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی شرانگیزیوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

۷۸۷۰- وَعَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) پڑوسی کے متعلق وصیت کرتے رہے' حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا کہ وہ اسے وارث بنا دیں گے۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۷۱- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ وَاِذَا اَسَاْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَاْتَ فَقَدْ اَسَاْتَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کیسے علم ہوگا کہ میں نے نیک کام کیا ہے یا بُرا کام کیا ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے اچھا کام کیا ہے تو (جان لو کہ) تم نے اچھا کام کیا ہے اور جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے بُرا کام کیا ہے تو (جان لو کہ) تم نے بُرا کام کیا ہے۔ (ابن ماجہ)

۷۸۷۲- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ قُرَادٍ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ يَوْمًا فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِهِ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰذَا قَالُوْا حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ أَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهُ إِذَا حَدَّثَ وَلْيُؤَدِّ أَمَانَتَهُ إِذَا اؤْتُمِنَ وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

نے وضو فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کا بچا ہوا پانی حصولِ برکت کے لیے جسموں پر ملنے لگے' نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہیں اس کام پر کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اس بات پر خوش ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول اس کے ساتھ محبت کریں تو وہ جب بات کرے سچ کہے' جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرے اور اپنے پڑوسی سے حسنِ سلوک کرے۔

(بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٧٣- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِيْ يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلٰى جَنْبِهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص خود سیر ہو کر کھانا کھائے اور اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا رہے' وہ مومن نہیں۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٧٤- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِيْ جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِيَ فِي النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ قِلَّةُ صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ وَلَا تُؤْذِيْ بِلِسَانِهَا جِيْرَانَهَا قَالَ هِيَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں عورت کی نماز' روزہ اور صدقہ کی کثرت کا لوگوں میں چرچا ہے' مگر وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے' آپ نے فرمایا: وہ جہنمی ہے' عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں عورت کے روزہ' صدقہ اور نماز کی کمی کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور وہ پنیر کے چند ٹکڑے ہی صدقہ کرتی ہے' لیکن وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی' آپ نے فرمایا: وہ جنتی ہے۔

(مسند احمد' بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٧٥- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ خَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَارَانِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جھگڑا کرنے والے دو پڑوسی ہوں گے۔

(مسند احمد)

٧٨٧٦- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى اثْنَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنْ يُحْزِنَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تین شخص ہو تو دو شخص تیسرے سے ہٹ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں جب تک لوگوں میں گھل مل نہ جائیں' اس لیے کہ یہ عمل اس تیسرے شخص کو غمگین کر دے گا۔ (بخاری' مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تیسرے شخص کی موجودگی میں سرگوشی کرنے کا شرعی حکم

اس حدیث میں ہے کہ جب تم تین ہو تو تیسرے سے ہٹ کر دونوں آپس میں سرگوشی نہ کرو۔ تیسرے آدمی کی موجودگی میں دو شخص اس سے ہٹ کر آپس میں سرگوشی کریں تو اسے وہم ہوگا کہ یہ میرے متعلق ہی گفتگو کر رہے ہیں اور یہ اس شخص کی دل آزاری کا باعث ہوگا اور ان دو آدمیوں کا یہ فعل آدابِ مجلس کے خلاف ہوگا' لہٰذا اس سے منع فرمایا گیا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ان احادیث میں تیسرے شخص کی موجودگی میں دو آدمیوں کی سرگوشی سے منع فرمایا گیا ہے' اسی طرح ایک شخص کی موجودگی میں تین یا زیادہ آدمیوں کی سرگوشی کا بھی یہی حکم ہے' اور یہ ممانعت تحریمی ہے' لہٰذا ایک آدمی کو چھوڑ کر باقی جماعت کا باہمی سرگوشی کرنا ممنوع ہے' البتہ اگر وہ آدمی اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما' امام مالک' شوافع اور جمہور علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ سفر میں سرگوشی ممنوع ہے' حضر میں نہیں' کیونکہ سفر میں خوف کا اندیشہ ہوتا ہے' بعض علماء کا دعویٰ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے' اگرچہ ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا لیکن جب اسلام پھیل گیا اور لوگوں کو امن حاصل ہو گیا تو ممانعت ختم ہو گئی۔ منافقین' مؤمنین کی موجودگی ان کی دل آزاری کے لیے سرگوشی کیا کرتے تھے' لیکن اگر چار آدمی ہوں اور دو آدمیوں سے ہٹ کر دو شخص سرگوشی کریں تو بالاتفاق اس میں کوئی حرج نہیں۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم جز ۱۴ ص ۳۹۰' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

۷۸۷۷- وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَیَقْضِی اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں جب کوئی سائل یا حاجت مند حاضر ہوتا تو آپ (صحابہ کرام سے) فرماتے: تم سفارش کرو' اجر پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے فیصلہ فرما دے۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۷۸- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے ان کے مراتب کے مطابق سلوک کرو۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْحُبِّ فِی اللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ

اللہ کے لیے محبت اور اللہ کی طرف سے محبت کا بیان

عنوان کی تشریح

اس باب کا عنوان ہے: ''الحب فی اللّٰہ ومن اللّٰہ'' اس کی تشریح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

''الحب فی اللّٰہ'' سے مراد ہے: اللہ کی ذات کے لیے محبت کرنا جس میں ریاکاری اور خواہشِ نفسانی کی ملاوٹ نہ ہو' اور ''الحب من اللّٰہ'' سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ کی جہت سے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرنا یعنی جب آدمی کسی سے محبت کرے تو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اس سے محبت کرے' ''من اللّٰہ'' میں لفظ ''من'' اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ'' (المائدہ: ۸۳) میں ہے (دونوں جگہ ''من'' علت کے معنی میں ہے' ''تفیض من الدمع'' کا معنی ہے: آنکھیں جاری ہیں آنسوؤں کی وجہ سے یعنی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں' اسی طرح ''الحب من اللّٰہ'' کا معنی ہے: اللہ کی وجہ سے محبت کرنا۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) اور ''فی اللّٰہ'' میں لفظ ''فی'' اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا'' (العنکبوت: ۶۹) میں ہے (یعنی دونوں جگہ ''فی'' علت کے معنی میں ہے۔ ''وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا'' کا معنی ہے: وہ لوگ جنہوں نے ہماری ذات کی خاطر جہاد کیا'

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

اسی طرح ''الحب فی اللہ'' کا معنی ہے: اللہ کی ذات کی خاطر محبت کرنا۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) اور ''الحب فی اللہ'' میں زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے محبت کو مظروف بنایا ہے' علامہ طیبی رحمہ اللہ نے اسی طرح تحقیق فرمائی ہے' اس صورت میں دونوں کا مفہوم ایک ہی ہوگا' لیکن درست یہ ہے کہ ''فی'' تعلیلیہ ہے اور ''من'' ابتدائیہ ہے اور ''الحب فی اللہ'' کا معنی ہے: بندے کا بندے سے رضائے الٰہی کی خاطر محبت کرنا' اور ''الحب من اللہ'' کا معنی ہے: اللہ کا بندے سے محبت کرنا۔ دوسری محبت پہلی محبت کا نتیجہ ہے کہ بندہ اللہ سے محبت کرے گا تو نتیجتاً اللہ بندے سے محبت فرمائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۰۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۸۷۹ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ .

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام ارواح باہم مجتمع تھیں' جو اس وقت آپس میں متعارف تھیں' ان میں الفت ہوگئی اور جو وہاں اجنبی تھیں' ان میں اختلاف رہا' (بخاری' مسلم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)۔

ارواح کا باہمی تعارف اور اجنبیت

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

جو ارواح آپس میں شناسا تھیں اور ان میں باہم مناسبت تھی' اور ایک جیسی صفات رکھتی تھیں' بدن سے تعلق کے بعد بھی ان میں الفت رہی اور جو ارواح وہاں ناشناسا تھیں اور ان میں مناسبت نہیں تھی' دنیا میں بھی ان میں اختلاف رہا' جس طرح کوئی شخص اپنے محبوب کو گم کر بیٹھے' پھر اسے پالے' اور دنیا میں ارواح میں یہ تعارف یا اجنبیت الہامِ الٰہی سے ہوتا ہے اور انہیں عالمِ ارواح کی شناسائی یا اجنبیت یاد نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ نیک لوگ نیکوں سے اور بُرے لوگ بُروں سے محبت کرتے ہیں اور ان کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۳۱' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۸۸۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ میرے جلال وعظمت کی خاطر محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا' آج میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم)

۷۸۸۱ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری خاطر باہم محبت کرنے والوں' میری محبت میں مجلسیں قائم کرنے والوں' میری خوشنودی کے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والوں اور میری رضا کے لیے خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہے۔ (مالک)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ يَّغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ.

ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری جلالتِ شان کی خاطر باہمی محبت کرنے والوں کے لیے (روزِ قیامت) نورانی منبر ہوں گے' جن کی انبیاء وشہداء تحسین کریں گے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OQOOL ISLAMIA ACADEMY

٧٨٨٢- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَعَمَدًا مِّنْ يَّاقُوْتَةٍ عَلَيْهَا غُرَفٌ مِّنْ زَبَرْجَدٍ لَهَا اَبْوَابٌ مُّفَتَّحَةٌ تُضِيْءُ كَمَا يُضِيْءُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّيُّ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ يَّسْكُنُهَا قَالَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِي اللّٰهِ وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِي اللّٰهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا کہ آپ نے فرمایا: یقیناً جنت میں یاقوتی ستون ہیں، جن پر زبرجد کے بالاخانے ہیں، جن کے دروازے (آنے والوں کے انتظار میں) کشادہ ہیں، وہ روشن ستاروں کی طرح درخشاں ہیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان میں کون لوگ ٹھہریں گے؟ فرمایا: اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے، اللہ کی محبت میں مجالس قائم کرنے والے، اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٧٨٨٣- وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُنَاسًا مَّا هُمْ بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللّٰهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَّاِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ لَّا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝﴾ (یونس:٦٢) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ مَعَ زَوَائِدَ وَكَذَا فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے لوگ ہیں، جو انبیاء و شہداء تو نہیں لیکن اللہ کے ہاں ان کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے قیامت کے روز انبیاء و شہداء ان کی تحسین کریں گے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں آگاہ فرمائیے وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے قرآن کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں، ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں، نہ ہی آپس میں کوئی مالی معاملات ہیں، بہ خدا! ان کے چہرے عینِ نور ہوں گے اور یہ نور (کے منبروں) پر ہوں گے، جب لوگ خوف زدہ ہوں گے انہیں خوف نہیں ہوگا، جب لوگ غمگین ہوں گے انہیں غم نہیں ہوگا پھر آپ نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے، نہ کوئی غم۝ (یونس:٦٢) (اسے امام بغوی نے شرح السنہ میں بروایتِ ابی مالک، مصابیح کے الفاظ سے کچھ اضافے کے ساتھ روایت کیا ہے اور اسی طرح شعب الایمان میں ہے)۔

٧٨٨٤- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ عَبْدَيْنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاحِدٌ فِي الْمَشْرِقِ وَاٰخَرُ فِي الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتَ تُحِبُّهُ فِيَّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر باہمی محبت کرنے والے دو شخصوں میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوا تو اللہ قیامت کے دن انہیں جمع فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: یہ وہی ہے جس سے تو میری خاطر محبت کیا کرتا تھا۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٧٨٨٥- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ ذَرٍّ يَا اَبَا ذَرٍّ اَيُّ عُرَى الْاِيْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوذر! ایمان کی کون سی گرہ زیادہ مضبوط ہے؟ عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، فرمایا: اللہ کے لیے

www.waseemziyai.com
MARKAZUL ULOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالَ الْمُوَالَاةُ فِي اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

دوستی اور اللہ کے لیے محبت۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٨٦- وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ قَائِلٌ الصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَقَالَ قَائِلٌ الْجِهَادُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ الْفَصْلَ الْاٰخِيْرَ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ کسی نے نماز وزکوٰۃ کا ذکر کیا' کسی نے جہاد کا ذکر کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے دشمنی کرنا ہے' (مسند احمد' ابوداؤد نے آخری حصہ روایت کیا ہے)۔

٧٨٨٧- وَعَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مِلَاكِ هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِيْ تُصِيْبُ بِهٖ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ عَلَيْكَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ الذِّكْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَاَحِبَّ فِي اللّٰهِ وَاَبْغِضْ فِي اللّٰهِ يَا اَبَا رَزِيْنٍ هَلْ شَعَرْتَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ زَائِرًا اَخَاهُ شَيَّعَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّهٗ وَصَلَ فِيْكَ فَصِلْهُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَعْمَلَ جَسَدَكَ فِيْ ذٰلِكَ فَافْعَلْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا بنیادی عمل نہ بتاؤں' جس سے تم دنیا وآخرت کی بھلائی حاصل کرسکو' تم اہل ذکر کی مجالس کو لازم پکڑلو' جب تم تنہائی میں ہو تو حتی الامکان اپنی زبان ذکر الٰہی میں مصروف رکھو' اللہ کے لیے محبت کرو اور اللہ کے لیے دشمنی کرو' اے ابورزین! کیا تمہیں معلوم ہے جب کوئی شخص گھر سے اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے نکلتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے اسے منزل تک پہنچانے کے لیے جاتے ہیں' وہ سب اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ! اس بندے نے تیری خاطر تعلق قائم کیا ہے تو بھی اس سے تعلق قائم فرما' لہٰذا اگر تم اپنے جسم کو اس کام میں لگا سکتے ہو تو ایسا کرو۔

(بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٨٨- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّهٗ فِيْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهٗ عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا قَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ اُرِيْدُ اَخًا لِّيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَّكَ عَلَيْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ اَنِّيْ اَحْبَبْتُهٗ فِي اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص دوسری بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات کے لیے گیا' اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ کھڑا کردیا' فرشتے نے پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: اس بستی میں اپنے ایک بھائی سے ملنے کا ارادہ ہے' فرشتے نے کہا: کیا تو نے اس پر کوئی احسان کیا ہے جسے حاصل کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! میں تو صرف رضائے الٰہی کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں' فرشتے نے کہا: میں تیرے پاس اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ جس طرح تو اس شخص سے محبت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم)

٧٨٨٩- وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ اَخَاهُ اَوْ زَارَهٗ قَالَ اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کرے یا اس سے ملاقات کرے' تو اللہ تعالیٰ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

تَعَالٰی طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرماتا ہے: تیری زندگی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا اچھا ہے اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنا لیا ہے۔ (ترمذی)

۷۸۹۰- وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اٰخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْاَلْهُ عَنِ اسْمِهِ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَمِمَّنْ هُوَ فَاِنَّهُ اَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت یزید بن نعامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی سے بھائی چارہ قائم کرے تو اس سے اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام دریافت کر لے کیونکہ اس سے دوستی مضبوط ہوتی ہے۔ (ترمذی)

۷۸۹۱- وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ اَنَّهُ يُحِبُّهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

۷۸۹۲- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نَاسٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ عِنْدَهُ اِنِّيْ لَاُحِبُّ هٰذَا لِلّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمْتَهُ قَالَ لَا قَالَ قُمْ اِلَيْهِ فَاَعْلِمْهُ فَقَامَ اِلَيْهِ فَاَعْلَمَهُ قَالَ اَحَبَّكَ الَّذِيْ اَحْبَبْتَنِيْ لَهُ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَسَاَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا احْتَسَبْتَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا جب کہ آپ کی بارگاہ میں کچھ لوگ حاضر تھے، حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: میں اس شخص سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اسے بتایا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: جاؤ! اسے جا کر بتا دو، وہ شخص گیا اور اسے جا کر بتایا تو اس نے کہا: جس ذات کی خاطر تو نے میرے ساتھ محبت کی ہے، وہ ذات تیرے ساتھ محبت کرے، پھر وہ شخص واپس آیا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا، اس نے اس شخص کا جواب آپ کی بارگاہ میں عرض کر دیا، آپ نے فرمایا: تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تم نے محبت کی ہے اور تم نے جو اجر طلب کیا ہے وہ تمہیں حاصل ہوگا۔

(بیہقی، شعب الایمان)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَلَهُ مَا اكْتَسَبَ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا، جس سے اُس نے محبت کی ہے اور آدمی نے جو کچھ کمایا ہے، اسے وہی حاصل ہوگا۔

۷۸۹۳- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ ان جیسا نہیں، فرمایا: آدمی جس سے محبت کرتا ہے، اسی کے ساتھ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۹۴- وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اَنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَيْتُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ فرمایا: تجھ پر افسوس! تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا: میں نے صرف یہی تیاری کی ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا، جس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

الْمُسْلِمِيْنَ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرِحَهُمْ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سے محبت کرتا ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اسلام لانے کے بعد میں نے مسلمانوں کو اس بشارت سے زیادہ کسی اور چیز پر خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔(بخاری و مسلم)

محبوب کی معیت کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ جس کی محبت جان' اہل اور مال کی محبت سے غالب ہوگی' آدمی اسی کے ساتھ لاحق ہوگا اور اسی کے گروہ میں داخل ہوگا' اور محبت صادق کی علامت یہ ہے کہ آدمی دوسرے کی مراد پر محبوب کے حکم اور نہی کو ترجیح دے' اسی لیے رابعہ عدویہ نے کہا ہے:

تعصی الاله وانت تظهر حبه   هذا لعمری فی القیاس بدیع

لو کان حبك صادقا لاطعته   ان المحب لمن یحب مطیع

"تو معبود کی نافرمانی کرتا ہے اور پھر اس کی محبت کا اظہار کرتا ہے' میری زندگی کے رب کی قسم! یہ بات بڑی عجیب و غریب ہے' اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا' یقیناً محبّ محبوب کا مطیع ہوتا ہے"۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ میرے نزدیک میری جان' میرے اہل اور میری اولاد سے زیادہ محبوب ہیں' میں جب گھر میں ہوتا ہوں تو مجھے آپ کی یاد آتی ہے اور میں صبر نہیں کرسکتا حتیٰ کہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو جاتا ہوں' مجھے جب اپنی وفات اور آپ کے وصال کا خیال آتا ہے' تو میں جانتا ہوں کہ آپ جنت میں داخل ہو کر انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام پر فائز ہوں گے اور اگر میں جنت میں داخل ہو گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ میں آپ کا دیدار نہیں کرسکوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ (النساء:۶۹)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ' یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں ○

اس سے واضح ہوا کہ یہاں معیت سے خاص معیت مراد ہے کہ جنت میں محبّ اور محبوب کے درمیان ملاقات ہوگی' یہ مراد نہیں کہ وہ دونوں ایک درجہ میں ہوں گے کیونکہ یہ بات تو واضح طور پر باطل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۰۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۸۹۵- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّقَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے' لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس شخص سے دوستی کر رہا ہے' (امام احمد' ترمذی' ابوداؤد' بیہقی' شعب الایمان' امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور امام نووی کا بیان ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہیں)۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

النَّوَوِيُّ إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

۷۸۹۶- وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم صرف مؤمن کی صحبت اختیار کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار آدمی کھائے۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

۷۸۹۷- وَعَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُّحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيْرِ إِمَّا أَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیک ہم نشیں اور برے ہم نشیں کی مثال کستوری والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے' کستوری والا یا تو کستوری تمہیں مفت ہی دے دے گا یا تم اس سے خرید لو گے' یا تمہیں اس سے پاکیزہ ہوا کا جھونکا آئے گا اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تمہیں اس سے بدبودار ہوا کا جھونکا آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۹۸- وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ إِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سب سے بہترین کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ (ابن ماجہ)

۷۸۹۹- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَيَقُوْلُ إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوْهُ قَالَ فَيُبْغِضُوْنَهُ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو تو جبریل امین علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر جبریل آسمانوں میں نداء کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے' تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ناپسند فرماتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے کو ناپسند کرتا ہوں' تم بھی اسے ناپسند رکھو تو جبریل علیہ السلام اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں' پھر آسمان والوں میں نداء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے کو ناپسند فرماتا ہے تم بھی اسے ناپسند رکھو تو آسمان والے اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں' پھر اس کے لیے زمین میں ناپسندیدگی رکھ دی جاتی ہے۔ (مسلم)

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ التَّهَاجُرِ

ترکِ تعلق، قطع رحمی اور عیب تلاش

وَالتَّقَاطُعِ وَاتِّبَاعِ الْعَوْرَاتِ — کرنے سے ممانعت

۷۹۰۰ - عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَّلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق ترک کرے اس طرح کہ دونوں ملیں اور یہ اُس سے چہرہ پھیر رہا ہو اور وہ اِس سے چہرہ پھیر رہا ہو دونوں میں سے بہترین وہ ہے جو سلام کرنے میں ابتداء کرے۔ (بخاری مسلم)

تین دن سے زائد ترکِ تعلق کی ممانعت

اس حدیث میں تین دن سے زائد ترکِ تعلق سے منع فرمایا گیا ہے۔ چونکہ فطری طور پر انسان کی طبیعت میں غصہ داخل ہے اور عموماً تین دن تک غصہ میں کمی واقع ہو جاتی ہے یا غصہ زائل ہو جاتا ہے اس لیے معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی فطرت کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تین دن سے زائد ترکِ تعلق سے منع فرمایا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

تین دن تک یا اس سے کم مدت تک ترکِ تعلق کو اس لیے جائز قرار دیا کہ غضب انسانی فطرت میں داخل ہے لہٰذا اتنی مدت تک گنجائش دی تاکہ اس مدت میں غصہ زائل ہو جائے۔ ائمہ حدیث میں سے علامہ اکمل الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ مسلمان بھائی سے تین دن سے زائد ترکِ تعلق حرام ہے اور تین دن تک ترکِ تعلق کا جواز اس حدیث کے مفہومِ مخالف سے ثابت ہے لہٰذا شوافع وغیرہ جو حضرات مفہوم کو حجت مانتے ہیں وہ اسے مباح کہہ سکتے ہیں اور جن کے نزدیک مفہوم مخالف حجت نہیں وہ اسے مباح نہیں کہہ سکتے۔ علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ مسلمان کے لیے تین دن تک اپنے بھائی پر غضب کرنا جائز ہے اس سے زیادہ جائز نہیں لیکن اگر ترکِ تعلق حقوق اللہ کی بناء پر ہو تو جائز ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۶۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

دینی اغراض کے پیشِ نظر تین دن سے زائد ترکِ تعلق کا جواز

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے وہ ترکِ تعلق مراد ہے جو اخوت وصحبت کے حقوق میں کوتاہی کے باعث ہو جس طرح غیبت وغیرہ سے دل میں رنجش پیدا ہو جاتی ہے البتہ دینی وملّی معاملات میں کوتاہی کی بناء پر اہل ہوا و بدعت سے دائمی ترکِ تعلق چاہیے۔ جب تک وہ توبہ نہ کریں اور حق کی طرف رجوع نہ کرلیں ان سے تعلق منقطع کرنا چاہیے۔ حاشیہ موطأ میں امام سیوطی رحمہ اللہ نے ابن عبدالبر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ گفتگو کرنے اور تعلق قائم کرنے سے آدمی کو اندیشہ ہے کہ اسے دینی یا دنیاوی نقصان ہوگا تو احسن طریقہ سے اس شخص سے تعلق منقطع کرسکتا ہے یعنی اس کی غیبت اور عیب جوئی وغیرہ میں نہ پڑے اور اس کے ساتھ کینہ وعداوت نہ رکھے اور احیاء العلوم میں صحابہ اور ان کے علاوہ سلف کے متعلق منقول ہے کہ بعض نے ایک دوسرے سے عمر بھر تعلق منقطع رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین صحابہ کرام کے غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کے باعث پچاس دن تک ترکِ تعلق فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان تینوں حضرات کی بیویوں کو بھی ان سے تعلق منقطع کرنے کا حکم دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ماہ تک اپنی ازواجِ مطہرات سے تعلق منقطع رکھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مدت تک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے تعلق منقطع رکھا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حارث محاسبی کی صحبت ترک کردی کیونکہ اس نے علمِ کلام میں ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ البتہ اس طرح کے ترکِ تعلق میں نیت مخلص ہونی چاہیے نفسانی غرض پیشِ نظر نہ ہو۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۴۰ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

www.waseemziyai.com
MAKTABA ZIA UL ISLAM ACADEMY

۷۹۰۱- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُوْنُ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثَةٍ فَاِذَا لَقِيَهٗ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِاِثْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ تعلق ترک کرے جب اس سے ملے تو اسے تین مرتبہ سلام کہے اگر ہر مرتبہ اس نے جواب نہ دیا تو وہ اس کا گناہ لے کر لوٹے گا۔ (ابوداؤد)

۷۹۰۲- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اِشْتَرَكَا فِي الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهِجْرَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی مؤمن کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مؤمن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے اگر تین دن گزر گئے تو اس سے ملے اور اسے سلام کہے اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں ثواب میں شریک ہو گئے اور اگر اس نے جواب نہ دیا تو وہ گناہ لے کر لوٹا اور سلام کرنے والا ترکِ تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ (ابوداؤد)

۷۹۰۳- وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق ترک کرے پس جس شخص نے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع رکھا اور مر گیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

۷۹۰۴- وَعَنْ اَبِيْ خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوخراش سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا تو یہ اس کے خون بہانے کی طرح ہے۔ (ابوداؤد)

۷۹۰۵- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَآءُ فَيُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو کسی کو اللہ کا شریک نہ کرے صرف اس شخص کی مغفرت نہیں ہوتی جو اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو (فرشتوں سے) کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو حتیٰ کہ یہ دونوں آپس میں صلح کر لیں۔ (مسلم)

۷۹۰۶- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَّرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَآءُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر ہفتہ میں دو مرتبہ لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں پیر اور جمعرات کے روز اور اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھنے والے شخص کے علاوہ ہر مؤمن بندے کو بخش دیا جاتا ہے اور (فرشتوں سے) کہا جاتا ہے کہ انہیں چھوڑے رکھو حتیٰ

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

فَقَالَ اتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہ یہ آپس میں صلح کریں۔ (مسلم)

۷۹۰۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِعْتَلَّ بَعِيْرٌ لِصَفِيَّةَ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْنَبَ اَعْطِيْهَا بَعِيْرًا فَقَالَتْ اَنَا اُعْطِيْ تِلْكَ الْيَهُوْدِيَّةَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ضرورت سے زائد اونٹ موجود تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں فرمایا کہ صفیہ کو یہ اونٹ دے دو' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا میں اس یہودیہ کو اونٹ دے دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غضب ناک ہو گئے اور آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ذوالحج' محرم اور صفر کا کچھ حصہ چھوڑے رکھا۔ (ابوداؤد)

۷۹۰۸۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَّفِيْ رِوَايَةٍ وَّلَا تَنَافَسُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بدگمانی سے بچو' کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے' عیب تلاش نہ کرو' کسی کی خفیہ باتیں مت سنو' ایک دوسرے پر برتری کی ہوس میں مبتلا نہ ہو جاؤ' حسد نہ کرو' آپس میں بغض نہ رکھو' ایک دوسرے سے اعراض نہ کرو' اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ! اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کی طرف رغبت نہ کرو۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۰۹۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حسنِ ظن بہترین عبادت ہے۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

۷۹۱۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَّسْرِقُ فَقَالَ لَهٗ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ سَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيْسٰى اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا: تو نے چوری کی ہے' اس آدمی نے کہا: ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنے نفس کی تکذیب کی۔ (مسلم)

۷۹۱۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَّفِيْعٍ يَّا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّتَّبِعُ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور بلند آواز سے نداء کی: اے وہ لوگو! جو اپنی زبانوں سے اسلام لائے حالانکہ ایمان ان کے دل تک نہیں پہنچا' تم مسلمانوں کو ایذاء نہ پہنچاؤ اور انہیں عار نہ دلاؤ اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ لگو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے پیچھے لگے گا' اللہ اس کے عیب ظاہر فرما دے گا' اللہ جس کے عیب ظاہر فرمائے گا' اسے رسوا کر دے گا' اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر چھپا ہوا ہو۔ (ترمذی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عیب جوئی کی ممانعت

اس حدیث میں ہے کہ تم مسلمانوں کو ایذاء نہ پہنچاؤ اور انہیں عار نہ دلاؤ اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ○

بے شک وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بُری بات پھیلے ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے○

(النور:۱۹)

امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا کہ تجسس اور عیب جوئی کا ثمرہ ونتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کے متعلق بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے' اور دل گمان پر قناعت نہیں کرتا بلکہ اس کی تحقیق کرنا چاہتا ہے۔ انجام کار مسلمان کی پردہ دری ہوتی ہے' اور پردے کی حد یہ ہے کہ آدمی اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اور گھر کی دیواروں کے پردہ میں رہے' لہٰذا آواز سننے کے لیے گھر کی جانب کان لگانا جائز نہیں' اور نہ ہی گناہ کا کام دیکھنے کے لیے گھر میں داخل ہونا جائز ہے' البتہ اگر وہ کام اس طرح ظاہر ہوں کہ گھر سے باہر والا آدمی انہیں پہچان رہا ہو' جس طرح مزامیر کی آواز اور نشے والے آدمی کی آواز باہر سے سنائی دیتی ہے تو انہیں سننے والے پر گناہ نہیں۔ اگر کسی نے شراب کے برتن اور آلاتِ مزامیر وغیرہ آستین کے نیچے چھپا لیے تو دیکھنے والے کے لیے کپڑا ہٹانا جائز نہیں۔ اسی طرح شراب کی بو کا پتا لگانے کے لیے کسی کا منہ سونگھنا بھی جائز نہیں اور پڑوسیوں سے کسی کے گھر کے اندرونی حالات کے متعلق استفسار کرنا بھی جائز نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج۴ ص۷۲۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۱۲۔ وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرِ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اندر پہلی امتوں والی بیماری' حسد اور بغض سرایت کر گئی ہے' یہ مونڈ دینے والی ہے' میں یہ نہیں کہتا کہ بال مونڈ دیتی ہے بلکہ یہ تو دین مونڈ دیتی ہے۔

(مسند احمد' ترمذی)

۷۹۱۳۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد سے بچو' کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے' جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

گناہوں کی بناء پر نیکیوں کا ضائع ہونا

اس حدیث میں ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔ اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اور معتزلہ کا یہی نظریہ ہے جب کہ اہل سنت وجماعت کا نظریہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ضائع نہیں ہوتیں بلکہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں' جس طرح کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ'' (ھود:۱۱۴) بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ معتزلہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حسد حاسد کی نیکیوں کو ضائع اور ختم کر دیتا ہے کہ وہ حاسد کو اس کام پر برانگیختہ کرتا ہے کہ وہ محسود کا مال ضائع کرے' اس کی ہتکِ عزت کرے اور اسے قتل کرے اور ان افعال کا تقاضا یہ ہے کہ مظلوم کے حق کی ادائیگی میں اس کی ساری نیکیاں صرف ہو جائیں' جس طرح صحاح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً میری امت میں مفلس شخص وہ ہے جو روزِ قیامت نماز' زکوٰۃ' روزہ اور قیام لے کر آئے گا جب کہ اس نے ایک شخص کو گالی دی ہوگی' ایک شخص پر تہمت لگائی ہوگی' ایک شخص کا مال کھایا ہوگا' ایک شخص کو قتل کیا ہوگا' ایک شخص کو مارا ہوگا' اس کی کچھ نیکیاں اس آدمی کو دے دی جائیں گی' کچھ نیکیاں اس آدمی کو دے دی جائیں گی' اگر حقوق کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں' تو حق داروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے' پھر اس آدمی کو گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ختم ہو جانے کی بناء پر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اگر گناہوں کی بناء پر پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہو جاتیں تو ان کبائر کے مرتکب کی کوئی نیکی باقی نہ رہتی' جس نیکی سے اس شخص کے فریق کا حق پورا کیا جاتا' اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آدمی کی استعداد اور دینی صلاح کے اعتبار سے اس کی نیکیاں دوگنی کی جاتی ہیں' اور جب کوئی آدمی خطا کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی جو نیکیاں دوگنی ہونا تھیں' ان میں کمی کر دی جاتی ہے مثلاً فرض کریں کہ ایک ظالم آدمی نے نیکی کی اور اسے دس نیکیوں کا ثواب دیا گیا' اگر وہ ظلم نہ کرتا تو اسے اس سے دوگنا ثواب ملتا (یعنی بیس نیکیوں کا ثواب ملتا) تو گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے تضعیف میں کمی کر دی گئی (یعنی اسے دوگنا ثواب نہیں دیا گیا) اور اعمال کے ضائع ہونے سے یہی مراد ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۲۳۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۱۴۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا وَّكَادَ الْحَسَدُ اَنْ يَّغْلِبَ الْقَدْرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچا دے اور قریب ہے کہ حسد تقدیر پر غالب آ جائے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

فقر' کفر تک کیسے پہنچاتا ہے؟

اس حدیث میں ہے: قریب ہے کہ فقر' کفر تک پہنچا دے۔ اس کی تشریح میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قلبی فقر' کفر کا سبب بن جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر بیٹھتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی نہیں ہوتا یا غیر اللہ سے شکوہ و شکایت شروع کر دیتا ہے یا جس وقت وہ دیکھتا ہے کہ کفار عام طور پر مال دار اور دولت مند ہیں اور اکثر مسلمان فقراء ہیں اور تکالیف میں مبتلا ہیں' جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے: دنیا مؤمن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر فقر میں مبتلا شخص کفر کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تسلی کے لیے فرمایا:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ○ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

اے مخاطب! تجھے کافروں کا ملکوں میں چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈال دے یہ تھوڑا سا سامان ہے' پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ کتنا برا بچھونا ہے○ لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' یہ اللہ کی طرف سے مہمانی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِO (آل عمران: ۱۹۸)

ہوگی اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ نیکوں کے لیے بہت بہتر ہےO

(مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۷۲۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

۷۹۱۵- وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِىَ الْحَالِقَةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو درجہ اور ثواب کے لحاظ سے روزہ، صدقہ اور نماز سے افضل ہے، ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں! ضرور ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا: آپس میں صلح کرانا اور باہمی تعلقات خراب کرنا تو مونڈ دینے والا ہے۔

(ابوداؤد و ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح ہے)

۷۹۱۶- وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: باہمی فساد سے بچو کیونکہ یہ تو مونڈ دینے والا ہے۔ (ترمذی)

۷۹۱۷- وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَرْبَى الرِّبَا الْاِسْتِطَالَةُ فِىْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سود کی بدترین قسم یہ ہے کہ آدمی مسلمان کی عزت کے متعلق ناحق زبان درازی کرے۔ (ابوداؤد، بیہقی، شعب الایمان)

۷۹۱۸- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَجَ بِىْ رَبِّىْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُّحَاسٍ يَّخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰٓؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰٓؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِىْ اَعْرَاضِهِمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب میرے رب نے مجھے معراج عطا فرمایا تو میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے تانبے کے ناخن تھے، جن سے وہ اپنے چہرے اور سینے کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں، جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبرو ریزی کرتے تھے۔

(ابوداؤد)

۷۹۱۹- وَعَنْ اَبِىْ صِرْمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِىُّ.

حضرت ابوصرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی (مؤمن) کو نقصان پہنچایا، اللہ اسے نقصان پہنچائے گا اور جس نے کسی (مؤمن) کی مخالفت کی، اللہ اس سے مخالفت فرمائے گا۔

(ابن ماجہ، ترمذی)

۷۹۲۰- وَعَنْ اَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَّنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَكَرَ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ملعون ہے، جس نے کسی مؤمن کو نقصان پہنچایا، یا اسے فریب دیا۔

(ترمذی)

۷۹۲۱- وَعَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اعْتَذَرَ اِلٰى اَخِيْهِ فَلَمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی سے معذرت کی اور اس نے معذرت تسلیم نہ کی یا اس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

يَعْذِرْهُ اَوْ لَمْ يَقْبَلْ عُذْرَهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيْئَةِ صَاحِبِ مَكْسٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ الْمَكَّاسُ اَلْعَشَّارُ.

کا عذر قبول نہ کیا تو اس شخص پر ٹیکس لگانے والے شخص کے برابر گناہ ہوگا۔ (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور کہا: ''مکّاس'' کا معنی ہے: عشر لینے والا)۔

٧٩٢٢ - وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ اُكْلَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهٗ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَكْسُوْهُ مِثْلَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَّقَامَ سُمْعَةٍ وَّرِيَاءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ لَهٗ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَّرِيَاءٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان شخص کی غیبت کر کے ایک لقمہ بھی کھایا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی جیسا لقمہ کھلائے گا' اور جس شخص نے کسی مسلمان شخص کی غیبت کے عوض کوئی کپڑا پہنا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی جیسا کپڑا پہنائے گا' اور جو آدمی کسی (صاحبِ جاہ) شخص کی وجہ سے شہرت اور دکھلاوے کے مقام پر کھڑا ہوا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے شہرت اور ناموری کے مقام پر لا کھڑا کرے گا۔

(ابوداؤد)

٧٩٢٣ - وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَّيَنْمِيْ خَيْرًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ اَسْمَعْهُ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِّمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ كَذِبٌ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ الْحَرْبُ وَالْاِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَهٗ وَحَدِيْثُ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا.

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کروائے اور اچھی بات کہے اور اچھی بات آگے پہنچائے۔ (بخاری ومسلم' اور مسلم میں اتنا اضافہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جن باتوں کو لوگ جھوٹ قرار دیتے ہیں' ان میں سے تین باتوں کے سوا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی بات کی رخصت دیتے ہوئے نہیں سنا: (۱) جنگ (۲) لوگوں کے درمیان صلح کرانا (۳) مرد کا اپنی بیوی اور بیوی کا اپنے خاوند سے کوئی بات کرنا)

٧٩٢٤ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ كَذِبُ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَهٗ لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صرف تین جھوٹ جائز ہیں: (۱) آدمی کا اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لیے جھوٹ (۲) حالت جنگ میں جھوٹ (۳) لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ۔ (مسند احمد' ترمذی)

بَابُ الْحَذَرِ وَالتَّاَنِّيْ فِي الْاُمُوْرِ

اُمور میں احتیاط اور غور وفکر

٧٩٢٥ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ (بخاری ومسلم)

٧٩٢٦ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَلِيْمَ اِلَّا ذُوْ عَثْرَةٍ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کامل بردبار وہی ہے' جس سے لغزش ہوئی ہے اور کامل حکیم تجربہ کار شخص ہی

وَلَاحَكِيْمَ اِلَّا ذُوْتَجْرِبَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

ہے۔(مسند احمد ترمذی)

۷۹۲۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا الْحِلْمَ وَالْاَنَاةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالقیس کے رئیس اشج سے فرمایا: تم میں ایسی دو خصلتیں موجود ہیں جو اللہ کو پسند ہیں: (۱) بردباری (۲) وقار۔(مسلم)

۷۹۲۸۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اطمینان وسکون سے کام کرنا اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔(ترمذی)

۷۹۲۹۔ وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ الْاَعْمَشُ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَةُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ خَيْرٌ اِلَّا فِيْ عَمَلِ الْاٰخِرَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت مصعب بن سعد اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ اعمش نے کہا: میں حضرت سعد کے اس قول کو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی منقول جانتا ہوں' آپ نے فرمایا: آخرت کے کام کے سوا ہر کام میں اطمینان وسکون بہتر ہے۔(ابوداؤد)

۷۹۳۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجَسَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَةُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پسندیدہ طریقہ اور اُمور میں سکون واطمینان اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔(ترمذی)

۷۹۳۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالْاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ النُّبُوَّةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھی سیرت' پسندیدہ طریقہ اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔(ابوداؤد)

میانہ روی وغیرہ نبوت کا چوبیسواں یا پچیسواں حصہ کیسے ہیں؟

ان احادیث میں میانہ روی وغیرہ کو نبوت کا چوبیسواں یا پچیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ اُمور انبیاء کرام علیہم السلام کی عادات میں سے ہیں' اور ان کے فضائل کے اجزاء میں سے ایک جز ہیں' لہٰذا ان امور میں انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتداء کرو اور ان امور کو اختیار کرنے میں انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی کرو۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ نبوت متجزی ہوتی ہے اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ جس میں یہ خصال جمع ہوں تو وہ نبی بن جائے گا کیونکہ نبوت تو غیر کسبی ہے اور وہ تو محض اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہوتی ہے' اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کرامت کے ساتھ خاص فرما دے' اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔ حدیث کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ یہ وہ عادات ہیں جنہیں انبیاء کرام علیہم السلام لے کر تشریف لائے اور انبیاء کرام نے ان اُمور کی دعوت دی' اور ایک قول یہ ہے کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس نے ان عادات وخصائل کو اپنے اندر جمع کر لیا' لوگ اس کے ساتھ عزت وتوقیر سے پیش آئیں گے' اور اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح اس شخص کو تقویٰ کے لباس سے آراستہ فرمائے گا تو گویا یہ نبوت کا جزء ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۱۳۱ ۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۳۲۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ وَالتَّوَدُّدُ اِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

خرچ میں میانہ روی نصف معیشت ہے اور لوگوں سے محبت نصف عقل ہے اور حسنِ سوال نصف علم ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

حسنِ سوال نصف علم ہے

اس حدیث میں حسنِ سوال کو نصف علم قرار دیا گیا ہے اس میں اشکال ہے کہ سوال تو وہ کرتا ہے جسے علم نہ ہو پھر حسنِ سوال نصف علم کیسے ہوگیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حسنِ سوال کا مفہوم یہ ہے کہ سوال اس طریقہ سے کیا جائے جیسے سوال کرنے کا حق ہے اور اسی چیز کے متعلق سوال کیا جائے جس کے متعلق سوال کرنا مناسب ہے اور یہ بات صاحبِ فہم و فراست شخص میں ہی پائی جاسکتی ہے لہٰذا حسنِ سوال نصف علم ہے نیز سوال ذریعۂ تعلیم ہے کہ سوال کرنے والے کو جب سوال کا صحیح جواب مل جائے گا تو اس کے علم میں اضافہ ہوگا لہٰذا حسنِ سوال کو نصف علم قرار دیا گیا۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

حسنِ سوال نصف علم ہے کیونکہ سمجھ دار سائل اہم چیز کے متعلق ہی سوال کرے گا اور اس کے لیے ضروری ہے کہ سوال کرنے والا صاحبِ علم ہو اور مسئولات کی اقسام کے درمیان امتیاز کر سکے کہ کس چیز کے متعلق سوال کرنا چاہیے اور کس چیز کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیے اور سوال کرنے والا جب جواب کے ذریعہ اپنا مطلوب حاصل کرلے گا تو اس کا علم مکمل ہوجائے گا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم سوال اور دوسری قسم جواب اور حسنِ سوال سے مراد یہ ہے کہ تمام احتمالات اور شقوں کو ذکر کیا جائے اور تحقیق کے ساتھ سوال کیا جائے تاکہ شافی جواب مل سکے اور اس طرح کا سوال علم کی قسم ہے لہٰذا اب یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ سوال تو جہالت اور تردد کی وجہ سے ہوتا ہے علم کی وجہ سے نہیں لہٰذا سوال کو علم اور نصفِ علم کیسے کہا جاسکتا ہے؟

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۵۳ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۷۹۳۳- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ قُمْ فَقَامَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اقْعُدْ فَقَعَدَ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ وَلَا اَفْضَلُ مِنْكَ وَلَا اَحْسَنُ مِنْكَ بِكَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِيْ وَبِكَ اُعْرَفُ وَبِكَ اُعَاتِبُ وَبِكَ الثَّوَابُ وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا فرمایا تو اسے فرمایا: کھڑی ہو وہ کھڑی ہوگئی پھر فرمایا: پیچھے ہٹ جا وہ پیچھے ہٹ گئی پھر فرمایا: آگے آ وہ آگے آ گئی پھر فرمایا: بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی پھر اسے فرمایا کہ میں نے تجھ سے بہتر، تجھ سے افضل اور تجھ سے زیادہ حسین کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائی تیری وجہ سے ہی میں مواخذہ فرماؤں گا تیری وجہ سے ہی میں عطا فرماؤں گا تیری وجہ سے ہی میری معرفت حاصل ہوگی تیری وجہ سے ہی میں عتاب فرماؤں گا تیری وجہ سے ہی ثواب ہے اور تجھ پر ہی عذاب کا دارومدار ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

۷۹۳۴- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُوْنُ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَتّٰى ذَكَرَ سِهَامَ الْخَيْرِ كُلَّهَا وَمَا يُجْزٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: آدمی نماز روزہ زکوٰۃ حج اور عمرہ ادا کرنے والوں میں سے ہوتا ہے حتیٰ کہ آپ نے نیکی کی تمام اقسام کا ذکر فرمایا (اور فرمایا کہ) اسے قیامت کے روز اس کی عقل کے مطابق ہی بدلہ دیا جائے گا۔ (بیہقی شعب الایمان)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الْاِیْمَانِ.

۷۹۳۵- وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے ابوذر! تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں اور (مسلمانوں کی ایذاء رسانی اور لایعنی باتوں سے ہاتھ اور زبان کو) روک لینے جیسا کوئی تقویٰ نہیں اور حسن اخلاق جیسی کوئی شرافت اور بزرگی نہیں۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۷۹۳۶- وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِيْ فَقَالَ خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِيْرِ فَاِنْ رَاَيْتَ فِيْ عَاقِبَتِهٖ خَيْرًا فَامْضِهٖ وَاِنْ خِفْتَ غَيًّا فَامْسِكْ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: مجھے وصیت فرمائیں' آپ نے فرمایا: کام غور وفکر سے شروع کرو' اگر اس کے انجام میں بھلائی نظر آئے تو اسے کر گزرو اور اگر اس میں گمراہی کا خوف ہو تو اس سے رُک جاؤ۔ (شرح السنہ)

۷۹۳۷- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِي الْهَيْثَمِ ابْنِ التَّيِّهَانِ هَلْ لَكَ خَادِمٌ قَالَ لَا فَقَالَ فَاِذَا اَتَانَا سَبْيٌ فَاْتِنَا فَاُوْتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَاْسَيْنِ فَاَتَاهُ اَبُو الْهَيْثَمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَرْ مِنْهُمَا فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِخْتَرْ لِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ هٰذَا فَاِنِّيْ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ وَاسْتَوْصِ بِهٖ مَعْرُوْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوالہیثم بن تیہان سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے' عرض کیا: نہیں! فرمایا: جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو تم حاضر ہونا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو شخص لائے گئے تو ابوالہیثم حاضر خدمت ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں میں سے ایک کو منتخب کر لو' انہوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! آپ ہی میرے لیے انتخاب فرمائیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے' یہ غلام لے لو کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے' اور اس کے حق میں نیکی کی وصیت قبول کرو۔ (ترمذی)

۷۹۳۸- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ اَمَانَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص بات کر کے دوسری جانب متوجہ ہو جائے تو یہ بات امانت ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۷۹۳۹- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ اِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ اَوْ اِقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجلسیں امانت ہیں سوائے تین مجلسوں کے' حرام خون بہانے کی مجلس' حرام شرم گاہ کی مجلس اور ناحق مال حاصل کرنے کی مجلس۔ (ابوداؤد)

بَابُ الرِّفْقِ وَالْحَيَاءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ

نرمی' حیاء اور حسن خلق کا بیان

رفق' حیاء اور حسنِ خلق کی تحقیق

"رفق" "نرمی" "عنف" "سختی" کی ضد ہے اور اس کا معنی ہے: دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور نرمی سے پیش آنا اور کام کو احسن اور آسان طریقے سے بجالانا رفق ہے اور حیاء کے متعلق حکماء کا قول ہے کہ ملامت کے خوف سے انسان پر تغیر اور انکسار کی جو حالت

طاری ہوتی ہے' وہ حیاء ہے' اور حضرت جنید نے فرمایا: نعمتوں کو ملاحظہ کرنے اور نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں کوتاہی کرنے سے جو حالت پیدا ہوتی ہے' وہ حیاء ہے اور حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: اپنے رب کے ساتھ تیری جانب سے جو معاملہ ہوا اس کی وحشت کے ساتھ دل میں ہیبت کا پایا جانا حیاء ہے اور دقاق نے کہا: مولا کے سامنے دعویٰ ترک کر دینا حیاء ہے' اور حسنِ خلق یہ ہے کہ معاملات میں انصاف کیا جائے اور احکامات میں عدل واحسان کیا جائے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احکامِ شریعت' آدابِ طریقت اور احوالِ حقیقت جو کچھ بھی لے کر تشریف لائے' ان کی اتباع کرنا حسنِ خلق ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن کی شان میں ''اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ○'' (القلم:۴) وارد ہے' آپ کے خلق کے متعلق جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا: ''کان خلقہ القرآن'' آپ کا خلق قرآن کریم ہے۔ یعنی قرآن کریم میں جس اچھی خصلت کا ذکر ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس خصلت کے ساتھ متصف ہیں اور جس خصلت کی قرآن پاک میں مذمت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس سے کنارہ کش ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۴۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۹۴۰- عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِىْ عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِىْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِىْ عَلٰى مَا سِوَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ نرمی کی بناء پر وہ چیزیں عطا فرماتا ہے جو سختی کی بناء پر یا کسی اور بناء پر عطا نہیں فرماتا۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظ رفیق کا اطلاق

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظ رفیق کا اطلاق کیا گیا ہے۔ خبر واحد سے اللہ تعالیٰ کے لیے جو اسماء ثابت ہیں' ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق جائز ہے یا نہیں' اس میں اختلاف ہے اور مختار قول یہی ہے کہ یہ اطلاق جائز ہے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

امام ابوالمعالی امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شریعت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر جن اسماء وصفات کا اطلاق وارد ہے' ہم بھی ان کا اطلاق کریں گے اور جن اسماء وصفات کے اطلاق سے شریعت میں منع کیا گیا ہے' ہم بھی ان سے منع کریں گے' اور جن کے متعلق نہ اجازت کا ذکر ہے نہ منع کیا گیا ہے' ہم ان کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ نہیں کریں گے' کیونکہ احکامِ شرع شرعی موارد سے حاصل کیے جاتے ہیں' اگر ہم نے ان کے متعلق تحریم یا تحلیل کا فیصلہ کر دیا تو ہم شریعت کے بغیر حکم ثابت کرنے والے ہو جائیں گے۔ جو اوصاف کمال وجلال اور مدح شریعت میں اللہ تعالیٰ کے لیے وارد نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے منع کیا گیا ہے' ان اسماء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو موسوم کرنا جائز ہے یا نہیں' اس میں اہل سنت کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے اس کی اجازت دی ہے اور دوسرے حضرات نے منع کیا ہے۔ البتہ جن اسماء کا اطلاق کتاب اللہ کی نص قطعی یا حدیث متواتر یا اجماع سے ثابت ہو' ان کا اطلاق جائز ہے اور اگر خبر واحد سے ثابت ہو تو اس میں اختلاف ہے اور ایک گروہ نے اسے جائز قرار دیا اور انہوں نے کہا ہے کہ ان اسماء وصفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور حمد وثناء کرنا' یہ عمل کے باب سے ہے اور خبر واحد کے ساتھ عمل جائز ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہے کیونکہ یہ عمل پر مشتمل ہے' نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ'' (الاعراف:۱۸۰) ''اللہ ہی کے لیے اچھے اسماء ہیں تو اللہ کو انہی ناموں سے پکارو''۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم جز ۲ ص ۲۷۵' مطبوعہ دارالمعرفۃ' بیروت)

نیز علامہ نووی لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رفیق وغیرہ جو اسماء خبرِ واحد سے ثابت ہیں' صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے ساتھ موسوم کرنا جائز ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم جز ۱۶ ص ۳۶۲' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

لفظ ''خدا'' کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو موسوم کرنے کی تحقیق

اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفیہ ہیں اور شارع کی اجازت پر موقوف ہیں' اس بناء پر بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظِ خدا کا اطلاق جائز نہیں' کیونکہ شریعت میں لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے اطلاق ثابت نہیں' لیکن ان کا یہ نظریہ درست نہیں کیونکہ فارسی زبان میں لفظ خدا اللہ تعالیٰ کے لیے بطورِ علم استعمال ہوتا ہے اور مختلف زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جو اعلام وضع کیے گئے ہیں' اللہ تعالیٰ کی ذات پر ان کے اطلاق کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف صفات میں ہے' اسماء و اعلام میں نہیں' نیز آج تک علماء و اکابرینِ امت بلا انکار لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق کرتے رہے ہیں اور جن اسماء کے اطلاق جائز ہونے پر اجماعِ امت ہو' ان کا استعمال بلاشبہ جائز ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۳۹ھ لکھتے ہیں:

جان لو کہ اسمائے توقیفیہ کے مسئلہ میں علماء کا بہت اختلاف ہے' بعض محققین نے کہا کہ مختلف زبانوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے جو اسماء وضع کیے گئے ہیں' جس طرح فارسی میں لفظ خدا اور ترکی لفظ تنکری ان اسماء کے ذاتِ باری تعالیٰ پر اطلاق کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں' البتہ وہ اسماء جو صفات و افعال سے ماخوذ ہیں' ان کے جواز میں اختلاف ہے۔ معتزلہ اور کرامیہ نے کہا ہے کہ جس معنی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا متصف ہونا عقلاً معلوم ہو' اس کا اطلاق جائز ہے' خواہ شریعت میں اس کی اجازت ثابت نہ ہو' اور ایک قوم نے کہا کہ جو الفاظ اسمائے شرعیہ کے ہم معنی ہیں' ان کا اطلاق جائز ہے' البتہ جو الفاظ کفار کی زبان کے ساتھ مخصوص ہوں' ان کا اطلاق جائز نہیں اور قاضی ابوبکر نے کہا ہے کہ جو لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے' جو معنی اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اور اس میں نقص کا وہم نہ ہو' اس کا اطلاق جائز ہے' اور دوسرے لوگوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ نقص کا وہم نہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں تعظیم والا معنی ہو اور امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں توقف فرمایا ہے اور امام غزالی رحمہ اللہ نے اس میں تفصیل بیان کی ہے کہ جو لفظ صفت پر دلالت کرے' وہ جائز ہے اور جو ذات پر دلالت کرے وہ جائز نہیں' اور امام اشعری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شارع کی طرف سے اذن ہونا ضروری ہے اور شرح مواقف میں ہے کہ یہی قول مختار ہے۔ (نبراس شرح شرح العقائد ص ۱۷۳' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۶۷ھ خیالی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

مختلف لغات میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جو اسماء وضع کیے گئے ہیں' ان کے اطلاق کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں' بلکہ اختلاف صرف ان اسماء میں ہے جو صفات و افعال سے ماخوذ ہیں۔ معتزلہ و کرامیہ کا مذہب ہے کہ جب کسی وجودی یا سلبی صفت (صفت وجودی وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے لیے کسی صفت کا ثبوت کا ذکر ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا واجب' قدیم وغیرہ ہونا اور سلبی صفت وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے کسی صفت کی نفی کا ذکر ہو' مثلاً اللہ تعالیٰ کا جسم نہ ہونا' حادث نہ ہونا وغیرہ) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا متصف ہونا عقل سے معلوم ہو تو جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایسے اسم کا اطلاق کیا جائے گا' جو اس صفت کے ساتھ موصوف پر دلالت کرے' چاہے شریعت میں اس کا ذکر ہو یا نہ ہو اور افعال میں بھی یہی حکم ہے اور قاضی ابوبکر نے کہا ہے کہ ہر وہ لفظ جو کسی ایسے معنی پر دلالت کرے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے' اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بغیر کسی توقف کے اطلاق جائز ہے' البتہ یہ شرط ہے کہ اس سے کسی ایسے معنی کا وہم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں تعظیم والا معنی ہوتا کہ بغیر توقف کے اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق جائز ہو' اور شیخ اور ان کے متبعین نے کہا کہ توقیف ضروری ہے (یعنی شریعت پر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

موقوف ہے) اور یہی قول مختار ہے۔ (حاشیہ عبدالحکیم علی الخیالی ص ۷۲ 'مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

شرح العقائد میں ہے کہ جن الفاظ کا اطلاق اجماع سے ثابت ہے' وہ جائز ہیں اور اس کی شرح نبراس میں لفظ خدا کو بطورِ مثال ذکر کیا ہے۔ شرح عقائد و نبراس کی عبارت یہ ہے:

فان قيل كيف صح اطلاق الوجود والواجب والقديم ونحو ذلك (كلفظ خدا بالفارسية) مما يردبه الشرع قلنا بالاجماع.

اگر کہا جائے کہ موجود' واجب اور قدیم اور ان جیسے الفاظ (جس طرح فارسی میں لفظ خدا) جن کا شریعت میں ذکر نہیں' ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق کیسے جائز ہوگا تو ہم کہیں گے کہ یہ اجماع سے ثابت ہے۔

(نبراس ص ۱۷۳ 'مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق جائز ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ علماء و فقہاء اپنی عبارات میں لفظ خدا کا استعمال کرتے رہے ہیں' جن کی تفصیل باعثِ طوالت ہے۔

وَفِی رِوَايَةٍ لَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهُ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهُ.

مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! نرمی کو لازم پکڑ لو اور سختی اور فحش کلامی سے بچو' کیونکہ یہ جس چیز میں بھی ہو' اسے خوب صورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے بھی یہ علیحدہ کردی جائے' اسے بدصورت بنا دیتی ہے۔

۷۹۴۱- **وَعَنْ** جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُّحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو نرمی سے محروم رہا' وہ بھلائی سے محروم ہوگیا۔ (مسلم)

۷۹۴۲- **وَعَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ اُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ حُرِمَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جسے نرمی سے بہرہ ور کیا گیا' اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے بہرہ ور کیا گیا اور جسے نرمی سے محروم کر دیا گیا' اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔

(شرح السنہ)

۷۹۴۳ - **وَعَنْهَا** قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِاَهْلِ بَيْتٍ رِفْقًا اِلَّا نَفَعَهُمْ وَلَا يَحْرِمُهُمْ اِيَّاهُ اِلَّا ضَرَّهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس گھرانے کے ساتھ نرمی کا ارادہ فرماتا ہے' انہیں نفع عطا فرماتا ہے اور جس گھرانے کو نرمی سے محروم رکھتا ہے' انہیں ضرر پہنچاتا ہے۔

(بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۴۴- **وَعَنْ** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیاء صرف خیر ہی لاتی ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ حیاء تو ساری کی ساری بھلائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ایک اشکال اور اس کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حیاء صرف خیر ہی ہے اور حیاء ساری کی ساری بھلائی ہے۔ اس پر اشکال ہے کہ بسا اوقات انسان حیاء کی وجہ سے اچھے کاموں کے ارتکاب سے رُک جاتا ہے بلکہ بعض اوقات حیاء کی بناء پر واجب امور ترک کر دیتا ہے' مثلاً حیاء کی بناء پر انسان بعض اوقات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیتا ہے اور بعض اوقات حیاء کی وجہ سے آدمی علمی مسائل کے متعلق استفسار نہیں کر سکتا' لہٰذا حیاء کو مکمل طور پر خیر اور بھلائی کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سوال میں جن چیزوں کا ذکر ہے' یہ درحقیقت حیاء نہیں بلکہ یہ تو عجز اور بزدلی ہے اور اسے صرف لغوی اعتبار سے حیاء کہا گیا ہے' جب کہ شرعاً حیاء اس عادت کو کہا جاتا ہے جو انسان کو قبیح امور کے ترک پر برانگیختہ کرے' اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث میں بیان کردہ کلیہ کہ حیاء ساری کی ساری خیر ہے' اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب حیاء اللہ تعالیٰ کی رضا کے موافق ہو' لہٰذا کوئی اشکال نہیں۔

٧٩٤٥- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری مرد کے قریب سے گزرے' وہ اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق عتاب کر رہا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو' کیونکہ حیاء تو ایمان ہے۔ (بخاری و مسلم)

٧٩٤٦- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیاء ایمان ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے حیائی ظلم ہے اور ظلم جہنم میں ہے۔ (مسند احمد' ترمذی)

٧٩٤٧- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَيَاءَ وَالْاِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً حیاء اور ایمان کو اکٹھے ملا دیا گیا ہے' جب ان میں سے ایک کو اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاِذَا سُلِبَ اَحَدُهُمَا تَبِعَهُ الْاٰخَرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ان میں سے ایک کو چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے چلا جاتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٩٤٨- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَّخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ رَوَاهُ مَالِكٌ مُّرْسَلًا وَّرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہر دین کے اخلاق ہوتے ہیں اور اسلام کا خلق حیاء ہے۔

(امام مالک رحمہ اللہ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے' ابن ماجہ' بیہقی)

٧٩٤٩- وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پہلی نبوت کا جو کلام لوگوں نے حاصل کیا ہے' اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے کرتا پھر۔ (بخاری)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

۷۹۵۰- وَعَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا' آپ نے فرمایا: نیکی اچھا خلق ہے اور گناہ وہ چیز ہے جو تمہارے دل میں کھٹکتی رہے اور تمہیں یہ پسند نہ ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔ (مسلم)

۷۹۵۱- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب شخص وہ ہے' جو تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔ (بخاری)

۷۹۵۲- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومنین میں سے سب سے زیادہ کامل الایمان وہ شخص ہے' جو ان میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔ (ابوداؤد' دارمی)

۷۹۵۳- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۷۹۵۴- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ خِيَارُكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا وَّاَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سب سے بہتر کون ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! ضرور بیان فرمائیں' آپ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی عمر زیادہ لمبی ہو اور اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔ (مسند احمد)

۷۹۵۵- وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنْ مُّزَيْنَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا خَيْرُ مَا اُعْطِيَ الْاِنْسَانُ قَالَ الْخُلُقُ الْحَسَنُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ.

مزینہ کے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! انسان کو جو چیزیں عطا ہوئیں' ان میں سے بہترین چیز کیا ہے؟ فرمایا: اچھا خلق۔ (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور شرح السنہ میں اسامہ بن شریک سے روایت ہے)

۷۹۵۶- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک مومن حسنِ خلق کی بناء پر رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے شخص کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

۷۹۵۷- وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اللہ سے ڈرو! تم جہاں بھی ہو اور برائی کے بعد نیکی کر لیا کرو' وہ برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو۔ (احمد' ترمذی' دارمی)

www.waseemziyai.com

وَالدَّارِمِیُّ.

۷۹۵۸۔ وَعَنْ مُّعَاذٍ قَالَ کَانَ اٰخِرُ مَا وَصَّانِیْ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ وَضَعْتُ رِجْلِیْ فِی الْغَرْزَانِ قَالَ یَا مُعَاذُ اَحْسِنْ خُلُقَکَ لِلنَّاسِ رَوَاہُ مَالِکٌ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آخری وصیت فرمائی، وہ یہ تھی کہ آپ نے فرمایا: اے معاذ! لوگوں سے حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا۔ (مالک)

۷۹۵۹۔ وَعَنْ مَّالِکٍ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ کَذَا فِی الْمُوَطَّا وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ.

حضرت مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ (موطأ امام مالک میں اسی طرح ہے اور امام احمد نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

۷۹۶۰۔ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ فِی الْمِرْاٰۃِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ حَسَّنَ خُلُقِیْ وَخَلْقِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَا شَانَ مِنْ غَیْرِیْ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ مُرْسَلًا.

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آئینے میں دیکھتے تو آپ فرماتے: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جس نے میری صورت اور سیرت کو حسین بنایا اور میری ہر وہ چیز حسین بنائی، جو دوسروں میں قبیح ہے۔ (امام بیہقی نے شعب الایمان میں اسے مرسلاً روایت کیا ہے)

۷۹۶۱۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ رَوَاہُ اَحْمَدُ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! جس طرح تو نے میری صورت حسین بنائی ہے، اسی طرح میرے اخلاق بھی حسین بنا دے۔ (مسند احمد)

۷۹۶۲۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَثْقَلَ شَیْءٍ یُّوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَاِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَرَوٰی اَبُوْ دَاوٗدَ الْفَصْلَ الْاَوَّلَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مؤمن کے ترازو میں سب سے زیادہ وزنی چیز اچھے اخلاق ہوں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ فحش گو اور بے حیاء کو ناپسند فرماتا ہے۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حسن صحیح ہے اور ابوداؤد نے اس کا پہلا حصہ روایت کیا ہے)۔

۷۹۶۳۔ وَعَنْ حَارِثَۃَ بْنِ وَھْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِیُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِیْظُ الْفَظُّ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ فِیْ سُنَنِہٖ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْاُصُوْلِ فِیْہِ عَنْ حَارِثَۃَ وَکَذَا فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْہُ وَلَفْظُہٗ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ الْجَوَّاظُ الْجَعْظَرِیُّ

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں جواظ اور جعظری داخل نہ ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ جواظ بدخلق اور سخت دل کو کہتے ہیں۔ اسے ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور صاحب جامع الاصول نے جامع الاصول میں بروایت حارث حارثہ روایت کیا ہے اور اسی طرح شرح السنہ میں حارثہ کی روایت سے ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ نے فرمایا: جنت میں جواظ، جعظری داخل نہیں ہو گا۔ جعظری سخت دل، بدخلق کو کہا جاتا ہے اور مصابیح کے نسخوں میں عکرمہ بن

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLIYAI ISLAMIA ACADEMY

يُقَالُ الْجَعْظَرِيُّ اَلْفَظُّ الْغَلِيظُ وَفِيْ نُسَخِ الْمَصَابِيحِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ وَهْبٍ وَلَفْظُهُ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الَّذِىْ جَمَعَ وَمَنَعَ وَالْجَعْظَرِيُّ الْغَلِيظُ الْفَظُّ.

وہب سے روایت ہے اور اس کے الفاظ ہیں کہ جواظ وہ ہے جو (ناجائز مال) جمع کرے اور (ضروری جگہ مال) خرچ نہ کرے اور جعظری' بدخلق' سخت دل ہے۔

۷۹٦٤۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَّحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَيْهِ عَلٰى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيْبٍ سَهْلٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے شخص کے متعلق نہ بتاؤں' جو جہنم پر حرام ہے اور جہنم اس پر حرام ہے' ہر نرم خو' حلیم الطبع' لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے والے اور درگزر کرنے والے شخص پر جہنم حرام ہے۔ (مسند احمد' ترمذی)

۷۹٦٥۔ وَعَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُوْنَ هَيِّنُوْنَ لَيِّنُوْنَ كَالْجَمَلِ الْاَنِفِ اِنْ قِيْدَ اِنْقَادَ وَاِنْ اُنِيْخَ عَلٰى صَخْرَةٍ اِسْتَنَاخَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا وَّالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مُتَّصِلًا مَّرْفُوْعًا.

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان والے لوگ حلیم اور نرم طبع کے مالک ہوتے ہیں' جس طرح نکیل والا اونٹ ہے' اگر اسے چلایا جائے تو وہ چلنے لگتا ہے اور اگر اسے کسی پتھر پر بٹھا دیا جائے تو وہ بیٹھ جاتا ہے۔ (اسے ترمذی نے مرسلاً روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متصلاً مرفوعاً روایت کیا ہے)

۷۹٦٦۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَّالْفَاجِرُ خَبٌّ لَّئِيْمٌ رَّوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن سادہ دل' کریم ہوتا ہے اور فاجر چالاک' بداخلاق ہوتا ہے۔ (مسند احمد' ترمذی' ابوداؤد)

۷۹٦۷۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَّهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يُّنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِيْ اَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے غصہ نافذ کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود غصہ کو پی لیا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ جو حور چاہتے ہو' منتخب کر لو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوُدَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَلَاَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ اَمْنًا وَّاِيْمَانًا.

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ سوید بن وہب ایک صحابی کے بیٹے سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔

۷۹٦۸۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَا بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ يَّتَعَجَّبُ وَيَتَبَسَّمُ فَلَمَّا اَكْثَرَ رَدَّ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی' آپ متعجب ہو رہے تھے اور تبسم فرما رہے تھے' جب اس نے زیادہ گالیاں دیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی کسی بات کا جواب دے دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فَلَحِقَهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَشْتِمُنِيْ وَاَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ قَالَ كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يَّرُدُّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَيْهِ وَقَعَ الشَّيْطَانُ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ مَّا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَةٍ فَيُغْضِيْ عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا اَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهٗ وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِيَّةٍ يُّرِيْدُ بِهَا صِلَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا كَثْرَةً وَّمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ يُّرِيْدُ بِهَا كَثْرَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا قِلَّةً رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا: یارسول اللہ! وہ شخص مجھے گالیاں دے رہا تھا اور آپ تشریف فرما رہے' جب میں نے اس کی کسی بات کا جواب دے دیا تو آپ غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے' آپ نے فرمایا: تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو اسے جواب دے رہا تھا' جب تم نے خود جواب دیا تو شیطان آ گیا' پھر آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تین باتیں بالکل حق ہیں' جس بندے پر ظلم ہو رہا ہو اور وہ رضائے الٰہی کی خاطر چشم پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت عطا فرماتا ہے اور اس کی مدد فرماتا ہے اور جس شخص نے صلہ رحمی کی خاطر بابِ سخاوت کشادہ کر دیا' اللہ تعالیٰ اس کے مال میں مزید اضافہ فرمائے گا اور جس شخص نے کثرتِ مال کے لیے سوال کا دروازہ کھول دیا' اللہ تعالیٰ اس کے مال میں مزید کمی فرما دے گا۔ (مسند احمد)

۷۹۶۹- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِيْ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ اَفْضَلُ مِنَ الَّذِيْ لَا يُخَالِطُهُمْ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی ایذاء پر صبر کرتا ہے' وہ اس شخص سے افضل ہے جو لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا اور ان کی ایذاء پر صبر نہیں کرتا۔

(ترمذی' ابن ماجہ)

گوشہ نشینی افضل ہے یا باہمی میل جول؟

اس حدیث میں لوگوں سے میل جول رکھنے والے اور لوگوں کی ایذاء پر صبر کرنے والے شخص کی فضیلت کا بیان ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں گوشہ نشینی پر میل جول کی فضیلت کا بیان ہے۔ زمانے اور مقام کے اختلاف سے یہ حکم مختلف ہوتا رہتا ہے' اور احیاء العلوم میں ہے کہ میل جول اور گوشہ نشینی کے متعلق اختلاف ہے کہ ان میں سے افضل کون سا عمل ہے۔ اکثر تابعین کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ لوگوں سے میل جول رکھا جائے اور مؤمنین کے ساتھ الفت و محبت کے لیے بہ کثرت جان پہچان پیدا کی جائے اور نیکی و پرہیزگاری کے سلسلہ میں باہمی تعاون قائم کیا جائے اور اکثر زاہدین و عابدین گوشہ نشینی کی طرف مائل ہیں اور گوشہ نشینی کو میل جول پر فضیلت دیتے ہیں۔ حضرت فضیل اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا یہی نظریہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم گوشہ نشینی سے اپنے حصہ کو لازم پکڑ لو اور حضرت فضیل کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ کافی محب ہے اور قرآن مجید کافی مونس ہے اور موت کافی واعظ ہے۔ اللہ کو ساتھی بنا لو اور لوگوں کو ایک جانب چھوڑ دو۔

حاتم اصم رحمہ اللہ کے پاس ایک امیر آیا اور کہنے لگا: آپ کو کوئی حاجت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! پوچھا: کیا حاجت ہے؟ فرمایا کہ تم مجھ سے ملاقات نہ کرنا' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بہترین مجلس وہ ہے جو تمہارے گھر کی گہرائی میں ہو کہ نہ تم کسی کو دیکھو اور نہ کوئی تمہیں دیکھے' اور کہا گیا ہے کہ گوشہ نشینی کے آداب چار ہیں:

(۱) اپنے شر کو روکنا مقصود ہو (۲) دوسروں کے شر سے بچنا مقصود ہو (۳) ادائیگی حقوق میں کوتاہی سے بچنا مقصود ہو (۴) عبادت کے لیے کامل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا مقصود ہو۔ اور مختار طریقہ یہ ہے کہ درمیانی راستہ اختیار کیا جائے کہ اکثر لوگوں اور عوام الناس سے تنہائی اختیار کی جائے اور نیک صالحین اور خواص کی مجلس اختیار کی جائے' اور حصولِ علم اور مقامِ زہد تک رسائی کے بعد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جب مخلوق سے طمع نہ رہے تو پھر عام لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا جائے۔ اسی لیے بعض عارفین نے کہا ہے کہ علم کی عین کے بغیر عزلت (گوشہ نشینی) زلت (لغزش) ہے اور زہد کی زا کے بغیر عزلت (گوشہ نشینی) علت ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ملخصاً ج ۴ ص ۷۴۳ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

بَابُ الْغَضَبِ وَالْكِبْرِ

غصے اور تکبر کا بیان

''غضب'' اور ''کبر'' کی تحقیق

بعض محققین نے کہا ہے کہ خونِ دل کے جوش مارنے کو ''غضب'' کہتے ہیں یا ''غضب'' اس کیفیت کا نام ہے جس کیفیت کے لاحق ہونے کے بعد ایذاء دینے والی چیزوں کو دور کرنے کے لیے اور انتقام لینے کے لیے خون جوش مارنے لگتا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے: ''من لم یسال اللّٰه یغضب علیه'' جو آدمی اللہ سے سوال نہ کرے' اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔ اس حدیث میں غضب کا مجازی معنی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے ساتھ وہی معاملہ فرماتا ہے' جس طرح بادشاہ غضب کے وقت اپنے ماتحت لوگوں کے ساتھ معاملہ کرتا ہے یعنی انتقام لیتا ہے اور سزا دیتا ہے' اور ''کبر'' کے متعلق امام راغب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ''کبر'' اس حالت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو اچھا خیال کرنے لگتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو دوسروں سے زیادہ بڑا سمجھتا ہے' اور تکبر کی بدترین صورت یہ ہے کہ تکبر کی بناء پر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق قبول کرنے سے رک جائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۴۸ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (آل عمران:١٣٤).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں' اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے' اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں ○ (آل عمران:۱۳۴)

٧٩٧٠ - **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں رضائے الٰہی کی خاطر غصے کا گھونٹ پی جانے والے سے کوئی شخص افضل نہیں۔ (مسند احمد)

٧٩٧١ - **وَعَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے میرے رب! تیری بارگاہ میں کون سا بندہ زیادہ عزت والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو قدرت کے باوجود معاف کر دے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٩٧٢ - **وَعَنْهُ** قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طاقت ور وہ شخص نہیں جو پچھاڑ دے' طاقت ور تو وہ ہے جو غصے کے وقت خود کو قابو میں رکھے۔ (بخاری و مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

٧٩٧٣- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْاِسَاءَةِ فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ قَرِيْبٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا. وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَتَقَدَّمَ اِنَّ مَا عَلَّقَهٗ بِصِيْغَةِ الْمَجْهُوْلِ ضَعِيْفٌ وَّمَا رَوَاهُ بِصِيْغَةِ الْمَعْلُوْمِ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''ادفع بالتی ھی احسن'' اے سننے والے! بُرائی کو بھلائی سے ٹال' کی تفسیر میں فرمایا کہ غصے کے وقت صبر کرنا اور بُرائی کے وقت معاف کرنا' جب لوگوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور ان کا دشمن ان کے سامنے اس طرح جھک جائے گا' گویا وہ گہرا قریبی دوست ہے۔ (اسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے تعلیقاً روایت کیا ہے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ امام بخاری جس روایت کو صیغہ مجہول سے تعلیقاً ذکر کریں' وہ ضعیف ہوتی ہے اور جسے صیغہ معلوم سے روایت کریں' وہ صحیح ہوتی ہے)

٧٩٧٤- وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خَزَنَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ اعْتَذَرَ اِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنی زبان کی حفاظت کی' اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جس نے اپنا غصہ روک لیا' اللہ قیامت کے دن اس سے اپنا عذاب روک لے گا' اور جس نے اللہ کی بارگاہ میں معذرت کی' اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول فرمائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٩٧٥- وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد ماجد سے' وہ ان کے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غصہ ایمان کو اسی طرح خراب کر دیتا ہے' جس طرح کڑوے درخت کا رس شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٩٧٦- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِيْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: مجھے وصیت فرمائیے' آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو' اس نے بار بار عرض کیا' آپ نے ہر بار یہی فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری)

٧٩٧٧- وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا يُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان کی تخلیق آگ سے ہے اور آگ پانی سے ہی بجھائی جاتی ہے' لہٰذا جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آئے تو وہ وضو کر لے۔ (ابوداؤد)

٧٩٧٨- وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے' اگر اس کا غصہ ختم ہو جائے تو ٹھیک ہے' ورنہ لیٹ جائے۔ (مسند احمد' ترمذی)

٧٩٧٩- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جس شخص کے دل میں ذرّہ برابر تکبر ہوا' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا' ایک شخص نے عرض کیا: انسان چاہتا ہے کہ اس کا لباس حسین ہو اور اس کا جوتا خوب صورت ہو' آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور حسن و جمال کو پسند فرماتا ہے لیکن تکبر تو حق بات کو نہ ماننے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔ (مسلم)

۷۹۸۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوا' وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوا' وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ (مسلم)

ایمان کمی زیادتی کو قبول نہیں کرتا

اس حدیث میں ہے کہ جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہو' وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ اس کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوسکتی ہے کہ کسی کے دل میں ایمان رائی کے برابر ہوتا ہے اور کسی کے دل میں اس سے زائد ایمان ہوتا ہے' لیکن تحقیق یہ ہے کہ ایمان کی حقیقت دلی تصدیق ہے اور اس میں کمی زیادتی نہیں ہوسکتی' لہٰذا حدیث میں ایمان سے ایمان کے ثمرات اور باطنی اطلاق وغیرہ مراد ہیں۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

(اس حدیث میں) ایمان سے ایمان کا ثمرہ مراد ہے' اور ایمان کا ثمرہ وہ اخلاق ہیں جن کا باطن سے تعلق ہوتا ہے' یا وہ اخلاق ہیں جن کا ظاہر سے تعلق ہوتا ہے اور وہ نورِ ایمان اور یقین کے ظہور کی بناء پر صادر ہوتے ہیں' کیونکہ ایمان کی حقیقت تو تصدیق ہے۔ اس میں زیادتی کمی نہیں ہوسکتی۔ علامہ طیبی نے کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان زیادتی کمی کو قبول کرتا ہے۔ ان کا یہ قول ایقان و اتقان (یقین و پختگی) کی حقیقت کا شعور نہ ہونے کی وجہ سے صادر ہوا ہے' کیونکہ ایمان کے اجزاء نہیں ہوتے' صرف مؤمن بہ (جن چیزوں پر ایمان لایا جاتا ہے) کے متعدد ہونے کے اعتبار سے ایمان میں تعدد ہوتا ہے' اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جن چیزوں پر ایمان لانا واجب ہے' ان میں سے صرف بعض پر ایمان لانا (اور بعض پر ایمان نہ لانا) ایمان نہ لانے کے مترادف ہے' البتہ ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں جو ایمان کی حقیقت سے خارج ہیں۔ جس طرح نماز' زکوٰۃ اور اسلام کے احکامِ ظاہرہ' تواضع' رحم کرنا وغیرہ اور باطنی اخلاق ہیں' اور اسی مفہوم میں حدیث ہے کہ ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں' اور ہماری ذکر کردہ تقریر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان دلیل ہے کہ آپ نے فرمایا: حیاء ایمان کی شاخ ہے۔ اور اس پر اجماع ہے کہ حیاء ایمان کی حقیقت میں داخل نہیں اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں آپ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوا' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا' اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ محض تکبر کفر نہیں' جس طرح کہ یہ اتفاقی مسئلہ ہے کہ حق قبول کرنے سے تکبر کرنا کفر ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۵۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

کیا متکبر جنت میں داخل نہیں ہوگا؟

اس حدیث میں ہے کہ جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوا' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ متکبر جنت میں داخل نہیں ہوگا' حالانکہ تکبر گناہ کبیرہ ہے' کفر نہیں اور گناہ کبیرہ کا مرتکب مؤمن بالآخر جنت میں داخل ہوگا۔ علامہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-I ISLAMIA ACADEMY

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ آدمی تکبر کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا' بلکہ اسے تکبر اور ہر بُری خصلت سے پاک صاف کر دیا جائے گا' یا تو عذاب دے کر یا اللہ تعالیٰ کے عفو و کرم سے اور پھر اسے جنت میں داخل کیا جائے گا' اور علامہ خطابی نے فرمایا ہے کہ حدیث کی دو تاویلیں ہیں: (۱) تکبر سے کفر و شرک مراد ہے' کیونکہ اس کے مقابلہ میں کفر کی نقیض ایمان کا ذکر ہے (۲) اللہ تعالیٰ جب اسے جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اس کے دل سے تکبر نکال دے گا' اور تکبر کے بغیر اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۵۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۷۹۸۱- وَعَنْ حَارِثَةَ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ كُلَّ جَوَّاظٍ زَنِيْمٍ مُّتَكَبِّرٍ.

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اہل جنت کے متعلق نہ بتاؤں' جنتی ہر وہ ضعیف و ناتواں شخص ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے کرم پر بھروسا کرتے ہوئے کوئی قسم اٹھا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا فرما دیتا ہے' کیا میں تمہیں جہنمیوں کے متعلق نہ بتاؤں' جہنمی ہر وہ شخص ہے جو بد مزاج' سرکش اور متکبر ہو۔ (بخاری' مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہر وہ شخص جو سرکش' حرامی اور متکبر ہو۔

۷۹۸۲- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا اَدْخَلْتُهُ النَّارَ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَذَفْتُهٗ فِی النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کبریائی میری چادر اور عظمت میری ازار ہے' جس نے ان دونوں میں سے کوئی صفت مجھ سے لینے کی کوشش کی' میں اسے جہنم میں داخل کر دوں گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میں اسے آگ میں پھینک دوں گا۔ (مسلم)

۷۹۸۳- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِیْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُّسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ فِیْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسُ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِيْنَةَ الْخَبَالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد ماجد سے' وہ ان کے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: متکبرین کو قیامت کے روز چیونٹیوں کی طرح مردوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا' ان پر ہر طرف سے ذلت چھا جائے گی' انہیں ہانک کر جہنم کے ''بولس'' نامی قید خانہ میں لے جایا جائے گا' انہیں جہنمیوں کی بدبودار گندی پیپ پلائی جائے گی۔ (ترمذی)

۷۹۸۳- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ وَّلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَّمَلِكٌ كَذَّابٌ وَّعَائِلٌ مُّتَكَبِّرٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ہی انہیں (گناہوں کی میل سے) پاک فرمائے گا۔

اور ایک روایت میں ہے: اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ (۳)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

متکبر فقیر۔ (مسلم)

٧٩٨٤ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا اَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِىْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَّفِىْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَّمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِىْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّفِىْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: اے لوگو! عاجزی کیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے رضائے الٰہی کے لیے عاجزی کی' اللہ تعالیٰ اسے بلند فرما دے گا' وہ اپنی نگاہ میں چھوٹا اور لوگوں کی نظروں میں عظیم المرتبت ہوتا ہے اور جس نے تکبر کیا' اللہ تعالیٰ اسے گرا دے گا' وہ لوگوں کی نگاہوں میں چھوٹا اور اپنی نظر میں بڑا ہوتا ہے' حتیٰ کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا خنزیر سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔
(بیہقی' شعب الایمان)

٧٩٨٥ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى يُكْتَبَ فِى الْجَبَّارِيْنَ فَيُصِيْبُهٗ مَا اَصَابَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی ہمیشہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کا نام جبارین کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے اور اسے وہی عذاب دیا جائے گا' جو جبارین کو ہو گا۔ (ترمذی)

٧٩٨٦ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِىَ الْكَبِيْرَ الْمُتَعَالَ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰى وَنَسِىَ الْجَبَّارَ الْاَعْلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهٰى وَلَهٰى وَنَسِىَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغٰى وَنَسِىَ الْمُبْتَدَاَ وَالْمُنْتَهٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَّخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَّخْتِلُ الدِّيْنَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُوْدُهٗ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهٗ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِىِّ قَالَ عَلِىٌّ الْقَارِىُّ وَلَا شَكَّ اَنَّ كَثْرَةَ الطُّرُقِ تَقْوِى الضَّعِيْفَ وَتَجْعَلُهٗ حَسَنًا لِّغَيْرِهٖ وَبِهٖ يَتِمُّ الْمَقْصُوْدُ وَقَالَ التِّرْمِذِىُّ اَيْضًا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّقَالَ عَلِىٌّ الْقَارِىُّ وَاَنْتَ تَعْرِفُ اَنَّ الْغَرَابَةَ لَا تُنَافِى الصِّحَّةَ وَالْحُسْنَ غَايَتُهٗ اَنَّ

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: وہ شخص کتنا بُرا آدمی ہے' جس نے تکبر کیا اور اکڑ کر چلا اور بلند و بالا ذات کو فراموش کر دیا' وہ شخص کتنا بُرا آدمی ہے جس نے ظلم و جبر کیا اور زیادتی کی اور عظمت و بلندی کی مالک ذات کو فراموش کر دیا' وہ شخص کتنا بُرا آدمی ہے جو بھول گیا اور لہو و لعب میں مشغول ہو گیا اور قبروں اور گلی سڑی ہڈیوں کو بھلا دیا' وہ شخص کتنا بُرا آدمی ہے جس نے سرکشی کی اور حد سے تجاوز کیا اور ابتداء و انتہا کو بھلا دیا' وہ شخص کتنا بُرا ہے جو دنیا کو دین کے ذریعے دھوکہ دے' وہ شخص کتنا بُرا آدمی ہے جو دین کو شبہات سے بگاڑ دے' وہ شخص کتنا بُرا آدمی ہے' جس کو طمع اپنا تابع بنا لے' وہ شخص کتنا بُرا آدمی ہے' جس کو خواہش نفسانی گمراہ کر دے' وہ شخص کتنا بُرا آدمی ہے جس کو دنیا کی رغبت ذلیل کر دے۔
(ترمذی' بیہقی' شعب الایمان' ترمذی و بیہقی دونوں نے کہا کہ اس کی اسناد قوی نہیں اور ملا علی قاری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کثرتِ طرق سے ضعیف قوی اور حسن لغیرہ ہو جاتی ہے اور اسی سے مقصود پورا ہو جاتا ہے اور ترمذی نے بھی کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ غرابت' صحت اور حسن کے منافی نہیں' اس سے زیادہ سے زیادہ یہ لازم آئے گا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف بالاتفاق فضائل اعمال میں مقبول ہوتی ہے' لہٰذا مواعظ میں بہ طریق اولیٰ مقبول ہو گی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

الْحَدِیْثُ ضَعِیْفٌ وَّھُوَ یُعْمَلُ بِهٖ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اِتِّفَاقًا فَفِی الْمَوَاعِظِ یَنْبَغِیْ اَنْ یَکُوْنَ بِالْاَوْلٰی.

۷۹۸۷ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مُّنْجِیَاتٌ وَّثَلَاثٌ مُّھْلِکَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِیَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِی الْغِنٰی وَالْفَقْرِ وَاَمَّا الْمُھْلِکَاتُ فَھَوًی مُّتَّبَعٌ وَّشُحٌّ مُّطَاعٌ وَّاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَھِیَ اَشَدُّھُنَّ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین عادتیں نجات دینے والی ہیں اور تین عادتیں ہلاک کرنے والی ہیں' نجات دینے والی عادتیں یہ ہیں: (۱) خفیہ اور علانیہ حالت میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا (۲) خوشی اور ناخوشی میں حق بات کہنا (۳) مال داری اور فقیری میں میانہ روی اختیار کرنا' اور ہلاک کرنے والی عادتیں یہ ہیں: (۱) نفسانی خواہش کی پیروی کرنا (۲) بخل کی عادت اختیار کرنا (۳) آدمی کا خود کو اچھا سمجھنا' اور یہ آخری خصلت ان سب عادتوں سے زیادہ نقصان دِہ ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

بَابُ الظُّلْمِ

ظلم کا بیان

ظلم کی تحقیق

لغت میں ظلم کا معنی ہے کہ ایک چیز جس محل اور مقام کے ساتھ مخصوص ہے' اس چیز کو اس مخصوص محل اور مقام کے علاوہ دوسری جگہ رکھنا' اور یہ لفظ جامع ہے اور ہر اس چیز کو شامل ہے جو مقررہ حد سے تجاوز کر جائے اور جس طریقے پر واقع ہونی چاہیے تھی' اس طریقے پر واقع نہ ہو' بلکہ زیادتی یا کمی کے ساتھ واقع ہو اور بے وقت اور بے جا واقع ہو۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۶۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

قطب ربانی شیخ عبدالکبیر یمانی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کا دل اپنے ذکر و فکر کے لیے پیدا کیا ہے' لہٰذا جو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے غیر کو جگہ دے' وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۵۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۸۸ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ (بخاری' مسلم)

ظلم تاریکیوں کا باعث بنے گا

اس حدیث میں ہے: ظلم روزِ قیامت تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح مؤمنین کے عمل صالح کی وجہ سے روزِ قیامت ان کے آگے نور اور روشنی ہوگی اسی طرح کفار اور ظالمین کے ظلم کے باعث تاریکی انہیں گھیر لے گی اور ان کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا' یا ظلمات سے مراد مصیبتیں اور سختیاں ہیں کہ روزِ قیامت ظالمین ظلم کے باعث مصیبتوں اور سختیوں میں مبتلا ہوں گے' اور ظلمات (تاریکیاں) جمع کا لفظ ذکر فرمایا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ ظلم سے ظلم کی جنس مراد ہے اور جنسِ ظلم کی متعدد انواع و اقسام کے اعتبار سے ان کے لیے کئی تاریکیاں اور اندھیرے ہوں گے یا مراد یہ ہے کہ ہر ظالم کے لیے ظلمت اور تاریکی ہوگی' اس طرح ظلم کئی تاریکیوں کا باعث ہوگا' یا مراد یہ ہے کہ اس ظلم والی خصلت کی شدت کے پیش نظر ہر ظالم کے لیے کئی تاریکیاں ہوں گی' یا مراد یہ ہے کہ ان کے آگے' دائیں بائیں ہر طرف تاریکی ہوگی تو گویا وہ ایک تاریکی کئی تاریکیوں کے برابر ہوگی کہ ہر طرف سے انہیں گھیر لے گی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۷۹۸۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِىْ مَنْ يَّاْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِىْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِى النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ کوئی ساز وسامان ہو' آپ نے فرمایا: میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز' روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس شخص نے کسی کو گالی دی ہوگی' کسی پر تہمت لگائی ہوگی' کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا' تو اس کی کچھ نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی اور کچھ نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی' اگر ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی اس شخص کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان مظلوم اشخاص کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم)

حقیقی مفلس کون؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق العباد میں معافی نہیں ہوگی' البتہ اللہ تعالیٰ جسے معاف فرمانا چاہے گا تو اس کے لیے صاحبِ حق کو راضی فرما دے گا' نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درہم و دینار نہ رکھنے والا حقیقی مفلس نہیں بلکہ حقیقتاً مفلس وہ ہے جو دوسروں کے حقوق کی پامالی کرتا ہے اور روزِ قیامت اس وجہ سے اس کا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی ہو جائے گا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حقیقی مفلس وہ ہے جس کا میں نے ذکر فرمایا ہے اور جس کے پاس مال نہیں یا کم مال ہے اور لوگ اسے مفلس کہتے ہیں وہ حقیقتاً مفلس نہیں' کیونکہ یہ حالت تو موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے اور بسا اوقات زندگی میں ہی اسے خوش حالی حاصل ہو جاتی ہے اور افلاس والی یہ حالت ختم ہو جاتی ہے' لیکن مذکورہ مفلس مکمل طور پر ہلاک ہو جاتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۶۰ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۹۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِّاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَىْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے عزت وآبرو یا کسی اور چیز کے معاملہ میں اپنے کسی (دینی) بھائی پر ظلم کیا ہو تو وہ آج ہی اس مظلوم سے معاف کروالے' اس دن سے پہلے جب اس کے پاس نہ دینار ہوں گے نہ درہم ہوں گے' اگر اس کی کوئی نیکی ہوئی تو اس کے ظلم کی مقدار کے مطابق وہ لے لی جائے گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ لے کر اس شخص پر ڈال دیئے جائیں گے۔ (بخاری)

کیا دوسروں کے اعمال کے سبب آدمی سے مواخذہ ہوگا؟

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے کہا کہ بعض مبتدعین کا گمان ہے کہ یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى'' اس روز کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی' کے معارض ہے' لیکن ان کا یہ گمان باطل ہے اور واضح جہالت ہے' کیونکہ ان لوگوں کو ان کے اپنے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

عمل اور گناہ کی وجہ سے سزا دی جائے گی اور ان کے قرض خواہوں کے حقوق ان کی طرف متوجہ ہوں گے' لہٰذا ان حقوق کے بدلے ان کی نیکیاں ان قرض خواہوں کو دے دی جائیں گی اور جب ان کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے حق داروں کے گناہ لے کر ان کے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے' لہٰذا حقیقتاً سزا انہیں اپنے ظلم کی وجہ سے ہو گی بغیر جرم کے سزا نہیں ہو گی اور میں کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ یہ معاملہ اس لیے کیا جائے گا تا کہ عقل و نقل سے اللہ تعالیٰ کے لیے جو عدل ثابت ہے' اس کا تقاضا پورا ہو کیونکہ جب ظالم کی نیکیاں زیادہ ہوئیں اور اس کا نیک اعمال والا پلڑا بھاری ہوا' اب اگر اسے جنت میں داخل کر دیا جائے تو مظلوم کا حق ضائع ہو گا اور اگر اسے جہنم میں داخل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی مخالفت لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جن کے میزان بھاری ہوئے وہی لوگ فلاح یافتہ ہیں' اور عنقریب آگے آئے گا کہ اللہ تعالیٰ حقوق العباد کو معاف نہیں فرمائے گا' لہٰذا دو باتوں میں ایک چیز ضروری ہے: یا اس کی نیکیاں لے لی جائیں یا گناہ اس کے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں' تا کہ اس کی نیکیوں والا پلڑا ہلکا ہو جائے اور اسے جہنم میں داخل کر دیا جائے' پھر بہ قدرِ استحقاق عذاب دے کر اسے جہنم سے نکال لیا جائے' پھر اگر نیکیاں باقی ہوں تو ان کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیا جائے یا ایمان کی برکت سے جنت میں داخل کر دیا جائے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے نیک عمل کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۷۶۰ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٩٩١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقُ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے قیامت کے دن اہل حقوق کے حقوق ادا کروائے جائیں گے حتیٰ کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کا قصاص لیا جائے گا۔ (مسلم)

٧٩٩٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلَاثَةٌ دِيْوَانٌ لَّا يَغْفِرُ اللّٰهُ الْاِشْرَاكَ بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ. (النساء:٤٨) وَدِيْوَانٌ لَّا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ ظُلْمَ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَّدِيْوَانٌ لَا يَعْبَاُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمَ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے دفتر ہیں' ایک وہ دفتر ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا' یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اسے معاف نہیں فرمائے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے (النساء:۴۸) دوسرا بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنے کا دفتر ہے' اسے اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک وہ آپس میں ایک دوسرے سے بدلہ نہ لے لیں گے' تیسرا وہ دفتر ہے جس کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں' یہ بندوں کا اللہ تعالیٰ کے اور اپنے درمیان کے معاملات میں زیادتی کرنا ہے' یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے' اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا' اگر چاہے گا تو معاف فرما دے گا۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

٧٩٩٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ (الانعام:٨٢) شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی نازل ہوئی: وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی (الانعام:۸۲) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب پر یہ دشوار گزرا' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کس شخص نے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ مراد نہیں' ظلم تو شرک ہے' کیا تم نے لقمان علیہ السلام کا وہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ ذَاكَ اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا قَوْلَ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ○(لقمان:۱۳)

قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا کہ اے میرے بیٹے! اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا' بے شک شرک بڑا ظلم ہے○(لقمان:۱۳)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا:) وہ مراد نہیں جو تم گمان کر رہے ہو' یہ تو اسی طرح ہے جیسا کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا۔ (بخاری ومسلم)

۷۹۹۴ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ اَذْهَبَ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْيَا غَيْرِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے ہاں بدترین مرتبہ والا وہ شخص ہے جس نے دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت تباہ کر ڈالی۔ (ابن ماجہ)

۷۹۹۵ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ اَنِ اكْتُبِيْ اِلَيَّ كِتَابًا تُوْصِيْنِيْ فِيْهِ وَلَا تُكْثِرِيْ فَكَتَبَتْ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف خط لکھا کہ میری طرف مکتوب تحریر فرمائیں' جس میں مجھے وصیت فرمائیں لیکن زیادہ طویل نہ ہو' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تحریر فرمایا: تم پر سلام ہو! بعد ازیں میں کہتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے لوگوں کی ناراضگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کی' اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی تکلیف سے محفوظ رکھے گا' اور جس نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ لوگوں کی رضا تلاش کی' اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سپرد فرما دے گا' والسلام علیک. (ترمذی)

۷۹۹۶ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ﴾ (هود: ۱۰۲) اَلْاٰيَةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتیٰ کہ جب اس کی گرفت فرماتا ہے تو پھر اس کو چھوڑتا نہیں' پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: اور تمہارے رب کی گرفت ایسے ہی ہوتی ہے جب وہ بستیوں پر ان کے ظالم ہونے کی حالت میں گرفت فرماتا ہے (ھود:۱۰۲)۔ (بخاری ومسلم)

۷۹۹۶ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا يَّقُوْلُ اِنَّ الظَّالِمَ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ بَلٰى وَاللّٰهِ حَتَّى الْحُبَارٰى لَتَمُوْتُ فِيْ وَكْرِهَا هَزْلًا لِظُلْمِ الظَّالِمِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں! (ظالم دوسروں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے) حتیٰ کہ ظالم کے ظلم کی وجہ سے بٹیرا اپنے گھونسلے میں دبلا ہو کر مر جاتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۹۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وادی حجر سے گزرے تو آپ نے فرمایا: اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کے مکانات سے

www.waseemziyai.com

مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ ثُمَّ قَنَعَ رَاْسَهٗ وَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اِجْتَازَ الْوَادِيَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

صرف روتے ہوئے گزرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں پہنچنے والا عذاب تم پر بھی نہ آ جائے' پھر آپ نے اپنا سر انور ڈھانپ لیا اور تیز تیز چلتے ہوئے وادی سے گزر گئے۔ (بخاری ومسلم)

۷۹۹۸ ـ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا يَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى حَقَّهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مظلوم کی دعا سے بچو کیونکہ وہ اللہ سے اپنا حق طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حق والے کا حق نہیں روکتا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۹۹ ـ وَعَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَّشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی ظالم کی تقویت کے لیے اس کے ساتھ چلے گا حالانکہ اسے علم ہے کہ وہ ظالم ہے تو ایسا شخص اسلام سے نکل گیا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۰۰ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں کی رائے کے پیچھے چلنے والے نہ بنو کہ تم یہ کہتے پھرو کہ اگر لوگ نیکی کریں گے تو ہم بھی نیکی کریں گے اور اگر لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ تم خود کو اس بات پر آمادہ کرلو کہ اگر لوگ نیکی کریں گے تو تم بھی نیکی کرو گے اور اگر لوگ بُرائی کریں گے تو تم ظلم نہیں کرو گے۔ (ترمذی)

بَابُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تحقیق

معروف' معرفت سے ہے' جس کا معنی پہچاننا ہے اور معروف سے مراد وہ چیز ہے جو شریعت میں پہچانی جاتی ہو اور شریعت میں اس کے متعلق حکم بیان کیا گیا ہو۔ جس طرح معروف آدمی اسے کہا جاتا ہے جسے ہر کوئی جانتا ہے اور معروف کا مقابل منکر ہے۔ منکر کا معنی ہے: جسے نہ پہچانا جاتا ہو اور اس کے متعلق شرعی حکم وارد نہ ہو' جس طرح غیر معروف وہ آدمی ہے جسے کوئی نہیں پہچانتا۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا) بالاتفاق واجب ہے اور کتاب وسنت سے اس کا حکم ثابت ہے۔ اس کے مختلف درجات ہیں جس طرح کہ آئندہ حدیث میں بیان آ رہا ہے۔ اگر کسی آدمی نے (امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سلسلہ میں) واجب ادا کر دیا اور مخاطب نے اسے قبول نہ کیا تو اس آدمی کے ذمہ سے واجب ساقط ہو جائے گا اور اس کے بعد اس پر کوئی چیز لازم نہیں رہے گی اور علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ یہ فرضِ کفایہ ہے اور جسے قدرت ہے' اس کے باوجود اس نے یہ فریضہ ادا نہ کیا تو ایسا شخص گناہ گار ہو گا اور بعض اوقات یہ فرض عین بھی ہو جاتا ہے' مثلاً بُرائی ایسی جگہ ہے جہاں صرف ایک آدمی کو اس کا علم ہے' دوسرے نہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جانتے تو اس جاننے والے پر روکنا فرض ہے دوسروں پر نہیں اور امر بالمعروف کے واجب ہونے کے لیے یہ شرط نہیں کہ حکم دینے والا خود بھی اس پر عمل پیرا ہو عمل کے بغیر بھی امر بالمعروف درست ہے کیونکہ اپنے آپ کو امر کرنا بھی واجب ہے اور دوسرے کو امر کرنا دوسرا واجب ہے اگر ایک واجب فوت ہو جائے تو اس سے دوسرے واجب کا ترک جائز نہیں اگر یہ سوال ہو کہ قرآن مجید میں ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ○ (الصف:۲) اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل پیرا نہیں ہو○

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مان لیں کہ یہ آیۂ مبارکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق ہے تو ہم کہیں گے کہ آیۂ مبارکہ میں عمل نہ کرنے سے منع کیا گیا ہے امر بالمعروف سے منع نہیں کیا گیا البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر خود عمل کرے تو یہ بہتر ہے کیونکہ جو خود عمل پیرا نہ ہو اس کی بات مؤثر نہیں ہوتی۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف حکمرانوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عام مسلمانوں کا بھی حق ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں البتہ سزا وغیرہ دینا یہ حکمرانوں کے لیے ہی جائز ہے۔

(ملخصاً اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۷۴ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○﴾ (آل عمران:۱۰۴)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری باتوں سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح یافتہ ہیں○ (آل عمران:۱۰۴)

اجماع کا ثبوت

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں ہر دور میں ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے گی اور آپ کی امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوگی جیسا کہ احادیث کریمہ میں اس کی صراحت موجود ہے لہٰذا یہ آیۂ مبارکہ اجماع کے حجت ہونے کی روشن دلیل ہے۔ حضور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۶۷ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اس آیت سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فرضیت اور اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ نیکیوں کا حکم کرنا اور بدیوں سے روکنا بہترین جہاد ہے۔ (خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۱۱۴ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

۱۰۰۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ تُصِیْبُ اُمَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ مِنْ سُلْطَانِھِمْ شَدَائِدُ لَا یَنْجُوْا مِنْہُ اِلَّا رَجُلٌ عَرَفَ دِیْنَ اللّٰہِ فَجَاھَدَ عَلَیْہِ بِلِسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَقَلْبِہٖ فَذٰلِکَ الَّذِیْ سَبَقَتْ لَہُ السَّوَابِقُ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِیْنَ اللّٰہِ فَصَدَّقَ بِہٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِیْنَ اللّٰہِ فَسَکَتَ عَلَیْہِ فَاِنْ رَّاٰی مَنْ یَّعْمَلُ الْخَیْرَ اَحَبَّہٗ عَلَیْہِ وَاِنْ رَّاٰی مَنْ یَّعْمَلُ بِبَاطِلٍ اَبْغَضَہٗ عَلَیْہِ فَذٰلِکَ یَنْجُوْا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آخری زمانے میں میری امت کو ان کے حکمران سے ایسی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے گا جن سے صرف وہی شخص نجات حاصل کرے گا جس نے اللہ کے دین کو پہچانا اور دین کی سربلندی کی خاطر اپنی زبان ہاتھ اور دل سے جہاد کیا تو اسی شخص کو تمام سبقتیں حاصل ہوں گی اور وہ شخص نجات پائے گا جس نے اللہ کے دین کو پہچانا اور اس کی تصدیق کی اور وہ شخص نجات پائے گا جس نے اللہ کے دین کو پہچانا اور خاموش رہا اگر کسی کو نیکی کرتے دیکھا تو نیکی کی بناء پر اس سے محبت کرنے لگا اور اگر کسی کو برائی کرتے دیکھا تو برائی کی بناء پر اسے ناپسند کرنے لگا تو یہ شخص اپنی باطنی حالت کی بناء پر نجات حاصل

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

عَلٰی اَبْطَانِہٖ کُلِّہٖ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

کرے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۰۲ - وَفِیْهِ فِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْحَی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِیْنَةَ کَذَا وَکَذَا بِاَھْلِھَا فَقَالَ یَا رَبِّ اِنَّ فِیْھِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ یَعْصِكَ طَرْفَةَ عَیْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْھَا عَلَیْهِ وَعَلَیْھِمْ فَاِنَّ وَجْھَهٗ لَمْ یَتَمَعَّرْ فِیَّ سَاعَةً قَطُّ.

شعب الایمان میں ہی بیہقی کی ایک اور روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ ایسی ایسی صفات والے فلاں شہر کو اس کے رہنے والوں پر پلٹ دو' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! بے شک ان میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے' جس نے پلک جھپکنے کے برابر بھی تیری نافرمانی نہیں کی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس پر بھی اور باقی شہر والوں پر بھی بستی کو پلٹ دو کیونکہ اس شخص کا چہرہ ایک لحہ کے لیے بھی میری خاطر متغیر نہیں ہوا۔

۸۰۰۳ - وَرَوٰی مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ قُلْنَا اَیْ ذٰلِكَ اَضْعَفُ ثَمَرَاتِ الْاِیْمَانِ.

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص کوئی بُرائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھوں سے درست کردے' اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کی اصلاح کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے اس کو بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین مرتبہ ہے۔ ہم (احناف) کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ایمان کا کمزور ترین ثمرہ ہے۔

۸۰۰۴ - وَعَنِ الْعُرْسِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِیْئَةُ فِی الْاَرْضِ مَنْ شَھِدَھَا فَکَرِھَھَا کَانَ کَمَنْ غَابَ عَنْھَا وَمَنْ غَابَ عَنْھَا فَرَضِیَھَا کَانَ کَمَنْ شَھِدَھَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عرس بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب زمین پر کوئی گناہ کیا گیا اور جو شخص وہاں حاضر تھا' اس نے اسے ناپسند کیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو وہاں موجود نہیں تھا' اور جو شخص وہاں موجود نہیں تھا مگر اس پر خوش ہوا تو وہ اس شخص کی طرح ہے' جو وہاں موجود تھا۔ (ابوداؤد)

۸۰۰۵ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْھِنِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِیْھَا مِثْلَ قَوْمٍ اِسْتَھَمُوْا سَفِیْنَةً فَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْ اَسْفَلِھَا وَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْ اَعْلَاھَا فَکَانَ الَّذِیْ فِیْ اَسْفَلِھَا یَمُرُّ بِالْمَاءِ عَلَی الَّذِیْنَ فِیْ اَعْلَاھَا فَتَاَذَّوْا بِهٖ فَاَخَذَ فَاْسًا فَجَعَلَ یَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِیْنَةِ فَاَتَوْہُ فَقَالُوْا مَالَكَ قَالَ تَاَذَّیْتُمْ بِیْ وَلَا بُدَّ لِیْ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی یَدَیْهِ اَنْجَوْہُ وَنَجُّوْا اَنْفُسَھُمْ وَاِنْ تَرَکُوْہُ اَھْلَکُوْہُ وَاَھْلَکُوْا اَنْفُسَھُمْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حدود میں سستی کرنے والا اور حدود سے تجاوز کرنے والا شخص اس قوم کی طرح ہے جنہوں نے قرعہ اندازی کے ذریعے کشتی میں اپنی جگہیں متعین کیں' کچھ لوگ کشتی کے نیچے والے حصے میں ٹھہر گئے اور کچھ لوگ اوپر والے حصے میں ٹھہر گئے' نچلے حصے سے ایک شخص پانی کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرا' اس کے آنے جانے سے اوپر والوں کو تکلیف ہوئی تو نیچے والے شخص نے کلہاڑا اٹھا کر کشتی کا نیچے والا حصہ کاٹنا شروع کر دیا' اوپر والوں نے اس کے پاس آ کر کہا: تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا: تمہیں میری وجہ سے تکلیف ہوئی ہے' حالانکہ میرے لیے تو پانی کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں' اگر اوپر والے لوگوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو اسے بھی بچا لیں گے اور خود بھی بچ جائیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

گے' اگر اسے چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کر دیں گے اور خود کو بھی ہلاک کر ڈالیں گے۔ (بخاری)

٨٠٠٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا بَعْدَ الْعَصْرِ فَلَمْ یَدَعْ شَیْئًا یَّکُوْنُ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اِلَّا ذَکَرَہٗ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ وَکَانَ فِیْمَا قَالَ اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ اَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ وَذَکَرَ اَنَّ لِکُلِّ غَادِرٍ لِّوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِقَدْرِ غَدْرَتِہٖ فِی الدُّنْیَا وَلَا غَدْرَ اَکْبَرُ مِنْ غَدْرِ اَمِیْرِ الْعَامَّۃِ یُغْرَزُ لِوَاءُہٗ عِنْدَ اِسْتِہٖ قَالَ وَلَا یَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِّنْکُمْ ھَیْبَۃُ النَّاسِ اَنْ یَّقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَہٗ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نمازِ عصر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے' آپ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کو بیان فرما دیا' جس نے اسے یاد رکھا' یاد رکھا' جس نے اسے بھلا دیا' بھلا دیا' اس خطبہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا: بے شک یہ دنیا میٹھی اور سرسبز وشاداب ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تمہیں اپنا خلیفہ بنایا ہے تو وہ دیکھ رہا ہے کہ تم کیا عمل کرتے ہو' خبردار! دنیا اور عورتوں سے بچو! آپ نے اس خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عہد شکنی کرنے والے کے لیے اس کی عہد شکنی کے مطابق ایک جھنڈا ہوگا اور اس دن (اہلِ حل وعقد کی مشاورت کے بغیر) عام لوگوں کے مقرر کردہ امیر کی (امامِ وقت کے خلاف) عہد شکنی اور خروج سے بڑھ کر کوئی عہد شکنی نہیں ہوگی' اس کا جھنڈا اس کی سرین کے پاس گاڑ دیا جائے گا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے کسی شخص کو جب حق بات کا علم ہو تو وہ لوگوں کی ہیبت اور خوف کی وجہ سے حق بات کو بیان کرنے سے نہ رُکے۔

٨٠٠٧ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنْ رَاٰی مُنْکَرًا اَنْ یُّغَیِّرَہٗ فَبَکٰی اَبُوْ سَعِیْدٍ وَقَالَ قَدْ رَاَیْنَاہُ فَمَنَعَتْنَا ھَیْبَۃُ النَّاسِ اَنْ نَّتَکَلَّمَ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ بَنِیْ اٰدَمَ خُلِقُوْا عَلٰی طَبَقَاتٍ شَتّٰی فَمِنْھُمْ مَنْ یُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّیَحْیَا مُؤْمِنًا وَّیَمُوْتُ مُؤْمِنًا وَّمِنْھُمْ مَنْ یُّوْلَدُ کَافِرًا وَّیَحْیَا کَافِرًا وَّیَمُوْتُ کَافِرًا وَّمِنْھُمْ مَنْ یُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّیَحْیَا مُؤْمِنًا وَّیَمُوْتُ کَافِرًا وَّمِنْھُمْ مَنْ یُّوْلَدُ کَافِرًا وَّیَحْیَا کَافِرًا وَّیَمُوْتُ مُؤْمِنًا قَالَ وَذَکَرَ الْغَضَبَ فَمِنْھُمْ مَنْ یَّکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ فَاِحْدَاھُمَا بِالْاُخْرٰی وَمِنْھُمْ مَنْ یَّکُوْنُ بَطِیْءَ الْغَضَبِ بَطِیْءَ الْفَیْءِ فَاِحْدَاھُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِیَارُکُمْ وَخِیَارُکُمْ مَنْ یَّکُوْنُ بَطِیْءَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ وَشِرَارُکُمْ مَنْ یَّکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ بَطِیْءَ الْفَیْءِ قَالَ اتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّہٗ جَمْرَۃٌ

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر وہ برائی کو دیکھے تو اس کی اصلاح کر دے (یہ بیان فرما کر) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا کہ ہم نے برائی دیکھی ہے مگر لوگوں کے خوف نے ہمیں اس کے متعلق گفتگو کرنے سے روک دیا ہے' پھر فرمایا کہ اولادِ آدم مختلف طبقات پر پیدا کی گئی ہے' بعض لوگ وہ ہیں جو مؤمن ہونے کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور ایمان کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اور ایمان پر ہی ان کا خاتمہ ہوتا ہے' اور بعض لوگ وہ ہیں جو کفر کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور کفر پر ہی زندگی گزارتے ہیں اور کفر کی حالت میں ہی مر جاتے ہیں' اور بعض لوگ وہ ہیں جو مؤمن ہونے کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور ایمان کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اور ان کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے' اور بعض لوگ وہ ہیں جو کافر ہونے کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور کفر کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے غصے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ بعض لوگ وہ ہیں جن کو غصہ جلدی آتا ہے اور جلدی ہی ختم ہو جاتا ہے' یہ دونوں خصلتیں ایک دوسری کے مقابلے میں ہیں (یعنی ان کا مرتکب نہ قابلِ مذمت ہے نہ لائق ستائش ہے)' اور بعض لوگ وہ ہیں جنہیں دیر سے غصہ آتا ہے اور دیر سے ہی ختم ہوتا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰی اِنْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ وَحُمْرَةِ عَيْنَيْهِ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَلْيَضْطَجِعْ وَلْيَتَلَبَّدْ بِالْاَرْضِ قَالَ وَذَكَرَ الدَّيْنَ فَقَالَ مِنْكُمْ مَنْ يَّكُوْنُ حُسْنُ الْقَضَاءِ وَاِذَا كَانَ لَهٗ اَفْحَشُ فِي الطَّلَبِ فَاِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ سَيِّءَ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَجْمَلُ فِي الطَّلَبِ فَاِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى وَخِيَارُكُمْ مَنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَحْسَنُ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَجْمَلُ فِي الطَّلَبِ وَشِرَارُكُمْ مَنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءَ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَفْحَشُ فِي الطَّلَبِ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رُؤُسِ النَّخْلِ وَاَطْرَافِ الْحِيْطَانِ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيْمَا مَضٰی مِنْهَا اِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَّوْمِكُمْ هٰذَا فِيْمَا مَضٰی مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ہے' یہ دونوں خصلتیں ایک دوسری کے مقابلے میں ہیں اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور تم میں سے بدترین شخص وہ ہے جسے غصہ جلدی آئے اور دیر سے ختم ہو۔ آپ نے فرمایا: غصے سے بچو! کیونکہ یہ انسان کے دل پر آگ کی چنگاری کی مانند ہے' کیا تم نے دیکھا نہیں کہ غصے کی حالت میں آدمی کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں' جس شخص کو غصہ آئے تو وہ پہلو کے بل زمین پر لیٹ جائے اور زمین کے ساتھ لگ جائے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے قرض کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ قرض کی ادائیگی تو اچھے طریقے سے کرتے ہیں لیکن انہوں نے کسی شخص سے قرض لینا ہو تو سختی سے مطالبہ کرتے ہیں' ان دونوں خصلتوں میں سے ایک خصلت دوسری کے مقابلے میں ہے' تم میں سے بہترین شخص وہ ہے کہ اگر اس پر قرض ہو تو اچھے طریقے سے ادائیگی کرے اور اگر اس نے کسی شخص سے قرض لینا ہو تو اچھے طریقے سے مطالبہ کرے اور تم میں سے بدترین شخص وہ ہے کہ اگر اس پر قرض ہو تو بُرے طریقے سے ادائیگی کرے اور اگر اس نے کسی شخص سے قرض لینا ہو تو سختی سے مطالبہ کرے۔ آپ خطبہ دیتے رہے حتیٰ کہ جب سورج کھجور کے درختوں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کناروں کے اوپر آ گیا' تو آپ نے فرمایا: سن لو! دنیا کا باقی ماندہ وقت گزرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں اتنا ہی باقی رہ گیا ہے' جتنا آج کے دن کا باقی ماندہ وقت' دن کے گزرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں رہ گیا ہے۔ (ترمذی)

٨٠٠٨ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّكُوْنُ فِيْ قَوْمٍ يَّعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ يُّغَيِّرُوْا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُوْنَ اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی قوم میں رہتے ہوئے گناہوں میں مصروف ہو' اور وہ لوگ اسے روکنے کی قدرت رکھنے کے باوجود منع نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔

(ابوداؤد' ابن ماجہ)

٨٠٠٩ - وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيِّ الْكِنْدِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَوْلًى لَنَا اَنَّهٗ سَمِعَ جَدِّيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰى يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰی

حضرت عدی بن عدی کندی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک آزاد کردہ غلام نے یہ بیان کیا کہ اس نے میرے دادا جان سے سنا کہ وہ کہتے تھے: کہتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل کی بناء پر عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا' جب تک وہ بُرائی کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں اور اسے روکنے پر قادر ہونے کے باوجود نہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

اَنْ یُّنْکِرُوْهُ فَلَا یُنْکِرُوْا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

روکیں اور جب انہوں نے ایسا کیا تو پھر اللہ تعالیٰ عام و خاص سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔ (شرح السنہ)

۸۰۱۰ - وَعَنْ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّیْقِ قَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ (المائدہ:۱۰۵) فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْا مُنْكَرًا فَلَمْ یُغَیِّرُوْهُ یُوْشِكُ اَنْ یَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهٗ.

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت مبارکہ پڑھتے ہو: اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو' اگر تم راہِ ہدایت پر ہوئے تو گمراہ شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا' (المائدہ:۱۰۵) اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب کوئی بُرائی دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا عذاب نازل فرما دے گا' (ابن ماجہ' ترمذی' امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَاِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ یَاْخُذُوْا عَلٰی یَدَیْهِ اَوْشَكَ اَنْ یَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ.

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ لوگ جب کسی شخص کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے۔

وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ مَا مِنْ قَوْمٍ یُّعْمَلُ فِیْهِمْ بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّغَیِّرُوْا ثُمَّ لَا یُغَیِّرُوْنَ اِلَّا یُوْشِكُ اَنْ یَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ.

اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں ہے کہ جس قوم میں گناہ کیے جاتے ہوں اور وہ روکنے کی قدرت ہونے کے باوجود نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔

وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ مَا مِنْ قَوْمٍ یُّعْمَلُ فِیْهِمْ بِالْمَعَاصِیْ هُمْ اَكْثَرُ مِمَّنْ یَّعْمَلُهٗ.

اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں ہے کہ جس قوم میں گناہ کیے جاتے ہوں اور گناہ نہ کرنے والے گناہ کرنے والوں سے زیادہ ہوں۔

۸۰۱۱ - وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰی اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَهَوًی مُّتَّبَعًا وَّدُنْیَا مُؤْثَرَةً وَّاِعْجَابَ كُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ وَرَاَیْتَ اَمْرًا لَّا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَیْكَ نَفْسَكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِ فَاِنَّ وَرَاءَكُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِیْهِنَّ قَبَضَ عَلَی الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِیْهِنَّ اَجْرُ خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَّعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْهُمْ قَالَ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم" کی تفسیر میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس آیت مبارکہ کے متعلق سوال کیا (کہ کیا اس آیت مبارکہ کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بلکہ تم نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے منع کرو حتیٰ کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت اور خواہشات کی پیروی کی جا رہی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور ہر صاحب رائے اپنی رائے کو ہی بہتر جان رہا ہے اور تم ایسا امر دیکھو جس سے تمہیں کوئی چارہ کار نہیں (یعنی ایسے حالات ہوں کہ لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے گناہوں سے بچنا ممکن نہ رہے) تو تم اپنی فکر کرو اور عوام کے معاملہ سے کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمہارے سامنے صبر کے ایام ہیں' جس شخص نے ان ایام میں صبر کیا' اس نے آگ کی چنگاری کو ہاتھ میں پکڑا ہے' ان ایام میں عمل کرنے والے کو اس شخص کی طرح عمل کرنے والے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا' صحابہ کرام علیہم الرضوان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ان کے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

۸۰۱۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ فِي الْمَعَاصِيْ نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِيْ مَجَالِسِهِمْ وَاٰكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ قَالَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تَاْطُرُوْهُمْ اَطْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے' ان کے علماء نے انہیں روکا اور وہ نہ رُکے تو وہ علماء بھی ان کی مجلسوں میں شریک ہونے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے دل ان کی طرح کر دیئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کی زبانوں سے ان پر لعنت فرمائی' یہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا بدلہ تھا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' پھر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم عذاب سے نجات نہیں پاؤ گے حتیٰ کہ تم ان کی طرح گناہ کرنے والوں کو گناہوں سے مکمل طور پر منع نہ کرو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

وَفِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ كَلَّا وَاللّٰهِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰى يَدَيِ الظَّالِمِ وَلَتَاْطُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا وَلَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا اَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور بُرائی سے منع کرو گے اور ظالم کا ہاتھ پکڑ لو گے اور اسے حق پر مجبور کر دو گے اور انہیں حق پر ہی روکے رکھو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کے دل ان جیسے کر دے گا' پھر تم پر لعنت فرمائے گا جس طرح ان پر لعنت کی تھی۔

۸۰۱۳ - وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَّلَحْمًا وَّاُمِرُوْا اَنْ لَّا يَخُوْنُوْا وَلَا يَدَّخِرُوْا لِغَدٍ فَخَانُوْا وَادَّخَرُوْا وَرَفَعُوْا لِغَدٍ فَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (بنی اسرائیل پر) آسمان سے روٹی اور گوشت کا دسترخوان نازل کیا گیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ نہ وہ خیانت کریں اور نہ ہی کل کے لیے جمع کر کے رکھیں' انہوں نے خیانت کی اور کل کے لیے جمع کر کے رکھا تو انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا۔ (ترمذی)

۸۰۱۴ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور بُرائی سے منع کرو گے' ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے گا' پھر تم اس کی بارگاہ میں دعا کرو گے اور تمہاری دعا مقبول نہیں ہو گی۔ (ترمذی)

۸۰۱۵ - وَعَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ

حضرت ابوالبختری رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL ULOOM ISLAMIA ACADEMY

اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَنْ یَّهْلَكَ النَّاسُ حَتّٰی یُعْذِرُوْا مِنْ اَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس وقت تک ہرگز ہلاک نہیں ہوں گے جب تک وہ (گناہ کر کے) اپنی طرف سے فاسد عذر پیش نہیں کرنے لگیں گے۔ (ابوداؤد)

٨٠١٦ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُجَاءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِی النَّارِ فَیَطْحَنُ فِیْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَیَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَیْهِ فَیَقُوْلُوْنَ اَیْ فُلَانُ مَا شَاْنُكَ اَلَیْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِیْهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اپنی آنتوں کے ساتھ اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے' جہنمی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں شخص! تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیا کرتا تھا اور بُرائی سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ وہ جواب دے گا: میں تمہیں نیکی کا حکم دیتا تھا مگر خود نیکی نہیں کرتا تھا اور میں تمہیں بُرائی سے منع کرتا تھا' مگر خود بُرائی کا ارتکاب کرتا تھا۔ (بخاری' مسلم)

٨٠١٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَیَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے' میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کی امت کے وہ خطباء ہیں' جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے مگر خود کو بھلا دیتے تھے۔ (شرح السنۃ' بیہقی فی شعب الایمان)

وَفِیْ رِوَایَتِهٖ قَالَ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَقْرَءُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَلَا یَعْمَلُوْنَ.

ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کی امت کے ایسے خطباء ہیں' جو لوگوں کو ایسی باتیں کہتے تھے جن پر خود عمل پیرا نہیں ہوتے تھے اور اللہ کی کتاب پڑھتے تھے اور اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

٨٠١٨ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَسْاَلُ الْعَبْدَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَقُوْلُ مَالَكَ اِذَا رَاَیْتَ الْمُنْكَرَ فَلَمْ تُنْكِرْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُلَقّٰی حُجَّتَهٗ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ خِفْتُ النَّاسَ وَرَجَوْتُكَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل قیامت کے دن ایک بندے سے سوال فرمائے گا: تجھے کیا ہوا تھا کہ تو نے بُرائی دیکھی اور اس سے منع نہیں کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے جواب سکھلا دیا جائے گا اور وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں لوگوں کے شر سے ڈرتا رہا اور تیری رحمت کی امید کرتا رہا۔

(بیہقی' شعب الایمان)

٨٠١٩ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-QURAN ISLAMIA ACADEMY

نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ الْمَعْرُوْفَ وَالْمُنْكَرَ خَلِيْقَتَانِ تُنْصَبَانِ لِلنَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَمَّا الْمَعْرُوْفُ فَيُبَشِّرُ اَصْحَابَهٗ وَيُوْعِدُهُمُ الْخَيْرَ وَاَمَّا الْمُنْكَرُ فَيَقُوْلُ اِلَيْكُمْ اِلَيْكُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهٗ اِلَّا لُزُوْمًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

شک نیکی اور بُرائی دونوں کو انسانی صورت میں پیدا کیا جائے گا اور قیامت کے دن لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا' نیکی کرنے والوں کو نیکی خوش خبری دے گی اور ان سے بھلائی کا وعدہ کرے گی' اور بُرائی کہے گی: مجھ سے دور ہو جاؤ! دور ہو جاؤ! اور وہ لوگ اس سے دور نہیں ہو سکیں گے۔ (احمد' بیہقی) ۱۰۰

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق شرعی احکام

ان احادیثِ کریمہ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بیان ہے۔ امر بالمعروف یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہنا اور نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ بُری باتوں سے منع کرنا' یہ دونوں چیزیں فرض ہیں' قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

''كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ'' (آل عمران: ۱۱۰) ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے تم لوگوں کو اچھی بات کا حکم دیتے ہو اور بُری بات سے منع کرتے ہو''۔

مسئلہ: کسی کو گناہ کرتے دیکھا تو نہایت متانت اور نرمی کے ساتھ اسے منع کرے اور اسے اچھی طرح سمجھائے' پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا' وہ شخص باز نہ آیا' تو اب سختی سے پیش آئے' اس کو سخت الفاظ کہے' گالی نہ دے' نہ فحش لفظ زبان سے نکالے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کر سکتا ہے' کرے' مثلاً وہ شراب پیتا ہے تو شراب بہا دے' برتن توڑ پھوڑ ڈالے' گا تا بجاتا ہے تو باجے توڑ ڈالے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں: (۱) اگر غالب گمان یہ ہے کہ ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بُری بات سے باز آ جائیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے' اس کو باز رہنا جائز نہیں (۲) اگر گمانِ غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے (۳) اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور یہ صبر نہ کر سکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوگا' آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی' جب بھی چھوڑنا افضل ہے (۴) اگر معلوم ہو کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کر لے گا تو ان لوگوں کو بُرے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے (۵) اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کرے گا تو قتل کر ڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اس نے کیا اور ان لوگوں نے مار ہی ڈالا تو یہ شہید ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: امراء کے ذمہ امر بالمعروف ہاتھ سے ہے کہ اپنی قوت وسطوت سے اس کام کو روک دیں اور علماء کے ذمہ زبان سے ہے کہ اچھی بات کرنے کو اور بُری بات سے باز رہنے کو زبان سے کہہ دیں اور عوام الناس کے ذمہ دل سے بُرا جاننا ہے۔ (عالمگیری)

اس کا مقصد وہی ہے جو حدیث میں فرمایا کہ جو بُری بات دیکھے' اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے پر قادر نہ ہو تو زبان سے بدل دے یعنی زبان سے اس کا بُرا ہونا ظاہر کر دے اور منع کر دے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے بُرا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور مرتبہ ہے۔ یہاں عوام سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان میں نہ ہاتھ سے روکنے کی ہمت ہے اور نہ زبان سے منع کرنے کی جرأت۔ قوم کے چوہدری اور زمیندار وغیرہ بہت سے عوام ایسی حیثیت رکھتے ہیں کہ روک سکتے ہیں' ان پر لازم ہے کہ روکیں۔ ایسوں کے لیے فقط دل سے بُرا جاننا کافی نہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

مسئلہ: امر بالمعروف کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے۔ اوّل: علم کہ جسے علم نہ ہو' اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ دوم: اس سے مقصود رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ ہو۔ سوم: جس کو حکم دیتا ہے اس کے ساتھ شفقت و مہربانی کرے' نرمی کے ساتھ کہے۔ چہارم: امر کرنے والا صابر اور بردبار ہو۔ پنجم: یہ شخص خود اس بات پر عامل ہو' ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا: کیوں کہتے ہو وہ جس کو تم خود نہیں کرتے O اللہ کے نزدیک ناخوشی کی بات ہے یہ کہ ایسی بات کہو' جس کو خود نہ کرو O (الصف:۲۔۳) اور یہ بھی قرآن مجید میں فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو اچھی بات کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھولے ہوئے ہو O (الصف:۲۔۳)۔ (عالمگیری)

مسئلہ: عامی شخص کو یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا مفتی یا مشہور و معروف عالم کو امر بالمعروف کرے کہ یہ بے ادبی ہے۔ مثل مشہور ہے: خطائے بزرگاں گرفتن خطاست (بزرگوں کی غلطی پکڑنا' غلطی ہے)' اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مصلحت خاص سے ایک فعل کرتے ہیں' جس تک عوام کی نظر نہیں پہنچتی اور یہ شخص سمجھتا ہے کہ جیسے ہم نے کیا انہوں نے بھی کیا' حالانکہ دونوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

یہ حکم ان علماء کے متعلق ہے جو احکامِ شرع کے پابند ہیں' اور اتفاقاً کبھی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو نظر عوام میں بُری معلوم ہوتی ہے۔ وہ لوگ مراد نہیں جو حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے اور نام علم کو بدنام کرتے ہیں۔

مسئلہ: جس نے کسی کو بُرا کام کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اس بُرے کام کو کرتا ہے تو اس بُرے کام سے منع کر دے کیونکہ اس کے ذمہ دو چیزیں واجب ہیں: بُرے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو بُرے کام سے منع کرنا' اگر ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا کیوں تارک بنے۔ (عالمگیری) (بہارِ شریعت' جلد دوم' ص ۷۵۸' مطبوعہ مشتاق بک کارنر' لاہور)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

کِتَابُ الرِّقَاقِ
دل میں رقت اور نرمی پیدا کرنے والی باتیں

"رقاق" کی لغوی تحقیق

"رقاق"، "رقیق" کی جمع ہے "رقیق" اسے کہتے ہیں جس میں لطافت و نرمی ہو۔ یہ شارح نے ذکر کیا ہے اور ظاہر وہ ہے جو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ "رقاق" سے وہ کلمات مراد ہیں، جن کے سننے سے دل پر رقت طاری ہوتی ہے اور دل نرم ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے آدمی دنیا سے اعراض کر کے زہد اختیار کر لیتا ہے، ان احادیث کو "رقاق" (دل نرم کرنے والی) کہا گیا ہے کیونکہ ان کے سننے سے دل میں نرمی اور رحمت پیدا ہوتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۰۲۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ خسارے میں رہتے ہیں: (۱) صحت (۲) فراغت۔ (بخاری)

تندرستی اور فراغت کا نعمت الٰہی ہونا

اس حدیث میں ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ خسارے میں رہتے ہیں: (۱) صحت (۲) فراغت۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ صحت و تندرستی اور فراغتِ قلبی ایسی دو نعمتیں ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، اور ان دو نعمتوں کے حصول کے باوجود ایسے اعمال نہیں کرتے، جن کی آخرت میں ضرورت ہوگی اور انجام کار زندگی ضائع کرنے پر وہ نادم ہوں گے مگر اس وقت کی ندامت فائدہ مند نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ" (التغابن: ۹) "وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا"۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کسی چیز پر حسرت نہیں کریں گے سوائے اس گھڑی کے جو ذکرِ الٰہی کے بغیر گزر گئی، اور حاشیہ سیوطی میں ہے کہ علماء کرام نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ انسان عبادت کے لیے اسی وقت فارغ ہوتا ہے جب وہ تندرست ہو اور مال دار ہونے کی بناء پر اہل و عیال کے خرچ کی فکر سے آزاد ہو، کبھی انسان مال دار ہوتا ہے مگر تندرست نہیں ہوتا اور کبھی تندرست ہوتا ہے مگر مال دار نہیں ہوتا، لہٰذا علم و عمل کے لیے اسے فراغت اور یکسوئی مہیا نہیں ہوتی، اور جسے یہ دونوں نعمتیں میسر ہوں مگر اس کے باوجود وہ عبادت سے سستی کرے، ایسا شخص گھاٹے کا سودا کرنے والا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۰۲۱۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْاَوْدِيِّ

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَّهُوَ يَعِظُهُ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابُكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتُكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغُكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتُكَ قَبْلَ مَوْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا.

ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے' صحت کو بیماری سے پہلے' مال داری کو فقر سے پہلے' فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے' (اسے ترمذی نے مرسلاً روایت کیا ہے)۔

٨٠٢٢ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن انسان کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال نہ کر لیا جائے گا: زندگی کے متعلق سوال ہوگا کہ کن کاموں میں بسر کی' جوانی کے متعلق سوال ہوگا کہ کن کاموں میں گزاری' مال کے متعلق سوال ہوگا کہ کہاں سے حاصل کیا اور کن کاموں میں خرچ کیا' علم کے متعلق سوال ہوگا کہ اس پر کیا عمل کیا۔ (ترمذی)

٨٠٢٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُسْأَلُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّعِيْمِ اَنْ يُّقَالَ لَهٗ اَلَمْ نُصِحَّ جِسْمَكَ وَنُرْوِكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن بندے سے نعمتوں کے متعلق پہلا سوال یہ ہوگا کہ اس سے کہا جائے گا: کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت و تندرستی عطا نہیں کی تھی اور کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیر نہیں کیا تھا۔ (ترمذی)

٨٠٢٤ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْتَظِرُ اَحَدُكُمْ اِلَّا غِنًى مُّطْغِيًا اَوْ فَقْرًا مُّنْسِيًا اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُّفَنِّدًا اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَالدَّجَّالُ شَرُّ غَائِبٍ يُّنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص ان چیزوں کا منتظر رہتا ہے' سرکش بنا دینے والی مال داری کا' بھلا دینے والے فقر کا' تباہ کر دینے والی بیماری کا' ضعیف العقل بنا دینے والے بڑھاپے کا' اچانک آ جانے والی موت کا' دجال کا اور دجال ایسا پوشیدہ شر ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے' قیامت کا اور قیامت سخت ترین حادثہ اور انتہائی تلخ مصیبت ہے۔ (ترمذی' نسائی)

٨٠٢٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَّاَسُدُّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَّلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا' میں تیرے سینے کو غنا کی دولت سے معمور کر دوں گا اور تیرے فقر و احتیاج کی راہیں مسدود کر دوں گا' اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے گوناگوں مصروفیات میں مشغول کر دوں گا اور تیرا فقر دور نہیں کروں گا۔ (مسند احمد' ابن ماجہ)

٨٠٢٦ - وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِيْ سِرْبِهٖ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا

حضرت عبید اللہ بن محصن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کے دل میں سکون و اطمینان ہے' اس کے جسم میں صحت و عافیت ہے اور اس کے پاس ایک دن کی روزی ہے تو گویا پوری کی پوری دنیا اس کے پاس جمع ہو گئی ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(ترمذی)

٨٠٢٧ - وَعَنْ عُثْمَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِي سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَّسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُّوَارِي بِهٖ عَوْرَتَهٗ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان کا ان چیزوں کے علاوہ میں کوئی حق نہیں' گھر ہو جس میں وہ رہائش اختیار کر سکے' کپڑا ہو جس سے شرم گاہ ڈھانپ سکے' روٹی کا خشک ٹکڑا اور پانی ہو۔

(ترمذی)

٨٠٢٨ - وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَغْبَطُ اَوْلِيَائِي عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُوْ حَظٍّ مِّنَ الصَّلٰوةِ اَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَاَطَاعَهٗ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهٗ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ نَقَدَ بِيَدِهٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهٗ قَلَّتْ بَوَاكِيْهِ قَلَّ تُرَاثُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے دوستوں میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے' جس کے پاس سامان کم ہو' نمازیں زیادہ ادا کرتا ہو' اپنے رب کی اچھے طریقے سے عبادت کرتا ہو اور خفیۃً اس کی اطاعت کرتا ہو' لوگوں میں پوشیدہ ہو' اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جاتا ہو' اس کا رزق ضرورت کے مطابق ہو اور اس پر وہ صبر کرتا ہو' پھر آپ نے ہاتھ سے چٹکی بجائی اور فرمایا کہ اس کی موت جلدی آ جائے' اس پر رونے والیاں کم ہوں' اس کی میراث تھوڑی ہو۔ (مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٠٢٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہوا' جو اسلام لایا اور اسے بہ قدرِ کفایت رزق عطا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے دیئے ہوئے مال پر قناعت کی توفیق عطا کی۔ (مسلم)

٨٠٣٠ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا وَفِي رِوَايَةٍ كَفَافًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! آلِ محمد کو ضرورت کے مطابق رزق عطا فرما اور ایک روایت میں بہ قدرِ کفایت کے الفاظ ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٠٣١ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اِلَّا بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ الْخَلَائِقَ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ يَا اَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا اِلٰى رَبِّكُمْ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورج اس حالت میں طلوع ہوتا ہے کہ اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے نداء کرتے ہیں اور جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق کو یہ سناتے ہیں کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف آ ؤ! تھوڑا اور کفایت کرنے والا رزق' زیادہ اور غافل کر دینے والے رزق سے بہتر ہے۔ (ابونعیم' حلیہ)

انسانوں اور جنوں کو فرشتے کی آواز نہ سنانے کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ظاہر یہی ہے کہ تمام مخلوق کو سنانے سے حقیقتاً سنانا مراد ہے' اور جن وانس کو نہ سنانے میں حکمت یہ ہے کہ جن وانس ایمان بالغیب کے مکلّف ہیں' اگر جن وانس بھی یہ آواز سن لیں تو ان کا ایمان بالغیب نہ رہے۔ یہاں سوال ہے کہ تنبیہ کی ضرورت تو جن وانس کو ہے'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

باقی مخلوق کو نداء کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صادق و مصدوق ﷺ خود سن کر یا اللہ تعالیٰ کے آگاہ فرمانے سے لوگوں کو اس کی خبر دے دیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷ ۴ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۰۳۱ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مَلَاَ اٰدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُكُلَاتٍ يُّقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا مُحَالَةَ فَثُلُثٌ طَعَامٌ وَّثُلُثٌ شَرَابٌ وَّثُلُثٌ لِّنَفْسِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آدمی نے پیٹ سے زیادہ بدترین کوئی برتن نہیں بھرا' انسان کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں' جو کمر سیدھی رکھیں' اگر ضرور ہی شکم پُر کرنا ہے تو تین حصے کرلے' ایک حصہ کھانے کے لیے' ایک حصہ پانی کے لیے اور ایک حصہ سانس لینے کے لیے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۸۰۳۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَّتَجَشَّأُ فَقَالَ اَقْصِرْ مِنْ جُشَائِكَ فَاِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اَطْوَلُهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ڈکار لیتے ہوئے سنا' تو فرمایا: ڈکار لینے سے باز آ جا کیونکہ دنیا میں سب لوگوں سے زیادہ سیر ہونے والا ہی قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہوگا۔ (بغوی' شرح السنہ' ترمذی نے بھی اسی کی مثل روایت کیا ہے)

۸۰۳۳ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ لِلْاِيْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِيْمًا وَّلِسَانَهٗ صَادِقًا وَّنَفْسَهٗ مُطْمَئِنَّةً وَّخَلِيْقَتَهٗ مُسْتَقِيْمَةً وَّجَعَلَ اُذُنَهٗ مُسْتَمِعَةً وَّعَيْنَهٗ نَاظِرَةً فَاَمَّا الْاُذُنُ فَقِمَعٌ وَاَمَّا الْعَيْنُ فَمُقِرَّةٌ لِمَا يُوْعِي الْقَلْبُ وَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهٗ وَاعِيًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے خالص کر دیا ہے اور جس کو سلامتی والا دل' سچی زبان' مطمئن نفس اور سیدھی طبیعت عطا کی ہے اور جسے سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھ عطا کی ہے' کان تو دل تک باتیں پہنچنے کا ذریعہ ہیں' اور آنکھ اسی چیز کو برقرار رکھتی ہے جس کی دل حفاظت کرتا ہے اور وہی شخص کامیاب ہے' جس نے اپنے دل کو حفاظت کرنے والا بنایا ہے۔ (احمد' بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۳۴ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْخَيْرَ خَزَائِنُ لِّتِلْكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيْحُ فَطُوْبٰى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِّلْخَيْرِ مِغْلَاقًا لِّلشَّرِّ وَوَيْلٌ لِّعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِّلشَّرِّ مِغْلَاقًا لِّلْخَيْرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیر خزانوں کی طرح ہے' ان خزانوں کی چابیاں ہیں' پس خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جسے اللہ نے خیر کے دروازے کی چابی اور شر کا دروازہ بند کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جسے اللہ نے شر کے دروازے کی چابی اور خیر کا دروازہ بند کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ (ابن ماجہ)

۸۰۳۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال داری مال و اسباب کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ مال داری تو نفس کی تونگری کا نام ہے۔ (بخاری و مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

٨٠٣٦ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْيًا عَلٰى اَهْلِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهٖ لَقِىَ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهٗ مِثْلَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا مُكَاثِرًا مُّفَاخِرًا مُّرَائِيًا لَقِىَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھیک سے بچنے کے لیے اور اپنے اہل وعیال کی روزی کے حصول کے لیے اور اپنے پڑوسیوں پر مہربانی کرنے کے لیے حلال طریقے سے دنیا کی طلب کی تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا اور جس نے مال بڑھانے کے لیے اور لوگوں کے سامنے اظہارِ فخر کے لیے اور دکھلاوے کے لیے حلال طریقے سے دنیا کی طلب کی' وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ (بیہقی' شعب الایمان' ابونعیم' حلیہ)

٨٠٣٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّأْخُذُ عَنِّىْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِيَدِىْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَّمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُّؤْمِنًا وَّاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُّسْلِمًا وَّلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون شخص مجھ سے یہ باتیں یاد کرکے ان پر عمل پیرا ہوگا یا یہ باتیں اس شخص کو سکھلائے گا جو ان پر عمل کرے گا' میں نے عرض کیا: میں انہیں یاد کروں گا' یارسول اللہ! آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ باتیں شمار کیں اور فرمایا: حرام کاموں سے بچنا' تم لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے' اللہ نے تمہاری قسمت میں جو کچھ لکھ دیا ہے اس پر راضی رہنا' تم لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے' اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا' تم مؤمن ہو جاؤ گے' لوگوں کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرتے ہو' تم مسلمان ہو جاؤ گے' اور زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ (احمد' ترمذی)

حرام کام سے بچنا عبادت ہے

اس حدیث میں ہے کہ حرام کاموں سے بچنا' تم لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔ اس ارشاد میں حکمت یہ ہے کہ حرام کام سے بچنے میں دفعِ ضرر (نقصان دہ چیزوں کو دور کرنا) ہے اور دفعِ ضرر جلبِ نفع (نفع حاصل کرنے) سے زیادہ اہم ہے (مثلاً ایک آدمی کو ایک لاکھ روپیہ دیا جائے کہ خودکشی کر لو اب ایک لاکھ روپیہ کا ملنا جلبِ نفع اور جان بچانا دفعِ ضرر ہے' وہ آدمی جان بچانے کو ایک لاکھ روپیہ کے حصول پر ترجیح دے گا) اور نفس پر نیکیوں کا کرنا اتنا دشوار نہیں ہوتا جتنا گناہوں کا ترک دشوار ہوتا ہے' نیز ممنوع چیزوں کے جب اسباب مہیا ہوں تو ان سے رُک جانا صرف حرام کام کو چھوڑنا نہیں کہ اس پر ثواب نہ ہو بلکہ اس وقت ممنوع کام سے رک جانا' نفس کو روکنا ہے۔

اور نفس کو گناہ سے روکنا تو عبادت ہے' جس پر آدمی کو ثواب دیا جائے گا' جس طرح کہ علمائے احناف کی کتابوں میں اس کی وضاحت ہے۔ (الکوکب الدری) اور صاحب تلویح نے کہا ہے کہ ترکِ حرام پر نہ ثواب ہوگا' نہ عذاب ہوگا۔

اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ ترکِ حرام تو واجب ہے اور واجب پر تو ثواب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى. (النّٰزعٰت: ٤٠)

جو کوئی اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جس پر ثواب ملے گا' وہ واجب کا بجالانا ہے۔ حرام کام کا نہ کرنا نہیں' ورنہ لازم آئے گا کہ ہر آدمی کو ہر لمحہ' ہر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حرام کام کے نہ کرنے پر کثیر نیکیاں ملیں اور ''نهی النفس'' کا معنی ہے کہ اس نے اپنے نفس کو حرام کام سے روک لیا۔ اور حرام کام سے نفس کو روکنا فعلِ واجب ہے اور جب ترک حرام کا معنی یہ لیا جائے کہ گناہ کے اسباب مہیا ہونے اور اس کی طرف نفس کا میلان ہونے کے باوجود نفس کو گناہ سے روک لیا جائے تو بالاتفاق اس معنی کے لحاظ سے ترک حرام پر ثواب ہوگا۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۵۲)

ایک اہم مسئلہ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفلی عبادات میں مشغول ہونے سے زیادہ اہم یہ ہے کہ فرائض بجالائے جائیں اور ممنوع کاموں کے ارتکاب سے بچا جائے اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے' جس سے عوام غافل ہیں۔ عوام الناس میں اکثریت فرائض سے غافل ہے' مگر نوافل کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔ عموماً فرض نمازوں کی قضا لازم ہوتی ہے' لیکن اس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی لیکن مخصوص راتوں میں نوافل وغیرہ کی ادائیگی کا بڑا اہتمام ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی سے غفلت برتی جاتی ہے لیکن نفلی صدقات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کسی آدمی کے ذمہ فرض نمازوں کی قضا ہو تو لازم ہے کہ ان کا حساب لگائے اور جلد از جلد ان کی ادائیگی کرے۔ نوافل میں جو وقت صرف کرتا ہے' وہ وقت قضا نمازوں کی ادائیگی میں صرف کرے۔ اسی طرح کسی آدمی کے ذمہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ لازم ہو' اس کا حساب لگائے۔ اوّلاً اسے ادا کرے' پھر نفلی صدقات کی طرف متوجہ ہو' لیکن اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ نوافل کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ فرائض کی ادائیگی کے بعد قربِ الٰہی کا ذریعہ کثرتِ نوافل ہے۔ فرائض ایک ڈیوٹی ہے' دنیا میں ایک ملازم اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کے بعد بھی مالک کی زیادہ سے زیادہ خدمت سرانجام دینے میں مصروف رہتا ہے' وہ مالک کا محبوبِ نظر اور مقرب ہو جاتا ہے۔ بلاتشبیہ وتمثیل فرائض کی ادائیگی کے بعد کثرتِ نوافل کرنے والا بھی محبوبِ بارگاہ ہوتا ہے۔ حدیث قدسی میں فرائض کو محبوب عبادت قرار دیا گیا اور پھر کثرتِ نوافل کو قربِ الٰہی کا ذریعہ فرمایا گیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے' میں اسے اعلانِ جنگ کرتا ہوں' میرا بندہ کسی ایسی چیز کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے فرائض سے زیادہ محبوب ہو' میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں' جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے' اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو وہ میں اسے ضرور بالضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور بالضرور اسے پناہ عطا کرتا ہوں' میں کسی چیز میں تردّد نہیں کرتا جس کو میں کرنے والا ہوں' جو تردّد مجھے مؤمن کی جان کے متعلق ہوتا ہے' وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے ناپسند کرنے کو مکروہ جانتا ہوں۔

(صحیح البخاری' کتاب الرقاق' رقم الحدیث: ۶۵۰۲)

۸۰۳۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَاِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ اِنْ كَانَ فِي الْحَرَاسَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دینار و درہم اور فاخرہ لباس کا غلام ہلاک ہو جائے' اگر اسے کوئی چیز مل جائے تو وہ خوش ہوتا ہے اور اگر کوئی چیز نہ ملے تو ناراض ہوتا ہے' ایسا شخص ہلاک اور ذلیل و رسوا ہو' اگر اس کے کانٹا لگ جائے تو وہ نہ نکلے اور اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جس نے اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑی ہوئی ہے' اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں' اس کے قدم گرد آلود ہیں' اگر اسے پہرے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

كَانَ فِي الْحَرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

داری پر مقرر کیا جائے تو وہاں قائم رہتا ہے' اگر اسے لشکر کے پیچھے مقرر کر دیا جائے تو وہ پیچھے رہتا ہے' اگر وہ اجازت طلب کرے تو اس کو اجازت نہیں دی جاتی اور اگر وہ کسی شخص کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی۔ (بخاری)

٨٠٣٩ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دینار کے غلام پر لعنت ہو' درہم کے غلام پر لعنت ہو۔ (ترمذی)

٨٠٤٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِيْ مَالِيْ وَإِنَّ مَالَهُ مِنْ مَّالِهِ ثَلَاثٌ مَا اَكَلَ فَأَفْنٰى اَوْ لَبِسَ فَأَبْلٰى اَوْ اَعْطٰى فَاقْتَنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَّتَارِكُهُ لِلنَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بندہ کہتا ہے: میرا مال اتنا ہے' میرا مال اتنا ہے جب کہ اس کے پاس تو تین قسم کا ہی مال ہے: (۱) جو اس نے کھا کر ختم کر دیا (۲) جو پہن کر بوسیدہ کر دیا (۳) جو (اللہ کی راہ میں کسی کو) دے کر (آخرت کے لیے) ذخیرہ کر لیا' اس کے علاوہ جو مال ہے' وہ جانے والا ہے اور وہ اسے لوگوں کے لیے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ (مسلم)

٨٠٤١ - وَعَنْ مُّطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِيْ مَالِيْ قَالَ وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مطرف رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ تلاوت فرما رہے تھے: ''الھکم التکاثر'' (تمہیں غافل کر دیا مال کی زیادہ طلب نے) آپ نے فرمایا کہ ابن آدم کہتا ہے: میرا مال اتنا ہے' میرا مال اتنا ہے' حالانکہ اے ابن آدم! تیرا مال تو بس یہی ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا یا صدقہ کر کے (آخرت کے لیے) باقی رکھ لیا۔ (مسلم)

٨٠٤٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اِثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهُ وَاحِدٌ يَّتْبَعُهُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى عَمَلُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں' دو چیزیں واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہے' اس کے گھر والے اور اس کا مال اور اس کا عمل اس کے ساتھ جاتے ہیں' اس کے گھر والے اور اس کا مال واپس لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔ (بخاری' مسلم)

٨٠٤٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهُ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِ وَارِثِهِ قَالَ فَاِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهِ مَا اَخَّرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کس شخص کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال ہی وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہے' آپ نے فرمایا: اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ گیا۔ (بخاری)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

راہِ خدا میں مال خرچ کرنے اور ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانے سے کون سا عمل افضل ہے؟

اس حدیث میں ہے: آدمی کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا' اور وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ گیا۔ اس پر اشکال ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانے سے' اللہ کی راہ میں مال خرچ کر دینا افضل ہے' جبکہ بخاری و مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانا' صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس زمین میں فوت ہونا پسند نہیں کرتے تھے جہاں سے انہوں نے ہجرت کی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابن عفراء پر رحم فرمائے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے سارے مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: نصف مال کی؟ آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: تہائی مال کی وصیت کر دو اور تہائی مال بہت ہے۔ تمہارا اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ جانا اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ تم جو چیز بھی خرچ کرو' وہ صدقہ ہے حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بلندیاں عطا فرمائے گا' اور تمہاری وجہ سے کچھ لوگ (مسلمان) نفع حاصل کریں گے اور دوسرے لوگ (کفار) نقصان اٹھائیں گے' اور اس روز ان کی صرف ایک ہی بیٹی تھی۔ (صحیح البخاری' کتاب الوصایا' رقم الحدیث: ۲۷۴۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ان دونوں حدیثوں میں بہ ظاہر تعارض ہے' علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

یہ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی) روایت دلالت کرتی ہے کہ نیکی کے راستوں میں مال خرچ کرنا' ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانے سے افضل ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ اس حدیث کے معارض ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بے شک تمہارا اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ جانا' انہیں محتاج چھوڑ جانے سے کہیں بہتر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں' کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مرض کی حالت میں اپنا سارا مال صدقہ کرنے کا ارادہ کیا تھا' اور ان کی وارث صرف ان کی بیٹی تھی اور وہ کمانے کی طاقت نہیں رکھتی تھی' لہٰذا آپ نے انہیں تہائی مال صدقہ کرنے کا حکم دیا کہ باقی مال ان کی بیٹی اور بیت المال کو مل جائے' اور اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ان کی صحت کی حالت میں خطاب کیا ہے اور انہیں رغبت دلائی ہے کہ زندگی میں ہی اپنا مال صدقہ کر جائیں تاکہ روزِ قیامت وہ مال انہیں نفع دے۔ یہ مراد نہیں کہ اپنی مرض کی حالت میں تمام مال صدقہ کر دیں' کیونکہ اس صورت میں ورثاء محروم رہ جائیں گے اور محتاج ہو کر لوگوں سے سوال کرتے پھریں گے اور شارع علیہ السلام نے اس حالت میں صرف تہائی مال میں تصرف کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۳ ص ۴۹' مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۸۰۴۴ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهٖ قَالَ اِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ مَا قَدَّمَ وَقَالَ بَنُوْا اٰدَمَ مَا خَلَّفَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت فوت ہو جاتی ہے تو ملائکہ کہتے ہیں: اس نے آگے کیا بھیجا ہے؟ اور لوگ کہتے ہیں: اس نے پیچھے کیا چھوڑا ہے؟

(بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۴۵ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُجَاءُ بِابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهٗ بَذَجٌ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ لَهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کو قیامت کے دن بھیڑ کے بچے کی طرح لا کر بارگاہِ الٰہی میں کھڑا کر دیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: میں نے تجھے بہت کچھ دیا اور صاحب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

اَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَا صَنَعْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ وَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِىْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَرِنِىْ مَا قَدَّمْتَ فَيَقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ وَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِىْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَّمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهٖ اِلَى النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

خدام بنایا اور تجھ پر انعام فرمایا' تو تو نے کیا کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے مال جمع کیا' اس میں اضافہ کیا اور جتنا تھا' اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا ہوں' مجھے واپس بھیج دے' میں وہ سارا مال تیری بارگاہ میں پیش کر دوں گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: تو نے آگے کیا بھیجا ہے؟ وہ پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے مال جمع کیا' اس میں اضافہ کیا اور جتنا تھا اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا ہوں' مجھے واپس بھیج دے' میں وہ سارا مال تیری بارگاہ میں پیش کر دوں گا' اس وقت واضح ہو جائے گا کہ اس شخص نے کوئی نیکی آگے نہیں بھیجی' لہٰذا اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ (ترمذی)

٨٠٤٦ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَّفِتْنَةُ اُمَّتِى الْمَالُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (ترمذی)

٨٠٤٧ - وَعَنْ اَبِىْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ عَهِدَ اِلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا کہ تمہیں صرف اتنا مال جمع کرنا کافی ہے کہ تمہارے پاس ایک خادم ہو اور اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) ایک سواری ہو۔

(مسند احمد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

٨٠٤٨ - وَعَنْ مُّعَاوِيَةَ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى خَالِهٖ اَبِىْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ يَعُوْدُهٗ فَبَكٰى اَبُوْ هَاشِمٍ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ يَا خَالُ اَوَجَعٌ يُّشْئِزُكَ اَمْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا قَالَ كَلَّا وَلٰكِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيْنَا عَهْدًا لَّمْ اٰخُذْ بِهٖ قَالَ وَمَا ذٰلِكَ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاِنِّىْ اَرَانِىْ قَدْ جَمَعْتُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ماموں ابوہاشم بن عتبہ کی عیادت کے لیے ان کے پاس گئے تو ابوہاشم رو پڑے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ماموں جان! تمہیں کون سی چیز رُلا رہی ہے؟ کیا کوئی درد بے قرار کر رہا ہے یا دنیا کی حرص کی وجہ سے رو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ایسا ہرگز نہیں! البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے ایک عہد لیا تھا جس پر میں عمل پیرا نہیں ہو سکا' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ عہد کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہیں صرف اتنا مال جمع کرنا کافی ہے کہ تمہارے پاس ایک خادم ہو اور اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) ایک سواری ہو' جب کہ میرا خیال ہے کہ میں نے مال جمع کر رکھا ہے۔

(مسند احمد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

٨٠٤٩ - وَعَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ قُلْتُ لِاَبِى الدَّرْدَاءِ مَالَكَ لَا تَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ فَقَالَ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَمَامَكُمْ عُقْبَةً كَؤُدًا لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقَلُوْنَ

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کو کہا: کیا وجہ ہے کہ تم فلاں شخص کی طرح (مال و جاہ کی) طلب نہیں کرتے' انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے سامنے دشوار ترین گھاٹی ہے' جسے بھاری بوجھ والے عبور نہیں کر سکیں گے' میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَاُحِبُّ اَنْ اَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعُقْبَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

چاہتا ہوں کہ اس گھاٹی سے گزرنے کے لیے ہلکا پھلکا رہوں۔

(بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۵۰ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ اَجْمَعَ الْمَالَ وَاَكُوْنَ مِنَ التَّاجِرِيْنَ وَلٰكِنْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَO وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُO (الحجر:۹۸-۹۹) رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ.

حضرت جبیر بن نفیر سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں' البتہ یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤO اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہوO (الحجر:۹۸-۹۹) (بغوی' شرح السنۃ' ابونعیم نے اسے حلیہ میں یہ روایت ابی مسلم ذکر کیا ہے)

۸۰۵۱ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّيْ لِيَجْعَلَ لِيْ بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا يَارَبِّ وَلٰكِنْ اَشْبَعُ يَوْمًا وَاَجُوْعُ يَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَاِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَشَكَرْتُكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھ پر یہ بات پیش فرمائی کہ تمہارے لیے بطحائے مکہ کی سرزمین کو سونا بنادوں' تو میں نے عرض کیا: اے میرے رب! نہیں! لیکن (میں تو یہ چاہتا ہوں کہ) میں ایک دن سیر ہو کر رہوں اور ایک دن بھوکا رہوں' بھوکا ہونے کی حالت میں تو تیری بارگاہ میں عاجزی کروں اور تجھے یاد کروں اور سیر ہونے کی حالت میں تیری حمد کروں اور تیرا شکر بجالاؤں۔ (مسند احمد' ترمذی)

۸۰۵۲ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن کعب بن مالک اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں' وہ ان کے لیے اتنے زیادہ تباہ کن نہیں ہوتے' آدمی کا مال اور مرتبے کے لیے حرص کرنا' اس کے دین کے لیے اس سے زیادہ تباہ کن ہوتا ہے۔

(ترمذی' دارمی)

۸۰۵۳ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ يُنَزَّلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ اَيْنَ السَّائِلُ وَكَاَنَّهٗ حَمِدَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ لَا يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ اَكَلَتْ حَتّٰى اِمْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اِسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے بعد تم پر جن چیزوں کا خوف ہے' ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ تم پر دنیا کی تروتازگی اور زینت کی کشادگی کر دی جائے گی' ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا خیر' شر لے کر آتی ہے؟ آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ راوی کہتے ہیں: پھر آپ نے پسینہ صاف کیا اور فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ گویا آپ نے اس کی تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا: خیر' شر لے کر نہیں آتی' موسم بہار میں جو گھاس وغیرہ اُگتا ہے' ان میں بعض گھاس ایسے ہوتے ہیں جسے زیادہ کھانے کی وجہ سے جانور ہلاک ہو جاتے ہیں یا قریب المرگ ہو جاتے ہیں' مگر جو چوپایہ سرسبز گھاس چرتا ہے' وہ پیٹ بھر کر کھاتا ہے اور اس کی کوکھیں تن جاتی ہیں' پھر وہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عَادَتْ فَاَكَلَتْ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِحَقِّهٖ وَوَضَعَهٗ فِيْ حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِغَيْرِ حَقِّهٖ كَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

دھوپ میں آتا ہے' گوبر اور پیشاب کرتا ہے' پھر واپس جا کر گھاس چرنے لگتا ہے' یقیناً یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے' جس شخص نے یہ مال جائز طریقے سے حاصل کیا اور جائز راستے میں خرچ کیا تو یہ مال بہترین مددگار ہے اور جس شخص نے ناجائز طریقے سے مال حاصل کر کے ناحق خرچ کیا تو وہ شخص اس کی طرح ہے جس نے کھایا اور سیر نہ ہوا اور قیامت کے دن یہ مال اس کے خلاف گواہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

٨٠٥٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِي الْهَوٰى وَطُوْلُ الْاَمَلِ فَاَمَّا الْهَوٰى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَيُنْسِي الْاٰخِرَةَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا مُرْتَحِلَةٌ ذَاهِبَةٌ وَّهٰذِهِ الْاٰخِرَةُ مُرْتَحِلَةٌ قَادِمَةٌ وَّلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تَكُوْنُوْا مِنْ بَنِي الدُّنْيَا فَافْعَلُوْا فَاِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِيْ دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَاَنْتُمْ غَدًا فِيْ دَارِ الْاٰخِرَةِ وَلَا عَمَلَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے متعلق سب سے زیادہ خوف نفسانی خواہش اور لمبی اُمید رکھنے کا ہے' نفسانی خواہش راہِ حق سے روک دیتی ہے اور لمبی اُمید آخرت کو بھلا دیتی ہے' یہ دنیا سفر کرتے ہوئے جا رہی ہے اور آخرت سفر کرتے ہوئے آ رہی ہے' دنیا اور آخرت میں سے ہر ایک کے تابع اور پیروکار ہیں' اگر تم سے ہو سکے تو دنیا کے تابع نہ بننا' کیونکہ آج تم دار العمل میں ہو' جہاں حساب نہیں ہے اور کل تم دارِ آخرت میں ہو گے' جہاں عمل نہیں ہوگا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٥٥ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِرْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَّارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَّلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَّلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَّلَا عَمَلَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ الْبَابِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا تمہاری طرف پشت کیے ہوئے روانہ ہو رہی ہے اور آخرت سفر کرتے ہوئے سامنے سے آ رہی ہے' دنیا اور آخرت میں سے ہر ایک کے تابع دار ہیں' تم آخرت کے تابع بنو' دنیا کے تابع نہ بنو کیونکہ آج عمل کا دن ہے' حساب نہیں ہے اور کل حساب ہوگا' عمل نہیں ہوگا۔ (امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ایک باب کے عنوان میں ذکر کیا ہے)

٨٠٥٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق فقر کا خوف نہیں بلکہ مجھے تو یہ خوف ہے کہ تم پر دنیا کشادہ کر دی جائے گی' جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر دنیا کشادہ کر دی گئی تھی اور تم اسی طرح دنیا کی رغبت کرنے لگو گے' جس طرح پہلے لوگوں نے دنیا کی رغبت کی تھی' اور دنیا تمہیں اسی طرح ہلاک کر دے گی' جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔ (بخاری' مسلم)

٨٠٥٧ - وَعَنْ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَلَا

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور آپ نے اپنے خطبہ میں یہ فرمایا: خبردار! دنیا تو ناپائیدار ساز و سامان ہے'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

إِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَأْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ أَلَا وَإِنَّ الْآخِرَةَ أَجَلٌ صَادِقٌ وَّيَقْضِيْ فِيْهَا مَلِكٌ قَادِرٌ أَلَا وَإِنَّ الْخَيْرَ كُلَّهُ بِحَذَافِيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ أَلَا وَإِنَّ الشَّرَّ كُلَّهُ بِحَذَافِيْرِهِ فِي النَّارِ أَلَا فَاعْمَلُوْا وَأَنْتُمْ مِنَ اللّٰهِ عَلٰى حَذَرٍ وَّاعْلَمُوْا أَنَّكُمْ مَعْرُوْضُوْنَ عَلٰى أَعْمَالِكُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ.

اس سے نیک اور بُرے لوگ کھاتے رہتے ہیں اور سن لو! آخرت ایک سچا وعدہ ہے' اور اس میں قدرت والا مالک فیصلہ فرمائے گا' آگاہ ہو جاؤ! بے شک خیر ساری کی ساری اپنی تمام اقسام سمیت جنت میں ہے' آگاہ ہو جاؤ! بے شک شر سارے کا سارا اپنی تمام اقسام سمیت جہنم میں ہے' سنو! تم اللہ کے عذاب کا خوف رکھتے ہوئے عمل کرتے رہو اور جان لو کہ تم اپنے اعمال سمیت اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاؤ گے تو جس شخص نے ذرّہ بھر نیکی کی ہے' اسے اس کی جزاء مل جائے گی اور جس نے ذرّہ بھر بُرائی کی ہے' اسے اس کی سزا مل جائے گی۔

(شافعی)

٨٠٥٨ - وَعَنْ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَأْكُلُ مِنْهَا الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ وَإِنَّ الْآخِرَةَ وَعْدٌ صَادِقٌ يَّحْكُمُ فِيْهَا مَلِكٌ عَادِلٌ قَادِرٌ يُّحِقُّ فِيْهَا الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ كُوْنُوْا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَإِنَّ كُلَّ أُمٍّ يَّتْبَعُهَا وَلَدُهَا رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! یقیناً دنیا تو ناپائیدار ساز وسامان ہے' جس سے نیک اور بُرے لوگ کھاتے رہتے ہیں' اور بے شک آخرت سچا وعدہ ہے جس میں انصاف والا بادشاہ فیصلہ فرمائے گا' وہ حق کو ثابت فرمائے گا اور باطل کو ختم فرما دے گا' تم آخرت کے بیٹے (پیروکار) بنو اور دنیا کے بیٹے (تابع) نہ بنو' کیونکہ ہر ماں کا بچہ اس کے تابع ہوتا ہے۔ (ابونعیم' حلیہ)

٨٠٥٩ - وَعَنْ مَّالِكٍ أَنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ إِنَّ النَّاسَ قَدْ تَطَاوَلَ عَلَيْهِمْ مَا يُوْعَدُوْنَ وَهُمْ إِلَى الْآخِرَةِ سِرَاعًا يَّذْهَبُوْنَ وَإِنَّكَ قَدِ اسْتَدْبَرْتَ الدُّنْيَا مُنْذُ كُنْتَ وَاسْتَقْبَلْتَ الْآخِرَةَ وَإِنَّ دَارًا تَسِيْرُ إِلَيْهَا أَقْرَبُ إِلَيْكَ مِنْ دَارٍ تَخْرُجُ مِنْهَا رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو فرمایا: اے میرے بیٹے! لوگوں سے جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے' اس کی مدت ان پر دراز ہو گئی ہے حالانکہ لوگ (ہر لمحہ) آخرت کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں اور (اے بیٹے!) پیدا ہونے کے وقت سے تم (لمحہ بہ لمحہ) دنیا کو پیچھے چھوڑ کر آخرت کی طرف قدم بڑھا رہے ہو' یقیناً جس گھر کی طرف تم جا رہے ہو' وہ اس گھر سے زیادہ قریب ہے جس سے تم نکل کر جا رہے ہو۔ (رزین)

٨٠٦٠ - وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَآثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنی دنیا سے محبت کی' اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی' اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا لہٰذا تم باقی رہنے والی کو فنا ہونے والی پر ترجیح دو۔ (احمد' بیہقی)

٨٠٦١ - وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلَ مَا يَجْعَلُ

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے سامنے اسی طرح ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے' پھر دیکھے کہ انگلی پر کتنا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پانی لگا ہے۔(مسلم)

٨٠٦٢ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ قَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیڑ کے ایک مُردہ' کان کٹے ہوئے بچے کے قریب سے گزرے اور فرمایا: تم میں سے کون شخص اسے ایک درہم کے عوض لینا چاہتا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم تو اسے کسی چیز کے عوض بھی نہیں لینا چاہتے' آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تمہارے نزدیک بھیڑ کا یہ بچہ جتنا ذلیل ہے' اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔(مسلم)

٨٠٦٣ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ کے نزدیک مچھر کے ایک پَر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو دنیا سے پانی کا ایک گھونٹ نہ پلاتا۔(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٠٦٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُّعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَّهُ حَسَنَةٌ يُّجْزٰى بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی مؤمن کی نیکی کا اجر ضائع نہیں فرماتا' اسے دنیا میں بھی اس نیکی کا بدلہ عطا فرما دیا جاتا ہے' اور آخرت میں بھی اس کی جزا دی جاتی ہے' اور کافر نے اللہ کے لیے جو نیکیاں کی ہوتی ہیں' ان کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے' حتیٰ کہ جب وہ آخرت کی طرف پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوگی' جس کی اسے جزا دی جائے۔(مسلم)

٨٠٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مؤمن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔(مسلم)

٨٠٦٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلُ حُجِبَتْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کو خواہشات و لذات کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے اور جنت کا تکالیف نے احاطہ کیا ہوا ہے۔(بخاری' مسلم' البتہ مسلم کی روایت میں ''حجبت'' کی بجائے ''حفت'' کے الفاظ ہیں)

٨٠٦٦ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِيْ جَسَدِهِ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَبْسُطَ لَكَ وَنَعْمَلَ فَقَالَ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا وَمَا اَنَا وَالدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سوئے ہوئے تھے' جب آپ کھڑے ہوئے تو جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات تھے' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں ارشاد فرماتے' ہم آپ کے لیے بچھونا بچھا دیتے اور عمدہ انتظام کرتے' آپ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا کام؟ میرا اور دنیا کا تعلق تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی سوار درخت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

کے سائے کے نیچے آ کر ٹھہر جائے' پھر اسے چھوڑ کر روانہ ہو جائے۔ (مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٠٦٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا دَارٌ مَّنْ لَّا دَارَ لَهُ وَمَالٌ مَّنْ لَّا مَالَ لَهُ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور دنیا اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں' اور اسے وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں۔ (احمد' بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٦٨ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهِ الْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اَخِّرُوا النِّسَاءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَّرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْهُ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيْ وَاَصْحَابُنَا اِسْتَدَلُّوْا بِقَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخِّرُوا النِّسَاءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ عَلٰى بُطْلَانِ مُحَاذَاةِ الْمَرْاَةِ بِشُرُوْطِهَا الْمُعْتَبَرَةِ عَلٰى مَا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَهُمْ وَمُحَقَّقٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِ ابْنِ الْهَمَّامِ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دورانِ خطبہ یہ فرماتے ہوئے سنا: شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے' اور عورتیں شیطان کے پھندے ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے' اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: عورتوں کو مؤخر کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مؤخر کیا ہے۔ (رزین' اور بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ دنیا کی محبت ہر بُرائی کی جڑ ہے۔ علامہ علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ہمارے علمائے احناف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادِ گرامی: عورتوں کو مؤخر کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مؤخر کیا ہے' سے اس پر استدلال کیا ہے کہ عورت کا (نماز میں مرد کے) محاذی ہونا باطل ہے جب کہ محاذات کی شرائط معتبرہ پائی جائیں جیسا کہ علمائے احناف کے نزدیک ثابت ہے اور محقق ابن ہمام رحمہ اللہ کے نزدیک تحقیق شدہ ہے)۔

٨٠٦٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَّمْشِيْ عَلَى الْمَاءِ اِلَّا ابْتَلَّتْ قَدَمَاهُ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَذٰلِكَ صَاحِبُ الدُّنْيَا لَا يَسْلَمُ مِنَ الذُّنُوْبِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا کوئی شخص قدم تر کیے بغیر پانی پر چل سکتا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: نہیں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اسی طرح دنیادار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٧٠ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى مَعَاصِيْهِ مَا يُحِبُّ فَاِنَّمَا هُوَ اِسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کے گناہوں کے باوجود دنیا سے اس کی پسندیدہ چیزیں دے رہا ہے تو یہ محض استدراج ہے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے' یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا' اب وہ ناامید رہ گئے O

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

﴿اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۝﴾ (الانعام:٤٤) رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(الانعام:۴۴)۔(مسند احمد)

۸۰۷۱ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جائیداد بنانے میں مشغول نہ ہو جاؤ کہ (اس سبب سے) تم دنیا کی رغبت کرنے لگو۔

(ترمذی، بیہقی، شعب الایمان)

۸۰۷۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ طَيْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ حَوِّلِيْهِ فَاِنِّيْ اِذَا رَاَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پردہ تھا، جس پر پرندوں کی تصاویر تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! انہیں ہٹا دو کہ جب میں انہیں دیکھتا ہوں تو دنیا یاد آ جاتی ہے۔ (احمد)

حرمتِ تصویر کا مسئلہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصاویر والا پردہ ہٹانے کا حکم ارشاد فرمایا اور اس کا سبب یہ ذکر کیا کہ انہیں دیکھ کر دنیا یاد آ جاتی ہے۔ اس پر سوال ہے کہ تصاویر کی حرمت احادیث سے ثابت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصاویر والا پردہ ہٹانے کا سبب دنیا کی یاد کو قرار دیا، تصاویر کی حرمت کو سبب قرار نہیں دیا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصاویر والے پردے ہٹانے کا سبب دنیا کی یاد کو قرار دیا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تصاویر انتہائی چھوٹی تھیں، یا آپ کو تصاویر کی حرمت اور تصاویر والے گھر میں ملائکہ کے داخل نہ ہونے کا علم اس فرمان کے بعد ہوا، نیز اس فرمان میں اس طرف اشارہ ہے کہ جن چیزوں سے دنیادار لذت حاصل کرتے ہیں، انہیں دیکھنا فقراء کے دلوں کی حلاوت اور چاشنی ختم کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۝ (طٰہٰ:۱۳۱)

اے مخاطب! ہم نے کافروں کے گروہوں کو دنیاوی زیب و زینت کی جو چیزیں آزمائش کے لیے دے رکھی ہیں، ان کی طرف نگاہیں پھیلا کر نہ دیکھو اور تمہارے رب کا رزق سب سے بہتر اور دیرپا ہے۝

تصویر کی حرمت میں متعدد احادیث ہیں:

(۱) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس، رقم الحدیث: ۵۴۸۱، مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

(۲) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، جب کہ میں نے تصاویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا، پھر آپ نے پردہ پکڑ کر پھاڑ دیا، پھر فرمایا: روزِ قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب انہیں ہو گا، جو اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے سے مشابہت کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، رقم الحدیث: ۵۴۹۱، مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

(۳) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے تصاویر والا ایک تکیہ خریدا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا تو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے، میں نے آپ کے چہرۂ انور پر ناپسندیدگی کے آثار محسوس کر لیے اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں، میرا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس تکیے کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے یہ آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر تشریف فرما ہوں اور اس کے ساتھ ٹیک لگائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ان تصویروں والوں کو عذاب دیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا: تم نے جو بنایا ہے انہیں زندہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: بے شک وہ گھر جس میں تصویریں ہوں، اس میں ملائکہ داخل نہیں ہوتے۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، رقم الحدیث: ۵۴۹۹، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

٨٠٧٣ - وَعَنْ خَبَّابٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْفَقَ مُؤْمِنٌ مِّنْ نَفَقَةٍ اِلَّا اُجِرَ فِيْهَا اِلَّا نَفَقَتَهُ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن اس مٹی (تعمیر) پر خرچ کرنے کے علاوہ جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے، اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٨٠٧٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّفَقَةُ كُلُّهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام خرچ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہیں مگر تعمیر پر جو خرچ کیا جائے، اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ (ترمذی)

٨٠٧٥ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَّنَحْنُ مَعَهُ فَرَاٰى قُبَّةً مُّشْرِفَةً فَقَالَ مَا هٰذِهٖ قَالَ اَصْحَابُهُ هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى لَمَّا جَاءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ وَالْاِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكَا ذٰلِكَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰى قُبَّتِهٖ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوَّاهَا بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ قَالُوْا شَكَا اِلَيْنَا صَاحِبُهَا اِعْرَاضَكَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ اَمَا اِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَا لَا يَعْنِيْ اِلَّا مَالَا بُدَّ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز باہر تشریف لائے، ہم آپ کے ساتھ تھے، آپ نے ایک بلند عمارت دیکھی اور فرمایا: یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یہ فلاں انصاری کا مکان ہے، آپ خاموش رہے مگر دل مبارک میں ناراضگی کی، حتیٰ کہ جب وہ مالکِ مکان آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا، اور لوگوں کی موجودگی میں آپ کو سلام عرض کیا تو آپ نے رخِ انور پھیر لیا، اس نے کئی مرتبہ ایسا کیا حتیٰ کہ اسے آپ کی ناراضگی اور اعراض فرمانے کا علم ہو گیا تو اس نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے یہ شکایت کی اور کہا: بہ خدا! آج میں رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور پر ناراضگی کے آثار دیکھ رہا ہوں، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے تھے اور تمہارا بلند مکان دیکھا تھا، وہ شخص اپنے مکان کی طرف واپس گیا اور اسے گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ نبی کریم ﷺ ایک دن باہر تشریف لے گئے اور وہ بلند مکان نہ دیکھا، تو فرمایا: اس مکان کو کیا ہوا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اس کے مالک نے ہم سے آپ کی ناراضگی کا سبب دریافت کیا تھا، ہم نے اسے آگاہ کر دیا تو اس نے یہ مکان گرا دیا، آپ نے فرمایا: ضروری تعمیر کے علاوہ ہر تعمیر اپنے مالک کے لیے وبال ہے۔ (ابوداؤد)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

تعمیرِ مساجد

اس حدیث میں ہے: ہر تعمیر اپنے مالک کے لیے وبال ہے مگر جو تعمیر ضروری ہو۔ مسجد بھی بناء اور عمارت ہے مگر مسجد کی تعمیر بنانے والے کے لیے وبال نہیں بلکہ باعثِ اجر و ثواب ہے' اسی طرح نیک امور کے لیے تعمیر کی گئی دیگر عمارات کا حکم ہے۔ تعمیرِ مساجد کو ایمان باللہ کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ O (التوبہ:۱۸)

اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں O

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ ہر تعمیر اپنے بنانے والے کے لیے وبال یعنی آخرت میں عذاب ہے اور وبال اصل میں ثقل (بوجھ) اور ناپسندیدہ چیز کو کہتے ہیں اور حدیث میں عمارت سے وہ عمارت مراد ہے جو ضرورت سے زائد ہو اور اظہارِ فخر کے لیے ہو لیکن نیک کاموں کے لیے بنائی گئی عمارتیں اس حکم میں داخل نہیں' جس طرح مساجد' مدارس اور سرائیں وغیرہ کیونکہ ان کا تعلق آخرت سے ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہر تعمیر اپنے بنانے والے کے لیے روزِ قیامت وبال ہے سوائے مسجد کے' اسی طرح طبرانی نے واثلہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہر تعمیر اپنے بنانے والے کے لیے وبال ہے' سوائے اس تعمیر کے جو اس طرح ہو اور آپ نے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا اور ہر علم صاحبِ علم کے لیے وبال ہے سوائے اس علم کے جس پر عمل کیا جائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۱)

مسجد کی فضیلت میں شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی جامع تحریر درج ذیل ہے' وہ لکھتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس سے الفت رکھتا ہے۔ (الطبرانی فی الاوسط والمعجم الاصغر والجامع الصغیر للسیوطی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا: میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے: تیرا پڑوسی کون ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مسجدوں کو آباد کرنے والے۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کیا' پھر مسجد میں آیا' وہ اللہ کا مہمان ہے اور مہمان کی تکریم میزبان پر مہمان کا حق ہے۔ (الجامع الصغیر للطبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روئے زمین پر اللہ کے گھر مساجد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ وہ اس کے گھر آنے والوں کی تکریم کرے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لیے مسجد بناتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے اور جو شخص مسجد میں قندیل روشن کرتا ہے' اس کے لیے ستر ہزار فرشتے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں' جب تک وہ قندیل روشن رہتی ہے۔ (تقریرات رافعی) (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور)

۸۰۷۶ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يُبَارَكْ لِلْعَبْدِ فِيْ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی کے مال میں برکت نہ رکھی جائے تو وہ اسے پانی اور مٹی میں ضائع کر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

مَالِهٖ جَعَلَهٗ فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

دیتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٧٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِتَّقُوا الْحَرَامَ فِي الْبُنْيَانِ فَاِنَّهٗ اَسَاسُ الْخَرَابِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تعمیرات میں حرام مال خرچ کرنے سے بچو' کیونکہ یہ تباہی و بربادی کی جڑ ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٧٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَّا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! بے شک دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ ملعون ہے' سوائے اللہ کے ذکر کے اور (ان طاعات و عبادات وغیرہ کے) جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور سوائے عالم اور متعلم کے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٨٠٧٩ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَهَدَ عَبْدٌ فِي الدُّنْيَا اِلَّا اَنْبَتَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فِيْ قَلْبِهٖ وَاَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهٗ وَبَصَّرَهٗ عَيْبَ الدُّنْيَا وَدَاءَهَا وَدَوَاءَهَا وَاَخْرَجَهٗ مِنْهَا سَالِمًا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت و معرفت پیدا فرما دیتا ہے' اور حکمت کے ساتھ اس کی زبان کو قوتِ گویائی عطا فرما دیتا ہے اور اسے دنیا کے عیوب اور اس کی بیماریاں اور ان کے علاج کی بصیرت عطا فرما دیتا ہے اور اسے سلامتی کے ساتھ دنیا سے سلامتی کے گھر جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٨٠ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمِلْتُهٗ اَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِيَ النَّاسُ قَالَ اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيْمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جب میں وہ عمل کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرمائے اور تمام لوگ مجھ سے محبت کرنے لگیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ' اللہ تم کو محبوب بنا لے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے' اس کی رغبت چھوڑ دو' لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٨٠٨١ - وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِظْنِيْ وَاَوْجِزْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ فِيْ صَلٰوتِكَ فَصَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْذِرُ مِنْهُ غَدًا وَاَجْمِعِ الْاَيَاسَ مِمَّا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: مجھے مختصر اور جامع نصیحت فرمائیں' آپ نے فرمایا: جب تم نماز پڑھنے لگو تو الوداع ہونے والے کی طرح نماز پڑھو اور ایسی بات نہ کہو کہ دوسرے روز اس سے معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے پاس جو کچھ موجود ہے' اس کی طمع چھوڑنے کا عزم مصمم کر لو۔ (احمد)

٨٠٨٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَبِيْ خَلَّادٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْعَبْدَ يُعْطٰى زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا

حضرت ابوہریرہ و حضرت ابوخلاد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اسے دنیا کی بے رغبتی اور کم بولنے کی نعمت سے نوازا گیا ہے تو اس کے قریب ہو جاؤ' کیونکہ اسے حکمت کی دولت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلَقَّى الْحِكْمَةَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

سے سرفراز کیا گیا ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

٨٠٨٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ (الانعام: ١٢٥) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِتِلْكَ مِنْ عَلَمٍ يُّعْرَفُ بِهٖ قَالَ نَعَمْ التَّجَافِيْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے' (الانعام: ١٢٥) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب نور سینے میں داخل ہو جاتا ہے تو سینہ کشادہ ہو جاتا ہے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا اس حالت کی کوئی نشانی ہے' جس سے اس کی شناخت ہو' آپ نے فرمایا: ہاں! دھوکے' فریب کے گھر دنیا سے دور رہنا اور ہمیشگی کے گھر آخرت کی طرف متوجہ ہونا' اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیار رہنا' اس کی علامت ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٨٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ قَالُوْا صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهٗ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ النَّقِيُّ التَّقِيُّ لَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا گیا: تمام لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر سلیم دل اور سچی زبان والا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: سچی زبان والے کا تو ہمیں علم ہے مگر سلیم دل والے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: سلیم القلب' وہ پاک وصاف دل والا شخص ہے' جس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی ظلم' کینہ اور حسد ہے۔ (ابن ماجہ' بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٨٥ - وَرَوٰى مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّاِ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ قِيْلَ لِلُقْمَانَ الْحَكِيْمِ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرٰى يَعْنِي الْفَضْلَ قَالَ صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَةِ وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ.

امام مالک رحمہ اللہ نے موطأ میں روایت کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ لقمان حکیم سے کہا گیا کہ آپ کو کس چیز نے اس مقامِ فضیلت پر پہنچایا ہے' جہاں ہم آپ کو فائز دیکھ رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: راست گوئی' امانت کی ادائیگی اور بے مقصد امور کو چھوڑ دینا۔

٨٠٨٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ اِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَافَاتَكَ الدُّنْيَا حِفْظُ اَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِيْثٍ وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِيْ طَعْمَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں یہ چار باتیں موجود ہوں تو دنیا کی کسی چیز کے فوت ہو جانے سے تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا: (١) امانت کی حفاظت (٢) سچی بات (٣) حسن اخلاق (٤) کھانے میں پرہیزگاری۔ (احمد' بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٨٧ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو آپ انہیں وصیت فرماتے ہوئے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے آئے جب کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OOLIA ISLAMIA ACADEMY

يُوْصِيهِ وَمُعَاذٌ رَّاكِبٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَّا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا وَلَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا وَ قَبْرِيْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشْعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

اور رسول اللہ ﷺ سواری کے نیچے (ساتھ ساتھ) پیدل چل رہے تھے' جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے معاذ! یقیناً اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہیں کر سکو گے اور تم میری اس مسجد اور میری قبر کے قریب سے گزرو گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے جدائی کے غم میں رو پڑے' پھر نبی کریم ﷺ نے چہرۂ انور پھیرا اور مدینہ منورہ کی طرف رخِ انور فرمایا اور آپ نے فرمایا: یقیناً لوگوں میں میرے سب سے زیادہ قریب متقی حضرات ہیں' وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔ (احمد)

٨٠٨٨ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِّنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهٗ بِتَقْوٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: تم کسی سرخ رنگ والے اور سیاہ رنگ والے شخص سے افضل نہیں ہو' البتہ اگر تم تقویٰ و پرہیز گاری میں اس سے بڑھ جاؤ تو پھر تمہیں فضیلت حاصل ہے۔

(احمد)

٨٠٨٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَةٍ وَّاجْتِهَادٍ وَّذُكِرَ اٰخَرُ بِرِعَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْدِلُ بِالرِّعَةِ يَعْنِي الْوَرَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص کی عبادت اور محنت و مشقت کا ذکر کیا گیا اور دوسرے شخص کی پرہیز گاری کا ذکر کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عبادت' پرہیز گاری کے برابر نہیں ہو سکتی۔ (ترمذی)

٨٠٩٠ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ دِيْنَارًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيَّةٌ قَالَ ثُمَّ تُوُفِّيَ اٰخَرُ فَتَرَكَ دِيْنَارَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيَّتَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحابِ صفہ میں سے ایک صحابی ایک دینار چھوڑ کر فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک داغ ہے' پھر دوسرے صحابی دو دینار چھوڑ کر فوت ہوئے تو آپ نے فرمایا: یہ دو داغ ہیں۔

(احمد' بیہقی' شعب الایمان)

اصحابِ صفہ

اس حدیث میں اصحابِ صفہ کا ذکر ہے۔ اصحابِ صفہ کون تھے؟ اس کے متعلق شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ١٠٥٢ھ لکھتے ہیں:

اصحابِ صفہ ان فقراء و غرباء صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت تھی' جو مسجد نبوی کے صفہ میں رہتے تھے۔ اور مسجد کا صفہ مسجد نبوی کا سایا دار مقام تھا' جس پر چھت ڈالی ہوتی تھی اور اصل میں وہی جگہ مسجد تھی کہ جس وقت بیت المقدس قبلہ تھا' اس وقت وہ جگہ بنائی گئی اور جب قبلہ کعبہ کی جہت ہو گیا تو اس جگہ کو اسی طرح رہنے دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہ جماعت اسی جگہ رہائش پذیر تھی۔ ان کی تعداد ستر یا اسّی تھی' کبھی کم ہو جاتے اور کبھی زیادہ ہو جاتے۔ ان کا نہ کوئی گھر تھا' نہ مال' نہ اولاد اور یہ حضرات زہد و توکل کے مقام پر فائز تھے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اور ریاضت و مجاہدہ، ذکر و تلاوتِ قرآن مجید اور احادیث کے یاد کرنے میں مشغول رہتے اور شمع نبوت کے انوار سے روشنی حاصل کرتے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے مہمان کہا جاتا تھا۔ مال دار صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کی خدمت کرتے اور ان کی روزی کا سامان مہیا کرتے، اور اپنے گھروں میں ان کی مہمانی کرتے، اور چند ایک نبی کریم ﷺ کی نگاہِ عنایت کے ساتھ مخصوص تھے، اور وہ نبی کریم ﷺ کے دولت کدہ سے کھانا کھاتے، اور بعض اوقات انہی کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر تکثیر طعام والا معجزہ ظاہر ہوا، جس طرح دودھ کا ایک پیالہ سب کو کافی ہوگیا۔ (امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ؎

کیوں جناب بوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر — جس سے ستّر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

(اضافہ از رضوی غفرلہٗ)

اس بارے میں بہت سی احادیث ہیں، نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ بیٹھنے پر مامور تھے۔ بارہا نبی کریم ﷺ خود انہیں مشرف فرماتے، اور ارشاد فرماتے کہ میں تم میں سے ایک فرد ہوں، اور انہیں بشارت دیتے کہ آخرت میں تم میرے ساتھ ہو گے اور میرے ساتھ بہشت میں داخل ہو گے، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اصحابِ صفہ میں سے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۹۹)

مال جمع کرنے کا شرعی حکم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دینار چھوڑ کر فوت ہونے والوں کے لیے فرمایا کہ یہ دینار داغ ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مال جمع کرنا اور اپنے پیچھے مال چھوڑ جانا ممنوع ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں بہت سے مال دار صحابہ تھے۔ آپ نے انہیں مال جمع کرنے سے منع نہیں فرمایا، لہٰذا شریعت کے بیان کردہ طریقے کے مطابق مال جمع کرنا حرام نہیں۔ اگر مال جمع کرنا حرام ہوتا تو صرف صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ فرض نہ ہوتی، بلکہ ہر ایک پر ضرورت سے زائد تمام مال صدقہ کر دینا لازم ہوتا، جب کہ نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عرض کرنے کے باوجود بھی انہیں تمام مال صدقہ کرنے کی اجازت نہ دی۔

حدیث میں مذکور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایک یا دو دینار چھوڑ کر فوت ہو جانے پر وعید فرمانے کا سبب یہ تھا کہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اصحابِ صفّہ میں سے تھے جو اہل زہد میں سے تھے اور زہد کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے مال جمع کرنا درست نہ تھا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

فوت ہونے والے یہ دونوں صحابہ اس جماعت کے ساتھ رہتے تھے، جن کی انتہائی ضرورت اور فقر و فاقہ کے پیش نظر لوگ ان پر صدقہ کرتے تھے اور یہ لوگ قال یا حال کے اعتبار سے سائلین کی طرح تھے، اور کسی آدمی کے لیے ایک دن کی روزی موجود ہوتے ہوئے سوال کرنا حلال نہیں، لہٰذا ان دونوں کے لیے دینار موجود ہوتے ہوئے سوال کرنا حرام تھا۔ اسی طرح جو شخص بھی اپنے آپ کو فقیر ظاہر کرے اور پھٹے پرانے کپڑے پہن کر فقراء والی شکل و صورت اختیار کرے حالانکہ اس کے پاس مال موجود ہو، اس کے باوجود وہ لوگوں سے لے کر کھائے تو یہ اس کے لیے حرام ہے۔ اسی طرح جو آدمی اپنے آپ کو عالم، نیک یا سیّد ظاہر کرے حالانکہ حقیقت میں وہ اس طرح نہ ہو اور اس کے علم یا نیکی یا سیادت کے پیش نظر لوگ اسے مال دیں تو یہ اس کے لیے حرام ہے اور یہ حکایت ہے کہ شیخ ابواسحاق کازرونی رحمہ اللہ نے فقراء کی ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ تکیہ کے مستحقین کے لیے رکھا ہوا کھانا کھا رہے ہیں، تو آپ نے انہیں فرمایا: اے حرام خورو! تو وہ لوگ کھانے سے رک گئے۔ آپ نے فرمایا: جس کے پاس دنیا کا کوئی مال موجود نہ ہو وہ کھالے اور جس کے پاس کوئی مال موجود ہو وہ نہ کھائے، تو بعض لوگ کھانے سے رک گئے اور بعض کھانے لگے۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اللہ کی شان عظیم ہے۔ ایک ہی کھانا کچھ لوگوں کے لیے حلال ہے اور کچھ لوگوں کے لیے حرام ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

(مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۴۱۰ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

۵۰۹۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَجِیْءُ الْاَعْمَالُ فَتَجِیْءُ الصَّلٰوةُ فَتَقُوْلُ یَارَبِّ اَنَا الصَّلٰوةُ فَیَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰی خَیْرٍ فَتَجِیْءُ الصَّدَقَةُ فَتَقُوْلُ یَارَبِّ اَنَا الصَّدَقَةُ فَیَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ یَجِیْءُ الصِّیَامُ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنَا الصِّیَامُ فَیَقُوْلُ اِنَّكَ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ تَجِیْءُ الْاَعْمَالُ عَلٰی ذٰلِكَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّكَ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ یَجِیْءُ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنْتَ السَّلَامُ وَاَنَا الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّكَ عَلٰی خَیْرٍ بِكَ الْیَوْمَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ كِتَابِهٖ ﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَO﴾ (آل عمران: ۸۵) رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اعمال (بارگاہِ الٰہی میں) حاضر ہوں گے نماز آ کر عرض کرے گی: اے میرے رب! میں نماز ہوں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تجھے فضیلت حاصل ہے، صدقہ آ کر عرض کرے گا: اے میرے رب! میں صدقہ ہوں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تو بہتر ہے، پھر روزہ آ کر عرض کرے گا: اے میرے رب! میں روزہ ہوں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تو بہتر ہے، پھر باقی اعمال اس طریقہ پر حاضر ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تم بہتر ہو، پھر اسلام آ کر عرض کرے گا: اے میرے رب! تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک تو بہتر ہے، تیری وجہ سے ہی آج میں مواخذہ فرماؤں گا اور تیری وجہ سے ہی میں عطا کروں گا، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں ارشاد فرمایا: اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا، وہ دین ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگاO (آل عمران: ۸۵)۔ (مسند احمد)

اعمال کا بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونا

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اعمال الگ الگ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر عمل کرنے والے کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو لطیف پیرائے کے ساتھ جواب دے کر واپس فرما دے گا اور جب اسلام حاضر ہوگا جو تمام اعمال کی اصل ہے تو اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

مقامِ شفاعت کی عظمت کے پیشِ نظر سب سے پہلے اس کی شفاعت قبول ہوگی جو سب اوصاف کا جامع ہو۔ اسلام چونکہ تمام اعمال کی اصل ہے اور تمام خوبیوں کا جامع ہے، اسی لیے اسلام کی شفاعت قبول کی جائے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور کمالات کے جامع ہیں۔ "فبھدھم اقتدہ" کی شان سے مزین ہیں، اس لیے بابِ شفاعت آپ ہی کھلوائیں گے، اور آپ ہی اس روز اوّلِ شافع اور اوّل مشفع کی شان میں جلوہ فرما ہوں گے، اور اسلام حاضر ہو کر اوّلاً اللہ کی حمد و ثناء بیان کرے گا۔ اس میں اشارہ ہے کہ دعا سے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنی چاہیے تاکہ اللہ کی ذات متوجہ ہو اور دعا مانگنے والے پر رحمت فرمائے، اس روز اعمال حاضر ہوں گے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس جہان میں اعمال کی جو صورتیں ہوں گی، انہی صورتوں میں اعمال حاضر ہوں گے، جس طرح ایمان سائبان کی صورت میں اور علم دودھ کی صورت میں اور موت مینڈھے کی صورت میں ظاہر ہوگی، یا مراد یہ ہے کہ ان اعمال کو اس روز حسین صورتوں میں ظاہر کیا جائے گا، ان اعمال کے گفتگو کرنے سے مراد یا تو یہ ہے کہ یہ اعمال ظاہری زبان کے ساتھ گفتگو کریں گے یا زبانِ حال مراد ہے۔

تفصیل مرقات ولمعات میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ وَمَا كَانَ مِنْ عَیْشِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

فقراء کی فضیلت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیشت کا بیان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فقراء کی فضیلت

فضیلت سے یہاں اجر وثواب کی زیادتی مراد ہے' مال ودولت اور خوب صورت لباس کے اعتبار سے فضیلت مراد نہیں۔ عنوان میں فقراء کی فضیلت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیشت کو اکٹھا ذکر کرکے اس طرح اشارہ کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقراء کی طرح زندگی گزاری۔ جس طرح اکثر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے کاملین کا طرزِ زندگی اسی طرح کا تھا اور فقراء کی فضیلت کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقیرانہ انداز میں زندگی گزارنا پسند فرمایا' اگرچہ علم کا دعویٰ رکھنے والے بعض مال دار لوگ اس حقیقت سے آشنا نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۰۹۲ - عَنْ مُّصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ انہیں اپنے سے کم تر (فقراء) پر فضیلت حاصل ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ضعیفوں کی برکت سے ہی (دشمنوں کے خلاف) تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (بخاری)

فقراء سے کون لوگ مراد ہیں؟

حدیث پاک سے مراد یہ ہے کہ ضعیفوں اور فقراء کے وجود کی برکت سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور یہ حضرات لوگوں اور شہروں کی بقاء کے لیے مرکزی کیل اور میخ کی مانند ہیں' اور اللہ تعالیٰ فقراء کی برکت سے ہی اغنیاء کو وسیع رزق عطا فرماتا ہے اور دشمنوں پر انہیں فتح نصیب فرماتا ہے' لہٰذا ان کی عزت کرو اور ان پر تکبر کا اظہار نہ کرو۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اور ان فقراء سے مراد وہ فقراء ہیں جو اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں' اور اس حالت فقر میں ان سے ایسا کوئی قول وفعل صادر نہیں ہوتا' جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو اور وہ کمائی ترک کرکے سوال کی ذلت کو اختیار نہیں کرتے' لیکن اس زمانے کے اکثر فقراء ان صفات کے حامل نہیں اور اس طرح کے فقر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ طلب فرمائی ہے۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۶۵)

صابر فقیر اور شکر گزار غنی کی باہمی فضیلت کا بیان

صبر کرنے والا فقیر افضل ہے یا شکر کرنے والا غنی؟ اس میں مشہور اختلاف ہے' علماء کی کثیر جماعت نے اس میں گفتگو کی ہے۔

(عمدۃ القاری)

اور احیاء العلوم میں ہے کہ لوگوں کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ حضرت جنید اور خواص اور اکثر مشائخ کا نظریہ یہ ہے کہ فقر کو فضیلت حاصل ہے اور ابن عطاء نے کہا ہے کہ شکر گزار غنی جو مال کا حق ادا کرے' وہ صبر کرنے والے فقیر سے افضل ہے' اور اس کی شرح میں ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ فقر کے برابر کوئی چیز نہیں اور وہ فقر کی حالت کو ترجیح دیتے تھے اور صبر کرنے والے فقیر کی عظمتِ شان بیان فرماتے تھے۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۶۵)

۸۰۹۳ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْغُوْنِيْ فِيْ ضُعَفَائِكُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ اَوْ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے ضعیفوں میں تلاش کرو' کیونکہ تمہارے ضعیفوں کی برکت سے ہی تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOMIL ISLAMIA ACADEMY

٥٠٩٤ - وَعَنْ اُمَيَّةَ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مہاجرین فقراء کی برکت سے فتح ونصرت طلب فرمایا کرتے تھے۔(بغوی شرح السنہ)

٥٠٩٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت سے پراگندہ بالوں والے جنہیں دروازوں سے دھتکار دیا جاتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔(مسلم)

فقراء کے دروازوں سے نکالے جانے کا مطلب

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

اس فرمانِ عالی کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں' وہاں سے نکالے جاتے ہیں' وہ تو رب کے دروازے کے سوا کسی کے دروازے پر نہیں جاتے' بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی حقیقت سے دنیا غافل ہے' اگر وہ کسی کے پاس جاتے تو وہ ان سے ملنا گوارا نہ کرتا' رب نے انہیں دنیا والوں سے ایسا چھپایا ہوا ہے جیسے لعل پہاڑ میں یا موتی سمندر میں تاکہ لوگ ان کا وقت ضائع نہ کریں۔(مراۃ المناجیح ج ۷ ص ۶۴' مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ' لاہور)

اللہ پر قسم اٹھانے کا مطلب

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر اس سے کوئی چیز مانگیں کہ اللہ تعالیٰ یہ کام کر دے تو اللہ تعالیٰ وہ کام کر دیتا ہے اور جو کچھ وہ مانگتے ہیں' اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے اور ان کی دعا کو رد نہیں فرماتا' پورا فرما دیتا ہے۔ بعض نے کہا کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں کہ یہ کام کروں گا یا قسم اٹھالیں کہ یہ کام نہیں کروں گا' تو اللہ تعالیٰ انہیں اس قسم میں سچا فرما دیتا ہے' اور ان کی خواہش کے مطابق وہ کام کر دیتا ہے یا ان کی حسبِ منشاء وہ کام نہیں کرتا اور یہی معنی زیادہ ظاہر ہیں' اور کتاب الدیت میں حضرت انس بن نضر والی جو حدیث گزری ہے' اس کے بھی موافق ہیں کہ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۱۰' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٥٠٩٦ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٌ مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے ایک شخص گزرا تو آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے فرمایا: اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اس شخص نے عرض کیا: یہ بلند مرتبت اور معزز شخص ہے' اللہ کی قسم! یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اس کا نکاح کر دیا جائے گا اور اگر یہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کر لی جائے گی' رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے' پھر ایک اور شخص گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے اسی شخص سے فرمایا: اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ شخص مسلمانوں کے فقراء میں سے ہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور اس کی یہ حیثیت ہے کہ اگر یہ نکاح کا پیغام دے تو اس کا نکاح نہیں کیا جائے گا اور اگر یہ سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی اور اگر یہ کوئی بات کہے تو اس کی بات نہیں سنی جائے گی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص (جسے تو نے حقارت کی نظر سے دیکھا ہے) اس پہلے جیسے زمین بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٠٩٧ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّأَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّي الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ أَحِبِّي الْمَسَاكِيْنَ وَقَرِّبِيْهِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ إِلٰى قَوْلِهِ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں ہی مجھے موت دے اور مسکینوں کے گروہ میں ہی مجھے اٹھانا' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کس لیے؟ یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: بے شک فقراء مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' اے عائشہ! مسکین کو خالی واپس نہ لوٹاؤ' اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دو' اے عائشہ! مسکینوں سے محبت رکھو اور انہیں قریب کرو' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں قریب فرمائے گا۔ (ترمذی' بیہقی' شعب الایمان' ابن ماجہ نے ابوسعید سے یہ حدیث پاک ''فی زمرۃ المساکین'' کے الفاظ تک روایت کی ہے)

احادیث میں تعارض کا جواب

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو مسکینی محبوب ہے' جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کاد الفقر ان یکون کفرا'' قریب ہے کہ فقر' کفر تک پہنچا دے۔ اس تعارض کے جواب میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث ''کاد الفقر ان یکون کفرا'' انتہائی ضعیف ہے' اگر اسے صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر جواب یہ ہے کہ اُس حدیث میں دلی فقر مراد ہے' جس کی بناء پر انسان جزع فزع کرنا شروع کر دیتا ہے' قضائے الٰہی پر راضی نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض کی جرأت کرنے لگتا ہے' اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مال داری کثرتِ مال سے نہیں ہوتی بلکہ مال داری تو دل کی مال داری ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٠٩٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک فقراء مہاجرین' مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (مسلم)

٨٠٩٩ - وَعَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو وَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَالَ أَلَسْنَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ

حضرت ابوعبدالرحمٰن حبلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا' ان سے ایک شخص نے سوال کیا اور کہا: کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: کیا تمہاری بیوی ہے'

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اللّٰهِ اَلَكَ امْرَاَةٌ تَاْوِىْ اِلَيْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اَلَكَ مَسْكَنٌ تَسْكُنُهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنْتَ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ قَالَ فَاِنَّ لِىْ خَادِمًا قَالَ فَاَنْتَ مِنَ الْمُلُوْكِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَنَا عِنْدَهُ فَقَالُوْا يَا اَبَا مُحَمَّدٍ وَاِنَّا وَاللّٰهِ لَا نَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ لَّا نَفَقَةٍ وَّلَا دَابَّةٍ وَّلَا مَتَاعٍ فَقَالَ لَهُمْ مَا شِئْتُمْ اِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ اِلَيْنَا فَاَعْطَيْنَاكُمْ مَا يَسَّرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِنْ شِئْتُمْ ذَكَرْنَا اَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ وَاِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَى الْجَنَّةِ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا قَالُوْا فَاِنَّا نَصْبِرُ لَا نَسْاَلُ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جس کے ساتھ تم رہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس مکان ہے' جس میں تم رہائش پذیر ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: پھر تو تم مال داروں میں سے ہو' اس نے عرض کیا: میرا تو ایک خادم بھی ہے' آپ نے فرمایا: پھر تو تم بادشاہوں میں سے ہو۔ ابوعبدالرحمٰن نے کہا: تین شخص حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس حاضر ہوئے اور میں بھی ان کے پاس موجود تھا' انہوں نے کہا: اے ابومحمد! بہ خدا! یقیناً ہمارے پاس کوئی چیز موجود نہیں' نہ نفقہ نہ سواری نہ کوئی اور ساز وسامان' آپ نے ان سے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو ہمارے پاس واپس آنا' جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا ہم تمہیں عطا کردیں گے' اگر چاہو تو ہم تمہارا معاملہ امیر المؤمنین سے بیان کردیں گے' اور اگر چاہو تو تم صبر کرو' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فقراء مہاجرین' مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' انہوں نے عرض کیا: ہم صبر کرلیں گے' کسی چیز کا سوال نہیں کریں گے۔ (مسلم)

٨١٠٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَمَا اَنَا قَاعِدٌ فِى الْمَسْجِدِ وَحَلْقَةٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ قُعُوْدٌ اِذْ دَخَلَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ اِلَيْهِمْ فَقُمْتُ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَشَّرْ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ بِمَا يَسُرُّ وُجُوْهَهُمْ فَاِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَلْوَانَهُمْ اَسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ اَوْ مِنْهُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور فقراء مہاجرین کا ایک گروہ بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فقراء کے گروہ کے پاس بیٹھ گئے' میں بھی کھڑا ہوکر ان کی طرف گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فقراء مہاجرین کو ایسی چیز کی بشارت ہے جو ان کے چہروں کو خوش وخرم کردے گی' یہ مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ (یہ بشارت سن کر) ان کے رنگ روشن وتاباں ہوگئے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: حتیٰ کہ میں تمنا کرنے لگا کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا یا ان میں سے ہوتا۔

(دارمی)

٨١٠١ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نِصْفَ يَوْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فقراء مال داروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے جو کہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) نصف دن ہے۔ (ترمذی)

فقراء کے جنت میں پہلے داخل ہونے والی احادیث میں تعارض کا جواب

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال ہو کہ سابقہ حدیث میں چالیس سال کا ذکر ہے اور اس حدیث میں پانچ سو سال کا ذکر ہے' ان میں تطبیق کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے پہلی حدیث میں اغنیاء سے مہاجرین اغنیاء مراد ہوں یعنی فقراء مہاجرین' اغنیاء مہاجرین سے

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور دوسری حدیث میں اغنیاء سے مہاجرین کے علاوہ اغنیاء مراد ہوں' لہٰذا دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہوگا' لیکن اس پر اعتراض ہے کہ یہ جواب تب مکمل ہوتا ہے اگر فقراء و اغنیاء سے مراد خاص فقراء و اغنیاء ہوں۔ اس صورت میں غیر مہاجرین فقراء کا حکم معلوم نہیں ہوگا' لہٰذا بہتر یہ ہے کہ حدیث کو عام معنی پر محمول کیا جائے کہ دونوں احادیث میں عدد کے ذکر سے معین تعداد بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ کثرت بیان کرنا مقصود ہے کہ فقراء' اغنیاء سے بہت عرصہ پہلے جنت میں داخل ہوں گے' البتہ ایک مقام پر اسے پانچ سو سال اور ایک مقام پر چالیس سال سے بیان کر دیا' تاکہ کلام میں تفنن ہو (کہ ایک ہی مضمون کو مختلف عبارتوں میں ذکر کیا جائے تاکہ کلام میں زیادہ لطف ہو) اور دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے یا اوّلاً آپ کو بہ ذریعہ وحی چالیس سال بیان کیے گئے' پھر نبی کریم ﷺ کی برکت سے فقراء کو زیادہ فضیلت عطا فرماتے ہوئے پانچ سو سال کی مدت بیان کی گئی' یا چالیس سال سے کم از کم مدت کا بیان ہے اور اس کی دلیل طبرانی کی روایت ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: مہاجرین لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' پھر دوسرا گروہ سو سال پہلے داخل ہوگا۔ (الحدیث) اور مراد یہ ہے کہ تیسرا گروہ دو سو سال پہلے داخل ہوگا گویا کہ یہ پانچ گروہ ہوں گے (بالترتیب اس کی صورت یہ ہوگی کہ سب سے پہلا گروہ پانچ سو سال پہلے' پھر چار سو سال' پھر تین سو سال' پھر دو سو سال' پھر سو سال اور آخری چھٹا گروہ چالیس سال پہلے داخل ہوگا) واللہ اعلم! یا فقراء میں صبر و شکر اور رضا کے اعتبار سے مختلف مراتب ہیں' اس لحاظ سے ان کے احوال مختلف ہوں گے (کوئی چالیس سال پہلے داخل ہوں گے کوئی پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے) اور یہ گمان ہرگز نہیں کرنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ تعداد محض اندازے سے بیان کی ہے' کیونکہ آپ کی شان تو یہ ہے کہ ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝'' (النجم: ۳۔۴) ''آپ اپنی خواہش سے کوئی کلام فرماتے ہی نہیں ۝ سوا وحی ربانی کے ۝''۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۱۰۲۔ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو وہاں داخل ہونے والے اکثر مساکین تھے اور مال داروں کو جنت میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا' البتہ جہنمیوں کو جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دیا گیا تھا' اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو وہاں داخل ہونے والی اکثر عورتیں تھیں۔ (بخاری و مسلم)

۸۱۰۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں اکثر فقراء ہیں اور میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں اکثر عورتیں ہیں۔ (مسلم) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث پاک حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۸۱۰۳۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ الْفَقِيْرَ الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعِيَالِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فقیر' (حرام مال اور سوال سے) بچنے والے عیال دار مؤمن سے محبت فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

٨١٠٤ - وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ اَحَدُكُمْ يَحْمِي سَقِيمَهُ الْمَاءَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کو دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔

(مسند احمد' ترمذی)

٨١٠٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي اُحِبُّكَ قَالَ اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّي لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا لَلْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلَى مَنْ يُّحِبُّنِي مِنَ السَّيْلِ اِلَى مُنْتَهَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: بے شک میں آپ سے محبت کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: غور کر لے! تو کیا کہہ رہا ہے' عرض کیا: اللہ کی قسم! یقیناً میں آپ سے محبت کرتا ہوں' تین مرتبہ یہ عرض کیا: آپ نے فرمایا: اگر تو (اپنے دعویٰ محبت میں) سچا ہے تو فقر (کی آزمائشوں کا سامنا کرنے) کے لیے حفاظتی آلات تیار کر لے' یقیناً میرے ساتھ محبت کرنے والے کی طرف فقر تیزی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں سیلاب سے بھی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آتا ہے۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)

٨١٠٦ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اَمَرَنِيْ خَلِيْلِيْ بِسَبْعٍ اَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَنْظُرَ اِلَى مَنْ هُوَ دُوْنِيْ وَلَا اَنْظُرَ اِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ اَدْبَرَتْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ لَّا اَسْاَلَ اَحَدًا شَيْئًا وَّاَمَرَنِيْ اَنْ اَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا وَاَمَرَنِيْ اَنْ لَّا اَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے سات باتوں کا حکم دیا ہے' مساکین سے محبت کرنے اور ان سے قریب ہونے کا حکم دیا ہے' اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اپنے سے کم حیثیت والے شخص کی طرف دیکھوں اور اپنے سے بلند درجہ والے کی طرف نہ دیکھوں اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں رشتہ جوڑوں اگرچہ رشتہ دار قطع تعلق کرے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں کسی شخص سے کسی چیز کا سوال نہ کروں اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں حق بات بیان کروں' چاہے وہ کڑوی ہو اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کروں' اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" (نہیں ہے گناہ سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے اور نہیں ہے نیکی کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے) کثرت سے پڑھا کروں' کیونکہ یہ ساتوں خصائل عرش کے نیچے والے خزانے میں سے ہیں۔ (مسند احمد)

٨١٠٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلَى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی ایسے شخص کی طرف دیکھے' جسے مال اور صورت میں اس پر فضیلت حاصل ہے تو وہ اپنے سے کم مرتبہ والے کی طرف دیکھے۔

(بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اُنْظُرُوْا اِلَى مَنْ

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اپنے سے کم درجے والے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ.

کی طرف دیکھو اور اپنے سے بلند درجے والے کی طرف نہ دیکھو کیونکہ تمہارا یہ طرزِ عمل اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر خیال نہ کرو۔

۸۱۰۸ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا مَّنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَّمَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَنَظَرَ فِي الدُّنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَّلَا صَابِرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد ماجد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں دو خصلتیں موجود ہوں' اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دیتا ہے' جو دین کے اعتبار سے اپنے سے بلند مرتبے والے کی طرف دیکھے اور اس کی پیروی کرے اور دنیا کے اعتبار سے اپنے سے کم درجہ والے کی طرف دیکھے اور اس بات پر اللہ کی حمد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کم تر شخص پر فضیلت عطا فرمائی ہے' اور جس شخص نے دین کے اعتبار سے اپنے سے کم مرتبے والے کی طرف نظر کی اور دنیا کے اعتبار سے اپنے سے بلند مرتبے والے کی طرف نظر کی اور دنیا سے جو چیز اس سے فوت ہوئی' اس پر افسوس کیا' اللہ تعالیٰ اسے نہ شاکر لکھے گا' نہ صابر۔ (ترمذی)

۸۱۰۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُهٗ وَاِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا مؤمن کا قید خانہ اور اس کی قحط سالی ہے' جب وہ دنیا سے جدا ہوا تو گویا وہ قید خانے اور قحط سے نکل گیا۔ (بغوی' شرح السنہ)

دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ کیسے ہے؟

اس حدیث میں دنیا کو مؤمن کے لیے قید خانہ قرار دیا گیا' جب کہ بسا اوقات مشاہدہ اس کے خلاف ہوتا ہے کہ مؤمن خوش حال اور دولت مند ہوتا ہے اور کافر تنگ دست و محتاج ہوتا ہے۔ آرام و سکون اور خوش حالی کی زندگی گزارنے والے مؤمن کے لیے دنیا کو قید خانہ کیسے قرار دیا جائے گا؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

حافظ ابوالقاسم وراق رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر سوال کیا جائے کہ حدیث کا معنی کیا ہے حالانکہ بسا اوقات ہم مؤمن کو خوش حال اور کافر کو تنگ دستی کی حالت میں دیکھتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ اس کے دو جواب ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے آخرت میں کافر کے لیے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس کے مقابلہ میں دنیا اس کے لیے جنت کی مانند ہے اور مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جو انعامات تیار کر رکھے ہیں' ان کے مقابلہ میں دنیا اس کے لیے قید خانہ کی حیثیت ہے' لہٰذا کافر دنیا میں ٹھہرنا پسند کرتا ہے اور دنیا سے جدائی کو پسند نہیں کرتا اور مؤمن دنیا سے نکلنا چاہتا ہے اور دنیاوی آفات سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے' جس طرح قیدی کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے رہا کر دیا جائے (۲) یہ کامل الایمان مؤمن کی شان ہے کہ اس نے خود کو دنیاوی لذات و خواہشات سے بالکل روک رکھا ہوتا ہے' لہٰذا دنیا اس کے لیے قید خانہ کی طرح تنگ ہے' اور کافر نے اپنے نفس کو آزاد اور بے لگام چھوڑا ہوتا ہے' اور دنیا میں وہ لذات و خواہشات کے حصول میں مگن رہتا ہے' لہٰذا دنیا کافر کے لیے جنت کی طرح کشادہ و وسیع ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۹۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۱۱۰ - وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اِثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ اٰدَمَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

دو چیزوں کو انسان ناپسند کرتا ہے، وہ موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ موت مؤمن کے لیے فتنہ و آزمائش سے بہتر ہے، وہ مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ قلتِ مال، حساب کو کم کرنے والی ہے (کہ جتنا مال کم ہوگا، اتنا ہی حساب کم ہوگا)۔

(مسند احمد)

٨١١١ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِيَ مِنَ اللّٰهِ بِالْيَسِيْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِالْقَلِيْلِ مِنَ الْعَمَلِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے تھوڑے رزق پر راضی ہوا، اللہ تعالیٰ اس سے تھوڑے عمل پر راضی ہو جائے گا۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٨١١٢ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ بِهٖ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ اِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں یمن کی طرف (قاضی بنا کر) روانہ فرمایا تو آپ نے فرمایا: آرام طلبی و عیش پسندی سے بچنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے آرام طلب اور عیش پسند نہیں ہوتے۔ (مسند احمد)

٨١١٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ اِمَّا اِزَارٌ اِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهٗ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ستر اصحابِ صفہ کو دیکھا، ان میں سے کسی آدمی پر چادر نہیں تھی، محض تہبند تھا یا کمبل، جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے تھے، ان میں سے بعض نصف پنڈلیوں تک پہنچتے اور بعض ٹخنوں تک پہنچتے تھے اور وہ انہیں اپنے ہاتھوں سے اکٹھا کر لیتے تھے کہ کہیں شرم گاہیں نہ کھل جائیں۔ (بخاری)

٨١١٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت نے کبھی دو دن لگاتار سیر ہو کر جو کی روٹی نہیں کھائی حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

٨١١٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی پیٹ بھر کر کھجوریں نہیں کھائیں حتیٰ کہ ہم نے خیبر فتح کر لیا۔ (بخاری)

٨١١٦ - وَعَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مُّصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سعید مقبری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک قوم کے قریب سے گزرے، ان کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی، انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی، آپ نے کھانے سے انکار کر دیا، اور فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے حالانکہ آپ نے سیر ہو کر جو کی روٹی نہیں کھائی تھی۔ (بخاری)

٨١١٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ مَشٰى اِلَى النَّبِيِّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَّهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ وَّاَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِّاَهْلِهٖ وَلَقَدْ سَمِعْتُهٗ يَقُولُ مَا اَمْسٰى عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ وَّلَا صَاعُ حَبٍّ وَاِنَّ عِنْدَهٗ لَتِسْعُ نِسْوَةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

میں جو کی روٹی اور پگھلی ہوئی چربی لے کر حاضر ہوا' نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں یہودی کے پاس اپنی زرہ مبارک گروی رکھی اور اپنے اہل خانہ کے لیے اس سے جو لیے اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے اس حال میں شام گزاری ہے کہ ان کے پاس نہ ایک صاع گندم ہے' نہ ایک صاع دانہ' حالانکہ اس وقت آپ کے نکاح میں نو' ازواجِ مطہرات تھیں۔ (بخاری)

٨١١٨ - وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ اَحَدٌ وَّلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُؤْذٰى اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَّيَوْمٍ وَّمَالِيْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَّاْكُلُهٗ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا شَيْءٌ يُّوَارِيْهِ اِبْطُ بِلَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ حِيْنَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَارِبًا مِّنْ مَّكَّةَ وَمَعَهٗ بِلَالٌ اِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِّنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُ تَحْتَ اِبْطِهٖ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ کی راہ میں ڈرایا گیا ہے کسی کو میری مثل نہیں ڈرایا گیا اور مجھے اللہ کی راہ میں تکلیف دی گئی ہے' کسی کو میری مثل تکلیف نہیں دی گئی' اور مجھ پر تیس رات' دن ایسے گزرے ہیں کہ میرے لیے اور بلال کے لیے کھانے کی ایسی کوئی چیز نہیں تھی جسے کوئی جگر والا (جاندار) کھا سکے' صرف اتنی چیز ہوتی تھی جو بلال کی بغل کے نیچے چھپ جاتی تھی۔ ترمذی نے اسے روایت کیا اور فرمایا کہ اس حدیث پاک کا معنی یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر نکلے اور آپ کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے' تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس محض اتنا کھانا تھا' جو ان کی بغل کے نیچے چھپ جاتا تھا۔

٨١١٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهٗ مِنَ الدُّنْيَا ثَلَاثَةٌ الطَّعَامُ وَالنِّسَاءُ وَالطِّيْبُ فَاَصَابَ اثْنَيْنِ وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدًا اَصَابَ النِّسَاءَ وَالطِّيْبَ وَلَمْ يُصِبِ الطَّعَامَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تین چیزیں پسند فرماتے تھے: طعام' بیویاں اور خوشبو آپ نے ان میں سے دو چیزیں حاصل کرلیں اور ایک چیز حاصل نہیں کی' عورتیں اور خوشبو آپ کو حاصل ہوگئیں' اور کھانا حاصل نہیں ہوا۔ (مسند احمد)

٨١٢٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِّبَ اِلَيَّ الطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ بَعْدَ قَوْلِهٖ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بیویوں اور خوشبو کی محبت عطا کی گئی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ (مسند احمد' نسائی اور ابن جوزی نے ''حبب اِلَيَّ'' کے بعد ''من الدنیا'' کا اضافہ کیا ہے)

٨١٢١ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے' آپ کے اور چٹائی کے درمیان کوئی بستر نہیں تھا' آپ کے پہلو مبارک میں چٹائی کے نقش بنے ہوئے تھے' آپ نے چمڑے کے تکیے سے ٹیک لگائی ہوئی تھی' جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی' میں نے عرض کیا: یارسول

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَقَالَ أَوَ فِيْ هٰذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰئِكَ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.

اللہ! اللہ سے دعا کریں' اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر وسعت فرمائے۔ فارس و روم والوں پر اللہ نے وسعت فرمائی ہے' حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے' آپ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تم ابھی تک انہی خیالات میں مبتلا ہو' ان لوگوں کو ان کی پسندیدہ چیزیں دنیا میں ہی دے دی گئی ہیں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت ہو۔ (بخاری و مسلم)

۸۱۲۲ - وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ قَالَ اِسْتَسْقٰى يَوْمًا عُمَرُ فَجِيْءَ بِمَاءٍ قَدْ شِيْبَ بِعَسَلٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَطَيِّبٌ لٰكِنِّيْ أَسْمَعُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ نَعٰى عَلٰى قَوْمٍ شَهَوَاتِهِمْ فَقَالَ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا. (الاحقاف:۲۰) فَأَخَافُ أَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا فَلَمْ يَشْرَبْهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پانی طلب فرمایا تو آپ کے پاس ایسا پانی لایا گیا' جس میں شہد ملایا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: یہ بہت عمدہ ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی ان کی شہوات کی بناء پر مذمت فرمائی ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم نے اپنی پسندیدہ چیزیں اپنی دنیاوی زندگی میں ختم کرلیں اور ان سے فائدہ حاصل کرلیا' (الاحقاف:۲۰) مجھے خوف ہے کہ ہماری نیکیاں ہمیں دنیا میں ہی نہ دے دی جائیں اور آپ نے وہ پانی نوش نہیں فرمایا۔ (رزین)

۸۱۲۳ - وَعَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِهِ عَنْ حَجَرَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بھوک کی شکایت کرتے ہوئے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹا کر ایک ایک پتھر دکھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا ہٹا کر دو پتھر دکھائے۔ (ترمذی)

پیٹ پر پتھر باندھنے کی حکمت

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پیٹ پر پتھر باندھنے کا ذکر ہے' اس میں حکمت کیا تھی؟ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

پیٹ پر پتھر باندھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے خالی انتڑیوں میں ہوا داخل نہیں ہوتی اور انتڑیوں کو مضبوطی سے باندھ لینا پشت کی تقویت کا باعث ہوتا ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ پیٹ پر پتھر اس لیے باندھا جاتا ہے تاکہ پیٹ ڈھیلا نہ ہو اور انتڑیاں نیچے نہ آجائیں اور حرکت کرنا دشوار نہ ہو جائے اور جب پیٹ پر پتھر باندھ لیا جاتا تو پیٹ اور پشت مضبوط ہو جاتے اور حرکت آسان ہو جاتی' اور جب بھوک زیادہ ہوتی تو دو پتھر باندھے جاتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو پتھر باندھے تھے' جس سے پتا چلتا ہے کہ آپ کو بھوک زیادہ تھی اور آپ زیادہ مشقت میں تھے' اس بناء پر آپ نے دو پتھر باندھے۔ صاحبِ مظہر نے کہا کہ پتھر باندھنا مشقت کا کام کرنے والوں کی عادت تھی۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اہل عرب یا اہل مدینہ کی عادت تھی اور صاحب ازھار نے کہا کہ پیٹ پر پتھر باندھنے کے بارے میں چند اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے پتھر تھے' وہ بھوک کی حالت میں راحت بخش تھے' اگر کوئی بھوکا ہوتا تو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا' اللہ تعالیٰ اس میں ٹھنڈک پیدا فرما دیتا' جس سے بھوک اور حرارت کو آرام مل جاتا۔ بعض نے کہا کہ جسے صبر کا حکم دیا جائے' اسے کہا جاتا ہے: اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لے' گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کا حکم دیا اور آپ نے اپنے قال اور حال

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سے امت کو صبر کی تعلیم دی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٢٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ اَصَابَهُمْ جُوْعٌ فَاَعْطَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَمْرَةً تَمْرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں بھوک لگی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک ایک کھجور عطا فرمائی۔ (ترمذی)

٨١٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاعَ اَوْ اِحْتَاجَ فَكَتَمَهُ النَّاسَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّرْزُقَهُ رِزْقَ سَنَةٍ مِّنْ حَلَالٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو بھوک لگی یا وہ حاجت مند ہوا اور اس نے اپنی حالت لوگوں سے پوشیدہ رکھی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے سال بھر کی حلال روزی عطا فرمائے۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

٨١٢٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُغْبِطَنَّ فَاجِرًا بِنِعْمَةٍ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا هُوَ لَاقٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ اِنَّ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ قَاتِلًا لَا يَمُوْتُ يَعْنِی النَّارَ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دولت ونعمت کی وجہ سے کسی فاسق وفاجر شخص پر رشک نہ کرو' کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ موت کے بعد وہ کس چیز کا سامنا کرے گا' یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس اس شخص کے لیے ایک ہلاک کر دینے والی چیز ہے' جو فنا نہیں ہوگی یعنی آگ۔ (شرح السنہ)

بَابُ الْاَمَلِ وَالْحِرْصِ

اُمید اور حرص کا بیان

''امل'' اور حرص کی تحقیق

جوھری نے کہا ہے کہ ''امل'' امید کو کہتے ہیں' اور امام راغب نے کہا کہ حرص' ارادہ میں خواہش کی زیادتی کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدَاهُمْ'' (النمل:۳۷) ''اگر تم ان کی ہدایت کے ارادہ میں زیادتی کرو''۔

اور قاموس میں ہے کہ بدترین حرص یہ ہے کہ تم اپنا حصہ لے لو اور دوسرے کے حصہ میں اُمید رکھو اور یہاں ''امل'' سے مراد دنیاوی معاملہ میں لمبی امید رکھنا اور موت اور سامانِ آخرت کی تیاری سے غافل ہونا ہے' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ'' (الحجر:۳) ''انہیں چھوڑ دو کہ یہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور امید انہیں غافل کیے رکھے''۔

البتہ علم وعمل کی تحصیل میں لمبی امید رکھنا بالاتفاق قابلِ تعریف ہے' جس طرح کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: اس کے لیے خوش خبری ہے جس کی عمر لمبی ہوئی' اور فرمایا: اگر آئندہ سال تک زندگی رہی تو میں نو تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ اسی طرح دنیاوی مال ومرتبہ کے حصول میں حرص رکھنا مذموم ہے' لیکن علوم کی تحصیل اور اعمال کی زیادتی کی حرص رکھنا' بالاتفاق پسندیدہ ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۰ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٢٧ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِی الْوَسَطِ خَارِجًا مِّنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلٰى هٰذَا الَّذِیْ فِی الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِیْ فِی الْوَسَطِ فَقَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ مُحِيْطٌ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِیْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهٗ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مربع شکل بنائی' جس کا چار خطوں نے احاطہ کیا ہوا تھا اور درمیان میں ایک خط کھینچا' جس کا ایک حصہ اس شکل سے باہر نکلا ہوا تھا' اور درمیان والے خط کی جو جانب وسط میں تھی' اس جانب سے درمیانی خط کی طرف چند چھوٹے چھوٹے خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ (درمیانی خط) انسان ہے اور یہ (شکل مربع کا محیط) انسان کی موت ہے' جس نے اس کو گھیرا ہوا ہے اور باہر کی جانب نکلا ہوا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا وَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

خط انسان کی اُمید ہے اور یہ چند چھوٹے چھوٹے خطوط آفات وحوادثات ہیں‘ اگر یہ آفت گزر گئی تو یہ ڈس لے گی اور اگر یہ گزر گئی تو یہ ڈس لے گی۔ (بخاری)

مثال کے ذریعہ موت اور امید کی وضاحت

نبی کریم ﷺ نے تعلیم کا بہترین طریقہ اختیار فرمایا‘ تمثیل اور اشارے کے ذریعے مسئلہ واضح ہو جاتا ہے اور آسانی سے سمجھ آ جاتا ہے۔ آپ نے بھی انسان کی موت اور لمبی امیدوں اور آفات وحوادثات کو خطوط کے ساتھ تشبیہ دے کر واضح فرمایا‘ آپ نے ایک مربع شکل بنائی جس کا چار خطوط نے احاطہ کیا ہوا تھا اور اس کے درمیان میں ایک لمبا خط کھینچا‘ جس کا کچھ حصہ مربع کے اندر اور کچھ حصہ باہر نکلا ہوا تھا‘ خط کا جو حصہ مربع کے اندر تھا‘ اس کے دائیں بائیں چند چھوٹے چھوٹے خطوط بنائے‘ آپ نے خط محیط کو انسان کی موت قرار دیا اور لمبے خط کے اندر والے حصہ کو انسان اور باہر والے حصہ کو انسان کی امید قرار دیا اور اطراف والے چھوٹے چھوٹے خطوط کو انسانی زندگی میں رونما ہونے والے حوادثات کے ساتھ تشبیہ دی‘ اس کی صورت یہ ہے:

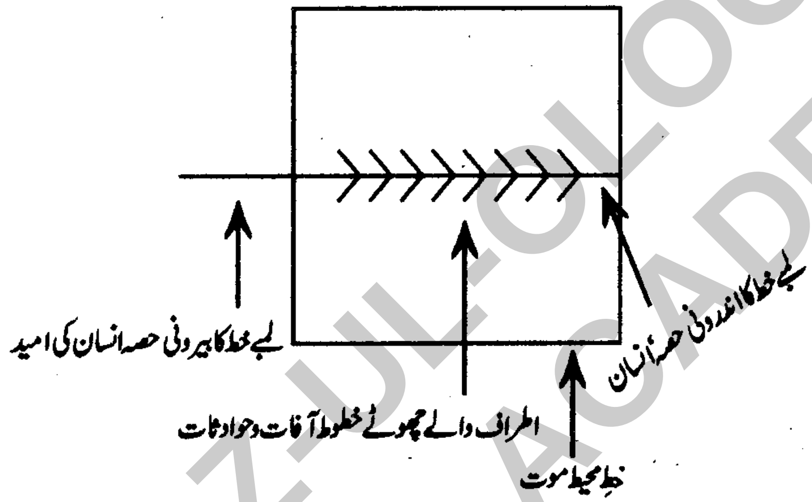

اور اس تمثیل کے ذریعہ آپ نے سمجھایا کہ انسانی زندگی حوادثات وآفات سے گھری ہوتی ہے‘ طبعی موت آنے سے پہلے پہلے وہ کسی حادثے کا شکار ہو جاتا ہے اور اگر ان آفات وحوادثات سے بچ کر گزر جائے تو بالآخر خطِ محیط کی طرح امیدوں سے پہلے پہلے وہ طبعی موت مر جاتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ انسان لمبی لمبی اُمیدوں میں الجھا رہتا ہے اور خیالی محلات تعمیر کرتا رہتا ہے‘ مگر اس سے پہلے پہلے موت اسے اچک لیتی ہے اور اس کی امیدیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں‘ اور عقل مند انسان وہی ہے جو لمبی امیدوں میں الجھنے کی بجائے موت کی تیاری میں رہے۔

۸۱۲۸ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْاَمَلُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چند خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ اُمید ہے اور یہ انسان کی موت ہے‘ انسان اسی حالت میں ہوتا ہے کہ اچانک قریب والا خط اس تک پہنچ جاتا ہے۔ (بخاری)

۸۱۲۹ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا ابْنُ اٰدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهٗ وَوَضَعَ يَدَهٗ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَ فَقَالَ وَثَمَّ اَمَلُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اور اپنا دستِ اقدس اپنی گدی مبارک پر رکھا‘ پھر ہاتھ کو پھیلایا اور فرمایا: وہاں اُمید ہے۔ (ترمذی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

٥١٣٠ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَرَزَ عُوْدًا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اٰخَرَ اِلٰی جَنْبِهٖ وَاٰخَرَ اَبْعَدَ مِنْهُ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا الْاَجَلُ اُرَاهُ قَالَ وَهٰذَا الْاَمَلُ فَیَتَعَاطَی الْاَمَلَ فَلَحِقَهُ الْاَجَلُ دُوْنَ الْاَمَلِ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے سامنے ایک لکڑی گاڑی اور اس کے پہلو میں دوسری لکڑی گاڑی اور ایک اور لکڑی اس سے بہت دور گاڑی اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ موت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: اور یہ اُمید ہے' انسان اُمید میں لگا رہتا ہے کہ اسے امید سے پہلے موت آ جاتی ہے۔ (بغوی' شرح السنہ)

٥١٣١ - وَعَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ قَالَ لَیْسَ الزُّهْدُ فِی الدُّنْیَا بِلُبْسِ الْغَلِیْظِ وَالْخَشِنِ وَاَکْلِ الْجَشِبِ اِنَّمَا الزُّهْدُ فِی الدُّنْیَا قِصَرُ الْاَمَلِ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں زہد سخت اور کھردرے کپڑے پہن لینے اور بے مزہ کھانا کھانے کا نام نہیں' دنیا میں زہد تو مختصر اُمید کا نام ہے۔ (بغوی' شرح السنہ)

٥١٣٢ - وَعَنْ زَیْدِ بْنِ الْحُسَیْنِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِکًا وَسُئِلَ اَیُّ شَیْءٍ الزُّهْدُ فِی الدُّنْیَا قَالَ طِیْبُ الْکَسْبِ وَقِصَرُ الْاَمَلِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت زید بن حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' ان سے سوال کیا گیا کہ دنیا میں زہد کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا: پاکیزہ کمائی اور مختصر امید کا نام زہد ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

زہد کی حقیقت

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زہد پاکیزہ کمائی اور مختصر امید کا نام ہے۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اگر یہ سوال ہو کہ پاکیزہ کمائی کا زہد سے کیا تعلق ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے ان حضرات کا رد مقصود ہے' جن کا گمان ہے کہ زہد کی حقیقت بس یہ ہے کہ دنیا ترک کر دی جائے' کھردرے کپڑے پہن لیے جائیں اور بے مزہ کھانے کھائے جائیں جب کہ صورتِ حال یہ ہے کہ زہد کی حقیقت یہ نہیں بلکہ زہد کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی حلال کھائے' حلال پہنے اور اتنی روزی پر قناعت کرے جو کافی ہو' اُمیدیں مختصر رکھے' جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے: دنیا میں زہد حلال کو حرام کر دینے اور مال کو ضائع کر دینے کا نام نہیں' بلکہ زہد یہ ہے کہ تو اپنے پاس موجود مال کی بہ نسبت لوگوں کے مال پر زیادہ اعتماد نہ کرتا ہو۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نے تصوف میں کوئی کتاب نہیں لکھی؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نے تصوف میں کتاب لکھی ہے' اس نے پوچھا: کون سی کتاب؟ آپ نے فرمایا: کتاب البیع کیونکہ جسے بیع (خرید و فروخت) کی صحت اور فساد کا علم نہ ہوا' وہ حرام کھاتا رہے گا اور جو حرام کھاتا رہا' اس کی حالت کبھی درست نہیں ہو سکتی۔

٥١٣٣ - وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْیَقِیْنُ وَالزُّهْدُ وَاَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد ماجد سے' وہ ان کے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس امت کی پہلی نیکی یقین اور زہد ہے اور اس امت کا پہلا فساد بخل اور اُمید ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

٤١٣٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيْرِ شَابًّا فِيْ اِثْنَيْنِ فِيْ حُبِّ الدُّنْيَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے' دنیا کی محبت اور لمبی اُمید میں۔ (بخاری ومسلم)

٤١٣٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اِثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی دو خصلتیں جوان ہو جاتی ہیں' مال کی حرص اور زندگی کی حرص۔ (بخاری ومسلم)

٤١٣٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر انسان کے پاس مال سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی خواہش کرتا ہے اور انسان کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

ف: اس حدیث میں ہے کہ انسان کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ انسان موت تک حرص میں مبتلا رہتا ہے اور قبر کی مٹی ہی اس کا پیٹ بھرتی ہے' اور اس حدیث میں اولادِ آدم کا غالب حکم بیان فرمایا گیا (یعنی عموماً انسان کی یہی کیفیت ہوتی ہے)۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہو کہ مال کی محبت اور مال کے حصول کی کوشش میں لگا رہنا' تمام بنی آدم کی طبیعت میں داخل ہے' اور طبعی طور پر انسان مال سے سیر نہیں ہوتا' البتہ اللہ تعالیٰ کی توفیق جس کے شاملِ حال ہو' اللہ تعالیٰ اسے محفوظ فرمالیتا ہے اور آپ کا یہ فرمان ہے کہ جو توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے' اس میں اشارہ ہے کہ مذکورہ خصلت مذموم ہے اور گناہ کے قائم مقام ہے اور اللہ کی توفیق سے اسکا ازالہ ہو سکتا ہے اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ بنی آدم کا ذکر کر کے اشارہ کر دیا کہ انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اور مٹی کی طبیعت میں تنگی اور خشکی ہوتی ہے' اور اللہ کی توفیق سے مٹی کی یہ صفت زائل ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے اور زمین کی تنگی اور خشکی و سختی دور ہو جاتی ہے' اور اسی زمین میں پھل وغیرہ پیدا ہوتے ہیں' اسی طرح انسان کی طبیعت میں بھی حرص اور مال کی محبت ہے لیکن اللہ کی توفیق جس کے شامل حال ہو' اس کی یہ فطرت زائل ہو جاتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٤١٣٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعِدَّ نَفْسَكَ فِيْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پکڑ کر فرمایا: تم دنیا میں مسافر یا راہ گیر کی طرح رہو اور خود کو اہل قبور سے شمار کرو۔ (بخاری)

٤١٣٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاُمِّيْ نُطَيِّنُ شَيْئًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَبْدَ اللّٰهِ قُلْتُ شَيْءٌ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے قریب سے گزرے جب کہ میں اور میری والدہ ماجدہ دیوار وغیرہ کو مٹی سے لیپ رہے تھے' آپ نے فرمایا: اے عبد اللہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نُصْلِحُهٗ قَالَ الْاَمْرُ اَسْرَعُ مِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

اسے درست کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا: آخرت والا معاملہ تو اس سے زیادہ جلدی آ رہا ہے۔ (مسند احمد' ترمذی)

٨١٣٩ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهْرِيقُ الْمَاءَ فَيَتَيَمَّمُ بِالتُّرَابِ فَاَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ مِنْكَ قَرِيْبٌ يَقُوْلُ مَا يُدْرِيْنِيْ لَعَلِّيْ لَا اَبْلُغُهٗ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بول مبارک فرماتے اور (وضو سے پہلے) مٹی کے ساتھ تیمم فرماتے تو میں عرض کرتا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پانی آپ سے قریب ہی ہے' آپ فرماتے: میں از خود نہیں جانتا' ہوسکتا ہے میں اس تک نہ پہنچ سکوں۔

(بغوی' شرح السنہ' ابن الجوزی' الوفاء)

٨١٤٠ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرُ اُمَّتِيْ مِنْ سِتِّيْنَ سَنَةً اِلٰى سَبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ فِيْ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی عمر ساٹھ سال سے لے کر ستر سال تک ہے اور بہت کم لوگ اس سے آگے بڑھتے ہیں۔ (ترمذی)

٨١٤١ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْمَارُ اُمَّتِيْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہیں اور ان میں سے بہت کم لوگ اس سے آگے بڑھتے ہیں۔ (ترمذی وابن ماجہ)

٨١٤٢ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰى امْرِءٍ وَّاَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰى بَلَّغَهٗ سِتِّيْنَ سَنَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کے لیے عذر کی گنجائش باقی نہیں رکھتا' جس کی موت کو مؤخر کردے' حتیٰ کہ وہ ساٹھ سال کی عمر تک پہنچ جائے۔ (بخاری)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْمَالِ وَالْعُمْرِ لِلطَّاعَةِ

طاعت کے لیے مال اور عمر کو پسند کرنا

٨١٤٣ ـ عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ متقی' غنی اور لوگوں سے پوشیدہ رہنے والے (گوشہ نشین) بندے سے محبت فرماتا ہے۔

ف: تقی سے مراد وہ شخص ہے جو ممنوعہ کاموں سے پرہیز کرے یا اس سے مراد وہ شخص ہے' جو اپنا مال لہو ولعب میں خرچ نہ کرے اور ایک قول یہ ہے کہ متقی وہ ہے جو محرمات اور مشتبہات سے بچے اور مباح کاموں میں بھی احتیاط کرے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

غنی سے مراد وہ ہے جو دل کا غنی ہو اور یہی پسندیدہ غنا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: لیکن غناء دل کی غنا ہے' اور قاضی نے اشارہ کیا ہے کہ غنی سے مال دار مراد ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم جز ۱۸ ص ۳۰۱' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

خفی سے مراد مخلوق سے علیحدہ ہو کر عبادت میں مشغول ہونے والا ہے اور ایک روایت میں ھی ہے' جس کا معنی مخلوق پر مہربان اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نیکی کرنے والا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۲۷، مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨١٤٤ - وَعَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثَلَاثٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ فَاَمَّا الَّذِیْ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ فَاِنَّهٗ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ وَاَمَّا الَّذِیْ اُحَدِّثُكُمْ فَاحْفَظُوْهُ فَقَالَ اِنَّمَا الدُّنْيَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِیْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَيَصِلُ رَحِمَهٗ وَيَعْمَلُ لِلّٰهِ فِيْهِ بِحَقِّهٖ فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَاَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِیْ مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِیْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَلَا يَعْمَلُ فِيْهِ بِحَقٍّ فَهٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهٗ وَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین خصلتوں کے (حق ہونے کے) متعلق میں قسم اٹھاتا ہوں اور میں تمہیں ایک قابل حفظ بات بتاتا ہوں، جن باتوں کے (حق ہونے کے) متعلق میں قسم اٹھاتا ہوں، وہ یہ ہیں: (۱) صدقہ سے کسی شخص کا مال کم نہیں ہوتا (۲) جس شخص پر کوئی ظلم ہوا اور وہ اس پر صبر کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا (۳) جس شخص نے بھی سوال کا دروازہ کھول دیا (بھیک مانگنے لگا)، اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دے گا، اور جو قابل حفظ بات میں تمہیں بتا رہا ہوں، وہ یہ ہے کہ دنیا محض چار اشخاص کے لیے ہے: (۱) وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا ہے اور وہ اس مال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اس علم پر اس کے تقاضوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عمل کرتا ہے تو یہ افضل ترین مرتبہ ہے (۲) وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے اور مال نہیں دیا اور اس کی نیت خالص ہے اور وہ تمنا کرتا ہے کہ کاش! میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص جیسا عمل کرتا تو ان دونوں کا اجر و ثواب برابر ہے (۳) وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور علم عطا نہیں فرمایا اور وہ اپنے مال میں علم کے بغیر بلا سوچے سمجھے تصرف کرتا ہے اور اس مال کے سلسلہ میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس میں حق کے ساتھ عمل کرتا ہے تو یہ بدترین مرتبہ ہے (۴) وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ مال عطا فرمایا، نہ علم دیا اور وہ تمنا کرتا ہے کہ کاش! میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص جیسا عمل کرتا تو یہ اس کی نیت ہے اور دونوں کا گناہ برابر ہے۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے)

کیا دلی ارادہ پر مواخذہ ہوگا؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کی نیت پر بھی مواخذہ ہوگا، جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ دل میں پیدا ہونے والے وسوسہ پر عمل نہ کیا جائے، تو یہ معاف ہے۔ بہ ظاہر ان میں تعارض ہے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ابن ملک نے کہا کہ جس حدیث میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دلوں میں آنے والے وہ وسوسے معاف فرما دیئے ہیں جن پر عمل نہ کیا جائے۔ وہ اس مذکور حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ معاف دلی خیال ہے، عمل نہیں اور حدیث میں قول لسانی کا ذکر ہے اور قول لسانی عمل ہے، لیکن علمائے محققین کے نزدیک معتبر قول یہ ہے کہ دل میں آنے والا خیال جب تک پختہ نہ ہو اور اس کے کرنے کا پختہ ارادہ نہ کرے اس وقت تک مواخذہ نہیں ہوگا، لیکن اگر وہ خیال دل میں پختہ ہوگیا اور اس کے کرنے کا عزم مصمم کرلیا تو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

گناہ لکھا جائے گا خواہ وہ عمل نہ کرے اور اس کے متعلق کلام نہ کرے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۸۰ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٤٥ - وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّا فِي مَجْلِسٍ فَطَلَعَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى رَاْسِهِ اَثَرُ مَاءٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرَاكَ طِيْبَ النَّفْسِ قَالَ اَجَلْ قَالَ ثُمَّ خَاضَ الْقَوْمُ فِيْ ذِكْرِ الْغِنٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَاْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقٰى خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰى وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيْمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے سر انور پر پانی کا اثر تھا' ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ کو ہشاش بشاش دیکھ رہے ہیں' آپ نے فرمایا: ہاں! پھر لوگ مال داری کا ذکر کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ عزوجل سے ڈرے' اس کے لیے مال داری میں کوئی حرج نہیں اور متقی کے لیے صحت' مال داری سے بہتر ہے اور خوش دلی نعمت ہے۔ (مسند احمد)

٨١٤٦ - وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيْمَا مَضٰى يُكْرَهُ فَاَمَّا الْيَوْمُ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْلَا هٰذِهِ الدَّنَانِيْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هٰؤُلَاءِ الْمُلُوْكُ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِيْ يَدِهٖ مِنْ هٰذِهٖ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَاِنَّهٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ كَانَ اَوَّلَ مَنْ يَّبْذُلُ دِيْنَهٗ وَقَالَ الْحَلَالُ لَا يَحْتَمِلُ السَّرَفَ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گزشتہ دور میں مال ناپسندیدہ تھا لیکن آج کے دور میں مال مؤمن کی ڈھال ہے' اور فرمایا: اگر یہ دینار نہ ہوتے تو یہ حکام ہمیں رومال کی طرح بنا لیتے' اور فرمایا: جس کے ہاتھ میں کچھ مال ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی درستگی کرے کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ جو محتاج ہوتا ہے' وہ سب سے پہلے اپنا دین خرچ کرتا ہے' اور فرمایا: حلال مال فضول خرچی کا متحمل نہیں ہوتا۔ (بغوی' شرح السنہ)

٨١٤٧ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ فَاَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا انسان بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں' عرض کیا: کون سا انسان بدترین ہے؟ فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برے ہوں۔ (مسند احمد' ترمذی' داری)

٨١٤٨ - وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ اَحَدُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتَ الْاٰخَرُ بَعْدَهٗ بِجُمُعَةٍ اَوْ نَحْوِهَا فَصَلَّوْا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُلْتُمْ قَالُوْا دَعَوْنَا اللّٰهَ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَيَرْحَمَهٗ وَيُلْحِقَهٗ بِصَاحِبِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ صَلٰوتُهٗ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ وَعَمَلُهٗ بَعْدَ عَمَلِهٖ اَوْ قَالَ صِيَامُهٗ بَعْدَ صِيَامِهٖ لَمَا بَيْنَهُمَا

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو شخصوں کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا' ان میں سے ایک راہِ خدا میں شہید ہو گیا' پھر اس کے تقریباً ایک ہفتہ بعد دوسرا شخص فوت ہو گیا اور لوگوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کو اس کے ساتھی کے ساتھ ملا دے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس شہید کی نماز کے بعد اس کی نماز کہاں گئی اور اس کے عمل کے بعد اس کا عمل کہاں گیا؟ یا آپ نے فرمایا کہ اس کے روزوں کے بعد اس کے روزے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ .

کہاں گئے؟ یقیناً دونوں بھائیوں کے (مقام ومرتبہ کے) درمیان زمین وآسمان کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ فرق ہے۔ (ابوداؤد' نسائی)

حدیث مذکور پر اشکال کا جواب

اس حدیث پر اشکال ہے کہ بعد میں جمعہ کو فوت ہونے والے غیر شہید کے عمل کو شہید کے عمل پر ترجیح کیسے دی گئی' حالانکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور مقامِ شہادت پر فائز ہونا بڑی فضیلت کا عمل ہے' بالخصوص دعوتِ اسلام کے ابتدائی دور میں جب اسلام کے اعوان ومددگار قلیل تھے' اس وقت کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لیے جان کا نذرانہ پیش کرنا ایک عظیم عمل تھا۔ اس پر دوسرے عمل کو کیسے فضیلت دی گئی' اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ دوسرا آدمی بھی جہاد کی تیاری کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلا ہوا تھا' لہٰذا اس کی نیت کے مطابق اسے ثواب دیا گیا' لیکن یہ صرف ایک احتمال ہے' حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نورِ نبوت سے پہچان لیا تھا کہ اس آدمی کا شہادت کے بغیر والا عمل اس کے اخلاص کی بناء پر' شہادت والے کے عمل کے برابر تھا اور بعد میں اسے زائد اعمال کرنے کا موقع ملا' لہٰذا اسے ترجیح دی گئی اور مطلقاً ہر شہید غیر شہید سے افضل نہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میدانِ جہاد میں شہید نہیں ہوئے لیکن اس کے باوجود شہادت سے سرفراز ہونے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل ہیں۔

٨١٤٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ اِنَّ نَفَرًا مِّنْ بَنِيْ عَذْرَةَ ثَلَاثَةً اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّكْفِيْنِيْهِمْ قَالَ طَلْحَةُ اَنَا فَكَانُوْا عِنْدَهٗ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ اَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ الْاٰخَرُ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ قَالَ طَلْحَةُ فَرَاَيْتُ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ فِي الْجَنَّةِ وَرَاَيْتُ الْمَيِّتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ اَمَامَهُمْ وَالَّذِي اسْتُشْهِدَ اٰخِرًا يَّلِيْهِ فَدَخَلَنِيْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَقَالَ وَمَا اَنْكَرْتَ مِنْ ذٰلِكَ لَيْسَ اَحَدٌ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ مُّؤْمِنٍ يُّعَمَّرُ فِي الْاِسْلَامِ لِتَسْبِيْحِهٖ وَتَكْبِيْرِهٖ وَتَهْلِيْلِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنوعذرہ کے تین افراد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کی ذمہ داری کون شخص اٹھائے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں حاضر ہوں' تو وہ تینوں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا' ان میں سے ایک شخص اس لشکر کے ساتھ گیا اور شہید ہو گیا' پھر آپ نے دوسرا لشکر روانہ فرمایا تو دوسرا آدمی اس لشکر کے ساتھ گیا اور شہید ہو گیا' پھر تیسرا شخص اپنے بستر پر ہی فوت ہو گیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان تینوں کو جنت میں دیکھا اور اپنے بستر پر فوت ہونے والے کو ان کے آگے دیکھا' پھر آخر میں شہید ہونے والے کو اس کے قریب دیکھا' پھر سب سے پہلے شخص کو اس دوسرے کے قریب دیکھا' تو میرے دل میں تعجب پیدا ہوا' اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اس میں کون سی تعجب والی بات ہے' جس شخص کو اسلام کی حالت میں تسبیح وتکبیر وتہلیل کے لیے عمر عطا کی جائے' اللہ کے نزدیک اس مؤمن سے کوئی شخص افضل نہیں ہے۔ (مسند احمد)

٨١٥٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ اَبْنَاءُ السِّتِّيْنَ وَهُوَ الْعُمُرُ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن آواز دی جائے گی' ساٹھ سالہ زندگی والے کہاں ہیں؟ اور یہ وہ عمر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر لیتا اور ڈر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تَذَكَّرَ وَجَاءَ كُمُ النَّذِيْرُ﴾ (فاطر:٣٧) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا (فاطر:۳۷)۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٨١٥١ ـ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عقل مند وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع بنالیا اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کیا اور عاجز وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کی خواہشات کی اتباع کی اور اللہ تعالیٰ سے (مغفرت ورحمت کی) تمنا رکھی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٨١٥٢ ـ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهُ فَقِيْلَ وَكَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جس بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' اسے کام میں لگا دیتا ہے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اسے اللہ تعالیٰ کام میں کیسے لگا دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے موت سے پہلے نیک عمل کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ (ترمذی)

٨١٥٣ ـ وَعَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا لَوْخَرَّ عَلٰى وَجْهِهٖ مِنْ يَوْمِ وُلِدَ إِلٰى أَنْ يَمُوْتَ هَرَمًا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ لَحَقَّرَهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَوَدَّ أَنَّهُ رُدَّ إِلَى الدُّنْيَا كَيْمَا يَزْدَادُ مِنَ الْأَجْرِ وَالثَّوَابِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر بندہ اپنی ولادت کے دن سے ہی چہرے کے بل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گر پڑے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں بوڑھا ہو کر فوت ہو جائے' تو وہ قیامت کے دن اس عمل کو حقیر سمجھے گا اور خواہش کرے گا کہ کاش! اسے دنیا کی طرف واپس بھیج دیا جائے تاکہ وہ زیادہ اجر و ثواب حاصل کر سکے۔ (مسند احمد)

بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ

توکل اور صبر کا بیان

توکل اور صبر کی تحقیق

''وکل'' اور ''وکول'' کا لغوی معنی ہے: کام کو کسی کے سپرد کر دینا اور کام کو دوسرے پر چھوڑ دینا' اور توکل یہ ہے کہ اپنے عجز کا اظہار کرے اور غیر پر اعتماد کرے' اور شریعت میں توکل کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے کام کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دے اور اپنی تدبیر نفس ترک کر دے اور اپنی طاقت وقوت پر اعتماد نہ کرے اور توکل کا حقیقی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے رزق کی جو ضمانت اپنے ذمہ کرم پر لی ہے' اس پر مکمل اعتماد کرے اور اس کے لیے کمائی اور اسباب کو چھوڑنا شرط نہیں۔

بلکہ اسباب کی طرف نظر نہ کرے کیونکہ توکل دل کا کام ہے' جب اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر کامل اعتماد ہو گیا تو توکل حاصل ہو جائے گا۔ صبر کا لغوی معنی ہے: قید کرنا اور روکنا اور نفس کو کسی چیز سے باز رکھنا اور اصطلاح شرع میں صبر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم اور نفسانی خواہشات میں ٹکراؤ ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترجیح دے۔

شیخ نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجاہدہ کے ذریعہ اور نفس کو اس کی محبوب چیزوں سے روکنے پر ثابت قدمی اختیار کر کے نفسانی خواہشات سے باہر نکل آنا صبر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۴۳' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق:٣) ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ○﴾ (آل عمران:١٥٩) وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَاصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (النحل:١٢٧) ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ○﴾ (البقرہ:١٥٣).

(الطلاق:٣) بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں○ (آل عمران:١٥٩) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اے محبوب! تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ (النحل:١٢٧) بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے○ (البقرہ:١٥٣)

٨١٥٤ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو (زمانہ جاہلیت والے) جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور نہ بدفالی لیتے ہیں اور اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨١٥٥ - وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهٗ أَحَدٌ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَرَجَوْتُ أَنْ يَّكُوْنَ أُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ لِيْ انْظُرْ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: مجھ پر امتیں پیش کی گئیں تو نبی گزرنے لگے' کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ ایک آدمی ہوتا' اور کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ دو آدمی ہوتے' اور کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ ایک جماعت ہوتی' اور کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ کوئی آدمی نہ ہوتا' اور میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی' جو آسمان کے کناروں پر چھا گئی' میں نے امید کی کہ یہ میری امت ہوگی' تو کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امت ہے' پھر مجھے کہا گیا کہ ادھر دیکھو' میں نے بہت بڑی جماعت دیکھی جو آسمان کے کناروں پر چھا گئی' تو کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ان کے آگے ستر ہزار اور ہیں' جو جنت میں حساب کے بغیر داخل ہوں گے' اور یہ وہ لوگ ہیں جو بدفالی نہیں کرتے' اور نہ (زمانہ جاہلیت والے) جھاڑ پھونک کرتے ہیں' اور نہ داغ لگاتے ہیں اور اپنے رب پر ہی بھروسا رکھتے ہیں' تو حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے ان سے بنا دے' آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! عکاشہ کو ان سے بنا دے' پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں سے بنا دے' آپ نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گیا۔ (بخاری ومسلم)

احادیث میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ میری امت سے ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار افراد داخل ہوں گے۔ ان دونوں احادیث میں کوئی منافات نہیں کیونکہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ متبعین کا لحاظ کیے بغیر مستقل طور پر ستر ہزار افراد داخل ہوں گے اور دوسری حدیث میں متبعین کا لحاظ کیا گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ٧٤' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

علاج توکل کے خلاف نہیں

اس حدیث میں ہے کہ جو لوگ بدفالی نہیں کرتے اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں اور اپنے رب پر ہی بھروسا رکھتے ہیں' وہ جنت میں بلاحساب کتاب داخل ہوں گے۔ اس حدیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ علاج کروانا یا دم کروانا توکل کے خلاف ہے کیونکہ احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنا علاج کروایا' صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے علاج تجویز فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دم کیا اور نبی پاک ﷺ نے اس کی تائید فرمائی۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم (میدانِ جہاد میں) نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتیں' زخمیوں کو پانی پلاتیں اور ان کا علاج کرتیں اور شہداء کو مدینہ منورہ واپس لاتیں۔ (صحیح البخاری' کتاب الجہاد' رقم الحدیث: ۲۸۸۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ ہی روایت کرتے ہیں:

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زخموں کا کس چیز کے ساتھ علاج کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا: لوگوں میں اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لے کر آتے اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرۂ انور سے خون دھوتیں اور چٹائی لے کر جلائی گئی' پھر اسے نبی کریم ﷺ کے زخموں میں بھر دیا گیا۔ (صحیح البخاری' کتاب الجہاد' رقم الحدیث: ۳۰۳۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

جب احادیث سے خود نبی کریم ﷺ کا علاج کروانا ثابت ہے تو علاج کو خلافِ توکل کیسے قرار دیا جا سکتا ہے' لہٰذا جو علاج کروانے اور دم کروانے وغیرہ کو حقیقی سبب سمجھ بیٹھے اور اللہ کی ذات پر اعتماد نہ رکھے وہ قابلِ مذمت ہے لیکن اسباب مہیا کرنے اور علاج کروانے کے بعد اللہ ہی کی ذات سے شفاء کی امید رکھنا اور اسی کو کارسازِ حقیقی سمجھنا ہرگز توکل کے منافی نہیں۔

۸۱۵۶ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی اَهْلِهٖ فَلَمَّا رَاٰی مَا بِهِمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ اِلَی الْبَرِیَّةِ فَلَمَّا رَاَتْهُ امْرَاَتُهٗ قَامَتْ اِلَی الرَّحٰی فَوَضَعَتْهَا وَاِلَی التَّنُّوْرِ فَسَجَرَتْهُ ثُمَّ قَالَتْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فَنَظَرَتْ فَاِذَا الْجَفْنَةُ قَدِ امْتَلَاَتْ قَالَ وَذَهَبَتْ اِلَی التَّنُّوْرِ فَوَجَدَتْهُ مُمْتَلِئًا قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ اَصَبْتُمْ بَعْدِیْ شَیْئًا قَالَتْ امْرَاَتُهٗ نَعَمْ مِنْ رَّبِّنَا وَقَامَ اِلَی الرَّحٰی فَذُکِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ لَوْ لَمْ یَرْفَعْهَا لَمْ تَزَلْ تَدُوْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے گھر میں آیا اور گھر والوں کے فقر و محتاجی کو دیکھا تو جنگل کی طرف نکل گیا' اس کی بیوی نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو کھڑی ہو کر چکی کی طرف گئی' اور اسے رکھ دیا اور تنور کی طرف جا کر اسے روشن کر دیا' پھر دعا کی: اے اللہ! ہمیں رزق عطا فرما' اس عورت نے اچانک پیالے کو بھرا ہوا دیکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ تنور کی طرف گئی اور اسے روٹیوں سے بھرا ہوا پایا۔ راوی کہتے ہیں کہ خاوند واپس لوٹا تو اس نے کہا: تم نے میرے بعد کوئی چیز پائی ہے؟ اس کی بیوی نے کہا: ہاں! اپنے رب کی طرف سے (رزق پایا ہے)' وہ شخص کھڑا ہو کر چکی کی طرف گیا' (اور چکی کو اٹھا دیا)۔ نبی کریم ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر یہ چکی کو نہ اٹھاتا تو یہ قیامت کے دن تک گھومتی رہتی (اور آٹا نکالتی رہتی)۔

(مسند احمد)

۸۱۵۷ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ حَقَّ تَوَکُّلِهٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گا' جس طرح پرندے کو رزق عطا فرماتا ہے'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-ISLAMIA ACADEMY

يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

وہ صبح خالی پیٹ جاتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتا ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

کمائی ترک کر دینا توکل نہیں

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شیخ ابوحامد رحمہ اللہ نے کہا کہ بعض اوقات یہ گمان کر لیا جاتا ہے کہ توکل کا معنی ہے کہ جسمانی کمائی چھوڑ دی جائے اور دلی تدبیر ترک کر دی جائے اور آدمی اس طرح زمین پر پڑا رہے' جس طرح کپڑے کا چیتھڑا زمین پر پڑا ہوتا ہے یا جس طرح قصاب کے تختے پر گوشت کا ٹکڑا پڑا ہوتا ہے لیکن یہ جاہل لوگوں کا گمان ہے' جبکہ شریعت میں یہ حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے توکل کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے' لہٰذا توکل کا دین میں ایک مرتبہ و مقام ہے' تو ایک حرام کام کا ارتکاب کر کے دینی مرتبہ کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے اور امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ نے کہا کہ توکل کا مقام دل ہے' جب آدمی کو یہ یقین حاصل ہو جائے کہ رزق اللہ کی جانب سے ہی ہے اور کسی کام میں آسانی یا دشواری اللہ ہی کی طرف سے ہے تو پھر ظاہری حرکت توکل کے خلاف نہیں ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پرندہ صبح خالی پیٹ جاتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اجمالی طور پر کوشش کرنا اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے خلاف نہیں' اور اس حدیث میں تنبیہ ہے کہ کمائی رازق نہیں بلکہ رازق تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور حدیث میں کمائی سے منع نہیں فرمایا گیا کیونکہ توکل کا مقام تو دل ہے اور اعضاء کی حرکت دلی توکل کے خلاف نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۱۵۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَوْ اَنَّ عَبِيْدِيْ اَطَاعُوْنِيْ لَاَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَاَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمْ اُسْمِعْهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں رات کے وقت انہیں بارش سے سیراب کر دوں گا اور دن کے وقت ان پر سورج طلوع کروں گا اور انہیں کڑک کی آواز نہیں سناؤں گا۔ (مسند احمد)

۸۱۵۹ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰيَةً لَوْ اَخَذَ النَّاسُ بِهَا لَكَفَتْهُمْ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. (الطلاق: ۳) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مجھے ایک ایسی آیت کا علم ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو وہ انہیں کافی ہے' (وہ آیت یہ ہے:) اور جو اللہ سے ڈرے' اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی عطا کرے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہو گا (الطلاق: ۳)۔ (احمد' ابن ماجہ' داری)

۸۱۶۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں دو بھائی تھے' ایک بھائی' نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا اور دوسرا بھائی کوئی کام کرتا تھا' کام کرنے والے نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اپنے بھائی کی شکایت کی' آپ نے فرمایا: شاید اسی کی برکت سے تجھے رزق دیا جاتا ہو۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

٨١٦١ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُّقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُّقَرِّبُكُمْ اِلَى النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ وَاِنَّ الرُّوْحَ الْاَمِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ اِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا اَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ اِلَّا اِنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں نے تمہیں جنت سے قریب کرنے والی اور جہنم سے دور کرنے والی ہر چیز کا حکم دے دیا ہے' اور جہنم سے قریب کرنے والی اور جنت سے دُور کرنے والی ہر چیز سے تمہیں منع کر دیا ہے' اور بے شک روح الامین اور ایک روایت میں ہے کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کوئی جان ہرگز اس وقت تک فوت نہیں ہوگی' جب تک اپنا رزق مکمل حاصل نہ کر لے' خبردار! تم رزق کی تلاش میں میانہ روی اختیار کرو اور رزق میں تاخیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ رزق کی تلاش نہ کرنے لگو' کیونکہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے' وہ اس کی فرماں برداری سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (بغوی نے شرح السنہ اور بیہقی نے اسے شعب الایمان میں ذکر کیا' مگر "وان روح القدس" کے الفاظ ذکر نہیں کیے)

٨١٦٢ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهٗ اَجَلُهٗ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے' جس طرح اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔ (ابونعیم' حلیہ)

٨١٦٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَقْرَاَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ تعلیم دی: "انی انا الرزاق ذوالقوۃ المتین" بے شک میں بڑا رزق دینے والا' قوت والا' قدرت والا ہوں۔ (ابوداؤد' ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

٨١٦٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے (سوار) تھا' آپ نے فرمایا: اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرو' اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا' اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرو' تم اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے اور جب تم سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور جان لو کہ اگر تمام لوگ متفق ہو کر تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہیں تو وہ تمہیں صرف اسی چیز کا نفع پہنچا سکیں گے' جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر وہ سب مل کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ تمہیں صرف اسی چیز کا نقصان پہنچا سکیں گے' جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے' قلمیں اٹھا دی گئی ہیں اور دفتر خشک کر دیئے گئے ہیں۔ (مسند احمد' ترمذی نے یہ روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

كَمَا قَالَهُ النَّوَوِيُّ. جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے)

ف: حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو یعنی اس کے احکام پر عمل کرو اور منع کردہ چیزوں سے بچو' تو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا کہ دنیا میں تمہیں آفات و بلیات سے محفوظ رکھے گا اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رکھے گا کیونکہ جو اللہ کا ہو جائے' اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو یعنی اس کے ذکر و فکر میں مشغول رہو اور اس کا شکر بجالاتے رہو تو تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے اور مقام احسان و یقین پر فائز ہو کر اس کا مشاہدہ کرو گے کیونکہ مقامِ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اپنی نظروں سے اللہ کے ماسوا کو بالکل ہٹا دو۔ پہلا مقام' مقام مراقبہ ہے اور دوسرا مقام مقامِ مشاہدہ ہے اور جب تم سوال کرو تو اللہ سے ہی مانگو کیونکہ عطاؤں کے خزانے اسی کے پاس ہیں اور انعامات کی چابیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں اور (ذاتی طور پر عطا کرنے والا جانتے ہوئے اور حقیقی حاجت روا سمجھتے ہوئے) اس کے غیر سے سوال نہ کرو' کیونکہ اللہ کا غیر (اللہ کی عطا کے بغیر) دینے اور منع کرنے پر قادر نہیں اور (ذاتی طور پر) وہ نہ کسی سے تکلیف دور کر سکتے ہیں نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں' کیونکہ وہ تو اپنی ذات کے لیے (اللہ کی عطا کے بغیر) نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۹۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٦٥ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهُ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اس چیز پر راضی ہو جائے' جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فیصلہ فرما دیا ہے اور انسان کی بد بختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر کی طلب چھوڑ دے اور انسان کی بد بختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو فیصلہ فرما دیا ہے' اس پر راضی نہ ہو۔ (مسند احمد' ترمذی)

٨١٦٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَلْبَ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان کے دل کی ہر وادی میں ایک شاخ ہے' جس نے اپنے دل کو تمام شاخوں (یعنی خواہشات) کا تابع بنالیا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ اسے کس وادی میں ہلاک فرما دے اور جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا' اللہ تعالیٰ اس کی تمام حاجات کی کفایت فرمائے گا۔ (ابن ماجہ)

٨١٦٧ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَهُ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهِ صَلْتًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں شرکت کی' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس ہوئے تو یہ بھی آپ کے ساتھ واپس ہوئے' ایک بہت سے خاردار درختوں والی وادی میں انہیں دوپہر ہو گئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں پڑاؤ کیا اور لوگ درختوں کے سائے میں آرام کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ ہو گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ببول کے درخت کے نیچے تشریف لے گئے اور اپنی تلوار مبارک درخت پر لٹکا دی' ہم سو گئے' اچانک ہم نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں بلا رہے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ایک اعرابی حاضر تھا' آپ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ اس نے مجھ پر تلوار کھینچی' میں بیدار ہوا تو یہ ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی' اس نے مجھے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ! تین مرتبہ یہ کہا'

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

قَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقُلْتُ اَللّٰهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور آپ نے اسے کوئی سزا نہ دی اور وہ بیٹھ گیا۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرِ الْاِسْمَاعِيْلِيِّ فِيْ صَحِيْحِهٖ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ اللّٰهُ فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَّدِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيْفَ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقَالَ كُنْ خَيْرَ اٰخِذٍ فَقَالَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اُعَاهِدُكَ عَلٰى اَنْ لَّا اُقَاتِلَكَ وَلَا اَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ يُّقَاتِلُوْنَكَ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَاَتٰى اَصْحَابَهٗ فَقَالَ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ هٰكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَفِي الرِّيَاضِ لِلنَّوَوِيِّ.

ابو بکر اسماعیلی کی صحیح کی روایت میں ہے کہ اس نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ! تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور رسول اللہ ﷺ نے تلوار پکڑ لی اور فرمایا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے عرض کیا: آپ بہتر طریقے سے مواخذہ فرمائیں' آپ نے فرمایا: کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے عرض کیا: نہیں! البتہ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ آپ سے لڑائی نہیں کروں گا اور نہ ہی آپ کے ساتھ لڑائی کرنے والی قوم کے ساتھ شریک ہوں گا' آپ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا' وہ اپنے ساتھیوں کے پاس جا کر کہنے لگا: میں لوگوں میں سے بہترین ہستی کے پاس سے آ رہا ہوں۔ (حمیدی کی کتاب اور امام نووی کی ریاض الصالحین میں اسی طرح ہے)

٨١٦٨ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا اَنْ لَّا تَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدَيْكَ اَوْثَقَ بِمَا فِيْ يَدَيِ اللّٰهِ وَاَنْ تَكُوْنَ فِيْ ثَوَابِ الْمُصِيْبَةِ اِذَا اَنْتَ اُصِبْتَ بِهَا اَرْغَبَ فِيْهَا لَوْ اَنَّهَا اُبْقِيَتْ لَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا: دنیا میں زہد حلال کو حرام کر دینے اور مال ضائع کر دینے کا نام نہیں بلکہ دنیا میں زہد تو یہ ہے کہ تمہارے پاس جو کچھ موجود ہے تمہیں اس پر اس چیز سے زیادہ اعتماد نہ ہو جو اللہ کے پاس ہے اور جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو اس کے ثواب میں تمہیں اتنی زیادہ رغبت ہو کہ تم خواہش کرو کہ کاش! تمہارے لیے یہ مصیبت باقی رہتی۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٨١٦٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ اَحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَاِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: طاقتور مؤمن اللہ کے نزدیک ضعیف مؤمن سے زیادہ بہتر اور زیادہ محبوب ہے اور ہر ایک میں بھلائی ہے' جو چیز تمہیں نفع دے اسی کی حرص کرو اور اللہ سے مدد مانگو اور عاجز نہ بنو اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہو کہ کاش! میں ایسے ایسے کر لیتا' البتہ یوں کہو کہ یہ اللہ کی تقدیر ہے' اس نے جو چاہا کر دیا کیونکہ کاش کا لفظ شیطانی عمل کھول دیتا ہے۔

٨١٧٠ - وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کی شان پر تعجب ہے کہ اس کے تمام کام اس کے لیے بہتر ہیں' اور یہ بات مؤمن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں' اگر اسے خوشی ملے اور وہ شکر کرے تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچے اور وہ صبر کرے تو یہ بھی اس کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

لیے بہتر ہے۔ (مسلم)

٨١٧١ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهِ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری نگاہوں میں وہ منظر گھوم رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نبی کا واقعہ بیان فرما رہے تھے' جن کو ان کی قوم نے مارا تھا اور خون آلود کر دیا تھا' وہ اپنے چہرے سے خون صاف فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے' کیونکہ یہ جانتے نہیں۔ (بخاری' مسلم)

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

ریا اور شہرت پسندی کا بیان

''ریا و سمعہ'' کی تحقیق

ریاء (دکھلاوا) رؤیت سے ماخوذ ہے' اور ریاء یہ ہے کہ انسان لوگوں کو دکھلانے کے لیے کوئی کام کرے اور اللہ تعالیٰ کے دیکھنے پر اکتفاء نہ کرے' اور ''سمعہ'' (شہرت پسند' ناموری) سمع سے ماخوذ ہے' اور ''سمعہ'' یہ ہے کہ آدمی کوئی کام کرے یا کوئی بات کہے تاکہ لوگ سنیں اور لوگوں میں شہرت ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے سننے پر اکتفاء نہ کرے' ان دونوں کی ضد اخلاص ہے کہ انسان خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے خلوصِ نیت کے ساتھ کوئی کام کرے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۹۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨١٧٢ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا اِلٰى مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ قَالَ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ يُبْكِيْنِيْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَمَنْ عَادٰى لِلّٰهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ بِالْمُحَارَبَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِيَاءَ الْاَخْفِيَاءَ الَّذِيْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ يُتَفَقَّدُوْا وَاِنْ حَضَرُوْا لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يُقَرَّبُوْا قُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف کی طرف گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے نزدیک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ وہاں بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں' آپ نے فرمایا: تم کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات سنی ہے' مجھے وہ بات رُلا رہی ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور جس نے اللہ کے کسی ولی سے دشمنی کی تو وہ اللہ کے ساتھ جنگ کے لیے نکل آیا' بے شک اللہ تعالیٰ نیک' پرہیزگار' پوشیدہ حالات والے ان بندوں سے محبت فرماتا ہے' جو غائب ہو جائیں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا' اگر وہ حاضر ہوں تو انہیں بلایا نہیں جاتا اور نہ قریب کیا جاتا ہے' ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں' وہ ہر گرد آلود تاریک مکانوں سے باہر نکلتے ہیں۔

(ابن ماجہ' بیہقی' شعب الایمان)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے رونے کا سبب

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے رونے کے دو اسباب بیان کیے' ایک سبب یہ بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے' اور دوسرا سبب یہ بیان کیا کہ آپ کا فرمان ہے: جس نے اللہ کے کسی ولی سے دشمنی کی تو وہ اللہ کے ساتھ جنگ کے لیے نکلا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دو ارشاداتِ عالیہ کو رونے کا سبب قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ بڑے بڑے قوی حالت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

والے لوگ بھی ریا سے بہت کم محفوظ رہتے ہیں' لہٰذا اکثر درحال لوگوں کا ریا سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے۔ اسی بناء پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس فرمان کو پیش نظر رکھتے ہوئے رونے لگے کہ ریا کاری سے بچنا تو انتہائی مشکل امر ہے اور رونے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولیاء کے ساتھ دشمنی کو اللہ کے ساتھ اعلانِ جنگ کے مترادف قرار دیا ہے اور اولیاء کے ساتھ دشمنی سے احتراز بھی مشکل کام ہے کیونکہ عموماً اولیاء کاملین مخفی ہوتے ہیں' جیسا کہ حدیث قدسی ہے: ''اولیاء ی تحت قبائی لا یعرفهم غیری ''میرے اولیاء میری قباء کے نیچے ہیں' میرے علاوہ کوئی دوسرا انہیں نہیں پہچانتا۔ آدمی بسا اوقات اپنے دوست احباب کے ساتھ بدکلامی کرتا ہے اور ان میں کوئی مخفی ولی ہوتا ہے' لہٰذا اللہ کے ولی کو تکلیف پہنچانے کے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی بناء پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رونے لگے کہ اس دوسری بات سے بچنا بھی انتہائی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ بہ طفیلِ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں اپنے اولیاء کرام کے ساتھ عداوت کرنے اور ریا کاری کے گناہ سے محفوظ رکھے اور ہمیں اپنے مقبول بندوں کی محبت نصیب فرمائے اور آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

۸۱۷۳ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّهٗ بَكٰى فَقِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَذَكَرْتُهٗ فَاَبْكَانِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِي الشِّرْكَ وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُشْرِكُ اُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ نَعَمْ اَمَا اَنَّهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَّلَا قَمَرًا وَّلَا حَجَرًا وَّلَا وَثَنًا وَّلٰكِنْ يُرَاءُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ اَنْ يُّصْبِحَ اَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهٗ شَهْوَةٌ مِّنْ شَهَوَاتِهٖ فَيَتْرُكُ صَوْمَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رو پڑے تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات فرماتے ہوئے سنا' مجھے وہ بات یاد آ گئی ہے' اس نے مجھے رُلا دیا ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت پر شرک اور خفیہ شہوت کا خوف ہے۔ حضرت شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن وہ سورج کی پوجا نہیں کرے گی' نہ چاند' پتھر اور بت کی' بلکہ وہ اپنے اعمال میں ریا کاری کریں گے اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص صبح روزہ کی حالت میں کرے گا اور اسے کوئی شہوت لاحق ہوگی تو وہ اپنا روزہ چھوڑ دے گا۔ (مسند احمد' بیہقی' شعب الایمان)

۸۱۷۴ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَكَّرُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِيْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ فَقُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّرْكُ الْخَفِيُّ اَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ فَيَزِيْدُ صَلَاتَهٗ لِمَا يَرٰى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ہم مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے' آپ نے فرمایا: کیا تمہیں اس چیز کے متعلق نہ بتاؤں جو میرے نزدیک تمہارے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ناک ہے' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے فرمایا: شرکِ خفی' اور وہ یہ ہے کہ آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو' اور دوسرے شخص کو اپنی طرف دیکھتا ہوا پائے تو نماز لمبی کر دے۔ (ابن ماجہ)

۸۱۷۵ - وَعَنْ مَّحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZUL OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَزَادَ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ یَقُوْلُ اللّٰہُ لَھُمْ یَوْمَ یُجَازِی الْعِبَادَ بِاَعْمَالِھِمْ اِذْھَبُوْا اِلَی الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تُرَاءُوْنَ فِی الدُّنْیَا فَانْظُرُوْا ھَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَھُمْ جَزَاءً اَوْ خَیْرًا.

میں جس چیز کا تم پر خوف کرتا ہوں' ان میں سب سے خوف ناک شرکِ اصغر ہے' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ریا کاری۔ (مسند احمد' بیہقی نے شعب الایمان میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ جس دن بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے گی' اس دن اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا کہ ان لوگوں کی طرف چلے جاؤ' جن کے سامنے تم دنیا میں ریا کاری کرتے تھے اور دیکھو کیا ان کے پاس کوئی جزا یا بھلائی موجود ہے)

٨١٧٦ ـ وَعَنْ اَبِیْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ فُضَالَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَمَعَ اللّٰہُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ نَادٰی مُنَادٍ مَّنْ کَانَ اَشْرَکَ فِیْ عَمَلٍ عَمِلَہٗ لِلّٰہِ اَحَدًا فَلْیَطْلُبْ ثَوَابَہٗ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ رَوَاہُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعد بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا' جس میں کوئی شک نہیں ہے تو نداء دینے والا نداء دے گا کہ جس شخص نے اللہ کے لیے کیے ہوئے اپنے عمل میں کسی کو شریک کیا ہے تو وہ اپنا ثواب بھی اللہ تعالیٰ کے غیر سے طلب کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ شرکاء کے شرک سے بے پرواہ ہے۔

(مسند احمد)

٨١٧٧ ـ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیْ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ ھُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں شریکوں کے شرک سے بے پرواہوں' جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو میں اسے اس کے شرک کے ساتھ چھوڑ دیتا ہوں' اور مسلم کی روایت میں ہے کہ میں اس سے بری ہوں' وہ عمل اسی کے لیے ہے' جس کے لیے اس نے یہ عمل کیا ہے۔ (مسلم)

ف: امام حجۃ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ریاء کے چار درجات ہیں:

(۱) آدمی کا مقصود ثواب بالکل نہ ہو مثلاً وہ آدمی لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہو اور تنہائی میں نماز نہ پڑھتا ہو بلکہ بسا اوقات لوگوں کے سامنے بغیر وضو کے ہی نماز پڑھ لیتا ہو' ایسے آدمی کا مقصد محض ریا کاری ہوتا ہے اور یہ ریاء کی بدترین قسم ہے اور ایسا شخص عنداللہ مغضوب ہے۔

(۲) اس کا مقصد ثواب بھی ہو لیکن ثواب کا ارادہ کمزور ہو کہ اگر وہ اکیلا ہوتا تو اس نیک کام کو نہ کرتا اور ثواب کا قصد اسے عمل پر برانگیختہ نہ کرتا اور اگر اس عمل میں ثواب نہ بھی ہوتا' تب بھی ریا کاری کے قصد سے وہ کام ضرور کرتا۔ اس طرح کی صورت میں ثواب کا قصد بھی ریا کاری کے گناہ کو ختم نہیں کرتا۔

(۳) ثواب اور ریا کاری دونوں ارادے برابر ہوں کہ اگر صرف ثواب یا صرف ریا کاری مقصود ہوتی تو وہ یہ کام سرانجام نہ دیتا' اور جب دونوں ارادے اکٹھے پائے گئے تو اس کام کی زیادہ رغبت پیدا ہوگئی۔ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا آدمی بھی بالکل محفوظ نہیں ہوتا۔

(۴) آدمی کا مقصود دکھلاوا نہ ہو لیکن لوگوں کو اطلاع ہونے پر اسے خوشی ہو اور اگر لوگوں کو اطلاع نہ ہوتی پھر بھی وہ عبادت ترک نہ کرتا'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اور اگر اکیلا دکھلاوا مقصود ہوتا تو وہ آدمی یہ کام نہ کرتا' علم تو اللہ ہی کے پاس ہے' البتہ ہمارا گمان یہ ہے کہ ایسے آدمی کا اصل ثواب ضائع نہیں ہوگا لیکن اس میں کمی واقع ہو جائے گی یا جس قدر ریاکاری کا قصد ہوگا' اتنی سزا ہوگی اور جس قدر ثواب کا قصد ہوگا' اتنا ثواب ملے گا۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۹۴)

۸۱۷۸ ۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ریاکاری کے لیے نماز پڑھی' اس نے شرک کیا اور جس نے ریاکاری کے لیے روزہ رکھا' اس نے شرک کیا ہے' اور جس نے ریاکاری کے لیے صدقہ کیا' اس نے شرک کیا۔ (مسند احمد)

۸۱۷۹ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰى فِي الْعَلَانِيَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰى فِي السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بندے نے جب ظاہر میں نماز ادا کی تو اچھے طریقہ سے ادا کی اور جب پوشیدگی میں نماز ادا کی تو اچھے طریقہ سے ادا کی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا بندۂ صادق ہے۔ (ابن ماجہ)

۸۱۸۰ ۔ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِیْ يُرَائِی اللّٰهُ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی تشہیر چاہی' اللہ تعالیٰ اس (کے عیوب) کی تشہیر فرما دے گا اور جس نے دکھلاوے کے لیے عمل کیا' اللہ تعالیٰ اس (کے اعمال بد) کو ظاہر فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

۸۱۸۱ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَحَقَّرَهٗ وَصَغَّرَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے لوگوں کے سامنے اپنے عمل کے ذریعے خود کو مشہور کروانا چاہا' اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے کانوں پر اس (کے عیوب) کی تشہیر فرما دے گا اور اسے حقیر و ذلیل فرما دے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۱۸۲ ۔ وَعَنْ اَبِیْ تَمِيْمَةَ قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَاَصْحَابَهٗ وَجُنْدُبٌ يُوْصِيْهِمْ فَقَالُوْا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ اِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ

حضرت ابوتمیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس گیا اور حضرت جندب رضی اللہ عنہ انہیں وصیت فرما رہے تھے' انہوں نے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اپنی تشہیر چاہے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (کی برائیوں) کی تشہیر فرما دے گا اور جس نے (لوگوں کو) مشقت میں ڈالا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے مشقت میں ڈال دے گا' لوگوں نے کہا: آپ ہمیں وصیت فرمائیے' آپ نے فرمایا: انسان کی جو چیز سب سے پہلے خراب ہوتی ہے' وہ اس کا پیٹ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَحُوْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ مِلَاَ كَفٍّ مِّنْ دَمٍ اِهْرَاقِهٖ فَلْيَفْعَلْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ہے، جس شخص کے لیے صرف پاکیزہ وحلال کھانا ممکن ہے تو وہ ایسا کرے اور جس شخص سے ہوسکتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہتھیلی کے برابر بھی بہایا ہوا خون حائل نہ ہو تو وہ شخص ایسا کرے۔ (بخاری)

۸۱۸۳ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَشَتَّتَ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَلَا يَاْتِيْهِ مِنْهَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کی نیت آخرت کی طلب ہوئی' اللہ تعالیٰ اس کے دل میں بے نیازی پیدا فرما دے گا اور اس کے بکھرے ہوئے اُمور جمع فرما دے گا' اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہوکر آئے گی اور جس کی نیت دنیا کی طلب ہوئی' اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان محتاجی ثابت فرما دے گا اور اس کے معاملات اس پر منتشر فرما دے گا اور اس کے پاس وہی چیز آئے گی' جو اس کے لیے لکھ دی گئی ہے۔ (ترمذی' احمد ودارمی نے اسے ابان عن زید بن ثابت کی روایت سے ذکر کیا ہے)

۸۱۸۴ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَقْوَامٌ اِخْوَانُ الْعَلَانِيَةِ اَعْدَاءُ السَّرِيْرَةِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ ذٰلِكَ بِرَغْبَةِ بَعْضِهِمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّرَهْبَةِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں دوست اور پوشیدگی میں دشمن ہوں گے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: یہ اس وجہ سے ہوگا کہ ان میں سے بعض' بعض کے ساتھ رغبت رکھیں گے اور بعض' بعض سے ڈریں گے۔ (مسند احمد)

۸۱۸۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَّخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُوْنَ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُولٰئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو دنیا کو اپنے دین کے ذریعے دھوکہ دیں گے' وہ لوگوں کے سامنے تواضع کے اظہار کے لیے بھیڑوں کا لباس پہنیں گے' ان کی زبانیں شکر سے میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں جیسے ہوں گے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آیا وہ میرے مہلت دینے کی وجہ سے دھوکے میں ہیں یا مجھ پر جرأت کر رہے ہیں' مجھے اپنی قسم! میں ضرور بالضرور ان لوگوں پر انہی میں سے ایک ایسا فتنہ مسلط کردوں گا' جو ان کے عقل مند اور دانا شخص کو حیران کر دے گا۔ (ترمذی)

۸۱۸۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ لَقَدْ خَلَقْتُ خَلْقًا اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ اَمَرُّ مِنَ الصَّبِرِ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاُتِيْحَنَّهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانًا فَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق میں نے ایسی مخلوق پیدا فرمائی ہے' جس کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں اور جن کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں' مجھے اپنی ذات کی قسم! میں ضرور بالضرور ان کی طرف ایسا فتنہ بھیجوں گا جو ان کے عقل مند ودانا شخص کو حیران کر کے چھوڑے گا' وہ میری وجہ سے دھوکہ میں مبتلا ہیں یا مجھ پر جرأت کر رہے ہیں۔ (ترمذی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۸۱۸۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف نظر فرماتا ہے۔ (مسلم)

۸۱۸۸ - وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّیْ لَسْتُ كُلَّ كَلَامِ الْحَكِيْمِ اَتَقَبَّلُ وَلٰكِنِّیْ اَتَقَبَّلُ هَمَّهٗ وَهَوَاهُ فَاِنْ كَانَ هَمُّهٗ وَهَوَاهُ فِیْ طَاعَتِیْ جَعَلْتُ صَمْتَهٗ حَمْدًا لِّیْ وَوَقَارًا اِنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

حضرت مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں حکمت والے کا ہر کلام قبول نہیں فرماتا بلکہ میں اس کے ارادے اور خواہش کو قبول کرتا ہوں' اگر اس کا ارادہ اور خواہش میری فرماں برداری میں ہو تو میں اس کی خاموشی کو اپنی حمد اور وقار بنا دیتا ہوں' اگر چہ وہ کلام نہ کرے۔ (دارمی)

۸۱۸۹ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ كُلَّ مُنَافِقٍ يَّتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ وَيَعْمَلُ بِالْجَوْرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس امت پر ہر اس منافق کا خوف ہے' جو کلام تو حکمت والا کرے گا لیکن کام ظلم والے کرے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۱۹۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَیْءٍ شِرَّةً وَّلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَاِنَّ صَاحِبَهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوْهُ وَاِنْ اُشِيْرَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کے لیے ایک رغبت و نشاط ہے اور ہر رغبت و نشاط کے لیے ایک کمزوری ہے' اگر اس کام کا کرنے والا استقامت اختیار کرے اور (میانہ روی کے) قریب رہے تو اس کے کامیاب ہونے کی اُمید کرو اور اگر اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے تو اس کا اعتبار نہ کرو۔ (ترمذی)

۸۱۹۱ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يُّشَارَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فِیْ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا اِلَّا مَنْ عَصِمَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے شر کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کی طرف دین یا دنیا میں انگلیوں سے اشارہ کیا جائے' مگر جس شخص کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے (اس کے لیے یہ حکم نہیں ہے)۔ (بیہقی' شعب الایمان)

وہ لوگ جن کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے؟

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ لوگ آپ کی طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہ نہیں تھی بلکہ آپ کی مراد وہ شخص ہے جو دین میں بدعت کا ارتکاب کرنے والا ہو اور دنیا میں فسق و فجور کا مرتکب ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اشارہ بدعت اور عجیب و غریب بات کی وجہ سے کیا جاتا ہے' البتہ بعض اوقات عبادت وغیرہ میں حد سے زیادتی کی بناء پر بھی اشارہ کیا جاتا ہے اور اس وجہ سے وہ شخص ریاکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے' اور اس کے دل میں طمع پیدا ہو جاتی ہے کہ لوگوں کے ہاں اس کی قدر و منزلت ہو اور کبھی اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت فرما لیتا ہے اور وہ اللہ کے ماسوا کی طرف نظر نہیں اٹھاتا اور غیر کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا اور وہ اس حقیقت کو پہچان لیتا ہے کہ اللہ کا غیر شر دور کرنے یا نفع پہنچانے پر قادر نہیں' اور اس کو مخلوق کی تعریف یا مذمت کی کوئی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

پرواہ نہیں رہتی، یہ بہت بڑا مقام ہے اور بڑے بڑے لوگوں کے قدم یہاں پھسل جاتے ہیں، جس طرح فرمایا گیا ہے: تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوگا جب تک مخلوق اس کی نگاہ میں مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے اس بات کو بڑی خوب صورت عبارت میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مقام و مرتبہ کی محبت نفس کا ایک خطرناک جال ہے، جس میں اکثر علماء عابدین اور منازلِ سلوک طے کرنے والے لوگ پھنس جاتے ہیں، کہ وہ اپنے نفس پر قابو پاتے ہیں، شہوات کو ترک کرتے ہیں اور مشتبہ چیزوں سے بچتے ہیں اور طرح طرح کی عبادات کی مشقتیں برداشت کرتے ہیں، اور ان کے دلوں میں گناہوں کی طمع نہیں رہتی، لیکن پھر انہیں اپنے علم و عمل اور تقویٰ کے اظہار میں سکون محسوس ہونے لگتا ہے، اور مخلوق کے نزدیک مقبولیت میں لذت ملنے لگتی ہے، اور وہ اللہ کی اطلاع پر قناعت نہیں کرتے اور وہ لوگوں کی تعریف پر خوش ہوتے ہیں، اللہ کی تعریف پر قناعت نہیں کرتے، انہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ لوگ ان کی تعریف کریں، محافل میں انہیں آگے جگہ دیں، ان کی خدمت اور تعظیم و توقیر کریں، اس کام میں انہیں سب سے زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے، وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہماری زندگی اللہ کی محبت اور عبادت میں گزر رہی ہے جب کہ حقیقت حال یہ ہوتی ہے کہ ان کی زندگی پر ان کی پوشیدہ خواہشات کا قبضہ ہوتا ہے۔ اللہ کے ہاں ان کا نام منافقین میں لکھ دیا جاتا ہے اور وہ خود کو مقربین کی فہرست میں شمار کرتے ہیں اور اس سے صرف مخلص صدیقین ہی محفوظ رہتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۰۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

۸۱۹۲ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ الرَّجُلَ یَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَیْرِ وَیَحْمَدُہُ النَّاسُ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَّیُحِبُّہُ النَّاسُ عَلَیْہِ قَالَ تِلْکَ عَاجِلُ بُشْرَی الْمُؤْمِنِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو نیکی کا کام کرتا ہے اور لوگ اس عمل پر اس کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس عمل کی بناء پر لوگ اس سے محبت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ تو مؤمن کے لیے فوری بشارت ہے۔ (مسلم)

۸۱۹۳ - وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بَیْنَا اَنَا فِیْ بَیْتِیْ فِیْ مُصَلَّایَ اِذْ دَخَلَ عَلَیَّ رَجُلٌ فَاَعْجَبَنِی الْحَالُ الَّتِیْ رَاٰنِیْ عَلَیْہَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَکَ اللّٰہُ یَا اَبَا ہُرَیْرَۃَ لَکَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِیَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں گھر میں اپنی جائے نماز پر تھا کہ اچانک ایک شخص میرے پاس آ گیا، مجھے اپنی وہ حالت اچھی لگی، جس حالت میں اس شخص نے مجھے دیکھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! اللہ تم پر رحم فرمائے! تمہارے لیے دو اجر ہیں، ایک پوشیدہ عمل کا اجر، ایک علانیہ عمل کا اجر۔ (ترمذی)

۸۱۹۴ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا عَمِلَ عَمَلًا فِیْ صَخْرَۃٍ لَا بَابَ لَہَا وَلَا کُوَّۃَ خَرَجَ عَمَلُہٗ اِلَی النَّاسِ کَائِنًا مَا کَانَ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی شخص نے ایسی چٹان میں کوئی عمل کیا جس کا نہ کوئی دروازہ ہے، نہ کوئی سوراخ، تو اس کا جو عمل بھی ہو، وہ لوگوں تک پہنچ جائے گا۔

(بیہقی، شعب الایمان)

۸۱۹۵ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی کوئی اچھی یا بُری خصلت ہو، اللہ تعالیٰ اس کی علامت کو ظاہر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لَهٗ سَرِيْرَةٌ صَالِحَةٌ اَوْ سَيِّئَةٌ اَظْهَرَ اللّٰهُ مِنْهَا رِدَاءً يُّعْرَفُ بِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

فرمادیتا ہے جس سے وہ پہچانا جاتا ہے۔(بیہقی' شعب الایمان)

بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ

رونے اور خوف کا بیان

''بکاء'' اور خوف کی تحقیق

''بکاء'' انسان پر طاری ہونے والی ایک حالت کا نام ہے اور ''بکاء'' کا معنی ہے: رونا' اور ''بکی'' کا معنی ہے: آنکھوں کا آنسو بہانا' اور ''تباکی'' کا معنی ہے: بہ تکلف رونا اور کسی ایسی چیز کو یاد کرنا جس سے رونا آئے۔ خوف کا معنی ڈرنا ہے' اخافت اور تخویف کا معنی ہے: ڈرانا' اور خوف انسان پر طاری ہونے والی ایک حالت کا نام ہے۔ اس جگہ عذاب آخرت اور اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈرنا اور رونا مراد ہے۔(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۵۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۱۹۶ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے۔(بخاری)

حدیث مذکور کا سبب

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکل کر مسجد کی طرف تشریف لائے' آپ نے لوگوں کو باتیں کرتے اور ہنستے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اور اس کے بعد یہ حدیث پاک ذکر کی۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے جان لیا کہ موت اس کے وارد ہونے کی جگہ ہے اور قیامت وعدے کا وقت ہے اور اس نے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو اس آدمی کا حق ہے کہ وہ دنیا میں غمگین رہے۔ علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں فنِ بدیع کی صنعت ہے کہ ''ضحك'' (ہنسی) کو ''بکاء'' (رونے) کے مقابلہ میں اور قلت (کمی) کو کثرت (زیادتی) کے مقابلہ میں ذکر کیا اور ان کے درمیان مطابقت ہے۔(فتح الباری ج ۱۱ ص ۲۶۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے کلام میں اس طرح کی صنعتوں کا استعمال کثرت سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

کثرت بعد قلت پہ اکثر درود — عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

۸۱۹۷ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَّاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِّلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے' آسمان چرچراتا ہے اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! آسمان میں چار انگلیوں کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں' جہاں فرشتہ پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو' اور اللہ کی قسم! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ اور تم بستروں پر بیویوں سے لذت حاصل نہ کرتے اور تم اللہ کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ قَالَ اَبُوْذَرٍّ يَالَيْتَنِيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

بارگاہ میں گڑگڑاتے ہوئے صحراؤں کی طرف نکل جاتے' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کاش! میں درخت ہوتا' جسے کاٹ دیا جاتا۔

(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨١٩٨ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةٍ فَرَاَى النَّاسَ كَاَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرَى الْمَوْتَ فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَاْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَاَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ قَالَ فَيَتَّسِعُ لَهٗ مَدَّ بَصَرِهٖ وَيُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِيْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَيُقَيَّضُ لَهٗ سَبْعُوْنَ تِنِّيْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِّنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَسْنَهٗ وَيَخْدِشْنَهٗ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لیے باہر تشریف لائے اور آپ نے لوگوں کو ہنستے ہوئے ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: اگر تم لذات کو ختم کر دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو تو یہ تمہیں اس حالت سے روک دے گی جس حالت میں' میں تمہیں دیکھ رہا ہوں' لہٰذا تم لذات کو ختم کر دینے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو' کیونکہ قبر ہر روز کلام کرتی ہے اور کہتی ہے: میں مسافرت کا گھر ہوں' میں تنہائی کا گھر ہوں' میں مٹی کا گھر ہوں' میں کیڑوں کا گھر ہوں' اور جب بندۂ مؤمن کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: مرحبا! خوش آمدید! اپنی پشت پر چلنے والوں میں سے تو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا اور آج مجھے تجھ پر قدرت دی گئی ہے اور تو میرے پاس لوٹ کر آیا ہے' پس تو اپنے ساتھ میرا معاملہ دیکھ لے گا' فرمایا کہ اس کے لیے قبر تا حد نگاہ فراخ ہو جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب فاسق یا کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: نہ تجھے مرحبا! نہ خوش آمدید! اپنی پشت پر چلنے والوں میں سے تو مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ تھا اور آج مجھے تجھ پر قدرت دی گئی ہے تو اپنے ساتھ میرا سلوک دیکھ لے گا' فرمایا کہ پھر قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے' یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر اُدھر ہو جاتی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں ایک دوسری میں داخل فرما کر اشارہ فرمایا اور فرمایا: اس پر ستر اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں' اگر ان میں سے کوئی ایک زمین میں پھونک مار دے تو زمین رہتی دنیا تک کوئی چیز نہ اُگائے اور وہ اژدھا اسے کاٹتا ہے اور اس کی کھال نوچتا ہے' یہاں تک کہ اسے حساب تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبر تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی)

کافر سے بھی حساب ہوگا

اس حدیث میں ہے: یہاں تک کہ کافر کو حساب تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کافر سے بھی حساب ہوگا جب کہ

MARKAZ UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بعض کا نظریہ یہ ہے کہ کافر کو بلا حساب جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کہ کافر کو حساب تک پہنچا دیا جائے گا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کافر سے حساب لیا جائے گا' جب کہ بعض حضرات کا نظریہ ہے کہ کافر بلا حساب جہنم میں داخل کیا جائے گا' البتہ ان حضرات کی طرف سے یہ تاویل کی جاسکتی ہے کہ یہاں حساب سے جزاء مراد ہے' لیکن آیۂ مبارکہ ''وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ'' (الاعراف:۹) اس بات میں صریح ہے کہ کفار سے حساب لیا جائے گا' ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ بعض انتہائی سرکش و نافرمان بغیر حساب و کتاب جہنم میں داخل ہو جائیں' جس طرح صبر و توکل میں مبالغہ کرنے والے بعض مومنین بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۱۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۱۹۹ ۔ وَعَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ اذْكُرُوا اللّٰهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کا دو تہائی حصہ گزر جانے پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو! اللہ کا ذکر کرو! تھرتھرانے والی آ گئی ہے! اس کے بعد پیچھے آنے والی آئے گی' موت اپنے تمام احوال کے ساتھ آ گئی ہے' موت اپنے تمام احوال کے ساتھ آ گئی ہے۔ (ترمذی)

۸۲۰۰ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِيْ يَوْمًا اَوْ خَافَنِيْ فِيْ مَقَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل فرمائے گا: جس شخص نے مجھے ایک دن یاد کیا یا کسی مقام پر میرا خوف کیا' اس کو آگ سے نکال لو۔ (ترمذی' بیہقی نے اسے کتاب البعث والنشور میں ذکر کیا ہے)

۸۲۰۱ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے آگ کی مثل کوئی چیز نہیں دیکھی' جس سے بھاگنے والا شخص (غفلت کی) نیند میں سویا ہوا ہو' اور نہ ہی جنت کی مثل کوئی چیز دیکھی ہے' جس کا طالب (غفلت کی) نیند میں سویا ہوا ہو۔ (ترمذی)

۸۲۰۲ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (دشمن کی غارت گری سے) ڈرے' وہ منہ اندھیرے ہی چل پڑتا ہے اور جو کوئی منہ اندھیرے ہی چل پڑے' وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے' سن لو! اللہ تعالیٰ کا سودا بیش قیمت ہے' سن لو! اللہ تعالیٰ کا سودا جنت ہے۔ (ترمذی)

۸۲۰۳ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ. (المؤمنون:۶۰) اَهُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا يَا ابْنَةَ الصِّدِّيْقِ وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ يَخَافُوْنَ اَنْ لَّا يُقْبَلَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے متعلق سوال کیا: اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں' (المؤمنون:۶۰) کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! اے صدیق کی بیٹی! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں اور وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے یہ اعمال ردّ نہ کر دیئے جائیں' یہی لوگ ہیں جو نیکیوں میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مِنْهُمْ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

جلدی کرتے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٨٢٠٤ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِيْ رَبِّيْ بِتِسْعٍ خَشْيَةِ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى وَأَنْ أَصِلَ مَنْ قَطَعَنِيْ وَأُعْطِيَ مَنْ حَرَمَنِيْ وَأَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِيْ وَأَنْ يَكُوْنَ صُمْتِيْ فِكْرًا وَنُطْقِيْ ذِكْرًا وَنَظَرِيْ عِبْرَةً وَآمُرَ بِالْعُرْفِ وَقِيْلَ بِالْمَعْرُوْفِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے، ظاہر اور پوشیدگی میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا، ناراضگی اور خوشی میں انصاف کی بات کرنا، فقیری اور مال داری میں میانہ روی اختیار کرنا، اور میں اس سے تعلق قائم کروں جو مجھ سے تعلق قطع کرے اور میں اسے عطا کروں جو مجھے محروم کرے اور میری خاموشی فکر ہو، اور میرا بولنا (اللہ کا) ذکر ہو اور میرا دیکھنا عبرت کے طور پر ہو، اور میں اچھی بات کا حکم دوں، اور ایک روایت میں ''عرف'' کی بجائے ''معروف'' کا لفظ ہے۔ (رزین)

٨٢٠٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ يَّخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَإِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِنْ حَرِّ وَجْهِهٖ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس بندۂ مؤمن کی آنکھوں سے خوفِ الٰہی کی وجہ سے آنسو نکل پڑیں اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہی ہوں، پھر وہ آنسو اس کے چہرے کے ظاہری حصے پر لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر جہنم کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

٨٢٠٦ - وَعَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِيْ سُوْرَةُ هُوْدٍ وَأَخَوَاتُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بوڑھے ہوگئے ہیں، آپ نے فرمایا: مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ترمذی)

٨٢٠٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَّالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بوڑھے ہوگئے ہیں، آپ نے فرمایا: مجھے سورۂ ہود، الواقعہ، المرسلات ''عم یتسآءلون'' اور ''اذا الشمس کورت'' نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ترمذی)

٨٢٠٨ - وَعَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ لَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ الشَّيْخُ التُّوْرِبِشْتِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا يَجُوْزُ حَمْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمَا وَرَدَ فِيْ مَعْنَاهُ عَلٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مُتَرَدِّدًا فِيْ عَاقِبَةِ أَمْرِهٖ

حضرت ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں از خود نہیں جانتا، اللہ کی قسم! میں از خود نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ (بخاری) شیخ تورپشتی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک اور اس کے ہم معنی احادیث کو اس معنی پر محمول کرنا جائز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے انجام کے بارے میں متردّد تھے اور اللہ کے ہاں آپ کے لیے جو حسن وثواب اور مقام ومنزلت ہے، اس کا آپ کو یقین نہیں تھا کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

غَيْرَ مُتَيَقِّنٍ بِمَالِهٖ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْحُسْنٰى لِمَا وَرَدَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَحَادِيْثِ الصِّحَاحِ الَّتِيْ يَنْقَطِعُ الْعُذْرُ دُوْنَهَا بِخِلَافِ ذٰلِكَ وَاَنّٰى يُحْمَلُ عَلٰى ذٰلِكَ وَهُوَ الْمُخْبِرُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنَّهٗ يُبْلِغُهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَاِنَّهٗ اَكْرَمُ الْخَلَائِقِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنَّهٗ اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ اِنْتَهٰى وَقَالَ الطِّيْبِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْهِ وُجُوْهٌ اَحَدُهَا اَنْ يَّكُوْنَ هٰذَا مَنْسُوْخًا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ (الفتح:٢) كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى مَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ. (الاحقاف:٩)

اس مفہوم کے خلاف ایسی صحیح احادیث منقول ہیں' جو اپنے معنی میں قطعی و یقینی ہیں اور دوسرے معنی کا وہاں احتمال نہیں' جب کہ یہ حدیث پاک اس معنی میں قطعی نہیں اور اس مذکور حدیث پاک کو اس معنی پر کیسے محمول کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا اور آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب مخلوق سے زیادہ عزت و شرافت والے ہیں اور آپ سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے ہیں اور آپ کی شفاعت سب سے پہلے قبول فرمائی جائے گی' ان کے علاوہ دیگر فضائل کی آپ کو خبر دی گئی ہے۔ اور طیبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس حدیث پاک میں چند وجوہ ہیں' ایک وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث پاک منسوخ ہے اور ناسخ یہ آیہ مبارکہ ہے: "لیغفر لك اللّٰه ما تقدم من ذنبك و ما تاخر" تاکہ اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لا ادری ما يفعل بی و لا بكم" "میں از خود نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا' کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔

"ما يفعل بی ولا بكم" کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ اور قرآن مجید میں ہے:

مَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ. (الاحقاف:٩)

میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔

اس کے ظاہر مفہوم کو لیتے ہوئے اور مقامِ رسالت کی عظمت سے صرفِ نظر کرتے ہوئے بعض کوتاہ اندیشوں نے یہ نظریہ قائم کر لیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے انجام سے بے خبر ہیں' جب کہ آخرت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات کی عظمت و بلندی کا ثبوت قطعی ہے۔ اور اللہ کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ شان اور آپ کے حسنِ انجام میں شک کرنے والا مؤمن نہیں رہ سکتا۔ قرآن مجید میں ہے:

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝ (بنی اسرائیل:٧٩)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۝

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۝ (الضحیٰ:٥)

اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے۝ اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۝

آخرت میں محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ شان کے بارے میں کثیر احادیث ہیں' جو اہلِ ایمان سے مخفی نہیں۔ ان آیات و احادیث کے پیشِ نظر یہ نظریہ بدکیسے اختیار کیا جا سکتا ہے کہ جن کے طفیل گناہ گاروں کو جنت ملے گی' وہ خود اپنے انجام سے بے خبر ہیں۔

دراصل یہاں "لا ادری" کے الفاظ ہیں' جو درایت سے ہیں اور لغت میں درایت کا معنی ہے: قیاس اور اندازے سے کسی چیز کو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جاننا۔ اب مفہوم واضح ہے کہ اللہ کے نبی محض قیاس اور اندازے سے اپنے انجام کے متعلق نہیں جانتے بلکہ آپ کو اللہ کی جانب سے اپنے انجام کے بارے قطعی و یقینی علم ہے۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ انجام مبہم ہے' کوئی نہیں جانتا کہ آخر کیا ہوگا اور کیا کیا جائے گا' لیکن انبیاء و رسل عظام خصوصاً سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ بات نہیں کہی جاسکتی۔ دلائل قطعیہ و یقینیہ ان کے حسنِ انجام پر قطعی و یقینی دلالت کرتے ہیں۔ یہ فرمان حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر فرمایا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکابر مہاجرین سے تھے اور ہجرتِ مدینہ کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے ان کا وصال ہوا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی وفات کے بعد ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آنسو بہائے اور جنت البقیع میں اپنے سامنے دفن فرمایا اور بہت سی عنایات سے سرفراز فرمایا۔ ایک عورت وہاں حاضر تھی' اس نے کہا: اے ابن مظعون! تمہیں جنت مبارک ہو کہ تمہارا انجام بہ خیر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو بطور توبیخ یہ بات فرمائی اور در حقیقت اس فرمان سے مقصود بارگاہِ رسالت میں بے ادبی اور غیب پر یقینی حکم لگانے سے مبالغہ کے طور پر منع کرنا ہے۔ کلام کا حقیقی معنی مراد نہیں' یا تفصیلی علم مراد ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں غیب کا تفصیلی علم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے' اگرچہ اجمالاً معلوم ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا انجام بہ خیر ہوگا' الخ۔ حق یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ" (الفتح:۲) کے نزول سے پہلے کا ہے اور اس آیت کے نزول کے بعد یقین ہوگیا کہ انجام بہ خیر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۵۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۲۰۹ - وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِیْ مَا قَالَ اَبِیْ لِاَبِیْكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّ اَبِیْ قَالَ لِاَبِیْكَ یَا اَبَا مُوْسٰی هَلْ یَسُرُّكَ اَنَّ اِسْلَامَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتَنَا مَعَهٗ وَجِهَادَنَا مَعَهٗ وَعَمَلَنَا كُلَّهٗ مَعَهٗ بَرَدَ لَنَا وَاِنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَا بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كِفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقَالَ اَبُوْكَ لِاَبِیْ لَا وَاللّٰهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّیْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَیْرًا كَثِیْرًا وَاَسْلَمَ عَلٰی اَیْدِیْنَا بَشَرٌ كَثِیْرٌ وَاِنَّا لَنَرْجُوْا ذٰلِكَ قَالَ اَبِیْ وَلٰكِنِّیْ اَنَا وَالَّذِیْ نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَاِنَّ كُلَّ شَیْءٍ عَمِلْنَا بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كِفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَاكَ وَاللّٰهِ كَانَ خَیْرًا مِّنْ اَبِیْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا' انہوں نے فرمایا: میرے والد نے تمہارے والد سے کہا کہ اے ابوموسیٰ! کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسلام لانا اور آپ کے ساتھ ہجرت کرنا اور آپ کے ساتھ جہاد کرنا اور وہ تمام اعمال جو ہم نے آپ کے ساتھ کیے ہیں' وہ ہمارے لیے ثابت رہیں اور آپ کے بعد ہم نے جو اعمال کیے ہیں ان سے برابر برابر چھوٹ جائیں (کہ نہ ان کا ثواب ہو نہ گناہ)' تو تمہارے والد نے میرے والد سے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جہاد کیا' نمازیں پڑھیں' روزے رکھے' بہت سے نیک کام کیے اور ہمارے ہاتھوں پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ہم ان اعمال کے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں' میرے والد ماجد نے کہا: لیکن مجھے تو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں عمر کی جان ہے! میری تو خواہش ہے کہ وہ تمام اعمال ہمارے لیے ثابت و برقرار رہیں اور آپ کے بعد ہم نے جو اعمال کیے ہیں' ان سے ہم برابر برابر چھٹکارا حاصل کریں' تو میں نے عرض کیا: بے شک آپ کے والد گرامی میرے والد سے بہت زیادہ بہتر تھے۔ (بخاری)

۸۲۱۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگ ایسے اعمال کرتے ہو جو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَعْمَالًا هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ يَعْنِي الْمُهْلِكَاتِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تمہاری نگاہوں میں بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ پاک میں انہیں ہلاک کرنے والے شمار کرتے تھے۔

(بخاری)

۸۲۱۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! ان گناہوں سے بچو! جنہیں حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطالبہ ہوگا۔ (ابن ماجہ دارمی بیہقی شعب الایمان)

۸۲۱۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَاَيْتُ فِيْهَا امْرَاَةً مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تُعَذَّبُ فِيْ هِرَّةٍ لَّهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا وَرَاَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ اَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے جہنم کی آگ ظاہر کی گئی میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جسے اس کی ایک بلی کی بناء پر عذاب دیا جا رہا تھا جسے اس نے باندھ دیا تھا نہ اسے کھلاتی تھی اور نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالے حتیٰ کہ وہ بھوک سے مرگئی اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا جس نے سائبہ اونٹنیاں آزاد چھوڑ دینے کا طریقہ وضع کیا تھا۔ (مسلم)

۸۲۱۳ - وَعَنْ اَبِيْ عَامِرٍ وَاَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَّسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَّرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَّهُمْ يَاْتِيْهِمْ رَجُلٌ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ اٰخَرِيْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْهِ الْحِرُّ بِالْحَاءِ وَالرَّاءِ الْمُهْمَلَتَيْنِ وَهُوَ الصَّوَابُ نَصَّ عَلَيْهِ الشَّيْخُ التُّوْرْبُشْتِيُّ وَصَاحِبُ الْمَفَاتِيْحِ كَذَا فِيْ سُنَنِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَفِيْهِ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ بِسَارِحَةٍ لَّهُمْ كَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ كِتَابِهٖ.

حضرت ابوعامر اور حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میری امت میں ایسی اقوام ہوں گی جو زنا ریشمی کپڑوں شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال ٹھہرائیں گی اور ان میں سے کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں ٹھکانا بنائیں گے شام کے وقت ان کے مویشی (سیر شکم ہوکر) ان کے پاس واپس لوٹیں گے ان کے پاس ایک شخص کسی ضرورت کے لیے آئے گا اور وہ کہیں گے: کل ہمارے پاس لوٹ کر آنا تو رات کے وقت اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل فرمادے گا اور ان (میں سے بعض) پر پہاڑ گرا دے گا اور دوسروں کو قیامت کے دن تک بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ فرمادے گا۔ (بخاری) اس روایت میں لفظ "حر" حا اور راء کے ساتھ ہے اور یہی درست ہے۔ شیخ تورپشتی اور صاحب المفاتیح نے اس کی تصریح کی ہے اسی طرح سنن ابوداؤد میں ہے اور اس میں "یروح علیھم رجل بسارحة لھم" کے لفظ ہیں مسلم نے اپنی کتاب میں اس کو اسی طرح روایت کیا ہے۔

"اَلْخَزّ" کپڑے کی ایک قسم ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین اسے پہنتے تھے اور یہ مباح تھی۔ مذکورہ مشکوٰۃ المصابیح میں "اَلْحَرّ" کے الفاظ کو ہی درست قرار دیا گیا ہے اور شارحین نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ بعد والے زمانے میں جو "خز" مشہور ہوا وہ خالص ریشم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

ہے اور حرام ہے' لہٰذا یہ حدیث بطورِ معجزہ آپ ﷺ کی غیبی خبر ہے۔ لیکن زجاجۃ المصابیح میں ''الْحِر'' کے الفاظ کو درست قرار دیا گیا ہے۔ شیخ تورپشتی' ابن عربی اور ابن بطال نے اسی کی تصحیح کی ہے' علامہ عینی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہی درست ہے۔

''الحِر'' کا معنی ہے: فرج' اور کلماتِ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ زنا کو حلال قرار دیں گے۔ اس معنی کے مطابق کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ

کیا اس امت میں بھی شکلیں تبدیل کرنے کا عذاب ہوگا؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں فتنوں کا نزول ہوگا اور صورتیں تبدیل کر دی جائیں گی' لہٰذا مؤمنین کو گناہوں سے بچنا چاہیے تاکہ وہ عذاب اور صورتوں کے مسخ سے محفوظ رہیں۔ علامہ خطابی نے کہا کہ اس حدیث میں بیان ہے کہ اس امت میں بھی مسخ (شکلوں کا بگڑ جانا) اور خسف (زمین میں دھنسایا جانا) واقع ہوگا' جس طرح باقی امتوں پر یہ عذاب آئے۔ جب کہ بعض کا گمان ہے کہ اس امت میں صرف دلوں کا مسخ ہوگا (حقیقی مسخ نہیں ہوگا)۔ میں کہتا ہوں کہ جن احادیث میں مسخ وغیرہ کی نفی ہے' وہ یا تو اس امت کے ابتدائی زمانے پر محمول ہے' لہٰذا وہ احادیث عام ہیں اور اس حدیث کی بناء پر آخری زمانے کی امت اس حکم سے مخصوص ہے' یا تمام امت کا مسخ مراد ہے اور اس حدیث میں بعض امت کا مسخ مراد ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۱۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٢١٤ - وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلَ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں گھبراہٹ کے عالم میں تشریف لائے' آپ فرما رہے تھے: لا الٰہ الا اللہ! عرب کے لیے ہلاکت ہے' اس شر کی وجہ سے جو قریب آچکا ہے' آپ نے اپنے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کا حلقہ بنا کر ارشاد فرمایا: آج یاجوج و ماجوج کی دیوار میں اس قدر سوراخ کر دیا گیا ہے' حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جب کہ ہم میں نیک لوگ موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب فسق و فجور زیادہ ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

٨٢١٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو ان میں جو لوگ بھی موجود ہوتے ہیں' ان سب پر عذاب آتا ہے' پھر انہیں اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

٨٢١٦ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَامَاتَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کو اسی حالت پر اٹھایا جائے گا' جس حالت پر وہ فوت ہوا۔ (مسلم)

بَابُ تَغَيُّرِ النَّاسِ

لوگوں میں تبدیلی کا بیان

لوگوں کی تبدیلی سے کیا مراد ہے؟

ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل جانا تغیر کہلاتا ہے' اور عنوان میں لوگوں کی تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

زمانہ نبوت میں لوگ حق پر قائم تھے۔ احکامِ شرع کو بجالاتے تھے' حق کی اتباع کرتے تھے اور دنیا سے اعراض کرتے تھے اور دنیاوی مال واسباب پر فریفتہ نہیں ہوتے تھے۔ پسندیدہ صفات اور اخلاقِ عظیمہ کے حامل تھے لیکن آخری زمانے میں لوگوں کی حالت بدل جائے گی اور وہ ان صفات کی مخالف صفتوں کے حامل ہوں گے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۶۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۲۱۷ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا النَّاسُ كَالْاِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کا حال تو ان سو اونٹوں کی طرح ہے' جن میں تمہیں سواری کے قابل ایک اونٹ بھی نہیں ملتا۔ (بخاری ومسلم)

مفہوم حدیث کی وضاحت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث پاک سے مراد یہ ہے کہ جس طرح سو اونٹوں میں کوئی ایک بھی جوان' مضبوط اور سواری کے لائق اونٹ نہیں ملتا' اسی طرح لوگوں کا حال ہے کہ سو انسانوں میں ایک شخص بھی دوستی اور محبت کے لائق نہیں ملتا' جو اپنے ساتھی کے ساتھ تعاون کرتا ہو' اور علامہ خطابی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ احکامِ دین میں سب لوگ برابر ہیں۔ ان میں کسی شرافت والے کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہے' جس طرح وہ سو اونٹ جن میں کوئی بھی سواری کے قابل نہیں ہوتا' سب برابر ہوتے ہیں' لیکن پہلا معنی زیادہ واضح ہے' جس کا حاصل یہ ہے کہ پسندیدہ' قابلِ صحبت اور دوستی کے لائق حضرات کا وجود بہت کم ہے' جس طرح کثیر اونٹوں میں طاقت ور اور سواری کے لائق اونٹ کم ملتا ہے' کیونکہ عالم' عامل اور مخلص کا وجود کیمیاء کی طرح ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۲۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۲۱۸ - وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیک لوگ یکے بعد دیگرے چلے جائیں گے' بھوسہ باقی رہ جائے گا' جیسے جَو کا بھوسہ یا ردّی کھجوریں' اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔ (بخاری)

۸۲۱۹ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْاَكَلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَّمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَّلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ لوگ تمہارے خلاف اس طرح متفق ہو جائیں گے جیسے کھانے والے پیالے پر اکٹھے ہو جاتے ہیں' کسی نے عرض کیا: اس دن ہماری کمی کی بناء پر ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: بلکہ اس روز تمہاری کثرت ہوگی' لیکن تم سیلاب کے خس وخاشاک کی طرح خس وخاشاک ہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ کہنے والے نے عرض کیا: یارسول اللہ! کمزوری (کا سبب) کیا ہوگا؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند سمجھنا۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

۸۲۲۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب بھی کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں (دشمن

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قَطَعَ عَنْهُمُ الرِّزْقَ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَافِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَقَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ رَوَاهُ مَالِكٌ.

کا) خوف پیدا کر دیتا ہے اور جب بھی کسی قوم میں زنا عام ہوتا ہے' تو ان میں موت کی کثرت ہو جاتی ہے اور جب بھی کوئی قوم ماپ تول میں کمی کرتی ہے' اللہ ان کے رزق سے برکت اٹھا لیتا ہے' اور جب بھی کوئی قوم ناحق فیصلے کرتی ہے تو ان میں خون ریزی عام ہو جاتی ہے اور جب بھی کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو ان پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (مالک)

۸۲۲۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ خِيَارُكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاؤُكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَاِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ شِرَارُكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاؤُكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَاۤئِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے حکمران' تمہارے بہترین لوگ ہوں اور تمہارے مال دار تمہارے سخی لوگ ہوں اور تمہارے معاملات' تمہارے باہمی مشوروں سے طے ہوں تو زمین کی پشت تمہارے لیے زمین کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی تمہارے لیے زندگی' موت سے بہتر ہے) اور جب تمہارے حکمران' تمہارے بدترین لوگ ہوں اور تمہارے مال دار تمہارے کنجوس لوگ ہوں اور تمہارے معاملات' تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے زمین کی پشت سے بہتر ہے (یعنی تمہارے لیے موت' زندگی سے بہتر ہے)۔ (ترمذی)

۸۲۲۲ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ لَّهٗ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى لِلَّذِيْ كَانَ فِيْهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِيْ هُوَ فِيْهِ الْيَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكُمْ اِذَا غَدَا اَحَدُكُمْ فِيْ حُلَّةٍ وَّرَاحَ فِيْ حُلَّةٍ وَّوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صُحْفَةٌ وَّرُفِعَتْ اُخْرٰى وَسَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِّنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ قَالَ لَا اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِّنْكُمْ يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ' سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سننے والے ایک شخص سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہم مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے آئے' ان پر صرف ایک چادر تھی جس پر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کی سابقہ نعمت و دولت والی حالت اور موجودہ تنگ دستی والی حالت کا خیال کرتے ہوئے آپ رو پڑے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں سے کوئی شخص صبح کے وقت ایک لباس میں ہوگا اور شام کے وقت دوسرے لباس میں ہوگا اور اس کے سامنے ایک پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا پیالہ اٹھایا جائے گا اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے ڈالو گے' جس طرح کعبہ شریف پر غلاف ڈالا جاتا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس وقت ہم آج کے دن سے بہتر حالت میں ہوں گے کہ ہمیں عبادت کے لیے فراغت حاصل ہوگی اور ہم محنت و مشقت سے چھوٹ جائیں گے' آپ نے فرمایا: نہیں! تمہاری موجودہ حالت' اس حالت سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

صحابی کی حالت کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رونے کی حکمت

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو فقر و فاقہ میں دیکھا جب کہ اپنی قوم میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وہ مال دار تھے اور ناز ونعمت میں رہتے تھے تو ان پر شفقت ورحمت کا اظہار فرماتے ہوئے رونے لگے' لیکن ایک دوسرے واقعہ سے اس احتمال کی تائید نہیں ہوتی کہ نبی کریم ﷺ بغیر بستر کے چارپائی پر آرام فرماتے تھے' چارپائی کے نشانات جسم انور پر پڑے ہوئے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شانِ زہد کو دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ قیصر وکسریٰ کی عیش وعشرت کو یاد کر کے رو پڑے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تم اس پر خوش نہیں کہ ان کے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ہے' لہٰذا بہتر یہ ہے کہ حدیث میں رونے کو خوشی پر محمول کیا جائے کہ آپ نے اپنے صحابی کے زہد اور توجہ الی الآخرت کو ملاحظہ فرمایا تو خوشی سے رو پڑے یا ان کے پاس ضروری لباس وغیرہ نہ ہونے پر غم فرماتے ہوئے روئے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۲۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۲۲۳ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَتْ أُمَّتِي الْمُطَيْطِيَاءَ وَخَدِمَتْهُمْ أَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ أَبْنَاءُ فَارِسٍ وَالرُّوْمِ سَلَّطَ اللّٰهُ شِرَارَهَا عَلٰى خِيَارِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت (تکبر سے) اکڑ اکڑ کر چلنے لگے گی اور فارس وروم کے شہزادے ان کے خادم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے بہترین لوگوں پر ان کے بدترین لوگوں کو مسلط فرما دے گا۔ (ترمذی)

۸۲۲۴ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوْا إِمَامَكُمْ تَجْتَلِدُوْا بِأَسْيَافِكُمْ وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم اپنے امام کو قتل کرو گے اور ایک دوسرے پر تلواریں چلانے لگو گے اور تمہارے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث ہوں گے۔ (ترمذی)

۸۲۲۵ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ أَسْعَدُ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دنیا میں تمام لوگوں سے زیادہ کامیاب شخص وہ ہوگا' جو کمینہ ہوگا اور کمینے کا بیٹا ہوگا۔ (ترمذی' بیہقی' دلائل النبوۃ)

۸۲۲۶ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایک دور ایسا آئے گا کہ ان میں دین پر صبر کرنے والا اور دین پر استقامت اختیار کرنے والا اسی طرح ہوگا' جیسے آگ کے انگارے کو ہاتھ میں پکڑنے والا ہوتا ہے۔ (ترمذی)

۸۲۲۷ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ضرور بالضرور تم سابقہ قوموں کی پوری پوری اتباع کرو گے' جس طرح بالشت بالشت کے برابر اور گز گز کے برابر ہوتا ہے' حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی مراد یہود ونصاریٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا: اور کون مراد ہو سکتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

بَابُ الْإِنْذَارِ وَالتَّحْذِيْرِ

ڈرانے اور محتاط کرنے کا بیان

۸۲۲۸ - عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ILM ISLAMIA ACADEMY

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَلَا اِنَّ رَبِّيْ اَمَرَنِيْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهٗ عَبْدًا حَلَالٌ وَاِنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَاَنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ وَاَمَرَتْهُمْ اَنْ يُشْرِكُوْا بِيْ مَا لَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَاَنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِيَكَ وَاَبْتَلِيَ بِكَ وَاَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَؤُهٗ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَاَنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ اِذًا يَثْلَغُوْا رَاْسِيْ فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً قَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اَخْرَجُوْكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَاَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِّثْلَهٗ وَقَاتِلْ بِمَنْ اَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! بے شک میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ان باتوں کی تعلیم دوں' جن کا تمہیں علم نہیں' آج اللہ تعالیٰ نے مجھے جن باتوں کی تعلیم دی' وہ یہ ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) جو مال میں نے اپنے بندے کو عطا فرمایا' وہ حلال ہے اور یقیناً میں نے اپنے تمام بندوں کو باطل سے اعراض کرنے والا اور حق کی طرف میلان رکھنے والا بنایا اور ان کے پاس شیاطین آئے' ان شیاطین نے انہیں ان کے دین سے منحرف کر دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال قرار دی تھیں' اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کو میرا شریک ٹھہرائیں جن (کے وجود پر اور شریک ہونے) پر کوئی دلیل نازل نہیں کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف نظر فرمائی اور عرب و عجم والے تمام لوگوں پر غضب فرمایا' سوائے ان بعض اہل کتاب کے جو دین پر باقی اور ثابت رہے تھے' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے محبوب!) میں نے تمہیں اسی لیے مبعوث فرمایا ہے تاکہ میں تمہیں آزمائش میں ڈالوں اور تمہارے ذریعے مخلوق کی آزمائش کروں اور میں نے تم پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے' جسے کوئی پانی نہیں دھو سکتا' اسے تم سوتے جاگتے پڑھو گے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں قریش کو جلا ڈالوں' میں نے عرض کیا: اے میرے رب! اس صورت میں تو وہ میرا سر کچل ڈالیں گے اور اسے روٹی کی طرح بنا کر رکھ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم انہیں نکالو! جس طرح انہوں نے تمہیں نکالا اور تم ان سے جہاد کرو' ہم تمہارے لیے جہاد کے اسباب اور سامان مہیا فرما دیں گے اور تم (لشکریوں پر) خرچ کرو' ہم تم پر خرچ کریں گے اور تم لشکر روانہ فرماؤ' ہم پانچ گنا لشکر (امداد کے لیے) بھیجیں گے اور اپنی اطاعت کرنے والوں کے ہمراہ اپنی نافرمانی کرنے والوں سے جنگ کرو۔ (مسلم)

حرام بھی رزق ہے

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو مال میں نے اپنے بندوں کو عطا فرمایا' وہ حلال ہے۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

حدیث کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندے کو جو مال عطا فرمایا ہے' وہ اس کے لیے حلال ہے۔ اس سے ان کفار کا انکار مقصود ہے جنہوں نے سائبہ' وصیلہ' بحیرہ اور حام وغیرہ جانور اپنے اوپر حرام کر رکھے تھے اور ہر وہ مال جس کا بندہ مالک ہو اور دوسرے کے حق کا اس کے ساتھ تعلق نہ ہو' وہ اس کے لیے حلال ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۹ ص ۱۹۴' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ حرام رزق نہیں' جب کہ اہل سنت کے نزدیک حرام بھی رزق ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس حدیث کا تقاضا ہے کہ حرام رزق نہیں کیونکہ ہر رزق اللہ نے اپنے اسی بندے تک پہنچایا ہے جس بندے کو وہ رزق عطا فرمایا ہے' اور جو چیز اللہ نے بندے کو عطا کی ہے وہ حلال ہے' لہٰذا ہر رزق جو اللہ نے بندے کو عطا فرمایا ہے وہ حلال ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ جو حلال نہیں' وہ رزق نہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ رزق اور عطا کرنے میں فرق ہے' رزق عطا کرنے سے عام ہے کیونکہ عطا کرنے کی صورت میں مالک بنانے والا معنی پایا جاتا ہے۔ اسی لیے فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو مجھے ہزار روپیہ عطا کرے تو تجھے طلاق اور بیوی نے مرد کو ہزار روپیہ عطا کر دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور ہزار روپیہ مرد کی ملکیت میں داخل ہو جائے گا اور رزق میں مالک بنانے والا معنی نہیں پایا جاتا۔ (اور حدیث میں یہ ہے کہ ہر وہ مال جو میں نے اپنے بندے کو عطا کیا ہے' وہ حلال ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہر وہ رزق جو میں نے بندے کو دیا ہے وہ حلال ہے۔ لہٰذا اس سے حرام کا رزق نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ۱۲ رضوی غفرلہ) (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۲۵ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۲۲۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۝ (الشعراء: ۲۱۴) صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب آیہ مبارکہ: اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۝ (الشعراء: ۲۱۴) نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوہِ صفا پر چڑھ کر پکارنے لگے: اے فہر کے خاندان والو! اے عدی کے خاندان والو! قبائل قریش کو حتیٰ کہ تمام لوگ جمع ہو گئے' آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں گھڑ سواروں کا ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے' تو کیا تم میری تصدیق کرو گے' انہوں نے عرض کی: ہاں! ہم تصدیق کریں گے' ہم نے آپ کو آزمایا ہے اور آپ کو سچا ہی پایا ہے' آپ نے فرمایا: میں تمہیں سامنے والے شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب کہنے لگا: (العیاذ باللہ!) تم پر ہر وقت ہلاکت ہو' کیا تم نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا۔ اس پر سورت "تبّت یدا ابی لھب وتب" نازل ہوئی کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں اور وہ خود ہلاک ہو۔

(بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ نَادٰى يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَأُ اَهْلَهُ فَخَشِيَ اَنْ يَّسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پکارا: اے عبد مناف کے خاندان والو! تمہاری اور میری مثال اس شخص کی طرح ہے' جس نے دشمن کو دیکھ لیا ہو' اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کے لیے دوڑ پڑے کہ کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہنچ جائے' اور بہ آواز بلند پکارنے لگے: "یا صباحاہ" خبردار! ہوشیار!

۸۲۳۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۝ (الشعراء: ۲۱۴) دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آیہ مبارکہ "وانذر عشیرتک الاقربین۝" (الشعراء: ۲۱۴) (اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈرایئے!۝) نازل ہوئی' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قریش کو بلایا اور عوام وخواص سب اکٹھے ہو گئے' آپ نے فرمایا: اے کعب بن لوی کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ' اے عبد شمس کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ' اے عبد مناف کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ' اے بنی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہاشم! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ! اے بنی عبدالمطلب! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ! اے فاطمہ! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ' میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ذاتی طور پر کسی چیز کا مالک نہیں (اس کی اجازت کے بغیر تم سے عذاب دور نہیں کر سکتا) البتہ میری تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے عنقریب میں اس تعلق سے تمہیں فائدہ پہنچاؤں گا۔ (مسلم)

وَفِيْ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَقَالَ صَاحِبُ الْمَدَارِكِ خَصَّهُمْ لِنَفْيِ التُّهْمَةِ اِذِ الْاِنْسَانُ لَيُسَاهِلُ قَرَابَتَهُ اَوْ لِيَعْلَمُوْا اَنَّهُ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَاَنَّ النَّجَاةَ فِيْ اِتِّبَاعِهِ دُوْنَ قُرْبَةٍ.

اور بخاری و مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے گروہِ قریش! اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر فروخت کر دو' میں ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی چیز تم سے دور نہیں کر سکتا' اے عبد مناف کے خاندان والو! میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا' اے عباس بن عبدالمطلب! میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا' اے صفیہ! رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا' اے فاطمہ بنت محمد! مجھ سے جو مال چاہے مانگ لو' میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ صاحب مدارک علیہ الرحمۃ کا بیان ہے: خصوصاً انہیں کا ذکر فرمایا کیونکہ انسان اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نرم برتاؤ کرتا ہے یا اس لیے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ آپ از خود انہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتے اور نجات آپ کی اتباع میں ہے' محض آپ کی قرابت میں نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کو نفع پہنچانے کی بحث

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ کیونکہ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کسی چیز کا مالک نہیں۔ اس حدیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے اہل بیت کو فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے' نبی کریم ﷺ تو روزِ قیامت بابِ شفاعت کھلوائیں گے۔ گناہ گارانِ امت بھی آپ کی شفاعت سے مستفید ہوں گے' بلکہ یہاں وعظ و نصیحت کے مقام پر اپنے اہل بیت اطہار کو شامل فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: جس کا معنی واضح ہے کہ میں از خود اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی عطا کے بغیر کسی کی شفاعت کا اختیار نہیں رکھتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں تخویف و انذار (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے) میں مبالغہ مقصود ہے' ورنہ ان حضرات میں سے بعض کے فضائل احادیث میں مذکور ہیں اور ان حضرات کا جنت میں داخل ہونا مذکور ہے اور احادیث صحیحہ سے گناہ گاروں کے لیے شفاعت ثابت ہے تو پھر آپ کے اقرباء تو بہ طریق اولیٰ شفاعت سے فیض یاب ہوں گے' لیکن اس کے باوجود بے پروائی کا اندیشہ موجود ہے (اس بناء پر بطور مبالغہ وعظ و نصیحت فرمائی)۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۷۲' مطبوعہ تیج کمار لکھنو)

اہل بیت اطہار کی فضیلت میں کثیر احادیث ہیں' چند درج ذیل ہیں:

www.waseemziyai.com

(۱) حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور مجھے خبر دی کہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۶۲۶۲)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مؤمن عورتوں کی یا فرمایا: اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۶۲۶۳)

(۳) جب روزِ قیامت ہوگا تو عرش سے ایک منادی نداء دے گا: اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا لو اور اپنی نگاہیں نیچی کر لو حتی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پل صراط سے ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں گزر جائیں۔

(کنز العمال علیٰ ہامش مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۹۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۴) میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جسے حیض نہیں آتا اور اس کا نام فاطمہ اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیا ہے۔ (کنز العمال علیٰ ھامش مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۹۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برسرِ منبر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ داری اپنی قوم کو فائدہ نہیں دیتی۔ سنو! اللہ کی قسم! میری رشتہ داری دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچاتی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

محب طبری نے اس کا شافی جواب دیا ہے۔ مناوی نے اسے کبیر میں اور صبان نے اسعاف میں نقل کیا ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتی طور پر کسی کے لیے کسی چیز کے بھی مالک نہیں نہ نفع کے نہ نقصان کے البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے رشتہ داروں کو نفع پہنچانے بلکہ آپ کی تمام امت کو شفاعتِ عامہ اور شفاعتِ خاصہ کے ساتھ نفع پہنچانے کا مالک بنایا ہے لہٰذا آپ اسی چیز کے مالک ہیں جس کا اللہ نے آپ کو مالک بنایا ہے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ آپ نے فرمایا: لیکن میری رشتہ داری ہے جس کے فیض سے میں تمہیں فیض یاب کروں گا یعنی جس کے ذریعے تمہارے ساتھ صلہ رحمی کروں گا۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان "لا اغنی عنکم من اللّٰہ شیئاً" سے مراد یہ ہے کہ میں محض ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شانِ شفاعت و مغفرت کے بغیر از خود تمہیں اللہ سے بالکل بے نیاز نہیں کر سکتا اور آپ نے ڈرانے والے مقام کا لحاظ کرتے ہوئے اور اپنے رشتہ داروں کو عمل پر برانگیختہ کرنے کے لیے اور یہ واضح کرنے کے لیے کہ باقی لوگوں کی بہ نسبت تم اللہ سے ڈرنے کے زیادہ حق دار ہو۔ ان وجوہ کی بناء پر آپ نے ان کو خطاب فرمایا۔ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۱۰۳ مطبوعہ مطبعہ یمنیہ مصر)

۸۲۳۱ - وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ بَدَاَ نُبُوَّۃً وَّرَحْمَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ خِلَافَۃً وَّرَحْمَۃً ثُمَّ مُلْکًا عَضُوْضًا ثُمَّ کَائِنٌ جَبْرِیَّۃً وَّعُتُوًّا وَّفَسَادًا فِی الْاَرْضِ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحَرِیْرَ وَالْفُرُوْجَ وَالْخُمُوْرَ یُرْزَقُوْنَ عَلٰی ذٰلِکَ وَیُنْصَرُوْنَ حَتّٰی یَلْقَوُا اللّٰہَ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابو عبیدہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ کام نبوت و رحمت کی صورت میں شروع ہوا پھر یہ خلافت و رحمت بن جائے گا پھر ظلم والی بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گا پھر جبر و زیادتی سرکشی اور زمین میں فساد کی صورت میں تبدیل ہو جائے گا لوگ ریشم زنا اور شراب کو حلال قرار دیں گے اس کے باوجود انہیں رزق دیا جائے گا اور ان کی مدد کی جائے گی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔ (بیہقی شعب الایمان)

۸۲۳۲ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ عَنْ حُذَیْفَۃَ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ قَالَ حَبِيْبٌ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبْتُ اِلَيْهِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اُذَكِّرُهُ اِيَّاهُ وَقُلْتُ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدَ الْمُلْكِ الْعَاضِ وَالْجَبْرِيَّةِ فَسُرَّبِهٖ وَاَعْجَبَهٗ يَعْنِيْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ وَالْمُرَادُ بِكَوْنِ الْخِلَافَةِ ثَانِيًا عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ زَمَنُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْمَهْدِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا تم میں نبوت قائم رہے گی' پھر وہ طریقِ نبوت پر خلافت میں تبدیل ہو جائے گی اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ قائم رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا' پھر وہ ظلم و ستم والی بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گی اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ برقرار رہے گی' پھر وہ جبر و زیادتی والی بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گی اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ برقرار رہے گی' پھر وہ نبوت کی طرز پر خلافت میں تبدیل ہو جائے گی' پھر آپ خاموش ہو گئے۔ حبیب بن سالم کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ امرِ خلافت پر متمکن ہوئے تو میں نے انہیں یاد دلانے کے لیے ان کی طرف یہ حدیث لکھ کر بھیجی اور میں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ ظالم و جابر بادشاہوں کے بعد امیر المؤمنین ہوں گے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اس پر خوش ہوئے اور انہیں یہ بات پسند آئی۔ (احمد' بیہقی' دلائل النبوۃ) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ خلافت کے دوبارہ طریقِ نبوت پر ہونے سے مراد حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے۔

٨٢٣٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُكْفَأُ قَالَ زَيْدُ ابْنُ يَحْيَى الْهَمَاوِيُّ يَعْنِي الْاِسْلَامَ كَمَا يُكْفَأُ الْاِنَاءُ يَعْنِي الْخَمْرَ قِيْلَ فَكَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ فِيْهَا مَا بَيَّنَ قَالَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اِسْمِهَا فَيَسْتَحِلُّوْنَهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: سب سے پہلے جو چیز اوندھی کی جائے گی۔ زید بن یحییٰ ہماوی کہتے ہیں: یعنی (سب سے پہلے) اسلام سے (جو چیز اوندھی کی جائے گی) جیسا کہ برتن کو اوندھا کیا جاتا ہے' وہ شراب ہے' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ کیسے ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس شراب کے متعلق جو بیان فرمانا تھا وہ بیان فرما دیا ہے' آپ نے فرمایا: لوگ اس کا نام تبدیل کر کے اور نام رکھ لیں گے اور اسے حلال قرار دیں گے۔ (دارمی)

٨٢٣٤ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّتِيْ هٰذِهٖ اُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس امت پر رحمت فرمائی گئی ہے' اس پر آخرت میں عذاب نہیں' اس کا عذاب دنیا میں فتنے اور زلزلے اور قتل ہیں۔ (ابوداؤد)

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

كِتَابُ الْفِتَنِ
فتنوں کا بیان

"فتن" کی لغوی تحقیق

"فتن" "فتنہ" کی جمع ہے، جس طرح محن، محنت کی جمع ہے، اس کا معنی ہے: آزمائش، کسی چیز کو پسند کرنا، کسی چیز پر فریفتہ ہونا اور گمراہ ہونا، گمراہ کرنا، گناہ، کفر، فضیحت و رسوائی، عذاب، سونے چاندی کو پگھلانا، جنون، مال و اولاد کی محبت اور لوگوں کا رائے میں اختلاف کرنا بھی اس کا معنی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۷۵، مطبوعہ تیج کمار، لکھنؤ)

٨٢٣٥ - عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَّا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذٰلِكَ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابِي هٰؤُلَاءِ وَإِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيتُهُ فَأَرَاهُ فَأَذْكُرُهُ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ إِذَا رَاٰهُ عَرَفَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سامنے کھڑے ہوئے (اور خطبہ ارشاد فرمایا) آپ نے اس مقام میں قیامت تک ہونے والی ہر چیز کو بیان کر کے چھوڑا، اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا، میرے یہ دوست اس بات کو جانتے ہیں، اور بے شک ان میں سے کوئی چیز واقع ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں اور میں اسے دیکھتا ہوں تو وہ چیز مجھے اس طرح یاد آ جاتی ہے جیسے ایک شخص دوسرے شخص کا چہرہ یاد رکھتا ہے کہ جب وہ شخص اس سے غائب ہو جاتا ہے، پھر وہ اسے دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعتِ علمی کا بیان ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو قیامت تک وقوع پذیر ہونے والی ہر چیز کا علم عطا فرما دیا۔ اگر آپ کو علم نہ ہوتا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کیسے بیان فرماتے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ آپ کو خاص اسی وقت علم فرمایا گیا تھا، پھر علم نہ رہا تو اس کا یہ دعویٰ محض بلا دلیل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم عطا فرما کر بھلایا نہیں جاتا۔ بعض اوقات کسی حکمت کی بناء پر نسیان طاری ہوتا تھا لیکن نسیان کی وہ حالت برقرار نہیں رہتی تھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ. اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے۔

(الاعلیٰ: ۶-۷)

ایسا دعویٰ کرنے والوں کے پاس کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ علوم عطا فرما کر واپس لے لیے۔ ہاں! ہمارے پاس واضح دلائل ہیں کہ اللہ رب العزت نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ علوم عطا فرما کر واپس نہیں لیے بلکہ ان میں اضافہ ہی فرماتا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رہا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى○   اور بے شک آپ کی بعد والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے○

(الضحیٰ:۴)

اس آیۂ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے علوم میں ''یومًا فیومًا'' ترقی ہی ہوتی رہتی ہے۔اگر علوم عطا کر کے واپس لے لیے جائیں تو آپ کی بعد والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر کیسے ہوگی کیونکہ علم والی حالت لاعلمی والی حالت سے بہتر ہوتی ہے' نیز اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علوم غیبیہ حاصل ہیں' کیونکہ آنے والے واقعات غیب ہیں' انہیں بیان کرنا غیب کی خبر دینا ہے اور غیب کی خبر وہی دے سکتا ہے جسے غیب کا علم ہو۔اس صریح حدیث کے بعد کسی مولوی کا یہ کہنا کہ علم غیب کے بارے میں نبی اور غیر نبی یکساں بے خبر اور نادان ہیں' کتنی جاہلانہ بات ہے۔قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے کے بعد ایسی خرافات وہی زبان پر لا سکتا ہے' جو مقام رسالت سے ناآشنا ہو۔اللہ رب العزت تو نبی و غیر نبی میں فرق واضح فرماتا ہے۔ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ.   اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے' ہاں! اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں کو جنہیں چاہتا ہے۔

(آل عمران:۱۷۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ. (الجن:۲۵-۲۶)   غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا○ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ○   اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں○

(التکویر:۲۴)

اگر آپ کو اللہ کی عطا سے غیب کا علم نہیں تو غیب کیسے بتا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا○ (النساء:۱۱۳)   اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے○

جو کچھ آپ نہ جانتے تھے وہ آپ سے غیب تھا' اللہ نے آپ کو بتلا دیا تو اس کا معنی یہی ہوا کہ اللہ نے آپ کو غیب کی تعلیم دے دی۔اللہ تعالیٰ آپ کو غیب کی تعلیم دے اور آپ کو غیب کا علم نہ آئے' یہ کیسے ہو سکتا ہے' نہ اللہ کی تعلیم میں کوئی کمی ہے' نہ محبوبِ کریم ﷺ کی استعداد اور قابلیت میں کوئی کمی ہے۔اس کے باوجود یہ کہنا کہ قرآن وسنت میں یہ کہیں نہیں کہ نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم حاصل ہے' یہ قوم کو کتنا بڑا مغالطہ دینا ہے' پھر عجیب منطق کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے غیب سے آگاہ فرما دیا تو وہ چیزیں آپ کے لیے غیب نہ رہیں' ظاہر ہو گئیں اور ان کا علم علمِ غیب نہ رہا' لہٰذا آپ کے علم پر علمِ غیب کا اطلاق درست نہیں۔اگر اس انوکھی اور جاہلانہ منطق کو تسلیم کیا جائے تو اللہ رب العزت کو عالم الغیب کہنا درست نہ ہو کیونکہ اللہ رب العزت سے تو کوئی چیز مخفی نہیں۔اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا یہی معنی ہے کہ جو چیزیں دوسروں سے غیب ہیں' اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے اور نبی کریم ﷺ کے علمِ غیب کا بھی یہی معنی ہے کہ جو چیزیں لوگوں کی نگاہ سے مخفی ہیں' اللہ کی عطا سے نگاہِ نبوت کی ان تک رسائی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہے۔ اگرچہ کثیر دلائل سے نبی کریم ﷺ کے لیے علمِ غیب کا ثبوت ہے مگر اس کے باوجود علمائے اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب کہنا درست نہیں کیونکہ عرفاً اور شرعاً یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔ سیدی و مرشدی محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہم بھی عرفاً غیر خدا عزوجل پر نہیں کرتے۔ (مناظرہ بریلی ص ۱۰۶' مطبوعہ مکتبہ حامدیہ' لاہور)

اور امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے بھی یہی بیان فرمایا:

مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ کے بتائے سے اُمورِ غیب پر انہیں اطلاع ہے۔

(الامن والعلیٰ ص ۲۰۳' مطبوعہ نوری کتب خانہ' لاہور)

جب کہ بعض لوگ نبی کریم ﷺ کے لیے علمِ غیب تسلیم کرنے پر چیں بہ جبیں ہوتے ہیں مگر جب ماننے پر آتے ہیں تو جانوروں' پاگلوں اور بچوں کے لیے بھی علم غیب تسلیم کر لیتے ہیں۔ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ لکھتے ہیں:

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بہ قولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب' اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے' ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون (بچے اور پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چار پایوں) کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۱۵' مطبوعہ ادارہ فروغ اسلام' سعید منزل' کراچی)

اس گستاخانہ عبارت میں جہاں نبی کریم ﷺ کی توہین کی گئی ہے' وہیں زید و عمرو بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے بعض علوم غیبیہ تسلیم کیے گئے ہیں۔

۸۲۳۶ - وَعَنْهُ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَصْحَابِیْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰى اَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَّعَهٗ ثَلَاثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَاسْمِ قَبِيْلَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ بہ خدا! میں نہیں جانتا کہ میرے دوست بھول گئے ہیں یا بھولنے والے بن گئے ہیں' اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے ختم ہونے تک واقع ہونے والے کسی ایسے فتنے کے قائد کا ذکر نہیں چھوڑا' جن کی تعداد تین سو یا اس سے زائد تک پہنچتی ہے' آپ نے ہمیں اس کا نام' اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بیان فرما دیا۔

(ابوداؤد)

۸۲۳۷ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَسْاَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ اَسْاَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُّدْرِكَنِیْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا كُنَّا فِیْ جَاهِلِيَّةٍ وَّشَرٍّ فَجَاءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ قَالَ قَوْمٌ يَّسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِیْ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِیْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے جب کہ میں آپ سے شر کے متعلق سوال کیا کرتا تھا' اس خوف سے کہ وہ شر کہیں مجھ تک نہ پہنچ جائے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت اور بُرائی میں تھے' اللہ تعالیٰ (آپ کے وجودِ مسعود کی برکت سے) ہمارے لیے یہ خیر لے آیا' تو کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور اس خیر میں کدورت اور ملاوٹ ہوگی' میں نے عرض کیا: اس خیر کی کدورت کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: وہ ایسے لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف طریقہ اختیار کریں گے اور میری عادت کے خلاف عادت اپنائیں گے' ان میں کچھ باتیں پسندیدہ ہوں گی اور کچھ باتیں ناپسندیدہ

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOMIL ISLAMIA ACADEMY

عَلٰی اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ اِنْ اَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہوں گی' میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جہنم کے دروازے کی طرف بلانے والے ہوں گے' جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا' اسے وہ جہنم میں پھینک دیں گے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں ان کی صفات بیان فرمائیں' آپ نے فرمایا: وہ ہمارے قبیلوں سے ہوں گے اور ہماری زبانوں میں ہی کلام کریں گے' میں نے عرض کیا: اگر میں انہیں پاؤں تو میرے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑے رہنا' میں نے عرض کیا: اگر ان کی کوئی جماعت نہ ہو' اور نہ کوئی امام ہو؟ فرمایا: پھر تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑنا پڑے حتیٰ کہ تمہیں اسی حالت پر موت آ جائے۔

(بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ يَكُوْنُ بَعْدِيْ اَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُوْنَ بِهُدَايَ وَلَا يَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِيْ وَسَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ فِيْ جُثْمَانِ اِنْسٍ قَالَ حُذَيْفَةُ قُلْتُ كَيْفَ اَصْنَعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ قَالَ تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ الْاَمِيْرَ وَاِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَاُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَاَطِعْ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے بعد ایسے امام ہوں گے جو نہ میری سیرت کو اختیار کریں گے اور نہ میری سنت پر چلیں گے' ان میں کچھ آدمی کھڑے ہوں گے جن کے دل انسانی جسموں میں شیطانوں کے دل ہوں گے' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں انہیں پاؤں تو ان کے ساتھ کیا معاملہ کروں؟ فرمایا: تم امیر کی بات سننا اور امیر کی پیروی کرنا اگرچہ تمہاری پشت پر مارا جائے اور تمہارا مال لے لیا جائے' پس تم سننا اور اطاعت کرنا۔

٨٢٣٨ - وَعَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَكُوْنُ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ شَرٌّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا الْعِصْمَةُ قَالَ السَّيْفُ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ قَالَ نَعَمْ تَكُوْنُ اِمَارَةٌ عَلٰى اَقْذَاءٍ وَهُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَنْشَاُ دُعَاةُ الضَّلَالِ فَاِنْ كَانَ لِلّٰهِ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةٌ جَلَدَ ظَهْرَكَ وَاَخَذَ مَالَكَ فَاَطِعْهُ وَاِلَّا فَمُتْ وَاَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلِ شَجَرَةٍ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ بَعْدَ ذٰلِكَ مَعَهُ نَهْرٌ وَّنَارٌ فَمَنْ وَقَعَ فِيْ نَارِهٖ وَجَبَ اَجْرُهٗ وَحُطَّ وِزْرُهٗ وَمَنْ وَقَعَ فِيْ نَهْرِهٖ وَجَبَ وِزْرُهٗ وَحُطَّ اَجْرُهٗ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يُنْتَجُ الْمُهْرُ فَلَا يُرْكَبُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا جس طرح کہ اس خیر سے پہلے شر تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: اس شر سے نجات کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: تلوار' میں نے عرض کیا: کیا تلوار کے بعد بھی کچھ باقی رہے گا؟ فرمایا: ہاں! ناپسندیدہ اُمور کے ارتکاب کے باوجود حکومت ہوگی اور کدورت ونفاق کے ساتھ صلح ہو گی' میں نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر گمراہی کی طرف بلانے والے ہوں گے' اگر زمین میں اللہ تعالیٰ کا کوئی خلیفہ ہو جو تمہاری پشت پر کوڑے مارے اور تمہارا مال لے لے تو تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ تم اس حالت میں مر جانا کہ تم نے درخت کے تنے کو دانتوں سے پکڑا ہوا ہو' میں نے عرض کیا: پھر کیا ہو جو اس کی آگ میں گر پڑا' اس کا اجر وثواب ثابت ہو جائے گا اور اس کے گناہ ختم کر دیئے جائیں گے اور جو کوئی اس کی نہر میں گر پڑا' اس کے گناہ ثابت ہو جائیں گے اور اس کا اجر وثواب ضائع کر دیا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر گھوڑی بچہ جنے گی اور اس پر سواری نہیں کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-E ISLAMIA ACADEMY

جائے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔گا؟ فرمایا: پھر اس کے بعد دجال ظاہر ہوگا' جس کے ساتھ نہر اور آگ ہوگی۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ هُدْنَةٌ عَلٰى دُخْنٍ وَّجَمَاعَةٍ عَلٰى اِقْذَاءٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْهُدْنَةُ عَلَى الدُّخْنِ مَا هِیَ قَالَ لَا تَرْجِعُ قُلُوْبُ اَقْوَامٍ عَلَى الَّذِیْ كَانَتْ عَلَیْهِ قُلْتُ هَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَیْرِ شَرٌّ قَالَ فِتْنَةٌ عَمْیَاءُ صَمَّاءُ عَلَیْهَا دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ النَّارِ فَاِنْ مُتَّ یَا حُذَیْفَةُ وَاَنْتَ عَاضٌ عَلٰى جِذْلٍ خَیْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تَتَّبِعَ اَحَدًا مِّنْهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: کدورت کے باوجود صلح ہو گی اور ناپسندیدہ اُمور پر اجتماع ہوگا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کدورت پر صلح کیا ہوگی؟ فرمایا: لوگوں کے دل سابقہ حالت پر نہیں لوٹیں گے' میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: اندھے' بہرے فتنے ہوں گے جن پر جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے لوگ ہوں گے' اے حذیفہ! اگر تم اس حالت میں فوت ہو گئے کہ تم نے درخت کے تنے کو دانتوں سے پکڑا ہوا ہو تو یہ تمہارے لیے ان میں سے کسی کی اتباع کرنے سے بہتر ہے۔

(ابوداؤد)

٨٢٣٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ بَكْمَاءُ عَمْیَاءُ مَنْ اَشْرَفَ لَهَا اِسْتَشْرَفَتْ لَهٗ وَاَشْرَافُ اللِّسَانِ فِیْهَا كَوُقُوْعِ السَّیْفِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عنقریب فتنے بہرے' گونگے' اندھے ہوں گے' جو کوئی ان فتنوں کے قریب ہو گا' وہ اسے کھینچ لیں گے' اور ان فتنوں میں زبان کھولنا' تلوار چلنے کی طرح ہے۔

(ابوداؤد)

٨٢٤٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْفِتَنَ فَاَكْثَرَ فِیْ ذِكْرِهَا حَتّٰى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْاَحْلَاسِ قَالَ قَائِلٌ وَّمَا فِتْنَةُ الْاَحْلَاسِ قَالَ هِیَ هَرَبٌ وَّحَرْبٌ ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ دَخْنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَیْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ مِنِّیْ وَلَیْسَ مِنِّیْ اِنَّمَا اَوْلِیَاءِیَ الْمُتَّقُوْنَ ثُمَّ یَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلٰى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلٰى ضِلَعٍ ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَیْمَاءِ لَا تَدَعُ اَحَدًا مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً فَاِذَا قِیْلَ اِنْقَضَتْ تَمَادَتْ یُصْبِحُ الرَّجُلُ فِیْهَا مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ كَافِرًا حَتّٰى یَصِیْرَ النَّاسُ اِلٰى فُسْطَاطَیْنِ فُسْطَاطُ اِیْمَانٍ لَا نِفَاقَ فِیْهِ وَفُسْطَاطُ نِفَاقٍ لَا اِیْمَانَ فِیْهِ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ یَوْمِهٖ اَوْ مِنْ غَدِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور بہت زیادہ ذکر فرمایا حتیٰ کہ آپ نے چٹائی کے فتنے کا ذکر کیا' حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا: چٹائی کا فتنہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بھاگ دوڑ اور لوٹ مار ہے' پھر خوش حالی کا فتنہ ہے جس کا فساد میرے اہل بیت کے ایک شخص کے قدموں کے نیچے ہوگا' اس کا گمان ہوگا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ میرے دوست تو متقی پرہیزگار لوگ ہیں' پھر لوگ ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائیں گے جو پہلو پر سرین کی طرح ہوگا (نااہل ہوگا)' پھر تاریک فتنہ ہوگا جو اس امت میں سے کسی کو طمانچہ لگائے بغیر نہیں چھوڑے گا' جب کہا جائے گا کہ یہ فتنہ گزر گیا ہے تو وہ اور پھیل جائے گا' اس فتنہ میں آدمی صبح مؤمن ہونے کی حالت میں گزارے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ لوگ دو خیموں کی طرف رجوع کریں گے' ایک ایمان کا خیمہ ہوگا جس میں نفاق نہیں ہوگا اور ایک نفاق کا خیمہ ہوگا جس میں ایمان نہیں ہوگا' جب یہ حالت ہو جائے گی تو تم اسی دن یا اگلے دن دجال کا انتظار کرنا۔ (ابوداؤد)

٨٢٤١ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَّيُمْسِيْ كَافِرًا وَيُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ فَكَسِّرُوْا فِيْهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا فِيْهَا اَوْتَارَكُمْ وَاضْرِبُوْا سُيُوْفَكُمْ بِالْحِجَارَةِ فَاِنْ دُخِلَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْكُمْ فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ اٰدَمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

قیامت کے آنے سے پہلے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ظاہر ہوں گے' ان فتنوں میں آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا' ان فتنوں کے زمانے میں بیٹھنے والا شخص کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا شخص دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' تم ان فتنوں میں اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور اپنی تانتیں کاٹ ڈالنا اور اپنی تلواریں پتھروں پر مار دینا اور اگر تم میں سے کسی پر وہ فتنہ آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں بیٹوں میں سے بہتر بیٹے (یعنی ہابیل) کی طرح ہو جائے۔ (ابوداؤد)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ ذَكَرَ اِلٰى قَوْلِهٖ خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ ثُمَّ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ كُوْنُوْا اَحْلَاسَ بُيُوْتِكُمْ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْفِتْنَةِ كَسِّرُوْا فِيْهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا فِيْهَا اَوْتَارَكُمْ وَالْزَمُوْا فِيْهَا اَجْوَافَ بُيُوْتِكُمْ وَكُوْنُوْا كَابْنِ اٰدَمَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ''خیر من الساعی'' تک یہ حدیث پاک مذکور ہے (اور ان الفاظ کے بعد والی عبارت مذکور نہیں اور اس کے بعد یہ عبارت مذکور ہے کہ) پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: تم گھروں کی چٹائیوں کی طرح بن جانا' اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتنہ میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور اپنی کمانوں کی تانتیں کاٹ دینا اور اپنے گھروں کے اندرونی حصے کو لازم پکڑ لینا اور آدم علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ہو جانا۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

٥٢٤٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِيْ كَافِرًا وَّيُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا يَّبِيْعُ دِيْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آنے والے فتنوں سے پہلے اعمال کرلو' جن فتنوں میں آدمی صبح مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا' اور دنیا کے ساز و سامان کے عوض اپنا ایمان فروخت کر دے گا۔ (مسلم)

٥٢٤٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَّجَدَ مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب فتنے ہوں گے جن میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے آدمی سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا شخص چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' جو ان فتنوں کے قریب ہوگا' فتنے اس کے قریب ہو جائیں گے جس شخص کو کوئی جائے پناہ یا ٹھکانا ملے تو اس کی پناہ لے لے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ النَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَقْظَانِ وَالْيَقْظَانُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ فَمَنْ

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: فتنے ظاہر ہوں گے جن میں سویا ہوا شخص بیدار آدمی سے بہتر ہوگا اور بیدار کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' جس شخص کو کوئی جائے پناہ یا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

وَّجَدَ مَلْجَأً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ بِهٖ.

ٹھکانا ملے تو اس کی پناہ لے لے۔

٨٢٤٤ - وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتَنٌ اَلَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلْقَاعِدُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ فِيْهَا وَالْمَاشِیْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ اِلَيْهَا اَلَا فَاِذَا وَقَعَتْ فَمَنْ كَانَ لَهٗ اِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِاِبِلِهٖ وَمَنْ كَانَ لَهٗ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهٖ وَمَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِاَرْضِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ اِبِلٌ وَّلَا غَنَمٌ وَّلَا اَرْضٌ قَالَ يَعْمَدُ اِلٰى سَيْفِهٖ فَيَدُقُّ عَلٰى حَدِّهٖ بِحَجَرٍ ثُمَّ لِيَنْجُ اِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ اُكْرِهْتُ حَتّٰى يُنْطَلَقَ بِیْ اِلٰى اَحَدِ الصَّفَّيْنِ فَضَرَبَنِیْ رَجُلٌ بِسَيْفِهٖ اَوْ يَجِیْءُ سَهْمٌ فَيَقْتُلُنِیْ قَالَ يَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ وَاِثْمِكَ وَيَكُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے' آگاہ ہو جاؤ! پھر فتنے ظاہر ہوں گے' آگاہ ہو جاؤ! پھر فتنے ظاہر ہوں گے' ان فتنوں میں بیٹھا ہوا شخص' چلنے والے آدمی سے بہتر ہو گا اور چلنے والا' ان کی طرف دوڑ کر جانے والے سے بہتر ہو گا' سن لو! جب وہ فتنے واقع ہوئے تو جس شخص کے پاس اونٹ ہوں' وہ اپنے اونٹوں میں چلا جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں' وہ اپنی بکریوں میں چلا جائے اور جس کے پاس زمین ہو' وہ اپنی زمین میں چلا جائے' ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں بیان فرمائیں! جس شخص کے پاس نہ اونٹ ہو' نہ بکریاں' نہ زمین (وہ کیا کرے؟) آپ نے فرمایا: وہ اپنی تلوار کی طرف متوجہ ہو' اور اس کی دھار پر پتھر مار دے' پھر اگر وہ نجات حاصل کر سکتا ہو تو نجات حاصل کرے' تین بار فرمایا: اے اللہ! میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! بتلائیں! اگر مجھے مجبور کر کے کسی ایک صف میں داخل کر دیا جائے' پھر کوئی شخص مجھے اپنی تلوار سے مارے یا کوئی تیر آئے اور مجھے قتل کر دے؟ آپ نے فرمایا: وہ شخص تیرا اور اپنا گناہ لے کر لوٹے گا اور جہنمی ہو گا۔ (مسلم)

٨٢٤٥ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يُّتَّبَعُ بِهَا شَعَفُ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعُ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی' جنہیں وہ لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں یا بارش برسنے کی جگہ پر چلا جائے گا اور اپنا دین لے کر فتنوں سے بھاگے گا۔ (بخاری)

گوشہ نشینی اور باہمی میل جول میں کون سا طریقہ افضل ہے؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشہ نشینی افضل ہے' جب کہ شرعی احکام وقواعد کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں لوگوں میں مل جل کر رہنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اسلام دینِ محبت ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ماننے والے مل جل کر' محبت کے ساتھ زندگی گزاریں' اور میل جول کے بغیر انسانی معاشرہ کی بقا کا تصور نہیں۔ نماز پنجگانہ باجماعت مشروع کی گئی ہے تا کہ اہل محلّہ کا باہمی میل جول ہو' نماز جمعہ مشروع کی گئی تا کہ شہر کے لوگوں کی آپس میں ملاقات ہو' نماز عید مشروع کی گئی تا کہ پورے علاقہ کے لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کریں اور ان کے احوال سے واقف ہوں' حج فرض کیا گیا تا کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا باہمی اجتماع ہو۔ ان امور سے پتا چلتا ہے کہ لوگوں میں مل جل کر رہنا اسلامی مزاج کے مطابق ہے اور تنہائی سے افضل ہے جب کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشہ نشینی اور تنہائی افضل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں کوئی تعارض نہیں' دراصل حالات' اوقات اور اشخاص کے لحاظ سے احکام مختلف ہیں' ایک آدمی کے لیے گوشہ نشینی افضل ہوتی ہے تو دوسرے کے لیے میل جول افضل ہوتا ہے اور بسا اوقات ایک ہی آدمی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کے لیے ایک وقت یا حالت میں میل جول افضل ہوتا ہے' لیکن دوسرے وقت یا حالت میں گوشہ نشینی افضل ہوتی ہے۔ ایک عالم صالح لوگوں میں مل جل کر رہے گا' انہیں وعظ ونصیحت کرے گا اور ان کی اصلاح کرے گا' ایسے شخص کے لیے گوشہ نشینی بہتر نہیں اور ایک آدمی لوگوں کے درمیان رہ کر اپنے ایمان کی حفاظت نہیں کرسکتا' ایسے آدمی کے لیے گوشہ نشینی کا حکم ہے۔ برے ہم نشین کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے اور نیک آدمی کی صحبت تنہائی سے بہتر ہے۔

٨٢٤٦ ـ وَعَنْ اُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ قَالَتْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فِيْهَا قَالَ رَجُلٌ فِيْ مَاشِيَتِهٖ يُؤَدِّيْ حَقَّهَا وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ وَ رَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ يُخِيْفُ الْعَدُوَّ وَيُخَوِّفُوْنَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ام مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتنے کا ذکر فرمایا اور اسے قریب بیان فرمایا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس فتنہ میں بہترین شخص کون ہوگا؟ فرمایا: جو آدمی اپنے مویشیوں میں رہے اور ان کا حق ادا کرے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت کرے اور وہ آدمی جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے ہو' وہ اپنے دشمن کو ڈراتا ہو' اور دشمن اسے ڈراتے ہوں۔ (ترمذی)

٨٢٤٧ ـ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ رَدِيْفًا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا جَاوَزْنَا بُيُوْتَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ جُوْعٌ تَقُوْمُ عَنْ فِرَاشِكَ وَلَا تَبْلُغُ مَسْجِدَكَ حَتّٰى يُجْهِدَكَ الْجُوْعُ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَعَفَّفْ يَا اَبَاذَرٍّ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ مَوْتٌ يَبْلُغُ الْبَيْتُ الْعَبْدَ حَتّٰى اَنَّهٗ يُبَاعُ الْقَبْرُ بِالْعَبْدِ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَصَبَّرْ يَا اَبَا ذَرٍّ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ قَتْلٌ تَغْمُرُ الدِّمَاءُ اَحْجَارَ الزَّيْتِ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَاْتِيْ مَنْ اَنْتَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ وَاَلْبَسُ السِّلَاحَ قَالَ شَارَكْتَ الْقَوْمَ اِذَا قُلْتُ فَكَيْفَ اَصْنَعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْ خَشِيْتَ اَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ فَاَلْقِ نَاحِيَةَ ثَوْبِكَ عَلٰى وَجْهِكَ لِيَبُوْءَ بِاِثْمِكَ وَاِثْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز دراز گوش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے سوار تھا' جب ہم مدینہ منورہ کی آبادی سے نکل گئے تو آپ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ منورہ میں بھوک اور قحط سالی ہوگی' تم اپنے بستر سے کھڑے ہوگے لیکن اپنی مسجد تک نہیں پہنچ سکوگے حتیٰ کہ بھوک تمہیں مشقت میں ڈال دے گی (اور تمہیں مسجد تک جانے سے عاجز کر دے گی)' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' فرمایا: پاک دامنی اختیار کرنا' اے ابوذر! پھر فرمایا: اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ منورہ میں عام موت ہوگی (نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ) گھر غلام کی قیمت کو پہنچ جائے گا' حتیٰ کہ قبر غلام کے عوض فروخت ہوگی' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: اے ابوذر! صبر اختیار کرنا' پھر فرمایا: اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ منورہ میں قتل عام ہوگا (حتیٰ کہ) خون احجار الزیت کے مقام کو ڈھانپ لے گا' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: تم اپنوں کے پاس چلے جانا' میں نے عرض کیا: میں ہتھیار پہن لوں گا' آپ نے فرمایا: پھر تو تم قوم کے ساتھ ہی شامل ہوجاؤ گے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر میں کیا کروں؟ فرمایا: اگر تمہیں خوف ہو کہ تلوار کی شعاعیں تم پر غالب آ جائیں گی تو اپنے کپڑے کا کنارہ اپنے چہرہ پر ڈال لینا تاکہ وہ تمہارا اور اپنا گناہ لے کر لوٹے۔ (ابوداؤد)

غلام کے عوض قبر فروخت ہونے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قبر غلام کے عوض فروخت کی جائے گی۔ اس فرمان سے کیا مراد ہے؟

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ قبر کی جگہیں تنگ پڑ جائیں گی اور لوگ ایک قبر کی جگہ غلام کے عوض فروخت کرنے لگیں گے' لیکن علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ موت کتنی بھی پھیل جائے' جگہ ختم نہیں ہوتی' اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں قبر کی جگہ سے معروف قبرستان مراد ہیں کہ لوگوں کی عادت ہے کہ مردوں کو انہی قبرستانوں میں دفن کرتے ہیں (اور مراد یہ ہے کہ قبرستانوں میں جگہ تنگ پڑ جائے گی' لہٰذا دوسری جگہ دفن پر لوگ مجبور ہوں گے اور ان جگہوں کے مالک ایک قبر کی جگہ کی اتنی قیمت وصول کریں گے)' اور شرح السنہ میں ہے کہ موت کی کثرت کی بناء پر لوگ مردوں کے دفن میں اتنے مشغول ہو جائیں گے کہ کوئی قبر کھودنے والا نہیں ملے گا اور ایک قبر کھودنے کی اجرت غلام کی قیمت کے برابر ہو جائے گی اور ایک قول یہ ہے کہ موت اتنی عام ہو جائے گی کہ گھر میں صرف غلام باقی رہ جائے گا' جو گھر کے کمزور لوگوں کی نگہداشت کرے گا۔ اور علامہ مظہر نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ گھر سستے ہو جائیں گے اور ایک غلام کے عوض گھر مل جائے گا۔ جن کے نزدیک کفن چور کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے' وہ اس حدیث سے دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبر کو گھر فرمایا ہے' اس سے پتا چلتا ہے کہ قبر بھی گھر کی طرح محفوظ مقام ہے۔ میں کہتا ہوں: بالخصوص جب یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفن چور کا ہاتھ کاٹا ہے' مگر ہمارے علمائے احناف فرماتے ہیں کہ وہ بطورِ سیاست کاٹا گیا تھا (بطورِ حد نہیں)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

واقعہ حرہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مدینہ منورہ میں قتل عام ہوگا' حتیٰ کہ خون احجار الزیت کے مقام کو ڈھانپ لے گا۔ اس سے واقعہ حرہ مراد ہے جو یزید پلید کے دور میں ہوا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

احجار الزیت' مدینہ منورہ کی غربی جانب ایک مقام ہے' جس کے پتھر اس طرح سیاہ ہیں گویا ان پر زیتون کا تیل مل دیا گیا ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس فرمان سے واقعہ حرہ کی خبر دی ہے اور یہ بدترین واقعہ ہے کہ کہنے والے کی زبان اور سننے والے کے کان اس کے کہنے سننے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ واقعہ بدبخت یزید کے دور میں وقوع پذیر ہوا۔ اس نے سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایک لشکر کثیر مدینہ منورہ روانہ فرمایا اور اس عظمت والے شہر کی بے حرمتی کی اور صحابہ کرام و تابعین کرام علیہم الرضوان کی کثیر جماعت کو شہید کیا' جس کی تفصیل تاریخ مدینہ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ مدینہ منورہ میں تباہی پھیلانے کے بعد اس نے مکہ مکرمہ کی طرف لشکر روانہ کیا اور اسی سال یہ بدبخت اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۵ ص ۲۸۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۲۴۸ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ اٰطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّيْ لَاَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا: کیا تم وہ دیکھ رہے ہو' جو میں دیکھ رہا ہوں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: نہیں! تو آپ نے فرمایا: میں فتنوں کو تمہارے گھروں میں اس طرح گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں' جس طرح بارش گرتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۸۲۴۹ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عَوْدًا عَوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دلوں پر فتنے اس طرح وارد ہوں گے جیسے چٹائی بنتے وقت یکے بعد دیگرے لکڑیاں داخل ہوتی ہیں' تو جس دل میں ان فتنوں کی محبت رچ بس جاتی ہے' اس میں سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے اور جو دل ان فتنوں کو

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَنْكَرَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ اَبْيَضَ مِثْلَ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهٗ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مِرْبَادًا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ناپسند کرتا ہے اس میں سفید نکتہ لگا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ (فتنوں کی تاثیر وعدم تاثیر کے لحاظ سے) دلوں کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں ایک سنگ مرمر کی طرح صاف و شفاف سفید دل کہ اسے کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچا تا جب تک آسمان و زمین باقی رہیں اور دوسرا سیاہ خاکستری رنگ والا کوزے کی طرح اوندھا دل جو نہ نیکی کو پہچانتا ہے اور نہ برائی کو ناپسند کرتا ہے وہ صرف اسی خواہش کو پہچانتا ہے جو اس کے دل میں رچ بس چکی ہے۔ (مسلم)

٨٢٥٠ - وَعَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَّفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ وَّيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُّؤَدِّي الْاَمَانَةَ فَيُقَالُ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا اَظْرَفَهٗ وَمَا اَجْلَدَهٗ وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دو باتیں بیان فرمائیں جن میں سے ایک میں نے دیکھ لی ہے اور دوسری کا مجھے انتظار ہے آپ نے ہمیں بیان فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی اصل میں نازل ہوئی ہے پھر انہوں نے قرآن پاک سیکھا پھر انہوں نے حدیث پاک کی تعلیم حاصل کی اور آپ نے ہمیں امانت کے اٹھ جانے کی خبر دی فرمایا کہ آدمی ایک نیند سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا اثر داغ کی طرح باقی رہ جائے گا پھر آدمی ایک نیند سوئے گا تو امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا اثر آبلے کی طرح رہ جائے گا جس طرح انگارے کو تم اپنے پاؤں پر رکھتے ہو تو آبلہ پڑ جاتا ہے اور تم اس جگہ کو سوجا ہوا دیکھتے ہو حالانکہ اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی اور لوگ خرید وفروخت کریں گے اور کوئی ایک بھی امانت ادا نہیں کرے گا اور کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امین شخص ہے اور ایک شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ یہ کتنا عقل مند ہے اور کتنا خوش گفتار وخوش طبع ہے اور کتنا مضبوط وقوی شخص ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

٨٢٥١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ بِكَ اِذَا اُبْقِيْتَ فِيْ حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَاَمَانَاتُهُمْ وَاخْتَلَفُوْا فَكَانُوْا هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ قَالَ فَبِمَا تَاْمُرُنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَاِيَّاكَ وَعَوَامَّهُمْ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم ان میں باقی رہ جاؤ گے جو لوگوں میں بھوسے کی طرح ہوں گے (گھٹیا اور کمینے لوگ ہوں گے) ان کے عہد اور امانتیں درست نہ رہیں گی اور ان میں اختلاف ہو جائے گا تو وہ اس طرح ہو جائیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نورانی انگلیاں ایک دوسری میں داخل فرمائیں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: میرے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: نیکی کو لازم پکڑ لینا اور برائی کو چھوڑ دینا اور صرف اپنی ذات کو لازم پکڑ لینا اور عوام سے بچنا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اِلْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ

اور ایک روایت میں ہے: اپنے گھر کو لازم پکڑ لینا اور اپنی زبان کو روکے رکھنا اور نیکی کو اختیار کر لینا اور برائی کو چھوڑ دینا اور صرف اپنی ذات کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

بِاَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَامَّةِ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

معاملہ کو لازم پکڑنا اور عام لوگوں کے معاملہ کو چھوڑ دینا۔(ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے)

۸۲۵۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زمانہ مختصر ہو جائے گا اور علم اٹھا لیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور بخل دلوں میں ڈال دیا جائے گا اور ہرج (فتنہ) عام ہو جائے گا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہرج (فتنہ) کیا ہے؟ فرمایا: قتل۔(بخاری ومسلم)

۸۲۵۳ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَاْتِیَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَّا يَدْرِی الْقَاتِلُ فِيْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِيْمَ قُتِلَ فَقِيْلَ كَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ الْهَرْجُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ لوگوں پر ایک دن ایسا آئے گا کہ قاتل نہیں جانے گا کہ اس نے کس وجہ سے قتل کیا ہے اور مقتول کو علم نہیں ہوگا کہ وہ کس وجہ سے قتل کیا گیا ہے' عرض کیا گیا: یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: فتنہ کی وجہ سے' قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔(مسلم)

گناہ کے پختہ دلی ارادہ پر بھی گناہ ہے

اس حدیث میں ہے کہ قاتل ومقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاتل مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائے گا اور مقتول اس لیے جہنمی ہوگا کہ وہ بھی مسلمان کے قتل کا حریص تھا' البتہ اسے موقع نہیں ملا۔علامہ نووی نے کہا کہ قاتل کا جہنمی ہونا تو ظاہر ہے اور مقتول اس لیے جہنمی ہوگا کہ اس نے اپنے ساتھی کے قتل کا ارادہ کیا ہے اور اس حدیث میں صحیح مشہور مذہب کی دلیل ہے کہ اگر کوئی آدمی گناہ کی نیت کرے اور پختہ ارادہ کرلے لیکن گناہ نہ کرے اور نہ اس کے متعلق زبان سے کچھ کہے تو اسے بھی گناہ ہوگا۔(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی باہمی جنگوں کا حکم

اس حدیث میں قاتل ومقتول دونوں کو جہنمی قرار دیا گیا اور ایک دوسری روایت میں ہے: **"اذا تواجه المسلمان بسيفهما فالقاتل والمقتول فی النار"** جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ آمنے سامنے ہوں تو قاتل ومقتول دونوں جہنمی ہیں۔

(صحیح مسلم' رقم الحدیث: ۷۱۸۱)

اس حدیث پر سوال ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی آپس میں جنگیں ہوئیں اور کثیر صحابہ شہید ہوئے' ان کے متعلق کیا حکم ہوگا؟

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

قاتل ومقتول دونوں کا جہنمی ہونا اس صورت میں ہے جب وہ کسی تاویل کے بغیر لڑائی کریں اور ان کی جنگ عصبیت کی بناء پر ہو اور ان کے جہنمی ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہوں گے' البتہ کبھی اللہ تعالیٰ ان کو سزا دے گا اور کبھی معاف فرما دے' یہی اہل حق کا مذہب ہے اور اس طرح کی تمام احادیث میں یہی تاویل کی جائے گی۔صحابہ کرام علیہم الرضوان کی آپس میں جو لڑائیاں ہوئیں' وہ اس وعید میں داخل نہیں ہیں۔اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ان کے متعلق حسنِ ظن رکھا جائے اور ان کے جھگڑوں کے بارے میں زبان بند رکھی جائے' ان کی لڑائیوں کی تاویل یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سب کے سب مجتہد تھے۔ان کا مقصد گناہ یا حصولِ دنیا نہیں تھا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بلکہ ہر فریق کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف باغی ہے اور اس کے ساتھ لڑائی کرنا واجب ہے تا کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے' ان میں بعض کا اجتہاد درست تھا اور بعض خطاء پر تھے اور انہیں خطاء میں معذور رکھا جائے گا کیونکہ مجتہد جب خطا کرے تو اسے گناہ نہیں ہوتا' اور ان جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے' یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ ان واقعات میں اشتباہ تھا حتیٰ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت بھی ان میں حیران رہی اور وہ دونوں فریقوں سے دور رہے اور انہوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا' اور نہ ہی کسی کے حق پر ہونے کا انہیں یقین رہا' ورنہ وہ حق والے کی مدد سے پیچھے نہ رہتے۔

(المنہاج شرح مسلم ج۹ ص۲۲۰' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

٨٢٥٤ - وَعَنْ مَّعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِبَادَةُ فِي الْهَرَجِ كَهِجْرَةٍ اِلَيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فتنہ کے زمانہ میں عبادت' میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ (مسلم)

٨٢٥٥ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ اَتَيْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اِصْبِرُوْا فَاِنَّهٗ لَا يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِيْ بَعْدَهٗ اَشَرُّ مِنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهٗ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت زبیر بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' اور ہم نے آپ کے پاس حجاج کے مظالم کی شکایت کی' آپ نے فرمایا: صبر کرو! کیونکہ تم پر جو بھی زمانہ آئے گا' اس کے بعد والا زمانہ اس سے بدتر ہوگا حتیٰ کہ تم اپنے رب سے ملاقات کر لو گے' میں نے یہ بات تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری)

٨٢٥٦ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت مقدام بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص خوش بخت ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا' بے شک وہ شخص خوش بخت ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا' بے شک وہ شخص خوش بخت ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا' اور جسے فتنوں میں مبتلا کیا گیا اور اس نے صبر کیا تو وہ کتنا اچھا ہے! (ابوداؤد)

٨٢٥٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ اَفْلَحَ مَنْ كَفَّ يَدَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عرب والے اس شر سے ہلاک ہو گئے جو قریب آچکا ہے' وہ شخص کامیاب ہے جس نے اپنے ہاتھ کو روکے رکھا۔ (ابوداؤد)

٨٢٥٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيْهَا اَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب فتنہ ظاہر ہوگا جو پورے عرب کو گھیر لے گا' اس فتنہ کے مقتولین جہنم میں ہوں گے' اس میں زبان چلانا تلوار کے چلنے سے زیادہ سخت ہوگا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٨٢٥٩ - وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْاُوْلٰى يَعْنِيْ مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِيْ

حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلا فتنہ یعنی شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ واقع ہوا تو اصحابِ بدر میں سے کوئی باقی نہ رہا' پھر دوسرا فتنہ یعنی واقعہ حرہ واقع ہوا تو حدیبیہ والے صحابہ کرام سے کوئی باقی نہ رہا' پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLIYA ISLAMIA ACADEMY

الْحَرَّةَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَّةِ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْفَعْ وَبِالنَّاسِ طَبَّاخٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وہ فتنہ برطرف ہوا تو لوگوں میں کوئی قوت وطاقت باقی نہ رہی۔ (بخاری)

٨٢٦٠ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَةُ اُمَّتِىْ عَلٰى يَدَىْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔ (بخاری)

٨٢٦١ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِى الْاَئِمَّةَ الْمُضِلِّيْنَ وَاِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِىْ اُمَّتِىْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی امت پر محض گمراہ کرنے والے پیشواؤں کا خوف ہے اور جب میری امت میں تلوار رکھ دی گئی تو قیامت تک ان سے تلوار نہیں اٹھائی جائے گی۔ (ابوداؤد ترمذی)

٨٢٦٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِىْ اُمَّتِىْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِىْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِى الْاَوْثَانَ وَاِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِىْ اُمَّتِىْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِىْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِىَ اَمْرُ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میری امت میں تلوار رکھ دی گئی تو قیامت کے دن تک ان سے تلوار نہیں اٹھائی جائے گی اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے کچھ قبائل مشرکین سے نہیں مل جائیں گے اور جب تک میری امت کے کچھ قبائل بت پرستی نہیں کرنے لگ جائیں گے اور یقیناً عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے شخص ہوں گے، جن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ثابت، (دشمنانِ دین پر) غالب رہے گا، ان کی مخالفت کرنے والا کوئی شخص ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آ جائے گا۔ (ابوداؤد ترمذی)

٨٢٦٣ - وَعَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا ثُمَّ يَقُوْلُ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِىْ بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً وَّعُثْمَانَ اِثْنَتَىْ عَشَرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلافت تیس سال ہے، پھر بادشاہت ہوگی، پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شمار کرو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خلافت چھ سال ہے۔ (احمد ترمذی ابوداؤد)

٨٢٦٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَدُوْرُ رَحَى الْاِسْلَامِ لِخَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ اَوْ سِتٍّ وَّثَلَاثِيْنَ اَوْ سَبْعٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی چکی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال تک گھومتی رہے گی، اگر (اس مدت میں) یہ لوگ ہلاک ہو گئے تو ان کا راستہ ہلاک ہونے والوں کا راستہ ہے،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَّثَلَاثِيْنَ فَاِنْ يَّهْلِكُوْا فَسَبِيْلُ مَنْ هَلَكَ وَاِنْ يَّقُمْ لَهُمْ دِيْنُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ عَامًا قُلْتُ اَمِمَّا بَقِيَ اَوْمِمَّا مَضٰى قَالَ مِمَّا مَضٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

اور اگر ان کا دین قائم رہا تو ان کے لیے ان کا دین ستر سال تک قائم رہے گا۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا: کیا یہ (ستر سال) باقی مدت سے شمار ہوں گے یا گزشتہ مدت سے' آپ نے فرمایا: گزشتہ سے۔ (ابوداؤد)

۸۲۶۵ - وَعَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ اِلٰى غَزْوَةِ حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِّلْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا يُعَلِّقُوْنَ عَلَيْهَا اَسْلِحَتَهُمْ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ هٰذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوۂ حنین کے لیے تشریف لے گئے تو آپ مشرکین کے ایک درخت کے پاس سے گزرے' جس پر وہ اپنے ہتھیار لٹکایا کرتے تھے' جس درخت کو "ذاتِ انواط" کہا جاتا تھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے بھی "ذاتِ انواط" بنا دیجئے' جس طرح ان کے لیے "ذاتِ انواط" ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو اسی طرح ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ہمارے لیے ایک معبود بنا دو' جس طرح کہ ان کے لیے معبود ہیں' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے والوں کی روش پر چلو گے۔ (ترمذی)

بَابُ الْمَلَاحِمِ
لڑائیوں کا بیان

"ملاحم" کی لغوی تحقیق

"ملاحم"' "ملحمه" کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے: لڑائی یا عظیم واقعہ۔ نہایہ میں ہے کہ اس کا معنی ہے: جنگ اور لڑائی کا مقام۔ یہ کپڑے کے تانے کی طرح لوگوں کے آپس میں الجھ جانے اور گتھم گتھا ہونے سے ماخوذ ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ لحم (گوشت) سے ماخوذ ہے کیونکہ لڑائی میں مقتولوں کا گوشت بہ کثرت بکھرا پڑا ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف "نبی الملحم" بھی ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح جمال کا منبع ہیں' اسی طرح آپ جلال کا بھی سرچشمہ ہیں اور صفت جلال و جمال دونوں کا جمع ہونا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غلبہ رحمت کی بناء پر آپ کی شان میں فرمایا: "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ O" (الانبیاء:۱۰۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اخلاق اور صفات کے ساتھ متصف ہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "سبقت رحمتي على غضبي" میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کو "یا ارحم الراحمین" کہہ کر پکارا جاتا ہے' بلکہ "ملحمه" (لڑائی) درحقیقت عینِ رحمت ہے' جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے محنت و آزمائش دراصل احسان و عطا ہوتا ہے اور اللہ کی جانب سے بلاء و مصیبت بھی دراصل عطیہ خداوندی ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ O" (البقرہ:۴۹) "اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے عظیم آزمائش ہے O"۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۲۶۶ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ تَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَّحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہوں کے درمیان عظیم لڑائی ہو گی' دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا' اور یہاں تک کہ تیس کے قریب جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے' جن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتُكْثَرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَيَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيُكْثَرُ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى يُكْثَرُ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيُفِيْضُ حَتّٰى يَهُمَّ رَبُّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰى يَعْرِضَهٗ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ يَعْرِضُهٗ عَلَيْهِ لَا اَرَبَ لِيْ بِهٖ وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَالَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهٖ وَلَا يَطْوِيَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا يُطْعِمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهٗ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهٗ اِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

یہاں تک کہ علم اٹھالیا جائے گا اور زلزلے بہ کثرت ہوں گے اور زمانہ مختصر ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج یعنی قتل بہ کثرت ہوگا اور یہاں تک کہ تم میں مال بہ کثرت ہو جائے گا اور مال کا سیلاب آ جائے گا حتیٰ کہ مال والا شخص تلاش کرے گا کہ کون اس کا صدقہ قبول کرے اور یہاں تک کہ جس پر وہ مال پیش کرے گا' وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں' اور یہاں تک کہ لوگ عمارتوں پر فخر کریں گے اور یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا: کاش! اس کی جگہ میں ہوتا' اور یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور جب سورج طلوع ہوا' اور لوگوں نے اسے دیکھا تو سارے ایمان لے آئیں گے اور اس وقت کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا' جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی ہو اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ دو شخصوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلایا ہوگا اور وہ اس کا سودا نہیں کر پائیں گے اور نہ اسے لپیٹ سکیں گے' اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر لوٹے گا اور اسے پی نہیں سکے گا اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ آدمی اپنے حوض پر مٹی لگا رہا ہوگا اور اس میں (اپنے جانور کو) پانی نہیں پلا سکے گا اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ آدمی نے اپنے منہ تک لقمہ اٹھایا ہوگا اور وہ اسے کھا نہیں سکے گا۔ (بخاری ومسلم)

دو بڑی جماعتوں سے مراد کون سی جماعتیں ہیں؟

اس حدیث میں ہے کہ دو بڑے گروہوں کے درمیان عظیم لڑائی ہوگی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ اس سے مراد حضرت سیّدنا علی و سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جماعتیں ہیں کیونکہ دونوں جماعتیں ہی عظیم تھیں اور دونوں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان موجود تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بڑی جماعت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تھی مگر تغلیباً دونوں کو بڑی جماعت کہہ دیا' جس طرح ماں باپ میں ''اب'' صرف باپ ہوتا ہے مگر باپ کو ماں پر غلبہ دیتے ہوئے دونوں کو ''ابوین'' کہا جاتا ہے اور ان دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہی تھا کہ دونوں ہی مسلمانوں کی جماعتیں تھیں' اس میں خارجیوں کا ردّ ہے کہ وہ دونوں جماعتوں کو کافر کہتے ہیں اور رافضیوں کا بھی ردّ ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کو کافر کہتے ہیں۔ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے آئندہ کی خبر سے آگاہ فرمایا۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۲۶۷ - وَعَنْ شَقِيْقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقُلْتُ اَنَا اَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ اِنَّكَ لَجَرِيْءٌ

حضرت شقیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے کسے فتنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک یاد ہے؟ میں نے عرض کیا: مجھے یاد ہے؟ آپ نے فرمایا: بیان کرو! بے شک تم تو بڑی جرأت والے ہو'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَنَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ يُكَفِّرُهَا الصِّيَامُ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ اِنَّمَا اُرِيْدُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ مَالَكَ وَلَهَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُّغْلَقًا قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ اَوْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذٰلِكَ اَحْرٰى اَنْ لَّا يُغْلَقَ اَبَدًا قَالَ فَقُلْنَا لِحُذَيْفَةَ هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ اَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً اِنِّيْ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ قَالَ فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَ حُذَيْفَةَ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ عُمَرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آپ نے کیسے فرمایا تھا؟ میں نے عرض کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدمی کا فتنہ اس کے گھر، اس کے مال، اس کی ذات، اس کی اولاد اور اس کے پڑوس میں ہے، اس کا کفارہ روزے، نماز، صدقہ، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری یہ مراد نہیں، میری مراد تو وہ فتنہ ہے جو سمندر کی طرح موجیں مارتا ہوا آئے گا، میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ کا اس فتنہ سے کیا کام! بے شک آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے، آپ نے فرمایا: وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا، میں نے عرض کیا: نہیں! بلکہ وہ توڑا جائے گا، آپ نے فرمایا: پھر تو یہ اس لائق ہے کہ وہ کبھی بند نہیں کیا جائے گا۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جس طرح وہ یہ جانتے تھے کہ کل کے بعد رات ہے، میں نے انہیں جو حدیث بیان کی وہ کوئی پہیلی نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کے متعلق پوچھنے سے ڈر محسوس کیا اور ہم نے مسروق سے کہا کہ وہ ان سے پوچھیں تو حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ دروازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

٨٢٦٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے لڑائی نہ کرو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور جب تک تم چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے سرخ چہروں والے، چپٹی ناکوں والے ترکوں سے جنگ نہ کرو، ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

٨٢٦٩ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَّكَرْمَانَ مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ عِرَاضَ الْوُجُوْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم خوز اور کرمان کے عجمیوں سے جنگ نہ کرلو، جو سرخ چہروں والے، چپٹی ناکوں والے، چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے ہوں گے، ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ (بخاری) اور بخاری کی عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے: چوڑے چہروں والے۔

٨٢٧٠ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثٍ يُقَاتِلُكُمْ قَوْمٌ صِغَارُ الْاَعْيُنِ يَعْنِي التُّرْكَ قَالَ تَسُوْقُوْنَهُمْ ثَلَاثَ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے چھوٹی آنکھوں والے یعنی ترک لڑائی کریں گے، فرمایا کہ تم انہیں تین مرتبہ ہانکو گے، یہاں تک کہ تم انہیں جزیرۂ عرب تک پہنچا دو گے، پہلی مرتبہ ہانکنے میں ان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مَرَّاتٍ حَتّٰى تُلْحِقُوْهُمْ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَاَمَّا فِي السِّيَاقَةِ الْاُوْلٰى فَيَنْجُوْا مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ وَاَمَّا فِي الثَّانِيَةِ فَيَنْجُوْا بَعْضٌ وَّيَهْلِكُ بَعْضٌ وَّاَمَّا فِي الثَّالِثَةِ فَيَصْطَلِمُوْنَ اَوْ كَمَا قَالَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ صَاحِبُ الْعَوْنِ اِنَّ حَدِيْثَ اَبِيْ دَاوٗدَ هٰذَا وَحَدِيْثَ اَحْمَدَ فِيْ مُسْنَدِهٖ مُتَخَالِفَانِ مُخَالَفَةً ظَاهِرَةً فَاِنَّ سِيَاقَ اَحْمَدَ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ التُّرْكَ هُمُ الَّذِيْنَ يَسُوْقُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَتّٰى يُلْحِقُوْهُمْ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَقَالَ الْقُرْطُبِيُّ بَعْدَ نَقْلِ حَدِيْثِ اَحْمَدَ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ ثُمَّ قَالَ صَاحِبُ الْعَوْنِ وَعِنْدِيْ اِنَّ الصَّوَابَ هِيَ رِوَايَةُ اَحْمَدَ وَاَمَّا رِوَايَةُ اَبِيْ دَاوٗدَ فَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ وَقَعَ الْوَهْمُ فِيْهِ مِنْ بَعْضِ الرُّوَاةِ ثُمَّ اَيَّدَ رِوَايَةَ اَحْمَدَ بِوُجُوْهٍ مِّنْهَا وُقُوْعُ قِصَّةِ فِتْنَةِ التَّتَارِ عَلٰى حَسْبِ مَا وَقَعَ فِيْ حَدِيْثِ اَحْمَدَ مُفَصَّلًا فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ.

میں سے بھاگ جانے والے نجات پا جائیں گے اور دوسری مرتبہ ہانکنے میں بعض نجات پا جائیں گے اور بعض ہلاک ہو جائیں گے اور تیسری مرتبہ ہانکنے میں وہ سب تباہ و برباد ہو جائیں گے یا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا' (ابوداؤد) صاحب عون نے کہا کہ ابوداؤد والی یہ حدیث اور مسند امام احمد والی حدیث پاک ظاہراً ایک دوسری کے مخالف ہیں کیونکہ مسند احمد والی حدیث پاک کے سیاقِ کلام سے پتا چلتا ہے کہ ترک مسلمانوں کو تین مرتبہ ہانکیں گے اور انہیں جزیرۂ عرب تک پہنچا دیں گے' اور قرطبی نے مسند احمد والی حدیث پاک نقل کرنے کے بعد کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہیں' پھر صاحب عون نے کہا کہ میرے نزدیک مسند احمد والی روایت درست ہے اور ابوداؤد والی روایت میں ظاہر یہی ہے کہ بعض راویوں کو وہم ہوا ہے۔ اس کے بعد مسند احمد کی روایت کی چند طریقوں سے تائید کی ہے' ایک یہ ہے کہ تاتاریوں کا فتنہ اسی طرح واقع ہوا ہے' جس طرح مسند احمد کی حدیث پاک میں تفصیلاً بیان فرمایا گیا ہے' اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزاء عطا فرمائے۔

٨٢٧١ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ اُنَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ بِغَائِطٍ يُّسَمُّوْنَهُ الْبَصْرَةَ عِنْدَ نَهْرٍ يُّقَالُ لَهٗ دَجْلَةُ يَكُوْنُ عَلَيْهِ جِسْرٌ يَّكْثُرُ اَهْلُهَا وَيَكُوْنُ مِنْ اَمْصَارِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِذَا كَانَ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُوْا قَنْطُوْرَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوْهِ صِغَارُ الْاَعْيُنِ حَتّٰى يَنْزِلُوْا عَلٰى شَطِّ النَّهْرِ فَيَتَفَرَّقُ اَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَقٍ فِرْقَةٌ يَّاْخُذُوْنَ فِيْ اَذْنَابِ الْبَقَرِ وَالْبَرِيَّةِ وَهَلَكُوْا وَفِرْقَةٌ يَّاْخُذُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ وَهَلَكُوْا وَفِرْقَةٌ يَّجْعَلُوْنَ ذَرَارِيَّهُمْ خَلْفَ ظُهُوْرِهِمْ وَيُقَاتِلُوْنَهُمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ ایک پست زمین میں اتریں گے' جسے بصرہ کا نام دیں گے' ایک نہر کے پاس' جسے دجلہ کہا جائے گا اور اس نہر پر ایک پل ہو گا' وہاں کے باشندگان کثیر ہوں گے اور وہ جگہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ہو گی اور جب آخری زمانہ ہو گا تو بنو قنطوراء آئیں گے' جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی' یہاں تک کہ وہ نہر کے کنارے پر اتریں گے اور وہاں کے باشندگان کے تین گروہ ہو جائیں گے' ایک گروہ گایوں کی دُموں اور جنگلوں میں پناہ لے گا اور ہلاک ہو جائے گا اور ایک گروہ اپنے لیے امان حاصل کرے گا اور ہلاک ہو جائے گا اور ایک گروہ اپنی اولاد کو اپنی پشتوں کے پیچھے چھوڑے گا اور ان سے جہاد کرے گا اور وہ شہداء ہوں گے۔ (ابوداؤد)

٨٢٧٢ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَنَسُ اِنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! لوگ شہر آباد کریں گے' ان میں سے ایک شہر کو بصرہ کہا جائے گا' اگر تم وہاں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَمْصَارًا فَاِنَّ مِصْرًا مِّنْهَا يُقَالُ لَهُ الْبَصْرَةُ فَاِنْ اَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا اَوْ دَخَلْتَهَا فَاِيَّاكَ وَسِبَاخَهَا وَكِلَائَهَا وَنَخِيْلَهَا وَسُوْقَهَا وَبَابَ اُمَرَائِهَا وَعَلَيْكَ بِضَوَاحِيْهَا فَاِنَّهُ يَكُوْنُ بِهَا خَسْفٌ وَّقَذْفٌ وَّرَجْفٌ وَّقَوْمٌ يَّبِيْتُوْنَ وَيُصْبِحُوْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

سے گزرو یا وہاں داخل ہوتو وہاں سباخ' کلاءاور وہاں کی کھجوروں اور بازاروں اور امراء کے دروازوں سے بچے رہنا اور وہاں کے اطراف کو لازم پکڑنا' کیونکہ اس جگہ زمین میں دھنسایا جانا اور پتھر برسنا اور زلزلے ہوں گے اور ایک قوم رات گزارے گی اور صبح کو وہ بندر اور خنزیر ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد)

۸۲۷۳ - وَعَنْ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ يَقُوْلُ اِنْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَاِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا اِلٰى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُّقَالُ لَهَا الْاُبُلَّةُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ يَّضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ اَنْ يُّصَلِّيَ لِيْ فِيْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا وَّيَقُوْلُ هٰذَا لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُ مِنْ مَّسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَا يَقُوْمُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ هٰذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهْرَ.

حضرت صالح بن درہم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج کے ارادے سے جا رہے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے ہمیں کہا: کیا تمہارے قریب ابلہ نامی کوئی بستی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا: تم میں سے کون مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ (وہاں) مسجد عشار میں' میرے لیے دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے اور کہے کہ یہ نماز ابوہریرہ کے لیے ہے' میں نے اپنے خلیل ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل روزِ قیامت مسجد عشار سے شہداء کو اٹھائے گا' جن کے علاوہ کوئی شہدائے بدر کے ساتھ نہیں کھڑا ہوگا۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور کہا کہ یہ مسجد نہر کے قریب ہے)

ایصالِ ثواب کا ثبوت

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کون ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ مسجد عشار میں میرے لیے دو یا چار رکعت نماز پڑھے اور کہے کہ یہ نماز ابوہریرہ کے لیے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایصالِ ثواب درست ہے اور نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے' انسان کوئی نیک عمل کرے' حج' نماز' روزہ' صدقہ وخیرات یا تلاوتِ قرآن اور اس کا ثواب کسی زندہ یا مردہ شخص کی نذر کر دے تو یہ جائز ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئی ہے' اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کیا: میرا ایک باغ ہے' میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی والدہ کی طرف سے وہ باغ صدقہ کر دیا۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۳' مکتبہ حقانیہ' ملتان)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ ہی روایت کرتے ہیں:

عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور اس کے بیٹے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی طرف سے بقیہ پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور کہا: (میں اس وقت تک آزاد نہیں کروں گا) جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت نہ کر لوں' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے والد نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی ہے' اور ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں'

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

میرے ذمہ پچاس غلام باقی ہیں، کیا میں اپنے والد کی طرف سے آزاد کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو وہ ثواب اسے پہنچ جاتا۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۳، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، ملتان)

اس پر سوال ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰیO انسان کے لیے وہی ہے، جو اس نے عمل کیاO

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچتا۔ استاذنا المحترم شارح بخاری شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب رضوی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۲۲ھ لکھتے ہیں:

اس کے آٹھ جواب ہیں:

پہلا جواب: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ اس کی ناسخ یہ آیہ کریمہ ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ. (الطور:۲۱) اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی، ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کوئی کمی نہ دی۔

اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نیکی کے باعث ان کے آباء واجداد کو جنت میں داخل کیا۔

دوسرا جواب: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی قوموں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس امت کا یہ حال ہے کہ انہیں اپنے اعمال اور دوسروں کے اعمال بھی نفع دیتے ہیں۔

تیسرا جواب: ربیع بن انس نے کہا: اس آیت کریمہ میں انسان سے کافر انسان مراد ہے یعنی کافر انسان جو عمل خود کرے (ایمان لائے۔ رضوی غفرلہ) وہی اس کے لیے سودمند ہیں، دوسروں کے نیک اعمال اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

چوتھا جواب: حسین بن فضل نے کہا: بہ طریقِ عدل انسان کے لیے وہی ہے جو وہ خود عمل کرے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو چاہے انسان کو مزید عطا فرما سکتا ہے۔

پانچواں جواب: ابوبکر وراق نے کہا: ''ما سعی'' کا معنی ''مانوی'' ہے یعنی انسان کی جو نیت ہو وہی کچھ اسے ملتا ہے۔

چھٹا جواب: ثعلبی نے کہا: کافر انسان کے نیک عمل کا صلہ اسے دنیا ہی میں مل جاتا ہے، آخرت میں اس کے لیے کچھ نہیں۔

ساتواں جواب: ''للانسان'' میں لام ''علی'' کے معنی میں ہے یعنی انسان کو اس کا اپنا عمل نقصان پہنچا سکتا ہے۔

آٹھواں جواب: ابوالفرج نے اپنے شیخ ابن زغوانی سے ذکر کیا کہ انسان کو اس کی اپنی کوشش ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے، لیکن اس کے اسباب مختلف ہیں۔ کبھی شی کے حصول میں انسان کی اپنی کوشش ہوتی ہے، کبھی وہ اس کے سبب کے حصول میں کوشش کرتا ہے، جیسے اپنے بچے کی تربیت میں سعی کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے نیک دعائیں کرے، کبھی انسان دین کی خدمت اور عبادت میں سعی کرتا ہے تو اسے مؤمنوں کی محبت حاصل ہوتی ہے، یہ وہ سبب ہے جو اس کی سعی سے حاصل ہوتا ہے۔

(تفہیم البخاری ج ا ص ۴۸۲، مطبوعہ جامعہ سراجیہ، فیصل آباد)

۸۲۷۴ - وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَّعُوْکُمْ وَاتْرُکُوا التُّرْکَ ما تَرَکُوْکُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ (نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: تم اہل حبشہ کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں اور تم ترکوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں۔ (ابوداؤد)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

٥٢٧٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوْكُمْ فَإِنَّهٗ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اہل حبشہ کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں' کیونکہ کعبہ کا خزانہ حبشہ کا ایک باریک پنڈلیوں والا شخص ہی نکالے گا۔ (ابوداؤد)

٥٢٧٦ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَإِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِيْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُوْنَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُوْنَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُوْنَ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ فَبَيْنَاهُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُيُوْفَهُمْ بِالزَّيْتُوْنِ إِذْ صَاحَ فِيْهِمُ الشَّيْطَانُ إِنَّ الْمَسِيْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِيْ أَهْلِيْكُمْ فَيَخْرُجُوْنَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَاهُمْ يُعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ إِذْ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَؤُمُّهُمْ فَإِذَا رَاٰهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهٗ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهٖ فَيُرِيْهِمْ دَمَهٗ فِيْ حَرْبَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک رومی اعماق یا دابق کے مقام پر نہ پہنچ جائیں' پھر ان کے مقابلہ میں مدینہ منورہ سے ایک لشکر نکلے گا' جو اس وقت روئے زمین پر سب سے بہتر لوگ ہوں گے' جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف بندی کر لیں گے' تو رومی (لشکر اسلام سے) کہیں گے: تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے کچھ آدمی قید کیے ہیں تاکہ ہم ان سے لڑائی کریں (اور اپنے آدمیوں کا انتقام لیں)' مسلمان کہیں گے: نہیں! اللہ کی قسم! ہم اپنے بھائی تمہارے حوالے نہیں کر سکتے' پھر وہ ان سے لڑائی کریں گے اور مسلمانوں کا تہائی حصہ بھاگ جائے گا' اللہ تعالیٰ ان کی کبھی بھی توبہ قبول نہیں فرمائے گا' ایک تہائی مسلمان شہید کر دیئے جائیں گے' وہ اللہ کے نزدیک شہداء میں سے افضل ہوں گے' تہائی حصہ فتح یاب ہوگا' وہ کبھی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوں گے' وہ قسطنطنیہ فتح کر لیں گے اور وہ مال غنیمت کی تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنی تلواریں زیتون کے درخت پر لٹکائی ہوں گی کہ اچانک شیطان چلا کر کہے گا کہ تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں مسیح دجال آ گیا ہے تو مسلمان نکل پڑیں گے' حالانکہ یہ جھوٹی خبر ہوگی اور جب وہ ملک شام میں آئیں گے تو دجال نکل آئے گا' وہ لڑائی کی تیاری کے لیے صفیں درست کر رہے ہوں گے' جب نماز قائم کی جائے گی تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اور وہ مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے' جب دشمن خدا دجال انہیں دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح پانی میں نمک پگھلتا ہے' اگر وہ اسے چھوڑے رکھتے تو وہ پگھلتا رہتا حتیٰ کہ ہلاک ہو جاتا' لیکن اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کرائے گا اور ان کے نیزے پر اس کا خون دکھلائے گا۔ (مسلم)

٥٢٧٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى لَا يُقَسَّمُ مِيْرَاثٌ وَّلَا يُفْرَحُ بِغَنِيْمَةٍ ثُمَّ قَالَ عَدُوٌّ يَّجْمَعُوْنَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ يَعْنِي الرُّوْمَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میراث کی تقسیم کرنے اور مال غنیمت پر خوشی منانے کو ترک نہیں کر دیا جائے گا' پھر فرمایا کہ اہل شام کے ساتھ (لڑائی کے لیے) دشمن جمع ہوں گے' اور ان کے مقابلہ میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

فَيَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِّلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِّلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِّلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يُمْسُوْا فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ مَقْتَلَةً لَمْ يُرَ مِثْلُهَا حَتّٰى أَنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَبَاتِهِمْ فَلَا يُخَلِّفُهُمْ حَتّٰى يَخِرَّ مَيْتًا فَيَتَعَادُّ بَنُو الْأَبِ كَانُوْا مِائَةً فَلَا يَجِدُوْنَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِأَيِّ غَنِيْمَةٍ يُفْرَحُ أَوْ أَيِّ مِيْرَاثٍ يُقَسَّمُ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ إِذْ سَمِعُوْا بِبَأْسٍ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَجَاءَهُمُ الصَّرِيْخُ إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِيْ ذَرَارِيْهِمْ فَيَرْفُضُوْنَ مَا فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَيُقْبِلُوْنَ فَيَبْعَثُوْنَ عَشَرَ فَوَارِسَ طَلِيْعَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَأَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اہل اسلام جمع ہوں گے' آپ کی مراد رومی ہیں' پھر مسلمان ایک لشکر روانہ کریں گے اس شرط پر کہ خواہ وہ مر جائیں لیکن غالب و کامیاب ہوئے بغیر واپس نہ لوٹیں' پھر وہ لڑائی کریں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان رات کا پردہ رکاوٹ بن جائے گا' تو یہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور وہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور ان میں سے کوئی بھی غالب نہیں ہوگا اور لشکر کا وہ دستہ ہلاک ہو جائے گا' پھر مسلمان لشکر کا ایک اور دستہ روانہ کریں گے کہ چاہے وہ مر جائیں مگر غالب و کامیاب ہوئے بغیر واپس نہ لوٹیں' وہ لڑائی کریں گے حتیٰ کہ شام ہو جائے گی' تو یہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور وہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی غالب نہیں ہوگا' اور لشکر کا یہ دستہ ہلاک ہو جائے گا' جب چوتھا دن ہوگا تو مسلمانوں کا باقی لشکر ان کفار پر حملہ کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کفار پر شکست مسلط فرما دے گا' وہ ایسی لڑائی کریں گے کہ جس کی مثال پہلے نہیں دیکھی گئی ہوگی' حتیٰ کہ پرندے ان کے اردگرد سے گزریں گے تو وہ لشکر سے آگے نہیں گزر سکیں گے اور مردہ ہو کر نیچے گر پڑیں گے' ایک باپ جس کے بیٹے سو تک ہوں گے' انہیں شمار کیا جائے گا تو ان میں سے صرف ایک مرد ہی باقی بچا ہوگا' تو پھر غنیمت پر کیسے خوشی منائی جائے اور میراث کیسے تقسیم ہو' اور مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ اس سے بھی بڑی جنگ کی آواز سن لیں گے' انہیں چیخ سنائی دے گی کہ ان کے پیچھے ان کی اولاد میں دجال آ چکا ہے' وہ اپنے ہاتھوں میں جو کچھ ہوگا' اسے چھوڑ کر ادھر متوجہ ہوں گے اور دس گھڑ سواروں کا دستہ جاسوسی کے لیے بھیجیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ان کے نام' ان کے باپ دادا کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ پہچانتا ہوں' وہ بہترین گھڑ سوار ہوں گے' یا فرمایا کہ اس وقت روئے زمین پر وہ بہترین گھڑ سواروں میں سے ہوں گے۔ (مسلم)

٨٢٧٨ - وَعَنْ ذِيْ مِخْبَرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَتُصَالِحُوْنَ الرُّوْمَ صُلْحًا آمِنًا فَتَغْزُوْنَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِّنْ وَّرَائِكُمْ فَتُنْصَرُوْنَ وَتَغْنَمُوْنَ وَتَسْلَمُوْنَ ثُمَّ تَرْجِعُوْنَ حَتّٰى تَنْزِلُوْا بِمَرْجٍ ذِيْ تُلُوْلٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيْبَ فَيَقُوْلُ غَلَبَ الصَّلِيْبُ فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَدُقُّهُ

حضرت ذو مخبر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب تم رومیوں سے امن والی صلح کرو گے (کہ جس میں دونوں طرف سے عہد شکنی نہیں ہوگی) پھر تم اور وہ مل کر اپنے سامنے والے دشمن سے لڑائی کرو گے اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تم غنیمت حاصل کرو گے اور تم سلامت رہو گے' حتیٰ کہ تم ٹیلوں والی چراگاہ کے قریب اترو گے تو ایک نصرانی صلیب اٹھا کر کہے گا کہ صلیب غالب آ گئی تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی (یہ بات سن کر) غضب میں آ جائے گا اور صلیب توڑ ڈالے گا' اس وقت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّوْمُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَيَثُوْرُ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰى اَسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ فَيُكْرِمُ اللّٰهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بِالشَّهَادَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

رومی عہد شکنی کریں گے اور جنگ کے لیے اکٹھے ہو جائیں گے' اور بعض راویوں نے یہ الفاظ زائد ذکر کیے ہیں کہ پھر مسلمان جوش کے عالم میں اپنے ہتھیاروں کی طرف بڑھیں گے اور لڑائی کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس جماعت کو شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

۸۲۷۹ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِيْنَةٍ جَانِبٌ مِّنْهَا فِى الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِّنْهَا فِى الْبَحْرِ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَغْزُوَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنْ بَنِىْ اِسْحَاقَ فَاِذَا جَاءُوْهَا نَزَلُوْا فَلَمْ يُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَّلَمْ يَرْمُوْا بِسَهْمٍ قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيَسْقُطُ اَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ الرَّاوِىُّ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا قَالَ الَّذِىْ فِى الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ الثَّانِيَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْاٰخَرُ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ الثَّالِثَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيُفَرَّجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُوْنَهَا فَيَغْنِمُوْنَ فَبَيْنَاهُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْمَغَانِمَ اِذْ جَاءَ الصَّرِيْخُ فَقَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرُكُوْنَ كُلَّ شَىْءٍ وَيَرْجِعُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس شہر کے متعلق سنا ہے' جس کی ایک جانب خشکی میں اور ایک جانب سمندر میں ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک اس میں ستر ہزار بنو اسحاق جہاد نہ کر لیں گے' جب وہ وہاں آ کر اتریں گے تو نہ ہتھیاروں سے لڑائی کریں گے اور نہ تیر اندازی کریں گے' وہ کہیں گے: ''لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر'' تو اس شہر کی ایک جانب گر جائے گی۔ ثور بن یزید راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سمندر والی جانب کہا ہے' پھر وہ دوسری مرتبہ کہیں گے: ''لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر'' تو دوسری جانب گر جائے گی' پھر تیسری مرتبہ کہیں گے: ''لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر'' تو ان کے لیے کشادگی کر دی جائے گی اور وہ اس شہر میں داخل ہو جائیں گے اور غنیمت حاصل کریں گے وہ مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں مصروف ہوں گے کہ اس دوران انہیں چیخ سنائی دے گی کہ دجال نکل آیا ہے' تو وہ ہر چیز چھوڑ کر واپس لوٹ آئیں گے۔ (مسلم)

۸۲۸۰ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطَنْطِيْنِيَّةَ وَفَتْحُ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ خُرُوْجُ الدَّجَّالِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی' یثرب کی تباہی کی علامت ہے' اور یثرب کی تباہی' جنگ عظیم کے ظہور کی علامت ہے' اور جنگ عظیم کا ظہور' قسطنطنیہ کی فتح کی علامت ہے' اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے ظہور کی علامت ہے۔ (ابوداؤد)

۸۲۸۱ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلْحَمَةُ الْعُظْمٰى وَفَتْحُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ وَخُرُوْجُ الدَّجَّالِ فِىْ سَبْعَةِ اَشْهُرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا ظہور سات مہینوں میں ہوگا۔ (ترمذی' ابوداؤد)

۸۲۸۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنگ عظیم اور فتح مدینہ کے درمیان چھ سال کا عرصہ ہے اور دجال کا ظہور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَفَتْحِ الْمَدِيْنَةِ سِتُّ سِنِيْنَ وَيَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَصَحُّ مِنَ الَّذِىْ قَبْلَهٗ.

ساتویں سال میں ہوگا۔ (ابوداؤد نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ پہلی والی روایت سے زیادہ صحیح ہے)

٨٢٨٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ فَتْحُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ مَعَ قِيَامِ السَّاعَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قسطنطنیہ کی فتح، قیامِ قیامت کے ساتھ ہے۔ (ترمذی)

٨٢٨٤ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ اَدَمٍ فَقَالَ اُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ مَوْتِىْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَاْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِى الْاَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَاْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا، جب کہ آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے، آپ نے فرمایا: قیامت کے آنے سے پہلے چھ چیزیں شمار کرلو، میرا وصال مبارک، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر موت کی وباء جو تم میں اس طرح پھیلے گی جیسے بکریوں میں وبا پھیلتی ہے، پھر مال کی بہت زیادہ کثرت یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے پھر بھی وہ ناراض ہوگا، پھر فتنہ ہوگا جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا، پھر تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح ہوگی، وہ عہد شکنی کریں گے اور وہ اسّی جھنڈوں کے ساتھ تمہارے مقابلہ میں آئیں گے، ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔ (بخاری)

٨٢٨٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ يُوْشِكُ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يُّحَاصَرُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحٌ وَّسَلَاحٌ قَرِيْبٌ مِّنْ خَيْبَرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عنقریب مسلمان مدینہ منورہ کی جانب محصور کر دیئے جائیں گے حتیٰ کہ ان کی آخری سرحد مقامِ سلاح ہوگی اور سلاح، خیبر کے قریب ہے۔ (ابوداؤد)

٨٢٨٦ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُوْدَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ الْيَهُوْدِىُّ مِنْ وَّرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِىٌّ خَلْفِىْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے لڑائی نہ کریں، مسلمان انہیں قتل کریں گے، یہاں تک کہ یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپے گا تو پتھر اور درخت کہے گا: اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے ہے، آ! اور اسے قتل کر دے، سوائے غرقد نامی درخت کے کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (مسلم)

٨٢٨٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک بنو قحطان میں سے ایک شخص نہ نکلے گا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔ (بخاری و مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZUL ISLAMIA ACADEMY

۸۲۸۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الْاَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گردشِ شب و روز ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ جہجاہ نامی ایک شخص بادشاہ بن جائے گا اور ایک روایت میں ہے: حتیٰ کہ آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک شخص بادشاہ بن جائے گا' جسے جہجاہ کہا جائے گا۔ (مسلم)

۸۲۸۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَقَيْصَرُ لَيُهْلَكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمَّى الْحَرْبَ خَدْعَةً مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسریٰ ہلاک ہوگیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر ضرور بالضرور ہلاک ہوجائے گا' پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور تم یقیناً ان کے خزانے راہِ خدا میں تقسیم کروگے' اور آپ نے جنگ کو دھوکے کا نام دیا۔ (بخاری ومسلم)

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت

اس حدیث میں ہے کہ کسریٰ ہلاک ہوگیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر ضرور بالضرور ہلاک ہوجائے گا' پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ عراق میں کسریٰ اور شام میں قیصر نہیں رہے گا' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں تھے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں ملکوں میں قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ختم ہوجانے کی خبر دی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح فرمایا اسی طرح ہوا۔ کسریٰ کی حکومت ختم ہوگئی اور روئے زمین پر اس کا نام و نشان نہ رہا اور اس کا ملک پارہ پارہ ہوگیا' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے وہ ختم ہوکر رہ گیا' اور قیصر ملک شام سے شکست کھا کر دوسرے شہروں میں چلا گیا اور مسلمانوں نے ان دونوں کے شہروں کو فتح کرلیا اور وہاں مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی اور مسلمانوں نے ان کے خزانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واضح معجزہ ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج۹ ص ۲۴۹' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

۸۲۹۰ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَنْزَ اٰلِ كِسْرٰى الَّذِيْ فِي الْاَبْيَضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آلِ کسریٰ کا خزانہ فتح کرے گی' جو قصرِ ابیض میں ہے۔ (مسلم)

۸۲۹۱ - وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جزیرۂ عرب میں جہاد کروگے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' پھر فارس میں جہاد کروگے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' پھر روم میں جہاد کروگے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' پھر دجال سے جہاد کروگے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

بَابُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ

علاماتِ قیامت کا بیان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

''اشراط الساعۃ'' کی لغوی تحقیق

''شَــرْط''(راء کے سکون کے ساتھ) کا معنی ہے: ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ وابستہ کرنا' مثلاً کہا جاتا ہے کہ اگر اس طرح ہوا تو ایسا ہو جائے گا' اور اس کی جمع شروط آتی ہے اور ''شَــرَط''(راء کے فتحہ کے ساتھ) کا معنی ہے: علامت اور کسی چیز کے وجود کا نشان' لہٰذا ''اشراط ساعت'' کا معنی ہے: قیامت کی نشانیاں' اور ساعت رات دن کے اجزاء میں سے ایک جزء اور حصہ کو کہتے ہیں اور ساعت کا معنی وقتِ حاضر بھی ہے۔ قیامت یا قیامت برپا ہونے کے وقت کو بھی ساعت کہتے ہیں۔

چونکہ قیامت آنے کا وقت مبہم ہے' کسی بھی ساعت میں آ سکتی ہے' لہٰذا اسے ساعت کہتے ہیں۔ علماء کرام نے ''اشــــراط ســاعت'' کی تفسیر میں ان چھوٹے چھوٹے اُمور کا ذکر کیا ہے' جو قیامت قائم ہونے سے پہلے واقع ہوں گے اور لوگوں کے نزدیک وہ غیر معروف اور عجیب وغریب اُمور ہوں گے' مثلاً لونڈی کا اپنے مالک کو جننا' بلند و بالا عمارتیں بنانا' جہالت اور زنا اور شراب نوشی کی کثرت' مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت' امانتوں کا ضائع ہونا' جنگوں اور فتنوں کی کثرت وغیرہ جن کا اس باب میں بیان ہوگا۔ ''اشراط ساعت'' کی یہ تفسیر اس وجہ سے کی ہے کہ قیامت کی علامات کبریٰ جو قیامت کے ساتھ متصل واقع ہوں گی وہ اور ہیں۔ ان کا ذکرہ آئندہ باب میں آئے گا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۱۰' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۵۲۹۲ ۔ **عَنْ** اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ وَفِىْ رِوَايَةٍ يَقِلُّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کی علامات یہ ہیں کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی اور زنا کی کثرت ہوگی اور شراب نوشی عام ہو جائے گی اور مرد کم اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی' یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی کفالت کرنے والا ایک مرد ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت ظاہر ہو جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

ف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ عالی کا مفہوم یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا' اس کی صورت یہ ہوگی کہ علماء کرام کی وفات ہوتی رہے گی اور ان کے جانشین علماء پیدا نہیں ہوں گے یا علماء امراء کے سامنے جھکیں گے اور علم کی قدر باقی نہیں رہے گی اور شراب نوشی عام ہو جائے گی' جس کی بناء پر فساد' خون ریزی ہوگی اور آپس میں عداوتیں پیدا ہوں گی۔

اور مرد حضرات جن کے وجود سے جہان میں نظم وضبط برقرار رہتا ہے' وہ کم ہو جائیں گے' جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نظم وضبط برقرار نہیں رہے گا اور عورتوں کی کثرت ہوگی' جس کی وجہ سے مردوں کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوگا۔ ایک ایک مرد پچاس پچاس عورتوں کی کفالت کرنے والا ہوگا' مراد یہ ہے کہ ایک مرد کے زیر کفالت اس کی مائیں' دادیاں' نانیاں' بہنیں' پھوپھیاں اور خالائیں وغیرہ بہ کثرت عورتیں ہوں گی۔

۵۲۹۳ ۔ **وَعَنْ** اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَىْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب غنیمت کو دولت اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان شمار کیا جائے' اور دنیا کے لیے علم حاصل کیا جائے' مرد اپنی بیوی کا فرماں بردار ہو اور اپنی ماں کا نافرمان ہو' اور اپنے دوست کے قریب ہو اور اپنے باپ سے دور ہو' اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں' اور قبیلے کا فاسق وفاجر شخص' ان کا سردار ہو' قوم کا ذلیل آدمی'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَۃَ فَاسِقُھُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَھُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ وَظَھَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَھَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَۃً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْکُہٗ فَتَتَابَعُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

ان کا رئیس ہو آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے گانے بجانے والی عورتیں اور آلاتِ موسیقی ظاہر ہو جائیں اور شراب پی جائے اور اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں تو اس وقت تم انتظار کرنا سرخ آندھی کا اور زلزلے کا اور زمین میں دھنسائے جانے کا اور شکلیں بدل جانے کا اور پتھر برسنے کا اور نشانیوں کا انتظار کرنا جو لگاتار آئیں گی' جس طرح لڑی کا دھاگا ٹوٹ جانے پر موتی مسلسل گرتے ہیں۔ (ترمذی)

صحابہ کرام علیہم الرضوان پر لعن طعن کرنا قربِ قیامت کی علامت ہے

اس حدیث میں ہے کہ اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ اس کا مصداق رافضیوں کا بدترین گروہ ہے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں لعن طعن کرتے ہیں۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ یہ علامت اسی امت کی خصوصیات میں سے ہے' سابقہ امتوں میں یہ بات نہیں تھی' اور علاماتِ قیامت کے مناسب یہی ہے کہ یہ بات صرف اسی امت میں ہو اور اس کی تائید اس طرح ہوتی ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ سے کہا جائے: تمہاری ملت میں سب سے افضل کون حضرات ہیں؟ تو وہ کہیں گے: حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب افضل ہیں۔ اللہ رب العزت نے اوّلین (صحابہ کرام علیہم الرضوان) کی شان میں فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ (التوبہ:۱۰۰)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جنہوں نے بھلائی میں ان کی پیروی کی' اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔ (الفتح:۱۸)

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

کتاب وسنت ان حضرات صحابہ کے فضائل ومناقب سے بھری ہوئی ہیں' انہوں نے نبی کریم ﷺ کی تائید ونصرت کی' اللہ کی راہ میں جہاد کیا جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔ اسلام کے شہروں کو فتح کیا' نبی کریم ﷺ سے احکام اور تمام علوم یاد کیے اور ان حضرات سے علماء ومشائخ نے استفادہ کیا' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں' ہمیں تعلیم دی کہ ہم ان کے حق میں کہیں:

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ۔ (الحشر:۱۰)

اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

ایک لعنت کرنے والا ملعون گروہ ظاہر ہوا' جو کافر یا مجنون ہے' انہوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حق میں لعن طعن پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ انہیں اپنے اوہامِ فاسدہ سے کافر قرار دیا اور کہا کہ خلافت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حق تھا۔ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے ناجائز طور پر ان کا حقِ خلافت چھین لیا' حالانکہ یہ قول باطل ہے' اس کے باطل ہونے پر سلف وخلف کا اجماع ہے اور منکرین کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔ ان کے پاس کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص ہو اور جن صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایامِ خلافت میں اپنے اجتہاد کی بناء پر ان کی مخالفت کی' وہ بھی لعنت کے مستحق نہیں' کیونکہ زیادہ سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

زیادہ یہ ہے کہ ان کا اجتہاد خطا تھا۔ بالفرض اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ وہ اس معاملہ میں گنہگار تھے تو احتمال ہے کہ ان کا وصال توبہ کی حالت میں ہوا ہو یا اللہ کی مشیت کے تحت باقی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید غالب ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی برکت سے ان کے لیے شفاعت کی امید ہے۔ ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اصحاب کی لغزش ان کی سبقت کی بناء پر معاف فرما دے گا۔ ہم صغیرہ وکبیرہ کثیر گناہوں کے باوجود اپنے رب کی رحمت اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں' تو امت کے یہ اکابر حضرات اور ملت اسلامیہ کے اعوان وانصار کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔ طائفہ رافضیہ مخلوق میں سے بدترین اور سب سے بڑا ظالم' احمق اور جاہل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: اپنے فوت شدہ حضرات کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کیا کرو' اور فرمایا: جب میرے صحابہ کا ذکر کرو تو اپنی زبانوں کو روک لیا کرو' اور ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے' انصار کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے' عرب کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے' جس نے میرے صحابہ کو گالی دی' اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو' جس نے صحابہ کے بارے میں میری ہدایت کو یاد رکھا' میں روزِ قیامت اس کی حفاظت فرماؤں گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۸' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

٨٢٩٤ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِيْ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ اِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَاَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَبَرَّ صَدِيْقَهٗ وَجَفَا اَبَاهُ وَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلُبِسَ الْحَرِيْرُ وَاتُّخِذَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ اَوْ خَسْفًا اَوْ مَسْخًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میری امت پندرہ عادات اپنا لے گی تو ان پر بلاء نازل ہوگی' جب غنیمت کو دولت اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان شمار کرلیا جائے گا اور مرد اپنی بیوی کا فرماں بردار اور ماں کا نافرمان ہوگا' اور اپنے دوست سے حسن سلوک کرے گا اور باپ سے زیادتی کرے گا' اور مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی' اور قوم کا سرداران کا ذلیل ترین آدمی ہوگا' اور آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے گی' اور شراب پی جائے گی' اور ریشمی لباس پہنا جائے گا' اور گانے بجانے والی عورتوں اور آلاتِ موسیقی کو اختیار کرلیا جائے گا' اور اس امت کے آخر والے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے تو اس وقت تم انتظار کرنا سرخ آندھی کا یا زمین میں دھنسائے جانے کا یا شکلیں تبدیل ہونے کا۔ (ترمذی)

٨٢٩٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ اِذَا جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرما رہے تھے اچانک ایک اعرابی آیا' اور اس نے عرض کیا: قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا: جب امانت ضائع کردی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرنا' اس نے عرض کیا: امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ فرمایا: جب معاملہ نااہل کے سپرد کر دیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری)

معاملات کا نااہل لوگوں کے سپرد ہونا' قربِ قیامت کی نشانی ہے

اس حدیث میں ہے کہ جب معاملہ نااہل لوگوں کے سپرد کر دیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس سے مراد سلطنت' امارت'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOM ISLAMIA ACADEMY

منصب قضاء وغیرہ اُمور مراد ہیں۔ جس میں خلافت کے استحقاق کے شرائط نہ ہوں گے' اسے منصبِ خلافت سونپ دیا جائے گا۔ بچوں' جاہلوں' عورتوں اور فاسقوں کو سربراہِ حکومت بنا دیا جائے گا۔ نااہل لوگوں کو تدریس' افتاء اور امامت و خطابت کے مقام پر کھڑا کر دیا جائے گا' آج کے دور میں مخبر صادق ﷺ کی اس غیبی خبر کا ظہور ہو رہا ہے۔ فاسق و فاجر لوگ قوم کے مقتداء و پیشوا ہیں' نااہل لوگ مفتی' محدث' مفسر کے القابات کو اظہارِ فخر کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔ قرآن و حدیث کے علوم سے ناآشنا لوگ چرب زبانی کے ذریعے میدانِ خطابت کے شہسوار بنے ہوئے ہیں۔ مکر و فریب' رشوت و سفارش اور ناجائز ذرائع سے اہم مناصب کو حاصل کیا جا رہا ہے۔ ان غیبی اخبار کے ظہور کے بعد یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ کو عطائے الٰہی سے علمِ غیب حاصل نہ تھا' کتنی بڑی حماقت و جہالت ہے۔

۸۲۹۶ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قیامت سے پہلے بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے ہوں گے' ان سے بچ کر رہنا۔ (مسلم)

۸۲۹۷ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالضَّرَمَةِ بِالنَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک زمانہ مختصر نہ ہو جائے' ایک سال ایک ماہ کی طرح اور ایک ماہ ایک ہفتہ کی طرح اور ایک ہفتہ ایک دن کی طرح اور ایک دن ایک گھڑی کی طرح اور ایک گھڑی آگ کے شعلے کی طرح ہو جائے گی۔ (ترمذی)

۸۲۹۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيْضَ حَتّٰى يَخْرُجَ الرَّجُلُ زَكٰوةَ مَالِهٖ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَّقْبَلُهَا مِنْهُ وَتَعُوْدُ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَّاَنْهَارًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ مال کی کثرت و فراوانی ہو جائے گی حتیٰ کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر نکلے گا تو اسے زکوٰۃ قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا اور عرب کی زمین چراگاہوں اور نہروں میں تبدیل ہو جائے گی۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ تَبْلُغُ الْمَسَاكِنُ اَهَابَ اَوْ يُهَابَ.

اور ایک روایت میں ہے کہ رہائش گاہیں اہاب یا یہاب کے مقام تک پہنچ جائیں گی۔

۸۲۹۹ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِيْفَةٌ يُّقَسِّمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهٗ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو مال تقسیم کرے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ اُمَّتِيْ خَلِيْفَةٌ يَّحْثِي الْمَالَ حَثْيًا وَّلَا يَعُدُّهٗ عَدًّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال دے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔ (مسلم)

۸۳۰۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب فرات سے سونے کا خزانہ نکلے گا' پس جو کوئی حاضر ہو تو وہ اس سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

يَحْسُرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کوئی چیز نہ لے۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٠١ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسُرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ يَّقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَيَقُوْلُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ لَعَلِّيْ اَكُوْنُ اَنَا الَّذِيْ اَنْجُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک فرات سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے، لوگوں کی اس پر لڑائی ہوگی تو ہر سو افراد سے ننانوے آدمی قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر شخص خیال کرے گا کہ شاید میں ہی نجات یافتہ شخص ہوں گا۔ (مسلم)

٨٣٠٢ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقِيْءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيْءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيْءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِيْ وَيَجِيْءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُ فَلَا يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کی سونے چاندی کے ستونوں کی شکل میں قے کر دے گی تو قاتل آئے گا اور کہے گا کہ میں نے اس (مال) کے لیے قتل کیا اور رشتہ توڑنے والا آ کر کہے گا کہ میں نے اس (مال) کے لیے اپنے رشتے توڑے اور چور آ کر کہے گا کہ اس (مال) کے لیے میرا ہاتھ کاٹا گیا، پھر وہ اس (مال) کو چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کوئی چیز نہیں لیں گے۔ (مسلم)

٨٣٠٣ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ اِلَّا الْبَلَاءُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دنیا ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ آدمی قبر پر گزرے گا اور اس پر لوٹ پوٹ ہونے لگے گا اور کہے گا: کاش! میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور اس میں آزمائش کے سوا دین نہ ہوگا۔ (مسلم)

٨٣٠٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ سرزمین حجاز سے ایسی آگ ظاہر ہوگی، جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔ (بخاری ومسلم)

سرزمین حجاز سے آگ کا ظہور

اس حدیث میں ہے کہ سرزمین حجاز سے ایسی آگ ظاہر ہوگی، جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس آگ کے ظہور کے متعلق خبریں حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں اور اس آگ کا غالب ظہور مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سیّد کائنات علیہ افضل الصلوات کی برکت سے مدینہ منورہ کو اس آگ کی آفت سے محفوظ رکھا، اس کی ابتداء بروز جمعہ تین جمادی

www.waseemziyai.com
MARKAZUL OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الاخریٰ کو ہوئی اور بہ روز ہفتہ ستائیس رجب کو یہ آگ ختم ہوئی اور اس کی مجموعی مدت باون دن ہے‘ یہ آگ حجاز کی جانب سے ایک قلعے اور برجوں والے بہت بڑے شہر کی مانند آئی‘ یوں محسوس ہوتا تھا کہ آدمیوں کی ایک جماعت اسے کھینچ کر لا رہی ہے‘ جس پہاڑ تک پہنچتی اس کو جلا کر خاکستر کر دیتی۔ بجلی کی طرح گرجتی تھی اور دریا کی طرح جوش مارتی تھی‘ یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس آگ کے اندر سے سرخ نہریں نکل رہی ہیں۔ وہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچی مگر اتنی شدت کے باوجود مدینہ منورہ میں اس سے ٹھنڈی ہوا آتی تھی۔ اس آگ کی روشنی نے مدینہ منورہ کے اطراف و اکناف کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ حرم پاک اور مدینہ منورہ کے تمام گھروں کو آفتاب کی روشنی کی طرح چمکا رکھا تھا۔ چاند سورج کی روشنی اس کے سامنے ماند پڑ چکی تھی۔ بعض اہل مکہ نے اس آگ کی روشنی کا یمامہ و بصریٰ میں مشاہدہ کیا۔ اس آگ کی عجیب خاصیت تھی کہ وہ پتھروں کو نگل جاتی تھی اور انہیں پگھلا دیتی تھی لیکن درختوں پر اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ وادی میں ایک بہت بڑا پتھر تھا جس کا نصف حصہ حرم مدینہ میں داخل تھا اور نصف حصہ باہر تھا‘ باہر والے نصف حصہ کو آگ نے جلا دیا اور جب اندر والے نصف حصہ تک پہنچی تو آگ بجھ گئی۔ اہل مدینہ عاجزی و زاری کرنے لگے‘ انہوں نے صدقہ و خیرات اور غلام آزاد کرنا شروع کر دیئے۔ جمعہ کی رات تمام اہل مدینہ حتیٰ کہ بچے اور عورتیں حرم شریف میں آ کر روضہ پاک کے گرد برہنہ سر گڑگڑاتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس آگ کا رخ شمال کی جانب پھیر دیا اور اہل مدینہ کو اس آگ سے نجات عطا فرمائی۔ اسی سال تاتاریوں کا فتنہ ظہور پذیر ہوا اور بغداد شریف اور اطراف عالم میں جنگ اور فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۱۳‘ مطبوعہ تیج کمار‘ لکھنؤ)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اگر سوال ہو کہ حدیث کو اس آگ پر کیسے محمول کیا جا سکتا ہے؟ جب کہ آئندہ حدیث آ رہی ہے کہ آپ نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانی ایسی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر دے گی جب کہ وہ آگ تو ابھی پیدا نہیں ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے آپ کی مراد سب سے پہلی نشانی نہیں بلکہ مراد وہ نشانیاں ہیں جو قیامت سے متصل ہیں اور قربِ قیامت کی دلیل ہیں‘ کیونکہ قیامت کی نشانیوں میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت بھی ہے‘ حالانکہ آپ کی بعثت اس آگ سے پہلے ہے یا آگ سے یہاں فتنوں اور لڑائیوں کی آگ مراد ہے‘ جس طرح تاتار کا فتنہ مشرق سے لے کر مغرب تک پھیل گیا تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۵‘ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی‘ بیروت)

۸۳۰۵ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانی ایسی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر دے گی۔ (بخاری)

۸۳۰۶ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْاِنْسَ وَحَتّٰى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهٖ وَشِرَاكُ نَعْلِهٖ وَيُخْبِرُهٗ فَخِذُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ درندے انسانوں سے کلام کریں گے اور آدمی سے اس کے کوڑے کا کنارہ اور اس کی جوتی کا تسمہ کلام کرے گا اور آدمی کی ران اسے وہ سب کچھ بتا دے گی‘ جو اس کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا ہوگا۔ (ترمذی)

۸۳۰۷ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فُقِدَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

الْجَرَادُ فِیْ سَنَةٍ مِّنْ سَنِیْ عُمَرَ الَّتِیْ تُوُفِّیَ فِیْهَا فَاهْتَمَّ بِذٰلِكَ هَمًّا شَدِیْدًا فَبَعَثَ اِلَی الْیَمَنِ رَاكِبًا وَّرَاكِبًا اِلَی الْعِرَاقِ وَرَاكِبًا اِلَی الشَّامِ یَسْاَلُ عَنِ الْجَرَادِ هَلْ اُرِیَ مِنْهُ شَیْئًا فَاَتَاهُ الرَّاكِبُ الَّذِیْ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ بِقَبْضَةٍ فَنَثَرَهَا بَیْنَ یَدَیْهِ فَلَمَّا رَاٰهَا عُمَرُ كَبَّرَ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ اَلْفَ اُمَّةٍ سِتُّ مِائَةٍ مِّنْهَا فِی الْبَحْرِ وَاَرْبَعُ مِائَةٍ فِی الْبَرِّ وَاِنَّ اَوَّلَ هَلَاكِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْجَرَادُ فَاِذَا هُلِكَ الْجَرَادُ تَتَابَعَتِ الْاُمَمُ كَنِظَامِ السِّلْكِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

کی زندگی کے آخری برس جس میں آپ کا وصال ہوا' ٹڈی گم ہوگئی (یعنی ان علاقوں میں ٹڈی نایاب ہوگئی)' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس سے شدید غم لاحق ہوگیا' آپ نے ایک سوار یمن کی طرف اور ایک سوار عراق کی طرف اور ایک سوار شام کی طرف روانہ فرمایا' وہ سوار ٹڈی کے متعلق دریافت کرتا تھا کہ کیا کسی آدمی نے کوئی ٹڈی دیکھی ہے؟ یمن کی طرف جانے والا سوار مٹھی بھر ٹڈیاں لے کر آیا اور انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے بکھیر دیا' جب آپ نے ٹڈیاں دیکھیں تو اللہ اکبر کہا' اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک اللہ عزوجل نے ایک ہزار امتیں پیدا فرمائی ہیں' جن میں سے چھ سو امتیں سمندر میں اور چار سو امتیں خشکی میں ہیں' اور بے شک سب سے پہلے ہلاک ہونے والی امت ٹڈی ہے' جب ٹڈی ہلاک ہوگئی تو امتیں پے در پے ہلاک ہوں گی' جس طرح لڑی کے دانے لگاتار گرتے ہیں۔

(بیہقی' شعب الایمان)

۸۳۰۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِنَغْنَمَ عَلٰی اَقْدَامِنَا فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ شَیْئًا وَّعَرَفَ الْجَهْدَ فِیْ وُجُوْهِنَا فَقَامَ فِیْنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَكِلْهُمْ اِلَیَّ فَاَضْعُفَ عَنْهُمْ وَلَا تَكِلْهُمْ اِلٰی اَنْفُسِهِمْ فَیَعْجِزُوْا عَنْهَا وَلَا تَكِلْهُمْ اِلَی النَّاسِ فَیَسْتَاْثِرُوْا عَلَیْهِمْ ثُمَّ وَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی رَاْسِیْ ثُمَّ قَالَ یَا ابْنَ حَوَالَةَ اِذَا رَاَیْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتِ الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ فَقَدْ دَنَتِ الزَّلَازِلُ وَالْبَلَابِلُ وَالْاُمُوْرُ الْعِظَامُ وَالسَّاعَةُ یَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ یَدِیْ هٰذِهٖ اِلٰی رَاْسِكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَّرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِیْ صَحِیْحِهٖ.

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں غنیمت حاصل کرنے کے لیے پیادہ پا روانہ فرمایا اور ہم غنیمت حاصل کیے بغیر لوٹ آئے' آپ نے ہمارے چہروں پر مشقت کے آثار ملاحظہ فرمائے اور ہمارے درمیان کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اے اللہ! انہیں میرے سپرد نہ کرنا کہ میں ان کا بوجھ برداشت نہیں کرسکوں گا اور انہیں ان کی جانوں کے سپرد نہ کرنا کہ یہ اپنے معاملات سرانجام دینے سے عاجز آجائیں گے اور انہیں لوگوں کے سپرد نہ کردینا کہ لوگ اپنی ضروریات کو ان کی حاجات پر مقدم رکھیں گے' پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر رکھا' پھر فرمایا: اے ابن حوالہ! جب تم دیکھو کہ ارضِ مقدس (ملک شام) میں خلافت اتر آئی ہے' تو جان لینا کہ زلزلے اور پریشانیاں اور بڑے بڑے حادثات قریب آ چکے ہیں اور اس روز قیامت لوگوں کے اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی جتنا میرا یہ ہاتھ تمہارے سر کے قریب ہے۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہیں اور حاکم نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے)

۸۳۰۹ - وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نشانیاں دو سو سال بعد ہوں گی۔ (ابن ماجہ)

۸۳۱۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے

MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

ایک شخص عرب کا بادشاہ نہیں بن جائے گا' اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا (وہ میرا ہم نام ہوگا)۔ (ترمذی' ابوداؤد)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ فِيْهِ رَجُلًا مِنِّيْ اَوْمِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اگر دنیا سے صرف ایک دن باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل فرما دے گا یہاں تک کہ اس دن میں مجھ سے' یا فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا' جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا' وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے معمور کر دے گا جیسے (پہلے) زمین ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔

٨٣١١ - **وَعَنْ** اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَّنَظَرَ اِلٰى اِبْنِهِ الْحَسَنِ قَالَ اِنَّ اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهٖ رَجُلٌ يُّسَمّٰى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ يُشْبِهُهٗ فِي الْخُلُقِ وَلَا يُشْبِهُهٗ فِي الْخَلْقِ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً يَّمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابواسحٰق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے سردار فرمایا ہے اور اس کی نسل میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا' جو تمہارے نبی ﷺ کا ہم نام ہوگا' وہ سیرت میں آپ کے مشابہ ہوگا' صورت میں آپ کے مشابہ نہیں ہوگا' پھر پورا واقعہ ذکر کیا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ (ابوداؤد)

٨٣١٢ - **وَعَنْ** اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری نسل سے' اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوگا۔ (ابوداؤد)

٨٣١٢ - **وَعَنْ** اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَاءً يُّصِيْبُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ حَتّٰى لَا يَجِدَ الرَّجُلُ مَلْجَأً يَّلْجَأُ اِلَيْهِ مِنَ الظُّلْمِ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنْ عِتْرَتِيْ وَاَهْلِ بَيْتِيْ فَيَمْلَأُ بِهِ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا يَّرْضٰى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْاَرْضِ لَا تَدَعُ السَّمَاءُ مِنْ قَطْرِهَا شَيْئًا اِلَّا صَبَّتْهُ مِدْرَارًا وَّلَا تَدَعُ الْاَرْضُ مِنْ نَّبَاتِهَا شَيْئًا اِلَّا اَخْرَجَتْهُ حَتّٰى يَتَمَنَّى الْاَحْيَاءُ الْاَمْوَاتَ يَعِيْشُ فِيْ ذٰلِكَ سَبْعَ سِنِيْنَ اَوْ ثَمَانَ سِنِيْنَ اَوْ تِسْعَ سِنِيْنَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس امت کو پہنچنے والی آزمائش کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' حتیٰ کہ کوئی شخص ظلم سے پناہ حاصل کرنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں پائے گا' تو اللہ تعالیٰ میری اولاد اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا' اللہ تعالیٰ اس کے وجود سے زمین کو عدل وانصاف سے معمور فرما دے گا' جس طرح کہ زمین ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی' زمین وآسمان کے باشندگان اس پر راضی ہوں گے' اور آسمان اپنا کوئی قطرہ باقی نہیں چھوڑے گا مگر اسے موسلا دھار بارش کی صورت میں برسا دے گا اور زمین اپنی کوئی بوٹی نہیں چھوڑے گی مگر اسے اُگا دے گی یہاں تک کہ زندہ لوگ مُردوں کی تمنا کرنے لگیں گے (کہ کاش! وہ اس دور میں زندہ ہوتے) لوگ اس حالت میں سات سال یا آٹھ سال یا نو سال گزاریں گے۔ (حاکم)

٨٣١٣ - **وَعَنْهُ** قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ مِنِّيْ اَجْلَى الْجَبْهَةِ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی مجھ سے ہیں' روشن وکشادہ پیشانی والے بلند ناک والے جو زمین کو عدل

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَقْنَى الْاَنْفِ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا يَّمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

وانصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ زمین ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی‘ وہ سات سال بادشاہی کریں گے۔ (ابوداؤد)

۸۳۱۴ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قِصَّةِ الْمَهْدِيِّ قَالَ فَيَجِيْءُ اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ يَا مَهْدِيُّ اَعْطِنِيْ اَعْطِنِيْ قَالَ فَيَحْثِيْ لَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ مَا اسْتَطَاعَ اَنْ يَّحْمِلَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت مہدی کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ان کے پاس ایک شخص آ کر کہے گا: اے مہدی! مجھے عطا فرمایئے! مجھے عطا فرمایئے! تو جس قدر وہ شخص اٹھا سکے گا‘ حضرت مہدی لپ بھر بھر کر اس کے کپڑے میں ڈالتے رہیں گے۔ (ترمذی)

۸۳۱۵ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ اِخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ هَارِبًا اِلٰى مَكَّةَ فَيَاْتِيْهِ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُوْنَهٗ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُوْنَهٗ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ اِلَيْهِ الْبَعْثُ مِنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا رَاَى النَّاسُ ذٰلِكَ اَتَاهُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُوْنَهٗ ثُمَّ يَنْشَاُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَخْوَالُهٗ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ اِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَّيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ وَيُلْقِي الْاِسْلَامُ بِجِرَانِهٖ فِي الْاَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يُتَوَفّٰى وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف پیدا ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگتا ہوا مکہ کی طرف آئے گا‘ مکہ کے لوگ اس کے پاس آ کر اسے باہر نکالیں گے جب کہ وہ راضی نہیں ہوگا‘ وہ لوگ حجر اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے اور اس کی طرف ملک شام سے ایک لشکر (لڑائی کے لیے) بھیجا جائے گا تو وہ لشکر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقامِ بیداء میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا‘ جب لوگ یہ منظر دیکھیں گے تو اس (امام مہدی) کے پاس ملک شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں آئیں گی اور اس کی بیعت کریں گی‘ پھر قریش سے ایک شخص (امام مہدی کی مخالفت کے لیے) کھڑا ہوگا‘ جس کے ماموں قبیلۂ کلب سے ہوں گے‘ وہ ان کی طرف لشکر بھیجے گا تو امام مہدی کے متبعین ان پر غالب آ جائیں گے‘ اور یہ بنوکلب کا لشکر ہوگا وہ لوگوں میں ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطابق عمل کرے گا اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (دین اسلام مستحکم اور پائیدار ہو جائے گا اور احکامِ سنت کا نفاذ ہوگا)۔ وہ (امام مہدی رضی اللہ عنہ) سات سال رہیں گے‘ پھر ان کا وصال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔ (ابوداؤد)

۸۳۱۶ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ وَّرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلٰى مُقَدَّمَتِهٖ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ مَنْصُوْرٌ يُّوَطِّنُ اَوْ يُمَكِّنُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهٗ اَوْ قَالَ اِجَابَتُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ماوراء النہر سے حارث نامی ایک شخص ظاہر ہوگا‘ جو کسان ہوگا‘ اس کے لشکر کے اگلے حصے میں ایک شخص ہوگا‘ جسے منصور کہا جائے گا‘ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آلِ پاک کو ایسے ہی مقام اور تقویت دے گا جس طرح قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تقویت دی ہے‘ ہر مومن پر اس کی مدد واجب ہے‘ یا فرمایا کہ اس کی بات قبول کرنا واجب ہے۔ (ابوداؤد)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۵۳۱۷ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السَّوْدَ قَدْ جَاءَ تْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوْهَا فَإِنَّ فِيْهَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ الْمَهْدِيَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے آتے ہوئے دیکھو تو ان کے پاس آ جانا کیونکہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ (مسند احمد دلائل النبوۃ للبیہقی)

سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور

ان احادیث میں سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کا بیان ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس میں اختلاف ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ' سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے یا سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے' ممکن ہے کہ آپ دونوں نسبتوں کے حامل ہوں۔ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ والد کی جانب سے حسنی سیّد اور والدہ کی جانب سے حسینی سیّد ہوں گے۔ جس طرح حضرت سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں بیٹے سیّدنا اسماعیل وسیّدنا اسحٰق علیہما الصلوٰۃ والسلام تھے اور بنی اسرائیل کے تمام انبیاء حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے تھے' اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے صرف ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام نبوت پر فائز ہوئے اور سب کے قائم مقام ہوئے اور خاتم الانبیاء کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ اسی طرح اکثر ائمہ اور اکابر امت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوئے' اس کے عوض حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ایسا بیٹا عطا فرمایا جو خاتم الاولیاء ہوگا اور تمام اولیاء کے قائم مقام ہوگا۔ علاوہ ازیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ظاہری خلافت کی مسند سے اتر آئے تو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ قطبیت کی ولایت کا جھنڈا آپ کو عطا فرمایا اور اسی مقام کے مناسب نسبت مہدویہ ہے' جو نبوت عیسویہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے کہ دونوں مل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت کا جھنڈا بلند کریں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَذِكْرِ الدَّجَّالِ

قربِ قیامت کی علامات کا بیان اور دجال کا ذکر

۵۳۱۸ - عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدِ الْغِفَارِيِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذْكُرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَيَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلٰى مَحْشَرِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ وَفِيْ

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: تم کیا باتیں کر رہے ہو؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم قیامت کے متعلق باتیں کر رہے ہیں' فرمایا: قیامت اس وقت تک ہرگز قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس کی دس علامات نہ دیکھ لو' آپ نے دھواں' دجال' دابۃ الارض' سورج کے مغرب سے طلوع ہونے' حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول' یاجوج و ماجوج اور تین مرتبہ زمین میں دھنسنے کا ذکر فرمایا' مشرق میں دھنسنا اور مغرب میں دھنسنا اور جزیرۂ عرب میں دھنسنا اور آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی' جو لوگوں کو ہانک کر ان کے محشر کی طرف لے جائے گی' اور ایک روایت میں ہے کہ عدن کے کنارے سے ایک آگ نکلے گی' جو لوگوں کو ہانک کر محشر کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں دسویں نشانی کے متعلق ہے کہ آندھی آئے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ وَرِيْحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
گی‘ جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی۔ (مسلم)

قیامت کی دس علامات کا بیان

اس حدیث میں قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی دس علامات کا ذکر ہے اور یہ قیامت کی علاماتِ کبریٰ ہیں‘ ایک قول کے مطابق ان علامات کی ترتیب یوں ہے کہ سب سے پہلی علامت دھواں ہے‘ پھر دجال کا خروج‘ پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری‘ پھر یاجوج ماجوج کا خروج‘ پھر دابۃ الارض کا ظہور‘ پھر سورج کا مغرب سے طلوع ہونا کیونکہ کفار حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اسلام لے آئیں گے‘ اگر دجال کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول سے پہلے ہی سورج مغرب سے طلوع ہو جائے تو پھر کفار کا ایمان لانا مقبول نہیں رہے گا‘ اور حدیث پاک میں ان علامات کے درمیان واؤ ذکر کیا ہے‘ یہ مطلق جمع کے لیے ہے (ترتیب بیان کرنے کے لیے نہیں‘ لہٰذا ان علامات کا ظہور اس حدیث میں بیان کردہ ترتیب کے مطابق ضروری نہیں) اب یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ حدیث مذکور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر طلوعِ شمس سے پہلے ہے اور یہ اعتراض بھی نہیں ہوگا کہ آئندہ حدیث میں مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کو پہلی نشانی قرار دیا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۷‘ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی‘ بیروت)

دھواں نکلنے کا بیان

اس حدیث میں دھواں نکلنے کو قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس دھویں سے مراد وہی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے: ''يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ O'' (الدخان: ۱۰) ''جس روز آسمان ظاہر دھواں لائے گا''۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ہوا تھا۔ علامہ طیبی کے اس قول کی تائید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ انہوں نے فرمایا: دھویں سے مراد وہ قحط سالی ہے جس میں قریش مبتلا ہوئے‘ حتیٰ کہ انہیں ہوا دھویں کی طرح دکھائی دیتی تھی‘ لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کا حقیقی معنی مراد ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دھواں مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت کو بھر دے گا اور چالیس دن رات رہے گا۔ مؤمن اس دھویں سے زکام والے کی طرح ہو جائے گا اور کافر نشے والے آدمی کی طرح ہو جائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۷‘ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی‘ بیروت)

دجال کی وجہ تسمیہ

اس حدیث میں دجال کے خروج کا ذکر ہے۔ لفظ دجال‘ دجل سے مشتق ہے اور دجل کا معنی خلط ملط کرنا‘ ملا دینا‘ مکر و فریب‘ دھوکا۔ ''دجل الحق بالباطل'' اس وقت کہتے ہیں جب کوئی آدمی حق کو باطل کے ساتھ ملا دے‘ اس کا معنی جھوٹ بھی ہے اور ان تمام معانی کا دجال میں پایا جانا ظاہر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دجال دونوں کو مسیح کہا جاتا ہے‘ اکثر اسی طرح فرق کرتے ہیں کہ دجال کو صرف مسیح نہیں کہتے بلکہ مسیح دجال کہتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف مسیح کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں پر مسح فرماتے یعنی ہاتھ پھیر دیتے تھے تو وہ تندرست ہو جاتے تھے اور آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم سے ممسوح یعنی آلائش وغیرہ سے پاک صاف پیدا ہوئے تھے۔ بعض نے کہا کہ مسیح کا معنی صدیق ہے‘ آپ بھی صدیق تھے۔ بعض نے کہا کہ آپ کو مسیح اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ کے پاؤں مبارک کے تلوے ہموار تھے‘ عام لوگوں کی طرح ٹیڑھے اور باریک نہیں تھے‘ یا مسیح کا معنی سیر و سیاحت کرنے والا ہے۔ آپ نے زمین پر سفر کیا اور یہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

آخری معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال دونوں میں پایا جاتا ہے' اور دجال کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی آنکھ ہموار ہوگی۔ ممسوح الوجہ اس آدمی کو کہتے ہیں کہ جس کے چہرے کی ایک طرف برابر اور ہموار ہو اور اس میں آنکھ اور ابرو نہ ہوں (اور دجال بھی اسی طرح کا ہوگا)' یا دجال کو مسیح اس لیے کہا جائے گا کہ اس سے خیر وخوبی کو صاف کر دیا گیا ہے یعنی وہ خیر وخوبی سے خالی ہے' جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شر کو صاف کر دیا گیا اور آپ شر سے خالی ہیں۔ خلاصہ کلام دجال مسیح الضلالت ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح الہدایت ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۲۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

دجال کا تفصیلی ذکر آئندہ احادیث میں آرہا ہے۔

دابۃ الارض کا خروج

اس حدیث میں دابۃ الارض کے نکلنے کا ذکر ہے۔ دابۃ الارض کا ذکر قرآن مجید میں ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ○	ہم زمین سے ان کے لیے ایک چارپایہ ظاہر کریں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا' اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے ○

(النمل: ۸۲)

ایک قول کے مطابق دابۃ الارض تین بار نکلے گا: (۱) حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں (۳) سورج کے مغرب سے طلوع کے بعد۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

دابۃ الارض ایک چارپایہ ہے' جو ساٹھ گز لمبا ہوگا۔ بعض نے کہا کہ اس کی شکل وصورت مختلف ہوگی' بہت سے جانوروں کے مشابہ ہوگا' کوہ صفا کو پھاڑ کر باہر نکلے گا۔ اس کے پاس سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ السلام کی انگوٹھی ہوگی' کوئی شخص اس کے ساتھ دوڑ نہیں سکے گا اور نہ اس سے بھاگ سکے گا۔ مؤمن کو عصا سے مارے گا اور اس کے چہرے پر مؤمن لکھ دے گا اور کافر پر مہر لگائے گا اور اس کے چہرے پر کافر لکھ دے گا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۲۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

یاجوج وماجوج کا بیان

اس حدیث میں یاجوج وماجوج کے نکلنے کا ذکر ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

یاجوج ایک شخص کا نام ہے' اسی طرح ماجوج بھی ایک شخص کا نام ہے' یہ دونوں یافث بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے تھے' یہ دونوں لفظ "تاجج النار" سے مشتق ہیں' جس کا معنی آگ کی حرارت ہے۔ قوم یاجوج وماجوج کی کثرت اور شدت کی بناء پر انہیں یہ نام دیا گیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ "اجاج" سے مشتق ہیں' جس کا معنی ہے: سخت کھارا پانی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ دونوں عجمی لفظ ہیں' مشتق نہیں۔ اس پر تو اتفاق ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں' پھر اختلاف ہے' ایک قول یہ ہے کہ یہ یافث بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں' یہ مجاہد کا قول ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ترکوں کے خاندان جیل سے ہیں' یہ ضحاک کا قول ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یاجوج ترک سے اور ماجوج جیل اور دیلم سے ہیں' اسے زمخشری نے ذکر کیا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مغلوں کی طرح یہ ترک سے ہیں اور بہت طاقت ور اور فسادی ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں' لیکن حضرت حوا علیہا السلام سے پیدا نہیں ہوئے کیونکہ سیدنا آدم علیہ السلام سوئے اور انہیں احتلام آیا اور نطفہ زمین پر گر پڑا' جب بیدار ہوئے' نکلنے والے پانی پر افسوس کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پانی سے یاجوج ماجوج کو پیدا کر دیا' لہٰذا باپ کی طرف سے ان کا ہمارے ساتھ تعلق ہے' ماں کی طرف سے نہیں۔ اسے ثعلبی نے کعب احبار سے نقل کیا ہے اور علامہ نووی نے بھی شرح مسلم میں ذکر کیا ہے' لیکن علمائے کرام نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ اسے ضعیف ہی قرار دینا چاہیے کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں' نیز سارے انسان حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

سے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ضعف کی وجہ یہ بھی ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو احتلام نہیں آتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جید اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ انسانوں کے دس حصے ہیں' نو حصے یاجوج ماجوج ہیں اور ایک حصہ باقی لوگ ہیں' اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ سانپ بچھو وغیرہ تمام حشرات الارض کو کھا جاتے ہیں' اور ہر قسم کے ذی روح پرندے وغیرہ کو کھا جاتے ہیں۔ ان میں بعض کے سینگ اور دُم میں ہوتی ہیں اور بڑے بڑے دانت ہوتے ہیں' جن سے یہ کچا گوشت کھا جاتے ہیں۔ مقاتل بن حیان نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:) اللہ تعالیٰ نے شب معراج مجھے یاجوج و ماجوج کی طرف بھیجا' میں نے انہیں دعوتِ اسلام دی' انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرکش اولاد اور ابلیس کی سرکش اولاد کے ساتھ جہنم میں ہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۳۲' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

قرآن مجید میں بھی یاجوج و ماجوج کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ○ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ○ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ○ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰٓی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ○ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ○ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ○ (الکہف: ۹۳۔۹۸)

حتیٰ کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا ان کے آگے کچھ ایسے لوگ پائے جو کوئی بات سمجھتے ہوئے معلوم نہ ہوتے تھے ○ انہوں نے کہا: اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج ماجوج زمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ مال مقرر کر دیں اس بات پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں ○ انہوں نے کہا کہ میرے رب نے مجھے جس پر طاقت دی ہے وہ بہتر ہے تو تم میری مدد کرو قوت کے ساتھ' میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط آڑ بنا دوں گا ○ میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ' یہاں تک کہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں کے برابر کر دی تو کہا: پھونکو! یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا تو کہا: لاؤ! میں اس پر گلا ہوا تانبا انڈیل دوں ○ تو یاجوج ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے ○ کہا: یہ میرے رب کی رحمت ہے' پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اسے پاش پاش کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے ○

امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ' حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' جس کا بعض حصہ یہ ہے:

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے بعض ایسے بندوں کو نکالا ہے جن سے لڑائی کی کسی میں طاقت نہیں ہے۔ تم میرے بندوں کو طور کی طرف جمع کر دو اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا' وہ ہر بلند جگہ سے دوڑتے ہوئے آئیں گے' ان کے پہلے لوگ بحیرہ طبریہ کے پاس سے گزریں گے اور وہاں جتنا پانی ہو گا' پی جائیں گے' پھر ان کے آخری لوگ وہاں سے گزریں گے اور کہیں گے: یہاں کبھی پانی تھا۔ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب محصور ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان کے نزدیک گائے کا سر تمہارے آج کے سو دیناروں سے زیادہ بہتر ہو گا۔ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرما دے گا' تو وہ صبح کو سارے یک دم مر جائیں گے' پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب نیچے زمین پر اتریں گے تو وہ زمین پر بالشت بھر جگہ بھی ان کی گندگی اور بدبو سے خالی نہ پائیں گے' پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اصحاب اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی مانند پرندے بھیجے گا تو وہ انہیں اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا' پھینک دیں گے' پھر اللہ تعالیٰ ان پر بارش بھیجے گا جس سے کوئی گھر اور خیمہ خالی نہ رہے گا اور وہ بارش زمین کو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

دھو کر آئینے کی طرح صاف وشفاف بنا دے گی۔ (صحیح مسلم' کتاب الفتن' رقم الحدیث: ۷۲۹۹' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی اور ایک روایت میں ہے کہ ارضِ حجاز سے آگ نکلے گی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دونوں اکٹھی ظاہر ہوں گی اور لوگوں کو ہانک کر لے جائیں گی یا پھر مراد یہ ہے کہ اس آگ کے نکلنے کی ابتداء یمن سے ہوگی اور اس کا ظہور حجاز سے ہوگا۔

اس روایت میں ہے کہ آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو مشرق سے نکل کر مغرب تک پہنچے گی۔ ان دونوں روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ اس روایت میں مذکورہ علامات کے اعتبار سے آگ کو آخری علامات قرار دیا ہے اور بخاری شریف کی روایت میں آگ کو اس لحاظ سے اوّل قرار دیا کہ یہ ان علامات میں سب سے پہلی علامت ہے جن کے بعد دنیا کا کوئی امر بالکل ظاہر نہیں ہوگا بلکہ ان علامات کے ختم ہوتے ہی نفخِ صور کا وقوع ہو جائے گا اور یہاں مذکورہ علامات میں کوئی علامت ایسی نہیں ہے بلکہ ان میں سے ہر ایک علامت کے ساتھ اُمورِ دنیا میں سے کوئی نہ کوئی چیز باقی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ آگ لوگوں کو محشر کی طرف جمع کرے گی اور ایک روایت میں ہے کہ ایسی ہوا آئے گی جو لوگوں کو سمندر میں گرا دے گی۔ ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ دوسری روایت میں لوگوں سے کفار مراد ہیں کہ کفار کی طرف جو آگ آئے گی اس میں شدید آندھی ہوگی جو انہیں سمندر میں پھینک دے گی اور وہی کفار کے حشر کا مقام ہوگا' جس طرح کہ روایت ہے کہ سمندر آگ بن جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْO'' (التکویر: ۶) ''اور جب سمندر سلگائے جائیں گےO'' جب کہ مؤمنین کی آگ صرف ڈرانے کے لیے ہوگی اور کوڑے کی حیثیت سے ہوگی کہ انہیں ہانک کر محشر تک لے جائے گی۔

ایک قول کے مطابق محشر سے مراد ملک شام کی سرزمین ہے' کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ حشر ملک شام کی سرزمین میں ہوگا' لیکن ظاہر یہ ہے کہ حدیث سے مراد ہے کہ حشر کی ابتداء ملک شام سے ہوگی یا ملک شام کی زمین کو اس قدر وسیع کر دیا جائے گا کہ ساری مخلوق اس میں سما جائے گی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۱۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا اَلدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَاَمْرُ الْعَامَّةِ وَخُوَیِّصَّةُ اَحَدِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھ چیزوں سے پہلے عمل کر لو' دھواں' دجال' دابۃ الارض' سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور سب لوگوں کی موت یا تم میں سے کسی ایک کی موت۔ (مسلم)

۸۳۲۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تین علامات ظاہر ہو گئیں تو کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا' جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی ہو' (وہ تین نشانیاں یہ ہیں:) (۱) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۲) دجال (۳) دابۃ الارض۔ (مسلم)

۸۳۲۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اَوَّلَ الْاٰيَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَاَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰى اَثَرِهَا قَرِيْبًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے جو نشانی ظاہر ہوگی' وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابۃ الارض کا چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے ظاہر ہونا ہے' اور ان دونوں میں سے جو علامت بھی اپنے ساتھ والی علامت سے پہلے ہوگی تو دوسری اس کے فوراً بعد ہوگی۔ (مسلم)

احادیث میں تطبیق

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ سوال کیا جائے گا کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا سب سے پہلی نشانی نہیں' کیونکہ دھواں اور دجال کا ظہور اس سے پہلے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ علامات دو طرح کی ہیں: (۱) قیامت قائم ہونے کے قرب کی علامات (۲) قیامِ قیامت کے وجود پر دلالت کرنے والی علامات۔ دھواں اور دجال کا ظہور وغیرہ پہلی قسم کی علامات میں سے ہیں اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور زمین کا تھرتھرانا اور آگ کا نکلنا اور لوگوں کو ہانک کر محشر کی طرف لے جانا' یہ دوسری قسم کی علامات ہیں اور طلوعِ شمس کو اوّل اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ اس سے دوسری قسم کی علامات کی ابتداء ہوگی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۲۲ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِيْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنُ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا وَيُقَالُ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا. (یٰسٓ:۳۸) قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غروبِ آفتاب کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: بے شک یہ سورج جاتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے' پھر اجازت مانگتا ہے تو اسے اجازت دی جاتی ہے اور قریب ہے کہ یہ سجدہ کرے گا اور اس کا سجدہ قبول نہیں کیا جائے گا اور یہ اجازت طلب کرے گا اور اسے اجازت نہیں دی جائے گی اور اسے کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا' پس سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے قول سے یہی مراد ہے: اور سورج اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے لیے چلتا ہے (یٰسٓ:۳۸) اور سورج کا ٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔ (بخاری و مسلم)

عرش کے نیچے سورج کے سجدہ کرنے کی کیفیت

اس حدیث میں ہے کہ بے شک یہ سورج جاتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ اس حدیث پر اشکال ہے کہ اس میں سورج کے عرش کے نیچے سجدہ کرنے کا ذکر ہے حالانکہ سجدہ تو زمین پر پیشانی رکھنے کا نام ہے اور سورج کی تو کوئی پیشانی نہیں' پھر سورج کے سجدہ کرنے کا کیا معنیٰ ہے؟ نیز سورج کا طلوع و غروب تو ہر وقت عمل میں آ رہا ہے۔ جب ایک جگہ سورج غروب ہوتا ہے تو دوسری جگہ طلوع ہو رہا ہوتا ہے' لہٰذا حدیث کا معنیٰ کیا ہوگا کہ سورج عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے' پھر اجازت لیتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چیز کا سجدہ اس کے حال کے موافق ہوتا ہے۔ قرآن میں ستاروں اور درختوں کے سجدہ کا ذکر ہے' فرمایا: ''وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ O''

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

(النجم:٦) نیز زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کے سجدہ کا ذکر ہے فرمایا: ''اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' یہ سب چیزیں پیشانی والی نہیں مگر ان کو ساجد کہا گیا تو ان کا سجدہ ان کے حسب حال ہوگا اور سورج کے غروب ہونے کی حالت کو سجدہ کرنے والے کی حالت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ عرشِ الٰہی نے تمام آسمانوں کا احاطہ کیا ہے۔ زمین' آسمان اور جو کچھ ان میں موجود ہے وہ سب عرش کے نیچے ہیں' لہٰذا سورج جس جگہ بھی غروب ہوگا وہ جگہ عرش کے نیچے ہی ہوگی' اس لیے اسے عرش کے نیچے سجدہ کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے' لہٰذا حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ سورج ہر وقت ہی حالتِ سجدہ میں ہے' اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے اور ہر وقت کسی نہ کسی اُفق میں غروب ہوتا ہے تو دوسرے افق میں طلوع کی اجازت مانگتا ہے اور اللہ کے حکم کے بغیر اس کا طلوع و غروب نہیں ہوتا اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ اللہ کے حکم اور اجازت سے ایک افق میں غروب اور دوسرے میں طلوع ہوتا رہے مگر قربِ قیامت جب ایک افق میں غروب ہوگا تو دوسرے افق میں طلوع کی اسے اجازت نہیں ملے گی' بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق الٹا چکر لگائے گا اور ہر جگہ مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ٨٥٥ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ سورج کے سجدہ سے کیا مراد ہے کیونکہ سورج کی تو کوئی پیشانی نہیں اور اللہ کے حکم کی پیروی کرنے والا معنی تو اسے ہمیشہ حاصل ہے (لہٰذا غروب کے وقت کی تخصیص کا کیا معنی ہے؟) تو اس کا جواب یہ ہے کہ غروب کے وقت سجدہ کرنے والے کے ساتھ سورج کو تشبیہ دینا مقصود ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ دیکھنے میں تو سورج زمین میں غائب ہو جاتا ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سورج کو سیاہ کیچڑ کے چشمے میں غروب ہوتے ہوئے پایا۔ تو پھر عرش کے نیچے سجدہ کرنے کا کیا مفہوم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ساتوں زمینیں چکی کے قطب (مرکزی کیل) کی طرح ہیں اور عرش اپنی عظمتِ ذات کی بناء پر چکی کی طرح ہے' تو سورج جہاں بھی سجدہ کرے گا' وہ سجدہ عرش کے نیچے ہی ہوگا اور وہی سورج کی جائے قرار ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ علم ہیئت والے کہتے ہیں کہ سورج آسمان میں مرکوز ہے' جس کا تقاضا ہے کہ آسمان گردش کرتا ہے' اور ظاہر حدیث کا تقاضا ہے کہ سورج گردش کرتا ہے۔ (جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق سورج' چاند وغیرہ آسمان میں مرکوز نہیں) اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلاً تو رسول اللہ ﷺ کے کلام کے ساتھ مخالفت کے وقت اہلِ ہیئت کے قول کا کوئی اعتبار نہیں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا کلام یقیناً حق ہے اور ان کا کلام محض اندازوں پر مبنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ سورج اپنے چلنے کی جگہ سے نکل کر جائے اور عرش کے نیچے سجدہ کر کے واپس آ جائے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ'' (یٰس:٤٠) ''سب اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں ○'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ سورج کے اپنے فلک میں گردش کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ایسی جگہ سجدہ نہ کر سکے جہاں اللہ کا ارادہ ہو اور بعض نے کہا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سورج کے سجدہ کرنے سے سورج کے مؤکلین فرشتوں کا سجدہ کرنا مراد ہو۔ میں کہتا ہوں کہ یہ احتمال بلادلیل ہے اور ظاہر حدیث کے خلاف ہے' اور اس میں حقیقی معنی سے عدول کرنا لازم آتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ عرش کے نیچے سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غلبہ و سلطنت کے تحت سجدہ کرتا ہے' میں کہتا ہوں: کلام کے ظاہری اور حقیقی معنی سے فرار کرنے کی کیا ضرورت ہے' نیز ہم کہتے ہیں کہ آسمان و زمین وغیرہ تمام عالم عرش کے نیچے ہیں تو سورج جس جگہ بھی سجدہ کرے تو کہا جا سکتا ہے کہ اس نے عرش کے نیچے سجدہ کیا ہے اور ابن عربی نے کہا ہے کہ ایک قوم نے سورج کے سجدہ کا انکار کیا ہے' حالانکہ یہ صحیح اور ممکن ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بے دین لوگوں کی قوم ہے کیونکہ انہوں نے اس چیز کا انکار کیا ہے جس کی نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے اور جو آپ سے صحیح طریقہ سے ثابت ہے' اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ کوئی بعید نہیں کہ وہ حیوان و جمادات وغیرہ ہر چیز کو سجدہ کی طاقت دے۔ (عمدۃ القاری ج ١٥ ص ١١٩' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا مراد ہے؟ اس کا حقیقی علم تو اللہ اور اس کے رسول ہی کو ہے' اس حدیث سے جو ہم نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غروبِ آفتاب کو آفتاب کے سجدہ سے تعبیر فرمایا ہے' کیونکہ ہر چیز کی عبادت اس کے حسبِ حال ہوتی ہے' لہٰذا جب سورج نصف النہار کے وقت حالتِ استواء پر ہوتا ہے تو اس کا یہ استواء قیام کے قائم مقام ہے اور زوال کے بعد جب سورج ڈھل جاتا ہے تو اس کا ڈھلنا رکوع سے عبارت ہے اور جب سورج افق میں غروب ہوتا ہے تو اس کا یہ غروب سجدہ کے مشابہ ہے اور جس افق میں سورج غروب ہوتا ہے وہ چونکہ عرش کے نیچے واقع ہے' اس لیے اس کو عرش کے نیچے سجدہ کرنے سے تعبیر فرمایا۔ رہا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر سورج اسی طرح سجدہ میں پڑا رہتا ہے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ رات بھر سورج سجدہ میں پڑا رہے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حالتِ سجدہ (یعنی حالتِ غروب) میں ہی اس سے کہا جاتا ہے کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا اور لوٹنے کا مطلب الٹے پاؤں واپس جانا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظامِ تکوینی کے تحت لوٹنا ہے' یعنی معروف طریقہ اور معمول کے مطابق جس افق سے غروب ہوا ہے' اس کے مقابل دوسرے افق سے طلوع ہو' پھر اپنی منازل طے کرتا ہوا' اس افق پر غروب ہو کر پہلے افق پر طلوع ہو' اس طرح اپنا دورہ مکمل کرنے کے بعد اس افق سے پھر طلوع ہوتا ہے' جس سے غروب ہوا تھا۔ قیامت تک یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا لیکن جب قیامت قائم ہوگی تو سورج جس افق سے غروب ہوا تھا' اسی افق پر جانبِ غروب سے ہی طلوع ہو جائے گا۔ (تبیان القرآن ج ۷ ص ۲۱' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور)

۸۳۲۳ ۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور قیامِ قیامت کے درمیان دجال سے زیادہ بڑا کوئی معاملہ (فتنہ) نہیں۔ (مسلم)

۸۳۲۴ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْاَ مِنْهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَاْتِيْهِ وَهُوَ يَحْسَبُ اَنَّهٗ مُؤْمِنٌ فَيَتْبَعُهٗ مِمَّا يَبْعَثُ بِهٖ مِنَ الشُّبُهَاتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دجال کے متعلق خبر سنے تو اسے چاہیے کہ دجال سے دور رہے' بہ خدا! آدمی اس کے پاس یہ گمان کرتے ہوئے آئے گا کہ میں مؤمن ہوں' پھر جن شبہات کے ساتھ دجال بھیجا گیا ہے' ان کی وجہ سے وہ دجال کی پیروی کرنے لگے گا۔ (ابوداؤد)

۸۳۲۵ ۔ وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتّٰى يَلْحَقُوْا بِالْجِبَالِ قَالَتْ اُمُّ شَرِيْكٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ قَلِيْلٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ دجال سے بھاگیں گے حتیٰ کہ پہاڑوں میں چلے جائیں گے' ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔ (مسلم)

۸۳۲۶ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ مُتَّفَقٌ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر مخفی نہیں' یقیناً اللہ تعالیٰ کانا نہیں اور بے شک مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی' گویا کہ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

عَلَيْهِ.

۸۳۲۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُنِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُّتَّكِئًا عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے آج رات خود کو کعبہ شریف کے پاس دیکھا اور میں نے گندمی رنگ والا ایک شخص دیکھا' جوان تمام مردوں سے حسین تھا' جو گندمی رنگ والے مرد تم نے دیکھے ہیں' اس کی زلفیں تھیں (کندھوں تک بال تھے) اور جو زلفوں والے مرد تم نے دیکھے ہیں' وہ ان تمام سے حسین تھا' اس نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی' ان سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے' اس نے دو آدمیوں کے کندھوں پر ٹیک لگائی ہوئی تھی' وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا' میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں' پھر میں نے ایک آدمی دیکھا جو گھونگریالے بالوں والا' دائیں آنکھ سے کانا تھا گویا کہ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہے' وہ لوگوں میں سے ابن قطن کے سب سے زیادہ مشابہ تھا' اس نے اپنے دونوں ہاتھ دو مردوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے' وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا' میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ فِي الدَّجَّالِ رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شِبْهًا ابْنُ قَطَنٍ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دجال کے متعلق فرمایا کہ وہ سرخ رنگ کا مرد' جسیم' گھونگریالے بالوں والا ہوگا' دائیں آنکھ سے کانا ہوگا' لوگوں میں سے ابن قطن کے سب سے زیادہ مشابہ ہوگا۔

۸۳۲۸ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّتُهُ وَنَارُهُ فَنَارُهُ جَنَّتُهُ وَجَنَّتُهُ نَارٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال بائیں آنکھ سے کانا' گھنے بالوں والا ہوگا' اس کے ساتھ اس کی جنت اور دوزخ ہوگی' اس کی جہنم (درحقیقت) جنت اور اس کی جنت (درحقیقت) جہنم ہوگی۔ (مسلم)

دجال کون سی آنکھ سے کانا ہوگا؟

اس حدیث میں ہے کہ دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اور پہلی احادیث میں گزرا ہے کہ وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ ان احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ اس کی ایک آنکھ بالکل ختم ہوگی اور دوسری آنکھ میں عیب ہوگا' لہٰذا دونوں آنکھوں کے لیے "عورا" کا لفظ استعمال ہوسکتا ہے کیونکہ "عور" اصل میں عیب کو کہتے ہیں' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بعض لوگوں کو بائیں آنکھ سے کانا نظر آئے گا اور کچھ لوگوں کو دائیں آنکھ سے کانا نظر آئے گا' اور یہ بھی اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہوگی' کیونکہ جب وہ لوگوں کو اپنی اصل شکل وصورت کے مطابق دکھائی نہیں دے گا تو واضح ہو جائے گا کہ وہ ساحر اور کذاب ہے اور شارح نے کہا ہے کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں روایتوں میں سے ایک میں راوی سے سہو واقع ہوا ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۳۲۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهٖ نَبِيٌّ قَوْمَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ يَجِيْءُ مَعَهٗ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِيْ يَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَاِنِّيْ اُنْذِرُكُمْ كَمَا اَنْذَرَ بِهٖ نُوْحٌ قَوْمَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کیا میں تمہیں دجال کے متعلق ایسی بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی' بے شک وہ کانا ہوگا اور وہ اپنے ساتھ جنت و دوزخ جیسی چیزیں لے کر آئے گا' جس کے متعلق وہ کہے گا کہ یہ جنت ہے' وہ جہنم ہوگی' اور بے شک میں تمہیں ڈراتا ہوں جس طرح حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٣٠ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ وَاِنَّ مَعَهٗ مَاءً وَّنَارًا فَاَمَّا الَّذِيْ يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَاَمَّا الَّذِيْ يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِيْ يَرَاهُ نَارًا فَاِنَّهٗ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی' جسے لوگ پانی خیال کریں گے' وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جسے لوگ آگ خیال کریں گے' وہ ٹھنڈا شیریں پانی ہوگا' تم میں جو شخص اسے پائے تو وہ جسے آگ سمجھ رہا ہو اس میں چھلانگ لگا دے کیونکہ وہ ٹھنڈا میٹھا' پاکیزہ پانی ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظَفَرَةٌ غَلِيْظَةٌ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَؤُهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ وَّغَيْرِ كَاتِبٍ.

اور مسلم میں یہ اضافہ ہے کہ دجال کانی آنکھ والا ہوگا' اس پر ایک موٹا ناخنہ (آنکھ کی ایک بیماری) ہوگا' اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا' جسے ہر مومن پڑھ لے گا خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

٨٣٣١ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ لَّا تَعْقِلُوْا اِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ قَصِيْرٌ اَفْحَجُ جَعْدٌ اَعْوَرُ مَطْمُوْسُ الْعَيْنِ لَيْسَتْ بِنَاتِئَةٍ وَّلَا جَحْرَاءَ فَاِنْ اُلْبِسَ عَلَيْكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں نے دجال کے متعلق تم سے باتیں بیان کی ہیں حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ تم سمجھ نہیں سکو گے' بے شک مسیح دجال پست قد' ٹیڑھے پاؤں والا' گھونگھریالے بالوں والا اور ایک آنکھ سے کانا ہے' وہ آنکھ نہ تو اُبھری ہوئی ہے اور نہ اندر کو دھنسی ہوئی ہے' اگر تمہیں اشتباہ پڑ جائے تو جان لو کہ بے شک تمہارا رب کانا نہیں۔ (ابوداؤد)

٨٣٣٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَلَا اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں جس نے اپنی امت کو کانے کذاب سے نہ ڈرایا ہو' سن لو! بے شک وہ کانا ہے اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں' اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "ک ف ر" لکھا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٣٣ - وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوْحٍ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهٗ وَاِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ فَوَصَفَهٗ لَنَا قَالَ

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوا' جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو' اور بے شک میں نے تمہیں اس سے ڈرایا ہے اور آپ نے ہمارے سامنے اس کے متعلق بیان فرمایا'

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL ISLAMIA ACADEMY

لَعَلَّهٗ سَيُدْرِكُهٗ بَعْضُ مَنْ رَاٰنِيْ اَوْ سَمِعَ كَلَامِيْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ قُلُوْبُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ مِثْلُهَا يَعْنِي الْيَوْمَ اَوْ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

شاید میری زیارت کرنے والے اور میرا کلام سننے والے بعض لوگ اسے پالیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس روز ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ فرمایا: آج کی طرح یا اس سے بہتر۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٨٣٣٤ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَاَلَ اَحَدٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ اَكْثَرَ مِمَّا سَاَلْتُهٗ وَاِنَّهٗ قَالَ لِيْ مَا يَضُرُّكَ قُلْتُ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهٗ جَبَلَ خُبْزٍ وَّنَهْرَ مَاءٍ قَالَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے دجال کے متعلق سوال نہیں کیا، اور آپ نے مجھے فرمایا کہ وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا، میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کا دریا ہوگا، آپ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ حقیر ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٣٥ - وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ وَاِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ طَافِيَةٌ كَاَنِّيْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ فَاِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهٖ اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثٍ يَمِيْنًا وَّعَاثٍ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لَبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَّيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَّيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَّسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَسَنَةٍ اَيَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ فَيَاْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَّاَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَّاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَاْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر وہ میری حیاتِ ظاہری میں ظاہر ہوا، تو تمہاری طرف سے میں اس کا مقابلہ کروں گا، اور اگر وہ میری ظاہری حیات کے بعد ظاہر ہوا تو ہر شخص اپنی طرف سے اس کا مقابلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان پر ولی ومحافظ ہوگا، بے شک دجال جوان، سخت گھونگھریالے بالوں والا، پھولی ہوئی آنکھ والا ہوگا، گویا کہ وہ عبد العزیٰ بن قطن کے زیادہ مشابہ ہے، تم میں جو کوئی اسے پائے تو وہ اس پر سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھے، اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے کیونکہ یہ آیات اس کے فتنہ سے تمہیں امان دینے والی ہیں، بے شک وہ شام اور عراق کے درمیانی راستہ سے نکلے گا تو وہ دائیں جانب فساد پھیلائے گا اور بائیں جانب فساد پھیلائے گا، اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ زمین میں کتنی مقدار ٹھہرے گا؟ آپ نے فرمایا: چالیس دن، ایک دن ایک سال کی طرح اور ایک دن ایک ماہ کی طرح اور ایک دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو دن ایک سال کی طرح ہوگا، کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ فرمایا: نہیں! تم اس کے لیے اپنا اندازہ لگا لینا، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! زمین میں اس کی تیز رفتاری کتنی ہوگی؟ فرمایا: اس بادل کی طرح جس کے پیچھے ہوا چل رہی ہو، وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا اور وہ اس پر ایمان لے آئیں گے تو وہ آسمان کو حکم دے گا، آسمان بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا، زمین (سبزہ وغیرہ) اُگائے گی، شام کے وقت ان کے مویشی (چراگاہوں سے) واپس ان کے پاس آئیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ مِّنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا اَخْرِجِيْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهُ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُوْا رَجُلًا مُّمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ بْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهُ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ مِثْلُ جُمَّانٍ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ مِنْ رِّيْحِ نَفَسِهِ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِيْ حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَاْتِيْ عِيْسٰى قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُّجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى اَنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِيْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى الطُّوْرِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ فَيَمُرُّ اَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَنْتَهُوْا اِلٰى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْاَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَةً دَمًا وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَصْحَابُهُ حَتّٰى تَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ خَيْرًا مِّنْ مِّائَةِ دِيْنَارٍ لِّاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى

گے تو وہ پہلے سے زیادہ لمبی کوہانوں والے اور زیادہ بھرے ہوئے تھنوں والے اور زیادہ پھیلی ہوئی کوکھوں والے ہوں گے' پھر وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا اور وہ اس کی بات کو قبول نہیں کریں گے تو وہ ان کی طرف سے واپس پھر جائے گا اور وہ قحط زدہ ہو کر رہ جائیں گے' ان کے ہاتھوں میں ان کا کوئی مال نہیں رہے گا' وہ ایک ویرانہ پر گزرے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو وہاں کے خزانے اس کے پیچھے آئیں گے' جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے چلتی ہیں' پھر وہ ایک بھری ہوئی جوانی والے شخص کو بلائے گا اور اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور تیر کے ہدف کی مقدار دور دور پھینک دے گا' پھر اسے بلائے گا تو وہ آدمی ہنستا ہوا روشن و تر و تازہ چہرے کے ساتھ آئے گا' وہ دجال اسی حالت میں ہوگا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا' آپ زعفرانی رنگ کے دو کپڑوں میں ملبوس' دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے' دمشق کے مشرقی سفید منارے کے پاس اتریں گے' جب اپنا سر جھکائیں گے تو قطرات ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے چاندی کے بنے ہوئے دانوں کی طرح' موتیوں جیسے صاف قطرات ٹپکیں گے' جو کافر بھی آپ کے سانس کی خوشبو پائے گا' وہ مر جائے گا اور آپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی' جہاں تک آپ کی نگاہ جائے گی' آپ اسے تلاش کریں گے اور باب لد کے پاس اسے پالیں گے اور قتل کر ڈالیں گے' پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایسی قوم آئے گی' جنہیں اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا ہوگا' آپ ان کے چہرے صاف فرمائیں گے اور انہیں جنت میں ان کے درجات کی خبر دیں گے' وہ اسی حالت میں ہوں گے جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائے گا کہ بے شک میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں' جن سے لڑائی کی کسی میں طاقت نہیں' میرے بندوں کو کوہِ طور پر لے چلو' اور اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلند ٹیلے سے دوڑتے ہوئے آئیں گے' ان کی پہلی جماعت بحیرہ طبریہ پر گزرے گی اور اس میں جو پانی ہوگا' وہ پی جائے گی' اور ان کی آخری جماعت وہاں سے گزرے گی تو کہے گی کہ کبھی اس جگہ پانی تھا' پھر وہ چل پڑیں گے' حتیٰ کہ جبل خمر پر پہنچ جائیں گے اور وہ بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے' اور وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا ہے' آؤ! آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں' وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون سے رنگین کر کے واپس فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهٗ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ اِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ.

محصور ہو جائیں گے' یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر اس سے زیادہ بہتر ہوگا جتنا آج تمہارے نزدیک سو دینار ہیں' اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرما دے گا اور وہ سب ایک آدمی کے مرنے کی طرح یک بارگی مر جائیں گے' پھر اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت کے برابر جگہ بھی ان کی لاشوں اور بدبو سے خالی نہیں پائیں گے' اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے' (اور دعا کریں گے) تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے پرندے بھیجے گا' وہ انہیں اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا' پھینک دیں گے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْبَلِ وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ قِسِيِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يُكِنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِيْ ثَمَرَتَكِ وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى اَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةُ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةُ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَاْخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ فَيَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اِلَّا الرِّوَايَةَ الثَّانِيَةَ وَهِيَ قَوْلُهٗ تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْبَلِ اِلٰى قَوْلِهٖ سَبْعَ سِنِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں مقام نہبل میں پھینک دیں گے اور مسلمان ان کی کمانیں اور ان کے تیر اور ان کے ترکش سات سال تک جلاتے رہیں گے' پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا' جس سے نہ مٹی کا بنا ہوا کوئی گھر بچے گا' نہ اُون کا بنا ہوا کوئی خیمہ بچے گا' وہ بارش زمین کو دھو ڈالے گی حتیٰ کہ اسے شیشے کی طرح صاف کر کے چھوڑے گی' پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل اُگا اور اپنی برکت کو واپس لوٹا' تو اس دن ایک جماعت ایک انار سے کھائے گی اور اس کے چھلکے کے نیچے سایہ حاصل کرے گی' اور اللہ تعالیٰ دودھ میں برکت ڈال دے گا حتیٰ کہ ایک تازہ بچہ جننے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہوگی اور ایک تازہ بچہ جننے والی گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کو کافی ہوگی اور ایک تازہ بچہ جننے والی بکری لوگوں کے ایک خاندان کو کافی ہوگی' لوگ اسی حالت میں ہوں گے جب اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہوا بھیجے گا' جو ان کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی اور ہر مؤمن اور ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے' جو زمین میں گدھوں کی طرح زنا کریں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے' سوائے دوسری روایت کے اور وہ دوسری روایت آپ کا ارشاد 'تطرحھم بالنھبل'' سے لے کر ''سبع سنین'' تک ہے۔ (ترمذی)

دجال کے خروج کے وقت ایام کے طویل ہونے کی کیفیت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دن ایک سال کی طرح اور ایک دن ایک ماہ کی طرح اور ایک دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ الباری متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانِ اقدس اپنے حقیقی معنی میں ہے اور اس میں کوئی بعید بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ پہلے

www.waseemziyai.com
MAKTABA-UL-ULOOMIE ISLAMIA ACADEMY

دن کے اجزاء میں سے ہر جزء میں اتنا اضافہ کر دے کہ وہ دن خلافِ عادت ایک سال کی مقدار کے برابر ہو جائے' لیکن اس پر اعتراض ہے کہ اس تقریر کے مطابق صرف زمانے میں بسط اور کشادگی ثابت ہوگی' جس طرح معراج کی رات نبی کریم ﷺ کے لیے تھوڑا سا زمانہ وسیع اور کشادہ ہوا تھا' لیکن ہر نماز کے وجوب کا سبب تو وقت ہے جس کا اندازہ طلوعِ فجر' زوالِ آفتاب' غروبِ آفتاب اور شفق کے غائب ہونے سے لگایا جاتا ہے اور یہ چیزیں تو تبھی ثابت ہوتی ہیں جب حقیقتاً رات دن متعدد ہوں اور یہاں حقیقۃً رات دن کا متعدد ہونا تو نہیں پایا گیا' لہٰذا تحقیق وہی ہے جو علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک دن ایک سال کی طرح اور ایک دن ایک مہینہ کی طرح اور ایک دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا اور باقی ایام تمہارے ایام کی طرح ہوں گے۔ آپ کے اس ارشاد کی ہم یہ تاویل نہیں کر سکتے کہ ان ایام میں زیادہ مصائب' تکالیف اور سختیوں کی بناء پر انہیں طویل قرار دیا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو دن ایک سال کی طرح ہوگا' کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہو گی' آپ نے فرمایا: نہیں! لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے کہتے ہیں کہ حضور مخبر صادق و مصدوق ﷺ کے خبر دینے سے ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ دجال کے ساتھ مختلف قسم کے شعبدے ہوں گے' جن سے عقل والوں کی عقل سلب ہو جائے گی اور آنکھ والوں کی نگاہیں اچک لی جائیں گی' شیاطین اس کے تابع ہوں گے' وہ جنت و جہنم لے کر آئے گا اور اپنے دعویٰ کے مطابق مردوں کو زندہ کرے گا' لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے کبھی بارش برسائے گا اور خوش حالی لے آئے گا اور کبھی قحط اور خشک سالی لے آئے گا اور اس میں کوئی خفاء نہیں کہ وہ بہت بڑا جادوگر ہوگا' لہٰذا نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کی ہم یہی تاویل کر سکتے ہیں کہ دجال لوگوں کے کانوں اور آنکھوں کو اچک لے گا' لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ زمانہ ایک ہی حالت پر جاری ہے کہ دھوپ ہی ہے' اندھیرا نہیں ہوا' صبح ہی ہے شام نہیں ہوئی۔ رات دن کے اختلاف کی علامات ان پر مخفی ہو جائیں گی' لہٰذا نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان احوال کے وقت تم غور و فکر سے کام لینا اور جب تک اللہ تعالیٰ یہ حالت دور نہ فرما دے' اس وقت تک تم نمازوں کے اوقات کا اندازہ لگاتے رہنا' اور شرح مسلم میں علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے اور یہ تینوں ایام حدیث میں مذکور مقدار کے مطابق طویل ہوں گے اور اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ باقی ایام تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

طویل ایام میں نمازوں کے اوقات کا اندازہ کیسے لگایا جائے گا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز کی ادائیگی کے لیے اپنا اندازہ لگا لینا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حکم اسی دن کے ساتھ مخصوص ہے جس کا شارع علیہ السلام نے ہم سے بیان فرما دیا ہے' اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو ہم اجتہاد کے پابند ہوتے اور اس کے علاوہ باقی ایام میں معروف اوقات کے اندر نماز ادا کرنے پر اکتفاء کرتے اور اندازہ لگانے سے مراد یہ ہے کہ جب طلوعِ فجر کے بعد اتنا وقت ہو جائے جتنا وقت فجر اور ظہر کے درمیان ہوتا ہے تو ظہر کی نماز ادا کرنا اور جب ظہر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جتنا وقت ظہر اور عصر کے درمیان ہوتا ہے' تو عصر کی نماز ادا کر لینا' پھر جب عصر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جتنا وقت عصر اور مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو مغرب کی نماز ادا کر لینا' اسی طرح عشاء اور صبح' پھر ظہر' پھر عصر' پھر مغرب ادا کرنا' حتیٰ کہ وہ دن گزر جائے اور اس دن میں ایک سال کی فرض نمازیں ان اوقات میں ادا ہو جائیں گی' اور دوسرا دن ایک مہینہ کی طرح اور تیسرا دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا' ان میں بھی پہلے دن کی طرح نمازوں کا اندازہ لگایا جائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

جن علاقوں میں عشاء کا وقت نہیں آتا' وہاں نمازوں کا حکم شرعی

فقہائے کرام نے اس حدیث سے ان علاقوں میں نماز کی ادائیگی کا حکم بھی مستنبط کیا ہے جہاں عشاء اور وتر کا وقت نہیں آتا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OQOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہٗ العزیز متوفی ۱۳۷۶ھ لکھتے ہیں:
جن شہروں میں عشاء کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے (جیسے بلغاریہ ولندن کہ ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشاء کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہیے کہ ان دنوں کی عشاء و وتر کی قضاء پڑھیں۔ (بہار شریعت' حصہ سوم ص ۱۳' مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور)
اس مسئلہ کی تفصیلی بحث کے لیے ردالمحتار علی الدر المختار ج ۲ ص ۱۸ تا ۲۳' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان کا مطالعہ کریں۔ وہاں اس کے متعلق نفیس اور مبسوط بحث ہے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول کہاں ہوگا؟

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دمشق کے سفید مشرقی منارے کے پاس اتریں گے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:
طبرانی نے اوس بن اوس سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دمشق کے سفید مشرقی منارے کے پاس اتریں گے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ابن ماجہ پر اپنی تعلیق میں ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس کے پاس اتریں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اردن میں اتریں گے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کی لشکر گاہ میں اتریں گے' میں کہتا ہوں کہ بیت المقدس کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول والی حدیث ابن ماجہ کے نزدیک ثابت ہے اور میرے نزدیک یہی زیادہ راجح ہے' اور باقی روایات کے منافی نہیں کیونکہ بیت المقدس دمشق کے مشرقی جانب ہے اور وہی مسلمانوں کی لشکر گاہ ہے' جب کہ وہ اور اردن علاقے کا نام ہیں اور بیت المقدس اس کے اندر ہے' بیت المقدس میں اگرچہ اب منارہ نہیں ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے اس میں منارہ بن جائے گا۔
(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس کی خوشبو سے دجال کیوں نہیں مرے گا؟

اس حدیث میں ہے کہ کسی کافر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ آپ کے سانس کی خوشبو پائے مگر وہ مر جائے گا اور آپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نگاہ جائے گی۔ اس پر سوال ہے کہ دجال بھی کافر ہے تو پھر وہ آپ کے سانس کی خوشبو سے کیوں نہیں مرے گا؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
ممکن ہے کہ دجال اس حکم سے مستثنیٰ ہو اور اس میں حکمت یہ ہو کہ جنگ میں اس کا خون دکھایا جائے تا کہ اہل ایمان کے دلوں میں اس کے ساحر ہونے کا یقین اور پختہ ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نزول کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ کرامت ہو' پھر جب دجال کو دیکھیں تو یہ کرامت زائل ہو جائے' کیونکہ کرامت کا دائمی ہونا لازم نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس سانس سے کافر کی موت واقع ہوگی' وہ عام عادت کے مطابق سانس نہیں ہوگا' بلکہ اس سے مراد وہ سانس ہے جس سے کافر کو ہلاک کرنے کا قصد کیا جائے گا' لہٰذا مقصود سانس نہ پائے جانے کی وجہ سے دجال کی موت واقع نہیں ہوگی' اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو کافر بھی آپ کے سانس کی خوشبو پائے گا وہ مر جائے گا اور یہ مفہوم نہیں کہ پہلی بار ہی آپ کے سانس کی خوشبو سے کافر مر جائے گا' بلکہ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ حکمت کے پیش نظر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام میدانِ جنگ میں دجال کا خون مؤمنین کو دکھا دیں' اس کے بعد آپ کی یہ کرامت حاصل ہو' پھر عجیب وغریب بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس سے بعض لوگ زندہ ہو جائیں گے اور بعض مر جائیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

٨٣٣٦ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْكُثُ الدَّجَّالُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَالْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَالْيَوْمُ كَاضْطِرَامِ السَّعْفَةِ فِي النَّارِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال زمین میں چالیس سال تک ٹھہرے گا' ایک سال مہینے کی طرح اور ایک مہینہ' ایک ہفتے کی طرح اور ایک ہفتہ' ایک دن کی طرح اور ایک دن' آگ میں کھجور کی خشک لکڑی کے جلنے کی طرح ہوگا۔ (شرح السنہ)

٨٣٣٧ - وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ سِنِيْنَ سَنَةً تُمْسِكُ السَّمَاءُ فِيْهَا ثُلُثَ قَطْرِهَا وَالْاَرْضُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا وَالثَّانِيَةُ تُمْسِكُ السَّمَاءُ ثُلُثَيْ قَطْرِهَا وَالْاَرْضُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا وَالثَّالِثَةُ تُمْسِكُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا كُلَّهُ وَالْاَرْضُ نَبَاتَهَا كُلَّهُ فَلَا يَبْقٰى ذَاتُ ظِلْفٍ وَلَا ذَاتُ ضِرْسٍ مِّنَ الْبَهَائِمِ اِلَّا هَلَكَ وَاِنَّ مِنْ اَشَدِّ فِتْنَتِهٖ اَنَّهٗ يَاْتِي الْاَعْرَابِيَّ فَيَقُوْلُ اَرَاَيْتَ اِنْ اَحْيَيْتُ لَكَ اِبِلَكَ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيُمَثِّلُ لَهُ الشَّيَاطِيْنُ نَحْوَ اِبِلِهٖ كَاَحْسَنِ مَا يَكُوْنُ ضُرُوْعًا وَاَعْظَمِهٖ اَسْنِمَةً قَالَ وَيَاْتِي الرَّجُلَ قَدْ مَاتَ اَخُوْهُ وَمَاتَ اَبُوْهُ فَيَقُوْلُ اَرَاَيْتَ اِنْ اَحْيَيْتُ لَكَ اَبَاكَ وَاَخَاكَ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيُمَثِّلُ لَهُ الشَّيَاطِيْنُ نَحْوَ اَبِيْهِ وَنَحْوَ اَخِيْهِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ رَجَعَ وَالْقَوْمُ فِيْ اِهْتِمَامٍ وَغَمٍّ مِّمَّا حَدَّثَهُمْ قَالَتْ فَاَخَذَ بِلَحْمَتَيِ الْبَابِ فَقَالَ مَهْيَمْ اَسْمَاءُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ خَلَعْتَ اَفْئِدَتَنَا بِذِكْرِ الدَّجَّالِ قَالَ اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا حَيٌّ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ وَاِلَّا فَاِنَّ رَبِّيْ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّا لَنَعْجِنُ عَجِيْنَنَا فَمَا نَخْبِزُهٗ حَتّٰى نَجُوْعَ فَكَيْفَ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے' آپ نے دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا: بے شک دجال سے پہلے تین سال ہوں گے' ایک سال آسمان اپنی تہائی بارش اور زمین اپنی تہائی پیداوار روک لے گی اور دوسرے سال آسمان اپنی دو تہائی بارش اور زمین اپنی دو تہائی پیداوار روک لے گی اور تیسرے سال آسمان اپنی تمام بارش اور زمین اپنی تمام پیداوار روک لے گی' تو ہر کھر والا اور ڈاڑھ والا جانور ہلاک ہو جائے گا اور دجال کا شدید ترین فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک اعرابی کے پاس آکر کہے گا: کیا خیال ہے اگر میں تیرا اونٹ زندہ کر دوں تو کیا تجھے میرے رب ہونے کا یقین نہیں آئے گا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں! تو شیطان اس کے سامنے اس کے اونٹ کی صورت اختیار کر کے اس کے اونٹ سے زیادہ خوب صورت تھنوں اور زیادہ بلند کوہان والے اونٹ کی طرح آ جائے گا' اور ایک شخص کے پاس آئے گا' جس کا بھائی اور باپ فوت ہو چکے ہوں گے' اور کہے گا: تیرا کیا خیال ہے اگر میں تیرے باپ اور تیرے بھائی کو زندہ کر دوں تو کیا تو میرے رب ہونے کا یقین نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں! تو اس کے سامنے شیاطین اس کے باپ اور اس کے بھائی کی صورت اختیار کر کے آ جائیں گے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کے لیے تشریف لے گئے' پھر واپس تشریف لائے اور لوگ آپ کی بیان کردہ بات کی وجہ سے پریشانی اور غم میں تھے۔ راویہ کا بیان ہے کہ آپ نے دروازے کے دونوں کنارے پکڑ کر فرمایا: اے اسماء! کیا حال ہے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دجال کے ذکر سے ہمارے دل باہر نکل آئے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر دجال ظاہر ہوا' اور میں (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ ہوا تو میں اس کے مقابل ہوں گا' ورنہ میرا رب میری طرف سے ہر مؤمن پر محافظ ہوگا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! ہم آٹا گوندھتے ہیں اور روٹی نہیں پکاتے کہ ہمیں بھوک لگ آتی ہے' تو اس روز مؤمنین کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا: انہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OQOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بِالْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ يُجْزِئُهُمْ مَا يُجْزِئُ اَهْلَ السَّمَاءِ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّقْدِيْسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالطَّيَالِسِيُّ.

آسمان والوں کی طرح تسبیح وتقدیس ہی کافی ہوگی۔ (مسند احمد، ابوداؤد طیالسی)

٨٣٣٨ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ اَيْنَ تَعْمِدُ فَيَقُوْلُ اَعْمِدُ اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ خَرَجَ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ اَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا فَيَقُوْلُ مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ فَيَقُوْلُوْنَ اقْتُلُوْهُ فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا اَحَدًا دُوْنَهُ فَيَنْطَلِقُوْنَ بِهِ اِلَى الدَّجَّالِ فَاِذَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا الدَّجَّالُ الَّذِيْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَاْمُرُ الدَّجَّالُ بِهٖ فَيُشَجُّ فَيَقُوْلُ خُذُوْهُ وَشُجُّوْهُ فَيُوْسَعُ ظَهْرُهٗ وَبَطْنُهٗ ضَرْبًا قَالَ فَيَقُوْلُ اَوَ مَا تُؤْمِنُ بِيْ قَالَ فَيَقُوْلُ اَنْتَ الْمَسِيْحُ الْكَذَّابُ قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُؤْشَرُ بِالْمِيْشَارِ مِنْ مَّفْرِقِهٖ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ قُمْ فَيَسْتَوِيْ قَائِمًا ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ اَتُؤْمِنُ بِيْ فَيَقُوْلُ مَا ازْدَدْتُ فِيْكَ اِلَّا بَصِيْرَةً قَالَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا يَفْعَلُ بَعْدِيْ بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ فَيَاْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهٗ فَيُجْعَلُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهٖ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ نُحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيْعُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ فَيَاْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهٖ فَيَحْسِبُ النَّاسُ اَنَّمَا قَذَفَهٗ اِلَى النَّارِ وَاِنَّمَا اُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دجال ظاہر ہوگا تو ایک مؤمن مرد اس کی جانب رخ کرے گا، اسے دجال کے مسلح آدمی ملیں گے اور کہیں گے کہ تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہے گا کہ جس آدمی کا ظہور ہوا ہے، میں اس کی طرف (جانے کا) ارادہ رکھتا ہوں، فرمایا کہ وہ اسے کہیں گے: کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ کہے گا: ہمارے رب میں تو کوئی پوشیدگی نہیں، وہ کہیں گے: اسے قتل کردو، پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تمہارے رب نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اس کے (حکم کے) بغیر کسی کو قتل نہ کرنا تو وہ لوگ اسے دجال کی طرف لے جائیں گے، جب مؤمن دجال کو دیکھے گا تو کہے گا: اے لوگو! یہی وہ دجال ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا ہے، فرمایا کہ دجال حکم دے گا کہ اس مرد کو لٹا دیا جائے، پھر وہ کہے گا کہ اسے اچھی طرح پکڑ لو اور اس کا سر پھاڑ دو، اس کی پشت اور پیٹ پر ضربیں لگائی جائیں گی، پھر دجال کہے گا: کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے، وہ مردِ مؤمن کہے گا: تو مسیح کذاب ہے، فرمایا کہ پھر حکم دیا جائے گا اور اسے سر کی مانگ سے آرے کے ساتھ چیر ڈالا جائے گا اور اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے، پھر دجال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا، پھر اسے کہے گا: کھڑا ہو، تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا، پھر اسے کہے گا: کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا: مجھے (تیرے دجال ہونے کا) زیادہ یقین ہی ہوا ہے، پھر وہ مردِ مؤمن کہے گا: اے لوگو! بے شک یہ میرے بعد کسی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکے گا، فرمایا کہ دجال اسے پکڑے گا تا کہ ذبح کرے، اللہ تعالیٰ اس مردِ مؤمن کی گردن اور ہنسلی کے درمیان تانبا بنا دے گا اور وہ دجال اس کے ذبح کی طرف کوئی راستہ نہیں پائے گا، فرمایا کہ پھر دجال اس کے دونوں ہاتھ پاؤں پکڑ کر اسے پھینک دے گا، لوگ گمان کریں گے اسے آگ میں پھینکا ہے، حالانکہ اسے جنت میں پہنچا دیا جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مرد اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں مین سب سے زیادہ بڑی شہادت والا ہوگا۔ (مسلم)

٨٣٣٩ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِيْنَةَ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهُ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَيْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْاَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ اَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نے فرمایا: دجال آئے گا حالانکہ اس پر مدینہ منورہ کی گھاٹیوں میں داخل ہونا ممنوع ہوگا تو وہ مدینہ منورہ کے قریب بنجر زمین میں آئے گا' اس کی طرف ایک آدمی نکل کر آئے گا' اور وہ آدمی تمام لوگوں سے بہتر ہوگا یا فرمایا کہ بہترین لوگوں میں سے ہوگا' اور وہ کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو وہی دجال ہے' جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا' تو وہ دجال کہے گا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں اسے قتل کردوں' پھر اسے زندہ کردوں تو کیا تم میرے معاملہ میں شک کرو گے؟ تو لوگ کہیں گے کہ نہیں! پھر دجال اس مردِ مؤمن کو قتل کردے گا' پھر اسے زندہ کردے گا' تو وہ کہے گا: اللہ کی قسم! مجھے تیرے جھوٹا ہونے کا اتنا یقین کبھی نہیں تھا جتنا آج ہوا ہے' پھر دجال اسے قتل کرنے کا ارادہ کرے گا اور اس پر قابو نہیں پا سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٤٠ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِيْنَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسیح دجال مشرق کی جانب سے آئے گا' اس کا ارادہ مدینہ منورہ کی طرف ہوگا حتیٰ کہ وہ اُحد پہاڑ کے پیچھے اترے گا' پھر فرشتے اس کا چہرہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٤١ - وَعَنْ اَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب طاری نہیں ہو سکے گا' اس روز مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔ (بخاری)

٨٣٤٢ - وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مُنَادِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَخَرَجْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ لِيَلْزَمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اِنِّي وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَّلَا لِرَهْبَةٍ وَلٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ لِاَنَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ وَاَسْلَمَ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کو یہ نداء دیتے ہوئے سنا: نماز کی جماعت تیار ہے' میں مسجد کی طرف گئی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی' جب آپ نے اپنی نماز مکمل فرما لی تو آپ مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ ٹھہرا رہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کس لیے جمع کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے تمہیں کسی چیز کی رغبت دلانے یا کسی چیز سے ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا' لیکن میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری ایک نصرانی مرد تھے' وہ آ کر مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے ایسی بات بیان کی ہے جو اس خبر کے موافق ہے جو میں تمہیں مسیح دجال کے متعلق

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ بِهِ عَنِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِّنْ لَخْمٍ وَّجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ فَأَرْفَئُوا إِلَى جَزِيرَةٍ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسُوا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعْرِ لَا يَدْرُونَ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ قَالُوا وَيْلَكِ مَا أَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ اِنْطَلِقُوا إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ مَا رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَّأَشَدُّهُ وَثَاقًا مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ قُلْنَا وَيْلَكَ مَا أَنْتَ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰى خَبَرِي فَأَخْبِرُونِي مَا أَنْتُمْ قَالُوا نَحْنُ أُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ فَقَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ اِعْمِدُوا إِلَى هٰذَا فِي الدَّيْرِ فَأَقْبَلْنَا إِلَيْكَ سِرَاعًا فَقَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّهَا تُوشِكُ أَنْ لَّا تُثْمِرَ قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ هَلْ فِيهَا مَاءٌ قُلْنَا هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ قَالَ إِنَّ مَاءَهَا يُوشِكُ أَنْ يَذْهَبَ قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرٍ هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ قَالَ نَعَمْ هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ مَّاءِهَا قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ نَبِيِّ الْأُمِّيِّينَ مَا فَعَلَ قُلْنَا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ قَالَ أَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلٰى مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ

بیان فرما چکا ہوں' انہوں نے بتایا کہ وہ ایک بحری جہاز میں قبیلہ لخم اور قبیلہ جزام کے تیس آدمیوں کے ساتھ سوار تھے' موجیں انہیں ایک ماہ تک سمندر میں بلامقصد گھماتی رہیں تو وہ غروبِ آفتاب کے وقت ایک جزیرہ کے قریب ہو گئے' اور وہ چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ میں داخل ہو گئے' اور انہیں سخت اور گھنے بالوں والا ایک جانور ملا' بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے منہ اور پشت کا پتا نہیں چلتا تھا' لوگوں نے کہا: تجھ پر ہلاکت ہو! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ (جاسوس) ہوں' گرجے میں اس مرد کے پاس چلو کیونکہ یہ تمہاری خبر سننے کا بہت شوق رکھتا ہے' تمیم داری نے کہا: جب اس جانور نے ہمارے سامنے مرد کا ذکر کیا تو ہمیں ڈر لگا کہ وہ جن ہی نہ ہو' ہم تیز تیز چلے حتیٰ کہ گرجے میں داخل ہو گئے تو گرجے میں بہت بڑا انسان تھا کہ ہم نے پہلے کبھی اس طرح کی خلقت والا اور اتنی مضبوطی سے بندھا ہوا کوئی شخص نہیں دیکھا تھا' اس کے دونوں ہاتھ کندھے سے بندھے ہوئے تھے اور وہ گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا' ہم نے کہا: تجھ پر ہلاکت ہو! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: تم میری خبر پر تو قادر ہو گئے ہو' اپنے متعلق بتاؤ کہ تم کون ہو؟ لوگوں نے کہا: ہم عرب کے لوگ ہیں' ہم بحری جہاز میں سوار ہوئے' سمندر کی موجیں ہمیں ایک ماہ تک بلامقصد گھماتی رہیں اور ہم جزیرہ میں داخل ہو گئے' تو گھنے بالوں والے جانور سے ہماری ملاقات ہوئی' اس نے کہا: میں جساسہ (جاسوس) ہوں' گرجے میں موجود شخص کی طرف جاؤ' ہم تیز تیز چلتے ہوئے تیرے پاس آ گئے' اس نے کہا: مجھے بیسان کے نخلستان کے متعلق بتاؤ! کیا وہ پھل دیتا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! اس نے کہا: عنقریب وہ پھل نہیں دے گا' اس نے کہا: مجھے بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ! کیا اس میں پانی ہے؟ ہم نے کہا: اس میں بہت زیادہ پانی ہے' اس نے کہا: بے شک عنقریب اس کا پانی سوکھ جائے گا' اس نے کہا: مجھے زغر کے چشمے کے متعلق بتاؤ! کیا چشمے میں پانی ہے؟ اور کیا وہاں کے رہنے والے چشمے کے پانی سے کھیتی سیراب کرتے ہیں؟ کہا: ہاں! چشمے میں بہت پانی ہے اور وہاں کے رہنے والے اس کے پانی سے کھیتی سیراب کرتے ہیں' اس نے کہا: مجھے اُمیوں کے نبی کے متعلق خبر دو! وہ کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا: وہ مکہ سے نکل کر آ گئے ہیں اور یثرب (مدینہ منورہ) میں ٹھہرے ہیں' اس نے کہا: اہل عرب نے ان سے لڑائی کی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! اس نے کہا: عرب والوں کے ساتھ ان کا معاملہ کیسا رہا؟ ہم نے اسے بتایا کہ وہ نبی اُمّی اپنے قریبی عرب والوں پر غالب آ گیا ہے' اور اہل

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَاَطَاعُوْهُ قَالَ اَمَا اَنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّهُمْ اَنْ يُطِيْعُوْهُ وَاِنِّىْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّىْ اِنِّىْ اَنَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ وَاِنِّىْ يُوْشِكُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِىْ فِى الْخُرُوْجِ فَاَخْرُجَ فَاَسِيْرَ فِى الْاَرْضِ فَلَا اَدَعُ قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُهَا فِىْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَىَّ كِلْتَا هُمَا كُلَّمَا اَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدًا مِّنْهُمَا اِسْتَقْبَلَنِىْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِىْ عَنْهَا وَاِنَّ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِّنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُوْنَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهٖ فِى الْمِنْبَرِ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةٌ هٰذِهٖ طَيْبَةٌ يَعْنِى الْمَدِيْنَةَ اَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ اِلَّا اَنَّهٗ فِىْ بَحْرِ الشَّامِ اَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَاَوْمَا بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

عرب نے ان کی اطاعت کر لی ہے' اس نے کہا: ان کے لیے بہتر ہے کہ اس نبی کی اطاعت کر لیں' اور میں تمہیں اپنے متعلق خبر دینے لگا ہوں اور بے شک میں مسیح دجال ہوں اور عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے گی تو میں نکلوں گا اور زمین کی سیر کروں گا اور میں چالیس راتوں میں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے علاوہ ہر بستی میں داخل ہو جاؤں گا' ان دونوں شہروں میں داخلہ مجھ پر حرام کر دیا گیا ہے' جب میں ان میں سے کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا تو فرشتہ تلوار سونت کر میرے سامنے آ جائے گا اور مجھے وہاں سے ہٹا دیا جائے گا اور وہاں کی ہر گھاٹی پر فرشتے مقرر ہیں' جو وہاں پہرہ دے رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر اپنی انگلی مار کر فرمایا: یہ طیبہ ہے' یہ طیبہ ہے' یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ منورہ' سنو! کیا میں نے تمہیں یہ باتیں بیان نہیں کی تھیں؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: سنو! وہ دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے' نہیں بلکہ وہ مشرق کی جانب ہے اور آپ نے اپنے دست مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

٨٣٤٣ - **وَعَنْهَا** فِىْ حَدِيْثِ تَمِيْمِ الدَّارِىِّ قَالَتْ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِامْرَاَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا قَالَ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِذْهَبْ اِلٰى ذٰلِكَ الْقَصْرِ فَاَتَيْتُهٗ فَاِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهٗ مُسَلْسَلٌ فِى الْاَغْلَالِ يَنْزُوْا فِيْمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَقُلْتُ مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا الدَّجَّالُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا: اچانک میں ایک عورت سے ملا' وہ اپنے بال گھسیٹ رہی تھی' تمیم داری نے کہا: تو کیا چیز ہے؟ اس عورت نے کہا: میں جساسہ (جاسوس) ہوں' اس محل کی طرف جاؤ' میں وہاں گیا تو ایک مرد ملا' جو اپنے بال گھسیٹ رہا تھا' بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا' زمین و آسمان کے درمیان اچھل کود رہا تھا' میں نے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں دجال ہوں۔ (ابوداؤد)

٨٣٤٤ - **وَعَنْ** اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ اُمَّتِىْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ السِّيْجَانُ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے ستر ہزار افراد دجال کی پیروی کریں گے' ان پر سبز چادریں ہوں گی۔ (شرح السنہ)

٨٣٤٥ - **وَعَنْ** اَنَسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَّهُوْدِ اَصْفَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے' جن پر سبز چادریں ہوں گی۔ (مسلم)

٨٣٤٦ - **وَعَنْ** عَمْرِوبْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

الصِّدِّيقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ اَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتَّبِعُهٗ اَقْوَامٌ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ نے ہمیں بیان فرمایا: دجال مشرق کی سرزمین سے ظاہر ہوگا' جسے خراسان کہا جاتا ہے' ایسی قومیں اس کی پیروی کریں گی' جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ (ترمذی)

۸۳۴۷ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ عَلٰى حِمَارٍ اَقْمَرَ مَابَيْنَ اُذُنَيْهِ سَبْعُوْنَ بَاعًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال سفید گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا' اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ (بیہقی' کتاب البعث والنشور)

بَابُ قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ

ابن صیاد کا قصہ

۸۳۴۸ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِنْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فِيْ اُطُمِ بَنِيْ مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يُشْعِرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهٗ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ الْاُمِّيِّيْنَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَصَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَاْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْاَمْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ خَبَاْتُ لَكَ خَبِيْئًا وَّخَبَاَ لَهٗ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ O (الدخان:۱۰) فَقَالَ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اِخْسَاْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْ فِيْهِ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَّكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِنْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت کے ساتھ ابن صیاد کی طرف تشریف لے گئے' یہاں تک کہ اسے بنو مغالہ کے مکانات میں بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا اور ابن صیاد اس روز قریب البلوغ تھا' اسے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا) پتا نہ چلا' تو آپ نے اپنا دست مبارک اس کی پشت پر مارا' پھر فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' اس نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُمّیوں کے رسول ہیں' پھر ابن صیاد نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے زور سے دبوچ لیا' پھر فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا' پھر ابن صیاد سے فرمایا: تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس کبھی سچا آتا ہے کبھی جھوٹا آتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تجھ پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے تیرے لیے ایک چیز چھپائی ہے' اور آپ نے اس کے لیے یہ آیت مبارکہ دل میں چھپائی: ''یوم تاتی السماء بدخان مبینO'' (الدخان: ۱۰) جس روز آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گاO اس نے کہا: وہ درخ ہے' آپ نے فرمایا: دفع ہو جا! تو ہرگز اپنی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس کے متعلق آپ مجھے اجازت عطا فرماتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تمہیں اس پر قابو حاصل نہیں ہوگا اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل میں کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ اس باغ کا قصد کرتے ہوئے چل پڑے' جہاں ابن صیاد موجود تھا' اور رسول

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْاَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ اَنْ يَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ يَّرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهٗ فِيْهَا زَمْزَمَةٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ اَيْ صَافِ وَهُوَ اِسْمُهٗ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهٰى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے تنے کے پیچھے چھپنے لگے، آپ ابن صیاد کے دیکھ لینے سے پہلے پہلے اس کی کچھ بات سننے کی کوشش فرما رہے تھے، جب کہ ابن صیاد اپنے بستر پر چادر میں لیٹے ہوئے کچھ گنگنا رہا تھا، ابن صیاد کی والدہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجور کے تنے کے پیچھے چھپتے ہوئے دیکھ لیا اور کہا: اے صاف! (یہ ابن صیاد کا نام تھا) یہ محمد ہیں، تو ابن صیاد خاموش ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ اس کو چھوڑ دیتی تو یہ بیان کر دیتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اس کی حمد و ثناء بیان فرمائی، پھر دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا: بے شک میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے، تحقیق نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے، لیکن میں تمہیں اس کے متعلق ایسی بات بیان کرتا ہوں جو اس سے پہلے کسی نبی نے اپنی قوم سے بیان نہیں کی، تم جان لو کہ وہ کانا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ (بخاری و مسلم)

۸۳۴۹ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَقِيَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ يَعْنِي ابْنَ صَيَّادٍ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ هُوَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ مَاذَا تَرٰى قَالَ اَرٰى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرٰى عَرْشَ اِبْلِيْسَ عَلَى الْبَحْرِ قَالَ وَمَا تَرٰى قَالَ اَرٰى صَادِقَيْنِ وَكَاذِبًا اَوْ كَاذِبَيْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُبِسَ عَلَيْهِ فَدَعُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ کی ایک گلی میں ابن صیاد سے ملاقات کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تو اس نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا، تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: میں پانی پر تخت دیکھتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو سمندر پر ابلیس کا تخت دیکھتا ہے، اس نے کہا: میں دو سچے اور ایک جھوٹا یا دو جھوٹے اور ایک سچا دیکھتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے، اسے چھوڑ دو! (مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

٥٣٥٠ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْكُثُ اَبُو الدَّجَّالِ ثَلَاثِيْنَ عَامًا لَا يُوْلَدُ لَهُمَا وَلَدٌ ثُمَّ يُوْلَدُ لَهُمَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ فَقَالَ اَبُوْهُ طُوَالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ كَاَنَّ اَنْفَهُ مِنْقَارٌ وَاُمُّهُ اِمْرَاَةٌ فِرْضَاخِيَّةٌ طَوِيْلَةُ الْيَدَيْنِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرَةَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُوْدٍ فِي الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ فَذَهَبْتُ اَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَبَوَيْهِ فَاِذَا نَعْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَكَثْنَا ثَلَاثِيْنَ عَامًا لَا يُوْلَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَاِذَا هُوَ مُنْجَدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِيْ قَطِيْفَةٍ وَّلَهُ هَمْهَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَّاْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْتُمَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال کے والدین کے تیس سال تک کوئی اولاد نہیں ہوگی' پھر ان کے ہاں ایک کانا' بڑے بڑے دانتوں والا لڑکا پیدا ہوگا' جس کا نفع کم ہوگا' اس کی آنکھیں سوئیں گی اور اس کا دل نہیں سوئے گا۔ پھر ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے والدین کی صفتیں ذکر کیں اور فرمایا کہ اس کا باپ دراز قد' کم گوشت والا نحیف البدن ہوگا' اس کی ناک چونچ جیسی ہوگی اور اس کی ماں موٹی تازی' بڑے بڑے ہاتھوں والی عورت ہوگی۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے مدینہ منورہ میں یہودیوں کے پیدا ہونے والے ایک بچے کے متعلق سنا تو میں اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ گئے' حتیٰ کہ ہم اس کے والدین کے پاس پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ صفتیں اس کے والدین میں موجود تھیں' ہم نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے کوئی لڑکا ہے؟ انہوں نے کہا: تیس سال تک ہمارے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی' پھر ایک کانا' بڑے بڑے دانتوں والا لڑکا پیدا ہوا' جس کا نفع کم ہے' اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا' فرمایا کہ پھر ہم اس کے والدین کے پاس سے نکلے تو دیکھا کہ وہ لڑکا دھوپ میں زمین پر چادر اوڑھے لیٹا ہے اور کچھ گنگنا رہا ہے' اس کے سر سے کپڑا ہٹایا تو اس نے کہا: تم دونوں نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: کیا ہم نے جو کچھ کہا ہے تو نے سن لیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

(ترمذی)

٥٣٥١ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ اِمْرَاَةً مِّنَ الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ وَلَدَتْ غُلَامًا مَمْسُوْحَةً عَيْنُهُ طَالِعَةً نَابُهُ فَاَشْفَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّكُوْنَ الدَّجَّالُ فَوَجَدَهُ تَحْتَ قَطِيْفَةٍ يُهَمْهِمُ فَاٰذَنَتْهُ اُمُّهُ فَقَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُو الْقَاسِمِ فَخَرَجَ مِنَ الْقَطِيْفَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهَا قَاتَلَهَا اللّٰهُ لَوْ تَرَكَتْهُ لَبَيَّنَ فَذَكَرَ مِثْلَ مَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اِئْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْتُلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهُ اِنَّمَا صَاحِبُهُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَاِلَّا يَكُنْ هُوَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی عورت کے ایک کانا لڑکا پیدا ہوا' اس کی ڈاڑھ اُگی ہوئی تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ دجال ہی نہ ہو' آپ نے اسے چادر کے نیچے گنگناتے ہوئے پایا' اس کی ماں نے اسے بتایا کہ اے عبداللہ! یہ ابوالقاسم ہیں' تو وہ چادر کے نیچے سے نکلا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے کیا ہوا ہے' اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے' اگر یہ اس کو چھوڑ دیتی تو یہ بیان کر دیتا' پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث کے ہم معنی حدیث ذکر کی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت عطا فرمایئے کہ میں اسے قتل کر ڈالوں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اس کے قاتل نہیں' اس کے قاتل تو عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں' اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم کسی ذمی مرد کو قتل کرو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل اندیشہ فرماتے رہے کہ یہی دجال ہو۔ (شرح السنہ)

www.waseemziyai.com

فَلَيْسَ ذٰلِكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْعَهْدِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْفِقًا اَنَّهٗ هُوَ الدَّجَّالُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

٨٣٥٢ - وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَيَّادٍ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ قَوْلًا اَغْضَبَهٗ فَانْتَفَخَ حَتّٰى مَلَاَ السِّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهٗ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا اَرَدْتَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضِبُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مدینہ منورہ کی ایک گلی میں ابن صیاد سے ملاقات ہوئی' آپ نے اسے کوئی بات کہی' جس سے وہ غصہ میں آ گیا اور پھول گیا حتیٰ کہ گلی بھر گئی' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' انہیں یہ خبر پہنچ چکی تھی' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے' تمہارا ابن صیاد سے کیا مقصد ہے؟ کیا تمہیں پتا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کسی پر غصہ آ جانے کی بناء پر ہی ظاہر ہوگا۔ (مسلم)

٨٣٥٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقِيْتُهٗ وَقَدْ نَفَرَتْ عَيْنُهٗ فَقُلْتُ مَتٰى فَعَلَتْ عَيْنُكَ مَا اَرٰى قَالَ لَا اَدْرِيْ قُلْتُ لَا تَدْرِيْ وَهِيَ فِيْ رَاْسِكَ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ خَلَقَهَا فِيْ عَصَاكَ قَالَ فَنَخَرَ كَاَشَدِّ نَخِيْرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن صیاد سے ملاقات کی جب کہ اس کی آنکھ سوج چکی تھی' میں نے اسے کہا: تیری آنکھ میں مجھے جو ورم نظر آ رہا ہے' یہ کب ہوا ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا' میں نے کہا: وہ آنکھ تو تیرے سر میں تھی اور تو نہیں جانتا' اس نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے تیری لاٹھی میں پیدا کر دے' فرماتے ہیں کہ میں نے گدھے کی جو سخت آواز سنی ہے' وہ اس کی طرح سخت آواز سے چیخا۔ (مسلم)

٨٣٥٤ - وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فَهٰذِهِ الْيَمِيْنُ يَمِيْنٌ لَغْوٌ عِنْدَنَا لَا مُؤَاخَذَةَ فِيْهَا قَالَ فِي الْهِدَايَةِ وَمِنَ اللَّغْوِ اَنْ يَقُوْلَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَزَيْدٌ وَّهُوَ يَظُنُّهٗ زَيْدٌ اَوْ اِنَّمَا هُوَ عَمْرٌو وَالْاَصْلُ فِيْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ﴾ (المائدہ:٨٩) الْاٰيَةَ.

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے دیکھا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے' میں نے کہا: آپ اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اس بات پر قسم اٹھاتے ہوئے دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کا انکار نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم) یہ یمین ہمارے نزدیک یمین لغو ہے' اس پر مواخذہ نہیں۔ ہدایہ میں ہے کہ یہ یمینِ لغو ہے کہ آدمی کہے: ''واللہ انہ لزید'' اللہ کی قسم! یہ زید ہے' اور وہ اسے زید ہی گمان کرتا ہو جب کہ حقیقت میں وہ عمرو ہو' اور اس میں اصل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر' ہاں! ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا۔ (المائدہ:٨٩)

٨٣٥٥ - وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَشُكُّ اَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! مجھے اس میں شک نہیں کہ مسیح دجال ابن صیاد ہی ہے۔
(ابوداؤد' بیہقی' کتاب البعث والنشور)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

وَالنُّشُوْرِ.

٨٣٥٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَیَّادٍ اِلٰی مَکَّۃَ فَقَالَ لِیْ مَا لَقِیْتُ مِنَ النَّاسِ یَزْعُمُوْنَ اَنِّی الدَّجَّالُ اَلَسْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّہٗ لَا یُوْلَدُ لَہٗ وَقَدْ وُلِدَ لِیْ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ ھُوَ کَافِرٌ وَاَنَا مُسْلِمٌ اَوَ لَیْسَ قَدْ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ وَلَا مَکَّۃَ وَقَدْ اَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ وَاَنَا اُرِیْدُ مَکَّۃَ ثُمَّ قَالَ لِیْ فِیْ اٰخِرِ قَوْلِہٖ اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ مَوْلِدَہٗ وَمَکَانَہٗ وَاَیْنَ ھُوَ وَاَعْرِفُ اَبَاہُ وَاُمَّہٗ قَالَ فَلَبَسَنِیْ قَالَ قُلْتُ لَہٗ تَبًّا لَکَ سَائِرَ الْیَوْمِ قَالَ وَقِیْلَ لَہٗ اَیَسُرُّکَ اَنَّکَ ذَاکَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَیَّ مَا کَرِھْتُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں ابن صیاد کے ساتھ مکہ مکرمہ تک رہا' اس نے مجھے کہا: میں کچھ لوگوں سے ملا' ان کا یہ گمان ہے کہ میں ہی دجال ہوں' کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال کے اولاد نہیں ہوگی جب کہ میرے تو اولاد ہے' کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہے حالانکہ میں تو مسلمان ہوں' کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ نہ مدینہ منورہ میں داخل ہوگا نہ مکہ مکرمہ میں' جب کہ میں مدینہ سے آ رہا ہوں اور میرا ارادہ مکہ جانے کا ہے' پھر اس نے آخر میں مجھے کہا: سن لو! اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں اس کی جائے پیدائش کہاں ہے؟ اس کا مکان کہاں ہے؟ وہ اس وقت کہاں ہے؟ میں اس کے باپ اور اس کی ماں کو پہچانتا ہوں۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر مجھ پر معاملہ مشتبہ ہوگیا' میں نے اسے کہا: سارا دن تیرے لیے تباہی و بربادی ہو' فرماتے ہیں کہ اسے کہا گیا: کیا تو اس بات پر خوش ہے کہ تو ہی وہ مرد (دجال) ہو؟ اس نے کہا: اگر مجھ پر یہ بات پیش کی گئی تو میں ناپسند نہیں کروں گا۔ (مسلم)

٨٣٥٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدْ فَقَدْنَا ابْنَ صَیَّادٍ یَوْمَ الْحَرَّۃِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد' واقعہ حرہ کے روز ہم سے گم ہوگیا۔ (ابوداؤد)

٨٣٥٨ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ ابْنَ صَیَّادٍ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ تُرْبَۃِ الْجَنَّۃِ فَقَالَ دَرْمَکَۃٌ بَیْضَاءُ مِسْکٌ خَالِصٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت کی مٹی کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: باریک خالص سفید مشک کی طرح ہے۔ (مسلم)

ابن صیاد کا تذکرہ

ان احادیث میں ابن صیاد کا ذکر ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

اکمل نے کہا ہے کہ ابن صیاد کا نام عبد اللہ تھا اور ایک قول ہے کہ اس کا نام صاف تھا اور اسے ابن صیاد کہا جاتا تھا اور وہ مدینہ منورہ کے یہودیوں میں سے ایک یہودی تھا اور ایک قول یہ ہے کہ وہ یہود مدینہ میں آ کر داخل ہوگیا تھا' بچپن میں اس کی حالت کاہنوں جیسی تھی' کبھی سچ بولتا' کبھی جھوٹ بولتا' پھر اسلام لے آیا' جب وہ بڑا ہوا تو اس میں مسلمانوں والی علامات حج' جہاد وغیرہ پائی گئیں' پھر اس کے بعض ایسے احوال ظاہر ہوئے اور اس کی بعض ایسی باتیں ظاہر ہوئیں' جن سے محسوس ہوا کہ وہ دجال ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس نے توبہ کی اور مدینہ منورہ میں فوت ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے روز گم ہوگیا تھا۔ ابن ملک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابن صیاد کے احوال میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ دجال ہے اور مدینہ منورہ میں اس کے فوت ہونے والا قول ثابت نہیں کیونکہ روایت ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے روز گم ہوگیا تھا۔ باقی رہی یہ بات کہ دجال کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔ وہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوگا اور وہ کافر ہوگا' یہ سب علامات اس کے خروج کے زمانہ کی ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ دجال نہیں' اور یہ منقول ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور انہوں نے سنا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں اس بات کا حلف اٹھایا اور آپ نے انکار نہیں فرمایا' اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ ابن صیاد دجال نہیں تھا' البتہ ابن صیاد کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی آزمائش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے خلاف نہیں' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دجال کے مختلف ابدان ہوں اور اس کا ظاہر عالم حس اور عالم خیال میں مختلف احوال کے ساتھ دائر ہو اور اس کا باطن عالم مثال میں زنجیروں اور طوقوں میں جکڑا ہوا ہو' شاید اس کے کامل فتنہ کے ظہور میں نبوتوں کی زنجیروں اور رسالت کے طوقوں کی موجودگی رکاوٹ ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۱۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ابن صیاد کو ابن صائد بھی کہا جاتا ہے اور ان احادیث میں اسے ان دونوں ناموں سے موسوم کیا گیا ہے' اس کا نام صاف تھا۔ علماء کرام نے کہا کہ اس کے قصہ میں اشکال ہے اور اس کا معاملہ مشتبہ ہے کہ آیا وہ مشہور مسیح دجال ہے یا کوئی اور ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ علماء کرام نے کہا کہ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ وحی نہیں آئی تھی کہ یہ مسیح دجال ہے یا کوئی اور ہے۔ آپ سے دجال کی صفات بیان کی گئی تھیں اور ابن صیاد میں ایسے قرائن موجود تھے جن سے دجال ہونے کا احتمال ہوتا تھا۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطعی طور پر بیان نہیں فرمایا کہ یہ دجال ہے' کوئی اور نہیں ہے۔ اسی لیے آپ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اسے ہرگز قتل نہیں کر سکو گے۔ ابن صیاد کا اپنے دجال نہ ہونے پر یہ دلائل پیش کرنا کہ وہ تو مسلمان ہے اور دجال کافر ہوگا اور دجال کے ہاں اولاد نہیں ہوگی جب کہ اس کی تو اولاد ہے' اور دجال مکہ و مدینہ میں داخل نہیں ہوگا اور ابن صیاد تو مدینہ میں داخل ہے اور مکہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کا یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے فتنہ کے وقت اور اس کے خروج کے وقت کی یہ صفات بیان فرمائی تھیں۔ ابن صیاد کے قصہ میں اشتباہ اور اس کے جھوٹے دجالوں میں سے ایک ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کے پاس صادق اور کاذب آتے ہیں' اور اس نے کہا کہ اس نے عرش کو پانی کے اوپر دیکھا ہے' اور وہ دجال ہونے کو ناپسند نہیں سمجھتا اور وہ دجال کے ٹھکانے کو پہچانتا ہے اور اس نے یہ کہا کہ میں دجال کو پہچانتا ہوں۔ اس کی جائے ولادت کو پہچانتا ہوں اور جانتا ہوں کہ وہ اب کہاں ہے اور وہ اتنا پھول گیا کہ گلی بھر گئی' یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے ابن صیاد کا معاملہ مشتبہ ہو گیا تھا' باقی دجال کا اظہارِ اسلام کرنا' حج کرنا' جہاد کرنا اور اپنی موجودہ حالت سے بیزاری کا اظہار کرنا' اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ دجال نہیں تھا۔

علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ سلف نے بڑا ہونے کے بعد اس کے معاملہ میں اختلاف کیا ہے۔ ایک روایت ہے کہ اس نے اپنے قول سے توبہ کر لی اور مدینہ منورہ میں فوت ہو گیا اور جب لوگوں نے اس پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو اس کے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا گیا حتیٰ کہ لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور ان سے کہا گیا کہ گواہ ہو جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور وہ اس میں شک نہیں کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اگر چہ وہ اسلام لے آیا ہو؟ انہوں نے فرمایا: اگر چہ وہ اسلام لے آیا ہو' اور ان سے کہا گیا کہ وہ مکہ میں داخل ہو گیا تھا اور پہلے وہ مدینہ میں تھا؟ انہوں نے فرمایا: اگر چہ وہ مکہ میں داخل ہو گیا ہو' اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واقعہ حرہ کے روز ابن صیاد ہم سے گم ہو گیا اور اس سے وہ روایت باطل ہو جاتی ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں فوت ہوا اور

اس کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی' اور امام مسلم رحمہ اللہ نے ان احادیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں اس بات کا حلف اٹھاتے ہوئے سنا اور نبی کریم ﷺ نے اس کا انکار نہیں فرمایا اور ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن صیاد ہی مسیح دجال ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب البعث والنشور میں کہا ہے کہ لوگوں کا ابن صیاد کے معاملہ میں بہت اختلاف ہے کہ آیا یہ دجال ہی ہے یا کوئی اور ہے۔ جن لوگوں کا نظریہ ہے کہ یہ دجال نہیں' انہوں نے جساسہ کے قصہ میں امام مسلم رحمہ اللہ کی ذکر کردہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ والی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابن صیاد کی صفات دجال کی صفات جیسی ہوں' جس طرح کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ لوگوں میں دجال کے سب سے زیادہ مشابہ عبد العزیٰ بن قطن ہے' حالانکہ عبد العزیٰ دجال نہیں۔ ابن صیاد کا معاملہ ایک فتنہ تھا' جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی آزمائش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس سے حفاظت فرمائی اور انہیں اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول پر نبی کریم ﷺ کے سکوت کا ہی ذکر ہے اور اس میں تو یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے معاملہ میں توقف فرمایا ہو' پھر آپ کے پاس اس کا بیان آ گیا ہو کہ وہ دجال نہیں' جس طرح کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ والی حدیث میں اس کی تصریح ہے۔ یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کا کلام ہے اور ان کا مختار یہ ہے کہ ابن صیاد مسیح دجال کا غیر ہے اور ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت یہ ہے کہ وہ دجال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اگر یہ سوال ہو کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صیاد کو اپنی موجودگی میں دعویٰ نبوت کرنے کے باوجود قتل کیوں نہیں فرمایا' اس کے دو جواب ہیں جنہیں امام بیہقی وغیرہ نے ذکر کیا ہے' پہلا جواب یہ ہے کہ وہ نابالغ تھا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی جواب کو اختیار کیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا' جب نبی کریم ﷺ کا یہودیوں کے ساتھ معاہدہ تھا اور علامہ خطابی رحمہ اللہ نے معالم السنن میں دوسرے جواب پر جزم کیا ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد اپنے اور یہودیوں کے مابین صلح کا معاہدہ تحریر فرمایا کہ آپس میں ایک دوسرے کو جنگ پر برانگیختہ نہ کریں اور سب کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ ابن صیاد بھی انہی میں سے تھا یا ان میں داخل تھا۔ علامہ خطابی نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے آیت دخان چھپا کر ابن صیاد کا جو امتحان لیا' اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ تک کاہنوں کے دعوے پہنچتے تھے کہ ان کے پاس غیب کی خبریں آتی ہیں' لہٰذا آپ نے اس کا امتحان لیا تا کہ اس کی حقیقتِ حال واضح ہو جائے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے اس کا بطلان ظاہر ہو جائے اور واضح ہو جائے کہ یہ کاہن ساحر ہے اور شیاطین اس کو انہی باتوں کا القاء کرتے ہیں جو باتیں وہ کاہنوں اور ساحروں کو بتاتے ہیں تو آپ نے اپنے دل مبارک میں آیہ مبارکہ "فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ O" (الدخان:۱۰) کو مخفی رکھ کر اس کا امتحان لیا اور فرمایا: میں نے تیرے امتحان کے لیے ایک بات چھپائی ہے' اس نے کہا: وہ دخ ہے' یعنی دخان اور یہ بھی دخان کی ایک لغت ہے' تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: دفع ہو جا! تو اپنی حد سے نہیں بڑھ سکتا' یعنی تو اپنے جیسے کاہنوں کی حد سے تجاوز نہیں کر سکتا کہ وہ شیطان کی القاء کی ہوئی باتوں سے کوئی ایک کلمہ یاد کر لیتے ہیں' جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں علم غیب کی وحی فرماتا ہے اور اولیاء کرام کو کرامات کا الہام فرماتا ہے۔ واللہ اعلم (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۹ ص ۲۵۳' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

قربِ قیامت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور اس کی حکمتوں کا بیان

اس باب میں سیّدنا حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قربِ قیامت آسمانوں سے نزول کا بیان ہے' جب یہودی حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرنے کے درپے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ظاہری زندگی کے ساتھ یہودیوں کے شر سے محفوظ رکھتے ہوئے آسمانوں پر اٹھالیا' جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۝ (النساء:۱۵۷)

اور یہودیوں نے انہیں یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۝

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اب بھی ظاہری حیات کے ساتھ آسمانوں پر زندہ ہیں۔ شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں پر ان سے ملاقات فرمائی۔ قربِ قیامت میں حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی منارہ پر ہلکے زرد رنگ کے حلّے پہنے ہوئے فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ ''فعل الحکیم لایخلو عن الحکمة'' حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں سے نزول میں کیا حکمتیں ہیں؟ ان کا بیان کرتے ہوئے شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل کرنے کی حسبِ ذیل حکمتیں ہیں:

(۱) یہود کے اس زعم کا ردّ کرنا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے' اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل کر کے ان کے جھوٹ کو ظاہر فرمادے گا۔

(۲) جب ان کی مدتِ حیات پوری ہونے کے قریب ہوگی تو زمین پر ان کو نازل کیا جائے گا تاکہ ان کو زمین میں دفن کیا جائے کیونکہ جو مٹی سے بنایا گیا ہو' اس میں یہی اصل ہے کہ اس کو مٹی میں دفن کیا جائے۔

(۳) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور آپ کی امت کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ آپ کو ان میں سے کردے' اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو باقی رکھا حتیٰ کہ آپ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے' احکامِ اسلام کی تجدید کریں گے اور آپ کا نزول دجال کے خروج کے زمانہ کے موافق ہوگا' سو آپ اس کو قتل کریں گے۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے نصاریٰ کے جھوٹے دعووں کا ردّ ہوگا جو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کرتے رہے' وہ ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور یہ کہ یہودیوں نے ان کو سولی دی اور وہ مرنے کے بعد تین دن بعد زندہ ہوگئے۔

(۵) نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی بشارت دی تھی اور مخلوق کو آپ کی تصدیق اور اتباع کی دعوت دی تھی' اس لیے خصوصیت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمایا۔ (تبیان القرآن ج ۱۰ص ۱۷۱' مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

۸۳۵۹ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے' وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے' جزیہ (ٹیکس) ختم کردیں گے' مال کی فراوانی کردیں گے' حتیٰ کہ کوئی آدمی مال کو قبول نہیں کرے گا' یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کے تمام مال واسباب سے بہتر ہوگا' پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: اور کوئی کتابی ایسا نہیں جو ان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

اَھۡلِ الۡکِتَابِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِہٖ قَبۡلَ مَوۡتِہٖ (النساء: ١٥٩) اَلۡاٰیَۃَ مُتَّفَقٌ عَلَیۡہِ۔ کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے (النساء: ١٥٩) (بخاری ومسلم)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول پر استدلال

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ''وَاِنۡ مِّنۡ اَھۡلِ الۡکِتٰبِ لَیُؤۡمِنَنَّ بِہٖ قَبۡلَ مَوۡتِہٖ'' اور کوئی کتابی ایسا نہیں جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی نے فرمایا کہ اس آیۂ مبارکہ سے آخری زمانہ میں حدیث کے مطابق سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر استدلال کیا گیا ہے۔ دلیل کی تحریر اس طرح ہے کہ ''بہ'' اور ''قبل موتہ'' دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لوٹ رہی ہیں' اور معنی یہ ہے کہ کوئی کتابی ایسا نہیں ہے مگر وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے گا' اور یہ وہ اہل کتاب ہوں گے جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانہ میں ہوں گے' لہٰذا سب کا ایک ہی دین' دینِ اسلام ہوگا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس آیۂ مبارکہ کا معنی ہے کہ کوئی کتابی ایسا نہیں ہوگا مگر وہ روح قبض ہونے سے پہلے مشاہدہ کے وقت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے گا مگر یہ ایمان فائدہ نہیں دے گا۔ اس صورت میں ''بہ'' کی ضمیر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹے گی اور ''قبل موتہ'' کی ضمیر کتابی کی طرف لوٹے گی اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اہل کتاب میں سے ہر ایک موت کے وقت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کی بندی کے بیٹے ہیں' اور یہ ایمان نفع نہیں دے گا اور ایک قول یہ ہے کہ ''بہ'' کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے اور معنی یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک موت کے وقت اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے گا اور یہ ایمان نفع نہیں دے گا۔ پہلا قول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ٥ ص ٢٢١' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

پہلے قول کے مطابق اس آیۂ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی ظاہری حیات کے ساتھ زندہ ہیں' آپ زمین پر تشریف لائیں گے اور اس دور کے تمام اہل کتاب آپ کے وصال سے پہلے ایمان لے آئیں گے۔

٨٣٦٠ - وَعَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَیَنۡزِلَنَّ ابۡنُ مَرۡیَمَ حَکَمًا عَادِلًا فَلَیَکۡسِرَنَّ الصَّلِیۡبَ وَلَیَقۡتُلَنَّ الۡخِنۡزِیۡرَ وَلَیَضَعَنَّ الۡجِزۡیَۃَ وَلَیَتۡرُکَنَّ الۡقِلَاصَ فَلَا یَسۡعٰی عَلَیۡھَا وَلَتَذۡھَبَنَّ الشَّحۡنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَیَدۡعُوۡنَّ اِلَی الۡمَالِ فَلَا یَقۡبَلُہٗ اَحَدٌ رَوَاہُ مُسۡلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت عیسیٰ بن مریم عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے' وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے اور جوان اونٹنیاں آزاد چھوڑ دیں گے' ان پر کوئی کام نہیں کیا جائے گا' کینہ' بغض اور حسد ختم ہو جائے گا اور لوگوں کو مال کی طرف بلایا جائے گا تو کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ (مسلم)

وَفِیۡ رِوَایَۃٍ لَھُمَا قَالَ کَیۡفَ اَنۡتُمۡ اِذَا نَزَلَ ابۡنُ مَرۡیَمَ فِیۡکُمۡ وَاِمَامُکُمۡ مِنۡکُمۡ۔

اور بخاری ومسلم دونوں کی روایت میں ہے: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا' جب عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے وقت امام کون ہوگا؟

اس حدیث میں ہے کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

میں سے ہوگا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس ارشاد کی دو طرح سے شرح کی گئی ہے: (۱) نماز کا امام وہ شخص ہوگا جو تم میں سے ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی اقتداء کریں گے اور وہ شخص امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور یہ امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم کے لیے ہوگا' جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی تصریح ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاکم و خلیفہ ہوں گے اور بھلائی کے امام و معلم ہوں گے' لیکن نماز کے امام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اس وقت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کروا رہے ہوں گے' وہ چاہیں گے کہ پیچھے ہٹ جائیں اور امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے چھوڑ دیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام امام نہیں بنیں گے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کریں گے' اور اس کے بعد نماز میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی امامت کروائیں گے کیونکہ وہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ امام سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ان کے تم میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہاری شریعت کے احکام کے مطابق فیصلے کریں گے' انجیل کے احکام کے مطابق نہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق تمہیں امامت کروائیں گے' لہٰذا معنی اس طرح ہوگا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری امامت کروائیں گے جب کہ وہ تمہارے دین و ملت سے ہی ہوں گے اور تمہاری کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۵۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۳۶۱ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑائی کرتا رہے گا' قیامت کے دن تک غالب رہے گا' فرمایا کہ پھر عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے' تو ان کا امیر عرض کرے گا: آیئے! ہمیں نماز پڑھایئے' تو وہ فرمائیں گے: نہیں! تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت افزائی ہے۔ (مسلم)

۸۳۶۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيْ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيُّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین کی طرف نازل ہوں گے' وہ شادی فرمائیں گے اور ان کے اولاد ہوگی اور وہ پینتالیس سال قیام فرما رہیں گے' پھر ان کا وصال ہوگا تو وہ میرے ساتھ میری قبر انور میں مدفون ہوں گے اور میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک قبر میں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان اٹھیں گے۔ (ابن جوزی' کتاب الوفاء)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضۂ انور میں مدفون ہونا

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ساتھ میری قبر انور میں مدفون ہوں گے۔ قبر سے یہاں مقبرہ مراد ہے' اور احادیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقبرہ شریف میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے اور کسی کو وہ جگہ میسر نہیں ہوسکی۔ امام المسلمین سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اس جگہ مدفون ہونے کی خواہش کی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کا وہ گھر تھا' وہ اس پر راضی ہوگئیں' مگر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

بنی امیہ آڑے آئے اور انہوں نے آپ کو آپ کے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارکہ میں دفن نہ ہونے دیا' اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے راضی ہونے کے باوجود وہ جگہ میسر نہ ہوسکی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی لوگوں نے عرض کیا کہ یہ آپ کا گھر ہے' ہم آپ کو اسی جگہ دفن کر دیں گے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس پر راضی نہیں ہوں' مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ جنت البقیع میں ہی دفن کر دو۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس میں یہی حکمت تھی کہ یہ جگہ سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کی جگہ بنے گی۔ واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۴۳، مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ وَاِنَّ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ

قربِ قیامت کا بیان اور اس بات کا بیان کہ جو مر گیا' اس کی قیامت قائم ہوگئی

قیامت کو ساعت کہنے کی وجہ تسمیہ

عنوان میں قربِ ساعت کا ذکر ہے۔ ساعت سے مراد قیامت ہے اور قیامت کو ساعت (گھڑی) اس لیے کہا گیا کہ قیامت کا وقوع اچانک ہوگا' لہٰذا قیامت کا وقوع اس ادنیٰ ساعت میں ہوگا جس پر زمانے کا لفظ بولا جا سکتا ہے' اگرچہ انتہاء کے لحاظ سے قیامت کا زمانہ طویل ہوگا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ طوالت کے پیش نظر قیامت کو ساعت کہا گیا ہے۔ ساعت تو مختصر ہوتی ہے اور قیامت کا دن طویل ہے' لہٰذا ساعت' قیامت کی ضد ہے تو قیامت کو اس کی ضد والا نام دے دیا گیا ہے' جس طرح حبشی کو کافور کہا جاتا ہے حالانکہ کافور رنگت میں حبشی کی ضد ہے۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٣٦٣ - وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ قَتَادَةَ يَقُوْلُ فِيْ قَصَصِهٖ كَفَضْلِ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَلَا اَدْرِيْ اَذَكَرَهٗ عَنْ اَنَسٍ اَوْ قَالَهٗ قَتَادَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ' حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے' وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور قیامت اس طرح مبعوث کیے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں۔ شعبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو اپنے مواعظ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس طرح ان دونوں میں سے ایک انگلی دوسری سے بڑی ہے' مجھے پتا نہیں کہ یہ بات وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیان کرتے ہیں یا قتادہ نے اسے خود کہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٦٤ - وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ فِيْ نَفَسِ السَّاعَةِ فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقَتْ هٰذِهٖ هٰذِهٖ وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت (کی علامات) کے آغاز میں بھیجا گیا ہوں اور میں اس سے پہلے ہوں جیسے یہ انگلی اس سے پہلے ہے اور آپ نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ (ترمذی)

مذکورہ حدیث کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اور قیامت اس طرح مبعوث کیے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میری بعثت قیامت قائم ہونے سے اتنی مقدم ہے جتنی ایک انگلی کی دوسری انگلی پر زیادتی ہے۔ آئندہ آنے والی ابن شداد کی روایت اسی معنی پر دلالت کرتی ہے' اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ کہا جائے گا کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میرے اور قیامت کے درمیان اتنا ہی زمانہ ہے جتنا ان دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہے اور ان دو انگلیوں کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہے اور یہاں ایک اور معنی کا بھی احتمال ہے کہ میری دعوت قیامت کے ساتھ ملی ہوئی اور ان میں جدائی نہیں، جس طرح شہادت والی انگلی، درمیانی انگلی سے جدا نہیں ہوتی اور ان کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں اور دوسرے شارح نے کہا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ میرا دین قیامت کے قائم ہونے کے ساتھ متصل ہے اور درمیان میں کوئی دوسرا دین اور کوئی دوسری دعوت نہیں، جس طرح ان دونوں انگلیوں کے درمیان کوئی دوسری انگلی نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۳۶۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِشَهْرٍ تَسْاَلُوْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ وَاِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَّنْفُوْسَةٍ يَّاْتِيْ عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وصال مبارک سے ایک مہینہ پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا: تم مجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو، اس کا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے، اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اب زمین پر ایسا کوئی ذی روح موجود نہیں ہے کہ جس پر سو سال گزر جائیں اور وہ اس روز زندہ ہو۔ (مسلم)

سو سال تک کسی کے زندہ نہ رہنے سے مراد

اس حدیث میں ہے کہ زمین میں کوئی ایسا نفس نہیں جو اب پیدا ہوا ہے کہ اس پر سو سال گزریں اور وہ اس روز زندہ ہو۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اشرف نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آج کے دن پیدا ہونے والا کوئی نفس سو سال زندہ نہیں رہے گا اور اس سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا فوت ہو جانا مراد ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد غالب حکم کے اعتبار سے ہے ورنہ تو بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سو سال سے بھی زائد عرصہ حیات رہے، جن میں حضرت انس بن مالک و حضرت سلمان رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ ہیں اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس قول کے بعد کوئی نفس سو سال زندہ نہیں رہے گا، جس طرح کہ آئندہ حدیث سے اسی معنی کی تائید ہوتی ہے اور غالب حکم کا اعتبار کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ میں پیدا ہونے والے اس فرمان کے بعد سو سال مکمل ہونے سے پہلے فوت ہو گئے ہوں اور اس معنی کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ محدثین و متکلمین محققین نے اس حدیث سے بابا رتن ہندی کے دعویٰ کے بطلان پر استدلال کیا ہے۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا گمان تھا کہ وہ دو سو سال سے زائد عمر کا ہے، البتہ یہ حدیث اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے حضرت خضر و الیاس علیہما السلام کے اب زندہ نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، جب کہ امام بغوی رحمہ اللہ نے معالم التنزیل میں کہا ہے کہ چار انبیاء (ظاہری زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں، دو زمین میں حضرت خضر و الیاس علیہما السلام اور دو آسمانوں میں حضرت عیسیٰ و حضرت ادریس علیہما السلام۔

لہٰذا یہ حدیث ان حضرات کے غیر کے ساتھ مخصوص ہے یا پھر حدیث کا معنی یہ ہے کہ میری امت سے پیدا ہونے والا کوئی نفس زندہ نہیں رہے گا اور دوسرے انبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت سے نہیں ہیں۔ بعض نے کہا کہ حدیث میں زمین کی قید ہے کہ زمین پر زندہ نہیں رہیں گے، لہٰذا حضرت خضر و حضرت الیاس علیہما الصلوٰۃ والسلام اس سے نکل جائیں گے کیونکہ وہ دونوں تو سمندر پر ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

امام محی السنۃ سے منقول ہے کہ چار انبیاء کرام علیہم السلام (ظاہری زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں، دو زمین پر حضرت خضر و حضرت الیاس علیہما السلام اور دو آسمان پر حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موجود ہونے پر علماء و

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مشائخ سے تواتر کے ساتھ خبریں منقول ہیں۔ اگرچہ بعض نے اس کی تاویل کی ہے کہ ہر زمانے کا ایک خضر ہے جو اس دور کا مربی اور فیض رساں ہوتا ہے لیکن کامل ترین اولیاء سے اسی خضر کا وجود ثابت ہے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مصاحب بنے تھے اور سیدنا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بعض اوقات آپ اپنے کلام کے درمیان ہوا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے: اے اسرائیلی! ٹھہر جا! اور محمدی کا کلام سن! محمدی سے مراد خود ان کی اپنی ذات تھی۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۵۵، مطبوعہ تیج کمار لکھنو)

۸۳۶۶ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَاْتِیْ مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَی الْاَرْضِ نَفْسٌ مَّنْفُوْسَةٌ اَلْیَوْمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ذی روح آج کے دن موجود ہے اس پر سو سال نہیں گزریں گے۔ (مسلم)

۸۳۶۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ یَاْتُوْنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَسْاَلُوْنَهٗ عَنِ السَّاعَةِ فَکَانَ یَنْظُرُ اِلٰی اَصْغَرِهِمْ فَیَقُوْلُ اِنْ یَّعِیْشْ هٰذَا لَا یُدْرِکْهُ الْهَرَمُ حَتّٰی تَقُوْمَ عَلَیْکُمْ سَاعَتُکُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ دیہاتی لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر قیامت کے متعلق سوال کرتے تو آپ ان میں سب سے کم عمر کی طرف دیکھتے اور فرماتے کہ اگر یہ زندہ رہا تو اس پر بڑھاپا نہیں آئے گا حتیٰ کہ تم پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

۸۳۶۸ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا تَعْجِزَ اُمَّتِیْ عِنْدَ رَبِّهَا اَنْ یُّؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ یَوْمٍ قِیْلَ لِسَعْدٍ وَّکَمْ نِصْفُ یَوْمٍ قَالَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اُمید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے پاس اس بات سے عاجز نہیں آئے گی کہ اللہ تعالیٰ انہیں نصف روز مہلت عطا فرمائے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ نصف روز کتنا ہے؟ فرمایا: پانچ سو سال۔

(ابوداؤد)

۸۳۶۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ هٰذِهِ الدُّنْیَا مَثَلُ ثَوْبٍ شُقَّ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی اٰخِرِهٖ فَبَقِیَ مُتَعَلِّقًا بِخَیْطٍ فِیْ اٰخِرِهٖ فَیُوْشِکُ ذٰلِکَ الْخَیْطُ اَنْ یَّنْقَطِعَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دنیا کی مثال اس کپڑے کی طرح ہے جو شروع سے لے کر آخر تک پھاڑ دیا گیا ہو اور آخر میں ایک دھاگے سے لٹکا رہ گیا ہو، قریب ہے کہ وہ دھاگا ٹوٹ جائے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

بَابُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ

قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی

۸۳۷۰ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جائے گا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی اَحَدٍ یَّقُوْلُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ کسی اللہ اللہ کہنے والے پر قیامت قائم نہیں ہوگی۔ (مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۸۳۷۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ الْخَلْقِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت صرف بدترین مخلوق پر قائم ہوگی۔ (مسلم)

احادیث میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ قیامت صرف بدترین مخلوق پر قائم ہوگی۔ اس میں اشکال ہے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيمة'' (صحیح مسلم' کتاب الامارۃ رقم الحدیث: ۴۹۳۱) میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر جہاد کرتی رہے گی' وہ ہمیشہ لوگوں پر غالب رہیں گے' یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔

ان دونوں احادیث میں تعارض ہے' اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک حق والے لوگ باقی رہیں گے اور وہ غالب رہیں گے' جب کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی اس سے پہلے صرف بدترین لوگ ہی باقی ہوں گے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

بدترین لوگ جن پر قیامت قائم ہوگی' اس سے وہ قوم مراد ہے جو ایک مخصوص مقام پر ہوگی اور دوسرے مقام پر ایسا گروہ ہوگا جو حق کی خاطر جہاد کرے گا اور کسی مخالفت کرنے والے کی مخالفت انہیں نقصان نہیں پہنچائے گی اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے' جسے ابوامامہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہتے ہوئے اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا' حتیٰ کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا امر آ جائے گا اور وہ اسی حالت میں ہوں گے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ کہاں ہوں گے؟ فرمایا: وہ بیت المقدس اور اس کے اطراف میں ہوں گے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۵ ص ۴۸' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۸۳۷۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِي الْخَلَصَةِ وَذُوالْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی' جب تک ذوالخلصہ کے اردگرد قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین حرکت نہیں کریں گے' ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بت ہے' جس کی وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

۸۳۷۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ○﴾ (الصف:۹) اِنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتُوُفِّيَ كُلُّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَيَبْقٰى

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شب وروز کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا' جب تک لات وعزیٰ کی پوجا نہ کر لی جائے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے' اگرچہ مشرک برا مانیں○ (الصف:۹) تو میں گمان کرتی تھی کہ دین مکمل ہو چکا ہے' فرمایا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے وہ ہو کر رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا تو جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوا' وہ فوت ہو جائے گا اور وہی باقی رہ جائیں گے جن میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور وہ لوگ اپنے آباء و اجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMI ISLAMIA ACADEMY

مَنْ لَّا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى دِيْنِ اٰبَائِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تقویۃ الایمان میں مذکورہ حدیث کی عجیب وغریب تشریح

اس حدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا تو جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوا وہ فوت ہو جائے گا۔ مصنف تقویۃ الایمان اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

پھر اللہ پاک ایسی ایک باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جاویں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں یعنی نہ اللہ کی تعظیم نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے سو اسی طرح شرک میں پڑ جاویں گے کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل مشرک گزرے ہیں جو کوئی ان کی راہ و رسم کی شد پکڑے آپ بھی مشرک ہو جاوے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہو گا سو پیغمبر خدا ﷺ کے فرمانے کے مطابق ہوا۔ (تقویۃ الایمان ص ۸۷۔۸۸ مطبوعہ اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور)

تقویۃ الایمان کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہوا چل چکی ہے اور صرف مشرک اور برے لوگ ہی باقی رہ گئے ہیں جن میں خود مصنف اور ان کے متبعین بھی شامل ہیں۔

۸۳۷۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ لَا اَدْرِيْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ عَامًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ كَاَنَّهٗ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ فِي النَّاسِ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِّنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ اَوْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِيْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهٗ قَالَ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَفِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا قَالَ وَاَوَّلُ مَنْ يَّسْمَعُهٗ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهٖ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِلُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال ظاہر ہو گا تو وہ چالیس تک رہے گا۔ راوی کہتے ہیں: مجھے علم نہیں کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا وہ عروہ بن مسعود کے مشابہ ہوں گے آپ دجال کو تلاش کر کے اسے ہلاک کر دیں گے پھر آپ لوگوں میں سات سال اس طرح رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان دشمنی باقی نہیں رہے گی پھر اللہ تعالیٰ ملک شام کی جانب سے سرد ہوا بھیجے گا جو روئے زمین کے ہر اس شخص کی روح قبض کرے گی جس کے دل میں ذرہ بھر بھلائی یا ایمان ہو گا حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی شخص پہاڑ کے اندر داخل ہو گیا تو وہ ہوا وہاں داخل ہو کر اسے فوت کر دے گی فرمایا: پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو پرندوں کی طرح ہلکے (تیز رو اور جلد باز) ہوں گے اور درندوں کی طرح خون ریز اور ظالم ہوں گے جو نہ نیکی کو پہچانیں گے اور نہ برائی سے انکار کریں گے ان کے سامنے شیطان انسانی شکل میں آ کر کہے گا کہ تم حیا نہیں کرتے وہ کہیں گے: تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے تو شیطان انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا اور اس حالت میں ان پر رزق بارش کی طرح برسے گا اور ان کی زندگی خوب صورت ہو گی پھر صور پھونکا جائے گا تو اسے جو بھی سنے گا وہ کبھی گردن جھکائے گا کبھی گردن اٹھائے گا سب سے پہلے جو آدمی اسے سنے گا وہ اپنے اونٹ کے حوض پر مٹی لگا رہا ہو گا وہ بے ہوش ہو جائے گا اور لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا گویا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اللّٰہُ مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ فَيَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ فَيُقَالُ اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ مِنْ كَمْ كَمْ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ تِسْعِيْنَ قَالَ فَذٰلِكَ يَوْمٌ يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا وَذٰلِكَ يَوْمٌ يُّكْشَفُ عَنْ سَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہ وہ شبنم ہے اس سے لوگوں کے جسم اُگنے لگیں گے' پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو وہ لوگ کھڑے ہوکر دیکھنے لگیں گے' پھر کہا جائے گا: اے لوگو! آؤ! اپنے رب کی طرف (فرشتوں سے کہا جائے گا:) انہیں ٹھہراؤ کہ ان سے سوال کیا جائے گا اور کہا جائے گا: (ان میں سے) جہنم کا لشکر نکال لو تو کہا جائے گا: کتنوں سے کتنے؟ تو فرمایا جائے گا: ہر ہزار سے نوسوننانوے' فرمایا کہ وہ دن بچوں کو بوڑھا بنا دے گا اور اسی دن پنڈلی ظاہر کی جائے گی۔ (مسلم)

بَابُ النَّفْخِ فِي الصُّوْرِ
صور پھونکنے کا بیان

ف: صور سے مراد ایک سینگ ہے' جس میں حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونک ماریں گے' اور صور کا پھونکنا دو مرتبہ ہوگا' ایک مرتبہ زندوں کو ہلاک کرنے کے لیے اور دوسری مرتبہ مردوں کو زندہ کرنے کے لیے اور یہاں نفخ صور سے دوسری مرتبہ صور پھونکنا مراد ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۱' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ' مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۹' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۷۵ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالُوْا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ وَلَيْسَ مِنَ الْاِنْسَانِ شَيْءٌ لَا يَبْلٰى اِلَّا عَظْمًا وَّاحِدًا وَّهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دوبارہ صور پھونکنے کے درمیان چالیس کا وقفہ ہے' لوگوں نے کہا: اے ابوہریرہ! چالیس دن' فرمایا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا' لوگوں نے کہا: چالیس مہینے' فرمایا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا' لوگوں نے کہا: چالیس سال' فرمایا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا' پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا تو وہ لوگ اس طرح اُگیں گے جس طرح سبزی اُگتی ہے اور انسان کی ہر چیز گل سڑ جائے گی سوائے ایک ہڈی کے اور وہ ریڑھ کی ہڈی ہے اور اسی سے مخلوق کو قیامت کے روز دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول ''ابیت'' کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ جب لوگوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو آپ نے جواباً فرمایا: ''اَبیت'' میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔
علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ میں جواب نہیں دے سکتا کیونکہ میں نہیں جانتا کہ درست جواب کیا ہے؟ یا مراد یہ تھی کہ میں صاحبِ کلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال نہیں کر سکا' لہٰذا میں نہیں جانتا کہ حقیقتِ حال کیا ہے؟ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کی مراد یہ تھی کہ میں نہیں جانتا' دونوں مرتبہ صور پھونکنے کے درمیان چالیس دن کا وقفہ ہے یا چالیس مہینوں کا یا چالیس سال کا اور میں یہ جسارت نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جھوٹ بولوں یا آپ کے متعلق ایسی خبر دوں گا جس کا مجھے علم نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۹' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ يَاْكُلُهُ التُّرَابُ اِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيْهِ يُرَكَّبُ.

اور مسلم ایک روایت میں ہے کہ انسان کی ہر چیز کو مٹی کھا جائے گی سوائے ریڑھ کی ہڈی کے' اسی سے انسان پیدا کیا گیا ہے اور اسی سے دوبارہ بنایا جائے گا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLIA ISLAMIA ACADEMY

٨٣٧٦ - وَعَنْ اَبِیْ رَزِیْنِ الْعُقَیْلِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ یُعِیْدُ اللّٰہُ الْخَلْقَ وَمَا اٰیَۃُ ذٰلِكَ فِیْ خَلْقِہٖ قَالَ اَمَا مَرَرْتَ بِوَادِیْ قَوْمِكَ جَدْبًا ثُمَّ مَرَرْتَ بِہٖ یَھْتَزُّ خَضِرًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَتِلْكَ اٰیَۃُ اللّٰہِ فِیْ خَلْقِہٖ کَذٰلِكَ یُحْیِ اللّٰہُ الْمَوْتٰی رَوَاہُ رَزِیْنٌ.

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ مخلوق کو دوبارہ کیسے اٹھائے گا اور مخلوق میں اس کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم قحط سالی کے دوران اپنی قوم کے جنگل سے نہیں گزرے پھر وہاں سے گزرے تو وہ سبزے سے لہلہا رہا تھا' میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی یہی نشانی ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائے گا۔ (رزین)

٨٣٧٧ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الصُّوْرِ قَدِ الْتَقَمَہٗ وَاَصْغٰی سَمْعَہٗ وَحَنٰی جَبْھَتَہٗ یَنْتَظِرُ مَتٰی یُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں کیسے خوش رہوں' حالانکہ صور پھونکنے والے نے صور کو منہ میں ڈال رکھا ہے اور وہ کان لگا کر پیشانی جھکائے ہوئے منتظر ہے کہ اسے کب پھونکنے کا حکم دیا جائے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہمیں کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا: تم کہو: اللہ ہی ہمیں کافی ہے! وہ کتنا اچھا کارساز ہے! (ترمذی)

٨٣٧٨ - وَعَنْہُ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الصُّوْرِ وَقَالَ عَنْ یَّمِیْنِہٖ جِبْرِیْلُ وَعَنْ یَّسَارِہٖ مِیْکَائِیْلُ رَوَاہُ رَزِیْنٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صور پھونکنے والے کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس کی دائیں جانب جبریل علیہ السلام اور اس کی بائیں جانب میکائیل علیہ السلام ہیں۔ (رزین)

٨٣٧٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّوْرُ قَرْنٌ یُّنْفَخُ فِیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صور ایک سینگ ہے' جس میں پھونکا جائے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

٨٣٨٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ○ (المدثر:٨) الصُّوْرُ قَالَ وَالرَّاجِفَۃُ النَّفْخَۃُ الْاُوْلٰی وَالرَّادِفَۃُ الثَّانِیَۃُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَرْجَمَۃِ الْبَابِ تَعْلِیْقًا قَالَ عَلِیٌّ الْقَارِیُّ لٰکِنْ وَصَلَہٗ فِیْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ مِنْہُ.

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فاذا نقر فی الناقور" (اور جب صور میں پھونکا جائے گا) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد صور ہے' اور راجفہ سے مراد پہلی مرتبہ پھونکنا ہے اور رادفہ سے مراد دوسری مرتبہ پھونکنا ہے۔ (اسے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے باب کے عنوان میں معلق ذکر فرمایا ہے اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ دوسرے مقام پر اسے موصولاً ذکر فرمایا ہے)۔

٨٣٨١ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْبِضُ اللّٰہُ الْاَرْضَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَیَطْوِی السَّمَاءَ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَیْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سمیٹ دے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ لے گا' پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں زمین کے بادشاہ! (بخاری ومسلم)

٨٣٨٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْوِي اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ثُمَّ يَطْوِي الْاَرَضِيْنَ بِشِمَالِهٖ.

فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ دے گا' پھر انہیں دائیں ہاتھ سے پکڑے گا' پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں جبار و سرکش! کہاں ہیں متکبرین! پھر زمین کو اپنے بائیں ہاتھ سے لپیٹ دے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں اپنے دوسرے ہاتھ سے پکڑ لے گا' پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں جبارین! کہاں ہیں متکبرین! (مسلم)

٥٣٨٣ - **وَعَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَّسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا اللّٰهُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا مِّمَّا قَالَ الْحَبْرُ تَصْدِيْقًا لَّهٗ ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۝﴾ (الزمر:٦٧) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر روک لے گا' پھر انہیں حرکت دے گا اور فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں! میں اللہ ہوں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودی عالم کی بات پر تعجب کرتے ہوئے اس کی تصدیق کے لیے مسکرا پڑے' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے' اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور بلند ہے۝ (الزمر:٦٧)

(بخاری ومسلم)

قرآن وحدیث کے متشابہات کے بارے میں صحیح مسلک کا بیان

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی انگلی کا ذکر ہے اور مذکور آیت میں اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کا ذکر ہے' جس کے ظاہر مفہوم سے یہ وہم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے' جب کہ اہل سنت و جماعت کا مسلک یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔ جسم ماننے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا حادث ہونا اور اجزاء سے مرکب ہونا لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے' حدوث وترکیب سے پاک ہے۔ قرآن و حدیث میں اس طرح کے ذکر کردہ کلمات متشابہات میں سے ہیں' جن کا حقیقی علم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے' ان کا ظاہری معنی مراد لینا جائز نہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

یہ اللہ تعالیٰ کے غلبہ قدرت اور عظمت کی بطور کنایہ تمثیل و تصویر پیش کی گئی ہے' ہاتھ اور انگلی اور حرکت دینے والے معانی قطعاً ملحوظ نہیں اور نہ ہی کلامِ عرب کا یہ اسلوب بیان ہے' جس طرح کسی شخص کے جود و کرم کے وصف کو بیان کرنا ہو تو کہہ دیتے ہیں کہ اس آدمی کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں' جب کہ ہوسکتا ہے کہ اس آدمی کے ہاتھ ہی نہ ہوں اور اس کے ہاتھ کاٹے ہوئے ہوں یا ابتداءً ہی وہ ہاتھوں کے بغیر پیدا ہوا ہو۔ اسی طرح کسی آدمی کی سلطنت و حکمرانی کا بیان کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں آدمی تخت پر بیٹھا ہے' چاہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اس کے پاس کوئی تخت نہ ہو اور نہ ہی وہ تخت پر بیٹھا ہو۔ قرآن وحدیث کے متشابہات کے سمجھنے میں یہی درست مسلک ہے' ان میں یہ تاویل نہ کی جائے کہ ہاتھ سے مراد یہ ہے اور تخت سے مراد یہ ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی کی بات پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اس کی بات کی تصدیق کی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۲' مطبوعہ تیج کمار لکھنو)

۸۳۸۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ. (ابراہیم: ۴۸) فَاَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق سوال کیا: جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان' (ابراہیم: ۴۸) کہ لوگ اس روز کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: پل صراط پر۔ (مسلم)

۸۳۸۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹ دیئے جائیں گے۔ (بخاری)

بَابُ الْحَشْرِ
حشر کا بیان

محشر کی لغوی تحقیق

صراح میں ہے کہ حشر کا معنی ہے: ابھارنا' ہانکنا اور جمع کرنا۔ قیامت کو روزِ محشر کہتے ہیں' اس سے مراد مردوں کو زندہ کر کے' قبروں سے نکالنے کے بعد اس جگہ جمع کرنا ہے' جسے محشر کہتے ہیں۔ محشر کی شین پر کسرہ اور فتح دونوں پڑھے گئے ہیں۔ حشر دو ہیں' ایک قیامت کے بعد' اس کا یہی معنی ہے جو ذکر کیا گیا ہے اور دوسرا حشر قیامت سے پہلے قیامت کی علامات کے طور پر ہوگا' جس طرح کہ حدیث پاک میں ہے کہ مشرق کی جانب سے ایک آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو محشر یعنی ملک شام کی سرزمین کی طرف ہانک کر لے جائے گی' یہاں پہلا معنی مراد ہے اور بعض احادیث ایسی آ رہی ہیں جس میں دونوں معانی کا احتمال ہے۔ علماء دونوں احتمالات کے قائل ہیں اور اس میں علماء کا اختلاف ہے اور ظاہر پہلا معنی ہی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۵' مطبوعہ تیج کمار لکھنو)

۸۳۸۶ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِّاَحَدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو سفید خاکستری رنگ کی زمین پر جمع کیا جائے گا' جو میدے کی روٹی کی طرح ہوگی' جس میں کسی کے لیے کوئی علامت نہیں ہو گی۔ (بخاری ومسلم)

۸۳۸۷ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً يَتَكَفَّاُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَتَكَفَّاُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ فَاَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن زمین ایک روٹی ہوگی' جسے جبار اپنے دست قدرت سے جنتیوں کی مہمان نوازی کے لیے پلٹے گا' جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنی روٹی کو سفر کے دوران پلٹتا ہے' پھر ایک یہودی مرد آ گیا' اور اس نے کہا: اے ابوالقاسم! رحمان تمہیں برکت دے! کیا میں تمہیں قیامت کے دن اہل جنت کی مہمانی کے متعلق نہ بتاؤں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس نے کہا: زمین ایک روٹی ہوگی' جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَّاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ بَالَامٌ وَالنُّوْنُ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَّنُوْنٌ يَّاْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نے ہماری طرف دیکھا' پھر آپ مسکرائے حتیٰ کہ آپ کی مبارک ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں' پھر اس نے کہا: کیا میں تمہیں جنتیوں کے سالن کے متعلق نہ بتاؤں' وہ بالام اور مچھلی ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا: یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: بیل اور مچھلی ہے' ان کے جگر کے گوشت سے ستر ہزار افراد کھائیں گے۔

(بخاری ومسلم)

زمین کے روٹی ہونے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز زمین ایک روٹی ہوگی۔ اس کی تشریح میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اس حدیث کو بہت مشکل خیال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وصفت سے یہ کوئی بعید بات نہیں (کہ وہ زمین کو روٹی بنا دے) بلکہ حدیث کے مشکل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ زمین کی سابقہ طبیعت کو تبدیل کر کے اسے کھانے والی چیزوں کی طبیعت میں بدل دیا جائے گا جب کہ منقول آثار میں وارد ہے کہ نشاۃ ثانیہ میں اس زمین کی خشکی و تری تمام جگہ کو آگ سے بھر دیا جائے گا اور اسے جہنم کے ساتھ ملا دیا جائے گا' لہٰذا ہمارے خیال میں اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ حدیث کا معنی ہے کہ زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی' جس میں یہ یہ اوصاف ہوتے ہیں۔ جس طرح سہل بن سعد رضی اللہ عنہ والی گزشتہ حدیث میں ہے کہ زمین میدے کی روٹی کی طرح ہوگی اور زمین کو میدے کی روٹی کی طرح اس لیے قرار دیا کہ زمین میدے کی روٹی کی طرح گول اور سفید ہوگی' اور اس حدیث میں زمین کو ایسی روٹی کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو شکل وصورت اور پیمائش میں زمین کے مشابہ ہے اور اس حدیث میں دو معانی کا ذکر ہے: (۱) قیامت کے روز زمین جس شکل وصورت پر ہوگی' اس کا بیان ہے (۲) اللہ رب العزت جنتیوں کی مہمانی کے لیے جو روٹی تیار فرمائے گا' اس روٹی کا بیان ہے اور اس کی مقدار کی عظمت کا بیان ہے' جو اللہ تعالیٰ قادر وحکیم کے بنانے سے موجود ہوگی اور اللہ تعالیٰ کسی چیز سے عاجز نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو' حدیث کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ میں اس کی صلاحیت ہے بلکہ اس کے حقیقت ہونے کا اعتقاد زیادہ بلیغ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ کے ساتھ زمین کی طبیعت تبدیل فرما دے گا حتیٰ کہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا' لوگ اپنے قدموں کے نیچے زمین سے بلا تکلف کھائیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۳۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۸۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ رَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو تین طریقوں پر جمع کیا جائے گا' رغبت کرتے ہوئے' ڈرتے ہوئے' دو مرد ایک اونٹ پر اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر ہوں گے' اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی' آگ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی' جہاں وہ قیلولہ کریں گے اور ان کے ساتھ رات گزارے گی' جہاں وہ رات گزاریں گے اور ان کے ساتھ صبح کرے گی' جہاں وہ صبح کریں گے اور ان کے ساتھ شام کرے گی' جہاں وہ شام کریں گے۔ (بخاری ومسلم)

۸۳۸۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اللہ علیہ وسلم یحشر الناس یوم القیامۃ ثلاثۃ اصناف صنفا مشاۃ وصنفا رکبانا وصنفا علی وجوھھم قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکیف یمشون علی وجوھھم قال ان الذی امشاھم علی اقدامھم قادر علی ان یمشیھم علی وجوھھم اما انھم یتقون بوجوھھم کل حدب وشوک رواہ الترمذی۔

فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین اقسام میں جمع کیا جائے گا' ایک قسم پیدل چلنے والے اور ایک قسم سوار اور ایک قسم چہروں کے بل چلنے والے ہوں گے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا: بے شک وہ ذات جس نے انہیں قدموں پر چلایا ہے' وہ انہیں چہروں کے بل چلانے پر بھی قادر ہوگی' آگاہ ہو جاؤ! وہ اپنے چہروں کے ساتھ ہر ٹیلے اور کانٹے سے بچیں گے۔

(ترمذی)

لوگوں کے حشر کی کیفیت

ان احادیث سے مراد ہے کہ حشر میں لوگوں کے تین گروہ ہوں گے: (۱) سوار (۲) پیدل چلنے والے (۳) چہروں کے بل چلنے والے۔

سوار ہو کر چلنے والوں کے مختلف مراتب ہوں گے' جس کا مرتبہ جتنا زیادہ بلند ہوگا' اس کے ساتھ سواری میں اتنے ہی کم افراد شریک ہوں گے اور وہ اتنا ہی زیادہ تیز رفتار اور اتنا ہی زیادہ آگے چلنے والا ہوگا۔ باقی حدیث میں ذکر ہے کہ ایک سواری پر دو دو تین تین افراد سوار ہوں گے' اس پر سوال ہے کہ یہ اکٹھے سوار ہوں گے یا یکے بعد دیگرے؟ شارح السنۃ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ یکے بعد دیگرے ایک سواری پر دو دو یا تین تین وغیرہ سوار ہوں گے' لیکن بہتر یہ ہے کہ کہا جائے کہ بہ یک وقت ہی ایک سواری پر دو دو یا تین تین وغیرہ آدمی سوار ہوں گے کیونکہ اگر یکے بعد دیگرے سوار ہوں تو پھر حقیقتاً ایک اونٹ پر دو یا تین آدمی سوار نہیں ہوں گے' اور حدیث میں یہ فرمایا ہے کہ آگ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی' اس سے مراد یہ ہے کہ آگ ان کو لازم ہوگی اور ان سے کبھی جدا نہ ہوگی' اور چہروں کے بل چلنے والوں کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنے چہروں کے ذریعے آگ سے بچیں گے' اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے اور صورتیں بنانے والوں کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں اس وقت انہیں اتنا مضطر ولاچار کر دیا جائے گا کہ وہ راستے میں موذی چیزوں سے بچنے کے لیے ہاتھوں کی بجائے چہرے سامنے کرنے لگیں گے۔ (اللہ رب العزت محبوب کریم ﷺ کے طفیل ہمیں اپنے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین) (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص ۲۳۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٣٩٠ - وعن ابی ذر قال ان الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم حدثنی ان الناس یحشرون ثلاثۃ افواج فوجا راکبین طاعمین کاسین وفوجا یسحبھم الملائکۃ علی وجوھھم وتحشرھم النار وفوجا یمشون ویسعون ویلقی اللہ الآفۃ علی الظھر فلا یبقی حتی ان الرجل لتکون لہ الحدیقۃ یعطیھا بذات القتب لا یقدر علیھا رواہ النسائی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صادق و مصدوق ﷺ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ لوگوں کو تین فوجوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا' ایک فوج سوار ہو کر ہشاش بشاش اور لباس پہنے ہوئے آئے گی اور ایک فوج کو فرشتے چہروں کے بل گھسیٹ کر لائیں گے اور انہیں آگ جمع کرے گی اور ایک فوج پیادہ پا اور دوڑتے ہوئے آئے گی اور اللہ تعالیٰ ان کی سواری پر آفت ڈال دے گا' تو سواری باقی نہ رہے گی' حتیٰ کہ وہ آدمی جس کے پاس باغ ہوا' وہ ایک پالان والے اونٹ کے عوض باغ دینے پر تیار ہوگا' لیکن وہ اس پر قادر نہیں ہوگا۔ (نسائی)

٨٣٩١ - وعن انس ان رجلا قال یا نبی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا نبی اللہ!

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِىْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِى الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قیامت کے دن کافر کو چہرے کے بل کیسے جمع کیا جائے گا؟ فرمایا: وہ ذات جس نے دنیا میں اسے دو پاؤں پر چلایا ہے کیا وہ قیامت کے دن اسے چہرے کے بل چلانے پر قادر نہ ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

۸۳۹۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَاَ ﴿كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَO﴾ (الانبياء:١٠٤) وَاَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِىْ يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَيْحَابِىْ اُصَيْحَابِىْ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَنْ يَّزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُذْ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُO (المائدة: ١١٧-١١٨) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہیں ننگے پاؤں' ننگے بدن' بغیر ختنہ کیے ہوئے جمع کیا جائے گا' پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے' یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ کہ ہم اس کو ضرور کریں گے O (الانبیاء: ۱۰۴) اور قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا اور بے شک میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا' تو میں کہوں گا: میرے ساتھی! میرے ساتھی! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ جب سے ان سے جدا ہوئے' یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹے رہے (دین سے برگشتہ رہے)' تو میں وہی کہوں گا جو بندۂ صالح (سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا: اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا...... تو ہی غالب حکمت والا ہے O (المائدہ: ۱۱۷۔۱۱۸)۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلے لباس پہنانے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ اس میں حضرت سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی عظمتِ شان کا اظہار ہوگا' لیکن اس سے سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ بسا اوقات مفضول کو کوئی خصوصی امتیاز حاصل ہوتا ہے اور اس سے فضیلت مطلقہ ثابت نہیں ہوتی' نیز اس فرمان کے متکلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور کلام کرنے والا اپنے خطاب کے عمومی حکم میں خود داخل نہیں ہوتا' لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ باقی مخلوق میں انہیں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا' نیز سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خصوصی فضیلت اور اعزاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد ہونے کی بناء پر حاصل ہوگا' لہٰذا یہ درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی اعزاز ہوگا۔ جس طرح کوئی بادشاہ اپنے خصوصی وزیراعظم کے والد کی بارگاہ میں حاضری پر وزیراعظم کے ساتھ خصوصی تعلق کی بناء پر کمالِ شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے والد کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھالے' تو اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ وہ باپ وزیراعظم کے منصب سے بلند منصب پر فائز ہوگیا' بلکہ یہ اس کا خصوصی اعزاز دراصل اس وزیراعظم کا ہی اعزاز کہلائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی حاضری پر خصوصی شفقت کا اظہار فرمایا اور ان کا اعزاز فرمایا تو یہ دراصل سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی اعزاز تھا۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس خصوصیت میں یہ حکمت ہے کہ انہیں بغیر لباس کے آگ میں ڈالا گیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے شلوار پہنی تھی اور اس خصوصیت سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ہمارے نبی کریم ﷺ پر فضیلت لازم نہیں آتی' کیونکہ مفضول بسااوقات کسی مخصوص چیز کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے' اس سے اس کی مطلق فضیلت لازم نہیں آتی۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس میں داخل نہیں کیونکہ متکلم اپنے خطاب کے عموم میں داخل نہیں ہوتا۔
(فتح الباری ج ٦ ص ٣٠٠' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

دوسرے مقام پر حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ٨٥٢ھ لکھتے ہیں:
قرطبی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ ہوسکتا ہے خلائق سے نبی کریم ﷺ کے علاوہ باقی مخلوق مراد ہو اور نبی کریم ﷺ اپنے خطاب کے عموم میں داخل نہ ہوں' لیکن ان کے تلمیذ نے تعقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ توجیہ بڑی اچھی تھی اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ والی حدیث نہ ہوتی۔ ابن مبارک نے عبداللہ بن حرث کے طریقہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ روزِ قیامت سب سے پہلے حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبطی حلّے پہنائے جائیں گے' پھر سیّدنا محمد ﷺ کو عرش کی دائیں جانب حبری حلّہ پہنایا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اسے مختصر اور موقوف روایت کیا اور ابویعلیٰ نے اسے مطول اور مرفوع روایت کیا اور امام بیہقی نے ابن عباس کے طریقہ سے باب کی حدیث کی مثل روایت کیا ہے اور اس میں اضافہ کیا ہے کہ سب سے پہلے جنت سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا' انہیں جنتی حلّہ پہنایا جائے گا اور کرسی لاکر عرش کی دائیں جانب رکھ دی جائے گی' پھر مجھے لایا جائے گا اور مجھے جنتی حلّہ پہنایا جائے گا اور اس مقام پر کوئی کھڑا نہیں ہوگا' پھر کرسی لاکر عرش کی دائیں جانب ساقِ عرش پر رکھ دی جائے گی' اور مرسل عبید بن عیر میں ہے کہ لوگوں کو ننگے پاؤں' ننگے بدن جمع کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنے خلیل کو ننگے بدن نہیں دیکھ رہا؟ تو آپ کو سفید لباس پہنا دیا جائے گا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے پہلے شخص ہوں گے جنہیں لباس پہنایا جائے گا اور کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے لباس پہنانے میں حکمت یہ ہے کہ آگ میں ڈالتے وقت ان کا لباس اتار لیا گیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے شلوار کے ساتھ پردہ پوشی کا طریقہ جاری فرمایا تھا' اور ایک قول یہ ہے کہ زمین میں وہ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ خوف رکھنے والے تھے' لہٰذا ان کا دل مطمئن کرنے کے لیے انہیں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا۔ یہ حلیمی کا مختار ہے اور پہلا قرطبی کا مختار ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے لباس پہنانے کی خصوصیت سے ان کا ہمارے نبی سے مطلقاً افضل ہونا لازم نہیں آتا' اور میرے لیے اب ایک اور توجیہ ظاہر ہوئی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی قبر انور سے اسی لباس میں اٹھیں جس میں آپ کا وصال ہوا تھا' اور آپ کو جو جنتی حلّہ پہنایا جائے وہ عزت و کرامت کا حلّہ ہو' اس پر قرینہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ساقِ عرش کے پاس کرسی پر بٹھایا جائے گا' لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام لباس پہننے میں باقی مخلوق سے اوّل ہوں اور حلیمی نے یہ جواب دیا ہے کہ اوّلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اور پھر ہمارے نبی کریم ﷺ کو لباس پہنایا جائے گا اور حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہی ہے لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کا حلّہ اعلیٰ اور اکمل ہوگا' لہٰذا اوّلیت والی جو خصوصیت فوت ہوگی' اس کی کمی حلّے کی نفاست سے پوری کر دی جائے گی۔ واللہ اعلم (فتح الباری ج ١١ ص ٣٢٣' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

کن لوگوں کو حوض سے دور کیا جائے گا؟

اس حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا تو میں کہوں گا: میرے ساتھی! میرے ساتھی! ان سے مراد کون لوگ ہیں؟

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:
اس سے مراد کون ہیں؟ اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے' اس میں چند اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ ان سے منافقین اور مرتدین مراد ہیں' ہوسکتا ہے کہ ان کے اعضاء کو سفید و چمک دار کر کے لایا جائے اور نبی کریم ﷺ ان کی علامات کی بناء پر انہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

پکاریں اور آپ سے کہا جائے کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن سے آپ نے وعدہ فرمایا تھا' اور انہوں نے آپ کے بعد دین کو بدل دیا تھا اور جو اسلام ظاہر کرتے تھے' اس پر ان کا خاتمہ نہیں ہوا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں تھے' پھر آپ کے بعد وہ مرتد ہو گئے تھے' نبی کریم ﷺ انہیں پکاریں گے اگرچہ ان پر وضو کی علامات نہیں ہوں گی کیونکہ نبی کریم ﷺ ان کو اپنی حیاتِ ظاہری میں اسلام پر پہچانتے تھے' تو آپ سے کہا جائے گا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے' اور تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے گناہ گار اور کبائر کے مرتکب مراد ہیں' جن کا خاتمہ توحید پر ہوا اور وہ اہل بدعت مراد ہیں جو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں۔ اس قول کے مطابق حوض سے دور کیے جانے والے ان لوگوں کے بارے میں قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ جہنمی ہیں' بلکہ ہو سکتا ہے سزا کے طور پر انہیں حوض سے دور کیا جائے' پھر اللہ تعالیٰ عذاب کے بغیر انہیں جنت میں داخل فرما دے۔ اس قول کے قائلین نے کہا ہے کہ یہ بھی ممتنع نہیں کہ ان کے اعضاء کو روشن کر دیا جائے اور وہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے یا بعد والے لوگ ہوں لیکن آپ انہیں علامت سے پہچانیں گے۔ امام حافظ ابوعمرو بن عبدالبر نے کہا ہے کہ جنہوں نے دین میں کوئی بدعت ایجاد کی ہے' وہ بھی حوض سے دور کیے جائیں گے' جس طرح خوارج' روافض اور باقی اہل ہواء' اسی طرح ظلم کرنے والے' ظلم و زیادتی میں حد سے بڑھنے والے' حق کو مٹانے والے اور اعلانیہ گناہ کبیرہ کے مرتکب افراد' اسی طرح وہ سب لوگ ہو سکتے ہیں جن کے بارے میں خوف ہے کہ وہ اس حدیث سے مراد ہوں۔
واللہ اعلم (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۰' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

نبی کریم ﷺ کے علم پر اعتراض کے جوابات

اس حدیث کو لے کر منکرین شانِ رسالت نبی کریم ﷺ کے علم کا انکار کرتے ہیں کہ اگر آپ کو علم ہوتا تو ان کے متعلق یہ نہ فرماتے کہ میرے ساتھی! میرے ساتھی! آپ کا اصیحابی فرمانا' اس کی دلیل ہے کہ آپ کو ان کے متعلق علم نہ تھا۔ ان کے اس اعتراض کے متعدد جوابات ہیں:

(۱) نبی کریم ﷺ کو ان کے ارتداد کا علم ہے' کیونکہ معترضین خود ان کے ارتداد کا بیان کرتے ہیں' بیان علم کے بغیر نہیں ہوتا' لہٰذا معترضین کو بھی علم ہے کہ وہ مرتدین ہیں اور ان کو یہ علم کہاں سے آیا؟ زبانِ رسالت سے سن کر' لہٰذا واضح ہوا کہ آخرت تو بعد کی بات ہے' حضور نبی کریم ﷺ کو دنیا میں ہی اللہ کی عطا سے اس کا علم ہے اور آپ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اس سے آگاہ فرما دیا' البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس خاص وقت حکمت کی بناء پر آپ کی توجہ ہٹا دی جائے اور حکمت کی بناء پر نبی کریم ﷺ پر نسیان طاری ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (النساء:۱۱۳)
تمہیں وہ کچھ سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے ○

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ. (النحل:۸۹)
ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

آپ کو علوم ما کان و ما یکون عطا فرمائے گئے اور آپ پر ہر چیز کا روشن بیان فرمایا گیا' مگر اس کے باوجود نسیان ہو سکتا ہے اور یہ آپ کے علم کے منافی نہیں' قرآن مجید میں ہے:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ○ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ. (الاعلیٰ:۶۔۷)
اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے ○ مگر جو اللہ چاہے۔

وقتی نسیان کے بعد پھر آپ کے سامنے ان کا حال واضح ہو جائے گا' لہٰذا یہ حدیث آپ کے علم کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

(۲) احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے تمام اچھے بُرے اعمال پیش کیے گئے' میں نے اچھے اعمال میں اس تکلیف دِہ چیز کو پایا جسے راستے سے ہٹا دیا گیا اور میں نے بُرے اعمال میں اس بلغم کو پایا جو مسجد میں تھوکا جائے اور دفن نہ کیا جائے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۲۳۳' مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

حافظ نورالدین ہیثمی رحمہ اللہ متوفی ۸۰۷ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیر و سیاحت کرتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے' تم حدیثیں بیان کرتے ہو اور تمہارے لیے حدیث ذکر کی جاتی ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لیے بہتر ہے' تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں تو میں جو نیکی دیکھتا ہوں' اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور جو بُرائی دیکھتا ہوں' اس پر اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴' مطبوعہ دارالکتب العربی' بیروت)

ان کا ارتداد بھی اعمال سے ہے' لہٰذا نبی کریم ﷺ انہیں جانتے ہیں اور ان کے اعمال کا آپ کو علم ہے۔

(۳) قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ روزِ قیامت مؤمنوں اور کافروں کی مخصوص علامات ہوں گی اور اہل محشر انہیں دیکھ کر پہچان لیں گے کہ یہ مؤمن ہیں یا کافر' جب عام اہل محشر انہیں پہچان لیں گے تو نبی کریم ﷺ کو ان کا علم کیسے نہ ہوگا' جب کہ سیادت کا تاج اور شفاعت کا سہرا اس روز آپ کے سر پر ہوگا' لہٰذا آپ کا اصیحابی فرمانا حکمت کی بناء پر ہوگا' عدم علم کی بناء پر نہیں۔

(۴) نبی کریم ﷺ کا اصیحابی فرمانا' عدم علم کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ ان کی سزا میں اضافہ کے لیے ہوگا کہ پہلے اصیحابی فرما کر انہیں امید دلائی جائے گی اور پھر دور کر دیا جائے گا' امید دلا کر مایوس کرنے سے ان کی تکلیف میں اضافہ ہوگا' جس طرح حدیث میں ہے کہ دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کرنے سے پہلے جنتی ٹھکانا دکھایا جائے گا کہ اگر تم نیکی کرتے تو تمہارا یہ ٹھکانا ہوتا تاکہ اس کی حسرت میں اضافہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا مگر پہلے اسے اس کا جہنمی ٹھکانا دکھادیا جائے گا' اگر وہ بُرائی کرتا تاکہ وہ زیادہ شکر کرے اور کوئی جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر پہلے اسے اس کا جنتی ٹھکانا دکھادیا جائے گا' اگر وہ نیکی کرتا تاکہ اس کی حسرت میں اضافہ ہو۔ (صحیح البخاری' رقم الحدیث: ۶۵۶۹' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

(۵) نبی کریم ﷺ کا اصیحابی فرمانا بطورِ استفہام ہوگا اور اصیحابی سے پہلے ہمزہ استفہام مقدر ہے اور کلام عرب میں ہمزہ استفہام ہوتا رہتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے کہ آپ نے ستارے کو دیکھ کر فرمایا: ''ھٰذَا رَبِّیْ'' (الانعام: ۷۶) دراصل ہے: ''اَھٰذا ربی'' کیا یہ میرا رب ہے؟ ورنہ اللہ کے نبی و خلیل ﷺ سے یہ کیسے متصور ہے کہ وہ معاذ اللہ شرک کے مرتکب ہوں اور ستارے کو اپنا رب قرار دیں۔ یہاں بھی اسی طرح ہے کہ آپ کے فرمان اصیحابی کا معنی ہے کہ کیا یہ میرے اصحاب ہیں؟ یہ میرے اصحاب کیسے ہو سکتے ہیں۔ میرے اصحاب کے چمک دار اور روشن چہروں کو دیکھ کر تو دور سے ہر کوئی انہیں پہچان لیتا ہے' یہ ذلت و رسوائی میں مبتلا' پریشان و سیاہ چہروں والے میرے اصحاب کیسے ہو سکتے ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

٨٣٩٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے بدن، بغیر ختنہ کیے ہوئے جمع کیا جائے گا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مرد اور عورت سب ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے، آپ نے فرمایا: اے عائشہ! وہ معاملہ اس سے سخت تر ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں۔

(بخاری و مسلم)

٨٣٩٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عِرْقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ پسینہ پسینہ ہوں گے حتیٰ کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر گز تک چلا جائے گا اور پسینہ ان کو لگام ڈال دے گا حتیٰ کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٩٥ - وَعَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُدْنُوا الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَّاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سورج مخلوق سے قریب ہو جائے گا حتیٰ کہ ان سے ایک میل کی مقدار پر ہو جائے گا، تو لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینہ میں ہوں گے، بعض لوگ ٹخنوں تک پسینہ میں ہوں گے، بعض گھٹنوں تک اور بعض کمر تک اور بعض وہ ہوں گے جنہیں پسینہ لگام ڈال دے گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

(مسلم)

٨٣٩٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا○ (الزلزال:٤) قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا اَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَيَّ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اس دن زمین اپنی خبریں بتائے گی○ (الزلزال:٤) فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: اس کی خبریں یہ ہیں کہ ہر مرد اور عورت نے زمین کی پشت پر جو عمل کیے ہیں، وہ اس کی گواہی دے گی، کہے گی کہ اس نے مجھ پر فلاں فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا ہے تو یہی اس کی خبریں ہیں۔

(مسند احمد، ترمذی، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے)

٨٣٩٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّمُوْتُ اِلَّا نَدِمَ قَالُوْا وَمَا نَدَامَتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ اِزْدَادَ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا نَدِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ نَزَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

جو شخص بھی فوت ہوا' وہ نادم ہوگا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اس کی ندامت کیا ہوگی؟ فرمایا: اگر وہ نیک ہوا تو نادم ہوگا کہ نیکی زیادہ کیوں نہیں کی' اور اگر وہ گناہ گار ہوا تو نادم ہوگا کہ بُرائی سے باز کیوں نہیں آیا۔ (ترمذی)

٨٣٩٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهٗ رَاْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَاْ ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ وہ قیامت کو اس طرح دیکھے گویا اسے آنکھوں سے دیکھا ہے' تو وہ ان سورتوں کی تلاوت کرلے: ''اذا الشمس کوّرت'' اور ''اذا اسماء انفطرت'' اور ''اذا السماء انشقت''۔

(مسند احمد' ترمذی)

٨٣٩٩ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ بِيَدَيْكَ قَالَ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةٌ وَّتِسْعِيْنَ فَعِنْدَهٗ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَّمِنْ يَّاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا قَالَ مَا اَنْتُمْ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْيَضَ اَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے آدم! تو وہ عرض کریں گے: میں حاضر ہوں! مطیع وفرماں بردار ہوں اور بھلائی ساری کی ساری تیرے قبضۂ قدرت میں ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (اپنی اولاد میں سے) جہنم کی جماعت کو نکالو' وہ عرض کریں گے: جہنم کی جماعت کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار سے نوسو ننانوے' تو اس وقت بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور ہر حمل والی عورت اپنا حمل گرا دے گی' اور تم لوگوں کو نشے میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ فرمایا: تمہیں خوش خبری ہو کہ تم میں سے ایک آدمی ہوگا اور یاجوج ماجوج سے ہزار ہوں گے' پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں امید رکھتا ہوں کہ تم جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہوگے' ہم نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا' آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کا تہائی حصہ ہوگے' ہم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا' فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کا نصف ہوگے' ہم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا' آپ نے فرمایا: تم لوگوں میں صرف اتنے ہوگے جتنا سفید بیل کی کھال میں ایک سیاہ بال ہوتا ہے یا سیاہ بیل کی کھال میں ایک سفید بال ہوتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٠٠ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ وَيَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ وَّيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا رب اپنی ساق ظاہر فرمائے گا اور اسے ہر مومن مرد اور عورت سجدہ کریں گے' صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھلاوے اور ناموری کے لیے سجدہ کرتے تھے' وہ سجدہ کرنے لگیں گے تو ان کی پشت ایک تختے کی طرح ہو جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMI ACADEMY

٨٤٠١ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِیْمُ السَّمِیْنُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اِقْرَءُوْا فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَزْنًاO (الکہف: ١٠٥) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک بڑا موٹا تازہ شخص قیامت کے روز آئے گا' اللہ کے نزدیک وہ مچھر کے پر کے برابر وزن نہیں رکھے گا' آپ نے فرمایا: یہ آیہ مبارکہ پڑھو: ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی وزن نہیں رکھیں گےO (الکہف: ١٠٥) (بخاری ومسلم)

٨٤٠٢ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰى اِبْرَاهِیْمُ اَبَاهُ اٰزَرَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَعَلٰى وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَیَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِیْنِیْ فَیَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْهُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْكَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاهِیْمُ یَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ لَا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰى مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ لِاِبْرَاهِیْمُ اُنْظُرْ مَا تَحْتَ رِجْلَیْكَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِیْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَیُلْقٰى فِی النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر سے ملاقات کریں گے اور آزر کے چہرے پر سیاہی اور غبار ہو گی' حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے فرمائیں گے کہ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر' تو ان کا باپ کہے گا: آج میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا' حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: اے میرے رب! بے شک تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس روز لوگوں کو اٹھایا جائے گا' اس دن تو مجھے رسوا نہیں فرمائے گا' تو میرے باپ کی ہلاکت سے بڑھ کر کون سی رسوائی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک میں نے کافروں پر جنت حرام فرما دی ہے' پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا جائے گا کہ اپنے قدموں کے نیچے دیکھو' وہ دیکھیں گے تو وہ مٹی میں لتھڑا ہوا بھیڑیا ہو گا اور اس کے ہاتھ پاؤں سے پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (بخاری)

آزر سے بیزاری کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق سوال کیوں کریں گے؟

اس حدیث میں ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام آزر کی حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: اے میرے رب! بے شک تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس روز لوگوں کو اٹھایا جائے گا' اس دن تو مجھے رسوا نہیں فرمائے گا تو میرے باپ کی ہلاکت سے بڑھ کر کون سی رسوائی ہے؟ اس پر اشکال ہے کہ اس حدیث کا مفہوم قرآن مجید کی آیت کے ظاہر کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِیَّاهُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ. (التوبہ: ١١٤)

اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا صرف ایک وعدے کے سبب تھا جو ان سے کر چکے تھے' پھر جب ابراہیم پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔

اس کا جواب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے باپ آزر سے بیزار ہونے کے وقت میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بیزاری کا اظہار دنیا میں کیا تھا' جب آزر کی موت حالتِ شرک میں ہوئی تھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بیزاری کا اظہار قیامت کے دن کریں گے' جب آزر کی شکل مسخ ہونے کے بعد اس سے مایوس ہو جائیں گے' اور دونوں قولوں میں تطبیق بھی ممکن ہے کہ جب آزر حالتِ شرک میں فوت ہوا تو اس سے بیزار ہو گئے اور استغفار ترک کر دیا' لیکن جب قیامت کے روز اسے دیکھیں گے تو اپنے دل میں نرمی و رافت محسوس کریں گے اور اس سے سوال کریں گے' لیکن جب اس کی شکل مسخ ہو جائے گی تو اس سے مایوس ہو جائیں گے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

ہمیشہ کے لیے اس سے بیزار ہو جائیں گے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آزر کی کفر پر موت کا یقین نہ تھا' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ دل میں ایمان لے آیا ہو اور ابراہیم علیہ السلام اس پر مطلع نہ ہوئے ہوں اور حدیث میں مذکورہ حالت کے بعد اس سے بیزار ہو جائیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۳۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

بہترین جواب یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں ہی اس سے بیزار ہو گئے تھے لیکن روزِ قیامت جب اسے اس حالت رسوائی میں دیکھیں گے تو آپ کے دل میں جذبہ رافت پیدا ہو گا اور دل میں یہ سوال پیدا ہو گا کہ اللہ رب العزت کا تو مجھ سے وعدہ تھا کہ تمہیں رسوا نہیں کیا جائے گا۔ اب میرے قریبی چچا کی یہ حالت تو باعثِ رسوائی ہو سکتی ہے کہ کفار اعتراض کر سکتے ہیں کہ اے ابراہیم! تمہارا چچا بھی عذاب سے نہ بچ سکا اور آپ اس کے لیے دعائے استغفار نہیں فرمائیں گے اور نہ ہی حدیث میں اس کا ذکر ہے' بلکہ آپ دل میں آنے والا یہ سوال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کر دیں گے' آپ کو جواب دیا جائے گا کہ آزر کا عذاب میں مبتلا ہونا آپ کے لیے باعثِ رسوائی نہیں کیونکہ یہ تو کافر ہے' اگر یہ مؤمن ہوتا اور آپ کے متبعین میں ہوتا' پھر اس کی یہ حالت ہوتی تو باعثِ رسوائی تھا اور پھر اس کی شکل مسخ کر کے آپ کے دل سے جذبہ رافت زائل کر دیا جائے گا اور آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے بیزار ہو جائیں گے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مؤمن تھے

اس حدیث میں آزر کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ''اب'' کہا گیا' جس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کا والد تھا' جب کہ تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تارخ تھے اور وہ مؤمن تھے' آزر آپ کا چچا تھا' والد نہیں تھا' اسے مجازاً ''اب'' کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ''لابیہ'' کے بعد آزر فرمایا گیا' اگر وہ آپ کا حقیقی باپ ہوتا تو صرف ''لابیہ'' کہنا کافی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا' لیکن قرآن مجید میں ''لابیہ'' کے بعد آزر کہہ کر وضاحت کی گئی کہ باپ سے حقیقی باپ مراد نہیں بلکہ آزر مراد ہے جو ان کا چچا تھا۔ چچا پر ''اب'' کا اطلاق عرب کے محاورات میں ہوتا رہتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی مثال موجود ہے:

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ. (البقرہ:۱۳۳)

حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹوں نے کہا: ہم آپ کے معبود اور آپ کے باپ ابراہیم' اسمٰعیل اور اسحٰق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے۔

اس آیت میں حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کا ''اب'' کہا گیا' حالانکہ وہ آپ کے باپ نہیں بلکہ چچا تھے' نیز قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آزر کا دشمنِ خدا ہونا واضح ہو گیا تو اس کے لیے دعائے استغفار ترک کر دی' جیسا کہ پہلے آیہ مبارکہ گزری ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ. (التوبہ:۱۱۴)

اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا صرف ایک وعدے کی بناء پر تھا' جو اس سے کر چکے تھے' پھر جب ابراہیم پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔

اور آزر کے فوت ہو جانے کے بعد اور آتش نمرودی والے واقعہ کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور سیّدنا اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ مکرمہ کی بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑا تو ان کے لیے دعا کی' جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور اس میں یہ کلمات ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُO (ابراہیم:۴۱)

اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے اور تمام مؤمنین کو جس روز حساب قائم ہوگاO

اگر آزر جو مشرک تھا' وہی آپ کا حقیقی باپ ہوتا تو اس کے حالت شرک پر فوت ہو جانے کے بعد آپ اپنے والد کے لیے دعائے مغفرت نہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے والدین جن کے لیے آپ نے دعائے مغفرت فرمائی' وہ مؤمن وموحد تھے اور آزر جو مشرک تھا وہ آپ کا والد نہ تھا' نیز بالفرض اگر مشرک آزر ہی آپ کا حقیقی باپ ہوتا اور آپ نے اسی کے لیے دعائے مغفرت فرمائی ہوتی تو آپ کو منع فرما دیا جاتا۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کافر بیٹے کنعان کے لیے دعائے مغفرت نہیں فرمائی تھی' صرف یہ عرض کیا تھا: ''اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ'' (ھود:۴۵) ''میرا بیٹا تو میرے اہل سے ہے'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ'' (ھود:۴۶) ''یہ تمہارے اہل سے نہیں''۔ اگر یہاں بھی یہی معاملہ ہوتا تو واضح فرما دیا جاتا کہ آپ کا والد تو مشرک ہے' اس کے لیے مغفرت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس دعا پر منع نہ فرمانا بھی اس کی دلیل ہے کہ آپ کے والد مؤمن تھے' نیز آپ کی یہ دعا مستجاب ہے کیونکہ ''رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ'' سے لے کر ''يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ'' تک دعا میں جو اُمور مذکور ہیں' وہ سب پورے فرمائے گئے' ان تمام امور کا پورا ہونا اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ والدین کے لیے کی گئی دعائے مغفرت بھی مقبول ہوئی اور ان کی بخشش ہوئی' جس سے ثابت ہوا کہ آپ کے والدین مؤمن تھے' ورنہ ان کی مغفرت نہ ہوتی۔ اگر ان کے لیے کی گئی دعائے مغفرت مقبول نہ ہوتی تو واضح فرما دیا جاتا کہ تمہاری دعا میں مذکور سب چیزیں عطا کر دی جائیں گی لیکن تمہارے والدین کی مغفرت نہ ہوگی کیونکہ وہ مشرک ہیں' مگر ایسا نہیں فرمایا' جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے والدین مؤمن تھے اور مشرک آزر آپ کا والد نہ تھا' نیز قرآن وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء واجداد مؤمن تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بعثت من خير قرون بنی ادم قرنا فقرنا حتی كنت من القران الذی كنت فيه. (صحیح البخاری' کتاب المناقب' رقم الحدیث:۳۵۵۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے بنو آدم کے ہر قرن میں سب سے بہتر قرن میں مبعوث کیا جاتا رہا حتیٰ کہ میں اس موجودہ قرن میں ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد ہر دور میں اپنے زمانہ میں سب سے بہتر تھے' نیز احادیث سے ثابت ہے کہ ہر دور میں روئے زمین پر مؤمنین رہے ہیں اور کبھی بھی زمین مؤمنین سے خالی نہیں ہوئی۔ امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

عن انس ان رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا تقوم الساعة حتی لا يقال الله الله فی الارض. (صحیح مسلم' کتاب الایمان' رقم الحدیث:۳۷۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ زمین پر اللہ اللہ نہیں کہا جائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر دور میں زمین پر اللہ اللہ کہنے والے اور توحید کے ماننے والے موجود رہے ہیں' ورنہ تو قیامت قائم ہو جاتی' اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ مؤمن مشرک سے بہتر ہے:

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ. (البقرہ:۲۲۱)

اور یقیناً مؤمن غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھا لگے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-ULOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

مذکورہ بالا تقریر سے واضح ہو گیا کہ روئے زمین پر ہر دور میں کوئی نہ کوئی مؤمن موجود رہا ہے اور مؤمن مشرک سے بہتر ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد ہر دور میں اپنے زمانہ کے بہترین طبقے سے تھے۔ اب اگر بالفرض آپ کے آباء و اجداد میں سے کوئی مشرک ہو اور حدیث کی روشنی میں وہ اپنے زمانہ میں افضل اور بہترین طبقہ سے ہوگا اور اس وقت مؤمنین بھی موجود ہوں گے تو لازم آئے گا کہ وہ مشرک مؤمنین سے بہتر ہو حالانکہ قرآن مجید کی صراحت ہے کہ مؤمن مشرک سے بہتر ہے' لہٰذا ماننا پڑے گا کہ آپ کے تمام آباء واجداد کفر وشرک سے پاک تھے اور مؤمن وموحد تھے۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آپ کے جدامجد ہیں' لہٰذا آپ کے والد مؤمن موحد ہیں' مشرک نہیں اور آزر جس کے شرک کا ذکر قرآن مجید میں ہے' وہ آپ کا حقیقی والد نہیں بلکہ چچا ہے اور اسے مجازاً "اب" کہا گیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

بعض علمائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء شرک وکفر کی گندگی سے پاک تھے اور آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا' اسے مجازاً باپ کہا گیا ہے' آپ کے والد کا نام تارخ تھا' اسی وجہ سے "ابـاہ" کو آزر کے ساتھ مقید کر کے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس باپ سے ملاقات کریں گے جو آزر ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِيزَانِ

حساب' قصاص اور میزان کا بیان

حساب' قصاص اور میزان کی تحقیق

حساب کا معنی ہے: شمار کرنا اور اس جگہ قیامت کے روز بندوں کے اعمال شمار کرنا مراد ہے' اگرچہ سب کے اعمال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں اور اس کے سامنے روشن ہیں لیکن بندوں پر اتمامِ حجت کے لیے حساب ہوگا' اس کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ہے' لہٰذا اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ قصاص کا معنی ہے: کسی آدمی کے ساتھ اس کے عمل جیسا عمل کرنا' جس طرح قتل کے بدلے قتل کرنا' زخم کے بدلے زخم اور مارنے کے بدلے مارنا' قیامت کے روز جس کسی نے جو کام بھی کیا ہوگا اور کسی کو کوئی تکلیف پہنچائی ہوگی' اگرچہ چیونٹی اور مکھی کو تکلیف پہنچائی ہو' اس کا بدلہ لیا جائے گا۔ خواہ وہ غیر مکلف ہوں جس طرح حیوان' بچے وغیرہ اور اسی مصلحت کے پیش نظر تمام حیوانوں کو زندہ کیا جائے گا' جس طرح سینگ والی بکری نے بغیر سینگ والی بکری کو مارا ہوگا تو اس سے بدلہ لیا جائے گا اور میزان اس چیز کو کہتے ہیں جس سے اعمال کی مقدار معلوم ہوگی۔ جمہور کا نظریہ ہے کہ دنیاوی ترازو کی طرح اس میزان کے بھی دو پلڑے اور ایک کانٹا ہوگا اور دونوں پلڑوں کے درمیان مشرق ومغرب جتنا فاصلہ ہوگا' ان میں اعمال کے صحائف رکھے جائیں گے۔ بعض نے کہا کہ نیکیوں کو اچھی صورتوں میں اور برائیوں کو بری صورتوں میں پیش کر کے وہاں رکھا جائے گا اور وزن کیا جائے گا۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۷۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۴۰۳ - عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ يُّحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا هَلَكَ قُلْتُ اَوَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ○ (الانشقاق:۸) فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ فِي الْحِسَابِ يَهْلِكُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس سے بھی روزِ قیامت حساب لیا گیا' وہ ہلاک ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد نہیں فرمایا کہ عنقریب حساب لیا جائے گا ○ (الانشقاق: ۸) آسان حساب' آپ نے فرمایا: یہ تو محض پیش کرنا ہے لیکن جس سے حساب میں تفتیش کی گئی' وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اشکال کی وجہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اشکال پیش آیا اور آپ نے بطورِ معارضہ آیۂ مبارکہ تلاوت کی۔ ان کے اشکال کی وجہ یہ تھی کہ حدیث کے الفاظ عام تھے کہ جس سے بھی حساب لیا جائے گا' وہ ہلاک ہو جائے گا اور اسے عذاب ہوگا جب کہ پیش کردہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کو عذاب نہیں ہوگا' بہ ظاہر ان دونوں میں تعارض تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جواب ارشاد فرمایا' اس کا حاصل یہ ہے کہ آیۂ مبارکہ میں حساب سے تفتیشی حساب مراد نہیں بلکہ محض اعمال کا پیش کرنا مراد ہے اور جس سے تفتیشی حساب ہوا اور چھوٹے بڑے کسی قسم کے عمل میں درگزر نہ کیا گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا' لہٰذا آیت وحدیث میں کوئی تعارض نہیں۔

(ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۰۴ - وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلٰوتِهٖ اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الْحِسَابُ الْيَسِيْرُ قَالَ اَنْ يَّنْظُرَ فِيْ كِتَابِهٖ فَيَتَجَاوَزُ عَنْهُ اِنَّهٗ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ هَلَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بعض نمازوں میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لے' میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! آسان حساب کیا ہے؟ فرمایا: (آسان حساب یہ ہے) کہ آدمی اپنے نامہ اعمال میں نظر کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا' جس سے اس روز حساب میں تفتیش کی گئی' اے عائشہ! وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (مسند احمد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حساب میں آسانی کی دعا مانگنے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی: اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لے۔ اس پر اشکال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو معصوم عن الخطاء ہیں اور آپ ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔ اس کے جواب میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دعا فرمانا تعلیم امت کے لیے تھا اور انہیں غفلت کی نیند سے بیدار کرنے کے لیے تھا یا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو نعمت عطا فرمائی تھی' اس کے ذکر سے حصولِ لذت کے لیے یہ دعا فرماتے تھے' یا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں آپ کو جو مقامِ معرفت حاصل تھا' اس کا تقاضا تھا کہ آپ کے دل میں خشیتِ الٰہی کا جذبہ موجزن ہو' لہٰذا اپنے مقامِ نبوت اور مرتبہ عصمت سے صرفِ نظر فرماتے ہوئے خشیتِ الٰہی سے یہ دعا کرتے تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۰۵ - وَعَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهٗ رَبُّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ وَّلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهٗ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهٖ وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ عنقریب اس کا رب کلام فرمائے گا کہ اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا' نہ کوئی پردہ ہوگا کہ وہ آڑے بنے' وہ آدمی اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو وہی عمل دیکھے گا جو اس نے آگے بھیجے ہیں اور بائیں جانب نظر کرے گا تو وہی عمل دیکھے گا' جو اس نے آگے بھیجے ہیں اور سامنے دیکھے گا تو اپنے چہرے کے سامنے آگ ہی دیکھے گا' تو تم آگ سے بچو' چاہے کھجور کے ایک حصے (کے صدقہ کرنے) کے ساتھ ہی۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

٨٤٠٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ فَيَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَيْ رَبِّ حَتّٰى قَرَّرَهُ بِذُنُوْبِهِ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهِ اَنَّهُ قَدْ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ وَاَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيُنَادٰى بِهِمْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مؤمن کو قریب فرمائے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے ڈھانپ دے گا اور فرمائے گا: کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے' کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے' وہ عرض کرے گا: ہاں! اے میرے رب! حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے تمام گناہوں کا اقرار کروا لے گا اور وہ آدمی اپنے دل میں خیال کرے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دنیا میں' میں نے تجھ پر پردہ ڈالا اور آج میں تیرے گناہ معاف فرماتا ہوں اور اسے اس کی نیکیوں والی کتاب دے دی جائے گی لیکن کفار اور منافقین کو ساری مخلوق کے سامنے نداء دی جائے گی کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا' سنو! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٠٧ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللّٰهُ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُوْلُ هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا ایک عیسائی دے دے گا اور فرمائے گا: یہ تیرا جہنم سے آزادی کا فدیہ ہے۔ (مسلم)

٨٤٠٨ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِنُوْحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْاَلُ اُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيْرٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ اَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرہ:١٤٢) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور فرمایا جائے گا: کیا تم نے (احکامِ الٰہی کی) تبلیغ کی' وہ عرض کریں گے: ہاں! اے میرے رب! پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا: کیا انہوں نے تمہیں تبلیغ کی ہے؟ وہ کہیں گے: ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا' تو (حضرت نوح علیہ السلام سے) کہا جائے گا: تمہارے گواہ کون ہیں؟ وہ عرض کریں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہیں لایا جائے گا اور تم گواہی دو گے کہ انہوں نے تبلیغ کی ہے' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور بات اسی طرح ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو' اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (البقرہ:١٤٢)۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کی گواہی کا ذکر ہے۔ آپ کی امت کی گواہی سن کر ہوگی کیونکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے جو کچھ سنا' اس کے مطابق گواہی دیں گے اور نبی کریم ﷺ کی گواہی مشاہدہ کی بناء پر ہوگی کہ اللہ رب العزت نے آپ کو لوگوں کے احوال پر مطلع فرمایا ہے' اس سے نبی کریم ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

"یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا" میں رسول سے مراد ہمارے رسول سیّدنا محمد ﷺ ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ محمد ﷺ تم پر مطلع اور تمہارے نگران ہیں اور تمہارے افعال کی طرف نظر فرمانے والے ہیں اور تمہارے اقوال کا تزکیہ فرمانے والے ہیں۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا: اگر تم سوال کرو کہ یہ کیسے فرمایا کہ محمد ﷺ اور اس کی امت گواہ ہیں' جب کہ قرآن مجید میں ہے: "لِتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا" کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔ اس آیت میں "علیکم" کو "شهیدا" پر مقدم کیا ہے' جس سے اختصاص کا فائدہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ صرف تم پر گواہ ہیں' میں کہتا ہوں کہ یہ کلام امت کی مدح میں وارد ہوا ہے اور یہاں غرض یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کا تزکیہ فرمائیں گے اور "شهد" کے ضمن میں "رقب" کا معنی ہے کیونکہ عادل گواہ رقیب و نگران کے محتاج ہوتے ہیں' جو ان کے احوال کی حفاظت کرے اور ان کے ظاہر و باطن پر مطلع ہو' چونکہ نبی کریم ﷺ کی امت تمام امتوں کے درمیان عادل گواہ ہے' لہٰذا خصوصی طور پر نبی کریم ﷺ کو ان پر گواہ بنایا یعنی ان کے احوال کا نگران اور ان کی شہادت کا تزکیہ کرنے والے بنایا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ باقی امتوں پر گواہ نہیں ہوں گے' نیز گواہ کا تزکیہ کرنے والا بھی گواہ ہی ہوتا ہے' میں کہتا ہوں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آیۂ مبارکہ کا معنی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی امت سابقہ امتوں پر گواہ ہوگی اور نبی کریم ﷺ اس امت پر گواہ ہوں گے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام سب لوگوں پر گواہ ہوں گے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۰۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُّخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ یَقُوْلُ یَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِیْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ یَقُوْلُ بَلٰی قَالَ فَیَقُوْلُ فَاِنِّیْ لَا اُجِیْزُ عَلٰی نَفْسِیْ اِلَّا شَاهِدًا مِّنِّیْ قَالَ فَیَقُوْلُ کَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ شَهِیْدًا وَبِالْکِرَامِ الْکَاتِبِیْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْهِ فَیُقَالُ لِاَرْکَانِهٖ انْطِقِیْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ یُخَلّٰی بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْکَلَامِ قَالَ فَیَقُوْلُ بُعْدًا لَّکُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْکُنَّ کُنْتُ اُنَاضِلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ مسکرائے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کس بات پر مسکرایا ہوں' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: میں بندے کی اپنے رب کے ساتھ عرض و معروض سے مسکرایا ہوں' بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیوں نہیں! تو بندہ عرض کرے گا: میں اپنی ذات پر صرف اپنی ذات سے گواہ کو جائز قرار دیتا ہوں (کسی اور کی گواہی نہیں تسلیم کرتا)' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج تو ہی اپنے نفس پر کافی گواہ ہے' اور کراماً کاتبین فرشتے گواہ ہیں' آپ نے فرمایا کہ پھر بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا: تم کلام کرو' تو اس کے اعضاء اس کے اعمال کے متعلق گفتگو کریں گے' پھر بندے اور اس کے کلام کے درمیان خلوت کر دی جائے گی' تو بندہ کہے گا: تمہارے لیے رحمت سے دوری اور ہلاکت ہو' میں تمہاری طرف سے جھگڑا کیا کرتا تھا۔ (مسلم)

۸۴۱۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ هَلْ تُضَآرُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الشَّمْسِ فِی الظَّهِیْرَةِ لَیْسَتْ فِیْ سَحَابَةٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تُضَآرُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ لَیْسَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: کیا دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں تو سورج کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے' انہوں نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا چودھویں رات کو جب بادل نہ ہوں تو چاند کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فِیْ سَحَابَةٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تُضَآرُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ رَبِّكُمْ اِلَّا كَمَا تُضَآرُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اَحَدِهِمَا قَالَ فَیَلْقَی الْعَبْدُ فَیَقُوْلُ اَیْ فُلَانُ اَلَمْ اُكْرِمْكَ وَاُسَوِّدْكَ وَاُزَوِّجْكَ وَاُسَخِّرْ لَكَ الْخَیْلَ وَالْاِبِلَ وَاَذَرْكَ تَرَاسُ وَتَرْبَعُ فَیَقُوْلُ بَلٰی قَالَ فَیَقُوْلُ اَفَظَنَنْتَ اَنَّكَ مُلَاقِیَّ فَیَقُوْلُ لَا فَیَقُوْلُ فَاِنِّیْ قَدْ اَنْسَاكَ كَمَا نَسِیْتَنِیْ ثُمَّ یَلْقَی الثَّانِیْ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ ثُمَّ یَلْقَی الثَّالِثَ فَیَقُوْلُ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ وَصَلَّیْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَیُثْنِیْ بِخَیْرٍ مَا اسْتَطَاعَ فَیَقُوْلُ هٰهُنَا اِذًا ثُمَّ یُقَالُ اَلْاٰنَ نَبْعَثُ شَاهِدًا عَلَیْكَ وَیَتَفَكَّرُ فِیْ نَفْسِهٖ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْهَدُ عَلَیَّ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْهِ وَیُقَالُ لِفَخِذِهٖ اَنْطِقِیْ فَتَنْطِقُ فَخِذُهٗ وَلَحْمُهٗ وَعِظَامُهٗ بِعَمَلِهٖ وَذٰلِكَ لِیُعْذَرَ مِنْ نَفْسِهٖ وَذٰلِكَ الْمُنَافِقُ وَذٰلِكَ الَّذِیْ سَخِطَ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہوتی ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم اپنے رب کا دیدار اسی طرح کرو گے جس طرح سورج یا چاند کو دیکھتے ہو' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات کرے گا اور فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہیں بخشی اور تجھے سردار نہیں بنایا اور تجھے بیوی نہیں عطا کی اور گھوڑے اور اونٹ تیرے تابع نہیں کیے اور کیا میں نے تجھے چھوڑے نہیں رکھا تا کہ تو اپنی قوم کا سردار بن جائے اور مالِ غنیمت سے چوتھا حصہ لے' وہ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے میری ملاقات کا یقین تھا' وہ عرض کرے گا: نہیں! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک میں نے تجھے چھوڑ دیا' جس طرح تو نے مجھے بھلائے رکھا' پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور نبی کریم ﷺ نے پہلے کی طرح ذکر فرمایا' پھر تیسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور اسے بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح فرمائے گا' جس طرح پہلے شخص سے کہا تھا' تو وہ بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں تجھ پر اور تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور صدقہ کیا اور وہ جہاں تک ہو سکا نیکی کا ذکر کرے گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو یہاں ٹھہر! پھر فرمایا جائے گا: اب ہم تجھ پر گواہ پیش کرتے ہیں' وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا کہ میرے خلاف کون گواہی دے سکتا ہے' پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران سے کہا جائے گا تو کلام کر تو اس کی ران' اس کا گوشت' اس کی ہڈیاں اس کے اعمال بیان کریں گی اور یہ اس لیے ہوگا تا کہ بندے کی ذات کی طرف سے اس کے عذر کا ازالہ کیا جائے' اور وہ بندہ منافق ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ (مسلم)

۸٤۱۱ - وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْرَضُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ فَاَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَّمَعَاذِیْرُ وَاَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِیْرُ الصُّحُفُ فِی الْاَیْدِیْ فَاٰخِذٌ بِیَمِیْنِهٖ وَاٰخِذٌ بِشِمَالِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ لَا یَصِحُّ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ قِبَلِ اِنَّ الْحَسَنَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ عَلِیٌّ الْقَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِیُّ اَیْ فَاِسْنَادُهٗ مُنْقَطِعٌ غَیْرُ مُتَّصِلٍ لٰكِنْ قَالَ الشَّیْخُ الْجَزَرِیُّ فِیْ تَصْحِیْحِ

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین مرتبہ پیش کیا جائے گا' پہلی دو پیشیوں میں تو جھگڑا اور معذرت ہوگی اور تیسری پیشی کے وقت اعمال نامے اُڑ کر ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے تو کچھ لوگ دائیں ہاتھ میں پکڑیں گے اور کچھ لوگ بائیں ہاتھ میں۔ (مسند احمد' ترمذی' ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں' کیونکہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی اسناد منقطع غیر متصل ہیں لیکن شیخ جزری رحمہ اللہ نے تصحیح المصابیح میں کہا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بہ روایت حسن از ابی ہریرہ تین احادیث ذکر کی ہیں' صاحب تصحیح نے انہیں بیان کیا اور کہا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

الْمَصَابِيحِ إِنَّ الْبُخَارِيَّ أَخْرَجَ فِي صَحِيحِهِ الْحَسَنُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثَلَاثَةَ أَحَادِيثَ وَبَيَّنَهَا قَالَ وَأَمَّا مُسْلِمٌ فَلَمْ يَخْرُجْ لِلْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ شَيْئًا نَقَلَهُ مِيرَكٌ أَقُولُ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ إِخْرَاجِ مُسْلِمٍ حَدِيثَهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ إِذْ شَرْطُ الْبُخَارِيِّ وَهُوَ تَحَقُّقُ اللُّقِيِّ وَلَوْ مَرَّةً أَقْوَى مِنْ شَرْطِ مُسْلِمٍ وَهُوَ مُجَرَّدُ وُجُودِ الْمُعَاصَرَةِ وَقَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ يَعْنِي فَالْحَدِيثُ مُتَّصِلٌ مِّنْ طَرِيقِهِ وَاعْتَضَدَ بِإِسْنَادِهِ فَإِنَّ صَاحِبَ الْمِشْكٰوةِ ذَكَرَ فِي أَسْمَاءِ رِجَالِهِ أَنَّ الْحَسَنَ رَوٰى عَنِ الصَّحَابَةِ كَأَبِي مُوسٰى وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِمْ.

کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے بہ روایت حسن از ابی ہریرہ کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ اسے میرک نے نقل کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے بہ روایت حسن از ابی ہریرہ کوئی حدیث ذکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی اسناد صحیح نہ ہوں کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط یہ ہے کہ (راوی کی مروی عنہ سے) ملاقات ثابت ہو' چاہے ایک ہی مرتبہ ہو' یہ امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط سے زیادہ قوی ہے کہ ان کی شرط یہ ہے کہ (راوی اور مروی عنہ) محض ہم زمانہ ہوں' اور صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بعض نے یہ حدیث بہ روایت حسن از ابی موسیٰ ذکر کی ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی مراد یہ ہے کہ یہ حدیث اس طریقے سے متصل ہے اور اس سند کے ساتھ اس حدیث کو تقویت حاصل ہے' کیونکہ صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ نے اسماء الرجال میں ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ وحضرت انس بن مالک وحضرت ابن عباس وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے)

٨٤١٢ - وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ فِي صَعِيدٍ وَّاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُنَادِي مُنَادٍ فَيَقُولُ أَيْنَ الَّذِينَ كَانَتْ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَيَقُومُونَ وَهُمْ قَلِيلٌ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ إِلَى الْحِسَابِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں جمع کیا جائے گا اور ایک منادی نداء دے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے تھے' تو وہ کھڑے ہو جائیں گے' جب کہ وہ بہت تھوڑے ہوں گے اور وہ بلاحساب جنت میں داخل ہو جائیں گے' پھر باقی لوگوں سے حساب لینے کا حکم دیا جائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٤١٣ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَّثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِّنْ حَثَيَاتِ رَبِّي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ایسے ستر ہزار افراد جنت میں داخل فرمائے گا جن پر نہ کوئی حساب ہو گا نہ عذاب' ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور میرے رب کی لپوں میں سے تین لپ ہوں گے۔ (مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٤١٤ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرْنِي مَنْ يُّقَوّٰى عَلَى الْقِيَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِي قَالَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مجھے بتائیے کہ قیامت کے روز کون کھڑا ہونے پر قادر ہو گا' جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس روز لوگ

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَO (المطففین:٦) فَقَالَ يُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ عَلَيْهِ كَالصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گےO (المطففین:٦) آپ نے فرمایا: مؤمن پر وہ دن ہلکا کر دیا جائے گا حتیٰ کہ اس پر وہ دن فرض نماز کی طرح ہو جائے گا۔

(بیہقی' کتاب البعث والنشور)

٨٤١٥ - وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَا طُوْلُ هٰذَا الْيَوْمِ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس دن کے متعلق سوال ہوا' جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اس دن کی درازی کتنی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک وہ دن مؤمن پر ہلکا کر دیا جائے گا' حتیٰ کہ اس پر وہ دن اس فرض نماز سے زیادہ ہلکا ہو جائے گا' جو وہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔

(بیہقی' کتاب البعث والنشور)

٨٤١٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِيْ وَيَخُوْنُوْنَنِيْ وَيَعْصُوْنَنِيْ وَاَشْتِمُهُمْ وَاَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ اَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوْكَ وَعِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كِفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ دُوْنَ ذَنْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ اُقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ وَجَعَلَ يَهْتِفُ وَيَبْكِيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تَقْرَاُ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَO﴾ (الانبیاء:٤٧) فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَجِدُ لِيْ وَلِهٰؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ اُشْهِدُكَ اَنَّهُمْ كُلُّهُمْ اَحْرَارٌ رَوَاهُ

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میرے ساتھ خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں انہیں گالیاں دیتا ہوں اور انہیں مارتا ہوں تو میرا ان کے ساتھ کیسا معاملہ ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کی خیانت' نافرمانی اور جھوٹ بولنے کا حساب لگایا جائے گا اور تم نے انہیں جو سزا دی ہے' اس کا حساب لگایا جائے گا' اگر تم نے انہیں ان کی نافرمانیوں کے ارشاد نہیں پڑھا: اور ہم انصاف کی ترازوئیں رکھیں گے' قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے کے لیےO (الانبیاء:٤٧) اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے لیے اور ان (غلاموں) کے لیے جدائی سے بہتر کوئی چیز نہیں پاتا' میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔ (ترمذی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

التِّرْمِذِيُّ.

٨٤١٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلَّ سِجِلٍّ مِّثْلَ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ أَفَلَكَ عُذْرٌ قَالَ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ بَلٰى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَّإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلُ احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كَفَّةٍ وَّالْبِطَاقَةُ فِيْ كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک شخص کو علیحدہ فرمائے گا اور اس کے سامنے ننانوے دفتر پھیلا دے گا' ہر دفتر تا حد نگاہ پھیلا ہوا ہوگا' پھر ارشاد فرمائے گا: کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے' کیا میرے نگران کاتبین نے تجھ پر ظلم کیا ہے' وہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے' بندہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں! بے شک ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور یقیناً آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا اور ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالا جائے گا' جس میں لکھا ہوگا: ''اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وان محمدا عبدہ ورسولہ'' اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنے وزن کے لیے حاضر ہو جا' وہ عرض کرے گا: ان دفتروں کے سامنے کاغذ کے اس پرزے کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا' آپ نے فرمایا کہ پھر دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور کاغذ کا ٹکڑا دوسرے پلڑے میں تو دفتر ہلکے ہو جائیں گے اور کاغذ کا پرزہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کوئی چیز وزنی نہیں ہوگی۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٨٤١٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ أَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ أَيَخِفُّ مِيْزَانُهٗ أَمْ يَثْقُلُ وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ حَتّٰى يَعْلَمَ أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ أَفِيْ يَمِيْنِهٖ أَمْ فِيْ شِمَالِهٖ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهٖ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ انہیں جہنم کی یاد آئی تو وہ رو پڑیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو' عرض کیا: مجھے جہنم کی یاد آ گئی تو میں رونے لگی' کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا: (۱) میزان کے پاس جب تک اسے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اس کا وزن ہلکا ہے یا بھاری (۲) نامۂ اعمال دینے کے وقت جب کہا جائے گا: لو! پڑھو! میری کتاب' جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا نامۂ اعمال کس ہاتھ میں دیا گیا ہے' اس کے دائیں ہاتھ میں یا اس کے بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے (۳) پل صراط کے پاس جب وہ جہنم کے درمیان رکھا جائے گا۔ (ابوداؤد)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ اس سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عام حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی شامل ہے اور آپ بھی اس دن کسی کو یاد نہیں رکھیں گے' لیکن یہ مفہوم احادیث شفاعت کے خلاف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز ہر مقام پر گناہ گارانِ امت کو یاد رکھیں گے اور ان کی بخشش کا سامان کروائیں گے۔ امام بوصیری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

3/3

رحمہ اللہ نے اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

هو الحبيب الذي ترجى شفاعته لكل هول من الاهوال مقتحم

"وہی محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں کہ تمام مصائب ومشکلات میں جن کی شفاعت کی اُمید کی جاتی ہے"۔

امام اہل سنت' سالار کاروانِ عشق ومحبت' سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ صرصر جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے
پائے کوباں پل سے گزریں گے تیری آواز سے رب سلّم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: قیامت کے دن میری شفاعت فرمانا۔آپ نے فرمایا: میں شفاعت کروں گا' میں نے عرض کیا: میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: جب تم مجھے تلاش کروتو سب سے پہلے پل صراط پر تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر آپ پل صراط پر نہ ملے؟ فرمایا: پھر میزان کے پاس مجھے تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر میں نے آپ کو میزان کے پاس نہ پایا؟ فرمایا: پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ میں ان مقامات کے علاوہ کہیں نہیں ہوں گا۔

(سنن الترمذی' رقم الحدیث: ۲۴۳۳' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ والی مذکورہ بالا حدیث میں انہی تین مقامات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کا ذکر ہے' جن کے متعلق حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ ان تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا' لہٰذا دونوں احادیث میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے ان مشکل ترین مقامات پر امت کو یاد رکھیں گے اور ان کا سہارا بنیں گے' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے جو فرمایا کہ کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا' وہ عام لوگوں کے متعلق ہے کہ اس روز لوگ اپنے دوست احباب' رشتہ دار حتیٰ کہ والدین واولاد تک کو فراموش کردیں گے' جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِۙ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِۙ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِؕ○ (العبس: ۳۴-۳۶)

اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی○ اور ماں اور باپ○ اور بیوی اور بیٹے سے○

البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ترہیب کے پیش نظر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس مقام پر اپنی شفاعت کا ذکر نہ فرمایا تا کہ محض حرمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت پر توکل کرکے اعمال میں کمی نہ کریں' اور خواص کی یہی شان ہے کہ وہ دوسروں کی بہ نسبت زیادہ خشیت الٰہی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اعمال میں زیادہ کوشش کرتے ہیں' نیز اس حدیث میں ہے کہ کوئی کسی کو اس وقت تک یاد نہیں کرے گا' جب تک اسے یہ معلوم نہ ہوجائے کہ اس کا وزن ہلکا ہے یا بھاری۔ اس کا نامہ اعمال کس ہاتھ میں دیا گیا ہے' دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے۔ عام لوگوں کے متعلق تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہیں معلوم نہیں ہوگا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا' اس لیے وہ کسی کو یاد نہیں کریں گے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اللہ رب العزت نے دنیا میں ہی یہ علم عطا فرما دیا کہ آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے۔ "عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا○" (بنی اسرائیل: ۷۹) "آپ کی ہر بعد والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہوگی○" اور آپ کا مقام ومرتبہ ہر ساعت بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔ "وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى○" (الضحیٰ: ۴) اور اللہ تعالیٰ آپ کو وہ کمالات عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے۔ "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى○" (الضحیٰ: ۵) اور آپ نے امت کو بھی بیان فرما دیا کہ روزِ قیامت میں ہی بابِ شفاعت کھلواؤں گا۔ سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔ لوائے حمد اس روز میرے ہی ہاتھ میں ہوگا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا تو اس کے بعد یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو اپنے انجام کی خبر نہ ہوگی اور اس فکر میں آپ اپنے غلاموں کو بھول جائیں گے' بلکہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ شفاعت کو دیکھتے ہوئے ان کے غلام بھی نازاں ہو کر یہ اعلان کر رہے ہیں

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ تیرے لیے امان ہے' تیرے لیے امان ہے

پل صراط کا بیان

اس حدیث میں صراط کا ذکر ہے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ صراط ایک پل ہے جو جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا' سب لوگ اس کے اوپر سے گزریں گے اور مؤمنین اپنے اعمال و مراتب کے لحاظ سے نجات پائیں گے اور دوسرے لوگ جہنم میں گر پڑیں گے' اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے عافیت میں رکھے۔ متکلمین اور سلف کہتے ہیں کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا' حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسی طرح ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ حوض اور شفاعت کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کا بیان

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو حوض ہیں' ایک پل صراط سے پہلے مقامِ محشر میں ہوگا اور دوسرا جنت میں۔ دونوں کو کوثر کہا جاتا ہے۔ اہل عرب کے کلام میں کوثر' خیر کثیر کو کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ حوضِ کوثر میزان سے پہلے ہوگا کیونکہ لوگ اپنی قبروں سے پیاسے نکلیں گے تو میزان سے پہلے انہیں حوضِ کوثر پر لایا جائے گا' اسی طرح اپنے اپنے مقام پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حوض ہوں گے اور ترمذی کی روایت ہے کہ ہر نبی کا حوض ہے اور ہر نبی اپنے حوض پر آنے والوں کی کثرت پر فخر کرے گا اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شفاعت کا بیان

شفاعت' شفع سے مشتق ہے' اس کا لغوی معنی ہے: ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ملنا۔ شفع کا معنی ہے: جفت' جس کے مقابل وتر ہے' جس کا معنی ہے: طاق' اور فروخت شدہ زمین میں پڑوسی کے حق کو شفعہ کہتے ہیں' اس میں بھی ملنے والا معنی ہوتا اور شفاعت میں بھی یہ معنی ہے کہ شفاعت کرنے والا مجرموں کے گناہوں کی سفارش کر کے ان کے ساتھ ملنے والا ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے شفاعت کی تمام اقسام ثابت ہیں' بعض اقسام آپ کے ساتھ مخصوص ہیں اور بعض میں دوسرے بھی شریک ہیں۔

سب سے پہلے جو ہستی بابِ شفاعت کھلوائے گی' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی ہے' لہٰذا درحقیقت تمام شفاعات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہی راجع ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی علی الاطلاق صاحبِ شفاعات ہیں۔ شفاعت کی درج ذیل اقسام ہیں:

(۱) شفاعت عظمیٰ جو سب مخلوق کو شامل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی شخص کو وہاں جرأت سخن نہ ہوگی اور یہ شفاعت محشر کے لمبے عرصے سے نجات کے لیے' حساب و کتاب اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے میں جلدی کے لیے اور لوگوں کو محشر کی تکالیف و مصائب سے نجات دلانے کے لیے ہوگی۔

(۲) لوگوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کروانے کے لیے۔ شفاعت کی یہ قسم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت ہے اور بعض کے نزدیک یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مخصوص ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

(۳) وہ لوگ جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے' وہ شفاعت کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔
(۴) وہ لوگ جو جہنم کے مستحق ہوں گے' انہیں شفاعت کے ذریعے جنت میں داخل کریں گے۔
(۵) بلندیٔ درجات کے لیے شفاعت ہوگی۔
(۶) جو گناہ گار دوزخ میں داخل ہوں گے انہیں شفاعت کے ذریعہ باہر نکالا جائے گا' شفاعت کی یہ قسم انبیاء کرام' ملائکہ کرام' علمائے کرام اور شہداء سب کے درمیان مشترک ہوگی۔
(۷) جنت کا دروازہ کھلوانے کے لیے شفاعت ہوگی۔
(۸) جو ہمیشہ کے عذاب کے مستحق ہوں گے' ان میں بعض کے عذاب میں تخفیف کے لیے۔
(۹) خصوصاً اہل مدینہ کے لیے شفاعت' اسی طرح روضہ انور کی زیارت کرنے والوں کے لیے خصوصی شفاعت۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۸۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۴۱۹ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ اِذَا اَنَا بِنَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ فَاِذَا طِيْنُهُ مِسْكٌ اَذْفَرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں سیر کر رہا تھا کہ اچانک ایک نہر پر پہنچا' جس کے دونوں کناروں پر کھوکھلے موتیوں کے خیمے تھے' میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ جبریل نے عرض کیا: یہ کوثر ہے' جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمائی ہے' میں نے دیکھا تو اس کی مٹی خالص تیز خوشبو والی مشک تھی۔ (بخاری)

کوثر سے مراد کیا ہے؟

اس حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ کوثر ہے' جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ اس سے قرآن مجید کی آیۂ مبارکہ کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ اے محبوب! بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ○

کوثر سے مراد کیا ہے؟ اس میں مفسرین کرام نے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کوثر سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے' مثلاً قرآن مجید' نبوت' کثرتِ امت اور باقی مراتب علیہ اور انہی میں سے مقام محمود اور لواء الحمد اور حوض کوثر ہے اور ان میں کوئی منافات نہیں کیونکہ یہ سب کوثر میں داخل ہیں۔ اگرچہ حوض کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ مشہور ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۲۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ وَّزَوَايَاهُ سَوَاءٌ مَّاؤُهٗ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيْحُهٗ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهٗ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ يَّشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے حوض کی مقدار ایک ماہ کی مسافت جتنی ہے' اس کے زاویے برابر ہیں' (وہ مربع شکل کا ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں' جس نے اس حوض سے پانی پی لیا' وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حوضِ کوثر سے سیراب ہونے والوں کو پیاس نہ لگنے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ جس نے اس حوض سے پانی پی لیا' وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اس پر سوال ہے کہ پھر جنتیوں کا جنت میں پانی وغیرہ پینا کیسا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جنتی جنت میں محض تلذذ کے لیے پانی پئیں گے' جس طرح جنتیوں کا کھانا بھی محض تلذذ کے لیے ہوگا' انہیں نہ بھوک لگے گی نہ پیاس۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ لَكَ اَنْ لَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰىO وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰىO

بے شک تیرے لیے جنت میں یہ ہے کہ تجھے نہ اس میں بھوک لگے اور نہ تو ننگا ہوگاO اور نہ تجھے اس میں پیاس لگے اور نہ دھوپO

(طٰہٰ: ۱۱۸۔۱۱۹)

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ یہ پانی پینا حساب و کتاب اور جہنم سے نجات کے بعد ہوگا اور ان کو اس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے صرف وہی لوگ پانی پئیں گے جن کے لیے جہنم کی آگ سے سلامتی کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام امتی اس حوض سے پانی پئیں' البتہ جو اس کے بعد گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں' انہیں پیاس کا عذاب نہ ہو' کیونکہ حدیث کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ مرتدین کے علاوہ اس امت کے تمام افراد حوضِ کوثر سے پانی پئیں گے' جس طرح نامہ اعمال کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ تمام مؤمنین کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا' پھر اللہ تعالیٰ جنہیں چاہے گا عذاب دے گا اور ایک قول یہ ہے کہ صرف نجات پانے والوں کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پکڑایا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۸۴۲۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَمَامَكُمْ حَوْضِيْ مَا بَيْنَ جَنْبَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ هُمَا قَرْيَتَانِ بِالشَّامِ بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِيْهِ اَبَارِيْقُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ وَّرَدَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَاْ بَعْدَهَا اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيْ قَالَ صَاحِبُ الْقَامُوْسِ اَلْجَرْبَاءُ قَرْيَةٌ بِجَنْبِ اَذْرُحَ وَغَلَطَ مَنْ قَالَ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَاِنَّمَا الْوَهْمُ مِنْ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ مِنْ اِسْقَاطِ زِيَادَةٍ ذَكَرَهَا الدَّارُ قُطْنِيُّ وَهِيَ مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَجَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارے آگے میرا حوض ہے' اس کے دونوں کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے' جتنا جرباء اور اذرح کے درمیان ہے' بعض راویوں نے کہا کہ یہ ملک شام میں دو بستیاں ہیں' جن کی درمیانی مسافت تین دن کا سفر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس حوض میں آسمان کے ستاروں کی طرح چھاگلیں ہیں' جو اس پر آ گیا اور اس سے پانی پی لیا تو وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ صاحب قاموس نے کہا ہے کہ جرباء' اذرح کے قریب ایک بستی ہے اور یہ قول غلط ہے کہ ان کے درمیان تین دنوں کی مسافت ہے' اور حدیث پاک کے راویوں کی طرف سے یہ وہم محض اس لیے ہوا ہے کہ دار قطنی کا ذکر کردہ اضافہ ساقط کر دیا ہے' وہ اضافہ یہ کلمات ہیں: میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان اتنی مسافت ہے جتنی مسافت مدینہ اور جرباء و اذرح کے درمیان ہے۔

۸۴۲۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِيْ اَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ لَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ الثَّلْجِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَاٰنِيَتُهُ اَكْثَرُ مِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری حوض کی مقدار ایلہ اور عدن کی درمیانی مسافت سے زیادہ ہے' وہ برف سے زیادہ سفید اور دودھ ملے ہوئے شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں' اور بے شک میں لوگوں کو اس حوض سے اس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّیْ لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَاءُ لَيْسَتْ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

طرح ہٹاؤں گا' جس طرح آدمی اپنے حوض سے لوگوں کے اونٹوں کو بھگاتا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ اس روز ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا: ہاں! تمہاری ایک نشانی ہوگی' جو کسی امت کے لیے نہیں ہوگی' تم میرے پاس اس حال میں آ ؤ گے کہ وضو کے اثر سے تمہاری پریشانی اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔ (مسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ اَنَسٍ قَالَ تَرٰى فِيْهِ اَبَارِيْقَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سُئِلَ عَنْ شَرَابِهٖ فَقَالَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ يَغُتُّ فِيْهِ مِيْزَابَانِ يَمُدَّانِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْاٰخَرُ مِنْ وَّرِقٍ.

اور مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فرمایا: تم اس حوض پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر' سونے اور چاندی کی چھاگلیں دیکھو گے اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حوض کے پانی کے متعلق پوچھا گیا' آپ نے فرمایا کہ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے' اس میں جنت سے دو پرنالے بہتے ہیں' جو اس کے پانی میں اضافہ کرتے ہیں' ایک پرنالہ سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے۔

٨٤٢٣ - وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضِيْ مِنْ عَدَنٍ اِلٰى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ مَاؤُهٗ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَاَكْوَابُهٗ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَّمْ يَظْمَاْ بَعْدَهَا اَبَدًا اَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْدًا فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الشُّعْثُ رُؤُسًا الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِيْنَ لَا يَنْكِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا يُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے حوض کی مسافت اتنی ہے جتنی مسافت عدن سے عمان بلقاء تک ہے' اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید' اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں' جس نے اس حوض سے ایک گھونٹ پانی پی لیا' وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا' سب سے پہلے اس حوض پر فقراء مہاجرین آئیں گے' جو پراگندہ بال' میلے کپڑوں والے ہیں' جو خوش حال عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے اور ان کے لیے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ (مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٤٢٤ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَاْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک میں حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گا' جو میرے پاس سے گزرے گا' وہ پانی پیئے گا اور جس نے پانی پی لیا' وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا' میرے پاس ایسی قومیں آئیں گی جنہیں میں پہچانتا ہوں اور وہ مجھے پہچانتی ہیں' پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ کردی جائے گی تو میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ سے ہیں تو کہا جائے گا: بے شک آپ (از خود) نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا؟ تو میں کہوں گا: اُن کے لیے رحمت سے دوری ہو' دوری ہو جنہوں نے میرے بعد تبدیلی کی۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حوضِ کوثر سے دور کیے جانے والوں کو پہچانتے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ سے ہیں' تو کہا جائے گا: بے شک تم نہیں جانتے کہ انہوں نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تمہارے بعد کیا کیا؟ نبی کریم ﷺ کا ان مرتدین کے متعلق یہ فرمانا کہ یہ مجھ سے ہیں' اس بناء پر نہیں ہوگا کہ آپ انہیں پہچانیں گے نہیں' کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اعرفهم'' میں انہیں پہچانتا ہوں۔ آپ کے اس واضح فرمان کے باوجود یہ کہنا کہ آپ انہیں پہچانیں گے نہیں' یہ توجیہ ''الکلام بما لا یرضی به القائل'' ہے (کہ متکلم کے کلام کا ایسا معنی بیان کیا جائے جس کو وہ کلام کرنے والا خود پسند نہ کرتا ہو) نیز اس سے پہلے مسلم شریف کی یہ روایت گزری ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ''اتعرفنا یومئذ'' کیا آپ اس روز ہمیں پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تمہاری ایک نشانی ہوگی جو کسی امت کے لیے نہیں ہوگی' تم میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر سے تمہاری پیشانی اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے' اور قرآن مجید میں ہے: ''يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمَاهُمْ'' (الرحمٰن: ۴۱) ''مجرم اس روز اپنی علامات سے پہچانے جائیں گے''۔ جب اس روز اپنی واضح علامات کی بناء پر کفار کو سارے اہل محشر پہچانیں گے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شفیع روزِ جزاء ﷺ ان سے بے خبر ہیں' لہٰذا یہ معنی بیان کرنا قرآن وسنت کی تصریحات کے خلاف ہے' بلکہ آپ کا یہ فرمان انہیں ذلیل ورسوا کرنے کے لیے ہوگا کہ یہی لوگ ہیں جو میری امت سے ہونے کے مدعی ہیں اور میرے حوض کوثر سے سیراب ہونے کی امید لگائے بیٹھے ہیں؟ اور فرشتوں کا آپ سے یہ عرض کرنا: ''انك لا تدری'' حضور! آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ یا تو اس کا یہ معنی ہے کہ آپ اپنے اندازے اور عقل کے ذریعے از خود نہیں جانتے بلکہ اللہ کے عطا کردہ علم سے جانتے ہیں' کیونکہ ''لا تدری'' درایت سے ہے اور درایت کا لغوی معنی ہے: عقل وقیاس اور اندازہ وتخمین سے کسی چیز کو جاننا' اور اللہ تعالیٰ کے نبی کے علم کا مدار' اندازہ وتخمین پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا مدار اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم یقینی پر ہوتا ہے' یا پھر فرشتوں کی یہ عرض ان پر اظہارِ غضب کے لیے ہوگی' جس طرح باپ بیٹے کو کسی قصور پر مارے اور بیٹے کے قصور کو جاننے والا اسے چھڑوانا چاہے تو باپ کہے: تمہیں کیا پتا اس کا قصور کیا ہے؟ یہاں بھی حضور اقدس ﷺ ان مرتدین کو جن کے متعلق آپ کا فرمان ہے کہ ''اعرفهم'' میں انہیں پہچانتا ہوں' انہیں زیادہ حسرت ورسوائی میں مبتلا کرنے کے لیے پہلے امید دلائیں گے ''انهم منی'' یہ تو مجھ سے ہی ہیں' انہیں کیوں دور کیا جا رہا ہے۔ یہ سن کر مرتدین کو کچھ امید ہوگی' تو فرشتے ان مرتدین پر اظہارِ غضب کرتے ہوئے عرض کریں گے: حضور! کیا جانیں! ان کے کرتوت کیا ہیں؟ امید دلا کر پھر مایوس کیا جائے گا تا کہ ان کی حسرت میں اضافہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

٨٤٢٥ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ جُزْءٌ مِّنْ مِّائَةِ اَلْفِ جُزْءٍ مِّمَّنْ يَّرِدُ عَلَى الْحَوْضِ قِيْلَ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ سَبْعَ مِائَةٍ اَوْ ثَمَانَ مِائَةٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ایک مقام پر پڑاؤ کیا' تو آپ نے فرمایا: تم حوض پر آنے والوں کا لاکھواں حصہ بھی نہیں ہو' حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: اس روز تم کتنے افراد تھے؟ آپ نے فرمایا: سات سو یا آٹھ سو۔ (ابوداؤد)

٨٤٢٦ - وَعَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَاِنَّهُمْ لَيَتَبَاهَوْنَ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ وَارِدَةً وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا حوض ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام ایک دوسرے پر فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر آنے والے لوگ زیادہ ہیں اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔ (ترمذی)

٨٤٢٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز مومنین کو روک لیا جائے گا حتیٰ کہ وہ اس وجہ سے پریشان ہو جائیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

يُهَمُّوْا بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ اَكْلَهٗ مِنَ الشَّجَرِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا اٰتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهٗ وَقَرَّبَهٗ نَجِيًّا قَالَ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَرُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهٗ قَالَ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ فَيَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَّقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِيْدٍ يُّعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّلِيْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَّقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ

گے اور کہیں گے کہ ہم کسی کو اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لیے لاتے ہیں تاکہ وہ ہمیں ہمارے اس مقام سے نجات دلائے' پھر وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: آپ آدم ہیں' تمام مخلوق کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا اور جنت میں آپ کو رہائش عطا فرمائی' اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے ناموں کی تعلیم دی' آپ اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمایئے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقام سے نجات عطا فرمائے' حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں اور انہیں اپنی لغزش یاد آ جائے گی جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا کہ انہوں نے ممنوعہ درخت سے کھا لیا تھا' البتہ تم حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں جاؤ' وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا' پھر لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں اور انہیں اپنی وہ لغزش یاد آ جائے گی' جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا کہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے علم کے بغیر سوال کیا تھا' البتہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ' وہ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں' پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے' تو وہ فرمائیں گے: یہ میرا مقام نہیں اور وہ اپنی تین باتیں یاد کریں گے جو بہ ظاہر جھوٹ تھیں' البتہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ' انہیں اللہ تعالیٰ نے تورات عطا فرمائی' اور ان سے کلام فرمایا اور ان سے سرگوشی فرماتے ہوئے انہیں اپنا قرب بخشا' پھر وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس مقام کے لیے نہیں اور وہ اپنی اس لغزش کو یاد کریں گے' جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا کہ ایک جان کو قتل کر دیا تھا' البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو جاؤ' وہ اللہ تعالیٰ کے بندے' اس کے رسول اور اس کی طرف سے روح اور اس کا کلمہ ہیں' پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو جائیں گے تو وہ کہیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں لیکن تم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ' وہ ایسے بندے ہیں کہ ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے' پھر وہ میری بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے' تو میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے اس کی بارگاہِ خاص میں داخلے کی اجازت طلب کروں گا' مجھے اس کی اجازت عطا فرمائی جائے گی' جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا' جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا'

تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَارْفَعُ رَأْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُّعَلِّمُنِیْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیُحَدُّلِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِهٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْهِ فَاِذَا رَاَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَّقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَارْفَعُ رَأْسِیْ فَاُثْنِیْ رَبِّیْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُّعَلِّمُنِیْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیُحَدُّلِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰی مَا یَبْقٰی فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَیْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًاO (بنی اسرائیل:۷۹) قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وَعَدَهٗ نَبِیُّكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

مجھے اس حالت میں رکھے گا' پھر فرمائے گا: اے محمد! اپنا سراٹھایئے' تم کہو تمہاری بات سنی جائے گی' تم شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی' تم مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا' فرمایا کہ پھر میں اپنا سر اٹھالوں گا اور اپنے رب کی ان کلمات کے ساتھ حمد و ثناء کروں گا جس کی اللہ تعالیٰ مجھے تعلیم دے گا' پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی' تو میں نکلوں گا اور انہیں جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل فرماؤں گا' پھر دوسری بار میں واپس لوٹوں گا' اور اپنے رب سے اس کی بارگاہِ خاص میں داخلے کی اجازت طلب کروں گا' اور مجھے اس کی اجازت عطا فرمائی جائے گی' جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو میں سجدے میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا' مجھے اس حالت میں باقی رکھے گا' پھر فرمائے گا: اے محمد! سر اٹھایئے اور کہیے' تمہاری بات سنی جائے گی' شفاعت کیجیے تمہاری شفاعت قبول فرمائی جائے گی اور مانگئے تمہیں عطا کیا جائے گا' تو میں اپنا سر اٹھالوں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد و ثناء بیان کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم دے گا' پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی تو میں نکلوں گا اور انہیں جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل فرماؤں گا' پھر میں تیسری مرتبہ واپس آؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہِ خاص میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا' مجھے اس کی اجازت عطا فرمائی جائے گی' جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا' مجھے اس حالت میں رکھے گا' پھر فرمائے گا: سر اٹھایئے' اے محمد! اور کہیے تمہاری بات سنی جائے گی' شفاعت کیجیے' تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی اور مانگئے' تمہیں عطا کیا جائے گا' پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد و ثناء بیان کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا' پھر میں شفاعت فرماؤں گا اور نکلوں گا اور انہیں جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل فرماؤں گا حتیٰ کہ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے' یعنی جن کے لیے جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہے' پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: عنقریب تمہیں تمہارا رب مقامِ محمود پر فائز فرمائے گاO (بنی اسرائیل:۷۹) فرمایا کہ یہی مقامِ محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی سے وعدہ فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت نوح علیہ السلام کا اوّل نبی ہونا

اس حدیث میں ہے: حضرت نوح علیہ السلام وہ پہلے نبی ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ اس پر اشکال ہے کہ حضرت سیّدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے حضرت سیّدنا آدم وسیّدنا شیث وسیّدنا ادریس علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

انبیاء مرسلین میں سے تھے' لہٰذا سیّدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلا مبعوث نبی کیسے قرار دیا گیا ہے؟ اس کے جواب میں علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

زیادہ ظاہر جواب یہ ہے کہ یہ تینوں مؤمنین و کافرین سب کی طرف بھیجے گئے تھے اور سیّدنا نوح علیہ السلام اہل زمین کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور وہ سب اہل زمین کافر تھے (لہٰذا سیّدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ سب سے پہلے نبی ہیں' جو کفار اہل ارض کی طرف مبعوث کیے گئے تھے)۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی مرسل تھے اور ان سے پہلے والے انبیاء کرام علیہم السلام انبیاء غیر مرسلین تھے' اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ہی حضرت الیاس ہیں اور یہ انبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد تھے' لہٰذا اگرچہ حضرت ادریس علیہ السلام نبی مرسل تھے' لیکن یہ کہنا صحیح ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے نبی مرسل ہیں اور حضرت آدم و حضرت شیث علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وہ دونوں اگرچہ رسول تھے مگر حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور وہ کفار نہیں تھے اور حضرت شیث علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ ہی تھے جب کہ حضرت نوح علیہ السلام کفارِ اہلِ زمین کی طرف بھیجے گئے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام وہ سب سے پہلے نبی ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے تھے' اور حضرت شیث علیہ السلام' حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ تھے' لہٰذا حضرت نوح علیہ السلام کی اوّلیت اضافی ہے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے نبی ہیں)' ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے اولوالعزم نبی ہیں' اس صورت میں آپ کا اوّل نبی ہونا حقیقی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین باتوں کے جھوٹ ہونے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تین باتیں یاد کریں گے جو جھوٹ تھیں۔ اس کی تشریح میں علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب تین جھوٹوں میں سے ایک آپ کا یہ قول ہے کہ آپ نے قوم سے فرمایا تھا: ''انی سقیم'' میں بیمار ہوں' اور دوسرا آپ کا یہ قول ہے کہ آپ نے فرمایا: ''بل فعلہ کبیرھم ھذا'' بلکہ ان کے بڑے نے یہ کام کیا ہے۔ تیسرا آپ کا یہ قول ہے کہ آپ نے اپنی زوجہ سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا: ''ھی اختی'' یہ میری بہن ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ یہ سب تعریضات ہیں۔ لیکن ان کی صورت جھوٹ جیسی ہے لہٰذا انہیں جھوٹ کہہ دیا گیا اور آپ نے ان باتوں کو اپنے حق میں نقص خیال کیا کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ کی زیادہ معرفت اور زیادہ قرب حاصل ہو' اس کے دل میں اتنا ہی زیادہ خطرہ اور زیادہ خوفِ الٰہی ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف منسوب باقی خطاؤں کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے گا۔ ابن مالک کامل نے کہا ہے کہ بسا اوقات جو کام دوسرے لوگوں کے حق میں عبادت ہوں' انبیاء کرام علیہم السلام سے ان پر بھی مواخذہ ہوتا ہے' جس طرح کہا گیا ہے: ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' ابرار کی نیکیاں مقربین کے حق میں گناہ شمار ہوتی ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی عید اور میلہ تھا۔ انہوں نے آپ کو میلے میں شریک ہونے کی دعوت دی' آپ نے بطور توریہ فرمایا کہ میں بیمار ہوں' اور آپ کی مراد یہ تھی کہ تمہاری شرکیہ و کفریہ حالت پر میرا دل غمگین و بیمار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتوں کو توڑ ڈالا' جب آپ سے استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا'' (الانبیاء: ۶۳) ''بلکہ ان کے بڑے نے یہ کام کیا ہے''۔ اس سے بھی آپ کا مقصود جھوٹ بولنا نہیں تھا بلکہ قوم کو ان کی غفلت پر تنبیہ کرنا مقصود تھا کہ یہ بت تو کچھ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نہیں کر سکتے' معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ اسی لیے آپ نے فرمایا: ''فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ O'' (الانبیاء:۶۳) ''ان سے پوچھو اگر یہ بولتے ہوں O'' یعنی یہ بول ہی نہیں سکتے تو خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ دورانِ سفر سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زوجہ سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ایک ظالم بادشاہ کے ملک سے گزرے' اس نے آپ سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: ''ھذہ اختی'' یہ میری بہن ہے۔ اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ یہ میری دینی واسلامی بہن ہے' لہٰذا ان تینوں اقوال میں سے کوئی بھی قول درحقیقت جھوٹ نہیں تھا' محض صورۃً جھوٹ ہونے کی بناء پر انہیں جھوٹ کہا گیا ہے' ورنہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی شان اس سے بلند ہے کہ وہ جھوٹ بولیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مغفرتِ ذنوب کی نسبت کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے: لیکن تم سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ' وہ ایسے بندے ہیں کہ ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے۔ حدیث میں مذکور سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول ''غفر اللّٰہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر'' میں مغفرتِ ذنب کا ذکر ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے: ''اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا O لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ'' (الفتح:۱۔۲)۔

اس آیۂ مبارکہ میں بھی مغفرتِ ذنب کا ذکر ہے' قرآن مجید کے بہت سے اُردو مترجمین نے آیۂ مبارکہ میں ذنب کا معنی گناہ یا خطا یا کوتاہی وغیرہ کیا اور اس کی نسبت حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اس کا ترجمہ کیا:

تا کہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کردے۔

ابوالاعلیٰ مرودودی نے تفہیم القرآن میں اس کا ترجمہ کیا:

تا کہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اس کا ترجمہ کیا:

تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

ان تراجم اور اس طرح کے دیگر تراجم سے واضح ہوتا ہے کہ حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گناہ صادر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا' حالانکہ اللہ کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں' پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے کہ آپ سے گناہوں کا صدور ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے گناہ معاف فرمادیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو اللہ رب العزت نے اسوۂ حسنہ اور مجسم ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا اور ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے آپ کو معصوم بنایا۔ اگر آپ کی ذات سے گناہوں سے صدور ہو تو آپ امت کے لیے اسوۂ حسنہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس لیے علماء کرام نے اس آیت مبارکہ کی مختلف توجیہات ذکر کیں' بعض علماء نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور گناہوں کے درمیان پردہ حائل فرمادیا کہ آپ کو گناہوں سے معصوم کردیا۔ بعض نے کہا کہ یہاں ذنب سے مراد وہ اُمور ہیں جو گناہ نہیں تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے انہیں ذنب خیال فرمایا۔ بعض علماء نے کہا کہ ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' عام نیک لوگوں کی نیکیاں بھی خواص اور مقربین کے لحاظ سے سیئات قرار دی جاتی ہیں' اور آیۂ مبارکہ میں آپ کی انہی ''حسنات'' کو ذنوب کے ساتھ تعبیر فرمایا گیا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ کلمہ تشریف ہے' جس طرح بادشاہ حضرات اپنے مقربین کو شرافت عطا کرنے کے لیے اور ان پر اپنی خوشنودی کا اظہار کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تمہاری اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کردیں' حالانکہ ان مقربین سے کوئی خطاء

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

صادر نہیں ہوتی' اسی طرح یہاں بھی اللہ رب العزت نے اپنی بارگاہ میں محبوبِ کریم ﷺ کی عظمت شان کا اظہار فرمانے کے لیے یہ کلام ارشاد فرمایا۔ بعض نے کہا کہ یہاں نبی کریم ﷺ کے ذنوب مراد نہیں بلکہ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کی خطائیں مراد ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے۔

مجدد دین وملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہی ترجمہ فرمایا:

بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی O تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ (کنز الایمان)

مذکورہ حدیث بھی اسی ترجمہ کی مؤید ہے' کیونکہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام تو ان باتوں کا ذکر کریں گے جو بہ ظاہر لغزش ہیں لیکن سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی کسی بات کا ذکر نہیں فرمائیں گے' اس کے باوجود فرمائیں گے: ''لست هناكم'' میں اس مقام کا اہل نہیں' بلکہ اس مقام کے اہل تو سیّدنا محمد ﷺ ہیں' جن کے متعلق اللہ تعالیٰ اعلان فرما چکا ہے کہ تمہارے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو یقین ہو گا کہ آج ان پر کسی قسم کی گرفت نہیں ہوگی اور ان ذکر کردہ اُمور کا ان سے مواخذہ نہیں ہوگا' اس کے باوجود وہ ''اذهبوا الى غيري'' کہیں گے' کیونکہ وہ جانتے ہوں گے کہ آج بابِ شفاعت وہی کھلوائیں گے جن کے لیے یہ اعلان ہو چکا ہے کہ ان کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت ہوگی' لہٰذا حدیث مذکور کو اس ترجمہ کے خلاف نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ تو اس ترجمہ کی مؤید ہے۔

نبی کریم ﷺ کا یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ آپ کے طفیل اللہ رب العزت نے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے۔ بادشاہ اپنے کسی وزیر کی نسبت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے بیٹے یا بھائی وغیرہ کی خطا معاف کردے اور کہے کہ میں نے اپنے اس وزیر کی نسبت کا لحاظ کرتے ہوئے تمہاری یہ خطاء معاف فرما دی تو کوئی بھی عقل مند یہ نہیں کہے گا کہ اس میں تو وزیر کے بیٹے یا بھائی کا اعزاز ہے' وزیر کی کوئی فضیلت اور خصوصیت نہیں۔

لہٰذا حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ پر اعتراض کرتے ہوئے یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے:

دنیا میں مغفرت کی بشارت کا حصول اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو تمام نبیوں اور رسولوں میں صرف نبی ﷺ کو حاصل ہوا اور یہ آپ کی بہت بڑی خصوصیت ہے اور اس ترجمہ کی صورت میں یہ آپ کی فضیلت نہیں رہتی' بلکہ آپ کے اگلوں' پچھلوں یا امت کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

نیز جب نبی کریم ﷺ کے طفیل دوسروں کی مغفرت کی نوید سنا دی گئی ہے' اس سے واضح ہو گیا کہ وہ اُمور جن کو آپ اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے ذنب خیال فرماتے ہوں یا وہ اُمور جو ''حسنات الابرار سيئات المقربين'' کے زمرہ میں آتے ہوں' ان کی مغفرت تو بہ طریقِ اولیٰ اسی آیت سے ثابت ہوگئی' جب اللہ کے ہاں آپ کی یہ خصوصی شان ہے کہ آپ کے طفیل لوگوں کے وہ اُمور جو حقیقتاً گناہ ہیں' معاف کر دیئے جائیں گے تو پھر آپ کے وہ اُمور جو قطعاً گناہ نہیں ان پر مواخذہ کیسے ہو سکتا ہے۔

اس وضاحت کے بعد یہ کہنا عجیب ہوگا: فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ کی صورت میں آپ کے اگلوں پچھلوں یا امت کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ دنیا میں ان کی مغفرت کی نوید سنا دی گئی ہے' جب کہ آپ کی مغفرت کا اعلان کسی اور آیت میں نہیں ہے' اگرچہ عصمت کی بناء پر آپ کی مغفرت دوسری آیات سے ثابت ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ بعض گناہ گارانِ امت کو ان کی بداعمالیوں پر عذاب ہوگا' لہٰذا ان کے حق میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے طفیل ان کی مغفرت ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی بھی مؤمن گناہ گار ایسا نہیں ہوگا جسے اس کے اعمال کی پوری سزا دی جائے' اگرچہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

انہیں جو عذاب ہوگا' دنیاوی سزاؤں کے اعتبار سے وہ بھی بہت بڑا عذاب ہوگا کہ جہنم میں ایک ساعت عذاب بھی دنیا کی تمام تکالیف سے شدید ہوگا لیکن احادیث میں گناہوں کی سزاؤں کا جو ذکر ہے' اسے پیش نظر رکھیں تو جرائم کے مقابلہ میں وہ سزا بہت تھوڑی ہوگی' انہیں گناہوں کے برابر سزا نہیں دی جائے گی بلکہ کچھ سزا دے کر مغفرت کر دی جائے گی اور وہ مغفرت نبی کریم ﷺ کے سبب سے ہی ہوگی' لہٰذا یہ درست ہے کہ آپ کے سبب سے اگلوں پچھلوں کی مغفرت ہوگی۔

نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بعض کو بلا حساب جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور بعض گناہ گاروں کو ان کے گناہوں پر عذاب ہوگا لیکن بالآخر نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ان کی بھی مغفرت کر دی جائے گی' اور یہ بھی نبی کریم ﷺ کی عظیم خصوصیت اور شان اور فضیلت ہے کہ آپ کے سبب بہت سے گناہ گاروں کو کچھ سزا کے بعد معاف فرما دیا جائے گا۔ ایک مجرم کو بادشاہ نے عمر قید کی سزا سنا دی' وہ جیل میں صرف ایک ماہ رہا' پھر بادشاہ نے کسی مقرب کی سفارش پر اسے رہا کر دیا اور باقی سزا معاف کر دی۔ ہر عاقل یہی کہے گا کہ یہ مقرب بادشاہ کی نگاہ میں بڑی عظمت اور فضیلت کا حامل ہے کہ اس کی سفارش پر اس مجرم کی اتنی لمبی سزا میں تخفیف کر دی' لہٰذا نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بڑے بڑے مجرموں کو کچھ سزا کے بعد معاف کر دیا جائے گا' اور یہ بات یقیناً نبی کریم ﷺ کی عظیم فضیلت ہے۔ اس وضاحت کے بعد حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے مذکورہ ترجمہ پر درج ذیل اعتراض کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی:

آپ کی یہ دولت اگر اگلوں پچھلوں کی مغفرت سے مراد یہ ہے کہ ابتداءً ان کی مغفرت ہو جائے گی تو یہ ثابت نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ بالآخر ان کی مغفرت ہو جائے گی تو اس میں کوئی خصوصیت اور فضیلت نہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ جو مؤمن ہوگا بالآخر اس کی نجات ہو جائے گی' لیکن اس کی نجات نبی کریم ﷺ کے طفیل ہی ہوگی۔ اوّلاً تو کسی گناہ گار کو اس کے گناہوں کی پوری سزا نہیں ہوگی اور گناہوں کے مقابلہ میں بہت کم سزا کے بعد مغفرت نبی کریم ﷺ کے طفیل ہی ہوگی' اگر بالفرض یہ تسلیم کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے جب گناہ گاروں کو جہنم سے نکالا جائے گا تو وہ اپنے گناہوں کی سزا پوری کر چکے ہوں گے' ان کی مغفرت تو ویسے ہی ہونا تھی' البتہ نبی کریم ﷺ کا اعزاز ظاہر کرنے کے لیے آپ کی شفاعت سے ان کی بخشش ہوگی' تو پھر بھی یہ نبی کریم ﷺ کی فضیلت اور خصوصیت ہوگی کہ جن کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے' ان کی مغفرت آپ کی شفاعت سے کی جائے گی تاکہ آپ کی شان کا اظہار ہو۔

اس تقریر کے بعد حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ پر درج ذیل یہ اعتراض نہیں ہوسکتا: اگر اس ترجمہ کی صورت میں یہ مطلب بیان کیا جائے کہ انجام کار ان کی مغفرت ہو جائے گی اور وہ سزا بھگت کر جنت میں چلے جائیں تو یہ کوئی ایسی فضیلت کی بات نہیں جو آپ کی یہ دولت اور آپ کے سبب سے اگلوں' پچھلوں اور امت کو حاصل ہو کیونکہ جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہوا' اس کی بہر حال نجات ہو جائے گی۔

اگر اس اعتراض کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ساری مخلوق کا حساب کتاب شروع ہوگا' اس میں آپ کی فضیلت نہ ہو' کیونکہ حساب کتاب تو ویسے ہی ہونا ہے۔ اگر آپ کی شفاعت سے شروع ہوا تو اس میں آپ کی کیا فضیلت ہے؟

علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ نے اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں لکھا: ''**وھو مؤول لعصمة الانبیاء علیھم الصلٰوة والسلام بالدلیل العقلی القاطع من الذنوب**'' اس آیہ مبارکہ میں تاویل ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت دلیل عقلی قطعی سے ثابت ہے' اور علامہ احمد صاوی مالکی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۲۳ھ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ''**ای ان اسناد الذنب له** ﷺ **مؤول اما بان المراد**

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

ذنوب امتك ''اس آیۂ مبارکہ کے موول ہونے سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف ذنب کی اسناد میں تاویل ہے کہ اس سے آپ کی امت کے ذنوب مراد ہیں۔ (تفسیر صاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۸۰ 'مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ' فیصل آباد)

مذکورہ تفسیر بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ترجمہ کی مؤید ہے' نیز اس کی روشنی میں ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ میں آپ کی امت کے اگلے اور پچھلے مؤمنین کے گناہوں کی مغفرت مراد ہے اور ''ما تقدم'' سے ''ابوین'' یعنی حضرت آدم و حضرت حوا کے ذنوب مراد نہیں' جس طرح حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے قول میں ہے' اگر ''ابوین'' کے ذنوب مراد ہوتے' پھر تو اس پر علامہ سیوطی رحمہ اللہ والا اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ سیّدنا آدم علیہ السلام تو نبی معصوم ہیں' لہٰذا یہ تاویل خود محتاج تاویل ہے لیکن جب آپ کی امت کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ مراد ہوں گے تو پھر یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا اور جواب کی ضرورت پیش نہیں آئے گی' اور بھی بہت سی معتبر تفاسیر میں اس آیۂ مبارکہ کی یہ تاویل مذکور ہے' لہٰذا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اس ترجمہ میں متفرد نہیں ہیں بلکہ خود معترضین کو اعتراف ہے کہ اس ترجمہ کی اصل متقدمین علماء و ائمہ تفسیر کی تصانیف میں ثابت ہے اور حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ جو محدث و مفسر تھے' تابعی تھے انہوں نے بھی اس ترجمہ میں اگلوں اور پچھلوں کے ذنوب کی مغفرت مراد لی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا انہیں ضعفاء میں ذکر کر دینا اور امام ابن حبان کا ان کے حافظہ پر اعتراض کر دینا' ان کے علم و فضل اور خصوصاً شرف تابعیت کی نفی نہیں کرتا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الاتقان میں انہیں قدماء مفسرین سے شمار کیا اور ان علماء میں سے شمار کیا جن کے اقوال کا ماخذ عموماً اقوالِ صحابہ ہوتے ہیں۔ ان کی دین داری' شب بیداری اور ان کے علم و فضل کے متعلق مذکور اقوال سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اور امام بخاری و ابن حبان رحمہما اللہ کی جرح کو بنیاد بناتے ہوئے ان کا ذکر ایسے انداز میں کرنا قطعاً مناسب نہیں' جس سے ان کی شخصیت کا غلط تصور سامنے آئے اور ان کی تنقیص شان ہو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے ترجمہ سے اس آیت کی تاویل میں ذکر کردہ دیگر معتبر وجوہ کی نفی نہیں ہوتی بلکہ یہ ترجمہ تو ان وجوہ کا جامع ہے اور انہیں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے کہ سب لوگوں کی مغفرت کا باعث وہی ہستی ہوسکتی ہے جس کی ذات اور گناہوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے پردہ حائل کر دیا ہو اور انہیں معصوم بنایا ہو' جن کے بہ ظاہر خلافِ اولیٰ نظر نہ آنے والے اُمور پر مواخذہ نہ ہو۔ جن کے وہ اُمور جنہیں وہ اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے ذنب خیال فرمائیں یا ان کی وہ عبادات اور نیکیاں جو ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' کے زمرہ میں آتی ہوں' ان پر کوئی مواخذہ نہ ہو۔ اگر آپ کے یہ اُمور قابلِ گرفت ہوتے اور ان پر مواخذہ ہوتا یا آپ معصوم نہ ہوتے تو آپ اس مقامِ رفیع کے اہل کیسے ہوسکتے تھے کہ آپ کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت ہو' لہٰذا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ تو ان وجوہ کا جامع ہے' اور نہ ہی حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہ ترجمہ فرما کر دیگر معتبر وجوہ کا ردّ اور انکار کیا ہے بلکہ آپ کی تصانیف سے ظاہر ہے کہ آپ دیگر معتبر وجوہ کے بھی قائل ہیں' اور اہلِ علم و فضل پر مخفی نہیں کہ اس طرح کی آیات میں مختلف تاویلات و توجیہات کو اختیار کیا جاسکتا ہے' اس مختصر سی توضیح سے واضح ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ جس کا ماخذ متقدمین علماء و مفسرین کے اقوال ہیں اور جس میں ناموسِ مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کو مدنظر رکھا گیا ہے' اسے خلافِ عقل و نقل نہیں قرار دیا جاسکتا۔

روزِ محشر شانِ مصطفےٰ ﷺ کا اظہار

اس حدیث میں ہے کہ سیّد دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ساری مخلوق دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہوں میں حاضری کے بعد پھر میری بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوگی' اس پر سوال ہے کہ لوگوں کے دل میں شفیع کی طلب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کی جائے گی تو اوّلاً مخلوق کے دلوں میں یہ بات کیوں نہیں ڈالی جائے گی کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوں اور اِدھر اُدھر ٹھوکریں نہ کھائیں بلکہ سیدھے اس بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوکر عرضِ مدعا کریں جہاں ان کی حاجت روائی ہوگی' اس کا جواب یہ ہے کہ روزِ

محشر دراصل نبی کریم ﷺ کی شان کا اظہار مقصود ہوگا اور ساری مخلوق پر یہ واضح کرنا مقصود ہوگا کہ آج کے روز اگر بات بن سکتی ہے تو صرف اور صرف محبوبِ کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہی بات بن سکتی ہے۔ اگر ابتداءً ہی مخلوق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتی تو یہ سوچا جا سکتا تھا کہ شاید کسی اور نبی کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو مشکل حل ہو جاتی، لیکن دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہوں میں جانے کے بعد واضح ہو جائے گا کہ آج صرف اور صرف بارگاہِ مصطفےٰ ﷺ سے ہی ہماری مشکل کشائی ہو سکتی ہے۔

نیز انبیاء کرام علیہم السلام میں سے صرف پانچ انبیاء کرام علیہم السلام سیّدنا آدم وسیّدنا نوح وسیّدنا ابراہیم وسیّدنا موسیٰ وسیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہی ذکر کیا کیونکہ یہ مشاہیر انبیاء سے ہیں۔ ان میں سے ہر نبی خصوصی شان وامتیاز کا حامل ہے۔ سیّدنا آدم علیہ السلام ابو البشر ہیں' سیّدنا نوح علیہ السلام آدم ثانی ہیں' سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جد الانبیاء ہیں' سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں' سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ و کلمۃ اللہ ہیں۔ آپ کے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوا۔ قربِ قیامت آپ تشریف لا کر نبی کریم ﷺ کی شریعت کے مطابق احکام جاری فرمائیں گے۔ خصوصیت سے ان انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا کہ جب ان خصوصی امتیازات کے حامل انبیاء کرام بھی اس روز جواب دے دیں تو نبی کریم ﷺ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے جو اس روز بارگاہِ ذوالجلال میں لب کشا ہو۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدی الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا:

خلیل ونجی، کلیم ومسیح سبھی سے کہی کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

حضرت مولا حسن رضا خاں صاحب بریلوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر میں
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

٨٤٢٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيْلَ لَهُ مَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ قَالَ ذٰلِكَ يَوْمٌ يَّنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى كُرْسِيِّهٖ فَيَئِطُّ كَمَا يَئِطُّ الرَّحْلُ الْجَدِيْدُ مِنْ تَضَايُقِهٖ وَهُوَ كَسَعَةِ مَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَيُجَاءُ بِكُمْ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَيَكُوْنُ اَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى اِبْرَاهِيْمُ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اُكْسُوْا خَلِيْلِيْ فَيُؤْتٰى بِرَيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ مِنْ رِّيَاطِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اُكْسٰى عَلٰى اِثْرِهٖ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ اللّٰهِ مَقَامًا يَّغْبِطُنِي الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: مقامِ محمود کیا ہے؟ فرمایا: وہ مقامِ محمود اس روز ہوگا جب اللہ تعالیٰ کرسی پر اپنی شان کے لائق نزول فرمائے گا' اور وہ کرسی اپنی تنگی کی وجہ سے اس طرح چرچرائے گی جس طرح نیا کجاوہ چرچراتا ہے' اور وہ اتنی وسیع ہے جیسے آسمان وزمین کے درمیان وسعت ہے' اور تمہیں ننگے پاؤں' ننگے بدن اور بغیر ختنہ کیے ہوئے لایا جائے گا اور سب سے پہلے جنہیں لباس پہنایا جائے گا' وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے خلیل کو لباس پہناؤ' تو دو سفید جنتی چادریں لائی جائیں گی' پھر ان کے بعد مجھے لباس پہنایا جائے گا' پھر میں اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب ایسے مقام پر کھڑا ہو جاؤں گے جس مقام پر اوّلین وآخرین مجھ پر رشک کریں گے۔ (دارمی)

٨٤٢٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اِشْفَعْ اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهٗ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ مضطرب وبے قرار ہو کر ایک دوسرے سے ملیں گے' پھر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیے' آپ فرمائیں گے: میں اس کام کے لیے نہیں ہوں' البتہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دامن پکڑ لو وہ رحمٰن کے خلیل ہیں'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَاِنَّهٗ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَاِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ وَيُلْهِمُنِيْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهٗ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْاٰنَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے وہ فرمائیں گے: میرا یہ منصب نہیں' البتہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لازم پکڑ لو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں' پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے' وہ فرمائیں گے: میں اس منصب کے لیے نہیں ہوں' البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دامن پکڑ لو کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے روح اور اس کا کلمہ ہیں' پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے' وہ فرمائیں گے: میں شفاعت کے لیے نہیں' البتہ تم سیّدنا محمد ﷺ کا دامن تھام لو' پھر لوگ میری بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو میں کہوں گا: میں منصبِ شفاعت کا اہل ہوں' پھر میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا' پس مجھے اجازت عطا فرمائی جائے گی اور مجھے ایسے کلماتِ حمد کا الہام کیا جائے گا' جواب میرے ذہن میں حاضر نہیں ہیں' میں ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر گر پڑوں گا' تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیے' آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے' آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی' تو میں کہوں گا: اے میرے رب! میری امت' میری امت' تو فرمایا جائے گا: جایئے! جس کے دل میں جَو کے برابر ایمان ہو' اسے جہنم سے نکال لیجئے' میں جاؤں گا اور اسی طرح کروں گا' پھر واپس آؤں گا اور ان کلماتِ حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا' پھر اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر گر پڑوں گا' تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیے آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے' شفاعت قبول کی جائے گی' تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت' میری امت' تو فرمایا جائے گا: جایئے! جس کے دل میں ذرہ کے برابر یا رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو' اسے نکال لیجئے' تو میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا' پھر میں دوبارہ واپس آؤں گا اور ان کلماتِ حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا' پھر اس کی بارگاہ میں سجدہ ریزہ ہو کر گر پڑوں گا' تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیے آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا' اور شفاعت کیجئے' آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی' تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت' میری امت' تو فرمایا جائے گا: جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم تر' کم تر' کم تر ایمان ہو' اسے جہنم سے نکال لیجئے' میں جاؤں گا اور اسی طرح کروں گا' پھر میں چوتھی مرتبہ واپس آؤں گا اور میں ان کلماتِ حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا' پھر میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر گر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLIYA ISLAMIA ACADEMY

پڑوں گا‘ تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیے‘ آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے‘ آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی‘ میں عرض کروں گا: اے میرے رب! مجھے اس کے متعلق اجازت عطا فرمائی جائے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو‘ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ تمہارے لیے نہیں‘ لیکن مجھے اپنی عزت‘ اپنے جلال‘ اپنی کبریائی اور اپنی عظمت کی قسم! جس نے لا الہ الا اللہ کہا‘ میں اسے ضرور بالضرور جہنم سے نکال لوں گا۔

(بخاری ومسلم)

٤٤٣٠ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اَبَانَا اِسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَّرَاءِ وَرَاءَ اِعْمَدُوْا اِلٰى مُوْسٰى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنَبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَّاْمُوْرَةٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ

حضرت حذیفہ وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا اور مؤمنین کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی‘ پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے والد ماجد! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلوایئے‘ تو وہ فرمائیں گے: تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی لغزش نے ہی نکالا ہے‘ میں اس کا اہل نہیں‘ تم میرے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ‘ فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں‘ میں تو محض دور دور سے خلیل ہوں‘ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ کا قصد کرو‘ جن سے اللہ تعالیٰ نے حقیقۃً کلام فرمایا‘ پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں‘ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ‘ وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں اور اس کی خاص روح ہیں‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں‘ تو وہ لوگ حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے‘ آپ کھڑے ہوں گے اور آپ کو اجازت عطا فرمائی جائے گی‘ اور امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا‘ وہ پل صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے اور تم میں سب سے پہلی جماعت بجلی کی طرح گزرے گی۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کون سی چیز بجلی کی طرح گزرتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم نے بجلی کی طرف نہیں دیکھا کیسے پلک جھپکنے میں گزر جاتی ہے اور واپس پلٹ آتی ہے‘ پھر جو لوگ گزریں گے وہ آندھی کی طرح گزر جائیں گے‘ پھر پرندوں کی رفتار سے گزر جائیں گے‘ پھر آدمیوں کے دوڑنے کی طرح گزریں گے‘ ان کے اعمال انہیں لے جائیں گے اور تمہارے نبی ﷺ پل صراط پر کھڑے ہو کر فرما رہے ہوں گے: اے میرے رب! سلامتی سے گزار دے‘ سلامتی سے گزار دے‘ یہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نَاجٍ وَّمُكَرْدَسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِي نَفْسُ اَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اَنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُوْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

صورتِ حال یوں ہی جاری رہے گی یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے اور بندوں میں چلنے کی طاقت نہ رہے گی اور وہ گھسٹ گھسٹ کر گزریں گے اور پل صراط کے دونوں جانب لوہے کے کانٹے لٹکے ہوئے ہوں گے اور جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اسے یہ کانٹے پکڑ لیں گے، کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور کچھ ہاتھ پاؤں بندھے جہنم میں جا گریں گے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں ابوہریرہ کی جان ہے! بے شک جہنم کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

٥٤٣١ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ فِي حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا اور وہ پل صراط کے دونوں جانب دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے۔ (مسلم)

٥٤٣٢ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَتَدْنُوا الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ وَذَكَرَ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ وَقَالَ فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِّرَبِّيْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں گوشت لایا گیا اور آپ کو دستی پیش کی گئی کیونکہ آپ دستی کا گوشت پسند فرماتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دانتوں سے گوشت تناول فرمانے لگے، پھر فرمایا: میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا، جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے اور سورج قریب آ جائے گا اور لوگوں کو ناقابل برداشت غم اور پریشانی لاحق ہوگی، تو لوگ کہیں گے: کیا تم ایسے شخص کی تلاش نہیں کرتے جو تمہارے رب کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے، پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور حدیث شفاعت کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ پھر میں چل کر عرش کے نیچے آ جاؤں گا اور اپنے رب کو سجدہ کرتے ہوئے گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ میرے دل میں حمد وثناء کے کلمات کا القاء فرمائے گا، مجھ سے پہلے کسی کو ان کلمات کا القاء نہیں ہوا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیے اور مانگئے، تمہیں عطا فرمایا جائے گا اور شفاعت کیجئے، تمہاری شفاعت قبول فرمائی جائے گی، پھر میں سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت، فرمایا جائے گا: اے محمد! تمہاری امت میں جن پر کوئی حساب نہیں، انہیں جنت کے بائیں دروازے سے داخل فرمائیے اور وہ باقی دروازوں میں دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہیں، پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے، جتنا مکہ اور مقامِ ہجر کے درمیان فاصلہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

۴۳۳ ۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اِبْرَاهِيْمَ ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ﴾ (ابراہیم:۳٦) وَقَالَ عِيْسٰى اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ. (المائدہ: ۱۱۸) فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ وَبَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَّرَبُّكَ اَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْكَ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَسَاَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِجِبْرِيْلَ اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت فرمائی (کہ انہوں نے عرض کیا:) اے میرے رب! بس شک بتوں نے بہت سے لوگ گمراہ کر دیئے' تو جس نے میرا ساتھ دیا' وہ تو میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے (ابراہیم:۳٦) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول تلاوت فرمایا: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں' (المائدہ:۱۱۸) پھر آپ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: اے اللہ! میری امت' میری امت' اور آپ رو پڑے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جاؤ اور ان سے سوال کرو کہ کیوں رو رہے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے' جبریل علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے سوال کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ کہا تھا اس کی جبریل امین کو خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ہم تمہاری امت کے متعلق تمہیں راضی فرمادیں گے اور غمگین نہیں کریں گے۔ (مسلم)

فوائد حدیث

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث چند فوائد پر مشتمل ہے:

(۱) اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی امت پر کمالِ شفقت کا بیان ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ آپ کو اپنی امت کا حد درجہ خیال ہے۔

(۲) اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مرحومہ کے لیے عظیم بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے: ''سنرضيك فى امتك ولا نسوءك'' ہم تمہیں تمہاری امت کے متعلق راضی فرمادیں گے اور غمگین نہیں کریں گے' اور احادیث کریمہ میں اس حدیث میں اس امت کے لیے سب سے زیادہ امید ہے۔

(۳) اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتِ شان کا بیان ہے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں جبریل علیہ السلام کو بھیجنے میں یہ حکمت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرافت کا اظہار ہو اور یہ واضح ہو کہ آپ اس بلند مقام پر فائز ہیں کہ آپ کو راضی کیا جاتا ہے اور آپ کی تکریم کی جاتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲٦۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

''سنرضيك ولا نسوءك'' کا معنی یہ ہے کہ ہم تمہیں تمہاری امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور تمام امت کے حق میں تمہیں غمگین نہیں کریں گے۔ ''سنرضيك'' کے بعد ''لا نسوءك'' کہنے میں معنًی تاکید ہے کیونکہ اگر صرف ''سنرضيك'' ہوتا تو وہم ہوسکتا تھا کہ بعض امت کے حق میں راضی کریں گے' سب امت کے حق میں راضی نہیں کریں گے۔ اب معنی یہ ہے کہ سب امت کے حق میں راضی کریں گے' اسی لیے بعض نے کہا کہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ کا ایک امتی بھی جہنم میں ہوا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲٦۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

٨٤٣٤ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّيْ فَخَيَّرَنِيْ بَيْنَ اَنْ يُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھے اپنی نصف امت کے جنت میں دخول اور شفاعت کے درمیان اختیار دیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا اور شفاعت اس شخص کے لیے ہے جس نے مرتے دم تک کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٨٤٣٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام لوگوں میں میری شفاعت کا زیادہ سزاوار وہ شخص ہے' جس نے خلوصِ دل سے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ (بخاری)

٨٤٣٦ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیے ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)

٨٤٣٧ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تَضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَهَلْ تَضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا تَضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا كَمَا تَضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتَّبِعْ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى اَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ فَمَاذَا تَنْظُرُوْنَ يَتَّبِعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا يَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا اَفْقَرَ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! کیا دوپہر کے وقت جب آسمان صاف ہو اور کوئی بادل نہ ہو تو سورج کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے' اور کیا چودھویں رات کو جب آسمان صاف ہو اور کوئی بادل نہ ہو تو چاند کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: نہیں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا اسی طرح دیدار کر لو گے جس طرح تم سورج اور چاند کو دیکھ لیتے ہو' جب قیامت کا دن ہو گا تو پکارنے والا پکارے گا کہ ہر گروہ جس کی عبادت کرتا تھا' اسی کے پیچھے جائے تو جو بھی اللہ تعالیٰ کے غیر یعنی بتوں اور پتھروں کی عبادت کرتے تھے' وہ سب کے سب جہنم میں گر جائیں گے' صرف وہی باقی رہ جائیں گے' جو اللہ کی عبادت کرتے تھے' خواہ وہ نیک ہوں یا گناہ گار' ان کے پاس رب العالمین جلوہ گر ہو گا اور فرمائے گا: تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو' ہر گروہ جس کی عبادت کرتا تھا اسی کے پیچھے چلا گیا ہے' وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! دنیا میں ہم ان کے شدید محتاج ہونے کے باوجود ان لوگوں سے الگ رہے اور ہم نے ان کا ساتھ اختیار نہیں کیا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ کہیں گے: یہی ہماری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ.

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ اٰيَةٌ تَعْرِفُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُكْشِفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اِتِّقَاءً وَّرِيَاءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَّاحِدَةً كُلَّمَا اَرَادَ اَنْ يَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُّسْلِمٌ وَّمَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَّمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ بِاَشَدَّ مِنَّا شِدَّةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيْهَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهٖ فَيَقُوْلُ اِرْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا خَيْرًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

جگہ ہے: (ہم اسی جگہ ٹھہرے رہیں گے) حتیٰ کہ ہمارا رب ہمارے سامنے جلوہ فرما ہو اور جب ہمارا رب ہمارے سامنے جلوہ فرما ہوگا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔

اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تمہارے اور رب کے درمیان کوئی نشانی ہے جسے تم پہچانتے ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہاں! تو اللہ تعالیٰ پنڈلی ظاہر فرما دے گا، اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو خلوصِ دل سے سجدہ کرنے والے ہیں، ان سب کو اللہ تعالیٰ سجدہ کی اجازت عطا فرمائے گا اور جو دنیاوی خوف اور ریاکاری کی وجہ سے سجدہ کرنے والے ہیں، ان کی پشت کو اللہ تعالیٰ ایک تختے کی طرح بنا دے گا، جب وہ سجدہ کرنے کا ارادہ کریں گے، گردن کے بل گر پڑیں گے، پھر جہنم پر پل بچھا دیا جائے گا، اور شفاعت واقع ہو جائے گی، اور کہیں گے: اے اللہ! سلامتی سے گزار دے، سلامتی سے گزار دے، مؤمن آنکھ جھپکنے کی طرح گزر جائیں گے، اور بجلی کی طرح اور آندھی کی طرح اور پرندوں کی طرح اور تیز رفتار گھوڑوں کی طرح اور اونٹوں کی طرح گزر جائیں گے، بعض سلامتی کے ساتھ نجات پا جائیں گے، بعض زخمی ہو کر رہائی پائیں گے، بعض جہنم کی آگ میں پھینک دیئے جائیں گے، یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا حتیٰ کہ جب مؤمنین آگ سے نجات پا جائیں گے، تو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص اپنے ثابت شدہ حق کے لیے اتنا جھگڑا نہیں کرتا، جتنا جھگڑا مؤمنین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جہنم میں رہ جانے والے اپنے بھائیوں کی خاطر کریں گے، وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! یہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے، ان سے فرمایا جائے گا: جنہیں تم پہچانتے ہو، انہیں جہنم سے نکال لو، ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی، وہ مؤمنین بہت سی مخلوق کو نکال لیں گے، پھر عرض کریں گے: اے ہمارے رب! جن کے بارے میں، ہمیں تو نے حکم دیا تھا ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: واپس جاؤ! جن کے دل میں تم دینار کے برابر بھی نیکی پاؤ، اسے جہنم سے نکال لو، وہ بہت سی مخلوق کو نکال لیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: واپس جاؤ! جس کے دل میں تم نصف دینار کے برابر بھی نیکی پاؤ، اسے جہنم سے نکال لو وہ بہت سی مخلوق کو نکال لیں گے، پھر عرض کریں گے: اے ہمارے رب! جہنم میں ہم نے کوئی نیکی والا باقی نہیں چھوڑا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ملائکہ نے شفاعت کر لی، انبیاء کرام نے شفاعت کر لی اور مؤمنین نے شفاعت کر لی، اب ارحم الراحمین کے سوا کوئی باقی نہیں رہا، پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک مٹھی بھر کر ایسی قوم کو نکالے گا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَّمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حِمَمًا فَيُلْقِيْهِمْ فِيْ نَهْرٍ فِيْ اَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ نَهْرُ الْحَيَاةِ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمِ الْخَوَاتِمُ فَيَقُوْلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَاَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جنہوں نے کبھی نیکی نہیں کی ہو گی، وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے، انہیں جنت کے دروازے پر آبِ حیات نامی نہر میں ڈال دیا جائے گا، وہ اس طرح (تر و تازہ ہو کر) باہر نکلیں گے، جس طرح سیلاب کے خس و خاشاک سے دانہ نکلتا ہے، وہ موتیوں کی طرح باہر نکلیں گے، ان کی گردنوں میں (بطورِ علامت) مہریں ہوں گی، جنتی کہیں گے: یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل اور نیکی کے جنت میں داخل فرمایا ہے، انہیں فرمایا جائے گا کہ جو انعامات تم دیکھ رہے ہو، یہ سب تمہارے لیے ہیں اور اس کے ساتھ اتنے اور بھی ہیں۔

٨٤٣٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيْحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِيْ رَحْلِهِ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ جہنم پر آئیں گے اور اپنے اعمال کے مطابق اس سے گزریں گے، ان میں سب سے پہلی جماعت بجلی کی طرح گزرے گی، پھر آندھی کی طرح، پھر گھوڑا دوڑنے کی طرح، پھر اپنے اونٹ پر کجاوے میں سوار آدمی کی طرح، پھر آدمی کے دوڑنے کی طرح، پھر آدمی کے چلنے کی طرح گزرے گی۔ (ترمذی، دارمی)

٨٤٣٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْجَدْعَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن ابو جدعاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ (ترمذی، دارمی)

٨٤٤٠ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بعض افراد ایک جماعت کی شفاعت کریں گے، بعض ایک قبیلے کی، بعض ایک گروہ کی اور بعض ایک آدمی کی شفاعت کریں گے، حتیٰ کہ یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

٨٤٤١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ اَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِيْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً فَيَشْفَعُ لَهُ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنمی صف بستہ کھڑے ہوں گے اور ان کے پاس سے ایک جنتی مرد گزرے گا تو جہنمیوں میں سے ایک شخص کہے گا: اے فلاں! کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں وہی ہوں جس نے تجھے پانی پلایا تھا اور ایک کہے گا: میں وہی ہوں، جس نے تجھے وضو کے لیے پانی دیا تھا تو وہ جنتی اس کی شفاعت کرے گا اور اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ (ابن ماجہ)

٨٤٤٢ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

فرمایا: قیامت کے دن تین طرح کی جماعتیں شفاعت کریں گی: انبیاء، پھر علماء، پھر شہداء۔ (ابن ماجہ)

۸٤٤٣ ـ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُصِيْبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً يُّدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِهٖ وَرَحْمَتِهٖ فَيُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگوں کو ان کے کیے ہوئے گناہوں کی بناء پر بطور سزا جہنم کی آگ کی تپش اور لو پہنچے گی، پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل اور رحمت سے جنت میں داخل فرما دے گا اور انہیں جہنمی کہا جائے گا۔ (بخاری)

۸٤٤٤ ـ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ يُّدْخَلُوْنَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ایک قوم کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا، انہیں جہنمی کہا جائے گا۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ يَّخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ.

اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت سے ایک قوم میری شفاعت کی بناء پر جہنم سے نکلے گی، انہیں جہنمی کہا جائے گا۔

۸٤٤٥ ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَنِيْ اَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ اَرْبَعَ مِائَةِ اَلْفٍ بِلَا حِسَابٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ زِدْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَهٰكَذَا فَحَثَا بِكَفَّيْهِ وَجَمَعَهُمَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ زِدْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰكَذَا فَقَالَ عُمَرُ دَعْنَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَمَا عَلَيْكَ اَنْ يُّدْخِلَنَا اللّٰهُ كُلَّنَا الْجَنَّةَ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِنْ شَاءَ اَنْ يُّدْخِلَ خَلْقَهُ الْجَنَّةَ بِكَفٍّ وَّاحِدٍ فَعَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ عُمَرُ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے چار لاکھ افراد کو حساب کے بغیر جنت میں داخل فرمائے گا، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اضافہ فرمائیے! آپ نے دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر لپ بھرا اور فرمایا: اور اتنے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اضافہ فرمائیے، آپ نے فرمایا: اور اتنے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے ابوبکر! ہمیں چھوڑ دیجئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! تمہارا کیا نقصان ہے، اگر اللہ عزوجل ہم سب کو جنت میں داخل فرما دے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک اللہ عزوجل ساری مخلوق کو ایک ہی مٹھی میں جنت میں داخل فرمانا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمر نے سچ کہا۔ (بغوی، شرح السنہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ تصرف

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے چار لاکھ افراد کو حساب کے بغیر جنت میں داخل فرمائے گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اضافہ فرمائیے، آپ نے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر فرمایا: اتنے اور۔ الخ

اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ تصرف معلوم ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ جتنے امتیوں کو چاہیں بلا حساب جنت میں داخل کروا دیں، اور اس حدیث سے عقیدۂ صدیقی بھی معلوم ہو رہا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بار بار اضافہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کی درخواست فرمارہے ہیں۔ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ نبی کریم ﷺ خداداد تصرفات کے مالک ہیں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس میں دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اخروی اُمور اور خدائی تصرفات میں اللہ رب العزت کے عطا کردہ مرتبہ کے پیش نظر دخل حاصل ہے' اور بعض عارفین نے کہا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عاجزی والا مسلک اختیار کیا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تسلیم والا مسلک اختیار کیا۔ میں کہتا ہوں کہ تسلیم میں زیادہ سلامتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۷۹' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۴۶ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلَیْنِ مِمَّنْ دَخَلَ النَّارَ اِشْتَدَّ صِیَاحُهُمَا فَقَالَ الرَّبُّ تَعَالٰی اَخْرِجُوْهُمَا فَقَالَ لَهُمَا لِاَیِّ شَیْءٍ اِشْتَدَّ صِیَاحُكُمَا قَالَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِتَرْحَمَنَا قَالَ فَاِنَّ رَحْمَتِیْ لَكُمَا اَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِیَا اَنْفُسَكُمَا حَیْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ فَیُلْقِیْ اَحَدُهُمَا نَفْسَهٗ فَیَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَلَیْهِ بَرْدًا وَّسَلَامًا وَیَقُوْمُ الْاٰخَرُ فَلَا یُلْقِیْ نَفْسَهٗ فَیَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَعَالٰی مَا مَنَعَكَ اَنْ تُلْقِیَ نَفْسَكَ كَمَا اَلْقٰی صَاحِبُكَ فَیَقُوْلُ رَبِّ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا تُعِیْدَنِیْ فِیْهَا بَعْدَ مَا اَخْرَجْتَنِیْ مِنْهَا فَیَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَعَالٰی لَكَ رَجَاءُكَ فَیُدْخَلَانِ جَمِیْعًا الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں داخل ہونے والے دو شخص بلند آواز سے چیخنے چلانے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان دونوں کو جہنم سے نکالو' پھر ان سے فرمائے گا: تم کس وجہ سے چیخ و پکار کر رہے ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہم نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تو ہم پر رحم فرمائے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری تم دونوں کے لیے رحمت یہ ہے کہ دونوں جاؤ اور جہنم میں جہاں تھے' وہاں اپنے آپ کو گرا دو' تو دونوں میں ایک شخص اپنے آپ کو (جہنم میں) گرا دے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو ٹھنڈک اور سلامتی والی بنا دے گا' اور دوسرا کھڑا رہے گا اور اپنے آپ کو نہیں گرائے گا' اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے اپنے ساتھی کی طرح خود کو جہنم میں کیوں نہیں گرایا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں امید رکھتا ہوں کہ جہنم سے نکالنے کے بعد تو مجھے دوبارہ جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: تجھے تیری امید کے مطابق ملے گا' پھر دونوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرما دے گا۔ (ترمذی)

۸۴۴۷ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ فَیُعْرَضُوْنَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُؤْمَرُ بِهِمْ اِلَى النَّارِ فَیَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَیَقُوْلُ اَیْ رَبِّ لَقَدْ كُنْتُ اَرْجُوْا اِذْ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْهَا اَنْ لَّا تُعِیْدَنِیْ فِیْهَا قَالَ فَیُنَجِّیْهِ اللّٰهُ مِنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم سے چار اشخاص کو نکالا جائے گا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا' پھر انہیں جہنم کا حکم دے دیا جائے گا تو ان میں سے ایک شخص پیچھے مڑ کر دیکھے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے امید تھی کہ جہنم سے نکالنے کے بعد تو دوبارہ مجھے اس میں داخل نہیں فرمائے گا' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے نجات عطا فرما دے گا۔ (مسلم)

۸۴۴۸ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَیُخْرَجُوْنَ قَدِ امْتَحَشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَیُلْقَوْنَ فِیْ نَهْرِ الْحَیَاةِ فَیَنْبُتُوْنَ كَمَا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں اور جہنمی' جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے' اسے جہنم سے نکال دو' تو انہیں جہنم سے نکال لیں گے اور وہ جہنم سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے' انہیں نہر حیات میں ڈال دیا جائے گا' وہ اس طرح تروتازہ ہو کر نکلنے لگیں گے' جس طرح سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں دانہ اُگتا ہے'

www.waseemziyai.com

تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهَا تُخْرُجُ صَفْرَاءُ مُلْتَوِيَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ سرسبز اور لپٹا ہوا ہو کر اُگ پڑتا ہے۔(بخاری ومسلم)

٨٤٤٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ قَوْمٌ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّعَارِيرُ قُلْنَا مَا الثَّعَارِيرُ قَالَ إِنَّهُ الضَّغَابِيسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم سے ایک قوم شفاعت کے سبب سے نکلے گی گویا کہ وہ ثعاریر ہیں' ہم نے عرض کیا: ثعاریر کیا چیز ہیں؟ فرمایا: وہ چھوٹی ککڑیاں ہیں۔(بخاری ومسلم)

٨٤٥٠ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ غَيْرَ كَشْفِ السَّاقِ وَقَالَ يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهِ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ مِثْلَ شَوْكِ السَّعْدَانِ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُوبَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوا حَتَّى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُونَهُمْ وَيَعْرِفُونَهُمْ بِآثَارِ السُّجُودِ حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ فَيُخْرَجُونَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ وَيَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ وَقَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَقُولُ هَلْ عَسَيْتَ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے' اس کے بعد پنڈلی کھلنے کے ذکر کے علاوہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ والی حدیث کے ہم معنی حدیث ذکر کی اور فرمایا کہ جہنم کے درمیان پل صراط بچھایا جائے گا' رسولوں میں سب سے پہلے میں اپنی امت کو لے کر پل صراط سے گزروں گا اور اس روز رسولوں کے علاوہ کسی کو کلام کرنے کی جرأت نہیں ہوگی' اور اس روز رسولوں کا کلام یہ ہو گا: اے اللہ! سلامتی سے گزار دے' سلامتی سے گزار دے اور جہنم میں سعدان نامی خاردار جھاڑی کی طرح لوہے کے کانٹے ہوں گے' جن کی بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑ لیں گے' ان میں سے بعض اپنے عمل کی وجہ سے نجات پا جائیں گے اور بعض زخمی ہوں گے' پھر نجات پا جائیں گے' یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلے سے فارغ ہوگا' اور ''اشهد ان لا اله الا الله'' کہنے والے جن لوگوں کے نکالنے کا ارادہ ہوگا' انہیں نکالنے کا ارادہ فرمائے گا' اور فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کی عبادت کرتے تھے انہیں جہنم سے نکالو تو فرشتے انہیں نکالیں گے' اور سجدوں کے نشانات سے انہیں پہچانیں گے' اور اللہ تعالیٰ نے جہنم پر سجدوں کے نشانات کو جلانا حرام فرما دیا ہے' سجدوں کے نشانات کے سوا آدمی کے تمام اعضاء کو آگ جلا دے گی اور وہ آگ سے اس حالت میں نکلیں گے کہ جل چکے ہوں گے تو ان پر آبِ حیات ڈالا جائے گا اور وہ اس طرح تر و تازہ ہو کر نکلیں گے جس طرح سیلاب کے خس و خاشاک میں دانہ اُگتا ہے' اور ایک آدمی جنت اور جہنم کے درمیان باقی رہ جائے گا اور وہ جنت میں داخل ہونے والا آخری جہنمی ہوگا' اس کا چہرہ جہنم کی طرف ہوگا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! جہنم سے میرا چہرہ پھیر دے' جہنم کی بو مجھے ایذاء پہنچا رہی ہے اور اس کی تپش نے مجھے جلا کر رکھ دیا ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں نے ایسا کر دیا تو پھر تو اور سوال کرنے لگے گا' وہ عرض کرے گا: نہیں! تیری عزت کی قسم! اللہ تعالیٰ اس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَيُعْطِي اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَاٰى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِيْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَاَلْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا اَكُوْنُ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَمَا عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَسَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِيْ اُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْا حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاِذَا ضَحِكَ اَذِنَ لَهٗ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَ اُمْنِيَّتُهٗ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَمَنَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا اَقْبَلَ يُذَكِّرُهٗ رَبُّهٗ حَتّٰى اِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ.

سے جو چاہے گا عہد و پیمان لے گا' پھر جہنم سے اس کا چہرہ پھیر دے گا' جب اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ جنت کی طرف پھیر دے گا اور وہ جنت کی تروتازگی دیکھے گا تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا' وہ خاموش رہے گا' پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے' اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھ سے عہد و پیمان نہیں لیا کہ تو نے جو سوال کیا ہے اس کے علاوہ نہیں مانگے گا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں سب سے بدنصیب نہ رہوں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں نے تجھے یہ دے دیا تو پھر تو اور سوال کرنے لگے گا' وہ عرض کرے گا: نہیں! تیری عزت کی قسم! میں اس کے علاوہ تیری بارگاہ سے کوئی سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ جو چاہے گا' اس سے عہد و پیمان لے گا اور اسے جنت کے دروازے کے سامنے کر دے گا' جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچے گا اور جنت کی تروتازگی اور جنت میں باغ و بہار اور فرحت و سرور کے مناظر دیکھے گا تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا' وہ خاموش رہے گا' پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل فرما دے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! تو ہلاک ہو! تو کتنا عہد شکن ہے! کیا میں نے تجھ سے عہد و پیمان نہیں لیے تھے کہ جو کچھ میں نے تجھے عطا کیا ہے' اس کے علاوہ تو سوال نہیں کرے گا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اپنی مخلوق میں سے بدبخت ترین نہ بنا' وہ مسلسل دعا مانگتا رہے گا' حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی شان کے مطابق ہنس پڑے گا' جب اللہ تعالیٰ ہنس پڑے گا تو اسے جنت میں داخلے کی اجازت عطا فرما دے گا اور فرمائے گا: تو تمنا کر! وہ تمنا کرے گا' یہاں تک کہ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: فلاں فلاں تمنا کر! اور اللہ تعالیٰ اسے یاد دلاتا رہے گا' یہاں تک کہ جب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لیے یہ بھی ہے اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لیے یہ بھی ہے اور اس کی مثل دس گنا اور ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٥١ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن پل صراط پر مومنین کی پہچان یہ (قول) ہوگا: اے میرے رب! سلامتی سے گزار دے' سلامتی سے گزار دے۔ (ترمذی)

٨٤٥٢ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِيْ مَرَّةً وَّيَكْبُوْا مَرَّةً وَّتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَإِذَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ إِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكَ لَقَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ شَيْئًا مَا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ هَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَعَلِّيْ اَنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَاَلْتَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءِ هَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ هَا وَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ اِنْ اَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْاَلُنِيْ غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءِ هَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلَيَيْنِ فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهٖ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ هَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهَا قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ هٰذِهٖ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَاِذَا اَدْنَاهُ مِنْهَا سَمِعَ اَصْوَاتَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِيْ مِنْكَ اَيُرْضِيْكَ اَنْ اُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا قَالَ اَیْ رَبِّ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَضَحِكَ

نے فرمایا: سب سے آخر میں جو شخص جنت میں داخل ہوگا' وہ گرتے پڑتے ہوئے آئے گا' جہنم کی لو اسے جھلسا رہی ہوگی' جب وہ جہنم سے گزر جائے گا تو جہنم کی طرف مڑ کر کہے گا: وہ ذات بابرکت ہے' جس نے مجھے تجھ سے نجات عطا فرمائی' مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسی چیز عطا فرمائی ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائی' اس کے سامنے ایک درخت بلند کر دیا جائے گا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کے سائے میں آرام کروں اور وہاں کا پانی پیوں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! اگر میں نے تیرا یہ سوال پورا فرما دیا تو' تو اور سوال کرنے لگے گا' وہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اور اللہ تعالیٰ اس سے وعدہ لے گا کہ وہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہیں کرے گا' اور اس کا رب اسے معذور قرار دے گا کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوگا کہ جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکے گا' اللہ تعالیٰ اسے درخت کے قریب فرما دے گا اور وہ آدمی درخت کے سائے میں آرام کرے گا اور اس کے پانی سے پیاس بجھائے گا' پھر ایک اور درخت اس کے سامنے ظاہر کر دیا جائے گا' جو پہلے درخت سے زیادہ خوب صورت ہوگا' وہ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے' تاکہ وہاں کے پانی سے پیاس بجھاؤں اور اس کے سائے میں آرام کروں' اس کے علاوہ میں تجھ سے کوئی اور سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں نے تجھے اس درخت کے قریب کر دیا تو' تو اس کے علاوہ اور سوال کرنے لگے گا' پھر اللہ تعالیٰ اس سے عہد لے گا کہ وہ مزید سوال نہیں کرے گا اور اس کا رب اسے معذور قرار دے گا' کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا' جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکے گا' اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا' وہ اس کے سائے میں آرام کرے گا اور وہاں کے پانی سے سیراب ہوگا' پھر اس کے لیے جنت کے دروازے کے پاس ایک درخت بلند کر دیا جائے گا' جو پہلے دونوں درختوں سے بڑھ کر حسین ہوگا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب فرما دے تاکہ میں اس کے سائے میں آرام حاصل کروں اور وہاں کا پانی پیوں' اس کے علاوہ میں تجھ سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا کہ میں اس کے علاوہ اور سوال نہیں کروں گا' وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! اے میرے رب! میں صرف یہی سوال کروں گا' اس کے علاوہ اور سوال نہیں کروں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَلَا تَسْاَلُوْنِيْ مِمَّ اَضْحَكُ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ فَقَالَ هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَا اَسْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّيْ عَلٰى مَا اَشَاءُ قَدِيْرٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

گا' اور اس کا رب اسے معذور قرار دے گا' کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا جس پر وہ صبر نہیں کر سکے گا' اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا' جب وہ اس درخت کے قریب ہوگا تو جنتیوں کی آوازیں سنے گا تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل فرما دے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! تیرے سوال کس چیز سے ختم ہو سکتے ہیں؟ کیا تو اس پر راضی ہے کہ میں جنت میں تجھے دنیا اور اس کے برابر اتنی جگہ اور عطا فرما دوں' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو میرے ساتھ مذاق فرماتا ہے حالانکہ تو تمام جہان والوں کا رب ہے' پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور فرمایا: تم مجھ سے سوال نہیں کرو گے کہ میں کس وجہ سے ہنس رہا ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح ہنستے تھے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کی وجہ سے' جب وہ بندہ عرض کرے گا: کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے' حالانکہ تو رب العالمین ہے' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا' بلکہ میں جو چاہوں اس پر قادر ہوں۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِيْ مِنْكَ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَزَادَ فِيْهِ وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ سَلْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهٗ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَتَقُوْلَانِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَاكَ لَنَا وَاَحْيَانَا لَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ مَا اُعْطِيَ اَحَدٌ مِّثْلَ مَا اُعْطِيْتُ.

اور مسلم میں ہی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت مذکور ہے' لیکن اس میں یہ مذکور نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا چیز تیرے سوالات کو ختم کرے گی' الخ' اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ یاد دلائے گا' فلاں فلاں چیز مانگ! یہاں تک کہ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لیے یہ ہے اور اس سے دس گنا اور بھی تیرے لیے ہے' پھر اللہ تعالیٰ اسے اس کے گھر میں داخل فرمائے گا اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کی دو بیویاں اس کے پاس داخل ہوں گی اور وہ کہیں گی: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تجھے ہمارے لیے زندہ رکھا اور ہمیں تیرے لیے زندہ رکھا' وہ کہے گا: جتنی نعمتیں مجھے عطا کی گئی ہیں' اتنی نعمتیں کسی اور کو عطا نہیں ہوئیں۔

٨٤٥٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَّجُلٌ يَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ يَا

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جہنم سے نکلنے والے آخری شخص اور جنت میں داخل ہونے والے آخری شخص کو جانتا ہوں' وہ (بچوں کی طرح) پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا باہر آئے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا! جنت میں داخل ہو جا' وہ جنت میں آئے گا تو خیال کرے گا کہ جنت بھر چکی ہے تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! جنت تو بھر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ مِنِّىْ اَوْ تَضْحَكُ مِنِّىْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَكَانَ يُقَالُ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

چکی ہے' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہو جا کہ تیرے لیے (جنت میں) دنیا اور دنیا جتنی دس گنا جگہ ہے' وہ عرض کرے گا: کیا تو مجھ سے مذاق فرماتا ہے یا تو مجھ پر ہنستا ہے حالانکہ تو مالک ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی (نورانی) ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں اور کہا جائے گا کہ وہ شخص جنت میں کم مرتبے والا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٥٤ ـ وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا رَجُلٌ يُّؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ اَعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِّنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُوْلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْيَاءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہونے والے آخری شخص اور جہنم سے نکلنے والے آخری شخص کو جانتا ہوں' اسے قیامت کے دن پیش کیا جائے گا اور فرمایا جائے گا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس کے سامنے پیش کرو' اور اس کے بڑے بڑے گناہ اس سے ہٹا لو تو اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں گے اور کہا جائے گا: فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں عمل کیا اور فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں عمل کیا' وہ کہے گا: ہاں! اور وہ انکار نہیں کر سکے گا' اور وہ اپنے بڑے بڑے گناہوں کے پیش ہونے سے ڈر رہا ہوگا' پھر اسے کہا جائے گا کہ تیرے ہر گناہ کے بدلے تیرے لیے ایک نیکی ہے' وہ عرض کرے گا: میں اپنے ایسے ایسے گناہ جانتا ہوں جنہیں یہاں دیکھ نہیں رہا' راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی (نورانی) ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ (مسلم)

٨٤٥٥ ـ وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِى الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا اُذِنَ لَهُمْ فِىْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ اَهْدٰى بِمَنْزِلِهٖ فِى الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ لَهٗ فِى الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمنین کو جہنم سے نجات دے دی جائے گی اور انہیں جنت ودوزخ کے درمیان ایک پل پر روک دیا جائے گا اور دنیا میں ان کے درمیان آپس میں ہونے والے ظلم وستم کا ایک دوسرے سے بدلہ لیا جائے گا حتیٰ کہ جب وہ پاک وصاف ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخلے کی اجازت دے دی جائے گی' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! ان میں سے کوئی شخص دنیا میں اپنے گھر سے جتنا واقف ہے' اس سے زیادہ وہ اپنے جنتی گھر کو پہچاننے والا ہوگا۔ (بخاری)

٨٤٥٦ ـ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِىَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر جنتی کو جنت میں داخل ہونے سے پہلے اس کا جہنمی ٹھکانا دکھا دیا جائے گا کہ اگر وہ گناہ کرتا (تو اس کا یہ ٹھکانا ہوتا) تاکہ وہ زیادہ شکر کرے اور ہر جہنمی کو جہنم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَّلَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِيَكُوْنَ عَلَيْهِ حَسْرَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

میں داخل ہونے سے پہلے اس کا جنتی ٹھکانا دکھا دیا جائے گا کہ اگر وہ نیکی کرتا (تو اس کا یہ ٹھکانا ہوتا) تا کہ وہ اس پر حسرت کرے۔ (بخاری)

٨٤٥٧ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت ودوزخ کے درمیان رکھ دیا جائے گا' پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا' پھر منادی نداء کرے گا: اے اہل جنت! اب کوئی موت نہیں' اور اے اہل جہنم! اب کوئی موت نہیں' تو اہل جنت کو خوشی پر خوشی اور اہل جہنم کو غم پر غم لاحق ہو گا۔ (بخاری ومسلم)

موت کو مینڈھے کی صورت میں پیش کرنے کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ موت کو لایا جائے گا' جب کہ ایک روایت میں ہے: ''علی صورۃ کبش املح'' موت کو چتکبرے مینڈھے کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ عالم آخرت میں ہر چیز کی صورت اور مثال پیش کی جائے گی' موت کو مینڈھے کی صورت میں' علم کو دودھ کی صورت میں اور ایمان کو سائبان کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ موت کو مینڈھے کی صورت میں لا کر ذبح کرنے میں حکمت یہ ہو گی کہ تمام لوگوں کو کامل یقین ہو جائے کہ اب موت نہیں آئے گی' اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ ان کے لیے اشارہ ہو گا' جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند کے بدلے بطور فدیہ مینڈھا ذبح ہوا تھا' اسی طرح آج تمہارے فدیہ میں موت کو مینڈھے کی شکل میں ذبح کر دیا گیا ہے' لہٰذا تم پر موت نہیں آئے گی' مینڈھے کی صفت ''املح'' ذکر کی' ''املح'' اسے کہتے ہیں جو سیاہ وسفید ہو' اس میں جہنمیوں اور جنتیوں کی صفت کی طرف اشارہ ہے۔ موت ذبح ہو گی تو اس سے اہل جنت میں خوشی کی لہر دوڑ جائے گی کہ اب یہ انعامات ہمارے لیے ہمیشہ ہمیشہ ہیں اور جہنمیوں کے غم میں اضافہ ہو جائے گا کہ اب ہم اس مصیبت سے کبھی بھی نجات حاصل نہیں کر سکیں گے۔

٨٤٥٨ ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اُطْلُبْنِيْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِيْ عَلَى الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّيْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: قیامت کے دن میری شفاعت فرمانا' آپ نے فرمایا: میں شفاعت کروں گا' میں نے عرض کیا: میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: جب تم مجھے تلاش کرو تو سب سے پہلے پل صراط پر تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر آپ پل صراط پر نہ ملے؟ فرمایا: پھر میزان کے پاس مجھے تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر میں نے آپ کو میزان کے پاس نہ پایا؟ فرمایا: پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ میں ان تین مقامات کے علاوہ کہیں نہیں ہوں گا۔ (ترمذی)

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِهَا

جنت اور اہل جنت کی صفات کا بیان

MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

جنت کی لغوی تحقیق

جنت کا لغوی معنی ہے: ڈھانپنا اور جیم نون والے حروف کی ترکیب ڈھانپنے اور پوشیدگی کے معنی کے لیے استعمال ہوتی ہے' اسی وجہ سے سایہ دار درختوں کو جنت کہتے ہیں کہ وہ بھی اپنے نیچے والی زمین کو ڈھانپ لیتے ہیں' پھر باغ کو بھی جنت کہنے لگے کیونکہ باغ میں سایہ دار درخت ہوتے ہیں' اس کے بعد ثواب کے گھر بہشت کے لیے جنت کا لفظ استعمال کیا گیا اور صحاح میں ہے کہ جنت کا معنی ہے: باغ اور بہشت۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۰۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

دارِ ثواب کو جنت اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں باغات ہیں یا اس لیے کہ وہ لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھی گئی ہے تاکہ غیب پر ایمان ہو یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۵۹ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِيْنَ مَالَا عَيْنٌ رَّاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ. (السجدہ:۱۷) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ انعامات تیار کر رکھے ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہیں' نہ کسی کان نے سنے ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے' اگر تم چاہو تو یہ آیہ کریمہ پڑھ لو: پس کسی شخص کو نہیں معلوم جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے (السجدہ: ۱۷)۔ (بخاری' مسلم)

۸۴۶۰ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِی الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ اَنْ تُحْمَلَ فِيْهَا عَلٰى فَرَسٍ مِّنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ يَطِيْرُ بِكَ فِی الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ اِلَّا فَعَلْتَ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِی الْجَنَّةِ اِبِلٌ قَالَ فَلَمْ يَقُلْ لَهٗ مَا قَالَ لِصَاحِبِهٖ فَقَالَ اِنْ يُّدْخِلَكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَّكَ فِيْهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل فرما دیا اور تم نے چاہا کہ تمہیں سرخ یاقوتی گھوڑے پر سوار کیا جائے اور تم جہاں چاہو وہ تمہیں اُڑا کر لے جائے تو تمہاری یہ آرزو پوری کر دی جائے گی' اور ایک آدمی نے سوال کیا' اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ ہیں؟ آپ نے اسے وہ جواب نہیں دیا جو اس کے ساتھی کو دیا تھا اور آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں داخل فرما دیا تو وہاں تیرے لیے وہ کچھ ہوگا جس کا تیرا دل خواہش کرے گا اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت حاصل ہوگی۔ (ترمذی)

۸۴۶۱ - وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ الْخَيْلَ اَفِی الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ اُتِيْتَ بِفَرَسٍ مِّنْ يَاقُوْتَةٍ لَّهٗ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے گھوڑوں سے محبت ہے' کیا جنت میں گھوڑے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو جنت میں داخل ہوا تو تجھے یاقوتی گھوڑا عطا کیا جائے گا' جس کے دو بازو ہوں گے اور تجھے اس پر سوار کیا جائے گا' پھر جہاں تو چاہے گا' وہ تجھے اُڑا کر لے جائے گا۔ (ترمذی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

٨٤٦٢ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَحَدَّثُ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ فِی الزَّرْعِ فَقَالَ لَهٗ اَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهٗ وَاسْتِوَاؤُهٗ وَاسْتِحْصَادُهٗ فَكَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُوْنَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّهٗ لَا يُشْبِعُكَ شَیْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهٗ اِلَّا قُرَيْشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرما رہے تھے اور آپ کی بارگاہ میں ایک دیہاتی شخص حاضر تھا' (آپ فرما رہے تھے) کہ ایک جنتی شخص اللہ تعالیٰ سے کھیتی کی اجازت طلب کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: کیا تو اپنی پسندیدہ حالت میں نہیں ہے؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! لیکن میں کاشت کرنا چاہتا ہوں' تو وہ بیج بوئے گا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے کھیتی اُگ آئے گی اور بڑی ہو جائے گی اور کاٹنے کے قابل ہو جائے گی اور وہ پہاڑوں کی طرح ہو جائے گی' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جو چاہتا تھا لے لے' تجھے تو کوئی چیز سیر نہیں کر سکتی' ایک دیہاتی نے عرض کیا: اللہ کی قسم! یہ مرد تو آپ کو قریش یا انصار میں ہی ملے گا کیونکہ وہی کھیتی باڑی کرتے ہیں' ہم تو کھیتی باڑی نہیں کرتے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے۔ (بخاری)

قریش کو کاشت کار کہنے کی وجہ

اس حدیث میں ہے کہ ایک دیہاتی نے عرض کیا: اللہ کی قسم! یہ مرد تو آپ کو قریش یا انصار میں سے ہی ملے گا کیونکہ وہی کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ قریش کو کھیتی باڑی کرنے والا کہا حالانکہ مکہ مکرمہ میں قریش کاشت کاری نہیں کرتے تھے' اس کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ آنے کے بعد مہاجرین صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی انصارِ مدینہ کے ساتھ مل کر کاشت کاری کرنے لگے تھے' لہٰذا دیہاتی نے قریش کو بھی کاشت کار کہا۔

٨٤٦٣ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ اِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِی الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهٗ وَوَضْعُهٗ وَسِنُّهٗ فِیْ سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهِیْ وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِذَا اشْتَهَى الْمُؤْمِنُ فِی الْجَنَّةِ الْوَلَدَ كَانَ فِیْ سَاعَةٍ وَلٰكِنْ لَّا يَشْتَهِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن جب جنت میں بیٹے کی خواہش کرے گا تو اس کا حمل اور بچہ پیدا ہونا اور اس کا بڑا ہونا' سب کچھ ایک ہی گھڑی میں ہو جائے گا' جس طرح وہ چاہے گا۔ اور اسحٰق بن ابراہیم نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ جب مؤمن جنت میں بیٹے کی خواہش کرے گا تو ایک ہی گھڑی میں ہو جائے گا لیکن وہ یہ خواہش نہیں کرے گا۔ (ترمذی)

٨٤٦٤ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَّا فِيْهَا شِرٰیٌ وَّلَا بَيْعٌ اِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَاِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً دَخَلَ فِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے' جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی مگر مردوں اور عورتوں کی حسین صورتیں ہوں گی' آدمی ان میں سے کسی صورت کی خواہش کرے گا تو وہ اس میں داخل ہو جائے گا (یعنی اسے بھی وہی صورت عطا فرما دی جائے گی)۔ (ترمذی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جنتی کے حسین صورت میں داخل ہونے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ جنتی جس حسین صورت کی خواہش کرے گا' اس میں داخل ہو جائے گا۔

علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں دو معانی کا احتمال ہے:

(۱) اس کا معنی یہ ہے کہ جنتیوں پر حسین صورتیں پیش کی جائیں گی' جب جنتی ان میں سے کسی صورت کی خواہش اور تمنا کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس جنتی کو وہی صورت عطا فرما دے گا۔

(۲) صورت سے مراد زیب و زینت ہے' اور مراد یہ ہے کہ جنتی اس بازار میں اپنے لیے حسین لباس' زیور اور تاج وغیرہ پسند کریں گے' جس طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی کی حسین صورت ہے' یعنی اس کی دلکش وضع قطع ہے۔ جب جنتی ان میں سے کسی لباس وغیرہ کی رغبت کرے گا تو اسے وہی عطا کر دیا جائے گا اور اس میں داخل ہونے سے مراد اس لباس وغیرہ کے ساتھ مزین ہونا ہے۔

دونوں معانی کی صورت میں جنتی کی صفت میں تبدیلی ہوگی' ذات میں تبدیلی نہیں ہوگی۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ دونوں احتمال اکٹھے بھی مراد ہو سکتے ہیں تا کہ حدیثِ انس کے ساتھ موافقت ہو جائے کہ اس حدیث میں ہے: جنت میں ایک بازار ہے' جنتی ہر جمعہ کو اس بازار میں آئیں گے تو شمالی ہوا چلے گی' جو ان کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبوئیں بکھیر دے گی اور ان کا حسن و جمال دوبالا ہو جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے مقتبس ہے: ''وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ'' (الزخرف:۷۱) ''وہاں ہر وہ چیز ہوگی جس کی ان کے نفس خواہش کریں گے اور جن سے ان کی آنکھیں لذت اندوز ہوں گی''۔ اور یہاں مخصوص مکان اور زمان کی قید مذکور ہے کہ یہ چیزیں ایک بازار میں ہوں گی اور جمعہ کے دن ہوں گی' اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن انعامات کی زیادتی' جنتیوں کے اجتماع اور ان کی باہمی ملاقات کا دن ہوگا' لہٰذا خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۶۵ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَّاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيْحُ الشِّمَالِ فَتَحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَقُوْلُوْنَ وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے' جنتی ہر جمعہ کو اس بازار میں آئیں گے تو شمالی ہوا چلے گی اور ان کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبوئیں بکھیر دے گی اور ان کا حسن و جمال زیادہ ہو جائے گا' وہ اپنے گھر والوں کی طرف اس حالت میں واپس لوٹیں گے کہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہوگا تو ان کے اہل خانہ ان سے کہیں گے: قسم بہ خدا! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہوا ہے' وہ جواب دیں گے: بہ خدا! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ (مسلم)

جنتیوں کے ہر جمعہ کو بازار میں آنے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ جنت میں ایک بازار ہے' جنتی ہر جمعہ کو اس بازار میں آئیں گے۔

اس کی تشریح میں علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بازار اہل جنت کے اکٹھا ہونے کا مقام ہوگا جہاں وہ ہر جمعہ یعنی ہفتہ کے بعد آئیں گے اور یہاں حقیقی ہفتہ مراد نہیں کیونکہ جنت میں سورج نہیں ہوگا اور رات دن نہیں ہوں گے' میں کہتا ہوں: وہاں رات دن کے اوقات کی پہچان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

انوار کے پردے چھوڑ دینے اور اٹھا لینے کے ساتھ ہوگی‘ جس طرح کہ بعض احادیث میں آیا ہے‘ اسی طرح جمعہ وعید وغیرہ کے ایام کی پہچان ہوگی اور جامع میں ہے کہ جنتی‘ جنت کے اندر علماء کرام کے محتاج ہوں گے کہ وہ ہر جمعہ کے روز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: تم جو چاہے تمنا کرو‘ تو وہ علماء کرام کی طرف متوجہ ہوں گے اور کہیں گے کہ ہم کیا تمنا کریں؟ تو علماء کرام انہیں بتائیں گے کہ فلاں فلاں تمنا کرو‘ لہٰذا لوگ جس طرح دنیا میں علماء کرام کے محتاج ہیں‘ اسی طرح جنت میں بھی علماء کرام کے محتاج ہوں گے۔ ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جمعہ کے دن کو جنت میں یوم المزید کا نام دیا جائے گا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دن باقی ایام سے ممتاز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۷‘ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٤٦٦ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ لَقِيَ اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فِيْ سُوْقِ الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ اَفِيْهَا سُوْقٌ قَالَ نَعَمْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُؤْذَنُ لَهُمْ فِيْ مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهٗ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ فَيُوْضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ لُّؤْلُؤٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ يَّاقُوْتٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَيَجْلِسُ اَدْنَاهُمْ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُوْرِ مَا يَرَوْنَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكُرَاسِيِّ بِاَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ نَرٰى رَبَّنَا قَالَ نَعَمْ هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا لَا قَالَ كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ وَلَا يَبْقٰى فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ اِلَّا حَاضَرَهُ اللّٰهُ مُحَاضَرَةً حَتّٰى يَقُوْلَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ اَتَذْكُرُ يَوْمَ قُلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيُذَكِّرُهٗ بِبَعْضِ غَدَرَاتِهٖ فِي الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَفَلَمْ تَغْفِرْلِيْ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِيْ بَلَغَتْ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ فَبَيْنَاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِّنْ فَوْقِهِمْ فَاَمْطَرَتْ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی‘ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں اکٹھا فرما دے‘ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا جنت میں بازار ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو وہاں اپنے اعمال کی فضیلت کے مطابق ٹھہریں گے‘ پھر انہیں دنیاوی ایام میں جمعہ کے دن کی مقدار کے برابر موقع دیا جائے گا اور وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے اور ان کے سامنے اللہ تعالیٰ اپنا عرش ظاہر فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ جنت کے ایک باغ میں ان کے سامنے جلوہ فرما ہوگا‘ اور ان کے لیے نور کے‘ مروارید کے‘ یاقوت کے‘ زمرد کے‘ سونے کے اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے‘ اور ان میں سے ادنیٰ جنتی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے حالانکہ ان میں کوئی بھی گھٹیا نہیں ہوگا اور ٹیلوں پر بیٹھے ہوئے جنتیوں کو کرسیوں والے اپنے آپ سے افضل مقام پر بیٹھے ہوئے محسوس نہیں ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! کیا تم چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: اسی طرح تم اپنے رب کے دیکھنے میں بھی شک نہیں کرو گے‘ اور اس مجلس میں موجود ہر شخص سے اللہ تعالیٰ بلا واسطہ کلام فرمائے گا‘ یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص کو فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! کیا تجھے یاد ہے کہ تو نے فلاں فلاں دن ایسے ایسے کہا تھا‘ اللہ تعالیٰ اسے اس کی دنیا میں بعض عہد شکنیاں یاد دلائے گا‘ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا‘ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں! میری مغفرت کی وسعت سے تو اس مقام پر پہنچا ہے‘ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ انہیں اوپر سے ایک بادل آ کر ڈھانپ لے گا اور ان پر پاکیزہ خوشبو برسائے گا‘ اس جیسی خوشبو انہوں نے کبھی نہیں پائی ہوگی‘ اور ہمارا رب ارشاد فرمائے گا: جو عزت و کرامت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عَلَيْهِمْ طِيْبًا لَمْ يَجِدُوْا مِثْلَ رِيْحِهٖ شَيْئًا قَطُّ وَيَقُوْلُ رَبُّنَا قُوْمُوْا اِلٰى مَا اَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوْا مَا اشْتَهَيْتُمْ فَنَاْتِيْ سُوْقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ فِيْهَا مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُوْنُ اِلٰى مِثْلِهٖ وَلَمْ تَسْمَعِ الْاٰذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوْبِ فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا لَيْسَ يُبَاعُ فِيْهَا وَلَا يُشْتَرٰى وَفِيْ ذٰلِكَ السُّوْقِ يَلْقٰى اَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ فَلْيَقْبِلِ الرَّجُلُ ذُوالْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوْعُهٗ مَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا يَنْقَضِيْ اٰخِرُ حَدِيْثِهٖ حَتّٰى يَتَخَيَّلَ عَلَيْهِ مَا هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّحْزَنَ فِيْهَا ثُمَّ نَنْصَرِفُ اِلٰى مَنَازِلِنَا فَيَتَلَقَّانَا اَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَاِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ اَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ فَنَقُوْلُ اِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّنَا اَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

میں نے تمہارے لیے تیار کر رکھی ہے اس کی طرف جاؤ! جس چیز کی تمہیں خواہش ہے وہ لے لو پھر ہم ایسے بازار میں داخل ہوں گے جسے ملائکہ نے ڈھانپ رکھا ہوگا' اس بازار میں ایسی چیزیں ہوں گی' جن کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی ہوگی' نہ کانوں نے سنی ہوگی نہ دلوں میں ان کا خیال گزرا ہوگا' ہم جس چیز کی خواہش کریں گے' وہ اٹھا کر ہمیں دے دی جائے گی' اس بازار میں خرید و فروخت نہیں ہوگی' جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے فرمایا کہ ایک بلند مرتبہ جنتی آ کر اپنے سے کم مرتبہ والے جنتی سے ملاقات کرے گا حالانکہ ان میں کوئی بھی گھٹیا نہیں ہوگا تو کم مرتبے والا جنتی اعلیٰ جنتی کے لباس کو دیکھ کر غمگین ہو جائے گا' ابھی اس کی بات کا آخری حصہ بھی ختم نہیں ہوگا کہ اسے محسوس ہوگا کہ میرا لباس اس سے اچھا ہے' اور یہ اس لیے ہوگا کہ جنت میں کسی کے لیے غمگین ہونا مناسب نہیں' پھر ہم اپنے گھروں کی طرف واپس لوٹیں گے اور ہم سے ہماری بیویاں ملاقات کریں گی اور ہمیں کہیں گی: خوش آمدید! اھلاً وسھلاً! ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو گیا ہے' ہم کہیں گے: بے شک ہم اپنے جبار رب کی مجلس میں بیٹھے ہیں اور ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اسی طرح پلٹ کر آئیں' جس حالت میں ہم پلٹ کر آئے ہیں۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

٨٤٦٧ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِيْنِ يَرْفَعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا يَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيْدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْاَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوْبٰى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جمع ہیں جو ایسی آوازیں بلند کرتی ہیں' جن کی مثل مخلوق نے آوازیں نہیں سنیں' وہ کہتی ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں' کبھی فنا نہیں ہوں گی' ہم خوش رہنے والیاں ہیں' کبھی غمگین نہیں ہوں گی' ہم راضی رہنے والیاں ہیں' کبھی ناراض نہیں ہوں گی' اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔ (ترمذی)

٨٤٦٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک کوڑے کی جگہ' دنیا اور اس کے تمام ساز و سامان سے بہتر ہے۔ (بخاری)

٨٤٦٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَوْ اَنَّ اِمْرَاَةً

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام چلنا دنیا اور اس کے تمام ساز و سامان سے بہتر ہے اگر ایک جنتی عورت زمین کی طرف جھانکے تو جنت اور زمین کی درمیانی جگہ کو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مِنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَّلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

روشن کر دے گی اور جنت اور زمین کی درمیانی جگہ کو خوشبو سے بھر دے گی اور جنتی عورت کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس کے تمام ساز و سامان سے بہتر ہے۔ (بخاری)

۸۴۷۰ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَوْ اَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِّمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر جنت کی اتنی چیز ظاہر ہو جائے، جسے ناخن اٹھا سکتا ہے تو زمین و آسمان کے درمیان تمام جگہ مزین و روشن ہو جائے گی اور اگر کوئی جنتی جھانکے اور اس کا کنگن ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو ختم کر دے گی، جس طرح سورج ستاروں کی روشنی کو ماند کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

۸۴۷۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے، جس کے سائے میں سوار سو سال تک چلتا رہے تو اسے طے نہیں کر سکے گا، اور جنت میں تم میں سے کسی ایک شخص کی کمان ان تمام چیزوں سے بہتر ہے، جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۸۴۷۲ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ لَهُ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى قَالَ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ اَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةُ رَاكِبٍ شَكَّ الرَّاوِيْ فِيْهَا فَرَاشُ الذَّهَبِ كَاَنَّ ثَمَرَهَا الْقِلَالُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جب کہ آپ کے سامنے سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر کیا گیا، آپ نے فرمایا: سوار اس کی شاخوں کے سائے میں سو سال چلتا رہے گا، یا اس کے سائے میں سو سوار پناہ لیں گے۔ راوی کو اس میں شک ہے، اس میں سونے کے پروانے ہیں، اس کا پھل بڑے بڑے مٹکوں کی طرح ہے۔ (ترمذی)

۸۴۷۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ اِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ہر درخت کا تنا سونے کا ہے۔ (ترمذی)

۸۴۷۴ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَ يُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ يُعْطٰى قُوَّةَ مِائَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کو جنت میں اتنی اتنی عورتوں سے جماع کی طاقت دی جائے گی، عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا وہ اس کی طاقت رکھے گا، آپ نے فرمایا: اسے سو آدمیوں کی قوت دی جائے گی۔ (ترمذی)

۸۴۷۵ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَّاحِدَةٍ مُّجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا وَفِي رِوَايَةٍ طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِّنْهَا اَهْلٌ مَّا يَرَوْنَ الْاٰخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جنت میں مؤمن کے لیے ایک کھوکھلے (اندر سے خالی) موتی کا خیمہ ہے، جس کی چوڑائی، اور ایک روایت میں ہے کہ جس کی لمبائی ساٹھ میل ہے، اس کے ہر گوشے میں مؤمن کے اہل خانہ ہیں، جنہیں دوسرے نہیں دیکھتے، مؤمن ان کے پاس آتا جاتا رہے گا اور (مؤمن کے لیے) دو جنتیں ہیں، جن کے برتن ور ساز و سامان چاندی کا ہے اور دو جنتیں سونے کی ہیں، جن کے برتن اور ساز و سامان سونے کا ہے، اور جنتِ عدن میں لوگوں کے اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی کبریائی والی چادر کی رکاوٹ حائل ہو گی۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٧٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَاءِ قُلْنَا الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا قَالَ لَبِنَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَّمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْاَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَّدْخُلُهَا يَنْعَمُ وَلَا يَبْاَسُ وَيَخْلُدُ وَلَا يَمُوْتُ وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: پانی سے، ہم نے عرض کیا: جنت کی عمارت کس چیز کی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اور اس کا گارا خالص تیز خوشبو والی کستوری ہے، اور اس کے سنگریزے مروارید اور یاقوت ہیں، اور اس کی مٹی زعفران ہے، جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ خوش حال رہے گا، تنگ دست نہیں ہوگا، ہمیشہ رہے گا، فوت نہیں ہوگا، ان کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور ان کی جوانی ختم نہیں ہوگی۔
(مسند احمد، ترمذی، دارمی)

٨٤٧٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَبْاَسُ وَلَا يَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو جنت میں داخل ہوگا، آرام میں رہے گا، تکلیف میں مبتلا نہیں ہوگا اور اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور اس کی جوانی ختم نہیں ہوگی۔ (مسلم)

٨٤٧٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُّرْدٌ كُحْلِيٌّ لَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ وَلَا يَبْلٰى ثِيَابُهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنتی (زائد) بالوں سے پاک وصاف، بے ریش، سرگیں آنکھوں والے ہوں گے، ان کی جوانی ختم نہیں ہوگی اور نہ ہی ان کے کپڑے پرانے ہوں گے۔ (ترمذی، دارمی)

٨٤٧٩ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُّرْدًا مُّكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءَ ثَلَاثِيْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ سَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنتی، جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ وہ (زائد) بالوں سے پاک و صاف، بے ریش، سرگیں آنکھوں والے، تیس یا تینتیس سال کی عمر کے ہوں گے۔ (ترمذی)

٨٤٨٠ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُنَادِيْ

حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک نداء دینے والا نداء دے گا کہ تمہارے لیے یہ انعام ہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْأَسُوْا أَبَدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہ تم تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے اور تمہارے لیے یہ انعام ہے کہ تم زندہ رہو گے، کبھی فوت نہیں ہو گے اور تمہارے لیے یہ انعام ہے کہ تم جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تمہارے لیے یہ انعام ہے کہ تم نعمتوں میں رہو گے، کبھی تنگی میں مبتلا نہیں ہو گے۔ (مسلم)

٨٤٨١ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَهْلُ الْجَنَّةِ قَالَ النَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ وَلَا يَمُوْتُ أَهْلُ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: کیا جنتی سوئیں گے؟ آپ نے فرمایا: نیند موت کی بہن ہے اور جنتی مریں گے نہیں۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٨٤٨٢ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ كَأَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَّا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَّا يَسْقَمُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ اٰنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَأَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوَقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْأَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ أَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی صورت میں داخل ہو گا، پھر ان کے بعد جو لوگ آئیں گے، وہ آسمان میں چمک دار ستاروں سے زیادہ درخشندہ ہوں گے، ان سب کے دل ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے، ان کے درمیان کوئی اختلاف اور بغض نہیں ہو گا، ان میں سے ہر مرد کے لیے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے دو بیویاں ہوں گی، حسن و جمال کی بناء پر ان کی پنڈلیوں کا مغز ہڈیوں اور گوشت کے اندر سے نظر آئے گا، وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے، وہ بیمار نہیں ہوں گے، نہ پیشاب اور پاخانہ کریں گے، نہ تھوکیں گے، نہ ناک صاف کریں گے، ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، اور ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن عود ہندی ہو گا، اور ان کا پسینہ مشک کی طرح ہو گا، ان کی سیرت ایک آدمی جیسی ہو گی، وہ اپنے باپ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت کے مطابق آسمان کی طرف ساٹھ گز لمبے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے گروہ کا بیان

اس حدیث میں ہے جنت میں سب سے پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی صورت میں داخل ہو گا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

یہ پہلا گروہ انبیاء و اولیاء کی جماعت ہے۔ شارح نے اسی طرح بیان کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس پہلے گروہ سے خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام مراد ہیں اور یہ جنت میں چودھویں رات کے چاند کی صورت میں داخل ہوں گے اور سورج کی صورت میں داخل ہونا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص ہے۔ اس کے بعد الفاظ حدیث ہیں کہ پھر وہ لوگ داخل ہوں گے جو آسمان میں چمک دار ستاروں سے زیادہ درخشندہ ہوں گے، اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مرتبہ میں پہلے گروہ کے قریب ہوں گے اور یہ اولیاء، علماء اور شہداء اور صلحاء کی جماعت ہو گی اور ان سب کے دل ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے، یعنی سب میں باہمی اتفاق و محبت ہو گا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٤٨٣ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَّرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنتی جنت میں کھائیں پئیں گے' تھوکیں گے نہیں' نہ پیشاب و پاخانہ کریں گے نہ ناک صاف کریں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ان کے کھانے کا کیا ہوگا؟ فرمایا: ڈکار آئے گی اور مشک کی طرح خوشبودار پسینہ آئے گا' ان کے دلوں میں تسبیح وتحمید کا القاء کیا جائے گا' جس طرح سانس آتا جاتا ہے۔ (مسلم)

٨٤٨٤ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُ وُجُوْهِهِمْ عَلٰى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلٰى مِثْلِ اَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِی السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يُّرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَاءِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جنت میں جو گروہ داخل ہوگا' ان کے چہروں کی روشنی چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگی' اور دوسرا گروہ آسمان میں درخشاں حسین ترین ستارے کی مثل ہوگا' ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی' ہر بیوی پر ستر پوشاکیں ہوں گی' جن کے اندر سے اس کی پنڈلی کا مغز دکھائی دے گا۔ (ترمذی)

حورِعین کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ ہر جنتی کی حورِعین سے دو بیویاں ہوں گی۔ حور' حوراء کی جمع ہے' یہ اسے کہا جاتا ہے جس کی آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی شدید ہو اور عین' عیناء کی جمع ہے' جس کا معنی ہے: کشادہ آنکھ والی' لہٰذا حورِعین بڑی بڑی سخت سیاہ آنکھوں والی عورت کو کہتے ہیں۔ حدیث سے مراد یہ ہے کہ ہر جنتی کی اس صفت والی دو بیویاں ہوں گی' اس کے علاوہ مزید بیویاں بھی ہو سکتی ہیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہاں تثنیہ تکرار کے لیے ہے' تعیین کے لیے نہیں' جس طرح قرآن مجید میں ہے: "اِرْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ" (الملک: ۴) "بار بار نظر کرو" (یہ معنی نہیں کہ دوبار ہی نظر کرو) اسی طرح یہاں بھی یہ معنی نہیں کہ صرف دو بیویاں ہوں گی' بلکہ یہ معنی ہے کہ متعدد بیویاں ہوں گی) کیونکہ ایک جنتی کو کثیر تعداد میں حوریں عطا ہوں گی۔

حوروں کی تعداد کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ ہر جنتی مرد کی دو بیویاں ہوں گی اور اس کے بعد حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ ادنیٰ جنتی کے اسّی ہزار خادم اور بہتّر بیویاں ہوں گی۔ بہ ظاہر دونوں احادیث میں تعارض ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ان دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ ہر جنتی کی ایسی صفت والی دو بیویاں ہوں گی' جن کے اندر سے ان کی پنڈلی کا مغز دکھائی دے گا' اور ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کے علاوہ انہیں کثیر تعداد میں حورِعین عطا کی جائیں جو اس صفت کی حامل نہ ہوں' اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ دنیاوی عورتوں سے دو بیویاں ہوں گی اور ادنیٰ جنتی کو بہتّر بیویاں ملیں گی' دو دنیاوی عورتیں ہوں گی اور ستّر حورِعین ہوں گی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

۸۴۸۵ - **وَعَنْهُ** عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَنَّةِ لَيَتَّكِئُ فِي الْجَنَّةِ سَبْعِيْنَ مَسْنَدًا قَبْلَ اَنْ يَّتَحَوَّلَ ثُمَّ تَاْتِيْهُ امْرَاَةٌ فَتَضْرِبُ عَلٰى مَنْكِبِهٖ فَيَنْظُرُ وَجْهَهٗ فِيْ خَدِّهَا اَصْفٰى مِنَ الْمِرْاٰةِ وَاِنَّ اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ عَلَيْهَا تُضِيْءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَتُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَيَرُدُّ السَّلَامَ وَيَسْاَلُهَا مَنْ اَنْتِ فَتَقُوْلُ اَنَا مِنَ الْمَزِيْدِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ عَلَيْهَا سَبْعُوْنَ ثَوْبًا فَيَنْفُذُهَا بَصَرُهٗ حَتّٰى يَرٰى مُخَّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَاءِ ذٰلِكَ وَاِنَّ عَلَيْهَا مِنَ التِّيْجَانِ اِنَّ اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ مِّنْهَا لَتُضِيْءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں آدمی پہلو بدلنے سے پہلے ستر تکیوں سے ٹیک لگائے گا' پھر اس کے پاس ایک عورت آئے گی اور (اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے) اس کے کندھے پر ہاتھ مارے گی' وہ اس کے رخسار میں آئینے سے زیادہ صاف اپنا چہرہ دیکھے گا' اور اس عورت پر جو ادنیٰ موتی ہوگا' وہ مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کردے گا' وہ عورت اسے سلام کرے گی' یہ شخص اس کے سلام کا جواب دے کر اس سے پوچھے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گی: میں زائد نعمت ہوں اور بے شک اس عورت پر ستر کپڑے ہوں گے اور آدمی کی نگاہ ان کپڑوں سے پار گزر جائے گی' حتیٰ کہ وہ ان کے اندر سے اس کی پنڈلی کا مغز دیکھے گا' اور بے شک اس عورت پر تاج ہوں گے' جن کا ادنیٰ موتی مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کردے گا۔ (مسند احمد)

۸۴۸۶ - **وَعَنْهُ** قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِيْ لَهٗ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ خَادِمٍ وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ زَوْجَةً وَتُنْصَبُ لَهٗ قُبَّةٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ وَيَاقُوْتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ اِلٰى صَنْعَاءَ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ يُرَدُّوْنَ بَنِيْ ثَلَاثِيْنَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَزِيْدُوْنَ عَلَيْهَا اَبَدًا وَكَذٰلِكَ اَهْلُ النَّارِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اِنَّ عَلَيْهِمُ التِّيْجَانَ اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ مِّنْهَا لَتُضِيْءُ بِهٖ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ادنیٰ جنتی کے اسّی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کے لیے مروارید' زمرد اور یاقوت کا خیمہ لگایا جائے گا' جس کی وسعت جابیہ اور صنعاء کی درمیانی مسافت جتنی ہوگی' اور اسی سند سے روایت ہے کہ فرمایا: جو جنتی شخص جنتیوں کی عمر کبھی بھی تیس سال سے زائد نہیں ہوگی' اسی طرح جہنمی ہوں گے' اور اسی سند سے ہے کہ فرمایا: جنتیوں کے تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ موتی مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کردے گا۔ فوت ہوا' چاہے وہ چھوٹا یا بڑا ہو' جنت میں اسے تیس سال کا بنا دیا جائے گا' اور جنتیوں کی عمر کبھی بھی تیس سال سے زائد نہیں ہوگی' اسی طرح جہنمی ہوں گے' اور اسی سند سے ہے کہ فرمایا: جنتیوں کے تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ موتی مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کردے گا۔

۸۴۸۷ - **وَعَنْهُ** اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ تَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوْا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنتی لوگ اوپر بالا خانوں میں رہنے والوں کو اس طرح دیکھیں گے' جس طرح تم مشرق ومغرب کے کنارے پر دور سے روشن ستارے کو دیکھتے ہو اور یہ بلندی ان کے مراتب کے فرق کی بناء پر ہوگی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مقامات ہوں گے جہاں تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا' آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسولوں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْمُرْسَلِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کی تصدیق کی۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٨٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَّا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان ایک سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ (ترمذی)

٨٤٨٩ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ لَوْ اَنَّ الْعَالَمِيْنَ اجْتَمَعُوْا فِيْ اِحْدَاهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں، اگر تمام جہان والے ایک درجے میں اکٹھے ہو جائیں تو وہ سب اس میں سما جائیں گے۔ (ترمذی)

جنتی درجات کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ جنت میں سو درجات ہیں۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

ابن ملک نے کہا ہے کہ یہاں سو سے کثرت مراد ہے اور درجہ سے مراد سیڑھی ہے کہ جنت میں کثیر سیڑھیاں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ درجات سے بلند مراتب مراد ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللّٰهِ'' (آل عمران: ۱۶۳) ''ان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں مختلف مراتب ہیں'' یعنی ان کے نیک اعمال کے اعتبار سے ان کے مختلف درجات ہیں، جس طرح جہنمیوں کے ان کے کفر کی شدت کے اعتبار سے مختلف نچلے طبقات ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے: ''اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ'' بے شک منافقین سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٤٩٠ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ (الواقعہ: ۳۴) قَالَ ارْتِفَاعُهَا لَكَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وفرش مرفوعة'' کی تفسیر میں فرمایا: ان کی بلندی اتنی ہوگی جتنی زمین و آسمان کے درمیان مسافت ہے یعنی پانچ سو سال کی مسافت۔ (ترمذی)

٨٤٩١ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَاهَا دَرَجَةً مِّنْهَا تَفْجُرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْاَرْبَعَةُ وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُوْنُ الْعَرْشُ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ كِتَابِ الْجِهَادِ وَفِيْ بَابِ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ مَعَ تَفَاوُتٍ يَّسِيْرٍ وَاَيْضًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ بَابِ فَضْلِ الْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں، ہر درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے، جتنا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان ہے، اور فردوس ان میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے، جس سے جنت کی چاروں نہریں نکلتی ہیں، اس کے اوپر عرش ہے، جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔ (ترمذی)
امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے کتاب الجہاد میں بہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور باب ''کان عرشه علی الماء'' میں معمولی اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی یہ روایت باب ''فضل الجهاد فی سبيل الله'' میں ذکر فرمائی ہے۔

٨٤٩٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْكَوْثَرُ قَالَ ذَاكَ نَهْرٌ أَعْطَانِيهِ اللّٰهُ يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ أَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ فِيهِ طَيْرٌ أَعْنَاقُهَا كَأَعْنَاقِ الْجُزُرِ قَالَ عِمْرَانُ هٰذِهِ لَنَاعِمَةٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَتُهَا أَنْعَمُ مِنْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

گیا: کوثر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ جنت میں ایک نہر ہے‘ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے‘ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے‘ اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں قربانی کے لیے پالے ہوئے اونٹوں کی طرح ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ پرندے تو بڑے خوش حال ہوں گے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ خوش حال ہوں گے۔ (ترمذی)

٨٤٩٣ - وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرُ الْمَاءِ وَبَحْرُ الْعَسَلِ وَبَحْرُ اللَّبَنِ وَبَحْرُ الْخَمْرِ ثُمَّ تَشَقَّقُ الْأَنْهَارُ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ مُعَاوِيَةَ.

حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں پانی کا دریا ہے اور شہد کا دریا ہے اور دودھ کا دریا ہے اور شراب کا دریا ہے‘ پھر ان سے نہریں نکلتی ہیں۔ (ترمذی‘ دارمی نے اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

٨٤٩٤ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيلُ كُلٌّ مِّنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سیحان‘ جیحان‘ فرات اور نیل‘ یہ سب جنت کی نہریں ہیں۔ (مسلم)

سیحان‘ جیحان‘ فرات اور نیل کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ سیحان‘ جیحان‘ فرات اور نیل میں سے ہر ایک جنت کی نہروں میں سے ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

بالاتفاق فرات کوفہ کی نہر اور نیل مصر کی نہر کا نام ہے‘ البتہ سیحان اور جیحان کی تعیین میں اختلاف ہے‘ بعض نے کہا ہے کہ سیحان شام کی ایک نہر اور جیحان بلخ کی ایک نہر ہے‘ بعض نے کہا: سیحون ترک کی نہر ہے اور جیحون بلخ کی نہر ہے اور سیحان و جیحان اور نہریں ہیں جو ارمن کے علاقہ میں ہیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جوھری کا یہ کہنا غلط ہے کہ جیحان شام کی نہر ہے‘ اور اس پر اتفاق ہے کہ جیحون خراسان کی نہر ہے۔ بعض نے کہا: سیحون‘ سندھ کی نہر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۱۴‘ مطبوعہ تیج کمار لکھنو)

ان چاروں نہروں کو جنتی انہار کیوں فرمایا گیا؟ اس کی توجیہ میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ان چاروں انہار کو جنتی انہار اس لیے فرمایا گیا کیونکہ ان کا پانی شیریں اور زود ہضم ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کی برکتیں ہیں‘ اور انہیں یہ شرف حاصل ہے کہ ان پر انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لاتے رہے اور ان کا پانی نوش فرماتے رہے‘ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی عجوہ نامی کھجور کے متعلق فرمایا کہ وہ جنتی پھل ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنتی انہار کی اصول کے یہ نام ہوں تاکہ پتا چلے کہ ان چار دنیاوی انہار کے بدلے یہ جنتی نہریں ہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان دنیاوی نہروں اور جنتی نہروں کے یہ مشترک اسماء ہوں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان چاروں نہروں کے پانی کی مٹھاس اور ان کے کثیر منافع کی بناء پر انہیں یہ نام دیئے گئے ہیں‘ گویا کہ یہ جنتی نہریں ہیں‘ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان چاروں نہروں سے مراد جنتی نہروں کی اصول ہوں اور ان چاروں نہروں کو یہ نام اس لیے دیا گیا ہو کہ اہل عرب کے ہاں دنیاوی نہروں میں سب سے بڑی اور سب سے مشہور اور سب سے زیادہ میٹھی اور سب سے زیادہ

MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

مفید یہی نہریں ہیں' لہٰذا تشبیہ وتمثیل کے طور پر یہ نام دیئے گئے ہیں تا کہ پتا چلے کہ ان نہروں کے بدلے جنت میں یہ انہار ہیں' اور دنیا میں جتنے منافع اور انعامات کی اقسام ہیں' وہ اخروی انعامات ومنافع کے نمونے ہیں' اسی طرح دنیا میں تمام تکالیف اور موذی چیزیں اخروی عذاب کا نمونہ ہیں' اور شرح مسلم میں علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان انہار کے جنت میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان نہروں کے علاقے میں رہنے والے لوگ مؤمن ہیں اور ان نہروں کے پانی سے سیراب ہونے والے لوگ جنتی ہیں۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کلمات کا ظاہری معنی مراد ہے اور یہ نہریں جنت کے مادہ سے تخلیق ہوئی ہیں' کیونکہ اہل سنت کے نزدیک جنت آج بھی موجود ہے اور مسلم شریف کی کتاب الایمان میں حدیث اسراء میں ہے کہ فرات اور نیل جنت سے جاری ہوتی ہیں اور بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنتہٰی کی جڑ سے جاری ہوتی ہیں اور معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے سب سے نچلے درجے میں ایک جنتی چشمے سے اس نہر کو حضرت جبریل علیہ السلام کے پروں پر اتارا' انہوں نے ان نہروں کو پہاڑوں میں بطور ودیعت رکھا اور زمین میں جاری کر دیا اور اس میں لوگوں کے لیے منافع رکھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ'' ''اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازے کے مطابق''۔ یاجوج ماجوج کے ظہور کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام زمین سے قرآن' علم' حجر اسود' مقام ابراہیم' تابوتِ موسیٰ اور ان نہروں کو اٹھالیں گے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ O'' (المؤمنون:۱۸) ''اور ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں O''۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۹۵ - وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ قَالَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِىْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا وَاللّٰهِ لَتُمْلَاَنَّ وَلَقَدْ ذُكِرَلَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَّهُوَ كَظِيْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عتبہ بن غزوان بیان کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ اگر جہنم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے تو وہ جہنم میں ستر سال تک نیچے جاتا رہے گا اور اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا' بہ خدا! جہنم ضرور بالضرور بھر دی جائے گی' اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت کا فاصلہ ہے اور اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ ہجوم کی وجہ سے بھرا ہوا ہوگا۔ (مسلم)

۸۴۹۶ - وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ اُمَّتِى الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهٗ مَسِيْرَةُ الرَّاكِبِ الْمُجَوِّدِ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّهُمْ لَيُضْغَطُوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى تَكَادَ مَنَاكِبُهُمْ تَزُوْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت کے جس دروازے سے میری امت داخل ہوگی' اس کی چوڑائی تیز رفتار گھڑ سوار کے تین دن یا تین سال کی مسافت کے برابر ہے' اس کشادگی کے باوجود اس میں لوگ ایک دوسرے پر گریں گے' حتیٰ کہ قریب ہوگا کہ ان کے کندھے نکل جائیں۔ (ترمذی)

۸۴۹۷ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایسے لوگ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ (مسلم)

۸۴۹۸ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنتیو! وہ عرض کریں گے: ہم تیری فرماں برداری کے لیے حاضر ہیں اور بھلائی ساری کی ساری تیرے ہاتھ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبِّ وَاَيَّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں' تو نے ہمیں وہ انعامات عطا فرمائے ہیں' جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمائے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے افضل چیز نہ عطا فرماؤں؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! اس سے افضل کیا چیز ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تم پر اپنی رضا نازل فرما دی ہے' اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٩٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنٰى مَقْعَدِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى وَيَتَمَنّٰى فَيَقُوْلُ لَهٗ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم میں سے ادنیٰ مرتبے والے شخص سے فرمائے گا: تمنا کر! وہ تمنا کرے گا اور تمنا کرے گا' پھر اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: کیا تو نے تمنا کر لی ہے؟ وہ عرض کرے گا: ہاں! اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تو نے جو تمنا کی ہے' وہ بھی تجھے ملے گا اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی ملے گا۔ (مسلم)

٨٥٠٠ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی' جن میں اس امت کی اسی صفیں ہوں گی اور باقی امتوں کی چالیس صفیں ہوں گی۔

(ترمذی' دارمی' بیہقی' کتاب البعث والنشور)

بَابُ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان

٨٥٠١ - عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾ (طٰہٰ:١٣٠) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً عنقریب تم اپنے رب کو بلا حجاب دیکھو گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا: یقیناً تم عنقریب اپنے رب کا اس طرح دیدار کرو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو' اور اس کے دیکھنے میں تم کسی قسم کی تنگی محسوس نہیں کرو گے' اگر تم سے ہو سکے کہ طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب سے پہلے والی نمازیں فوت نہ ہوں تو پھر ایسا کرو اور یہ نمازیں فوت نہ ہونے دو' پھر حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو' طلوعِ آفتاب سے پہلے اور غروبِ آفتاب سے پہلے (طٰہٰ:١٣٠)۔ (بخاری ومسلم)

٨٥٠٢ - وَعَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُلُّنَا يَرٰى

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم میں سے ہر شخص قیامت کے دن خلوت میں اپنے رب کا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رَبَّهُ مُخْلِيًا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ وَمَا اٰيَةُ ذٰلِكَ فِيْ خَلْقِهِ قَالَ يَا اَبَا رَزِيْنٍ اَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَرَى الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مُخْلِيًا بِهِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَاِنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

دیدار کرے گا؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! میں نے عرض کیا: مخلوق میں اس کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اے ابورزین! کیا تم میں سے ہر شخص چودھویں رات کا چاند خلوت میں نہیں دیکھتا' عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: چاند بھی تو اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ تو بڑی بزرگی اور عظمت والا ہے۔ (ابوداؤد)

٨٥٠٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَّمَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهِ وَاَزْوَاجِهِ وَنَعِيْمِهِ وَخَدَمِهِ وَسُرُرِهِ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهِ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَاَ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝﴾ (القیامہ:٢٢-٢٣) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ادنیٰ مرتبے والا شخص اپنے باغات' بیویوں' انعامات' خدام اور اپنے تختوں کی طرف دیکھے گا جو ایک ہزار سال کی مسافت تک پھیلے ہوئے ہوں گے' اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا شخص صبح شام اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا' پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ پڑھی: کچھ چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے ۝ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوئے ۝ (القیامہ: ٢٢-٢٣) (مسند احمد' ترمذی)

٨٥٠٤ - وَعَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيُرْفَعُ الْحِجَابُ فَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۝ (یونس:٣٦) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم مزید کوئی اور نعمت چاہتے ہو' جو میں تمہیں عطا فرماؤں' تو وہ عرض کریں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے سفید اور روشن نہیں بنائے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا اور جہنم سے نجات عطا نہیں فرمائی؟ پھر حجاب اٹھا دیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار کریں گے اور انہیں اپنے رب کے دیدار سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوگی' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: نیکی والوں کے لیے نیکی ہے اور مزید انعام (یونس:٢٦)۔ (مسلم)

٨٥٠٥ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمِهِمْ اِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَاِذَا الرَّبُّ قَدْ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ قَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝﴾ (یٰسٓ:٥٨) قَالَ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيْمِ مَا دَامُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقٰى نُوْرُهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنتی' جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے کہ اچانک ان کے اوپر بلندی سے ایک نور ظاہر ہوگا' وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے تو ان کے اوپر ان کا رب جلوہ فرما ہوگا اور فرمائے گا: اے جنتیو! تم پر سلامتی ہو' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مراد یہی ہے: ان پر سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہوا ۝ (یٰسٓ:٥٨) آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر فرمائے گا' وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور جب تک اس کا دیدار کرتے رہیں گے' کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے حجاب فرما لے گا اور اس کا نور باقی رہ جائے گا۔ (ابن ماجہ)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

وَسُئِلَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (القیامہ:٢٣) فَقِيْلَ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ اِلٰى ثَوَابِهٖ فَقَالَ مَالِكٌ كَذَبُوْا فَاَيْنَ هُمْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ O﴾ (المطففین:١٥) قَالَ مَالِكٌ النَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَعْيُنِهِمْ وَقَالَ لَوْ لَمْ يَرَ الْمُؤْمِنُوْنَ رَبَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يُعَيِّرِ اللّٰهُ الْكُفَّارَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ O﴾ (المطففین:١٥) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''الی ربھا ناظرۃ'' کے متعلق سوال کیا گیا اور عرض کیا گیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ثواب کی طرف دیکھیں گے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے بے خبر ہیں' ہاں ہاں! بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں O (المطففین: ١٥)۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے' اور فرمایا: اگر مومنین قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ کفار کو حجاب پر عار نہ دلاتا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ہاں ہاں! بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں O (المطففین: ١٥)۔ (شرح السنہ)

٨٥٠٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى O﴾ (النجم:١١) ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى O﴾ (النجم:١٣) قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا O (النجم: ١١) اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا O (النجم: ١٣) کے متعلق فرمایا: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کو دو بار دیکھا۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ قَالَ عِكْرِمَةُ اَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ (الانعام:١٠٣) ﴿وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾ (الانعام:١٠٣) قَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ اِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهٗ وَقَدْ رَاٰى رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا' حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں: آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں' (الانعام: ١٠٣) انہوں نے جواب دیا: تم پر افسوس! یہ تو اس وقت ہے جب وہ اپنے خاص نور کے ساتھ جلوہ فرما ہو' جو اس کا ذاتی نور ہے' اور آپ نے اپنے رب تعالیٰ کو دوبار دیکھا ہے۔

٨٥٠٧ - وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتّٰى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا بَنُوْ هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ اِنَّ اللّٰهَ قَسَّمَ رُؤْيَتَهٗ وَكَلَامَهٗ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَّمُوْسٰى فَكَلَّمَ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ وَرَاٰهُ مُحَمَّدٌ مَّرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهٗ شَعْرِيْ قُلْتُ رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَاْتُ ﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى O﴾ (النجم:١٨) فَقَالَتْ اَيْنَ تَذْهَبُ بِكَ اِنَّمَا هُوَ جِبْرِيْلُ مَنْ

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے عرفہ کے دن (مقام عرفات میں) ملاقات کی اور ان سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا' تو انہوں نے تکبیر کہی حتیٰ کہ اس سے پہاڑ گونج اٹھے' تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم بنو ہاشم ہیں' تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار اور اپنا کلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو مرتبہ کلام کیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دو مرتبہ دیدار کیا ہے۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا' اور میں نے عرض کیا: کیا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهٗ اَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِّمَّا اُمِرَ بِهٖ اَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ (لقمان: ۳۴) فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ وَلٰكِنَّهٗ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَمْ يَرَهٗ فِيْ صُوْرَتِهٖ اِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَمَرَّةً فِيْ اَجْيَادٍ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى الشَّيْخَانِ مَعَ زِيَادَةٍ وَّاخْتِلَافٍ وَّفِيْ رِوَايَتِهِمَا قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَاَيْنَ قَوْلُهٗ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى O (النجم: ۸-۹) قَالَتْ ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْتِيْهِ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ وَاِنَّهٗ اَتَاهُ بِهٰذِهِ الْمَرَّةِ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهٗ فَسَدَّ الْاُفُقَ.

ایسی بات کہی ہے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں' میں نے عرض کیا: ٹھہریئے! پھر میں نے آیہ مبارکہ تلاوت کی: بے شک انہوں نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں O (النجم:۱۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم کہاں پھر رہے ہو؟ وہ تو حضرت جبریل علیہ السلام تھے' جس نے تمہیں بتایا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا آپ کو جو احکامات دیئے گئے ہیں' ان میں سے کسی حکم کو چھپایا ہے یا آپ ان پانچ چیزوں کو جانتے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل فرماتا ہے' (لقمان:۳۴) تو اس نے بہت بڑا بہتان باندھا ہے' البتہ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے' آپ نے جبریل امین کو ان کی اصلی صورت میں صرف دوبار دیکھا ہے' ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک مرتبہ مقام اجیاد میں' ان کے چھ سو پَر تھے' جن سے آسمان کے کنارے بھر گئے تھے۔ (ترمذی) اور امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے کچھ اضافے اور اختلاف کے ساتھ اسے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مفہوم ہے؟ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا' پھر خوب اتر آیا O تو اس جلوے اور اس محبوب کے درمیان کمان کے دو سروں کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم O (النجم:۸-۹)۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے' جو آپ کی بارگاہ میں انسانی صورت میں آئے تھے اور اس دفعہ وہ آپ کے پاس اپنی اصلی صورت میں حاضر ہوئے تو آسمان کے کناروں کو بھر دیا۔

۸۵۰۸ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِيْ قَوْلِهٖ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى O (النجم:۹) وَفِيْ قَوْلِهٖ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى O (النجم:۱۱) وَفِيْ قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى O (النجم:۱۸) قَالَ فِيْهَا كُلِّهَا رَاٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فكان قاب قوسين او ادنٰى O" اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ما كذب الفواد ما راى O" اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لقد راى من آيات ربه الكبرى O" کے متعلق فرمایا کہ ان سب میں آپ نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا' جن کے چھ سو پَر تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى O (النجم:۱۱) قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلَ فِيْ حُلَّةٍ مِّنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَاَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ کہا: "ما كذب الفواد ما راى O" (دل نے اسے نہ جھٹلایا جو کچھ دیکھا O) اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل امین کو سبز ریشمی جوڑے میں دیکھا' انہوں نے زمین وآسمان کی درمیانی جگہ کو بھر دیا تھا' اور ترمذی و بخاری کی روایت میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لقد راى

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَلَـهٗ وَلِلْبُخَارِيِّ فِيْ قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ رَاٰى رَفْرَفًا اَخْضَرَ سَدَّ اُفُقَ السَّمَاءِ.

من آیات ربه الکبریٰ O'' کی تفسیر میں ہے کہ فرمایا: آپ نے باریک سبز ریشم دیکھا' جس نے آسمان کا کنارہ بھر دیا۔

۸۵۰۹ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُوْرٌ اِنِّيْ اَرَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ نور ہے' بلاشبہ میں نے اسے دیکھا ہے۔ (مسلم)

دیدارِ الٰہی کا بیان

اس باب کی احادیث میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان ہے' اس سلسلہ میں چند باتیں قابلِ غور ہیں کہ آیا اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً ممکن ہے یا نہیں؟ اور دیدارِ الٰہی ممکن ہونے کی صورت میں دنیا میں کسی کے لیے اللہ تعالیٰ کا دیدار ثابت ہے یا نہیں؟ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا نہیں؟ اور شرفِ دیدار کی صورت میں آپ نے بہ چشم سر اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا دل کی آنکھوں سے؟ اہل سنت وجماعت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً جائز ہے اور دنیا میں بھی دیدارِ الٰہی ممکن ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کے لیے اس کا وقوع ثابت نہیں' البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا' دنیا میں خواب کے اندر اللہ تعالیٰ کا دیدار اولیائے کاملین کے لیے ثابت ہے اور شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدارِ الٰہی کرنے کے مسئلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار فرماتی ہیں اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کا اس اثبات فرماتے ہیں۔ اکثر علماء کے نزدیک سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نظریہ ہی راجح ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نظریہ کا مدار کسی حدیث پر نہیں' بلکہ انہوں نے قرآن مجید کی آیت سے استدلال کیا ہے' اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا مدار قیاس پر نہیں اور ایسا مسئلہ جو عقل سے مستنبط نہ ہو سکے' اس میں صحابی کا قول سماع پر محمول ہوتا ہے کہ صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر بیان کیا ہے' لہٰذا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات دیدار کا اثبات کرتی ہیں اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات اس کی نفی کرتی ہیں اور مثبت ونافی روایات میں تعارض کے وقت ضابطہ یہی ہے کہ مثبت روایات کو ترجیح ہوتی ہے' لہٰذا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہی راجح ہے اور اکثر علماء کے نزدیک اسی کو ترجیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا' اور یہ آپ کی خصوصیت ہے جو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بھی کسی کو حاصل نہیں اور یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل المرسلین اور افضل الخلق ہونے کی ایک دلیل ہے۔ تمام انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی گواہی دی لیکن سب نے سن کر گواہی دی تھی جب کہ کامل گواہی یہ ہوتی ہے کہ دیکھ کر گواہی دی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل گواہ بن کر تشریف لائے اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کی گواہی کو مکمل فرمادیا اور اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر اس کے وجود کی گواہی دی' اور یہ آپ ہی وہ عظیم الشان فضیلت وخصوصیت ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی' نیز اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کی عطاء سے علم غیب ثابت ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات غیب الغیب ہے' جب اللہ تعالیٰ نے غیب الغیب ذات کو محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخفی نہیں رکھا تو اور کوئی غیب آپ سے کیسے پوشیدہ ہوسکتا ہے؟ اسی حقیقت کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یوں بیان فرمایا ؎

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

علامہ سعدالدین تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۱ھ رؤیت باری تعالیٰ کے جواز پر دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی رؤیت عقلاً جائز ہے' عقلاً جائز ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر عقل کو خالی چھوڑ دیا جائے تو جب تک رؤیت باری کے

ممتنع ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو‘ عقل اس کے ممتنع ہونے کا حکم نہیں لگائے گی اور اصل یہی ہے کہ امتناع پر کوئی دلیل قائم نہیں اور جائز ہونے کے لیے اتنی بات ہی ضروری ہے‘ لہٰذا جو کوئی رؤیت باری تعالیٰ کے ممتنع ہونے کا دعویٰ کرے گا‘ اس کے ذمہ دلیل لازم ہے۔

اہلِ حق نے رؤیت کے امکان پر دو دلیلیں پیش کی ہیں‘ ایک دلیلِ عقلی اور دوسری دلیلِ نقلی۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ ہم یہ بات قطعی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ اعیان (یعنی اجسام وغیرہ) اور اعراض (یعنی رنگ وغیرہ) کی رؤیت ثابت ہے کیونکہ ہم دیکھنے کے ذریعے دو جسموں میں اور دو عرضوں (دو رنگوں وغیرہ) میں فرق کرتے ہیں (اگر یہ چیزیں دیکھی نہ جاتیں تو دیکھنے کے ساتھ ان میں فرق نہ ہو سکتا‘ لہٰذا ثابت ہوا کہ عین اور عرض کا ایک مشترک حکم ہے کہ دونوں کو دیکھا جا سکتا ہے) اور مشترک حکم کے لیے مشترک علت اور سبب بھی ضروری ہے‘ اور ان کی مشترک علت یا وجود ہوگی یا ان کا حادث ہونا علت ہوگی یا ان کا ممکن ہونا علت ہوگی‘ کیونکہ کوئی اور چیز ان دونوں میں مشترک نہیں۔ حدوث کہتے ہیں عدم کے بعد وجود کو (یعنی جو چیز پہلے معدوم ہو‘ موجود نہ ہو بعد میں اس کا وجود آئے‘ وہ حادث ہوتی ہے) اور امکان کا معنی وجود کی ضرورت کا عدم (یعنی جس کا وجود ضروری نہ ہو‘ لہٰذا حدوث اور امکان دونوں کے معنی میں عدم ہے) اور عدم علت نہیں ہو سکتی‘ لہٰذا وجود ہی علت بن سکتا ہے (لہٰذا رؤیت کی علت وجود ہوا) اور وجود اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر میں مشترک ہے (کہ اللہ تعالیٰ بھی موجود ہے اور اس کا غیر بھی موجود ہے) جب اللہ تعالیٰ کی ذات میں رؤیت کی علت پائی گئی تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن ہے اور نقلی دلیل یہ ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے رؤیت کا سوال کیا: ”رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ“ اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کروا میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں‘ اگر اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن نہ ہوتی تو رؤیت کی طلب سے لازم آتا کہ موسیٰ علیہ السلام کو علم نہیں تھا کہ کون سی چیز اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے اور کون سی چیز جائز نہیں؟ یا رؤیت کی طلب بے وقوفی ہوتی یا عبث ہوتی یا محال چیز کی طلب ہوتی اور انبیاء کرام علیہم السلام ان سب چیزوں سے پاک ہیں‘ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کے سوال سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن ہے‘ نیز اللہ تعالیٰ نے رؤیت کو پہاڑ کے استقرار پر معلق فرمایا کہ اگر پہاڑ اپنی جگہ برقرار رہا تو دیدار ہو جائے گا اور پہاڑ کا استقرار ممکن ہے اور ممکن چیز پر جو معلق ہو وہ بھی ممکن ہوتا ہے‘ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رؤیت بھی ممکن ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اس میں اختلاف ہے کہ شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا نہیں؟ اور وقوع میں اختلاف‘ ممکن ہونے کی دلیل ہے۔

(شرح العقائد ص ۶۹‘ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ‘ کراچی)

مؤمنین کو آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا‘ اس پر دلائل پیش کرتے ہوئے علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۱ھ لکھتے ہیں:

آخرت میں مؤمنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہونے پر (کتاب‘ حدیث متواتر اور اجماع سے) دلیل سمعی وارد ہے۔

کتاب اللہ سے دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌO اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌO کچھ چہرے اس روز تروتازہ ہوں گےO اپنے رب کو دیکھتے ہوئےO

(القیامہ: ۲۲۔۲۳)

اور حدیث پاک سے دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر۔ بے شک تم اپنے رب کا ایسے دیدار کرو گے جس طرح چودھویں رات کا چاند دیکھتے ہو۔

یہ حدیث مشہور ہے اور اسے اکیس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا ہے اور اجماع سے بھی دلیل قائم ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا اور اس پر اجماع ہے کہ اس سلسلہ میں وارد آیات اپنے ظاہری معانی پر محمول ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

(شرح العقائد ص ۷۲، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

خواب میں سلف صالحین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا، اس کے متعلق شرح عقائد اور شرح عقائد کی شرح نبراس میں ہے:

خواب میں دیدارِ الٰہی بہت سے سلف صالحین سے منقول ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور امام المعبرین محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا اور غموں سے نجات پائے گا۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ افضل عبادت کون سی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تلاوتِ قرآن۔ حمزہ قاری سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اوّل سے لے کر آخر تک سارے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ (نبراس شرح، شرح العقائد ص ۲۶۰، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدارِ الٰہی ہونے کے مسئلہ میں مختلف اقوال کا ذکر کرتے ہوئے علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدارِ الٰہی ہونے کے مسئلہ میں سلف و خلف کے مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے، وہ اس کا انکار کرتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا مشہور قول بھی یہی ہے۔ مسروق نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تیری بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں، تم سے جو آدمی حدیث بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، اس نے یقیناً جھوٹ بولا ہے۔ مسروق نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰیO فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰیO" (النجم: ۸-۹) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ جبریل ہیں، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں انسانی صورت میں حاضر ہوتے تھے، اس دفعہ وہ اپنی اصلی صورت میں حاضر ہوئے اور آسمان کے کناروں کو بھر دیا، جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ دل سے دیدار ہوا، یہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث ہے: میں نے اسے آنکھ سے نہیں دیکھا لیکن دل سے دوبار دیکھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ کیا آپ نے اپنے رب کا دیدار کیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔ اسے ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

تیسرا قول: یہ ہے کہ آنکھ سے رؤیت ثابت ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مشہور روایت یہی ہے۔ شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کا بھی یہی نظریہ ہے اور شرح نووی میں ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک تیسرا قول راجح ہے، اور چوتھا قول یہ ہے کہ اس مسئلہ میں توقف کیا جائے گا۔ (نبراس شرح، شرح العقائد ص ۴۷۴، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ المتوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

سلف کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رؤیت کا انکار کیا ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ میں مختلف روایات ہیں، اور ایک جماعت نے اس کا اثبات کیا ہے۔ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حلف اٹھا کر کہا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے، اور ابن خزیمہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اثبات کا قول ذکر کیا ہے، جب ان کے پاس سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے انکار کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے سختی کے ساتھ رؤیت کا اثبات کیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اصحاب بھی اسی کے قائل ہیں۔ کعب احبار، زہری، معمر اور دوسرے حضرات نے اسی پر

جزم کیا ہے۔ امام اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے اکثر متبعین کا یہی قول ہے' پھر قائلین رؤیت کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کیا ہے یا دل سے؟ امام احمد رحمہ اللہ سے اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس مسئلہ میں مطلق روایات بھی ہیں کہ آپ نے رب کو دیکھا اور مقید روایات بھی ہیں کہ دل سے دیکھا اور مطلق روایات کو مقید روایات پر محمول کرنا واجب ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا اور امام حاکم رحمہ اللہ نے بھی اس کی تصحیح کی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے خلت ہو اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کلام ہو اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رؤیت ہو۔

ابن خزیمہ نے بھی اسے مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا' اور ابن اسحٰق نے روایت کیا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کسی کو بھیجا اور سوال کیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: ہاں! اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى O'' (النجم:۱۱) ''وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى O'' (النجم:۱۳) کی تفسیر میں فرمایا کہ آپ نے دو بار اپنے رب کا دل سے دیدار کیا۔ ابن مردویہ نے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے اپنے رب کو آنکھوں سے نہیں دیکھا' اپنے دل سے دیکھا ہے' لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثبات اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی کو جمع کرنا ممکن ہے کہ نفی کی روایات رؤیت بصری پر محمول ہیں اور اثبات کی روایات رؤیت قلبی پر محمول ہیں اور رؤیت قلبی سے دل کا دیکھنا مراد ہے' محض علم مراد نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا علم تو دائمی طور پر تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں اسی طرح رؤیت پیدا فرما دی جس طرح آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اگرچہ عادتِ جاریہ یہ ہے کہ رؤیت آنکھ میں پیدا ہوتی ہے لیکن عقلاً رؤیت کے لیے کوئی مخصوص چیز شرط نہیں۔

(فتح الباری ج ۸ ص ۴۹۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال ہو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثبات میں موافقت کیسے ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ نفی کو رؤیت بصری پر محمول کیا جائے گا اور اثبات کو رؤیت قلبی پر محمول کیا جائے گا۔ اس پر دلیل مسلم کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا۔ ابن مردویہ کی روایت میں زیادہ صراحت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا' محض دل سے دیکھا ہے۔ قرطبی نے اس مسئلہ میں توقف کو ترجیح دی ہے اور اسے محققین کی جماعت کی طرف منسوب کیا ہے اور قوی قرار دیا ہے' کیونکہ اس باب میں کوئی قطعی دلیل نہیں' دونوں گروہوں کے دلائل متعارض ہیں' تاویل کو قبول کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ عملیات سے متعلق نہیں کہ اس میں ظنی دلائل کافی ہوں بلکہ یہ اعتقادیات سے ہے اور اس میں دلیل قطعی ہی کافی ہو سکتی ہے۔ ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں اثبات کی طرف میلان کیا ہے اور اس میں تفصیل کے ساتھ دلائل پیش کیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو اس پر محمول کیا ہے کہ رؤیت دو مرتبہ واقع ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ آنکھ کے ساتھ' ایک مرتبہ دل کے ساتھ۔ واللہ اعلم۔ (عمدۃ القاری ج ۱۹ ص ۱۹۹' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو شبِ اسراء سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ اس پر دلیل سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث ہے' اور اس کا اثبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سننے کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی حدیث کی بناء پر رؤیت کا انکار نہیں فرمایا' اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ اسے ضرور پیش کرتیں۔ انہوں نے محض آیات

www.waseemziyai.com
MAKTABA-E-ILMI ISLAMIA ACADEMY

سے استنباط پر اعتماد کیا ہے۔ہم ان آیات کے جواب کی وضاحت کرتے ہیں۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا استدلال اس آیت سے ہے:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ. (الانعام:۱۰۳) آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں اور وہ سب آنکھوں کا ادراک کرتا ہے۔

اس کا جواب ظاہر ہے کہ ادراک سے احاطہ مراد ہے اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ جب آیہ مبارکہ میں احاطہ کی نفی ہے تو اس احاطہ کے بغیر رویت کی نفی لازم نہیں آتی۔

دوسری دلیل یہ آیہ مبارکہ ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا. (الشوریٰ:۵۱) کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ۔

اس کے کئی جوابات ہیں:

(۱) دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دیکھنے کے وقت کلام بھی کیا ہو ہوسکتا ہے کہ بغیر کلام کے رویت پائی جائے۔

(۲) یہ آیت عام مخصوص البعض ہے مخصص گزشتہ دلائل ہیں۔

(۳) یہاں وحی سے بلا واسطہ کلام مراد ہے۔

جمہور مفسرین کا نظریہ ہے کہ "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى O" (النجم:۱۱) سے مراد ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے پھر ان قائلین کا آپس میں اختلاف ہے۔ایک جماعت نے کہا کہ آپ نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا ہے اپنی آنکھ سے نہیں دکھا اور ایک جماعت کا نظریہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔امام ابوالحسن واحدی نے کہا کہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا ہے۔ابن عباس ابوذر اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ آپ نے دل سے دیدار کیا ہے اس کے مطابق آپ نے رب کو رویت صحیحہ کے ساتھ دیکھا ہے اس طرح کہ اللہ عزوجل نے آپ کے دل میں آنکھ رکھ دی یا آپ کے دل کے لیے آنکھ پیدا فرما دی حتیٰ کہ آپ نے صحیح رویت کے ساتھ دیدار الٰہی کیا جس طرح آنکھ سے دیکھا جاتا ہے اور مفسرین کی ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔حضرت عکرمہ حسن اور ربیع کا یہی قول ہے۔(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۹ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاَهْلِهَا جہنم اور اہل جہنم کی صفات کا بیان

جہنم کی وجہ تسمیہ

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

جہنم آخرت کی آگ کا نام ہے یہ جہامت سے ماخوذ ہے اور جہامت ناپسندیدہ منظر کو کہتے ہیں بعض نے کہا: جہنم فارسی زبان کا لفظ ہے اصل میں جہنام ہے اور بعض نے کہا کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ اہل عرب کے قول "بئر جهنام" سے ماخوذ ہے۔"بئر جهنام" انتہائی گہرے کنویں کو کہتے ہیں آخرت کی آگ کو انتہائی گہرائی کی بناء پر جہنم کا نام دیا گیا ہے۔

(اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین ج ۱۴ ص ۵۳۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۸۵۱۰ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اگر یہی ہوتی تو کافی تھی آپ نے فرمایا: وہ آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصہ زائد

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

لَكَافِيَةٌ قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ نَارُكُمُ الَّتِيْ يُوْقِدُ ابْنُ اٰدَمَ وَفِيْهَا عَلَيْهَا وَكُلُّهَا بَدَلَ عَلَيْهِنَّ وَكُلُّهُنَّ.

ہے اور اس کے ہر حصے کی گرمی اس آگ کی گرمی کی طرح ہے۔ (بخاری ومسلم) یہ لفظ بخاری کے ہیں اور مسلم شریف کی روایت میں ہے: تمہاری وہ آگ جس کو انسان روشن کرتے ہیں' اور مسلم شریف میں ''علیھن'' اور ''کلھن'' کی بجائے ''علیھا'' اور ''کلھا'' کے الفاظ ہیں۔

جہنم کی آگ کی شدت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تمہاری آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اگر یہی ہوتی تو کافی تھی' آپ نے فرمایا: وہ آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصہ زائد ہے اور اس کے ہر حصے کی گرمی اس آگ کی گرمی کی طرح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ جہنم کی آگ صرف کافی نہیں بلکہ حکمت کے پیش نظر اس آگ کا دنیاوی آگ سے زیادہ سخت ہونا ضروری ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب' لوگوں کے عذاب سے زیادہ شدید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب وسنت میں اکثر مقام پر باقی اقسام عذاب کی بجائے آگ کا ذکر زیادہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَا اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ○ (البقرہ:۱۷۵) تو انہیں آگ پر کتنا صبر ہے○

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ. (البقرہ:۲۴) تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

دنیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بطورِ نمونہ آخرت کی آگ کا ایک حصہ ظاہر فرمایا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۱۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: روزِ قیامت سب سے ہلکے عذاب والے جہنمی کو آگ کی دو جوتیاں پہنادی جائیں گی' جوتیوں کی حرارت سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔ اب غور کرو کہ ہلکے عذاب والے شخص کی یہ حالت ہے تو سخت عذاب والے کی کیا حالت ہوگی' جب تمہیں جہنم کی آگ میں شک ہو تو اپنی انگلی آگ کے قریب کرو اور اندازہ لگاؤ اور یہ بات جان لو کہ تمہارا اندازہ غلط ہوگا کیونکہ دنیا کی آگ کو جہنم کی آگ سے کوئی مناسبت نہیں' لیکن چونکہ دنیا میں سب سے سخت عذاب آگ کا ہے' اس لیے جہنم کی آگ کی پہچان دنیاوی آگ کے ذریعے کروائی گئی ہے' اگر اہل جہنم کو دنیاوی آگ ملے تو وہ جہنم کی آگ سے بھاگ کر خوشی خوشی دنیاوی آگ میں چھلانگ لگادیں۔ (احیاء علوم الدین ج ۴ ص ۵۴۴' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

۵۵۱۱- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ عَلَى النَّارِ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى احْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى ابْيَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم کی آگ کو ہزار سال تک بھڑکایا گیا' یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی' پھر اسے ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی' پھر اسے ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی' پس وہ آگ سیاہ تاریک ہے۔ (ترمذی)

جہنم پیدا ہو چکی ہے

اس حدیث میں ہے کہ جہنم کی آگ کو ہزار سال تک بھڑکایا گیا' یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جہنم کی آگ پیدا ہو چکی ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

اہل سنت و جماعت کا یہی نظریہ ہے۔ معتزلہ اور اہل بدعت کی ایک جماعت اس کے خلاف ہے' ہماری تائید اس آیت سے ہوتی ہے:
''اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ O'' (البقرہ: ۲۴) ''آگ کافروں کے لیے تیار کردی گئی ہے O''۔ ''اعدت'' ماضی مجہول کا صیغہ ہے (جو اس بات کی دلیل ہے کہ آگ پیدا ہوگئی ہے)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۱۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۵۱۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَصَاصَةً مِّثْلَ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ اُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَهِيَ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَغَتِ الْاَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ وَلَوْ اَنَّهَا اُرْسِلَتْ مِنْ رَّاْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ اَنْ تَبْلُغَ اَصْلَهَا اَوْ قَعْرَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس کے برابر سیسہ آسمان سے زمین کی طرف چھوڑا جائے' جب کہ زمین و آسمان کی درمیانی مسافت پانچ سو سال کا سفر ہے تو یہ سیسہ رات سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا' اور اگر اسے زنجیر کے کنارے سے نیچے کی طرف چھوڑا جائے تو وہ اس کی جڑ یا اس کی گہرائی تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال شب و روز چلتا رہے گا۔ (ترمذی)

۸۵۱۳ - وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِيْ جَهَنَّمَ لَوَادِيًا يُّقَالُ لَهٗ هَبْهَبٌ يَسْكُنُهٗ كُلُّ جَبَّارٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جسے ''ہبہب'' کہا جاتا ہے' اس میں ہر جبار و سرکش شخص ٹھہرے گا۔ (ترمذی)

۸۵۱۴ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِّنْ نَّارٍ يَّتَصَعَّدُ فِيْهِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا وَيَهْوِيْ بِهٖ كَذٰلِكَ فِيْهِ اَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صعود' آگ کا ایک پہاڑ ہے' جس پر (جہنمی) ستر سال تک چڑھتا رہے گا' اور ستر سال تک نیچے گرتا رہے گا' یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا۔ (ترمذی)

۸۵۱۵ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَسُرَادِقُ النَّارِ اَرْبَعَةُ جُدُرٍ كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً جہنم کے احاطہ کی چار دیواریں ہیں' ان میں سے ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (ترمذی)

۸۵۱۶ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٍ كَاَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا وَاِنَّ فِي النَّارِ عَقَارِبَ كَاَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُوْكَفَةِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں بختی اونٹوں جیسے سانپ ہیں' وہ کسی جہنمی کو ایک مرتبہ ڈسیں گے' تو وہ جہنمی چالیس سال تک اس کا درد محسوس کرتا رہے گا' اور بے شک جہنم میں پالان والے خچروں کی طرح بچھو ہیں' وہ کسی جہنمی کو ایک مرتبہ ڈس لیں گے تو وہ چالیس سال تک اس کی تکلیف محسوس کرتا رہے گا۔ (مسند احمد)

۸۵۱۷ - وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُكَوَّرَانِ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَمَا ذَنْبُهُمَا فَقَالَ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَكَتَ الْحَسَنُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حدیث پاک بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن چاند اور سورج کو پنیر کے ٹکڑوں کی صورت میں لپیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا' حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان دونوں کا کیا گناہ ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک بیان کرتا ہوں' اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ (بیہقی' کتاب البعث والنشور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ جب حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ چاند اور سورج کا کیا گناہ ہے؟ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تمہیں حدیثِ رسول سنا رہا ہوں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کی مراد یہ تھی کہ تم واضح نص کے مقابلہ میں قیاس پیش کر رہے ہو اور عمل کو جہنم میں داخل ہونے کا سبب قرار دے رہے ہو' اللہ جو چاہے فرماتا ہے اور جو ارادہ کرے اس کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ سورج اور چاند تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطیع ہیں اور جہنم تو کفار اور نافرمانوں کی سزا کا گھر ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے جواب کا معنی یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا' وہ تمہیں بتا دیا' اس سے زائد مجھے علم نہیں۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ سوال بھی اچھا تھا اور جواب بھی مستحسن تھا' نیز چاند اور سورج کو جہنم میں داخل کرنے سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ انہیں عذاب ہوگا' جس طرح جہنم کے خازن فرشتے جہنم میں ہوں گے مگر انہیں عذاب نہیں ہوگا۔ بعض علماء نے کہا کہ چاند اور سورج کی پوجا کی جاتی ہے' لہٰذا ان کے پرستاروں کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے سورج اور چاند کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۱۸ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ كَالْمُهْلِ. (المعارج: ۸) اَيْ كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَاِذَا قُرِّبَ اِلٰى وَجْهِهٖ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''کالمھل'' کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد زیتون کے تیل کی تلچھٹ ہے جب اسے جہنمی کے چہرے کے قریب کیا جائے گا' تو جہنمی کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔ (ترمذی)

۸۵۱۹ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ يُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍO يَتَجَرَّعُهٗ. (ابراہیم: ۱۶-۱۷) قَالَ يُقَرَّبُ اِلٰى فِيْهِ فَيَكْرَهُهٗ فَاِذَا اُدْنِيَ مِنْهُ شَوٰى وَجْهَهٗ وَوَقَعَتْ فَرْوَةُ رَاْسِهٖ فَاِذَا شَرِبَهٗ قَطَّعَ اَمْعَاءَهٗ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهٖ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ﴾ (محمد: ۱۵) وَيَقُوْلُ ﴿وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ﴾ (الکہف: ۲۹) رَوَاهُ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''یسقی من ماء صدیدO'' اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گاO کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ جہنمی کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو جہنمی اسے ناپسند کرے گا اور جب اس کے قریب ہوگا تو جہنمی کا چہرہ بھون ڈالے گا' اور اس کے سر کی کھال اس پانی میں گر پڑے گی' اور جب جہنمی اسے پئے گا' تو وہ اس کی انتڑیاں کاٹ ڈالے گا' حتیٰ کہ اس کے پچھلے مقام سے باہر نکل جائے گا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی انتڑیاں کاٹ ڈالے گا' (محمد: ۱۵) اور ارشاد فرماتا ہے: اور اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں تو ان کی فریاد رسی اس پانی سے ہوگی' جو کھولتے ہوئے دھات کی طرح ہے کہ ان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

اَلتِّرْمِذِیُّ.

کے منہ بھون دے گا' کیا ہی برا اپینا ہے (الکہف:۲۹)۔ (ترمذی)

۸۵۲۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَمِیْمَ لَیُصَبُّ عَلٰی رُؤُسِهِمْ فَیَنْفُذُ الْحَمِیْمُ حَتّٰی یَخْلُصَ اِلٰی جَوْفِهٖ فَیَسْلُتُ مَا فِیْ جَوْفِهٖ حَتّٰی یَمْرُقَ مِنْ قَدَمَیْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ یُعَادُ كَمَا كَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گرم پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا تو وہ کھولتا ہوا پانی گزر کر جہنمی کے پیٹ تک جا پہنچے گا اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے' اسے کاٹ کر رکھ دے گا' یہاں تک کہ اس کے قدموں سے نکل جائے گا' اور یہی صہر ہے' پھر اسے دوبارہ پہلی والی حالت میں کر دیا جائے گا۔ (ترمذی)

۸۵۲۱ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِّنْ غَسَّاقٍ یُّهْرَاقُ فِی الدُّنْیَا لَاَنْتَنَّ اَهْلَ الدُّنْیَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر جہنمیوں کے جسموں سے بہنے والی پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو پوری دنیا میں بدبو اور تعفن پھیل جائے۔ (ترمذی)

۸۵۲۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ ﴿اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝﴾ (آل عمران:۱۰۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا لَاَفْسَدَتْ عَلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ مَعَایِشَهُمْ فَكَیْفَ بِمَنْ یَّكُوْنُ طَعَامُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا' مگر مسلمان ہو کر O (آل عمران:۱۰۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو تمام زمین والوں کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی' پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا' جس کا کھانا ہی یہی ہوگا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۸۵۲۳ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُلْقٰی عَلٰی اَهْلِ النَّارِ الْجُوْعُ فَیَعْدِلُ مَا هُمْ فِیْهِ مِنَ الْعَذَابِ فَیَسْتَغِیْثُوْنَ فَیُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ مِّنْ ضَرِیْعٍ لَّا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ فَیَسْتَغِیْثُوْنَ بِالطَّعَامِ فَیُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِیْ غُصَّةٍ فَیَذْكُرُوْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْا یُجِیْزُوْنَ الْغُصَصَ فِی الدُّنْیَا بِالشَّرَابِ فَیَسْتَغِیْثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَیُرْفَعُ اِلَیْهِمُ الْحَمِیْمُ بِكَلَالِیْبِ الْحَدِیْدِ فَاِذَا دَنَتْ مِنْ وُّجُوْهِهِمْ شَوَتْ وُجُوْهَهُمْ فَاِذَا دَخَلَتْ بُطُوْنَهُمْ قَطَّعَتْ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ فَیَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ ﴿اَلَمْ تَكُ تَاْتِیْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰی قَالُوْا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں پر بھوک مسلط کر دی جائے گی اور وہ انہیں جہنم میں ہونے والے باقی عذاب کے برابر ہو گی' تو وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی کرتے ہوئے انہیں آگ کے کانٹوں والا کھانا دیا جائے گا' جو کھانا نہ موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا' پھر وہ کھانے کے لیے فریاد کریں گے تو انہیں ایسا کھانا دیا جائے گا جو گلے میں اٹک جائے گا' انہیں یاد آئے گا کہ دنیا میں کھانے کا پھندا لگ جانے کی صورت میں پانی کے ذریعہ وہ کھانا نگلتے تھے' لہٰذا وہ پانی طلب کریں گے تو لوہے کے کنڈوں کے ذریعے کھولتا ہوا پانی انہیں پیش کیا جائے گا' جب وہ پانی ان کے چہروں کے قریب ہوگا تو ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا' اور جب ان کے پیٹوں میں داخل ہوگا تو پیٹوں کے اندر جو کچھ ہوگا' اسے کاٹ ڈالے گا' وہ کہیں گے: جہنم کے خازنوں (منتظمین) کو بلاؤ' خازن کہیں گے: کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل لے کر تشریف نہیں لائے تھے' وہ کہیں گے:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

فَادْعُوْا وَمَا دُعَآءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍO﴾ (المؤمن:٥٠) قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا مَالِكًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ قَالَ الْاَعْمَشُ نُبِّئْتُ اَنَّ بَيْنَ دُعَاءِ هِمْ وَاِجَابَةِ مَالِكٍ اِيَّاهُمْ اَلْفُ عَامٍ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ فَلَا اَحَدَ خَيْرٌ مِنْ رَّبِّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَO رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَO﴾ (المؤمنون:١٠٦ـ١٠٧) قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ ﴿اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَO﴾ (المؤمنون:١٠٨) قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَئِسُوْا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَّعِنْدَ ذٰلِكَ يَاْخُذُوْنَ فِي الزَّفِيْرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ بَلْ يَجْعَلُوْنَهٗ مَوْقُوْفًا عَلٰى اَبِي الدَّرْدَاءِ لٰكِنَّهٗ فِيْ حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ فَاِنَّ اَمْثَالَ ذٰلِكَ لَيْسَ مِمَّا يُمْكِنُ اَنْ يُّقَالَ مِنْ قِبَلِ الرَّاْيِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اَيْ مَرْفُوْعًا كَمَا يُفْهَمُ مِنْ صَدْرِ الْحَدِيْثِ.

کیوں نہیں! خازن کہیں گے: پکارتے رہو! کفار کی پکار ضائع ہی جائے گیO (المؤمن:٥٠) فرمایا کہ پھر کہیں گے: مالک کو پکارو' وہ کہیں گے: اے مالک! تمہارا رب تو ہمارا فیصلہ ہی فرما دے' فرمایا کہ مالک انہیں جواب دے گا: تم ہمیشہ یہیں رہو گے۔ اعمش کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جہنمیوں کی پکار اور مالک کے انہیں جواب دینے کے درمیان ہزار سال کا فاصلہ ہوگا' فرمایا کہ پھر وہ کہیں گے: اپنے رب کو پکارو کہ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں' تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم پر بدبختی غالب آ گئی اور ہم گمراہ لوگ تھےO اے ہمارے رب! ہمیں دوزخ سے نکال دے' پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیںO (المؤمنون:١٠٦ـ١٠٧) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا: جہنم میں ہی خائب وخاسر پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کروO (المؤمنون:١٠٨) فرمایا کہ اس وقت وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور اس وقت وہ شور کرنے لگیں گے' اور حسرت وندامت میں مشغول ہو جائیں گے۔ عبداللہ بن عبدالرحمان نے کہا کہ لوگ اس حدیث پاک کو مرفوع قرار نہیں دیتے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا: بلکہ اسے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث قرار دیتے ہیں' لیکن یہ مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس طرح کی باتیں رائے سے بیان نہیں کی جاتیں' اور ترمذی نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ حدیث پاک کے آغاز سے سمجھا جاتا ہے۔

٨٥٢٤ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس روز جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی' ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے' جو انہیں کھینچ رہے ہوں گے۔ (مسلم)

٨٥٢٥ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَّنْ لَّهٗ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَّغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يُرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَّاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا' جس کو آگ کی دو جوتیاں اور تسمے پہنائے جائیں گے' جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا' جس طرح دیگ میں پانی جوش سے کھولتا ہے' وہ خیال کرے گا کہ مجھ سے زیادہ سخت عذاب کسی شخص کو نہیں دیا گیا حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

(بخاری ومسلم)

٨٥٢٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا' انہیں آگ کی دو جوتیاں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَّهُوَ مُتَنَعِّلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. پہنائی جائیں گی' جس کی وجہ سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ (بخاری)

ایمان ابی طالب کی بحث

اس حدیث میں ہے کہ جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ ابوطالب نبی کریم ﷺ کے چچا تھے' انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بہت خدمت کی' لیکن ان کا ایمان ثابت نہیں۔ اگرچہ بعض علمائے کرام نے ایمان ابی طالب پر دلائل پیش کیے ہیں' مگر تحقیق یہی ہے اور جمہور علمائے اہل سنت کا نظریہ یہی ہے اور احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے کہ وہ آخر وقت تک ایمان نہیں لائے۔ متعدد احادیث صحیحہ سے یہ نظریہ ثابت ہے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کے والد بیان کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے چچا! ایک بار کہو: لا الٰہ الا اللہ' میں اللہ کی بارگاہ میں تمہارے لیے اس کی گواہی دوں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا: اے ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب کی ملت سے اعراض کر رہے ہو؟ رسول اللہ ﷺ مسلسل ابوطالب پر کلمہ پیش کرتے رہے اور اپنا ارشاد دہراتے رہے' حتیٰ کہ ابوطالب نے جو آخری کلام کیا' وہ یہ تھا کہ میں عبدالمطلب کی ملت پر ہوں اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ضرور بالضرور تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ اس سے منع نہ فرما دے۔ پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ (التوبہ: ۱۱۳) نبی اور ایمان والوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہوں جب کہ انہیں معلوم ہو چکا ہو کہ وہ جہنمی ہیں ○

اور ابوطالب کے حق میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی اور نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○ (القصص: ۵۶) یقیناً ایسا نہیں کہ تم جسے چاہو اپنی طرف سے ہدایت کر دو' ہاں! اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو ○

(صحیح مسلم ج ۱' رقم الحدیث: ۱۳۱' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

کفر کے باوجود ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کی حکمت

اس حدیث میں ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کا بیان ہے کہ انہیں سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ کافر ہونے کے باوجود ابوطالب کے عذاب میں تخفیف اس بناء پر ہوگی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی' نبی کریم ﷺ کی خدمت کے طفیل اور آپ کی شفاعت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ اس کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: آپ نے اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچایا' وہ آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کی خاطر لوگوں پر غضب ناک ہوتا تھا؟ آپ نے فرمایا: وہ جہنم کے بالائی طبقہ میں ہے' اگر میں نہ ہوتا تو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۸۸۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا' جب کہ آپ کے پاس آپ کے چچا کا تذکرہ ہو رہا تھا' آپ نے فرمایا: روزِ قیامت میری شفاعت سے ابوطالب کو نفع پہنچے گا' انہیں جہنم کے اوپر والے طبقہ میں لایا جائے گا' آگ ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی' جس سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۸۸۵ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس پر اشکال ہے کہ ابوطالب کی وفات حالتِ کفر میں ہوئی اور قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ کفار کو ان کے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے:

(۱) لَایُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَاھُمْ یُنْظَرُوْنَ. (آل عمران: ۸۸)
نہ ان سے عذاب ہلکا ہوگا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

(۲) وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ. (المائدہ: ۵)
جو شخص مسلمان سے کافر ہوا' اس کے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہے۔

(۳) وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا. (الفرقان: ۲۳)
اور جو اعمال انہوں نے کیے ہم نے انہیں غبار کے باریک بکھرے ہوئے ذرے کر دیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں کفار کے دائمی عذاب میں تخفیف کی نفی ہے کہ ان کے عذاب کی مدت میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور انہیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوگا۔ اور حدیث میں عذاب کی شدت میں کمی کا ذکر ہے کہ انہیں دائمی عذاب ہوگا لیکن دوسروں کی بہ نسبت ہلکا عذاب ہوگا۔ نیز قانون تو یہی ہے کہ کفار کے اعمال انہیں فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ کی محبت میں کیے گئے اعمال کفار کو بھی فائدہ پہنچائیں گے۔ اگرچہ ان کے عذاب کی مدت میں کمی نہیں ہوگی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ ان کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا' جس طرح ابولہب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوش خبری سن کر انگلی کے اشارہ سے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تو اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ صحیح البخاری میں ہے:

جب ابولہب مر گیا تو وہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو خواب میں نظر آیا کہ اس کی بُری حالت ہے' دیکھنے والے نے ابولہب سے کہا: کیا معاملہ پیش آیا؟ ابولہب نے کہا: میں نے کوئی بھلائی نہیں پائی صرف ایک بات ہے کہ میں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں) اسے (ثویبہ کو) آزاد کر دیا تھا' اس کی وجہ سے مجھے اس انگلی سے پانی پلایا جاتا ہے۔

(صحیح البخاری' کتاب النکاح' رقم الحدیث: ۵۱۰۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان پر فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا استدلال

اس حدیث میں ہے کہ سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ ھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوین کریمین کے ایمان پر اس حدیث سے استدلال پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ اہلِ نار میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے' اب ہم پوچھتے ہیں کہ ابوطالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے؟ آیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاری وغم خواری وپاسداری وخدمت گزاری کے باعث یا اس لیے کہ سیّد المحبوبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی؟ حضور کو ان کی رعایت منظور تھی' حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''عم الرجل صنو ابیہ'' آدمی کا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

چچا اس کے باپ کے بجائے ہوتا ہے۔

رواہ الترمذی بسند حسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ وعن علی والطبرانی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہم.

اس کو امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے جب کہ طبرانی کبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

شق اوّل باطل ہے۔ قال اللہ عزوجل (اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا):

وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا○ (الفرقان: ۲۳)

اور جو کچھ انہوں نے کام کیے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کر دیا○

صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں، لاجرم شق ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے مستفاد، ابوطالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سراپا آگ میں غرق پایا، عمل نے نفع دیا ہوتا تو پہلے ہی کام آتا، پھر حضور کا ارشاد کہ میں نے اسے ٹخنوں تک کی آگ میں کھینچ لیا، میں نہ ہوتا تو جہنم کے طبقہ زیریں (نچلے طبقہ) میں ہوتا۔

لاجرم یہ تخفیف صرف محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پاسِ خاطر اور حضور کا اکرام ظاہر و باہر ہے۔ اور بالبداہت واضح کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاطرِ اقدس پر ابوطالب کا عذاب ہرگز اتنا گراں نہیں ہوسکتا، جس قدر معاذ اللہ والدین کریمین کا معاملہ، نہ ان سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات والدین کے بارے میں، نہ ان کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز و اکرام جو حضرات والدین کے چھٹکارے میں، تو اگر عیاذاً باللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اس رعایت وعنایت کے زیادہ مستحق تھے و بوجہ آخر فرض کیجیے کہ یہ ابوطالب کے حق پرورش وخدمت ہی کا معاوضہ ہے تو پھر کون سی پرورش جزئیت کے برابر ہوسکتی ہے؟ کون سی خدمت حمل ووضع کا مقابلہ کرسکتی ہے؟ کیا کبھی کسی پرورش کنندہ یا خدمت گزار کا حق، حقِ والدین کے برابر ہوسکتا ہے، جسے رب العزت نے اپنے حقِ عظیم کے ساتھ شمار فرمایا:

اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ. (لقمٰن: ۱۴)

حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔

پھر ابوطالب نے جہاں خدمت کی، چلتے وقت رنج بھی وہ دیا، جس کا جواب نہیں۔ ہر چند حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا، نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا، جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں، عمر بھر معجزات دیکھنا، احوال پر علم تام رکھنا اور زیادہ حجۃ اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا، بہ خلاف ابوین کریمین کہ نہ انہیں دعوت دی گئی، نہ انکار کیا تو ہر وجہ، ہر لحاظ، ہر حیثیت سے یقیناً انہیں کا پلہ بڑھا ہوا ہے تو ابوطالب کا عذاب سب سے ہلکا ہونا یوں ہی متصور کہ ابوین کریمین اہل نار ہی سے نہ ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۲۷۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت سے ابوطالب کو سب جہنمیوں سے ہلکا عذاب ہوگا، اگر العیاذ باللہ والدین کریمین کافر اور جہنمی ہوتے تو ان کا زیادہ حق تھا، لہٰذا انہیں سب سے ہلکا عذاب ہوتا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ اقدس ہے کہ سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا تو واضح ہوا کہ والدین کریمین رضی اللہ عنہما مؤمنین اور جنتی ہیں۔

۸۵۲۷ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اَكُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جہنم میں جس شخص کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا، اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر تیرے پاس زمین کے سارے خزانے ہوں، کیا تو وہ سارا مال اس عذاب سے نجات کے لیے فدیہ میں دے دے گا؟ وہ عرض کرے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِيْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَاَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

گا: ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس وقت تو آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا' اس وقت میں نے تجھ سے اس کی بہ نسبت آسان کام کا ارادہ کیا تھا' اور وہ کام یہ تھا کہ کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرانا' تو نے اس عہد سے انکار کیا اور میرا شریک بنالیا۔ (بخاری ومسلم)

۸۵۲۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صِبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صِبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں میں جو شخص دنیا کے اندر سب سے زیادہ خوش حال تھا' اسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور آگ میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہے؟ کیا تیرے قریب سے کبھی نعمت کا گزر ہوا ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اور جنتیوں میں جو شخص دنیا کے اندر سب سے زیادہ تنگی میں مبتلا رہا تھا' اسے اس کو لاکر جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا' پھر اس سے کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہے؟ کیا تجھے کبھی کوئی سختی لاحق ہوئی ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں! بہ خدا! اے میرے رب! میرے پاس سے کبھی کسی تکلیف کا گزر نہیں ہوا' اور نہ ہی میں نے کبھی کسی سختی کا سامنا کیا ہے۔ (مسلم)

۸۵۲۹ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بعض جہنمی وہ ہوں گے جنہیں آگ ٹخنوں تک پکڑ لے گی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں آگ گھٹنوں تک پکڑ لے گی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں آگ کمر تک پکڑ لے گی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں آگ گردن تک پکڑ لے گی۔ (مسلم)

۸۵۳۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے تین دن تک چلنے کی مسافت کے برابر فاصلہ ہوگا۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ وَّغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد تین دن کی مسافت کے برابر موٹی ہوگی۔

۸۵۳۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْظُمُ اَهْلُ النَّارِ فِي النَّارِ حَتّٰى اَنَّ بَيْنَ شَحْمَتَيْ اُذُنِ اَحَدِهِمْ اِلٰى عَاتِقِهٖ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ وَاَنَّ غِلَظَ جِلْدِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَضِرْسَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں کو جہنم میں بڑا کر دیا جائے گا' حتیٰ کہ جہنمی کے کان کی لَو اور کندھے کے درمیان سات سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہوگا اور بے شک اس کی جلد کی موٹائی ستر گز ہوگی اور اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ (مسند احمد)

۸۵۳۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZUL ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلَ أُحُدٍ وَّفَخِذُهُ مِثْلَ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ مِثْلَ الرَّبَذَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

قیامت کے دن کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی ران کوہِ بیضاء کے برابر ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی، جتنی ربذہ کی (مدینہ منورہ سے) مسافت ہے۔ (ترمذی)

٨٥٣٣ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اِثْنَانِ وَأَرْبَعُونَ ذِرَاعًا وَإِنَّ ضِرْسَهُ مِثْلُ أُحُدٍ وَّإِنَّ مَجْلِسَهُ مِنْ جَهَنَّمَ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کافر کی جلد بیالیس گز موٹی ہوگی، اور اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی، اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی درمیانی مسافت کے برابر ہوگی۔ (ترمذی)

٨٥٣٤ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَافِرَ لَيُسْحَبُ لِسَانَهُ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّأُهُ النَّاسُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک کافر اپنی زبان ایک فرسخ (تین میل) اور دو فرسخ تک گھسیٹے گا، لوگ اسے اپنے قدموں سے روندیں گے۔ (مسند احمد، ترمذی)

٨٥٣٥ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُوْنَ قَالَ تَشْوِيهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسْطَ رَأْسِهِ وَتَسْتَرْخِي شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وهم فيها كالحون" (اور وہ کفار جہنم میں منہ چڑا رہے ہوں گے) کی تفسیر میں فرمایا: آگ انہیں بھون ڈالے گی اور ان کا اوپر والا ہونٹ سکڑ کر نصف سر تک پہنچ جائے گا اور نچلا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائے گا۔ (ترمذی)

٨٥٣٦ ـ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ابْكُوْا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِيعُوْا فَتَبَاكَوْا فَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يَبْكُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى تَسِيلَ دُمُوْعُهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ كَأَنَّهَا جَدَاوِلُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ فَتَسِيلُ الدِّمَاءُ فَتَقْرَحُ الْعُيُوْنُ فَلَوْ أَنَّ سُفُنًا أُزْجِيَتْ فِيهَا لَجَرَتْ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! روؤ! اگر رونہ سکو تو رونے والے بن جاؤ، کیونکہ جہنمی جہنم میں روئیں گے حتیٰ کہ ان کے چہروں پر آنسو نالیوں کی طرح جاری ہو جائیں گے، یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون بہنے لگے گا اور آنکھیں زخمی ہو جائیں گی، اور اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ چلنے لگیں گی۔ (بغوی، شرح السنۃ)

٨٥٣٧ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا شَقِيٌّ قِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنِ الشَّقِيُّ قَالَ مَنْ لَّمْ يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ وَّلَمْ يَتْرُكْ لَهُ بِمَعْصِيَةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں صرف بدبخت شخص ہی داخل ہوگا، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بدبخت کون ہے؟ فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عبادت نہ کرے اور اس کی رضا کی خاطر نافرمانی ترک نہ کرے۔ (ابن ماجہ)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

۸۵۳۸ ۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى لَوْ كَانَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا سَمِعَهٗ اَهْلُ السُّوْقِ وَحَتّٰى سَقَطَتْ خَمِيْصَةٌ كَانَتْ عَلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے تمہیں آگ سے ڈرایا ہے' میں نے تمہیں آگ سے ڈرایا ہے' آپ مسلسل یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ اگر آپ میری اس جگہ تشریف فرما ہوتے تو بازار والے اسے سن لیتے' یہاں تک کہ آپ کے اوپر جو چادر تھی' وہ آپ کے مبارک قدموں میں گر پڑی۔ (دارمی)

بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت اور دوزخ کی پیدائش کا بیان

۸۵۳۹ ۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَالِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَغِرَّتُهُمْ قَالَ اللّٰهُ لِلْجَنَّةِ اِنَّمَا اَنْتِ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰى يَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهٗ تَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت و دوزخ میں مباحثہ ہوا' جہنم نے کہا: مجھے متکبرین اور جبارین کے لیے اختیار کیا گیا ہے' اور جنت نے کہا: میرا کیا ہے مجھ میں تو کمزور' گرے پڑے اور سادہ دل لوگ ہی داخل ہوں گے' اللہ تعالیٰ نے جنت کو فرمایا: تو تو میری رحمت کا مظہر ہے' تیرے ذریعے میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا' رحم فرماؤں گا اور جہنم سے فرمایا: تو تو میرا عذاب ہے' تیرے ذریعے میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا' عذاب دوں گا' اور تم دونوں میں سے ہر ایک نے پُر ہونا ہے' لیکن جہنم پُر نہیں ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا' تو وہ کہے گی: بس بس بس! پھر وہ پُر ہو جائے گی اور اس کے حصے آپس میں ایک دوسرے سے مل جائیں گے' اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں فرمائے گا' رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مخلوق پیدا فرمادے گا۔ (بخاری ومسلم)

جنت و دوزخ کا مباحثہ

اس حدیث میں جنت وجہنم کے درمیان مباحثہ کا ذکر ہے' ان کے درمیان یا تو ظاہراً مکالمہ ہوگا یا ان کی حالت سے اس مضمون کا اظہار ہوگا۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جنت و دوزخ کے درمیان یہ مباحثہ حقیقتاً جاری ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ ان میں سے ہر ایک میں تمیز اور خطاب کی قوت پیدا فرما دے یا پھر حدیث میں تمثیلاً ان کا مباحثہ بیان فرمایا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلا قول زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ جمادات اور عقلاء کے علاوہ باقی حیوانات میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم ہے' جس کی حقیقت کو خدا ہی جانتا ہے اور ان چیزوں میں صلوٰۃ' تسبیح اور خشیت الٰہی ثابت ہوتی ہے' لہٰذا آدمی کے لیے ضروری ہے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کے حقیقی علم کو اللہ پر چھوڑ دے۔

اس حدیث میں ہے کہ جنت نے کہا کہ مجھ میں گرے پڑے لوگ ہوں گے' اس سے مراد یہ ہے کہ جنتی اکثر لوگوں کے نزدیک حقیر اور گرے پڑے ہوتے ہیں' جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لیکن اکثر لوگ لاعلم ہیں' اور دوسرے مقام پر فرمایا: لیکن اکثر لوگ جاہل ہیں' لیکن اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ عظیم ہے۔ اسی طرح علماء و صلحاء حضرات جنہیں پہچان حاصل ہے' ان کے نزدیک بھی ان کا مرتبہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عظیم ہے' یا مراد یہ ہے کہ مجھ میں غالب اکثریت ایسے حضرات کی ہے (جو عام لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہیں) اور جنت میں داخل ہونے والے لوگوں کو غِرّہ فرمایا یعنی وہ لوگ جنہیں تجربہ نہیں ہے' مراد یہ ہے کہ ان حضرات کو دنیاوی تجربہ نہیں ہوتا اور دنیاوی اُمور کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے' یا مراد یہ ہے کہ وہ دنیا کے اُمور سے غافل ہو کر آخرت کی فکر میں مشغول رہنے والے لوگ ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ اکثر اہل جنت (دنیاوی معاملات میں) سمجھ دار نہیں ہوتے جب کہ کفار اس طرح نہیں ہوتے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ لوگ ظاہری دنیاوی زندگی کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہوتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۴۰ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقٰى فِيْهَا وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهٗ فَيَنْزَوِيْ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ فِي الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتّٰى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنُهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں لوگ مسلسل ڈالے جائیں گے اور وہ کہے گی: کیا کوئی اور بھی ہے؟ حتیٰ کہ اللہ رب العزت جہنم میں اپنا قدم رکھ دے گا' تو اس کے حصے ایک دوسرے سے مل جائیں گے' اور وہ کہے گی: بس بس بس! تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم! اور جنت میں ہمیشہ وسعت رہے گی' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لیے ایک مخلوق پیدا فرمادے گا' وہ جنت کے فاضل حصے میں رہے گی۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ جہنم کو بھرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا (جس کی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے' اس پر ایمان لانا ضروری ہے' اس کی حقیقت کے درپے ہونا ہمارا کام نہیں)۔

اور اللہ تعالیٰ جہنم کو بھرنے کے لیے کوئی اور مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا' کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کوئی اور مخلوق پیدا فرما کر اسے جہنم میں داخل فرماتا تو یہ اگرچہ حقیقۃً ظلم نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف فرمائے' یہ ظلم نہیں۔ لیکن ظاہراً اور صورت کے اعتبار سے یہ ظلم ہوتا۔ اس لیے جہنم کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا' لیکن جنت کے لیے مخلوق پیدا فرمائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا کہ اس مخلوق کو بلاعمل جنت میں داخل فرمائے گا اور جنت کے لیے اللہ تعالیٰ کا نئی مخلوق پیدا فرمانا مذہب اہل سنت کی دلیل ہے کہ ثواب اعمال پر موقوف نہیں کہ انہیں بلاعمل جنت میں داخل فرما دیا جائے گا۔ لیکن معتزلہ کی طرف سے اعتراض ہے کہ جنہوں نے گناہ نہیں کیا (انہیں عذاب نہ دے کر) ظلم کی نفی کرنا' اس بات کی دلیل ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نہیں عذاب دیتا تو یہ ظلم ہوتا' اور یہی ہم معتزلہ کا مذہب ہے۔ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ (گناہ کے بغیر) انہیں عذاب دیتا تو یہ ظلم نہ ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیر کی ملک میں تصرف نہیں فرمایا' البتہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم کا اظہار فرماتے ہوئے انہیں عذاب نہیں دے گا۔ لہٰذا اس صورت میں ظلم کی نفی کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کے کرم کو ثابت کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے کہ وہ گناہ کے بغیر کسی کو عذاب نہیں دے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۴۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرِيْلَ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا' تو جبریل علیہ السلام سے فرمایا: جاؤ! اور جنت کی طرف دیکھو' حضرت جبریل علیہ السلام نے جا کر جنت کی طرف دیکھا اور جنت میں اہل جنت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو انعامات تیار کر رکھے ہیں' ان کی طرف

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ لَّا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ لَّا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

دیکھا' پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! جو کوئی بھی جنت کے بارے میں سنے گا' وہ اس میں داخل ہو جائے گا' پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کو مشقتوں کے ساتھ ڈھانپ دیا' پھر فرمایا: اے جبریل! جاؤ! جنت کی طرف دیکھو' فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے جا کر جنت کی طرف دیکھا' پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! مجھے خوف ہے کہ جنت میں کوئی بھی داخل نہیں ہوگا' آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا فرمایا' تو ارشاد فرمایا: اے جبریل! جاؤ! اور جہنم کی طرف دیکھو' فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے جا کر جہنم کی طرف دیکھا' پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! جو کوئی جہنم کے متعلق سنے گا' وہ اس میں داخل نہیں ہوگا' پھر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو خواہشاتِ نفسانیہ کے ساتھ ڈھانپ دیا' پھر فرمایا: اے جبریل! جاؤ! اور جہنم کی طرف دیکھو' فرمایا کہ جبریل علیہ السلام گئے اور جہنم کی طرف دیکھا اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! مجھے خوف ہے کہ ہر کوئی اس میں داخل ہو جائے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

٨٥٤٢ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى لَنَا يَوْمًا الصَّلٰوةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْاٰنَ مُذْ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قِبَلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی' پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھ سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ فرمایا' اور فرمایا: ابھی تمہیں نماز پڑھانے کے دوران مجھے اس دیوار کی جانب جنت و دوزخ اجمالی صورت میں دکھائی گئیں ہیں' اور میں نے خیر اور شر میں کوئی چیز آج کی طرح نہیں دیکھی۔ (بخاری)

بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

پیدائش کی ابتداء اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر

٨٥٤٣ - عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مقام پر ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے ابتدائے آفرینش کے متعلق ہمیں خبر دی' حتیٰ کہ جنتی اپنے مکانات میں داخل ہو جائیں گے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں میں داخل ہو جائیں گے' اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور اسے بھول گیا جو بھول گیا۔ (بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ اور آپ کا علمِ غیب

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم الشان معجزہ کا بیان ہے کہ آپ نے ایک ہی مجلس میں ابتدائے خلق سے لے کر انتہاء تک جنت اور جہنم میں دخول تک کے تمام واقعات کو بیان فرما دیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ابتداء سے لے کر جنت و جہنم میں مستقر ہونے تک کی ایک ایک چیز کی خبر دے دی اور آپ نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے جمیع احوال کی خبر دی اور ایک ہی مجلس میں یہ تمام اُمور بیان فرما دینا خلافِ عادت' ایک عظیم امر ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو بہ عطائے الٰہی ابتدائے خلق سے لے کر انتہاء تک تمام چیزوں کا علم ہے کیونکہ بیان وہی کر سکتا ہے جسے علم ہو' اسی کو علم کلی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ. (النحل: ۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

اور یہ تمام چیزیں غیب ہیں' لہٰذا آپ نے غیب کا بیان فرمایا' جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ. (النحل: ۸۹)

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

اور غیب وہی بیان کر سکتا ہے جسے غیب کا علم ہو' لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ کی عطا سے علم غیب بھی حاصل ہے۔ البتہ اس کے باوجود آپ کو عالم الغیب کہنا ہمارے نزدیک جائز نہیں' جیسا کہ پہلے تفصیل گزر چکی ہے۔

۸۵۴۴ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ اِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اِقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اِقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْئَلَكَ عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ اَتَانِيْ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ اَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُهَا وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ اَقُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں بنو تمیم کے کچھ لوگ حاضر ہوئے' آپ نے فرمایا: اے بنو تمیم! تم بشارت قبول کرو' انہوں نے کہا: آپ نے ہمیں بشارت دے دی' ہمیں کچھ عطا بھی فرمائیے' پھر یمن کے کچھ لوگ حاضر ہوئے' آپ نے فرمایا: اے اہل یمن! تم بشارت قبول کر لو کیونکہ بنو تمیم نے تو بشارت قبول نہیں کی' انہوں نے عرض کیا: ہم نے بشارت قبول کی' ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں' تاکہ ہم دین سیکھیں اور آپ سے تخلیق کی ابتداء کے متعلق سوال کریں کہ پہلے کیا چیز تھی؟ آپ نے فرمایا: پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات تھی' اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا' پھر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھ دی۔ (حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) پھر میرے پاس ایک شخص نے آ کر کہا: اے عمران! تمہاری اونٹنی بھاگ گئی ہے' اسے جا کر تلاش کرو' اور میں اس کی تلاش میں نکل گیا' اللہ کی قسم! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری اونٹنی چلی جاتی مگر میں اپنی جگہ سے کھڑا نہ ہوتا۔ (بخاری)

۸۵۴۵ - وَعَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ خَلْقَهٗ قَالَ كَانَ فِيْ عَمَاءٍ مَّا تَحْتَهٗ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهٗ هَوَاءٌ وَخَلَقَ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا رب اپنی مخلوق پیدا فرمانے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ نے فرمایا: وہ ہلکے بادل میں تھا' نہ اس کے نیچے ہوا تھی اور نہ اس کے اوپر ہوا تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا عرش پانی پر پیدا فرمایا۔ (ترمذی) یزید بن ہارون نے کہا کہ عماء سے مراد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ الْعَمَاءُ اَىْ لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ.

ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی۔

٨٥٤٦ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِىْ سَبَقَتْ غَضَبِىْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمانے سے پہلے ایک تحریر لکھی کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور یہ تحریر اللہ تعالیٰ کے پاس عرش کے اوپر لکھی ہوئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٥٤٧ - وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ زَعَمَ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِى الْبَطْحَاءِ فِىْ عَصَابَةٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْهِمْ فَمَرَّتْ سَحَابَةٌ فَنَظَرُوْا اِلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُسَمُّوْنَ هٰذِهِ قَالُوا السَّحَابُ قَالَ وَالْمُزْنُ قَالُوْا وَالْمُزْنُ قَالَ وَالْعَنَانُ قَالُوْا وَالْعَنَانُ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالُوْا لَا نَدْرِىْ قَالَ اِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا اِمَّا وَاحِدَةٌ وَاِمَّا اِثْنَتَانِ اَوْ ثَلَاثٌ وَّسَبْعُوْنَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ الَّتِىْ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهِ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ اَوْ عَالٍ بَيْنَ اَظْلَافِهِنَّ وَوَرِكِهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ اَسْفَلِهِ وَاَعْلَاهُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ اللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بطحاء کے مقام پر ایک جماعت کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان لوگوں میں تشریف فرما تھے' ایک بادل گزرا تو لوگوں نے اس کی طرف دیکھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اسے کیا کہتے ہو' انہوں نے عرض کیا: سحاب' آپ نے فرمایا: اور مزن بھی کہتے ہو' انہوں نے عرض کیا: اور مزن بھی' آپ نے فرمایا: اور عنان بھی کہتے ہو' انہوں نے عرض کیا: اور عنان بھی' آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زمین و آسمان کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہم نہیں جانتے' آپ نے فرمایا: زمین و آسمان کے درمیان اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کی مسافت ہے' اور اس کے اوپر والا آسمان بھی اتنی ہی مسافت پر ہے حتیٰ کہ آپ نے سات آسمان شمار فرمائے' فرمایا کہ پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے' اس کے اوپر والے اور نیچے والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے' جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے' پھر اس کے اوپر آٹھ بکرے ہیں' جن کے کھروں اور سرین کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے' جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے' پھر ان کی پشتوں پر عرش ہے' اس کے نیچے والے اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے' پھر اس کے اوپر اللہ تعالیٰ ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٨٥٤٨ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَاَصْحَابُهُ اِذْ اَتٰى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ هٰذِهِ الْعَنَانُ هٰذِهِ رَوَايَا الْاَرْضِ يَسُوْقُهَا اللّٰهُ اِلٰى قَوْمٍ لَّا يَشْكُرُوْنَهُ وَلَا يَدْعُوْنَهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَكُمْ قَالُوا اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان بیٹھے ہوئے تھے' اسی دوران ان کے اوپر سے ایک بادل گزرا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: یہ بادل ہیں' یہ زمین کو سیراب کرتے ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ایسی قوم کی طرف لے جاتا ہے' جو نہ اس کا شکر ادا کرتے ہیں نہ اس سے دعا مانگتے ہیں' پھر آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا الرَّقِيْعُ سَقْفٌ مَّحْفُوْظٌ وَّمَوْجٌ مَّكْفُوْفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ سَمَائَانِ بُعْدُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشَ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَكُمْ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّهَا الْاَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا تَحْتَ ذٰلِكَ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ تَحْتَهَا اَرْضًا اُخْرٰى بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ اَرَضِيْنَ بَيْنَ كُلِّ اَرْضِيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌO﴾ (الحدید:۳) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰيَةَ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ اَرَادَ لَهَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ وَعِلْمُ اللّٰهِ وَقُدْرَتُهٗ وَسُلْطَانُهٗ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ وَّهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهٗ فِيْ كِتَابِهٖ.

نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: وہ آسمان ہے جو محفوظ چھت اور رو کی ہوئی موج کی طرح ہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اور آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: تمہارے اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آسمان کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: ان کے اوپر دو آسمان ہیں جن کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے، پھر اسی طرح فرمایا، یہاں تک کہ آپ نے سات آسمان شمار فرمائے اور فرمایا کہ ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنی آسمان و زمین کے درمیان مسافت ہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: اس کے اوپر عرش ہے اور عرش اور آسمان کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: بے شک وہ زمین ہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: اس کے نیچے دوسری زمین ہے اور دونوں زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے یہاں تک کہ آپ نے سات زمینیں شمار فرمائیں اور فرمایا کہ ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے، پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر تم نچلی زمین کی طرف ایک رسّی لٹکاؤ تو وہ اللہ تعالیٰ (کے علم) پر گرے گی، پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: وہی اوّل ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہےO (الحدید:۳) (مسند احمد، ترمذی) ترمذی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا اس آیہ مبارکہ کو تلاوت فرمانا، اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ وہ رسّی اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت اور سلطنت میں ہی گرے گی، اور اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت اور سلطنت ہر جگہ ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) عرش پر ہے، جس طرح کہ خود اس نے اپنی کتاب میں اپنی صفت ذکر فرمائی ہے۔

٨٥٤٩ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُذِنَ لِيْ اَنْ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے عرش اٹھانے والے ملائکہ میں سے ایک فرشتے کے متعلق بتانے کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ إِنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ إِلٰى عَاتِقَيْهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

اجازت دی گئی ہے اس کے دونوں کانوں کی لَوؤں اور دونوں کندھوں کے درمیان سات سو سال کی مسافت ہے۔ (ابوداؤد)

۸۵۵۰ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ جُهِدَتِ الْأَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَنُهِكَتِ الْأَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الْأَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَإِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وُجُوْهِ أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ أَنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى أَحَدٍ شَأْنُ اللّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَيْحَكَ أَتَدْرِيْ مَا اللّٰهُ إِنَّ عَرْشَهُ عَلٰى سَمَاوَاتِهِ لَهٰكَذَا وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَيَئِطُّ أَطِيْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں) ایک اعرابی نے حاضر ہوکر عرض کیا: جانیں مشقت میں پڑ چکی ہیں' اہل وعیال بھوکے ہیں' مالوں میں کمی آ چکی ہے' چار پائے ہلاک ہو رہے ہیں' آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجئے' ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفیع بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو آپ کی بارگاہ میں شفیع بناتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! اور آپ مسلسل تسبیح بیان فرماتے رہے' حتیٰ کہ آپ کی شدتِ غضب کا اثر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے چہروں میں ظاہر ہوگیا' پھر آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کی بارگاہ میں شفیع نہیں بنایا جاتا' اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند و بالا ہے' کیا تجھے پتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان کیا ہے اور آپ نے اپنی نورانی انگلیوں کو اپنی مبارک ہتھیلی پر گنبد کی طرح بناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش آسمانوں پر اس طرح ہے اور بے شک وہ اس طرح چر چراتا ہے' جیسے سوار کی وجہ سے کجاوہ چر چراتا ہے۔ (ابوداؤد)

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُّعَافِيَنِيْ قَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوْءَهُ وَيَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهِ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

ترمذی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص جس کی بینائی درست نہیں تھی' اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت عطا فرمائے' آپ نے فرمایا: اگر تو چاہتا ہے تو دعا کر دیتا ہوں اور اگر چاہے تو صبر کر اور صبر کرنا تیرے لیے زیادہ بہتر ہے' اس نے عرض کیا: دعا کر دیجئے' آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے' اور یہ دعا مانگے: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں' جو نبیٔ رحمت ہیں' (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) بے شک میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری فرما دی جائے' اے اللہ! ان کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

وَرَوٰى نَحْوَهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَذَكَرَ فِيْ أَوَّلِهِ قِصَّةً وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهِ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى

اور نسائی' ابن ماجہ اور طبرانی نے اس کی مثل روایت ذکر کی ہے' اور اس کی ابتداء میں ایک قصہ ذکر کیا ہے' اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسے ذکر کیا ہے اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بخاری و مسلم کی شرط پر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَصَحَّحَهُ اَيْضًا الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَفْظُ النَّسَائِيِّ اِنَّ اَعْمٰى اَتٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّكْشِفَ لِيْ عَنْ بَصَرِيْ قَالَ اَوْ اَدَعُكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ قَدْ شَقَّ عَلَيَّ ذِهَابُ بَصَرِيْ قَالَ فَانْطَلِقْ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلٰى رَبِّيْ بِكَ اَنْ يَّكْشِفَ لِيْ عَنْ بَصَرِيْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَرَجَعَ وَقَدْ كَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِهٖ.

صحیح ہے اور بیہقی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک نابینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ میری آنکھیں درست فرمادے' آپ نے فرمایا: یا میں رہنے دوں' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! بینائی کا ختم ہو جانا میرے لیے دشوار ہے' آپ نے فرمایا: جا! اور وضو کر' پھر دو رکعت نماز ادا کر' پھر یہ دعا کر: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی' نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں' اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! بے شک میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ میری بینائی درست فرمادے' اے اللہ! ان کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما اور میرے حق میں میری دعا قبول فرما' وہ واپس ہوا اور اللہ نے اس کی بینائی درست فرمادی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے توسل کا ثبوت

مذکورہ روایت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وسیلہ پیش کرنے کا ثبوت ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ نے کتاب الدعوات میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (جامع ترمذی' رقم الحدیث: ۳۵۷۸)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی اپنی سنن میں ''کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها' باب ما جاء فی صلوٰة الحاجة'' میں اسے روایت کیا' جس کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ وَّاِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ ادْعُهُ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوْءَهٗ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ اللہ سے میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بینائی عطا فرمادے' آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اسے تمہارے لیے مؤخر کر دوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تم چاہو تو میں دعا کر دوں' اس نے عرض کیا: آپ دعا کر دیں۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو اور یہ دعا مانگو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں' اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو' اے اللہ! ان کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔ ابواسحاق نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

(سنن ابن ماجہ' رقم الحدیث: ۱۳۸۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی مشکلات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے' بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی تعلیم دی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بہ وقتِ مصیبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکارنا اور اپنی حاجت روائی کے لیے آپ کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بارگاہ کی جانب متوجہ ہونا بھی آپ کی تعلیم سے ثابت ہے' نیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا مقامِ محبوبیت واضح ہوتا ہے کہ آپ کو اللہ رب العزت کے فضل وکرم پر اعتماد ہے کہ میرے وسیلہ سے یہ صحابی اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو وہ دعا ضرور مستجاب ہوگی اور آپ کی شانِ اختیار بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ فرمارہے ہیں: گر تم چاہو تو میں اسے تمہارے لیے مؤخر کروں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر چاہو تو دعا کردوں اور یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جسے اختیار وتصرف حاصل ہو۔

صاحب انجاح الحاجہ شیخ عبدالغنی دہلوی متوفی ۱۲۹۵ھ' اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کو امام نسائی نے اور امام ترمذی نے کتاب الدعوات میں معمولی اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ نابینا صحابی کھڑا ہوا اور اس کی آنکھیں درست ہو گئیں' اور ایک روایت میں ہے کہ اس آدمی نے ایسا کیا تو اسے نظر آنے لگا۔ ہمارے شیخ عابد سندھی نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے' یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں آپ کی ذاتِ مکرم سے توسل اور طلبِ شفاعت کے جواز پر دلالت کرتی ہے' اور وصال کے بعد توسل کے ثبوت میں وہ روایت ہے جسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اپنے کسی کام کے لیے حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آتا تھا' آپ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور اس کی حاجت کی طرف نظر نہیں فرماتے تھے' وہ آدمی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اس بات کی شکایت کی' حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تم وضو کی جگہ جاکر وضو کرو' پھر مسجد میں آکر دو رکعت نماز ادا کرو' پھر یوں کہو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نبیِّ رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت پوری کردی جائے' اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا' وہ آدمی چلا گیا' اور جس طرح حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا تھا' اس آدمی نے اسی طرح کیا' پھر وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر آیا' دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ساتھ نشست پر بٹھایا اور پوچھا: تمہیں کیا کام ہے؟ اس نے اپنا کام ذکر کیا تو آپ نے وہ کام پورا کردیا' اور فرمایا: تم نے اب تک اپنے کام کا ذکر ہی نہیں کیا' اور فرمایا: تمہیں جو بھی کام ہو بتادیا کرنا' پھر وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلا اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور کہا: اللہ تمہیں جزائے خیر دے! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میرے کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور میری جانب التفات نہیں فرماتے تھے' حتیٰ کہ آپ نے ان کے پاس میری سفارش کردی' حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: بہ خدا! میں نے تو ان سے کوئی بات نہیں کی' لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ کی بارگاہ میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور اس نے اپنی بینائی کی آپ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تم صبر کرلو گے؟ اسے نے عرض کیا: مجھے کوئی راستہ دکھلانے والا نہیں اور مجھے بڑی دشواری پیش آتی ہے' آپ نے فرمایا: تم وضو کی جگہ جاؤ اور وضو کرو' پھر دو رکعت نماز ادا کرو' پھر اللہ سے ان کلمات کے ساتھ دعا کرو۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم وہاں سے جدا نہیں ہوئے تھے اور ہمارے درمیان کوئی لمبی چوڑی گفتگو نہیں ہوئی تھی کہ وہ آدمی ہمارے پاس اس حال میں آیا کہ گویا اسے بینائی کی شکایت ہی نہیں تھی' اور بیہقی نے اسے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر اور متوسط میں اسے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے' جس میں روح بن صلاح ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور اس میں ضعف ہے'۔ اور اس کے باقی راوی صحیح کے راوی ہیں' اور ہمارے شیخ مذکور نے اس میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے' جس میں تفصیل ہے۔ جس کا ارادہ ہو وہ اس رسالہ کی طرف رجوع کرے۔ اس میں بیہقی وابن شیبہ کی مالک الدار سے روایت مذکور ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے تو ایک آدمی نے نبی کریم کی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبرانور کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی امت کے لیے اللہ سے بارش کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دعا مانگیں کہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر اسے میرا سلام پیش کرو۔ اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی۔ (انجاح الحاجہ علی حاشی سنن ابن ماجہ ص ۹۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ندائے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابی کو دعا تعلیم فرمائی، جس میں یا محمد کے الفاظ ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنا جائز ہے اور دوسری روایت کے مطابق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو یہی دعا تعلیم فرمائی، جس میں یا محمد کے الفاظ ہیں، جس سے واضح ہوا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کو نداء کرنا جائز سمجھتے تھے، البتہ یہاں یہ مسئلہ قابلِ غور ہے کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک محمد کے ساتھ یا محمد کہہ کر آپ کو پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔ اگر یا محمد کہہ کر نداء کرنے والے کا مقصود لفظ محمد سے اس کا معنی علمی نہ ہو بلکہ صفتی معنی مقصود ہو کہ اسم رسالت ''محمد'' کا معنی ہے: ''الذی یحمد حمدا بعد حمدٍ'' وہ ذات جس کی بار بار تعریف کی جائے، اور یا محمد کہہ کر نداء کرنے والے کا مقصود ہو: اے وہ ہستی جس کی بار بار تعریف کی جاتی ہے! اس صورت میں یا محمد کہہ کر نداء کرنے کے جواز میں کوئی شک نہیں۔

اگر یا محمد کہہ کر نداء کرنے والے کا مقصود اظہارِ محبت ہو اور وہ عالمِ وارفتگی میں یا محمداہ کے نعرے لگا رہا ہو یا اسم رسالت محمد کے ذکر سے اسے لطف حاصل ہو رہا ہو اور اسم اقدس کے ذکر سے لذت حاصل کرنے کے لیے اور لطف اندوز ہونے کے لیے یا محمد پکار رہا ہو، اس کے جواز میں بھی کوئی شک نہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اس کا ثبوت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے موقع پر مدینہ منورہ کے رہنے والوں نے آپ کا استقبال کرتے ہوئے عالمِ وارفتگی میں اظہارِ مسرت کرتے ہوئے یا محمد، یا رسول اللہ کے نعرے لگائے۔ امام مسلم بن حجاج متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یامحمد! یا رسول اللہ! یا محمد! یا رسول اللہ!

مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے اور لڑکے اور خدام گلیوں میں پھیل گئے، وہ نعرے لگا رہے تھے: یا محمد! یا رسول اللہ! یا محمد! یا رسول اللہ!

(صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، رقم الحدیث: ۷۴۳۸، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

عشق و محبت کے جذبہ کا اظہار کرتے ہوئے لفظ یا محمد کے ساتھ آپ کو نداء کرنا بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذكر احب الناس الیك فقال یا محمد.

حضرت عبد الرحمن بن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا، ایک آدمی نے انہیں کہا: اسے یاد کرو جو تمہیں لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہو، تو انہوں نے کہا: یا محمد!

(الادب المفرد ص ۳۳۵، مطبوعہ مکتبہ اثریہ، سانگلہ ہل)

نوٹ: وہابی ناشر نے خبث باطنی کا اظہار کرتے ہوئے مذکورہ حدیث سے لفظ یا نکال دیا ہے اور صرف محمد لکھا ہے۔ اگر کوئی آدمی آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اور آپ کو بلانے کے لیے عام انداز میں جس طرح ہم ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں، آپ کو بھی نام لے کر پکارے، یہ حرام ہے۔ اس پر دلیل قرآن مجید کی یہ آیہ مبارکہ ہے:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا. (النور:٦٣) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اس آیہ مبارکہ سے یہ نتیجہ صرف امام اہل سنت سیدی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے ہی اخذ نہیں کیا کہ آپ کونشانہ اعتراض بنایا جائے بلکہ جلیل القدر مفسرین کرام نے اس آیہ مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے یا محمد کے ساتھ نداء کو ناجائز قرار دیا اور ان کا مقصود یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاتے وقت عام انداز میں نام لے کر اور یا محمد کہہ کر نہ بلایا جائے بلکہ آپ کے اوصافِ جلیلہ کے ساتھ اور بارگاہِ رسالت کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کو پکارا جائے' کیونکہ ان ائمہ کی عبارات کا متبادر الی الفہم یہی معنی ہے کہ آپ کو بلاتے وقت عام انداز میں نام لے کر نہ پکارا جائے۔ ان کا یہ مقصود ہرگز نہیں کہ اظہارِ محبت کے لیے عالم وارفتگی میں یا محمد کا نعرہ لگانا جائز نہیں اور آپ کے نامِ اقدس سے لذت حاصل کرتے ہوئے یا محمد کہنا جائز نہیں۔

علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ متوفی ۸۶۴ھ لکھتے ہیں:

لا تجعلوا دعا الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا بان تقولوا يا محمد بل قولوا يا نبى الله يا رسول الله فى لين وتواضع وخفض صوت. رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے' بایں طور کہ تم یا محمد کہہ کر پکارو بلکہ تم نرمی' عاجزی اور آہستہ آواز کے ساتھ عرض کرو: یا نبی اللہ! یا رسول اللہ!

(تفسیر جلالین ص ۳۰۲' مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کمپنی' کراچی)

علامہ شیخ احمد صاوی مالکی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۲۳ھ لکھتے ہیں:

"لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا" (النور:٦٣) سے مراد یہ ہے کہ آپ کو نام لے کر اور یا محمد کہہ کر نہ پکارو اور نہ ہی آپ کی کنیت کے ساتھ یا ابا القاسم کہہ کر پکارو' بلکہ آپ کو تعظیم و توقیر کے ساتھ نداء کرو اور خطاب کرو اور یوں کہو: یا رسول اللہ! یا نبی اللہ! یا امام المرسلین! یا رسول رب العالمین! یا خاتم النبیین! وغیرہ۔ آیہ مبارکہ سے مستفاد ہوا کہ جو کلمات تعظیم کا فائدہ نہ دیں' ان کے ساتھ آپ کو نداء کرنا جائز نہیں' نہ آپ کی حیاتِ طیبہ میں اور نہ آپ کے وصالِ اقدس کے بعد' اس سے معلوم ہوا کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی توہین کرے' وہ کافر ہے اور دنیا و آخرت میں ملعون ہے۔

(تفسیر صاوی جز ۳ ص ۱۲۴' مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ' فیصل آباد)

جس طرح یا محمد کے ساتھ نداء کو ناجائز قرار دینے والے ائمہ کا مقصود یہی ہے کہ تعظیم و محبت کا قصد کیے بغیر محض آپ کو بلانے کے لیے عام انداز میں نام لے کر یا محمد کے ساتھ نداء کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا مقصود بھی یہی ہے کہ عام انداز میں محض نام لے کر آپ کو بلانا جائز نہیں' ورنہ عالم وارفتگی میں اظہارِ محبت کے لیے اور آپ کے نامِ اقدس کے ذکر سے تبرک حاصل کرنے کے لیے اور نامِ محبوب سے لطف اندوز ہونے کے لیے یا محمد اور یا احمد کے ساتھ نداء کو سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز بھی جائز سمجھتے ہیں' بلکہ آپ کے کلام میں اس کی مثالیں موجود ہیں' ایک جگہ جذبہ وارفتگی کا اظہار کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

دمِ نزع جاری ہو میری زباں پر محمد محمد خدائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(حدائق بخشش ص ۶۹' مطبوعہ مسلم کتابوی' لاہور)

جس کی آرزو یہ ہے کہ دمِ نزع بھی وہ اپنے جذبۂ عشق کا اظہار کرتے ہوئے محمد محمد کہہ کر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتا ہوا رخصت ہو'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

اس عاشق صادق کے متعلق یہ فیصلہ سنا دینا کیسے درست ہوسکتا ہے کہ وہ مطلقاً یا محمد کی نداء کو ناجائز سمجھتے ہیں۔
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے یہ تو لکھا ہے کہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر نداء کرنی حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۷ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)
اور آپ نے کہیں یہ تصریح نہیں فرمائی کہ اظہارِ محبت کے لیے یا عالم وارفتگی میں نعرہ لگاتے ہوئے یا نامِ اقدس کے ذکر سے لطف اندوز ہونے کے لیے یا معنی وصفی کا لحاظ کرتے ہوئے ادب و احترام کے ساتھ یا محمد کہنا حرام ہے' تو پھر خواہ مخواہ آپ کے کلام کا یہ مفہوم بیان کرنا "توجیه الكلام بمالا يرضى به القائل" کہلائے گا۔
نیز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہ نظریہ اپنی طرف سے پیش نہیں فرمایا بلکہ صحابہ و تابعین علیہم الرضوان سے منقول تفسیر کو بطورِ دلیل پیش کیا۔ آپ رسالہ تجلی الیقین میں لکھتے ہیں:
ابونعیم' حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی ہیں:
قال كانوا يقولون يا محمد يا ابا القاسم فنههم الله عن ذلك اعظاما لنبيه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالوا يا نبی الله يا رسول الله.
یعنی پہلے حضور کو یا محمد! یا ابا القاسم! کہا جاتا' اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ! یا رسول اللہ! کہا کرتے۔
(دلائل النبوۃ لابی نعیم' الفصل الاول' الجزء الاول' ص ۷ 'مطبوعہ عالم الکتب' بیروت)
بیہقی' امام علقمہ و امام اسود اور ابونعیم' امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی ہیں:
لا تقولوا يا محمد ولكن قولوا يا رسول الله يا نبی الله.
یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمد! نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ! یا رسول اللہ! کہو۔
(تفسیر الحسن البصری ج ۲ ص ۱۶۴ 'مطبوعہ المکتبۃ التجاریہ' مکۃ المکرمہ)
اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی' رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۷ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)
اگر صحابہ' تابعین اور ائمہ تفسیر کے اقوال کا وہ مفہوم ہوسکتا ہے جو معترضین کے نزدیک بھی درست ہو تو پھر امام اہل سنت رضی اللہ عنہ جو انہی ائمہ کے قول کی تشریح کر رہے ہیں' ان کے کلام کو غلط رنگ دینا کہاں کا انصاف ہے؟
حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی نے اپنی تصنیف لطیف تجلی الیقین میں متعدد آیات ذکر کیں' جن میں انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے ناموں کے ساتھ خطاب فرمایا گیا۔ اس کے بعد آپ نے لکھا:
غرض قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصافِ جلیلہ و القابِ جمیلہ ہی سے یاد کیا ہے: "يا ايها النبی انا ارسلنك"۔
(فتاویٰ رضویہ جدید ایڈیشن' ج ۳۰ ص ۱۵۴ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)
اس عبارت کے بعد اس مسئلہ کی تفصیل فرمانے کے بعد آخر میں اس کا حاصل ذکر کیا:
ولہٰذا علماء تصریح فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر نداء کرنی حرام ہے' اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے۔
(فتاویٰ رضویہ جدید ایڈیشن' ج ۳۰ ص ۱۵۷ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)
آپ نے فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۳ سے لے کر ص ۱۵۷ تک جو بحث ذکر کی' اس میں سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خصوصیت

ذکر کی کہ قرآن مجید میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے نام لے کر مخاطب کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو القاب واوصاف کے ساتھ خطاب فرمایا' لہٰذا آخر میں آپ نے جو نتیجہ نکالا کہ جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے' غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے۔ اس کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ آپ قرآن مجید کے متعلق ہی کلام فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نام لے کر نہیں پکارا۔ احادیث کے متعلق آپ کی گفتگو نہیں۔ جب آپ کی عبارت میں واضح الفاظ میں قرآن مجید کے محاورہ کا ذکر ہے تو یقینی بات ہے کہ آپ کی اس بحث کا تعلق قرآن مجید کے محاورہ سے ہے' احادیث قدسیہ مراد نہیں' لہٰذا محض حضور فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے کلام میں تعارض وتضاد ثابت کرنے کے لیے غیر یقینی انداز میں یہ کہنا قطعاً مناسب نہیں ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے قرآن مجید میں سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر نہیں پکارا' وگرنہ احادیث قدسیہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہ کثرت یا محمد کے ساتھ خطاب کیا ہے اور نداء کی ہے' اور ہمارے نزدیک احادیث بھی حجت ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے تجلی الیقین کی مذکورہ بالا عبارت کے آغاز میں صراحۃً ذکر کر دیا کہ اس کا تعلق قرآن مجید کے محاورہ سے ہے' لہٰذا یہ تو واضح ہے کہ اس مقام پر آپ کی مراد یہی ہے کہ قرآن مجید میں آپ کو یا محمد کہہ کر نداء نہیں کی گئی اور یہ واقعی آپ کی عظیم خصوصیت ہے۔ باقی رہا احادیث قدسیہ میں آپ کو یا محمد کے ساتھ نداء کرنا' اس کی آپ نے نفی نہیں فرمائی بلکہ اسی رسالہ تجلی الیقین میں ہی ایسی روایات کا ذکر کرنا' اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے علاوہ آپ کو یا محمد کے ساتھ نداء کی ہے' اور حدائق بخشش میں آپ کے کلام سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ قصیدہ معراجیہ میں لکھتے ہیں:

بڑھ اے محمد! قریں ہو احمد' قریب آ سرورِ مجد   نثار جاؤں یہ کیا نداء تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

(حدائق بخشش ص ۱۰۲' مطبوعہ مسلم کتابوی' لاہور)

نداءِ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسئلہ میں حضور فاضل بریلوی کے نظریہ کی وضاحت کے لیے ان شاء اللہ العزیز یہ مختصر سی تقریر کافی ہے۔ آپ کی عبارات کے سیاق وسباق سے صرفِ نظر کرتے ہوئے' ان کا غلط مفہوم پیش کر کے بیس کیا ہزار حوالہ جات بھی پیش کر دیئے جائیں' ان سے آپ کے نظریہ پر کوئی اعتراض نہیں آئے گا بلکہ وہ تو آپ کے مؤقف کے مؤید ہوں گے۔ اللہ ربّ العزت محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل حق سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

۵۵۱۸ - وَعَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجِبْرِيْلَ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ فَانْتَفَضَ جِبْرِيْلُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ سَبْعِيْنَ حِجَابًا مِّنْ نُوْرٍ لَوْ دَنَوْتُ مِنْ بَعْضِهَا لَاحْتَرَقْتُ هٰكَذَا فِي الْمَصَابِيْحِ وَرَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ فَانْتَفَضَ جِبْرِيْلُ.

حضرت زرارہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا: کیا تم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیبت سے کانپ اٹھے اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک میرے اور اللہ کے درمیان ستر ہزار نور کے حجاب ہیں' اگر میں ان میں سے کسی کے قریب ہوا تو جل جاؤں گا۔ مصابیح میں اسی طرح ہے اور اسے ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے لیکن ''فانتفض جبریل'' (جبریل کانپ اٹھے) کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

رؤیت الٰہی کے ممکن ہونے پر دلیل

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال کیا: کیا تم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس میں دلیل ہے کہ دار البقاء میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حق ہے۔ اگر دیدارِ الٰہی محال ہوتا تو نبی کریم ﷺ یہ سوال نہ فرماتے' لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے یا نہیں؟ چونکہ دیدار عموماً قربت کا پتا دیتا ہے (کہ جسے دیکھا جائے' دیکھنے والا اس کے قریب ہوتا ہے)' اس لیے حضرت جبریل علیہ السلام ہیبت سے لرز اٹھے اور شارح علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جبریل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میرے اور اللہ کے درمیان ستر نورانی حجاب ہیں' اس سے اللہ تعالیٰ کا کمال اور حضرت جبریل علیہ السلام کا نقصان مراد ہے اور حجاب جبریل علیہ السلام کی جانب سے ہے اور معنی یہ ہے کہ محجوب مغلوب ہے اور یہ مخلوق کی صفت ہے' جو وصف نقصان کے ساتھ متصف ہے اور اللہ رب ذوالجلال تو وصف کمال کے ساتھ موصوف ہے اور کوئی چیز اس کے سامنے حجاب نہیں بن سکتی خواہ وہ انوارِ جمال ہی کیوں نہ ہوں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۵۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۵۵۵۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اِسْرَافِيلَ مُنْذُ يَوْمِ خَلَقَهٗ صَآفًّا قَدَمَيْهِ لَا يَرْفَعُ بَصَرَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَبْعُوْنَ نُوْرًا مَّا مِنْهَا مِنْ نُوْرٍ يَدْنُوْا مِنْهُ اِلَّا احْتَرَقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو پیدا فرمایا' جب سے انہیں پیدا فرمایا ہے' وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہوئے ہیں' اپنی نگاہ اوپر نہیں اٹھاتے' ان کے اور رب تبارک وتعالیٰ کے درمیان ستر نورانی حجاب ہیں' ان میں سے جس نورانی حجاب کے بھی وہ قریب ہوں تو جل جائیں۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے)

۵۵۵۳ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَقَالَ خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَخَلَقَ اٰدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِىْ اٰخِرِ الْخَلْقِ وَ اٰخِرِ سَاعَةٍ مِّنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور اتوار کے دن اس میں پہاڑ پیدا فرمائے اور پیر کے دن درخت پیدا فرمائے اور ناپسندیدہ چیزیں منگل کے دن پیدا فرمائیں اور بدھ کے روز نور کو پیدا فرمایا اور جمعرات کے دن زمین میں چارپائے پھیلائے اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز عصر کے بعد پیدا فرمایا' مخلوق کے آخر میں اور دن کی آخری گھڑی میں' عصر سے رات تک کے درمیانی وقت میں۔ (مسلم)

ف: قرآن مجید میں ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍO (ق:۳۸)

اور بے شک ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور تھکاوٹ نے ہمیں نہیں چھواO

قرآن مجید کی اس آیۂ کریمہ میں صراحت ہے کہ زمین وآسمان اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں' ان کی تخلیق چھ ایام میں ہوئی اور اس حدیث میں ہفتہ سے لے کر جمعہ تک سات ایام کا ذکر ہے' بہ ظاہر ان میں تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حدیث میں ہفتہ کے دن سے مراد ہفتہ کی شام ہے' جو اتوار کی رات کہلاتی ہے' لہٰذا اتوار سے لے کر جمعہ تک چھ ایام ہی بنتے ہیں اور آیت وحدیث میں کوئی منافات نہیں۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

٥٥٥٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَّخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَارٍ وَّخَلَقَ اٰدَمَ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور جنوں کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلہ سے پیدا کیا گیا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اس چیز سے پیدا کیا گئے ہیں جو تم سے بیان کی گئی ہے۔ (مسلم)

٥٥٥٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ طُوْلُ اٰدَمَ سِتِّيْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِ اَذْرُعٍ عَرْضًا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام ساٹھ گز لمبے اور سات گز چوڑے تھے۔ (مسند احمد)

٥٥٥٦ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَذُرِّيَّتَهٗ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا رَبِّ خَلَقْتَهُمْ يَاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَيَنْكِحُوْنَ وَيَرْكَبُوْنَ فَاجْعَلْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا اَجْعَلُ مَنْ خَلَقْتُهٗ بِيَدَيَّ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ كَمَنْ قُلْتُ لَهٗ كُنْ فَكَانَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا: اے میرے رب! تو نے انہیں پیدا فرمایا ہے' یہ کھائیں گے' پئیں گے' نکاح کریں گے اور سواری کریں گے' لہٰذا ان کے لیے دنیا مقرر فرما دے اور ہمارے لیے آخرت بنا دے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس کو میں نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور جس میں اپنی خاص روح پھونکی ہے' اسے میں اس مخلوق کی طرح نہیں کروں گا' جسے میں نے فرمایا: کن (ہو جا)' اور وہ ہو گئی۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٥٥٥٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ مَلَائِكَتِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بعض فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔ (ابن ماجہ)

افضلیت ملائکہ کی بحث

اس حدیث میں ہے کہ مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بعض فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ مؤمن سے عام مؤمنین مراد ہیں اور بعض ملائکہ سے بھی عام ملائکہ مراد ہیں اور محی السنہ رحمہ اللہ نے "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ" (بنی اسرائیل:۷۰) کی تفسیر میں کہا کہ بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ عوام مؤمنین' عوام ملائکہ سے افضل ہیں اور خواص مؤمنین' خواص ملائکہ سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝" (البینہ:۷) یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے' وہ بہترین مخلوق ہیں ۝

اس سے اہل سنت نے استدلال کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام' ملائکہ کرام سے افضل ہیں' اور یہ بات واضح ہے کہ خواص مؤمنین سے رسل اور انبیاء کرام علیہم السلام اور خواص ملائکہ سے جبریل و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام کی مثل ملائکہ مراد ہیں اور عوام مؤمنین سے کامل اولیاء' مثلاً خلفاء و علماء وغیرہم مراد ہیں اور عوام ملائکہ سے باقی ملائکہ مراد ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۳۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۲ھ لکھتے ہیں:

رسل بشر' رسل ملائکہ سے افضل ہیں (رسل ملائکہ سے وہ فرشتے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی حاصل کر کے باقی ملائکہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تک احکام پہنچاتے ہیں۔ ۱۲ نبراس)

اور رسل ملائکہ عوام بشر (یعنی اولیاء وصلحاء) سے افضل ہیں۔ رسل ملائکہ کی عام بشر پر فضیلت اجماع سے ثابت ہے بلکہ بداہۃً ثابت ہے (کہ اس کے ثبوت کے لیے دین اسلام میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں) اور رسل بشر کی رسل ملائکہ پر فضیلت چند دلائل سے ثابت ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو تعظیم وتکریم کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور سجدہ کے طور پر تعظیم وتکریم ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے قول کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اَرَاَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ'' (بنی اسرائیل: ۶۲) ''اس نے کہا: مجھے بتا کہ یہ جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے (اس کی وجہ کیا ہے؟)''۔

اور سجدہ کے بطور تعظیم ہونے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ شیطان نے کہا: ''اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ O'' (الاعراف: ۱۲) ''میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا'' O اور حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ادنیٰ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اعلیٰ کو سجدہ کرے' اس کا عکس نہیں ہوتا۔

(۲) ہر اہل لسان اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا'' (البقرہ: ۳۱) اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم دی' سے یہی سمجھے گا کہ اس سے مقصود ملائکہ پر سیّدنا آدم علیہ السلام کی فضیلت اور ان کے مستحق تعظیم وتکریم ہونے کا بیان کرنا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ O (آل عمران: ۳۳)

بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی اولاد اور عمران کی اولاد کو سارے جہان والوں سے O

ملائکہ بھی عالمین سے ہیں' لہٰذا ملائکہ پر ان حضرات کی فضیلت ثابت ہوئی۔ (ظاہر آیت کا تقاضا تو یہی ہے کہ تمام آل ابراہیم و آل عمران کو خواہ رسول ہوں یا غیر رسول' سب ملائکہ پر فضیلت ہے' لیکن ابراہیم وعمران کی عام اولاد کا رسل ملائکہ پر افضل ہونا خلافِ اجماع ہے' لہٰذا انہیں آیت کے عموم سے خاص کر لیا جائے گا اور ان کے علاوہ باقی میں حکم ثابت رہے گا کہ رسل بشر' رسل ملائکہ اور عوام بشر' عوام ملائکہ سے افضل ہیں۔ ۱۲ نبراس) (شرح العقائد ص ۱۵۷' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

۸۵۵۸ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ اٰدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهٗ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّتْرُكَهٗ فَجَعَلَ اِبْلِيْسُ يَطِيْفُ بِهٖ يَنْظُرُ مَا هُوَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهٗ خَلَقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنائی تو جب تک چاہا' اسے چھوڑے رکھا' ابلیس ان کے اردگرد غور وفکر کرتے ہوئے گھومنے لگا کہ یہ کیا چیز ہیں؟ جب ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسد مبارک کو اندر سے خالی دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ ایسی مخلوق ہے' جو خود پر قابو نہیں پا سکے گی۔ (مسلم)

حضرت آدم علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنائی۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میں اس حدیث کو انتہائی مشکل خیال کرتا ہوں کیونکہ کتاب وسنت سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین کے اجزاء سے پیدا کیے گئے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے تو وہ بشر تھے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور زندہ تھے۔ نصِ کتاب سے جو مفہوم ہوتا ہے وہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَقُلْنَا يٰٓـاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ'' (البقرہ:۳۵) ''ہم نے حکم دیا: اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنت میں ٹھہرو'' اور شارح نے کہا کہ ایک قول یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حدیث میں ''فی الجنۃ'' کے کلمات بعض راویوں کا سہو ہوں۔ قاضی رحمہ اللہ نے کہا کہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا اور اس مٹی کو گوندھا حتیٰ کہ وہ گارا ہوگئی' پھر اسے پڑا رہنے دیا حتیٰ کہ وہ کھنکتی ہوئی مٹی ہوگئی' اور مکہ و طائف کے درمیان بطن نعمان میں رکھ دی گئی جو کہ عرفات کی ایک وادی ہے' لیکن یہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر بنانے کے منافی نہیں' کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان کی مٹی کو زمین میں گوندھا گیا ہو اور زمین میں رکھا گیا ہو' جب اس پر کئی اَدوار گزر گئے اور اس میں صورتِ انسانیہ قبول کرنے کی استعداد پیدا ہوئی تو اسے جنت کی طرف اٹھایا گیا ہو اور تصویر بنائی گئی ہو' اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''يٰٓـاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ'' میں اس پر کوئی دلیل نہیں کہ روح پھونکنے کے بعد انہیں جنت میں داخل کیا گیا تھا' کیونکہ سکون سے مراد استقرار ہے' اور استقرار کا حکم ضروری نہیں کہ جنت میں حصول سے پہلے ہو' یہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ روایات اس پر متفق ہیں کہ حضرت حوا علیہا السلام جنت میں حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کی گئیں اور انہیں بھی جنت میں سکونت کا حکم دیا گیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ یعنی بدن عالم سفلی سے تھا اور آپ کی صورت جس کی بناء پر آپ باقی حیوانات سے ممتاز ہیں اور ملائکہ کے مشابہ ہیں' اس کا تعلق عالم علوی سے تھا' اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے مادہ یعنی بدن کے بننے کی نسبت زمین کی طرف فرمائی کیونکہ وہ زمین سے ہی پیدا ہوا تھا' اور آپ کی صورت کی جنت کی طرف نسبت فرمائی کیونکہ صورتِ آدم جنت میں ہی واقع ہوئی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۳۲۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۵۵۹ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَنْبِیَاءِ کَانَ اَوَّلُ قَالَ اٰدَمُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَبِیٌّ کَانَ قَالَ نَعَمْ نَبِیٌّ مُکَلَّمٌ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَمِ الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّبِضْعَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِیْرًا.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا وہ نبی تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ نبی تھے' جن سے کلام فرمایا گیا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! رسول کتنے ہیں؟ فرمایا: تین سو دس سے کچھ زائد ایک کثیر جماعت ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَمْ وَفَاءُ عِدَّةِ الْاَنْبِیَاءِ قَالَ مِائَةُ اَلْفٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفًا الرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِیْرًا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

اور ایک روایت میں ہے: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! انبیاء کرام علیہم السلام کی مکمل تعداد کتنی ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں' جن میں سے تین سو پندرہ رسولوں کی ایک کثیر جماعت ہے۔ (مسند احمد)

۸۵۶۰ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْتُتِنَ اِبْرَاهِیْمُ النَّبِیُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِیْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسّی برس کی عمر میں مقام قدوم میں اپنا ختنہ کیا۔ (بخاری ومسلم)

۸۵۶۱ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيمُ اِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ اِثْنَتَيْنِ مِنْهُنَّ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهُ اِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتُ يَوْمٍ وَّسَارَةُ اِذْ اَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ لَهُ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَّعَهُ اِمْرَأَةٌ مِّنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَسَاَلَهُ عَنْهَا مَنْ هٰذِهٖ قَالَ اُخْتِيْ فَاَتٰى سَارَةَ فَقَالَ لَهَا اِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَ اِنْ يَّعْلَمْ اَنَّكِ اِمْرَاَتِيْ يَغْلِبُنِيْ عَلَيْكِ فَاِنْ سَاَلَكِ فَاَخْبِرِيْهِ اَنَّكِ اُخْتِيْ فَاِنَّكِ اُخْتِيْ فِي الْاِسْلَامِ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَاَتٰى بِهَا قَامَ اِبْرَاهِيمُ يُصَلِّيْ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاُخِذَ وَيُرْوٰى فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكَ لَمْ تَاْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ مَهْيَمْ قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ تِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین ظاہری جھوٹوں کے علاوہ کبھی جھوٹ نہیں بولا، ان میں سے دو ظاہری جھوٹ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تھے، ایک ان کا یہ قول تھا: میں بیمار ہوں، اور دوسرا ان کا یہ قول تھا: بلکہ یہ کام ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (تیسرے ظاہری جھوٹ کے بیان میں) فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا (ملک شام کی طرف ہجرت کے دوران) جب ایک ظالم بادشاہ کے پاس سے گزرے اور اسے بتایا گیا کہ یہاں ایک مرد ہے، جس کے ساتھ حسین ترین عورت ہے، بادشاہ نے آدمی بھیج کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور آپ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: میری بہن ہے، پھر آپ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور انہیں فرمایا کہ اگر اس ظالم بادشاہ کو علم ہو گیا کہ تم میری بیوی ہو تو یہ ظلماً تم کو مجھ سے چھین لے گا، اگر یہ تم سے سوال کرے تو اسے بتانا کہ تم میری بہن ہو، کیونکہ تم میری اسلامی بہن ہو، روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور مؤمن نہیں، پھر بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلوالیا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اس بادشاہ کے پاس پہنچیں تو اس نے انہیں پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا، اور وہ خود پکڑ لیا گیا، اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا گلا پکڑ لیا گیا (اور گلے سے خراٹے کی طرح آوازیں نکلنے لگیں) حتیٰ کہ وہ زمین پر پاؤں مارنے لگا اور کہنے لگا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کرو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور بادشاہ کو نجات مل گئی، پھر دوسری بار اس نے دست درازی کی کوشش کی تو پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ پکڑ لیا گیا اور اس نے کہا: اللہ سے میرے لیے دعا کرو، میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، انہوں نے دعا کی تو اس کو نجات مل گئی، پھر اس نے اپنے ایک دربان کو بلا کر کہا کہ تم میرے پاس انسان نہیں بلکہ کوئی جننی لے کر آئے ہو، پھر اس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا بطورِ خادمہ دے دیں، حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں، آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے سوال کیا: کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کافر کا مکر اس کے گلے میں ہی لوٹا دیا، اور اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ رضی اللہ عنہا دی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: یہ تمہاری ماں ہیں، اے بارش کے بیٹو! (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

ایک اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم میری اسلامی بہن ہو روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور مؤمن نہیں۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس پر اشکال ہے کہ اس وقت حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی موجود تھے اور مؤمن تھے، جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے: ''فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ'' (العنکبوت:۲۶) لہٰذا آپ کا یہ کہنا کیسے درست ہے کہ روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور مؤمن نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ روئے زمین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد وہ علاقہ تھا، جہاں یہ واقعہ پیش آیا اور اس سرزمین میں حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود نہیں تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ص ۲۳۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو بہن کہنے کی وجہ

اس جابر بادشاہ کا یہ دستور تھا کہ وہ صرف خاوند والی عورتوں کے ہی درپے ہوتا تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ خاوند والی عورت نے جب اپنے خاوند کو اختیار کر لیا ہے تو بادشاہ کو بھی نہیں روک سکتی بلکہ بادشاہ تو خاوند کی بہ نسبت زیادہ حق دار ہے، لیکن جو عورتیں خاوند والی نہیں ہیں، ان کے قریب جانے کے لیے ان کی رضامندی ضروری ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد یہ ہو کہ اگر میں نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا اپنی بیوی ہونا ظاہر کر دیا تو بادشاہ مجھے طلاق پر مجبور کرے گا یا میرے قتل کا ارادہ کرے گا، ایک قول یہ ہے کہ اس بادشاہ کے دین میں انبیاء کرام علیہم السلام کی رشتہ دار خواتین کے ساتھ شادی کرنا یا ان سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں تھا، اس لیے آپ نے انہیں اپنی بہن کہا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۳۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول ''اے بارش کے بیٹو!'' کا مفہوم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تمہاری ماں ہیں، اے بارش کے بیٹو! اس سے مراد کیا ہے؟ شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

یہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کو خطاب ہے اور آسمانی پانی سے ان کی طہارت و پاکیزگی کی طرف اشارہ ہے۔ طہارت کے بیان میں آسمانی پانی کی مثال دی جاتی ہے، کہتے ہیں کہ فلاں آدمی آسمان کے پانی سے زیادہ پاک ہے۔ بعض نے کہا کہ اس طرف اشارہ ہے کہ آبِ زم زم کا چشمہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وجہ سے جاری ہوا، اور زم زم کا پانی آسمان قدس وطہارت سے نازل ہوا۔ جو فیض بھی زمین میں پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے آسمان سے نازل فرماتا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ انصار کو خطاب ہے کیونکہ وہ عامر بن حارثہ ازدی کی اولاد ہیں، ان کا لقب ''ماء السماء'' تھا کہ لوگ اس کے سبب سے بارش طلب کیا کرتے تھے، بعض نے کہا کہ مراد تمام عرب ہیں اور انہیں یہ نام اس لیے دیا کہ وہ بارش کی پیروی کرتے ہیں، جہاں بارش ہو وہیں سکونت اختیار کرتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۴۷، مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۸۵۶۲ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے دکھلا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ فرماتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے، وہ ایک مضبوط رکن کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام جتنی طویل مدت ٹھہرتا تو میں بلانے والے کی بات قبول کر لیتا۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں' جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے دکھلا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ فرماتا ہے؟

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

ابن ملک رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کوئی شک نہیں کیا بلکہ انہوں نے علم میں اضافہ طلب کیا ہے' اور میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا O'' (طٰہٰ: ۱۱۴) ''اے محبوب! تم کہو: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما O'' اور علم میں اضافہ کی طلب کو بطورِ مشاکلت شک فرمایا' اور امام مزنی نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوسکتا تو میں اس کا زیادہ حق دار تھا اور تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں نے شک نہیں کیا تو جان لو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی شک نہیں کیا' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنی ذات پر تواضعاً ترجیح دی یا ابھی آپ کو اس کا علم نہیں تھا کہ آپ اولادِ آدم میں سب سے افضل ہیں' اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے سوال کا مقصود یہ تھا کہ انہیں علم الیقین سے عین الیقین کے مرتبہ پر ترقی حاصل ہو (کسی چیز کا یقینی علم ہو لیکن مشاہدہ اور تجربہ نہ ہو تو وہ علم الیقین ہے اور اگر مشاہدہ بھی ہو جائے تو عین الیقین ہے اور اگر مشاہدہ کے ساتھ تجربہ بھی حاصل ہو جائے تو اسے حق الیقین کہتے ہیں۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) یا ان کے سوال کا مقصود یہ تھا کہ جب انہوں نے مشرکین پر دلیل قائم کی کہ میرا رب زندہ فرماتا ہے اور موت دیتا ہے' تو پھر آپ نے یہ سوال کیا تاکہ اپنی دلیل کو عیاناً ظاہر فرمائیں۔ میں کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں ''نحن'' کا کلمہ تعظیم کے لیے نہیں' ورنہ یہ سوال ہوگا کہ آپ نے تو یہ کلمہ بطورِ تواضع فرمایا تھا (پھر تعظیم کا کلمہ ''نحن'' کیوں ذکر فرمایا؟) بلکہ معنی یہ ہے کہ اپنی امت سمیت ہم سب مردوں کے زندہ کرنے پر اللہ کی قدرت میں شک نہیں کرتے' بلکہ عموماً تمام امتوں میں سے ہماری جماعت احیاءِ موتیٰ پر اللہ کی قدرت پر اعتقاد رکھتی ہے' اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو انبیاء کرام میں سے مرتبہ توحید میں کامل ترین ہیں' حتیٰ کہ ہماری امت کو ان کے سیدھے اور مضبوط راستے کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے تو پھر وہ کیسے شک کر سکتے ہیں' اگر وہ شک کر سکتے حالانکہ وہ معصوم اور متبوع ہیں' تو ہماری امت تو ان کے ساتھ لاحق اور ان کے طریقہ کی تابع ہے تو پھر ہم شک کے زیادہ حق دار تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب کہ اگر میں اتنی طویل مدت قید میں ٹھہرتا تو بلانے والے کی دعوت قبول کر لیتا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام جتنی طویل مدت ٹھہرتا تو میں بلانے والے کی دعوت قبول کر لیتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس کا واقعہ یہ ہے کہ سیّدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نو سال تک قید میں رہے' جب مصر کے بادشاہ نے آپ کو طلب کیا تاکہ آپ کو رہا کر کے اپنا مقرب بنالے تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیل سے باہر آنے میں توقف فرمایا اور جلدی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ پہلے ان عورتوں سے میری عصمت وعزت کی تحقیق کی جائے جنہوں نے مجھے دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے' اس کے بعد میں جیل سے باہر آؤں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اتنی طویل مدت جیل میں گزارتا اور کوئی مجھے رہائی دلوانا چاہتا تو میں جلدی قبول کر لیتا اور تحقیق حال کی انتظار نہ کرتا۔ بعض نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کلام حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر' ثابت قدمی اور استقامت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کی تعریف پر محمول کیا ہے کہ اتنی طویل مدت جیل میں مشقت برداشت کرنے کے بعد اس سے زیادہ استقامت کیسے متصور ہو سکتی ہے 'اگر میں بھی وہاں ہوتا تو جلدی رہائی کو قبول کر لیتا' اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان حضرت یوسف علیہ السلام کی مدح میں مبالغہ کے لیے بطورِ تواضع ہے۔ ورنہ نبی کریم ﷺ تمام اولوالعزم انبیاء کرام سے زیادہ استقامت والے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس کلام میں سیّدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقصیر کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے جیل سے باہر آنے میں جلدی کیوں نہیں کی حالانکہ ان کا جیل سے باہر آ کر لوگوں میں تشریف لانا ان کی ہدایت کا سبب تھا' بلکہ وہ تو ان لوگوں کی جانب مبعوث رسول تھے۔ اسی لیے انہوں نے قیدیوں کو دعوتِ توحید دی اور فرمایا: ''یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُO'' (یوسف:۳۹) ''اے میرے جیل کے ساتھیو! کیا متفرق رب بہتر ہیں یا ایک ہی رب اللہ واحد وقہار بہتر ہےO'' لہٰذا انہیں چاہیے تھا کہ وہ جلدی باہر تشریف لاتے اور انہیں دعوتِ توحید دیتے اور اپنے نفس کی براءت کے لیے توقف نہ فرماتے' لیکن اس کلام پر اعتراض ہے کیونکہ پہلے نفس کی براءت ثابت کرنے سے دعوت و تبلیغ زیادہ مؤثر ہوتی تھی۔ واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۴۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنو)

۸۵۶۳ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوْسٰى ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شُنُوْءَةٍ وَرَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَّاَيْتُ بِهٖ شِبْهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَّاَيْتُ بِهٖ شِبْهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ وَرَاَيْتُ جِبْرِيْلَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَّاَيْتُ بِهٖ شِبْهًا دِحْيَةُ بْنُ خَلِيْفَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام پیش کیے گئے' میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' وہ قبیلہ شنوءہ کے مردوں کی طرح ہیں' اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' جن اشخاص کو میں نے دیکھا ہے ان میں وہ عروہ بن مسعود کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں' اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا' وہ تمہارے صاحب کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں' نبی کریم ﷺ کی مراد خود اپنی ذات تھی' اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا' میرے دیکھے ہوئے اشخاص میں وہ دحیہ کلبی کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ (مسلم)

۸۵۶۴ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ لَقِيْتُ مُوْسٰى فَنَعَتَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ مُّضْطَرِبٌ رَجِلُ الشَّعْرِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شُنُوْءَةَ وَلَقِيْتُ عِيْسٰى رَبْعَةً اَحْمَرَ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَّامَ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ فَاُتِيْتُ بِاِنَاءَيْنِ اَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِيْهِ خَمْرٌ فَقِيْلَ لِيْ خُذْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِيْلَ لِيْ هُدِيْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی' میری موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی' وہ سیدھے بلند و بالا قامت والے مرد ہیں' ان کے بال سیدھے ہیں' وہ قبیلہ شنوءہ کے مردوں کی طرح ہیں' اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی' وہ درمیانی قامت کے سرخ رنگ والے مرد ہیں گویا کہ وہ حمام سے نکل کر آئے ہیں' اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان کی اولاد میں' میں ان کے سب سے زیادہ مشابہ ہوں' آپ نے فرمایا کہ میرے پاس دو برتن لائے گئے' ایک برتن میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی' مجھے کہا گیا کہ دونوں میں سے جو چاہے لے لو' میں نے دودھ لے کر پی لیا تو مجھے کہا گیا کہ آپ کی دینِ فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے' اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (بخاری ومسلم)

۸۵۶۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی' میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' وہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

مُوْسٰی رَجُلًا اٰدَمَ طِوَالًا جَعْدًا کَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شُنُوْءَةٍ وَّرَاَیْتُ عِیْسٰی رَجُلًا مَّرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَةِ وَالْبَیَاضِ سَبِطَ الرَّاْسِ وَرَاَیْتُ مَالِکًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِیْ اٰیَاتٍ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِیَّاهُ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَاءِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

گندمی رنگ والے دراز قامت' گھونگھریالے بالوں والے مرد ہیں' وہ قبیلہ شنوء ہ کے مردوں کی طرح ہیں' اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' وہ درمیانی قامت والے' سرخ وسفید رنگ کی طرف مائل' سیدھے بالوں والے مرد ہیں' اور میں نے مالک' جہنم کے خازن کو دیکھا' اور میں نے دجال کو دیکھا' آپ نے انہیں ان نشانیوں میں ملاحظہ فرمایا' جونشانیاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھلائی تھیں' لہٰذا تم ان کے ساتھ آپ کی ملاقات میں شک نہ کرنا۔ (بخاری ومسلم)

٨٥٦٦ ۔ **وَعَنْهُ** قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ مَکَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَیُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِی الْاَزْرَقِ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی فَذَکَرَ مِنْ لَّوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَیْئًا وَّاضِعًا اِصْبَعَیْهِ فِیْ اُذُنَیْهِ لَهٗ جُوَارٌ اِلَی اللّٰهِ بِالتَّلْبِیَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِیْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰی اَتَیْنَا عَلٰی ثَنِیَّةٍ فَقَالَ اَیُّ ثَنِیَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هِرْشٰی اَوْلَفْتُ فَقَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ عَلٰی نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَیْهِ جُبَّةٌ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِیْ مُلَبِّیًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک وادی کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: وادی ازرق' آپ نے فرمایا: گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں اور آپ نے ان کے بالوں اور رنگ کے متعلق کچھ ذکر فرمایا (اور فرمایا کہ) وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند آواز سے آہ وزاری کرتے ہوئے اس وادی سے تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں' پھر ہم چلتے رہے حتیٰ کہ ایک گھاٹی پر پہنچے' آپ نے فرمایا: یہ کون سی گھاٹی ہے؟ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا: ھرشیٰ یا لفت۔ آپ نے فرمایا: گویا میں حضرت یونس علیہ السلام کو سرخ اونٹنی پر سوار دیکھ رہا ہوں' انہوں نے اُونی جبہ پہنا ہوا ہے' ان کی اونٹنی کی لگام کھجور کی چھال کی ہے' وہ اس وادی سے تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔

(مسلم)

٨٥٦٧ ۔ **وَعَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْیَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِیْ اِصْطَفٰی مُحَمَّدًا عَلَی الْعَالَمِیْنَ فَقَالَ الْیَهُوْدِیُّ وَالَّذِیْ اِصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْعَالَمِیْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ یَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْیَهُوْدِیِّ فَذَهَبَ الْیَهُوْدِیُّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا کَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَیِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ فَاِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان مرد اور یہودی کے درمیان لڑائی ہوگئی' مسلمان نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام وتمام جہان والوں پر فضیلت بخشی ہے! یہودی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہان والوں پر فضیلت بخشی ہے! اس پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھا کر یہودی کے چہرے پر تھپڑ مار دیا' اس یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر آپ کو اس واقعہ کی خبر دی' جو اس کے اور مسلمان کے درمیان پیش آیا تھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان کو بلا کر اس واقعہ کے متعلق استفسار فرمایا' مسلمان نے آپ سے یہ ماجرا عرض کیا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہوں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا' سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا' میں از خود نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو بے ہوش ہوئے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ کَانَ فِیْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَوْ کَانَ فِیْمَنِ اسْتَثْنَی اللّٰہُ.

تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہیں یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَلَا اَدْرِیْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَۃِ یَوْمَ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِیْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی.

اور ایک روایت میں ہے کہ میں از خود نہیں جانتا کہ طور والے دن کی بے ہوشی سے ان کا حساب کر لیا گیا ہے یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے ہیں' اور میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص حضرت یونس بن متّی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ مُتَّفَقٌ علیہ.

اور ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بے ہوش ہونے والی حدیث پر اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ روزِ قیامت لوگ بے ہوش ہوں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا' سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا' میں از خود نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو بے ہوش ہوئے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ علامہ بدر الدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اشکال ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کا تو وصال ہو چکا ہے' انہیں بے ہوشی کیسے لاحق ہو گی' بے ہوش تو زندہ حضرات ہوتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہاں گھبراہٹ کی وجہ سے بے ہوشی مراد ہو کہ قبروں سے اٹھنے کے بعد جب زمین و آسمان پھٹ جائیں تو گھبراہٹ کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو' اس کی تائید لفظ ''یفیق'' اور لفظ ''افاق'' سے ہوتی ہے' کیونکہ افاقہ غشی سے ہوتا ہے اور موت سے اٹھنے کے لیے افاقہ کا لفظ استعمال نہیں ہوتا بلکہ بعث کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا کہ انہیں مجھ سے پہلے افاقہ ہوگا' ہو سکتا ہے کہ آپ کا یہ ارشاد اس وقت کا ہو جب آپ کو یہ علم نہ ہو کہ میں سب سے پہلے اٹھایا جاؤں گا۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۹۵' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دینے سے منع فرمانے کی توجیہات

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو' حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاتفاق افضل الانبیاء ہیں تو پھر فضیلت دینے سے منع کیوں فرمایا۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض اس شخص کو فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے جو اپنی رائے سے فضیلت دے اور جو دلیل سے فضیلت بیان کرے' اسے منع نہیں فرمایا۔

(۲) اس طرح کی فضیلت سے منع فرمایا ہے جس سے مفضول کی توہین لازم آئے۔

(۳) ایسی فضیلت سے منع فرمایا ہے جو جھگڑے کا باعث بنے۔

(۴) آپ کی مراد یہ ہے کہ مجھے تمام انواعِ فضائل کے ساتھ فضیلت نہ دو کہ مفضول کے لیے کوئی فضیلت باقی نہ رہے' مثلاً جب امام کہے کہ ہم مؤذن سے افضل ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اذان کی نسبت سے مؤذن کی فضیلت کم ہے۔

(۵) نفسِ نبوت میں فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے' جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ'' (البقرہ:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۲۸۵) ''ہم ایمان لانے میں اس کے کسی رسول کے درمیان فرق نہیں کرتے'' اور بعض انبیاء کرام کی بعض پر فضیلت سے منع نہیں فرمایا کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ''تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ'' (البقرہ: ۲۵۳) ''یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی''۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۴۶ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث کی پانچ توجیہات ہیں:

(۱) آپ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں۔

(۲) آپ نے یہ ادب اور تواضع کے طور پر فرمایا۔

(۳) ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جو دوسرے نبی کی توہین کا باعث بنے۔

(۴) ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جو جھگڑے اور فتنے کا باعث بنے جیسا کہ حدیث کے سبب سے معلوم ہوتا ہے۔

(۵) نفس نبوت میں فضیلت سے منع فرمایا کہ نفس نبوت میں کوئی فضیلت نہیں' دیگر فضائل و خصائص کی بناء پر فضیلت ہے' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ'' (البقرہ: ۲۵۳) ''یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی''۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۴۰ 'مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

وَفِی رِوَايَةِ اَبِی هُرَيْرَةَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (کہ آپ نے فرمایا:) انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔

۸۵۶۸ - وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْبَغِی لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّیْ خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی بندے کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متٰی علیہ السلام سے افضل ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَفِی رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ.

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ جس نے یہ کہا کہ میں یونس بن متٰی علیہ السلام سے بہتر ہوں' اس نے جھوٹ بولا ہے۔

۸۵۶۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰى عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَاَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ اِنَّكَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰى عَبْدٍ لَّكَ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ فَقَدْ فَقَاَعَيْنِیْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ عَيْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى عَبْدِیْ فَقُلِ الْحَيَاةَ تُرِيْدُ فَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْحَيَاةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرِهٖ فَاِنَّكَ تَعِيْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِيْبٍ رَبِّ اَدْنِنِیْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ملک الموت' حضرت موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا: اپنے رب کے پاس چلئے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ نکال دی' ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس حاضر ہو کر عرض کیا: تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت کا ارادہ ہی نہیں رکھتا' اس نے تو میری آنکھ نکال دی ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ واپس لوٹا دی اور فرمایا: میرے بندے کے پاس واپس جاؤ' اور عرض کرو: آپ زندگی چاہتے ہیں! اگر آپ کا زندگی کا ارادہ ہے تو بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھیے' آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے' اتنے سال آپ زندگی گزاریں گے' فرمایا: پھر کیا ہوگا؟ عرض کیا: پھر آپ کا وصال ہو جائے گا' فرمایا: پھر میں ابھی وصال اختیار کرتا ہوں' اے میرے رب! مجھے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنِّيْ عِنْدَهٗ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَنْبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ارضِ مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے کے برابر قریب کر دے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں اس جگہ ہوتا تو تمہیں راستے کے ایک جانب سرخ ٹیلے کے پاس ان کی قبر انور دکھاتا۔ (بخاری ومسلم)

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے ملک الموت کو تھپڑ مارنے کی توجیہات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ مازری رحمہ اللہ نے کہا کہ بعض ملاحدہ نے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ ملک الموت کی آنکھ نکال دیں۔ علمائے کرام نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں:

(۱) ہو سکتا ہے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تھپڑ مارنے کی اجازت دی ہو اور اس میں ملک الموت کا امتحان ہو اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے فرماتا ہے اور جس طرح چاہے ان کا امتحان لیتا ہے۔

(۲) یہ حدیث مجازی معنی پر محمول ہے اور مراد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت سے مناظرہ کیا اور دلائل میں ان پر غالب آ گئے' جس طرح کوئی آدمی دلیل میں کسی پر غالب آ جائے تو کہتے ہیں کہ اس آدمی نے اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی' لیکن یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ واپس لوٹا دی۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام کو علم نہیں تھا کہ یہ اللہ کی جانب سے کوئی فرشتہ آیا ہے' انہوں نے گمان کیا کہ یہ کوئی مرد ہے جو انہیں قتل کرنا چاہتا ہے' انہوں نے دفاع کیا جس کے نتیجہ میں ملک الموت کی آنکھ نکل گئی' انہوں نے قصداً آنکھ نہیں نکالی۔ یہ جواب امام ابوبکر بن خزیمہ وغیرہ متقدمین نے دیا ہے۔ علامہ مازری اور قاضی عیاض نے اسی جواب کو اختیار فرمایا ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حدیث میں کوئی تصریح نہیں کہ انہوں نے عمداً آنکھ نکالی تھی۔ اگر یہ سوال ہو کہ جب ملک الموت دوسری بار آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اعتراف فرمایا کہ یہ ملک الموت ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دوسری بار وہ ایسی علامت کے ساتھ آئے تھے' جس سے پتا چل گیا کہ وہ ملک الموت ہیں اور موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بات مان لی' لیکن پہلی مرتبہ ایسی کوئی علامت نہیں تھی جس سے پہچان حاصل ہوتی۔ واللہ اعلم (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۱۲۸' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

صالحین کے مزارات کے قریب دفن کا استحباب

اس حدیث میں کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے میرے رب! مجھے ارضِ مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے کے برابر قریب کر دے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ' اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارضِ مقدس سے قریب ہونے کا سوال ارضِ مقدس کی شرافت اور وہاں مدفون انبیاء کرام علیہم السلام کی فضیلت کی بناء پر کیا اور بعض علماء نے کہا کہ آپ نے محض قرب کا سوال کیا' بعینہٖ بیت المقدس کا سوال نہ کیا تاکہ کہیں آپ کی قبر انور مشہور نہ ہو جائے اور لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں' اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فضیلت و برکت والے مقامات میں اور صالحین کے مزارات کے قرب میں دفن مستحب ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۱۲۷' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

۸۵۷۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبر مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی' بے شک موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بچھڑے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهٗ فِي الْعِجْلِ فَلَمْ يَلْقَ الْاَلْوَاحَ لَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوْا اَلْقَى الْاَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

کے متعلق جو معاملہ کیا' اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی خبر دے دی' مگر انہوں نے تختیاں نہیں گرائیں' اور جب قوم کی حرکت کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو تختیاں گرادیں اور وہ ٹوٹ گئیں۔ (مسند احمد)

۸۵۷۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتِحْيَاءً فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا مَا تَسَتَّرَ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اَمَّا بَرَصٌ اَوْ اُدْرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ اَنْ يُّبَرِّاَهٗ فَخَلَا يَوْمًا وَّحْدَهٗ لِيَغْتَسِلَ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ فَجَمَحَ مُوْسٰى فِيْ اَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى اِنْتَهٰى اِلٰى مَلَاٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ وَاَخَذَ ثَوْبَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِّنْ اَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام باحیاء' پردہ دار مرد تھے' شرم وحیاء کی بناء پر آپ کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دیتا تھا' بنی اسرائیل میں سے کسی شخص نے ان کو ایذاء پہنچائی اور بنی اسرائیل نے کہا کہ یہ اتنا پردہ محض اس لیے کرتے ہیں کہ ان کی جلد میں کوئی عیب ہے یا انہیں برص کی بیماری ہے یا ان کے خصیوں میں سوزش ہے' اللہ تعالیٰ نے انہیں اس الزام سے بری فرمانا چاہا' تو ایک روز وہ تنہائی میں غسل کرنے لگے' اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے' پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ گیا' موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑنے لگے: اے پتھر! میرے کپڑے' اے پتھر! میرے کپڑے' حتیٰ کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گئے' انہوں نے آپ کو برہنہ دیکھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بڑھ کر حسین ہیں' وہ کہنے لگے: بہ خدا! موسیٰ علیہ السلام میں تو کوئی عیب نہیں' آپ نے اپنے کپڑے پکڑ لیے' اور پتھر کو مارنے لگے' اللہ کی قسم! پتھر میں آپ کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ نشانات پڑ گئے۔ (بخاری ومسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے لیے ان کی شریعت میں لوگوں کے سامنے ننگے غسل کرنا جائز تھا اور موسیٰ علیہ السلام چونکہ بہت حیاء والے تھے اور پردے کو پسند فرماتے تھے' اس لیے آپ تنہائی میں غسل فرماتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے پیش نظر برہنہ چلنا جائز ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت مثلاً علاج وغیرہ کے لیے شرم گاہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام نقائص اور ظاہری و باطنی عیوب سے پاک تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی نبی کی طرف جسمانی عیوب کی نسبت کرنا' اس نبی کی ایذاء رسانی کا باعث ہے اور ایسے شخص پر کفر کا خدشہ ہے۔ اس حدیث میں سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا ظاہر معجزہ ہے' خصوصاً یہ کہ آپ کے عصا مارنے کا پتھر میں اثر ہوا اور اس میں علم پیدا ہو گیا کہ وہ پتھر اللہ کے حکم سے آپ کے کپڑے لے کر بھاگ پڑا۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۳۰۲' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۸۵۷۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ غسل فرما رہے تھے کہ اس دوران ان پر سونے کی ٹڈیاں گریں' حضرت ایوب علیہ السلام انہیں اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے' ان کے رب نے انہیں ندا دی: اے ایوب! کیا میں نے تمہیں اس چیز سے بے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

پرواہ نہیں کر دیا جو تم دیکھ رہے ہو؟ آپ نے عرض کیا: کیوں نہیں! تیری عزت کی قسم! لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (بخاری)

٨٥٧٣ - وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِيْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَاَرْهَقَ اَبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جس لڑکے کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا' اس کی قسمت میں کافر ہونا لکھ دیا گیا تھا' اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر میں مبتلا کر دیتا۔ (بخاری' مسلم)

٨٥٧٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرُ لِاَنَّهُ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام کا نام خضر اس لیے رکھا گیا کہ وہ سفید چٹیل زمین پر بیٹھے تو ان کے پیچھے سبزہ لہلہانے لگا۔ (بخاری)

حضرت خضر علیہ السلام کا نام ونسب

اس حدیث میں حضرت خضر علیہ السلام کا ذکر ہے' آپ کے نام ونسب میں مختلف اقوال ہیں۔

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

مجاہد نے کہا کہ ان کا نام یسع بن ملکان بن فالغ بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے' اور مقاتل نے کہا: ان کا نام بلیا بن ملکان بن یقطن بن فالغ ہے' ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام ایلیا بن ملکان ہے' ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام خضرون بن عمائیل بن لیفر بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام ہے' یہ کعب کا قول ہے' اور ابن اسحاق نے کہا کہ آپ ارمیا بن حلقیا ہیں اور ہارون بن عمران کی اولاد سے ہیں' اور طبری نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ارمیا تو بخت نصر کے زمانہ میں تھا اور سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بخت نصر کے درمیان طویل زمانہ ہے' ایک قول یہ ہے کہ وہ خضرون بن قابیل بن آدم ہیں۔

(عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۹۹' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

آپ کا لقب خضر تھا' اسے دو طرح سے پڑھا گیا ہے' خاء کے کسرہ اور ضاد کے سکون کے ساتھ خِضْر اور خاء کے فتح اور ضاد کے کسرہ کے ساتھ خَضِر۔ (نبراس شرح شرح العقائد ص ۵۲۲' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

انہیں خضر کہنے کی وجہ حدیث پاک میں بیان فرمائی گئی کہ وہ فروہ بیضاء پر بیٹھے تو ان کے پیچھے سبزہ لہلہانے لگا۔ فروہ بیضاء سے مراد سفید چٹیل زمین ہے کہ وہ صاف اور چٹیل زمین پر بیٹھتے تو وہ سرسبز وشاداب ہو جاتی' لہٰذا انہیں خضر کہا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ خشک گھاس پر بیٹھتے تو وہ تروتازہ اور ہرا بھرا ہو جاتا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے تو ان کا اردگرد سبز ہو جاتا' اس لیے انہیں خضر کہا گیا۔

(عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۹۹' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

سیدنا خضر علیہ السلام کی نبوت کی بحث

اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے یا ولی؟ صحیح قول یہ ہے کہ آپ نبی تھے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

حبری مفسر اور ابوعمرو نے کہا ہے کہ وہ نبی ہیں اور ان کے مرسل ہونے میں اختلاف ہے اور قشیری اور کثیر علماء نے کہا کہ وہ ولی ہیں اور ماوردی نے اپنی تفسیر میں تین اقوال نقل کیے: (۱) وہ نبی ہیں (۲) وہ ولی ہیں (۳) وہ فرشتہ ہیں' اور یہ تیسرا قول غریب اور باطل

MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

ہے۔ مازری نے کہا کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ نبی تھے یا ولی؟ ان کی نبوت کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے کہا: ''مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ'' (الکہف: ۸۲) ''اور یہ میں نے اپنے حکم سے نہیں کیا''۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ نبی ہیں اور ان کی طرف وحی کی جاتی ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ انہیں موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ علم تھا اور ولی کا نبی سے اعلم ہونا بعید ہے' دوسرے حضرات نے جواب دیا ہے کہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی کی طرف وحی فرمائی ہو کہ وہ خضر علیہ السلام کو یہ حکم دیں۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۱۳۴' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

علامہ بدر الدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

جمہور کا یہی نظریہ ہے کہ وہ نبی ہیں اور یہی صحیح ہے' کیونکہ ان کے واقعہ میں ایسی چیزیں ہیں جو ان کی نبوت کی دلیل ہیں اور مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ نبی ہیں' اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ولی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نیک بندے ہیں' اور ایک قول یہ ہے کہ وہ فرشتہ تھے اور یہ انتہائی غریب قول ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۹۹' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کا بیان

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات میں بھی اختلاف ہے' لیکن جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ زندہ ہیں۔ اکابر اولیاء کاملین کی ان سے ملاقات ثابت ہے۔

علامہ عبد العزیز پرہاروی لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام معمر نبی ہیں' لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر رہتے ہیں' دنیا کے آخر تک باقی رہیں گے' ایک جماعت نے ان کی حیات کا انکار کیا ہے' جن میں سے امام المحدثین بخاری رحمہ اللہ بھی ہیں' اور صدر الدین قونوی صوفی نے کہا ہے کہ ان کا وجود عالم مثال میں ہے' لیکن ان حضرات کے پاس کوئی قوی حجت نہیں' اور یہ حدیث کہ اگر خضر زندہ ہوتے تو مجھ سے ملاقات کرتے' یہ صحیح نہیں۔ ان کے وجود پر یہ دلیل ہے کہ تواتر سے اولیاء وصالحین کے ساتھ ان کی ملاقات ثابت ہے۔

(نبراس شرح شرح العقائد ص ۵۲۲' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ آپ پیغمبر ہیں' لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اور آبِ حیات پینے کی وجہ سے قیامت تک زندہ ہیں۔ جمہور علماء' صوفیاء اور بہت سے صالحین کا یہی نظریہ ہے' بعض کبار محدثین مثلاً امام بخاری و ابن مبارک اور بعض دوسرے لوگ مثلاً حربی اور ابن جوزی نے ان کی حیات کا انکار کیا ہے۔ شرح قصیدہ امالیہ میں اسی طرح منقول ہے۔ مشائخ کے کلام میں ان کا ذکر اس قدر کثرت سے ہے کہ شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ حضور سیدنا غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں ہے کہ ایک دفعہ ان کے خطاب کے دوران حضرت خضر علیہ السلام ہوا سے گزرے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اسرائیلی! رک جاؤ! اور محمدی کا کلام سنو۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے مشائخ کو وصیت فرمائی کہ تم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس کو لازم پکڑ لو کہ وہاں برکات کا نزول ہوتا ہے اور سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں اور ہمارے درمیان موجود ہیں اور یہ بات صوفیاء کرام اور اہل معرفت وصلاح کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

اولیائے کاملین کے ان کی زیارت کرنے' ان کی مجلس میں شریک ہونے' ان سے علم حاصل کرنے' ان سے سوال وجواب کرنے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اورمتعدد مقاماتِ شریفہ پر ان کے موجود ہونے کے متعلق بے شمار حکایات ہیں۔ شیخ ابوعمرو بن صلاح نے کہا کہ جمہور علماء کے نزدیک وہ زندہ ہیں' اور صالحین بھی اس مسئلہ میں ان کے ساتھ ہیں' بعض محدثین کا اس مسئلہ میں انکار شاذ ہے۔

(منہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۱۳۴' مطبوعہ دارالمعرفہ' بیروت)

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

جمہور علمائے کرام خصوصاً مشائخ طریقت وحقیقت اور ارباب مجاہدات ومکاشفات کا نظریہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں' انہیں رزق دیا جاتا ہے' بیابانوں میں ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز' ابراہیم بن ادھم' بشر حافی' معروف کرخی' سری سقطی' جنید اور ابراہیم خواص وغیرہم رضی اللہ عنہم نے ان کی زیارت کی۔ ان کی حیات کے دلائل ہم نے اپنی تاریخ کبیر میں ذکر کیے ہیں۔ امام بخاری' ابراہیم حربی' ابن جوزی اور ابوالحسین مناوی رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ ان کا وصال ہو گیا ہے' ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے: ''وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ'' (الانبیاء:۳۴) ''ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کے لیے دوام ثابت نہیں کیا''۔

اور دوسری دلیل وہ روایت ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ پہلے یا ایک ماہ قبل ارشاد فرمایا: تم میں سے جو کوئی آج کے روز زندہ ہے' اس پر سو برس نہیں گزریں گے۔ جمہور نے آیۂ مبارکہ کا یہ جواب دیا ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے بلکہ وہ دنیا کے ختم ہونے تک باقی رہیں گے اور جب صور پھونکا جائے تو وہ فوت ہو جائیں گے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' (الانبیاء:۳۵) ''ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے''۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث کا ظاہر مراد نہیں کیونکہ ایک جماعت سو سال سے زائد زندہ رہی' جن میں سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں' ان کی زندگی تین سو برس ہوئی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ایک سو برس زندہ رہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اسی زمانہ کی طرف اشارہ فرمایا تھا' قیامِ قیامت تک کے وقت کی طرف اشارہ نہیں فرمایا۔ علاوہ ازیں اس کے بعد کثیر مخلوق سو برس سے زائد زندہ رہی۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ خضر علیہ السلام اس وقت زمین پر نہیں تھے' وہ سمندر میں تھے۔ بعض نے کہا: حضرت خضر علیہ السلام اس حکم سے مخصوص ہیں' جس طرح بالاتفاق ابلیس اس حکم سے مخصوص ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۳۰۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق جمہور علمائے اسلام کا یہی نظریہ ہے کہ وہ زندہ ہیں' نیز بعض روایات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ان کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور ان کی حیات کے منکرین زمانہ اقدس میں بھی ان کی حیات کے قائل نہیں' لہٰذا یہ احادیث بھی حیاتِ خضر علیہ السلام کے قائلین کے لیے دلیل ہوں گی۔ حیاتِ خضر کے خلاف جتنے دلائل پیش کیے جاتے ہیں' ادنیٰ تامل سے ان کے جوابات واضح ہو جاتے ہیں۔ محض چند کمزور عقلی خدشات کے پیش نظر جمہور علماء کرام' جلیل القدر محدثین اور اکابر اولیائے امت کے نظریات اور مکاشفات کو رد کرنا سلامتی کا طریقہ نہیں۔ اللہ رب العزت حق سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین! بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

۸۵۷۵۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوُدَ الْقُرْاٰنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ وَلَا يَاْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کر دی گئی تھی' آپ اپنی سواری کے جانور پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسنے سے پہلے پہلے زبور کی تلاوت کر لیتے اور آپ صرف اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھاتے تھے۔ (بخاری)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سیّدنا داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ

اس حدیث میں ہے کہ حضرت داوٗد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن (زبور) آسان فرمادیا گیا تھا۔ علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ قرآن سے زبور مراد ہے اور زبور کو قرآن اس لیے فرمایا کیونکہ قراءت کے طریقے سے اس کا اعجاز بیان کرنا مقصود تھا اور حدیث پاک اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے زمانہ لپیٹ دے جس طرح ان کے لیے مکان لپیٹ دیا جاتا ہے' اور اس کا ادراک صرف فیض ربانی سے ہی ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ یہ معجزہ خلاف عادت ہے اور اختلاف یہ ہے کہ اس میں زمانہ کو وسیع کیا گیا تھا یا کلام کو لپیٹ دیا گیا تھا۔ پہلی بات زیادہ ظاہر ہے کہ زمانہ کشادہ کر دیا گیا تھا' اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے شبِ معراج زمانہ بھی وسیع کر دیا گیا اور مکان بھی لپیٹ دیا گیا۔ آپ کے متبعین کو بھی یہ شان حاصل ہوئی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ سوار ہوتے وقت الفاظ کی صحیح ادائیگی کے ساتھ اور معانی کو سمجھتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت شروع فرماتے اور دوسری زین میں قدم رکھنے تک مکمل قرآن مجید ختم فرما لیتے۔ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں بعض مشائخ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے حجر اسود کا بوسہ لیتے وقت قرآن مجید شروع کیا اور بابِ کعبہ کے سامنے پہنچنے تک قرآن مجید ختم فرما لیا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے اوّل سے لے کر آخر تک ایک ایک کلمہ اور ایک ایک حرف سنا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۴۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۷٦ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ اِمْرَاَتَانِ مَعَهُمَا اِبْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰى اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰى دَاوٗدَ فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ اِئْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهٗ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ اِبْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو عورتوں کے ساتھ ان کے اپنے اپنے بیٹے تھے' بھیڑیا آ کر ان میں سے ایک عورت کا بیٹا اٹھا کر لے گیا' اس کے ساتھ والی عورت نے کہا: بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے' اور دوسری عورت نے کہا: نہیں! تمہارے بیٹے کو لے کر گیا ہے' دونوں نے حضرت داوٗد علیہ السلام کی بارگاہ میں مقدمہ پیش کیا' آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا' وہ دونوں باہر نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی' انہوں نے فرمایا: چھری لاؤ! میں بچے کے دو ٹکڑے کر کے اسے تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا ہوں' چھوٹی عورت نے کہا: ایسا نہ کیجئے! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! یہ اسی کا بیٹا ہے' آپ نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ (بخاری' مسلم)

سیّدنا داوٗد و سیّدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ کے فیصلوں میں اختلاف کا قصہ

اس حدیث میں سیّدنا داوٗد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی دو عورتوں کا قصہ بیان فرمایا گیا' دونوں کے ساتھ ان کے بیٹے تھے' بھیڑیا آ کر ایک بچے کو اٹھا کر لے گیا تو ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ موجود بچہ میرا ہے۔ سیّدنا داوٗد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیا اور اس کے بعد سیّدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

دونوں عورتوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ موجود بچہ میرا ہے' اس کی وجہ یہ تھی کہ دونوں بچے ہم شکل تھے یا پھر ایک عورت

جھوٹی تھی، لیکن اس نے جان بوجھ کر یہ دعویٰ کیا تا کہ مفقود بچے کی بجائے موجود بچے سے ہی انس حاصل کرے یا کسی اور فاسد غرض کی بناء پر اس نے جھوٹ بولا۔ سیّدنا داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا کیونکہ وہ بچہ بڑی عورت کے قبضہ میں تھا اور شرعی قاعدہ کے مطابق قبضے والے کے حق میں فیصلہ کیا جاتا ہے' یا پھر علم قیافہ کے اعتبار سے وہ بچہ بڑی عورت کے مشابہ تھا' اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ کیا' کیونکہ تفتیش سے صورتِ حال واضح ہوگئی کہ چھوٹی عورت کے دل میں بچے کے لیے جذبہ شفقت ورحمت ہے اور بڑی عورت بچے کے معاملہ میں سنگ دل ثابت ہوئی' بلکہ اس نے بچے کے ساتھ عداوت والا معاملہ کیا' اس قرینہ کی بناء پر آپ نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ شارح علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ سیّدنا داؤد و سیّدنا سلیمان علیہما السلام میں سے دونوں کا فیصلہ حق تھا کیونکہ دونوں مجتہد تھے اور اس معاملہ میں دونوں کے فیصلے کی مدار قرینہ پر تھی' البتہ جس قرینہ کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا' وہ ظاہر کے اعتبار سے قوی تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی شریعت میں قرینہ حالیہ گواہ کے قائم مقام ہو' یعنی اگرچہ بچہ ایک عورت کے قبضہ میں تھا مگر قرینہ حالیہ کو گواہ کے قائم مقام کرتے ہوئے دوسری عورت کے حق میں فیصلہ کیا گیا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ ھ لکھتے ہیں:

علماء کرام نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے بچے میں بڑی عورت کے ساتھ مشابہت دیکھ کر اس کے حق میں فیصلہ فرمایا ہو یا ان کی شریعت میں بڑے کو ترجیح ہو یا بڑی کے حق میں اس بناء پر فیصلہ فرمایا ہو کہ بچہ بڑی عورت کے قبضہ میں تھا اور ان کی شریعت میں قبضہ والے کو ترجیح تھی' اور حضرت سلیمان علیہ السلام حیلہ اختیار فرما کر اصل صورتِ حال تک پہنچ گئے' آپ نے دونوں عورتوں کو یہ وہم ڈالا کہ بچے کے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں تا کہ جو اصل ماں ہو اس پر یہ بات دشوار گزرے' بڑی عورت ٹکڑے کرنے پر راضی ہوگئی' جس سے واضح ہو گیا کہ وہ بچے کی ماں نہیں اور چھوٹی عورت اس پر راضی نہ ہوئی' جس سے پتا چل گیا کہ وہ بچے کی ماں ہے ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام حقیقۃً بچے کے ٹکڑے کرنا نہیں چاہتے تھے' اور یہ بھی ممکن ہے کہ بڑی عورت سے اقرار کروایا ہو اور اس نے اقرار کر لیا ہو کہ یہ چھوٹی عورت کا بچہ ہے' لہٰذا اقرار کی بناء پر چھوٹی کے حق میں فیصلہ کیا ہو' محض اس کی شفقت مادری کی بناء پر فیصلہ نہ کیا ہو۔ علماء کرام نے فرمایا کہ حکام بھی معاملات کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ ایک واقعہ میں سیّدنا داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے خلاف فیصلہ کیسے فرمایا' حالانکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کے فیصلہ کو نہیں توڑتا۔ اس کے متعدد جواب ہیں:

(۱) حضرت داؤد علیہ السلام نے یقینی فیصلہ نہیں فرمایا تھا۔

(۲) یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فتویٰ تھا' ان کا فیصلہ نہیں تھا۔

(۳) ان کی شریعت میں جب ایک فریق فیصلہ کے بعد مقدمہ دوسرے حاکم کے پاس لے جاتا اور دوسرا حاکم پہلے فیصلہ کے خلاف درست دیکھتا تو پہلے فیصلہ کو فسخ کر سکتا تھا۔

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام نے اظہارِ حق کے لیے حیلہ فرمایا اور جب بڑی عورت نے اقرار کر لیا تو اس کے اقرار پر عمل کیا' جس طرح فیصلہ کے بعد محکوم لہٗ (جس کے حق میں فیصلہ ہو) اقرار کر لے کہ حق دوسرے فریق کا ہے تو فیصلہ کے بعد بھی دوسرے کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۲۴۴' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

۵۵۷۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ میں آج رات نوّے بیویوں کے پاس جاؤں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

عَلٰی تِسۡعِیۡنَ اِمۡرَاَۃً. گا۔

وَفِیۡ رِوَایَۃٍ بِمِائَۃِ اِمۡرَاَۃٍ کُلُّھُنَّ تَاۡتِیۡ بِفَارِسٍ یُجَاھِدُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَقَالَ لَہُ الۡمَلَکُ قُلۡ اِنۡ شَاءَ اللّٰہُ فَلَمۡ یَقُلۡ وَنَسِیَ فَطَافَ عَلَیۡھِنَّ فَلَمۡ تَحۡمِلۡ مِنۡھُنَّ اِلَّا اِمۡرَاَۃٌ وَّاحِدَۃٌ جَاءَتۡ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّاَیۡمُ الَّذِیۡ نَفۡسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوۡ قَالَ اِنۡ شَاءَ اللّٰہُ لَجَاھَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فُرۡسَانًا اَجۡمَعُوۡنَ مُتَّفَقٌ عَلَیۡہِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ سو بیویوں کے پاس جاؤں گا' ہر بیوی کے شہ سوار بیٹا پیدا ہوگا' جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا' فرشتے نے ان سے کہا: ان شاء اللہ کہیے! وہ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے' پھر وہ سب بیویوں کے پاس گئے' اور ان میں سے صرف ایک زوجہ حاملہ ہوئیں اور ان کے ہاں بھی ناقص الخلقت بچہ پیدا ہوا' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے! اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو سب کے سب اللہ کی راہ میں سوار ہوکر جہاد کرتے۔ (بخاری' مسلم)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی کوئی کام کرنا چاہے تو یوں کہے: ان شاء اللہ میں یہ کام کروں گا۔ قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًاO اِلَّا اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ. (الکہف: ۲۳۔۲۴)

اور ہرگز کسی بات کے بارے میں یہ نہ کہنا کہ میں کل یہ کر دوں گاO مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

۸۵۷۸ ۔ وَعَنۡہُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ زَکَرِیَّا نَجَّارًا رَوَاہُ مُسۡلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔ (مسلم)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسب انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں۔

۸۵۷۹ ۔ وَعَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوۡلَی النَّاسِ بِعِیۡسَی بۡنِ مَرۡیَمَ فِی الۡاُوۡلٰی وَالۡاٰخِرَۃِ الۡاَنۡبِیَاءُ اِخۡوَۃٌ مِّنۡ عَلَّاتٍ وَّاُمَّھَاتُھُمۡ شَتّٰی وَدِیۡنُھُمۡ وَاحِدٌ وَّلَیۡسَ بَیۡنَنَا نَبِیٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیۡہِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں دنیا و آخرت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں اور انبیاء کرام علیہم السلام سب کے سب علاتی بھائی ہیں اور ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (بخاری' مسلم)

۸۵۸۰ ۔ وَعَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کُلُّ بَنِیۡ اٰدَمَ یَطۡعَنُ الشَّیۡطَانُ فِیۡ جَنۡبَیۡہِ بِاِصۡبَعَیۡہِ حِیۡنَ یُوۡلَدُ غَیۡرَ عِیۡسَی بۡنِ مَرۡیَمَ یَطۡعَنُ فَطَعَنَ فِی الۡحِجَابِ مُتَّفَقٌ عَلَیۡہِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر انسان کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے پہلو میں اپنی انگلیوں سے کچوکے لگاتا ہے' سوائے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے' شیطان ان کو کچوکے لگانے لگا تو اس کی انگلی پردے میں لگی۔ (بخاری' مسلم)

سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت

اس حدیث میں ہے کہ جو بھی انسان پیدا ہوا' اس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے پہلو میں کچوکے لگاتا ہے سوائے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے' شیطان انہیں کچوکے لگانے لگا تو اس کی انگلی پردے میں لگی۔

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

پردے سے مراد وہ جلد ہے جس میں پیدا ہونے والا بچہ ہوتا ہے اور اس جلد کو مشیمہ کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ پردے سے مراد وہ کپڑا ہے جس میں بچہ لپیٹا جاتا ہے۔ اس حدیث میں حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی والدہ ماجدہ کی فضیلت ظاہر ہے۔ شیطان نے سیّدہ مریم علیہا السلام پر تسلط کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ حنہ بن فاقوذ بن ماثان کی برکت سے شیطان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کوروک دیا' کیونکہ انہوں نے دعا کی تھی:

اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO (آل عمران:۳۶) میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوںO

عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ وہب بن منبہ نے کہا: جب عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو شیاطین ابلیس کے پاس آئے اور کہا: بت اوندھے ہوکر گر پڑے ہیں' ابلیس نے کہا: کوئی واقعہ رونما ہوا ہے' وہ اُڑا اور زمین کے دونوں کناروں تک گیا مگر کوئی چیز نہ پائی' پھر سمندروں میں گیا اور کوئی چیز نہ پائی' پھر اُڑا تو دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو چکے ہیں اور ملائکہ نے انہیں ڈھانپ رکھا ہے' پھر شیطان نے واپس آ کر بتایا کہ گزشتہ رات اللہ کے نبی پیدا ہوئے ہیں تو شیاطین اس شہر میں بتوں کی عبادت سے مایوس ہو گئے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۱۷۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حکم سے خارج اور مستثنیٰ ہیں' بلکہ آپ اپنے علاوہ باقی اولادِ آدم کے احوال کی حکایت فرما رہے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۵۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۵۸۱ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِیْرٌ وَّلَمْ یَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں سے بہت سے مرد کامل ہیں اور عورتوں میں صرف مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا اور فرعون کی زوجہ آسیہ رضی اللہ عنہا کامل ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے' جس طرح ثرید کو کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (بخاری' مسلم)

حدیث مذکور سے سیّدہ مریم وسیّدہ آسیہ رضی اللہ عنہما کی نبوت پر استدلال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون رضی اللہ عنہما کامل ہیں۔ اس سے بعض حضرات نے ان دونوں کی نبوت پر استدلال کیا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حصر سے ان دونوں کی نبوت پر استدلال کیا گیا ہے کیونکہ انسانوں میں کامل ترین انبیاء کرام علیہم السلام ہیں' پھر اولیاء اور صدیقین اور شہداء ہیں' اگر یہ دونوں نبیہ نہ ہوں تو لازم آئے گا کہ عورتوں میں ان دونوں کے علاوہ نہ کوئی ولیہ ہو نہ صدیقہ' نہ شہیدہ' اور علامہ کرمانی نے کہا کہ لفظ کمال سے ان دونوں کی نبوت کا ثبوت لازم نہیں آتا' کیونکہ لفظ کمال اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو اپنے باب میں انتہاء کو پہنچی ہو' اور حدیث میں مراد یہ ہے کہ یہ دونوں عورتوں میں پائے جانے والے جمیع فضائل میں کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس گفتگو سے یہ اشکال ختم نہیں ہوتا' البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عورت کے کامل ہونے سے اس کا اکمل ہونا لازم نہیں آتا' حتیٰ کہ ان کا نبی ہونا لازم آئے بلکہ کمال کے حصول کے لیے ان کا مرتبہ ولایت تک پہنچنا ہی کافی ہے' اور ان دونوں کے بطورِ حصر ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ دونوں ایسے کمالات کے ساتھ مختص ہیں' جن کمالات میں ان دونوں کے ساتھ ان کے زمانہ کی کوئی عورت یا سابقہ امتوں کی کوئی عورت یا مطلقاً کوئی عورت شریک نہیں' کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ عورتیں نبی نہیں ہوتیں' نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا. (الانبیاء:۷) اور ہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجے مگر مرد۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۲۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے، جیسے ثرید کی کھانوں پر فضیلت۔ علامہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ ثرید کی مثال اس لیے دی کہ ثرید عرب کے کھانوں میں افضل کھانا ہے اور اہل عرب ثرید سے بڑھ کر کسی کھانے کو سیر کرنے والا نہیں خیال کرتے تھے، اور جو ثرید گوشت ملا کر تیار کیا جاتا ہے، اسے اہل عرب بہت پسند کرتے تھے اور گوشت کے متعلق مروی ہے کہ کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ گویا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر اس طرح فضیلت دی گئی ہے، جس طرح گوشت کو باقی کھانوں پر فضیلت ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جو ثرید گوشت ملا کر تیار ہوتا ہے، اس میں غذائیت اور لذت اور قوت ہوتی ہے، اسے تناول کرنا آسان ہوتا ہے، کم چبانا پڑتا ہے اور زود ہضم ہوتا ہے۔ ثرید کی مثال دے کر اشارہ کیا گیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حسن صورت، حسن سیرت، شیریں کلامی کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت، جودتِ طبع وغیرہ صفات سے نوازا گیا ہے، اپنے خاوند کی نگاہ میں محبوب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق انہیں ایسی باتوں کا علم ہے جن کا دوسری ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو علم نہیں۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ روایات بیان کیں، جو مرد صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی نہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر فضیلت دی گئی، اس سے مراد یا تو تمام عورتیں ہیں یا حدیث میں مذکور عورتیں مراد ہیں یا جنتی خواتین مراد ہیں یا ان کے زمانہ کی عورتیں مراد ہیں یا اس امت کی خواتین مراد ہیں یا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن مراد ہیں۔

سیدہ عائشہ و سیدہ خدیجہ و سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن کی باہمی فضیلت میں اختلاف ہے۔ علامہ اکمل نے کہا کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد جہان کی عورتوں میں سب سے افضل سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں سیدہ خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کی مساوات کا احتمال ہے، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سیّدہ خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہما سے بالاتفاق افضل ہیں، اس کے بعد سیّدہ خدیجہ، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ سے سوال ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا مختار جس کے ساتھ ہم اللہ کی اطاعت کرتے ہیں، یہ ہے کہ حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا افضل ہیں، پھر ان کی والدہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۴۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بہت سے علماء حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے قائل ہیں۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

ابن عبدالبر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

پیاری بیٹی! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ابا جان! پھر حضرت مریم کہاں گئیں؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہیں۔

بہت سے علمائے محققین جن میں علامہ تقی الدین سبکی، علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ بدر الدین زرکشی اور علامہ تقی الدین مقریزی شامل ہیں، انہوں نے تصریح کی ہے کہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جہان کی تمام عورتوں حتیٰ کہ سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں۔ علامہ سبکی سے یہ سوال ہوا تو انہوں نے کہا: ہمارا مختار جس کے ساتھ ہم اللہ کی اطاعت کرتے ہیں، یہ ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ ابن ابی داؤد سے یہ سوال ہوا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کے ٹکڑے کے برابر قرار نہیں دے سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عائشہ کو دوسری عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر۔ اس ارشاد کی شرح میں علامہ مناوی نے فرمایا کہ سلف و خلف کی ایک جماعت نے فرمایا: ہم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM
ISLAMIA ACADEMY

کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے کے برابر قرار نہیں دے سکتے۔ بعض نے کہا کہ اسی سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باقی اولاد بھی سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ ازواجِ مطہرات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں کی فضیلت پر وہ حدیث دلیل ہے، جسے ابویعلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے افضل (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے افضل کے ساتھ نکاح کیا۔ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۵۴، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)

بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ

سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کا بیان

ف: اس باب میں حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و کمالات کا بیان ہے۔ اللہ رب العزت نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جن بے شمار اوصاف و کمالات سے سرفراز فرمایا ہے، ان کا بیان احاطۂ تحریر میں نہیں سما سکتا۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کی تفصیل اور آپ کی شرافت و کرامت غیر محدود ہے بلکہ آپ کے فضائل و کمالات کا شمار ممکن ہی نہیں۔ اس باب میں مؤلفِ کتاب رحمہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک عادات و خصائل کا کچھ حصہ اور آپ کے فضائل کی تھوڑی سی جھلک پیش کی ہے، جس سے آپ کے باقی خصائل کا پتا چلتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۵۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں:

سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل عدد و شمار کی حد سے باہر ہیں اور اوّلین و آخرین کے علوم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے، اور ان کی حقیقت کو پروردگار عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولادِ آدم کے سردار اور تمام پیغمبروں سے افضل ترین ہیں۔ آپ کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بعد سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے، اس کے بعد علماء کرام سے کوئی تصریح نہیں ملتی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۶۵، مطبوعہ تیج کمار، لکھنؤ)

امام بوصیری رحمہ اللہ آپ کی بارگاہ میں یوں عرض پیرا ہیں:

ان من معجزاتك العجز عن وصفك اذ لايحده الاحصاء
كيف يستوعب الكلام سجاياك وهل تنزح البحار الدلاء

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ مخلوق آپ کے اوصاف کے بیان سے عاجز ہے کیونکہ وہ کسی شمار میں آ ہی نہیں سکتے، ہمارا کلام آپ کے اخلاق و اوصاف کا مکمل بیان کیسے کر سکتا ہے، کیا ڈولوں سے سمندر خالی کیے جا سکتے ہیں؟

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ آپ کے غیر متناہی کمالات کا بیان کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کناں ہیں:

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ O﴾ (الضحیٰ:۱۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو O

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نعمت کا اظہار کرنا بھی شکر ہے

علامہ احمد صاوی مالکی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۲۳ھ اس آیہ مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں:

''فحدث'' سے مراد ہے کہ نعمت کا بیان کرو کیونکہ اظہارِ نعمت شکر یہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی نعمت کا بیان کرنا جائز ہے' بشرطیکہ ان کا مقصود شکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء ہو اور انہیں اپنے متعلق تکبر اور غرور کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تم کوئی نیکی کرو تو اپنے بھائیوں کے سامنے بھی اس کا اظہار کرو تا کہ وہ تمہاری پیروی کریں' اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھے تو اسے فرمایا کہ کیا تیرے پاس مال ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا فرمایا ہے تو تجھے چاہیے کہ تیرے اوپر اس کا اثر ظاہر ہو' اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال سے محبت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے پر نعمت کا اثر دیکھنا محبوب ہے۔ (الصاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۲۷۹' مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ' فیصل آباد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کی بعثت اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اور احسانِ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر اپنے اس احسانِ عظیم کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍO (آل عمران: ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھےO

نعمت کا اظہار کرنا حکم خداوندی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بڑھ کر اور نعمت کون سی ہو سکتی ہے کہ تمام نعمتیں آپ کے وسیلہ سے ہی ملی ہیں اور تمام نعمتوں کے قاسم آپ ہی ہیں' لہٰذا آپ کی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں بارہ ربیع الاوّل شریف یا کسی بھی دن اظہارِ خوشی کرنا' جشن منانا' محافلِ میلاد کا انعقاد کرنا اور اس نعمتِ عظمیٰ کا خوب چرچا کرنا حکم ربانی کی تعمیل ہے' شرک یا بدعت نہیں۔

۸۵۸۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ فِيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ہر زمانہ میں بہترین لوگوں میں مبعوث ہوتا رہا حتیٰ کہ میں ان لوگوں میں مبعوث ہوا جن میں' میں موجود ہوں۔ (بخاری)

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک آباء واجداد کی طرف انتقال

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے ہر زمانے میں اولادِ آدم کے بہترین قرن میں مبعوث فرمایا گیا۔ قرن سے ایک زمانے کے لوگ مراد ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک ہر دور میں شرافت ونجابت کے حامل بہترین خاندانوں میں منتقل ہوتا رہا اور سیّدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک آپ کے سارے آباء واجداد خصائل حمیدہ وفضائل شریفہ سے مزین تھے۔ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

امام ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ عزوجل نے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق کا ارادہ فرمایا' تو جبریل علیہ السلام کو حکم دیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے مقام سے مٹھی بھر سفید مٹی لائے۔ اس مٹی کو تسنیم کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

پانی سے دھویا گیا اور جنتی نہروں میں غوطہ دیا گیا اور آسمانوں میں اسے پھرایا گیا اور فرشتوں نے سیّدنا آدم علیہ السلام سے پہلے ہی سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا' پھر نورِ محمدی سیّدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں دکھائی دینے لگا اور ان سے فرمایا گیا: اے آدم! یہ رسولوں میں سے تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔ جب حضرت حوا علیہا السلام حاملہ ہوئیں اور شیث علیہ السلام ان کے شکم میں آئے تو نورِ محمدی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کی طرف منتقل ہو گیا اور حضرت شیث علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ ہر حمل سے حضرت حواء علیہا السلام کے دو بیٹے پیدا ہوتے' لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و کرامت کے پیش نظر حضرت شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے پیدا ہوئے' پھر یہ نور پاک و طاہر آباء کی طرف منتقل ہوتا رہا' حتیٰ کہ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہ نور منتقل ہوا اور آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷ ۳۵۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۵۸۳ - وَعَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَّخَيْرُهُمْ بَيْتًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (یوں محسوس ہو رہا تھا) کہ انہوں نے (کفار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں) کوئی نازیبا بات سنی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں' فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں' بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے سب سے بہتر مخلوق میں رکھا' پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے سب سے بہتر گروہ میں رکھا' پھر ان کے قبائل بنائے تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا' پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے ان میں سے بہتر خاندان میں رکھا' پس میری ذات بھی سب سے بہتر ہے اور میرا گھرانہ بھی سب سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کی فضیلت

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں غصہ کی حالت میں حاضر ہوئے کیونکہ انہوں نے کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے سنا تھا' جس طرح قرآن مجید میں کفار کے قول کی نقل ہے کہ انہوں نے کہا:

''لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍO'' (الزخرف:۳۱) ''یہ قرآن ان دو شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیاO''۔ گویا کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ مبارک کی تحقیر کی کہ قرآن مجید کے نزول والا یہ عظیم الشان معاملہ ان دونوں شہروں میں سے کسی بڑے آدمی کے ہی لائق ہے' جس طرح ولید بن مغیرہ اور عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خاموش کروانے کے لیے اپنی عظمتِ شان کا بیان فرمایا کہ دوسروں کی بہ نسبت میں اس عظیم الشان کام کا زیادہ مستحق ہوں کیونکہ میرا نسب زیادہ معروف ہے اور میں اپنی اصل اور خاندان کے لحاظ سے اعلیٰ و اشرف ہوں' اسی لیے جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جواباً عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے ان کے جواب سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ ہوں' اور اس تاویل کی تائید بخاری شریف کی روایت سے ہوتی ہے کہ جب ابوسفیان سے روم کے بادشاہ ہرقل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کے متعلق سوال کیا' تو انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے درمیان عظیم نسب والے ہیں' تو ہرقل نے کہا کہ میں نے تم سے اس نبی کے نسب کے متعلق سوال کیا' تم نے کہا کہ وہ اعلیٰ نسب والے ہیں اور رسولوں کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں مبعوث

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا نسب بیان فرمانے کے بعد تحدیثِ نعمت کے طور پر اور اپنی امت کو اپنی متابعت کی ترغیب دلانے کے لیے اپنے حسب ونسب کی طہارت و نظافت کا بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا یعنی جن و انس کو پیدا فرمایا (علامہ طیبی نے فرشتوں کو بھی ساتھ داخل کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جن وانس اور فرشتوں کو پیدا فرمایا) اور مجھے ان میں سب سے بہتر مخلوق یعنی انسانوں میں رکھا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس بہتر مخلوق کے دو گروہ یعنی عرب و عجم بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر گروہ یعنی عرب میں رکھا' پھر عرب کے مختلف قبائل بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر قبیلہ یعنی قریش میں رکھا' پھر قبیلہ قریش کے مختلف خاندان بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر خاندان یعنی خاندانِ بنو ہاشم میں رکھا تو میں ذات کے اعتبار سے اور خاندان کے اعتبار سے ان سب سے بہتر ہوں' اور اللہ تعالیٰ کے قول میں بھی اسی طرف اشارہ ہے' فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِكُمْ. (التوبہ:۱۲۸)　تحقیق تمہارے پاس عظمتوں والا رسول تشریف لایا تم میں سب سے نفیس تر خاندان سے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفَسِهِمْ. (آل عمران:۱۶۴)　جب ان میں رسول مبعوث فرمایا' ان میں سب سے نفیس ترین خاندان سے۔

یہ مفہوم اس صورت میں ہے جب دونوں آیتوں میں قراءت شاذہ صحیحہ کے مطابق ''انفسکم'' اور ''انفسھم'' کی فا پر فتحہ پڑھا جائے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان میں اہل عرب کے چھ طبقات کی طرف اشارہ ہے' وہ چھ طبقات یہ ہیں: (۱) شعب (۲) قبیلہ (۳) عمارۃ (۴) بطن (۵) فخذ (۶) فصیلہ۔ شعب مختلف قبائل کا مجموعہ ہے اور قبیلہ مختلف عمارات کا مجموعہ تھا اور عمارۃ مختلف بطون کا مجموعہ تھا اور بطن مختلف فخو ذ کا مجموعہ تھا اور فخذ مختلف فصائل کا مجموعہ تھا۔

خزیمہ شعب ہیں' کنانہ قبیلہ ہیں' قریش عمارۃ ہیں' قصی بطن ہیں' ہاشم فخذ ہیں اور عباس فصیلہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق یعنی ملائکہ اور جن وانس کو پیدا فرمایا اور مجھے ان میں سب سے بہتر یعنی عرب میں رکھا اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو میں اللہ کے فضل سے ذات کے اعتبار سے مخلوق میں سب سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انسان بنایا' رسول بنایا' خاتم الرسل بنایا اور رسولوں کا دائرہ مجھ پر مکمل فرمادیا اور مجھے اس دائرہ کا نقطہ بنایا' تمام کے تمام میرے گرد گھومتے ہیں اور میرے محتاج ہیں اور میں خاندان کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پاکیزہ اصلاب و ارحام میں منتقل فرمایا' یہاں تک کہ بہ ذریعہ نکاح اشرف قبیلہ اور اشرف خاندان میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پشت سے منتقل فرمایا' لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا ہوں۔

(ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۵۸۴۸ - وَعَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِّنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو فضیلت عطا فرمائی اور کنانہ میں سے قریش کو فضیلت عطا فرمائی اور قریش میں سے بنو ہاشم کو فضیلت عطا فرمائی اور بنو ہاشم میں سے مجھے فضیلت عطا فرمائی۔ (مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلتِّرْمِذِیِّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِبْرَاهِیْمَ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَةَ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو فضیلت عطا فرمائی اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو فضیلت عطا فرمائی۔

۵۸۵ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ تُرِکَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَةِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال اس محل کی طرح ہے، جس کی عمارت بڑی خوب صورت ہے اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی تھی، دیکھنے والے اس محل کے اردگرد چکر لگا رہے تھے اور اس اینٹ کی جگہ کے علاوہ باقی محل کی حسن تعمیر پر خوش ہو رہے تھے تو میں نے ہی اس اینٹ کی جگہ کو پُر کیا ہے، مجھ پر عمارت کو مکمل کر دیا گیا ہے اور مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔ (بخاری، مسلم)

ختم نبوت کا بیان

اس حدیث میں حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے کا ذکر فرمایا۔ قرآن مجید اور احادیث کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء اور آخری نبی ہونے کو صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا O (الاحزاب: ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں! وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور سب سے آخری نبی ہیں اور اللہ رب العزت ہر چیز کو جاننے والا ہے O

حضور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۶۷ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

نبوت آپ پر ختم ہوگئی، آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی، حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعتِ محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے۔ نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بہ کثرت احادیث جو حد تواتر تک پہنچتی ہیں، ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں، جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے، وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔

(خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۷۶۳، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

کثیر احادیث کریمہ میں ختم نبوت کا صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "لا نبی بعدی" "میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ فرمایا: "انا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی" "میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ فرمایا: "ختم بی النبیون" "مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم فرما دیا گیا۔ فرمایا: "انکم حظی من الامم وانا حظکم من النبیین" "تمام امتوں میں سے صرف تم میرا حصہ ہو اور تمام انبیاء کرام میں سے صرف میں تمہارا حصہ ہوں۔ فرمایا: "لم یبق من النبوة الا الرویا الصالحة یراها المسلم" "نبوت سے سچے خوابوں کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہی جنہیں مسلمان دیکھے گا۔ فرمایا: "ان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ''یقیناً رسالت ونبوت ختم ہوگئی' لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔فرمایا:''لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔

الغرض کثیر احادیث شاہد ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور آپ ہی سلسلہ نبوت کی آخری کڑی اور قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے بعد زمین پر تشریف لائیں گے' وہ بھی آپ کے امتی بن کر اور آپ کی شریعت کے متبع ہوکر تشریف لائیں گے اور نبی کریم ﷺ کی امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ جو کوئی آپ کو آخری نبی نہ مانے یا آپ کے بعد اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے یا کہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی آسکتا ہے' ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔اس اجماعی عقیدہ کے خلاف تحذیر الناس کے مؤلف بانی دارالعلوم دیوبند محمد قاسم صاحب نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ کا عقیدہ ونظریہ بھی ملاحظہ کیجئے' لکھتے ہیں:

عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں' مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔(تحذیر الناس ص ۶'مطبوعہ راشد کمپنی' دیوبند)

مذکورہ بالا عبارت میں امت کے اجماعی عقیدہ کو عوام کا خیال قرار دے کر مسترد کر دیا گیا' مزید لکھتے ہیں:

اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

(تحذیر الناس ص ۲۲'مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

حاشیہ پر وضاحت کرتے ہیں:

یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو خاتمیتِ محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔

(حاشیہ تحذیر الناس ص ۲۲'مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

مزید تحریر کرتے ہیں:

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا' چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے' اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔(تحذیر الناس ص ۴۲'مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

مذکورہ بالا عبارات میں مؤلف تحذیر الناس نے جہاں ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ کی مخالفت کی' وہیں حضور سیّد دو عالم ﷺ کا ذکر مبارک کرتے ہوئے رسول اللہ صلعم کے الفاظ لکھے جب کہ رسول اللہ ﷺ کے ذکر مبارک کے ساتھ درود شریف کی جگہ ص یا صلعم کہنا یا لکھنا ہرگز کافی نہیں۔علمائے کرام نے اس پر سخت حکم لگایا ہے اور اسے باعث محرومی قرار دیا ہے۔طحطاوی میں ہے:

رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام لکھنے کی محافظت کی جائے اور اس کی تکرار سے تنگ دلی نہ کی جائے' اگرچہ اصل میں درود شریف نہ بھی مذکور ہو اور اپنی زبان سے بھی درود شریف پڑھے اور تحریر میں درود شریف یا رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ مکمل لکھنا چاہیے اور تاتارخانیہ کے بعض مقامات پر ہے کہ جس نے علیہ السلام ہمزہ اور میم کے ساتھ لکھا' وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تخفیف کسی شک کے بغیر کفر ہے۔(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ا ص ۶'مطبوعہ مکتبہ عربیہ' کوئٹہ)

٨٥٨٦ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ لِتَمَامِ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پسندیدہ اخلاق کی تکمیل کے لیے اور اچھے اعمال کو مرتبہ کمال تک پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔(شرح السنہ)

٨٥٨٧ - وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھے اس وقت خاتم النبیین لکھ دیا گیا تھا'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتِمَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرَ الشَّامِ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور گارے کے درمیان تھے' اور میں تمہیں اپنے (ظہورِ نبوت والے) معاملہ کی ابتداء سے آگاہ کرتا ہوں' میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں' اور اپنی والدہ ماجدہ کا وہ خواب ہوں' جوانہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا' ان سے ایک نور ظاہر ہوا' جس سے ان کے لیے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (شرح السنہ)

سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ خواب ہوں جوانہوں نے ولادت کے وقت دیکھا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا کہ یہاں دونوں احتمال ہیں' خواب میں دیکھنا بھی مراد ہوسکتا ہے اور بیداری میں دیکھنا بھی مراد ہوسکتا ہے' اگر خواب میں دیکھنا مراد ہوتو وضعت کا معنی ہے: جب ولادت کا وقت قریب ہوا' جس طرح کہ ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں روایت کیا ہے کہ جب ولادت کا وقت قریب ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ کوئی آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ تم یوں کہو کہ میں انہیں ہر حاسد کے شر سے اللہ واحد کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس سے پہلے جب آپ حاملہ ہوئیں تو دیکھا کہ کوئی آنے والا ان کے پاس آیا اور آ کر کہا کہ کیا تمہیں علم ہے کہ تم اس امت کے سردار اور نبی کے ساتھ حاملہ ہو' اور اگر یہ عالم بیداری کا واقعہ ہو تو پھر ''رَاَتْ'' فعل کا مفعول بہ محذوف ہوگا' جو بعد والے قول ''قد خرج'' سے سمجھا جا رہا ہے (یعنی پھر ''رَاَتْ'' والے قول کا معنی یہ ہوگا کہ میری والدہ نے نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے) اور یہ دکھائی دینے والے نور کی تعبیر' آپ کی نبوت کا ظہور ہے کہ آپ کی نبوت کا فیضان مشرق سے لے کر مغرب تک پھیل گیا اور اس سے کفر و گمراہی کی ظلمتیں مٹ گئیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۸۸ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ترمذی)

اوّلیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: (میرے لیے نبوت اس وقت ثابت ہوئی) جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح اور جسم کے درمیان تعلق سے پہلے آپ کے لیے نبوت ثابت ہے اور نبوت وصف ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موصوف ہیں اور وصف' موصوف کے بغیر نہیں پایا جاتا' لہٰذا معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی پہلے موجود ہیں۔ اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نبوت ثابت تھی جب کہ آدم علیہ السلام روح و جسم کے درمیان تھے' یعنی آدم علیہ السلام کی خلقت مکمل نہ ہوئی تھی اور ان کی روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہ ہوا تھا اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدم و سابق ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۷۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

سیّدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ابوالبشر ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہیں' لہٰذا آپ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

تمام انسانوں سے پہلے ہیں اور اوّل البشر ہیں۔ اسی سے نبی کریم ﷺ کی نورانیت کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے' اس لیے کہ اگر آپ محض بشر ہوتے تو ابوالبشر سیّدنا آدم علیہ السلام سے مقدم کیسے ہو سکتے تھے کہ بشریت کی ابتداء تو سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ شانِ بشریت کے لحاظ سے سیّدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں اور ان کے بعد ہیں لیکن شانِ نورانیت کے لحاظ سے سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی پہلے ہیں۔ بلکہ آپ صرف اوّل البشر ہی نہیں بلکہ اوّل الخلق بھی ہیں۔ جیسا کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث پاک میں ہے' جسے امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم رضی اللہ عنہما کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔ امام قسطلانی' علامہ ابن حجر مکی' علامہ فاسی' علامہ زرقانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرھم اور ان کے علاوہ دیگر بڑے بڑے ائمہ نے اسے اپنی تصنیفات میں ذکر فرمایا اور اس حدیث سے استناد فرمایا۔ حضرت سیدنا جابر بن سیدنا عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں:

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے خبر دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز پیدا فرمائی؟ آپ نے فرمایا: ''یا جابر ان اللّٰہ تعالٰی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ'' اے جابر! بے شک یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(المواہب اللدنیہ ج ا ص اے' مطبوعہ المکتب الاسلامی' بیروت' شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ج ا ص ۴۶' مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

قرآن مجید میں حضور نبی کریم ﷺ کی اوّلیت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (الانعام: ۱۶۲۔ ۱۶۳)

تم فرماؤ: بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے' جو سارے جہان کا رب ہے ۝ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۝

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور عالم کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اختیاری یا غیر اختیاری طور پر اسلام لانے والی نہ ہو۔ قرآن مجید میں ہے:

وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ۝ (آل عمران: ۸۳)

اور اسی کے لیے اسلام لانے والے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں' خوشی سے اور مجبوری سے اور اسی کی طرف سب لوٹائے جائیں گے ۝

جب عالمین کا ہر ذرّہ خوشی یا ناخوشی سے اسلام لانے والا اور اللہ کے حضور گردن جھکانے والا ہے' اور حضور سیّد المرسلین ﷺ سب سے پہلے اسلام لانے والے اور اللہ کے حضور گردن جھکانے والے ہیں تو اس سے واضح ہوا کہ آپ اوّل الخلق ہیں اور ساری کائنات سے پہلے ہیں' اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آپ سے پہلے کچھ نہ تھا۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت حضور اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

اک ترے رخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
اِنس کا اُنس اُسی سے ہے جان کی وہی جان ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی' جان ہے تو جہان ہے

عالم ارواح میں نبوتِ مصطفیٰ ﷺ پر حدیث مذکور سے محدث اعظم پاکستان کا استدلال

محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۸۲ھ اس حدیث پر اپنے عربی حاشیہ میں فرماتے ہیں:

نبوۃ نبیّنا صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ

ہمارے نبی ﷺ کی نبوت اس عالم انسانیت سے پہلے ثابت ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

وصحبه وسلم ثبت قبل هذا العالم الانسانی.

(قلمی حاشیہ محدث اعظم پاکستان بر مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۳، مطبوعہ نور محمد، مالک اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب، دہلی)

دوسرے مقام پر مشکوٰۃ المصابیح کے اسی نسخہ پر ص ۱۲۸، حاشیہ: ۴ پر صاحب مرقات کا یہ قول مذکور ہے:

والا ظهر انه کان قبل الاربعین ولیا ثم بعدها صار نبیا ثم صار رسولًا.

زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ چالیس سال کی عمر سے پہلے ولی تھے، پھر نبی ہوئے، پھر رسول ہوئے۔

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ العزیز نے اس پر یہ حاشیہ تحریر کیا:

لا بل الا ظهر انه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم کان نبیا فی عالم الارواح کما صرح في الحديث متی وجبت لك النبوة یا رسول اللّٰه قال و ادم بین الروح والجسد من روایة الترمذی بل الا ظهر انه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم کان نبیا بعد الولادة و قبل الولاة من عالم الارواح ولكن ظهر نبوته ورسالته عند الناس بعد الاربعین والتحقیق عند المحققین انه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم کان معصوما فی الاحوال کله ظاهره وباطنه قبل البعثة وبعد البعثة کیف هو صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم نور اللّٰه تعالٰی علی الاطلاق فتدبر. سردار احمد غفرله.

نہیں! بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ عالم ارواح میں نبی تھے جس طرح کہ حدیث میں تصریح ہے کہ (آپ سے سوال کیا گیا:) آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا: جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ترمذی) بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ ولادت کے بعد اور ولادت سے پہلے عالم ارواح میں بھی نبی تھے، البتہ لوگوں کے سامنے آپ کی نبوت ورسالت بعثت کے بعد چالیس سال کی عمر مبارک کے بعد ظاہر ہوئی، اور محققین کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ آپ ﷺ ظاہر وباطن، بعثت سے پہلے اور بعد میں تمام احوال میں معصوم تھے یہ کیسے نہ ہو حالانکہ آپ ﷺ علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں، لہٰذا غور وفکر کیجئے۔ سردار احمد غفرلہٗ

۵۸۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰی اَهْلِ السَّمَاءِ فَقَالُوْا يَا اَبَا عَبَّاسٍ بِمَ فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلٰی اَهْلِ السَّمَاءِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ لِاَهْلِ السَّمَاءِ ﴿وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْ اِلٰـهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ (الانبیاء:۲۹) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۝لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ (الفتح:۱-۲) قَالُوْا وَفَضَّلَهٗ عَلَی الْاَنْبِيَاءِ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو انبیاء کرام علیہم السلام اور آسمان والوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، لوگوں نے عرض کیا: اے ابوعباس! اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان والوں پر کیسے فضیلت عطا فرمائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا: اور ان میں سے جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے، ہم ظالموں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں۝ (الانبیاء:۲۹) اور اللہ تعالیٰ نے سیّدنا محمد ﷺ سے فرمایا: بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی۝ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے، تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے، (الفتح:۱-۲) لوگوں نے عرض کیا: انبیاء کرام علیہم السلام پر آپ کو کس طرح فضیلت حاصل ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں ہی مبعوث فرمایا ہے، تاکہ وہ انہیں واضح بیان فرمائے،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (ابراہیم:٤) اَلْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ (سبا:٢٨) فَاَرْسَلَهٗ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

پھر اللہ جسے چاہے گمراہ فرماتا ہے' (ابراہیم:۴) اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو فرمایا: اور اے محبوب! ہم نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر مبعوث فرمایا ہے' (سبا:۲۸) پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ (دارمی)

انبیاء کرام علیہم السلام اور اہل آسمان پر فضیلتِ مصطفیٰ ﷺ کا بیان

اس حدیث پاک میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کی فضیلت کا بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام پر اور آسمان والوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ اہل آسمان پر فضیلت کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ آسمان والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خطاب رعب و دبدبہ اور جلال پر مبنی ہے اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو شفقت و رحمت کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ہر رسول کسی مخصوص قوم کی طرف مبعوث ہوا مگر محبوب کریم ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت کا بیان یہ ہے کہ آیۂ مبارکہ سے پتا چلتا ہے کہ ہر نبی ایک مخصوص قوم کی طرف مبعوث ہے اور نبی کریم ﷺ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسل کرام علیہم السلام مخلوق کی صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرنے اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے اور بتوں کی عبادت سے ہٹا کر اللہ رب العزت کی عبادت کی طرف لگانے کے لیے تشریف لاتے ہیں' لہٰذا جو رسول اس (تبلیغ والے) معاملہ میں زیادہ تاثیر والا ہوگا' وہی افضل ہوگا اور نبی کریم ﷺ اس معاملہ میں تمام سے سبقت حاصل فرما گئے کیونکہ آپ کی نبوت و رسالت کسی قوم اور زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں' بلکہ آپ کا دین زمین کے مشارق و مغارب میں پھیل گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۴-۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٥٩٠ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَّمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں: ایک ماہ کی مسافت تک (دشمن پر) میرا رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے اور میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا ہے اور اس سے تیمّم جائز کر دیا گیا ہے' لہٰذا میری امت کا جو شخص نماز کا وقت پائے تو نماز پڑھ لے اور میرے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے جب کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا' اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی ہے اور ہر نبی کو صرف اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

(بخاری' مسلم)

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے پوری روئے زمین سجدہ گاہ ہے

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے لیے روئے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنایا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

شرح السنہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ اہل کتاب کے لیے صرف ان کے گرجا گھروں اور کلیساؤں میں نماز مباح تھی اور اس امت پر تخفیف و آسانی کے لیے وہ جہاں بھی ہوں' ان کے لیے نماز مباح کر دی گئی ہے' پھر حمام' مقبرہ اور ناپاک جگہ کو مخصوص کر دیا گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس ارشاد کا معنی یہ ہے کہ سابقہ امتیں صرف اسی جگہ نماز پڑھ سکتی تھیں' جس جگہ کی طہارت کا انہیں یقین ہوتا تھا لیکن اس امت کو خصوصیت عطا فرمائی کہ ان کے لیے تمام روئے زمین پر نماز جائز فرما دی گئی سوائے ان مقامات کے جن کی نجاست یقینی ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

تمام اجزائے زمین سے تیمّم کے جواز کا بیان

اس حدیث میں پوری روئے زمین کے طہور ہونے کا ذکر ہے۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ زمین کے تمام اجزاء سے تیمّم جائز ہے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس روایت سے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ وغیرہما نے استدلال کیا ہے کہ زمین کے تمام اجزاء سے تیمّم جائز ہے اور امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ وغیرہما نے دوسری روایت (جس روایت کے الفاظ یہ ہیں کی زمین کی تربت (مٹی) کو ہمارے لیے طہور بنا دیا گیا) سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف مٹی کے ساتھ تیمّم جائز ہے۔ ان حضرات نے مطلق روایت (جس میں زمین کا ذکر ہے) کو مقید روایت (جس میں تربت کا ذکر ہے) پر محمول کیا ہے (یعنی ان کے نزدیک مطلق روایت میں بھی ''الارض'' سے زمین کے تمام اجزاء مراد نہیں بلکہ صرف مٹی مراد ہے' جس طرح کہ دوسری روایت میں صراحۃً مٹی کا ذکر ہے)۔
(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۷' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

احناف کی طرف سے امام شافعی رحمہ اللہ کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے علامہ بدر الدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ صرف غبار والی مٹی کے ساتھ تیمّم جائز ہے' ان کا استدلال مسلم کی حدیثِ حذیفہ سے ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: ''وجعلت لنا الارض کلها مسجدا وجعلت تربتها لنا طهورا'' اور ہمارے لیے زمین کو سجدہ گاہ بنا دیا گیا اور ہمارے لیے زمین کی مٹی کو پاک کرنے والی بنا دیا گیا۔ (صحیح مسلم' کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ' باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ' رقم الحدیث: ۱۱۶۵' مطبوعہ دار الکتاب العربی' بیروت) اس کا جواب اصیلی کے قول سے دیا گیا ہے کہ ابو مالک ان الفاظ میں متفرد ہیں اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ یہ روایت اس مطلق روایت کے لیے مخصص ہے' کیونکہ تخصیص تو یہ ہے کہ جن افراد کو عموم شامل ہے' انہیں حکم سے نکال دیا جائے اور اس حدیث نے تو حکم سے کسی چیز کو نہیں نکالا' بلکہ پہلا اسم (لفظِ ارض) جن کو شامل تھا' ان میں سے ایک فرد کو باقی افراد کے ساتھ حکم میں موافق ہونے کی بناء پر متعین کیا ہے۔

جس طرح قرآن مجید میں ہے:

فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ۝ ان میں پھل اور کھجوریں اور انار ہیں۝

(الرحمٰن: ۶۸)

دوسرے مقام پر ہے:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ. (البقرہ: ۹۸) جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ان آیات میں تعظیم وتشریف کے طور پر بعض افراد کو متعین کیا ہے' اسی طرح حدیثِ حذیفہ میں مٹی کا ذکر ہے (کہ مٹی کو ذکر کر کے متعین کر دیا ہے لیکن باقی اجزائے زمین کی نفی نہیں) نیز حدیث مذکور میں لفظ ''تـراب'' کو مخصوص ہونے کی وجہ سے متعین نہیں کیا بلکہ اس لیے متعین کیا گیا ہے کہ مٹی پر زیادہ قدرت ہوتی ہے اور زمین کے اجزاء میں مٹی زیادہ غالب ہے' نیز ہم جواباً کہتے ہیں کہ ہمارا استدلال لفظ ''صعید'' سے ہے (قرآن مجید میں ہے: ''فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا'' (النساء: ۴۳)) اور ''صعید'' روئے زمین کو کہتے ہیں' فقط مٹی کو نہیں' بلکہ ''صعید'' روئے زمین ہے خواہ مٹی ہو یا چٹان وغیرہ ہو' جس پر مٹی نہ ہو۔

(عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

مالِ غنیمت کا حلال ہونا خصوصیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے

اس حدیث میں ہے کہ میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئیں جب کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے غنیمت حلال نہیں تھی۔ اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث سے مراد یہ ہے کہ مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کے لیے غنیمت حلال نہ تھی بلکہ ان کی غنیمتوں کو رکھ دیا جاتا تھا اور آگ آ کر انہیں جلا دیتی تھی۔ ہمارے علماء کرام میں سے بعض شراح نے اسی طرح مطلق ذکر کیا ہے اور ابن ملک نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم سے پہلے والی امتوں کو جب مالِ غنیمت میں حیوانات ملتے تو وہ غنیمت حاصل کرنے والوں کی ملکیت ہوتے تھے' انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں ملتے تھے۔ مالِ غنیمت میں سے خمس لینا یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصیت ہے اور جب حیوانات کے علاوہ دیگر اموالِ غنیمت حاصل ہوتے تو وہ اسے جمع کر کے رکھ دیتے اور آگ آ کر اسے جلا دیتی۔ میں کہتا ہوں کہ مالِ غنیمت جلانے میں حکمت یہ تھی کہ ان کی نیت میں حسن پیدا ہو اور جہاد میں وہ مرتبہ اخلاص پر فائز ہوں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مخصوص شفاعت کا بیان

اس حدیث میں شفاعت کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصیات میں ذکر کیا گیا ہے' اس سے مراد کون سی شفاعت ہے؟

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

اس سے شفاعتِ عظمیٰ مراد ہے جو لوگوں کو میدانِ حشر کے ہول سے نجات دینے کے لیے ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے ساتھ مخصوص شفاعت سے وہ شفاعت مراد ہے جس میں سوال رد نہیں کیا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ جن کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوا' انہیں آگ سے نکالنے کے لیے جو شفاعت ہوگی وہ مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جنت میں بلندیٔ درجات کے لیے کی جانے والی شفاعت مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی' آپ انہیں جہنم سے نکالنے کے لیے شفاعت فرمائیں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ جنت میں لوگوں کو بلا حساب داخل کروانے کے لیے شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مختص ہوگی۔

(عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۵۸۹۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے انبیاء کرام علیہم السلام پر چھ چیزوں سے فضیلت عطا فرمائی گئی ہے' مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے ہیں اور (دشمن پر) رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے' اور میرے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے' اور تمام روئے زمین کو میرے لیے نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے اور مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ کیا گیا ہے اور مجھ پر انبیاء کرام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ (مسلم)

ف: علامہ ھروی نے کہا کہ جامع کلمات سے مراد قرآن مجید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تھوڑے الفاظ میں کثیر معانی جمع فرما دیئے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام مبارک بھی جامع ہے کہ اس کے الفاظ تھوڑے اور معانی زیادہ ہیں۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۸، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

خصوصیات کے متعلق وارد احادیث میں اعداد کے اختلاف کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ مجھے انبیاء کرام علیہم السلام پر چھ وجوہ سے فضیلت ہے۔ اس سے پہلی والی حدیث میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے، اس کے علاوہ دیگر روایات میں مختلف اعداد کا ذکر ہے، ان میں تطبیق کس طرح ہوگی؟

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ میرے گمان میں یہ تعارض نہیں ہے۔ یہ تعارض محض اس وہم کی وجہ سے پیدا ہوا کہ اعداد کا ذکر حصر پر دلالت کرتا ہے حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میرے پاس پانچ دینار ہیں، یہ لفظ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ اس آدمی کے پاس پانچ کے علاوہ دینار نہیں، اور یہ جائز ہے کہ ایک مرتبہ کہے کہ میرے پاس بیس ہیں اور دوسری مرتبہ کہے کہ میرے پاس تیس ہیں، کیونکہ جس کے پاس تیس ہوں، اس کے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس کے پاس بیس اور دس ہیں اور ان میں کوئی تعارض اور تناقض نہیں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کو تین خصائص کی خبر دی ہو، پھر پانچ کی، پھر چھ کی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ کسی چیز کے صراحۃً عدد کا ذکر کرنے سے اس عدد کے ماسوا کی نفی نہیں ہوتی۔ (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۸، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

۸۵۹۲ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے جامع کلمات عطا کر کے مبعوث کیا گیا ہے اور (دشمن پر) رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے اور خواب میں زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ (بخاری، مسلم)

ف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں مجھے دی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں، آپ کا یہ فرمانِ اقدس علاماتِ نبوت میں سے ہے کہ آپ نے اس فرمان میں اپنی امت کے شہروں کو فتح کرنے کی خبر دی اور آپ نے جس طرح خبر دی تھی، اسی طرح واقع ہوا۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۸، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

۸۵۹۳ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ وَاِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ اَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَّاَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَاِنَّ رَبِّيْ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَاِنَّهٗ لَا يُرَدُّ وَاِنِّيْ اَعْطَيْتُكَ لِاُمَّتِكَ اَنْ لَّا اُهْلِكَهُمْ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا اور میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا اور میرے لیے جو زمین سمیٹی گئی تھی، عنقریب میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچ جائے گی، اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا فرمائے گئے اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے یہ سوال کیا کہ ان کو عام قحط سالی سے ہلاک نہ فرمائے اور ان پر ان کے علاوہ کوئی ایسا دشمن مسلط نہ فرمائے جو انہیں مکمل طور پر تباہ و برباد کر دے اور بے شک میرے رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ تبدیل نہیں ہوتا، میں نے تمہاری امت کے لیے تمہیں یہ چیز عطا فرما دی ہے کہ

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بِسَنَةٍ عَامَةٍ وَاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحُ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِىْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ان کو عام قحط سالی سے ہلاک نہیں کروں گا اور ان کے علاوہ ان پر ایسا کوئی دشمن مسلط نہیں کروں گا جو ان کو بالکل تباہ و برباد کر دے' چاہے تمام روئے زمین کے لوگ ان کے خلاف جمع ہو جائیں' البتہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔ (مسلم)

نگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وسعت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے زمین کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس فرمانِ اقدس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے زمین کو لپیٹ دیا اور اسے اکٹھا کر کے آپ کی نگاہِ مبارک کے آئینہ میں ہتھیلی کی طرح کر دیا' اسی لیے آپ نے فرمایا کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا یعنی پوری زمین کو دیکھ لیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۱' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے زمین کو سمیٹ کر آپ کی نگاہِ مبارک کے سامنے کر دینے کا ذکر ہے۔ زمین کو دوبارہ پھیلا کر نگاہِ مبارک سے اوجھل کرنے کا ذکر نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ ساری دنیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ مبارک کے سامنے ہتھیلی کی طرح ہے اور آپ ساری دنیا کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ فضائل میں اس قدر دلیل ہی کافی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی هذه جلیانا من اللّٰہ جلاه لنبیه کما جلاه للنبیین من قبله.

بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میرے لیے اٹھا کر رکھ دیا ہے تو میں دنیا اور جو کچھ اس میں ہو رہا ہے' اسے اس طرح ملاحظہ کر رہا ہوں' جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی کے لیے کشف و اظہار ہے' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے نبیوں کے لیے اسے منکشف فرما دیا۔

(کنز العمال علی ہامش مسند الامام احمد بن حنبل بہ حوالہ طبرانی و ابونعیم ج ۴ ص ۳۰۳' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت)

اللہ رب العزت نے جنت و دوزخ کو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ مبارک کے سامنے منکشف فرما دیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے اور نمازِ ظہر پڑھائی' پھر آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور آپ نے قیامت کا ذکر فرمایا اور یہ بیان فرمایا کہ قیامت میں بڑے بڑے اُمور ہوں گے' پھر فرمایا کہ جو شخص مجھ سے کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہے وہ سوال کرے' جب تک میں اپنے اس مقام پر کھڑا ہوں تم جس چیز کے متعلق بھی مجھ سے سوال کرو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ لوگوں نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا' آپ بار بار فرما رہے تھے: مجھ سے سوال کرو۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے' پھر آپ بار بار فرماتے رہے: مجھ سے سوال کرو۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا: ہم اللہ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں' تو آپ خاموش ہو گئے' پھر فرمایا: مجھ پر ابھی اس دیوار کی چوڑائی میں جنت اور جہنم کو پیش کیا گیا تو میں نے آج کی طرح خیر اور شر نہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

دیکھا۔ (صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ' باب وقت الظہر عند الزوال' رقم الحدیث: ۵۴۰)

اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہِ مبارک کو یہ وسعت بخشی کہ آپ جس طرح سامنے دیکھتے ہیں' اسی طرح پس پشت بھی ملاحظہ فرماتے ہیں' بلکہ دلوں میں پیدا ہونے والی خشوع وخضوع کی کیفیت بھی آپ کی نگاہِ مبارک سے مخفی نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ' اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم خیال کرتے ہو کہ میرا قبلہ یہاں ہے؟ اللہ کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا رکوع مخفی ہے نہ تمہارا خشوع' یقیناً میں تمہیں پسِ پشت بھی ملاحظہ فرماتا ہوں۔ (صحیح البخاری' کتاب الاذان' باب الخشوع فی الصلوٰۃ' رقم الحدیث: ۷۴۱)

اس حدیث میں ماضی کا صیغہ نہیں کہ اسے ایک دفعہ کا واقعہ قرار دیا جائے بلکہ مضارع کے صیغے ہیں' جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ عطائے الٰہی آپ کی نگاہِ مبارک کو یہ اعجاز وقوت بخش دی گئی ہے اور سینوں کے مخفی امور بھی آپ کی نظر مبارک سے مخفی نہیں۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض پیرا ہیں:

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

قضاء مبرم اور قضاء معلق کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب میں کوئی فیصلہ فرمادوں تو وہ تبدیل نہیں ہوتا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

علامہ مظہر رحمہ اللہ نے کہا کہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی قضاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) قضاء مبرم (۲) قضاء معلق۔ قضاء معلق وہ ہے جو کسی فعل پر موقوف ہو مثلاً کہے کہ اگر فلاں کام ہوا تو ایسا ایسا ہوگا اور اگر فلاں کام نہ ہوا تو ایسا ایسا نہیں ہوگا اور قضاء معلق میں تبدیلی آسکتی ہے' جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے: ''يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ'' (الرعد:۳۹) ''اللہ تعالیٰ جسے چاہے مٹا دے اور جسے چاہے ثابت رکھے''۔ اور قضاء مبرم اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ازل میں مقدر فرمادیا ہے اور اسے کسی فعل پر معلق نہیں فرمایا۔ قضاء کی یہ قسم مکمل طور پر نافذ ہوتی ہے اور یہ کسی چیز پر موقوف نہیں ہوتی کیونکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے علم سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کا خلاف ناممکن ہے اور قضاء کی اس قسم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ'' (الرعد:۴۱) ''اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں''۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے: اس کی قضاء اور حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں' لہٰذا یہ ارشاد کہ جب میں کوئی فیصلہ فرمادوں تو وہ تبدیل نہیں ہوتا' اس کا تعلق قضاء مبرم سے ہے' اس لیے اسے قبول نہیں فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قضائے مبرم کے علاوہ میں انبیاء کرام علیہم السلام مستجاب الدعوات ہیں (قضاء مبرم کا چونکہ خلاف ممکن نہیں' لہٰذا قضاء مبرم کے متعلق دعا سے انبیاء کرام علیہم السلام کو منع فرمادیا جاتا ہے۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۹۴ - وَعَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِيْ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَدَعَا رَبَّهٗ طَوِيْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَاَلْتُ رَبِّيْ ثَلَاثًا فَاَعْطَانِيْ ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَاَلْتُ رَبِّيْ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' بنو معاویہ کی مسجد کے قریب سے گزرے اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا فرمائی' ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی' آپ نے اپنے رب سے طویل دعا مانگی' پھر آپ نے مڑ کر فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی ہیں' اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں مجھے عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا' میں نے اپنے رب سے سوال

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَنْ لَّا یُھْلِكَ اُمَّتِی بِالسَّنَةِ فَاَعْطَانِیْھَا وَسَاَلْتُ اَنْ لَّا یُھْلِكَ اُمَّتِی بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِیْھَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا یَجْعَلَ بَاْسَھُمْ بَیْنَھُمْ فَمَنَعَنِیْھَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کیا کہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے یہ چیز مجھے عطا فرما دی اور میں نے سوال کیا کہ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ چیز عطا فرما دی' اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت کے درمیان آپس میں لڑائی نہ ہو' اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سوال سے منع فرما دیا۔ (مسلم)

٨٥٩٥ - وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً فَاَطَالَھَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّیْتَ صَلٰوةً لَّمْ تَكُنْ تُصَلِّیْھَا قَالَ اَجَلْ اِنَّھَا صَلٰوةُ رَغْبَةٍ وَّرَھْبَةٍ وَاِنِّی سَاَلْتُ اللّٰهَ فِیْھَا ثَلَاثًا فَاَعْطَانِی اِثْنَتَیْنِ وَمَنَعَنِی وَاحِدَةً سَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا یُھْلِكَ اُمَّتِی بِسَنَةٍ فَاَعْطَانِیْھَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا یُسَلِّطَ عَلَیْھِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَیْرِھِمْ فَاَعْطَانِیْھَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا یُذِیْقَ بَعْضَھُمْ بَاْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِیْھَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ.

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور نماز کو طویل فرمایا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے ایسی نماز پڑھائی ہے کہ اس طرح کی نماز پہلے نہیں پڑھائی تھی' آپ نے فرمایا: ہاں! بے شک یہ رغبت اور خوف والی نماز ہے' میں نے اس نماز میں اللہ تعالیٰ سے تین سوال کیے ہیں' اللہ تعالیٰ نے دو سوال عطا فرما دیئے ہیں اور ایک سوال سے مجھے روک دیا ہے' میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے میرا یہ سوال پورا فرما دیا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت پر ان کے علاوہ کوئی دشمن مسلط نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی پوری فرما دی اور میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ نہ چکھائے' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سوال سے منع فرما دیا۔ (ترمذی' نسائی)

٨٥٩٦ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَنْ یَّجْمَعَ اللّٰهُ عَلٰی ھٰذِهِ الْاُمَّةِ سَیْفَیْنِ سَیْفًا مِّنْھَا وَسَیْفًا مِّنْ عَدُوِّھَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواریں جمع نہیں فرمائے گا' ایک ان کی اپنی تلوار اور ایک ان کے دشمن کی تلوار۔ (ابوداؤد)

امت پر دو تلواریں جمع نہ ہونے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ امت پر دو تلواریں جمع نہیں فرمائے گا: ایک ان کی اپنی تلوار اور ایک ان کے دشمن کی تلوار۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے ان دونوں میں سے آسان چیز کو اختیار فرمایا کہ ان کی اپنی تلوار چلے گی (باہمی جنگ وجدال ہوگا) اور دشمن کی تلوار ان پر اس انداز سے نہیں چلے گی کہ انہیں بالکل تباہ و برباد کر کے رکھ دے ورنہ تو بعض احوال میں دونوں تلواریں اکٹھی جمع ہو جاتی ہیں اور اس فرمان میں اس ملت کی بقاء کی طرف اشارہ ہے اور قیامت تک اس امت کی حفاظت کی بشارت ہے' جس طرح کہ مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ یہ دین قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت جہاد کرتی رہے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور قاضی نے کہا ہے کہ مسلمانوں کی تلواریں اور ان کے دشمنوں کی تلواریں اس طرح جمع نہیں ہوں گی کہ وہ انہیں مکمل ہلاکت تک پہنچا دیں بلکہ جب ان کے درمیان باہمی لڑائی ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان پر دشمن مسلط فرما دے گا اور وہ باہمی لڑائی چھوڑ کر ان کے ساتھ جہاد میں مصروف ہو جائیں گے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

یہی شیخ تورپشتی رحمہ اللہ کا قول ہے اور علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ظاہر یہی ہے کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت پر دو جنگیں جمع نہیں فرمائے گا' ایک ان کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جنگ اور دوسری کفار کی ان کے ساتھ جنگ اور جب ایک جنگ ہوگی تو دوسری جنگ نہیں ہوگی' کیونکہ سابقہ احادیث کے یہی معنی موافق ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے سوال کیا کہ ان پر ان کے غیر دشمن کو مسلط نہیں فرمائے گا' جو انہیں جڑ سے ہی اکھاڑ کر رکھ دے اور یہ سوال کیا کہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ نہ چکھائے تو پہلے سوال کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا اور دوسرے سے منع فرمادیا' دونوں سے اکٹھا منع نہیں فرمایا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۹۷ - وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ اَنْ لَّا یَدْعُوَ عَلَیْكُمْ نَبِیُّكُمْ فَتَهْلِكُوْا جَمِیْعًا وَّاَنْ لَّا یَظْهَرَ اَهْلُ الْبَاطِلِ عَلٰی اَهْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّا تَجْتَمِعُوْا عَلٰی ضَلَالَةٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے تمہیں تین چیزوں سے پناہ عطا فرمائی ہے' تمہارے خلاف تمہارا نبی دعا نہیں فرمائے گا کہ تم سب ہلاک ہو جاؤ' اور اہل باطل اہل حق پر غالب نہیں ہوں گے اور تم سب گمراہی پر اکٹھے نہیں ہوگے۔ (ابوداؤد)

حق ہمیشہ غالب رہے گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل باطل' اہل حق پر غالب نہیں ہوں گے۔ اس سے مراد یہی ہے کہ اگرچہ اہلِ باطل کے مددگار کثیر اور اہلِ حق کے اعوان و انصار قلیل بھی ہوں' تب بھی اہلِ باطل غالب نہیں ہوں گے جس طرح کہ حاکم کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہتے ہوئے غالب رہے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی' اور ابن ماجہ کی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر قائم رہے گی' انہیں ان کا مخالف نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور یہ فرمانِ اقدس اللہ تعالیٰ کے قول سے مقتبس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ0'' (التوبہ:۳۲) ''وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنا نور پورا کیے بغیر ماننے والا نہیں' چاہے کافر برا مانیں0''۔

اور علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس فرمانِ اقدس سے مراد یہ ہے کہ اہل باطل کے انصار و مددگار اگرچہ کثیر بھی ہوں لیکن وہ حق پر اس طرح غالب نہیں آسکیں گے کہ حق کو مٹا ڈالیں اور اس کا نور بجھا ڈالیں اور بحمد اللہ ایسا معاملہ نہیں ہوا' حالانکہ دشمنوں کو ہم پر مسلط کر کے ہمیں بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا۔ حق روشن ہے اور شریعت قائم ہے' اس کی آگ نہیں بجھی اور اس کے روشن آثار نہیں مٹے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اجماع حجت ہے

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم سب گمراہی پر اکٹھے نہیں ہوگے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ تم کسی باطل چیز پر متفق نہیں ہوگے اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امت کا اجماع حجت ہے' اور جو کام لوگوں کے نزدیک اچھا ہو' وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی حسن ہے' اور اس کی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا O

(النساء:۱۱۵)

اور جو شخص حق راستہ واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کے راستے سے الگ چلے' ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کتنا بُرا ٹھکانا ہے O

فقہاءِ کرام کا یہ قول کہ اجماع حجت ہے' اس کا یہ بہترین ماخذ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اسے کتاب اللہ سے مستنبط فرمایا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

محافلِ میلاد کا اہتمام' ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس کا انعقاد' ندائیہ کلمات کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ اور درود وسلام' اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام' ایصالِ ثواب کی محافل کا اہتمام' مدارسِ دینیہ کا قیام' مروّجہ علوم دینیہ کی ترویج واشاعت' مساجد کی تزئین وآرائش' اولیائے کاملین کی عظمت کے اظہار کے لیے ان کے مزارات پر قبے بنانا اور اس طرح کے دیگر معمولات صدیوں سے اہلِ اسلام میں رائج ہیں۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ کی امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی' جب یہ امور امت کے نزدیک مستحسن ہیں تو اللہ کے نزدیک ان کے مستحسن ہونے میں شبہ کرنا اور ان اُمور پر اہل سنت وجماعت کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا' فرمانِ رسالت کو جھٹلانا ہے' نیز زمانہ رسالت میں مساجد اس صورت پر نہ تھیں' موجودہ دور کی طرح مدارسِ دینیہ نہ تھے' مروّجہ علوم وفنون کا اہتمام نہ تھا' وعظ وتبلیغ کے لیے اس دور کی طرح جلسوں کا اہتمام نہ تھا' تبلیغی چلوں کا تصور نہ تھا۔

اب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ان مذکورہ اُمور کو عین اسلام قرار دیا جائے اور معمولاتِ اہل سنت وجماعت کو بدعت اور حرام قرار دینے کے لیے یہ عذر لنگ تراشا جائے کہ عہدِ رسالت میں یہ رائج نہ تھے لہٰذا بدعت اور حرام ہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ چشمِ بینا عطا فرمائے اور راہِ ہدایت پر گامزن فرمائے۔

۸۵۹۸ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِنِّيْ قَائِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَخْرٍ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَمُوْسٰى صَفِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَمَعِيَ لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِيْ فِيْ اُمَّتِيْ وَاَجَارَهُمْ مِنْ ثَلَاثٍ لَا يَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَّلَا يَسْتَاْصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ عَلٰى ضَلَالَةٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم آخر میں ہیں اور قیامت کے دن پہلے ہوں گے اور میں یہ بات فخر کے بغیر کہتا ہوں کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ صفی اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں اور روزِ قیامت حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا' اور بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ میری امت کے متعلق وعدہ فرمایا ہے اور انہیں تین چیزوں سے پناہ عطا فرمائی ہے' انہیں قحط سالی سے ہلاک نہیں فرمائے گا اور ان کا دشمن انہیں مکمل طور پر تباہ وبرباد نہیں کرسکے گا' اور اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ (دارمی)

۸۵۹۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَّقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهٗ تَكْلِيْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهٗ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے' اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے اور قریب ہوکر ان کی گفتگو سننے لگے' ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے اور دوسرے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے' ایک اور صحابی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور اس کی خاص روح ہیں' ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَاٰدَمُ اِصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ إِلَّا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت عطا فرمائی' نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے تمہارا کلام اور تمہارا اظہارِ تعجب سنا' یقیناً حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ان کی یہی شان ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام 'اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں اور وہ اسی طرح ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خاص روح اور اس کا کلمہ ہیں اور ان کی یہی شان ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے اور ان کا مقام یہی ہے' سن لو! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھاؤں گا' جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا ہوں گے اور اس پر فخر نہیں ہے اور میں سب سے پہلے شفاعت فرماؤں گا اور قیامت کے دن سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں سب سے پہلے جنت کی کنڈی کھٹکھٹاؤں گا تو اللہ تعالیٰ اسے میری خاطر کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ فقراء مؤمنین کی جماعت ہوگی' اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اوّلین وآخرین سے زیادہ عزت والا ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔

(ترمذی' دارمی)

ف: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اوّلاً انبیاء کرام علیہم السلام کے ذکر کردہ فضائل وکمالات کی توثیق فرمائی اور ہر مذکور نبی کے متعلق فرمایا: ''وھو کذلك'' کہ وہ واقعی اس مذکور فضیلت وکمال کے حامل ہیں اور پھر اپنے افضل واکمل ہونے پر تنبیہ فرمائی کہ جو خوبیاں اور کمالات دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں متفرق طور پر تھیں' میں اکیلا ان تمام کمالات کا جامع ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور حبیب وہی ہوتا ہے جو خلیل بھی ہو' کلیم بھی ہو اور ان جمیع کمالات کے ساتھ مشرف ہو

حسن یوسف' دمِ عیسیٰ' یدِ بیضاداری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خلیل وحبیب میں فرق

(۱) خلیل' خلت سے ماخوذ ہے اور خلت کا معنی حاجت ہے۔ سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت کی بارگاہ کا محتاج ہونے کی بناء پر مقام خلت سے سرفراز فرمایا اور خلیل اللہ قرار دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ بھی اللہ رب العزت کے محتاج ہیں اور اللہ رب العزت کی بارگاہ کا محتاج ہونا آپ کے لیے بھی باعث افتخار ہے' مگر آپ حبیب اللہ بھی ہیں اور حبیب فعیل کے وزن پر ہے' جو فاعل اور مفعول کے معنی میں ہے تو آپ اللہ تعالیٰ کے محب بھی ہیں اور محبوب ہیں۔ خلیل اپنی حاجت کی بناء پر محبوب سے محبت کرتا ہے لیکن حبیب بغیر غرض کے محبوب سے محبت کرتا ہے۔ خلیل محبوب کا مرید ہوتا ہے اور حبیب محبوب کی مراد ہوتا ہے' خلیل طالب کے درجہ میں ہوتا ہے اور حبیب مطلوب کے مقامِ رفیع پر فائز ہوتا ہے۔

(۲) خلیل وہ ہوتا ہے جس کا فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو اور حبیب وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فعل جس کی رضا کے مطابق ہو' اللہ رب العزت نے محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رضا کو چاہا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ — ہم بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا دیکھ رہے ہیں تو ضرور ہم تمہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا. (البقرۃ:۱۴۴) اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں تمہاری رضا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ○ (طٰہٰ:۱۳۰) اور رات کی گھڑیوں میں اور دن کے حصوں میں اس کی تسبیح بیان کرو اس امید پر کہ تم راضی ہو جاؤ ○

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○ (الضحیٰ:۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے ○

(۳) اللہ تعالیٰ نے خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قول نقل فرمایا:

وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ○ (الشعراء:۸۲) اور جس سے مجھے امید ہے کہ وہ روزِ جزاء میری خطائیں معاف فرمائے گا ○

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے خود ارشاد فرمایا:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ○ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ○ (الفتح:۱۔۲) بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی ○ تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے ○

سورۃ الفتح کی مذکورہ بالا آیات کا اگر یہی ترجمہ کیا جائے جو کنز الایمان میں سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا تو پھر مقامِ خلیل و مقامِ حبیب میں امتیاز واضح ہے کہ سیدنا خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مغفرت کی طمع کر رہے ہیں اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ اعزاز عطا فرمایا جا رہا ہے کہ اے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم! انبیاء کرام علیہم السلام تو مغفرت کی طمع کر رہے ہیں مگر تمہاری شانِ رفیع یہ ہے کہ تمہارے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کو نویدِ مغفرت سنائی جا رہی ہے، اور اگر آیۂ مبارکہ کی دیگر توجیہات کی جائیں کہ ”حسنات الابرار سیئات المقربین“ کے تحت جن اُمور کو آپ اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے ذنب خیال فرماتے ہیں، ان کی مغفرت کا مژدہ سنایا گیا یا آپ کے مقام و مرتبہ کے اظہار کے لیے یہ کلمات ارشاد فرمائے گئے یا آپ کے گناہوں سے معصوم ہونے کے بیان کے لیے یہ ارشاد فرمایا گیا۔ ان تمام توجیہات کی صورت میں بھی مقامِ حبیب کی رفعت واضح ہے کہ سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مغفرت میں طمع کا بیان فرمایا جا رہا ہے اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مغفرت کا یقینی انداز میں بیان فرمایا جا رہا ہے۔

(۴) خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وہ ہیں، جو عرض کرتے ہیں:

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ○ (الشعراء:۸۷) اور جس دن سب لوگ اٹھائے جائیں گے اس روز مجھے رسوا نہ کرنا ○

اور حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وہ ہیں، جن کے لیے خود ارشاد ہوتا ہے:

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ. (التحریم:۸) جس دن اللہ تعالیٰ رسوا نہیں فرمائے گا نبی کو اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو۔

(۵) سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق فرمایا کہ فرشتے ان کے معزز مہمان بنے:

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ○

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الْمُكْرَمِيْنَ ۝ (الذاریات: ۲۴)

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے فرمایا کہ فرشتے ان کے سپاہی اور لشکری بن کر آئے:

وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا. (التوبہ: ۴۰) اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تمہیں نظر نہ آئیں۔

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ (آل عمران: ۱۲۵) تمہارا رب تمہاری مدد کے لیے پانچ ہزار نشان والے فرشتے بھیجے گا ۝

(۶) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہدایت کی آرزو کر رہے ہیں:

سَيَهْدِيْنِ ۝ (الصّٰفّٰت: ۹۹) عنقریب وہ میری راہنمائی فرمائے گا ۝

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق خود ارشاد فرمایا جا رہا ہے:

وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ (الفتح: ۲) اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے گا ۝

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ (الضحیٰ: ۷) اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی ۝

(۷) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وصال کی تمنا کر رہے ہیں اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا شوق و محبت سے ذکر کر رہے ہیں:

اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَيَهْدِيْنِ ۝ (الصّٰفّٰت: ۹۹) بے شک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، اب وہ میری راہنمائی فرمائے گا ۝

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خود بلا کر وصال سے سرفراز فرمایا جاتا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا. (بنی اسرائیل: ۱) پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گئی۔

(۸) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دعا قبول ہونے کی آرزو کر رہے ہیں:

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ (ابراہیم: ۴۰) اے ہمارے رب! اور ہماری دعا سن لے ۝

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور ان کے غلاموں کو خود قبولیتِ دعا کا مژدہ جاں فزا سنایا جا رہا ہے:

قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ. (المؤمن: ۶۰) اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

(۹) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنا ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کر رہے ہیں:

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِيْنَ ۝ (الشعراء: ۸۴) اور بعد میں آنے والوں میں میرا ذکر جمیل باقی رکھ ۝

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذکر کی بلندی کا خود بیان فرمایا جا رہا ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (الم نشرح: ۴) اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا ۝

بلکہ آخرت میں اوّلین و آخرین کے سامنے ان کے ذکر کے جھنڈے لہرانے کا ذکر فرمایا جا رہا ہے:

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (بنی اسرائیل: ۷۹) عنقریب تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں سب تمہاری حمد کریں گے ۝

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

(۱۰) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ کی بارگاہ میں سیّدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم سے عذاب دور ہونے کے لیے عرض کرتے ہیں:

يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ (ھود:۷۴)
وہ قومِ لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگا ۝

انہیں اس سے منع فرمادیا جاتا ہے:

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا. (ھود:۷۶)
اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو۔

وہ عرض کرتے ہیں:

اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا. (العنکبوت:۳۲)
اس میں تو لوط ہے۔

انہیں جواب دیا جاتا ہے:

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا. (العنکبوت:۳۲)
ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے۔

مگر مقامِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ملاحظہ ہو کہ ان کے متعلق خود ارشاد فرمایا جاتا ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ. (الانفال:۳۳)
اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

کلیم وحبیب میں فرق

(۱) سیّدنا کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رضائے الٰہی کی طلب میں جلدی کر رہے ہیں:

عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ (طٰہٰ:۸۴)
اے میرے رب! میں تیری طرف جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو ۝

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رضا پوری فرمانے میں اللہ تعالیٰ جلدی فرماتا ہے کہ حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا رخِ انور آسمان کی جانب اٹھتا ہے تو فوراً ان کی رضا کے مطابق قرآن نازل ہو جاتا ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا. (البقرہ:۱۴۴)
ہم بار بار تمہارا آسمان کی طرف چہرہ اٹھانا دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جس میں تمہاری رضا ہے۔

(۲) سیّدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مصر سے تشریف لے جاتے ہیں تو اس کا ذکر لفظ فرار اور خوف سے فرمایا جاتا ہے:

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ. (الشعراء:۲۱)
تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جب مجھے تم سے خوف محسوس ہوا۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مکہ مکرمہ سے تشریف لے جاتے ہیں تو وہاں محبوب کی ہجرت کو خوف وفرار کے الفاظ سے ذکر نہیں فرمایا جاتا بلکہ اس کے اسباب میں آپ کے دشمنوں کے مکر کا ذکر فرمایا جاتا ہے:

اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا. (الانفال:۳۰)
اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔

(۳) سیّدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو شرف ہم کلامی سے مشرف فرمایا جاتا ہے تو سب کے سامنے اس کا اظہار فرمادیا جاتا ہے:

اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ (طٰہٰ:۱۴)
میں نے تمہیں پسند کر لیا اب تمہاری طرف جو وحی کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سن لو ۝ بے شک میں ہی اللہ ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو ۝

MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کلامِ محبت ہوتا ہے تو محبّ ومحبوب کے راز و نیاز پر مبنی کلام کو دوسروں سے پوشیدہ کر لیا جاتا ہے:

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰیO (النجم:۱۰) وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف جو وحی فرمائیO

(۴) سیّدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دنیاوی درخت کے قریب معراج سے سرفراز فرمایا جاتا ہے:

نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیءِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ. (القصص:۳۰) میدان کے دائیں کنارے سے برکت والے مقام میں درخت سے نداء کی گئی۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو سدرۃ المنتہٰی اور جنت الماویٰ کی بلندیوں پر معراج سے سرفراز فرمایا جاتا ہے:

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰیO عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰیO (النجم:۱۴۔۱۵) سدرۃ المنتہٰی کے پاسO اس کے پاس جنت الماویٰ ہےO

(۵) سیّدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے سینہ کی تنگی کی شکایت کرتے ہیں:

وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْO (الشعراء:۱۳) اور میرے سینہ میں تنگی ہے اور میری زبان نہیں چلتیO

اور تمنا کرتے ہیں کہ انہیں شرحِ صدر کی دولت سے نوازا جائے:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْO (طٰہٰ:۲۵) اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دےO

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خود شرح صدر کی دولت سے سرفراز فرمانے کا بیان فرمایا جا رہا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَO (الم نشرح:۱) کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیاO

مسیح وحبیب میں فرق

(۱) سیّدنا عیسیٰ روح اللہ مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کرتا ہے تو خطاب میں شانِ جلال کا اظہار ہے:

یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ. (المائدہ:۱۱۶) اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو دو خدا بنا لو خدا کے سوا۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سوال ہوتا ہے تو اندازِ خطاب میں لطف ومحبت کے جلوے نمایاں نظر آتے ہیں:

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ. (التوبہ:۴۳) اللہ تمہیں معاف کرے تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا۔

(۲) سیّدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے امتیوں سے امداد ونصرت کی طلب کرتے ہیں، جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ. (آل عمران:۵۲) تو جب عیسیٰ نے ان میں کفر پایا تو کہا: کون میرے مددگار ہیں اللہ کی طرف۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق خود خالق کائنات جل مجدہ الکریم انبیاء کرام علیہم السلام کو تاکید کے ساتھ ان پر ایمان لانے اور ان کی امداد ونصرت کا حکم ارشاد فرماتا ہے:

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ. (آل عمران:۸۱) تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

(۳) سیّدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک دامن والدہ ماجدہ پر تہمت لگائی جاتی ہے تو عالمِ شیرخوارگی میں خود سیّدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب دیتے ہیں:

بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ. (مریم:۳۲) مجھے اپنی والدہ سے اچھا سلوک کرنے والا بنایا۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رفیقۂ حیات، محبوبۂ محبوبِ خدا، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی جاتی ہے تو خالقِ کائنات خود جواب ارشاد فرماتا ہے:

هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ۝ (النور:۱۲) یہ کھلا بہتان ہے۝

الغرض یہ ایک طویل عنوانِ محبت ہے۔ قاضی عیاض مالکی، علامہ جلال الدین سیوطی، امام ابونعیم اور سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی وغیرہم رحمہم اللہ نے اپنے اپنے انداز میں ان نشاناتِ محبت کو ذکر فرمایا۔ قرآن مجید اور احادیث کریمہ میں اس موضوع پر دلائل کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے، جن کا نگاہِ محبت سے مطالعہ کرنے والا بے ساختہ یہی کہتا ہوا نظر آئے گا:

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۸۶۰۰ - وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَیْرَ فَخْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام نبیوں کا امام اور ان کا خطیب اور صاحب شفاعت ہوں گا مگر مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی)

۸۶۰۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَیِسُوا الْكَرَامَةَ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَكْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰى رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ كَاَنَّهُمْ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَّنْثُوْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے میں (مزارِ اقدس سے) باہر تشریف لاؤں گا اور جب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تو میں ان کا خطیب ہوں گا اور جب (میدانِ محشر میں) انہیں روک دیا جائے گا تو میں ان کی شفاعت کروں گا اور جب وہ مایوس ہو جائیں گے تو میں انہیں خوش خبری سناؤں گا اور عزت اور ساری چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی، اور حمد کا جھنڈا اس روز میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام اولادِ آدم سے زیادہ معزز ہوں گا، میرے اردگرد ایک ہزار خادم گھوم رہے ہوں گے جیسے وہ چھپے ہوئے انڈے ہوں یا بکھرے ہوئے موتی ہوں۔

(ترمذی، دارمی)

۸۶۰۲ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَّوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے، اس روز حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا تمام نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور سب سے پہلے میرے لیے زمین شق ہوگی (اور میں سب سے پہلے مزارِ انور سے باہر تشریف لاؤں گا) اور اس پر کوئی فخر نہیں۔ (ترمذی)

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد "لافخر" کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں روزِ قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ آپ کے اس فرمان کی مختلف توجیہات ذکر فرماتے ہوئے علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

آپ کے اس فرمانِ اقدس کا مفہوم یہ ہے کہ میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہہ رہا بلکہ اپنی فضیلت کا بیان فرمانے کے لیے اور تحدیثِ نعمت کے لیے اور اللہ رب العزت کی طرف سے مجھے جو حکم دیا گیا' اس کی تبلیغ کے لیے یہ بیان کر رہا ہوں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے اس ارشاد کا معنی یہ ہے کہ میں اس سیادت پر فخر نہیں کرتا بلکہ مجھے تو اس ذات پر فخر ہے جس نے مجھے اس مقامِ رفیع پر فائز فرمایا۔ (ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اس فرمان کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ مجھے اس سیادت پر کوئی فخر نہیں بلکہ میرے لیے تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت باعثِ فخر ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس فرمان کی دو توجیہات ہیں: (۱) آپ نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ O" (الضحیٰ:۱۱) "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو O" (۲) آپ پر واجب تھا کہ اپنی امت کے سامنے اس مقام کا بیان فرمائیں تاکہ وہ آپ کے مقام کو پہچانیں اور اس کا اعتقاد رکھیں اور آپ کی تعظیم و توقیر کے تقاضاؤں کو بجالائیں۔ اس واجب کی ادائیگی کے لیے آپ نے یہ بیان فرمایا۔

امام راغب رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ آدمی کا خود اپنی تعریف کرنا کیسے مستحسن ہو سکتا ہے جب کہ خود اپنی مدح کرنا ناپسندیدہ امر ہے' حتیٰ کہ حکیم سے سوال ہوا کہ ایسی کون سی چیز ہے جو حق ہونے کے باوجود پسندیدہ نہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ آدمی کا اپنی تعریف خود کرنا ایسی چیز ہے جو حق ہونے کے باوجود ناپسندیدہ ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب مخاطب پر حقیقتِ حال واضح نہ ہو تو اسے آگاہ کرنے کے لیے اپنی تعریف کرنا بعض اوقات مستحسن ہوتا ہے' مثلاً استاذ شاگرد سے کہے کہ میری بات توجہ سے سنو کیونکہ تمہیں میرے جیسا استاذ نہیں ملے گا' اسی طرح سیّدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقتِ حال سے آگاہ فرمانے کے لیے خود اپنے مقام کا بیان فرماتے ہوئے کہا: "اِجْعَلْنِي عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ O" (یوسف:۵۵) "مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں O"۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیادت کو روزِ قیامت کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سرداری کو روزِ قیامت کے ساتھ مقید فرمایا گیا' حالانکہ آپ دنیا و آخرت میں سردار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزِ قیامت آپ کی سرداری کسی جھگڑے اور مخالفت کے بغیر واضح اور ظاہر ہوگی جب کہ دنیا میں کفار و مشرکین کے بادشاہ اور لیڈر بھی اپنی سرداری اور بادشاہت چمکائے بیٹھے ہیں' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ O" (المؤمن:۱۶) "آج کس کی بادشاہی ہے' ایک اللہ کی جو سب پر غالب ہے O"۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو روزِ قیامت سے پہلے بھی بادشاہ ہے لیکن دنیا میں چونکہ بادشاہت کے مدعی موجود ہیں اور دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں مجازاً ملک کہا جاتا ہے اور آخرت میں ایسا کوئی آدمی نہ ہوگا' لہٰذا آخرت کے روز اللہ تعالیٰ ہی کو ملک فرمایا گیا۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۴۵' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

جس حدیث میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دینے سے منع فرمایا گیا ہے' اس کے جوابات

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں کیونکہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ آدمی ملائکہ سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA-ACADEMY

افضل ہیں اور اس حدیث کے مطابق نبی کریم ﷺ تمام آدمیوں سے افضل ہیں (لہٰذا آپ ملائکہ سے بھی افضل ہوئے اور ملائکہ باقی مخلوق سے افضل ہیں لہٰذا آپ تمام مخلوق سے افضل ہوئے)۔

لیکن اس پر سوال ہوگا کہ دوسری حدیث میں آپ کا یہ فرمانِ اقدس ہے: "لاتفضلونی بین الانبیاء" مجھے انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔ اس کے پانچ جواب ہیں:

(۱) نبی کریم ﷺ کو یہ علم بعد میں ہوا کہ آپ اولادِ آدم کے سردار ہیں۔

(۲) آپ نے ادب اور تواضع کے طور پر یہ فرمایا کہ مجھے انبیاء علیہم السلام پر فضیلت نہ دو۔

(۳) آپ نے ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جس سے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی تنقیص ہو۔

(۴) آپ نے ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جس سے جھگڑا اور فتنہ کی نوبت آئے۔

(۵) نفسِ نبوت میں فضیلت دینے سے منع فرمایا اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان نفسِ نبوت میں فرق نہیں، محض دوسرے خصائص و فضائل میں ایک دوسرے پر فضیلت ہے، اور تفضیل کا اعتقاد رکھنا لازمی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ. (البقرہ:۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

اور یہ بھی فرمایا ہے:

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ. (بنی اسرائیل:۵۵)

اور بے شک ہم نے انبیاء کرام میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۵۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

٨٦٠٣ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میرے لیے قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (مسلم)

٨٦٠٤ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں رسولوں کا پیشوا ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں آخری نبی ہوں اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں سب سے پہلے شفاعت فرماؤں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول فرمائی جائے گی اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ (دارمی)

٨٦٠٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِی الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَّا صَدَّقَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جنت کے لیے میں شفاعت کروں گا، کسی نبی کی اس قدر تصدیق نہیں کی گئی جس قدر میری تصدیق کی گئی ہے، حتیٰ کہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کی ان کی امت کے صرف ایک فرد نے تصدیق کی ہے۔ (مسلم)

٨٦٠٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو اس قدر معجزات عطا فرمائے گئے، جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لا سکیں، صرف

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے بطورِ معجزہ وحی عطا فرمائی ہے اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین سب سے زیادہ ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا کردہ معجزہ کی شانِ امتیاز

اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا کردہ معجزہ وحی اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا کردہ معجزات میں امتیاز بیان فرمایا گیا ہے' اس کا مفہوم یہ ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو جو معجزات عطا کیے گئے' جب لوگ ان کا مشاہدہ کرتے اور ان پر مطلع ہوتے تو دیکھنے والوں کے لیے ایمان لائے بغیر چارۂ کار نہ ہوتا' صرف ہٹ دھرم' ضدی اور ازلی بدنصیب ہی ان معجزات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ایمان سے محروم رہتے لیکن جب ان انبیاء کرام علیہم السلام کا زمانہ گزر جاتا تو وہ معجزات بھی گزر جاتے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیگر معجزات کے علاوہ وحی یعنی قرآن مجید بطورِ معجزہ عطا ہوا' جو آپ کی حیاتِ ظاہری کے زمانہ کے بعد ختم نہیں ہوا' بلکہ قیامت تک باقی رہے گا' لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے والوں کی تعداد بھی دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے پیروکاروں سے زیادہ ہوگی۔

اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی کو اسی طرح کا معجزہ عطا کیا جاتا' جس چیز کا اس زمانہ میں غلبہ ہوتا' مثلاً سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں جادو کا بہت چرچا تھا تو آپ کو یہ معجزہ عطا فرمایا گیا کہ آپ اپنا عصا زمین پر پھینکتے تو وہ ایک خوف ناک اور بہت بڑا اژدھا بن جاتا' آپ گریبان میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو آپ کا ہاتھ روشن اور چمک دار ہو جاتا کہ سورج کی روشنی بھی اس کے سامنے ماند پڑ جاتی اور آپ کے یہ معجزات اس زمانہ کے جادوگروں کے کمالات پر غالب آ گئے' حتیٰ کہ اس دور کے ماہر ترین جادوگر بھی آپ کا عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بے ساختہ سجدے میں گر پڑے اور ایمان لے آئے۔ سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ اقدس میں طب اور حکمت کا عروج تھا تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مسیحائی کا معجزہ عطا فرمایا' مادرزاد اندھے اور برص کے لاعلاج مریض آپ کی مسیحائی سے شفاء یاب ہوگئے' آپ نے مُردوں کو زندہ کر کے دکھا دیا' آپ کے ان عظیم الشان معجزات کے سامنے ماہر ترین اطباء بھی عاجز ہو کر رہ گئے اور ہمارے آقا و مولا سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ اقدس میں فصاحت و بلاغت کا عروج تھا' اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید کی صورت میں ایسا بے مثل فصیح و بلیغ کلام بطورِ معجزہ عطا فرمایا کہ عرب کے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء جس کی نظیر لانے سے عاجز رہ گئے۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا ظہور تو ان کے زمانہ تک محدود رہا' مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا کردہ معجزہ' فصاحت و بلاغت کا بے مثل شاہکار قرآن مجید آج بھی موجود ہے' قیامت تک باقی رہے گا بلکہ جنت میں بھی اس کی تلاوت ہوگی اور قرآن مجید کا چیلنج ہے: ''فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ'' (البقرہ:۲۳) ''قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورت کی مثل ہی بنا کر لے آؤ''۔ اور یہ چیلنج قیامت تک باقی رہے گا مگر جن وانس میں سے نہ آج تک کوئی اس کا مقابلہ کر سکا اور نہ ہی قیامت تک کوئی اس کی مثل لانے پر قادر ہوگا۔ لہٰذا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے' آپ کے معجزہ کا ظہور اور غلبہ بھی قیامت تک کے لیے ہے' اس لیے آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بھی' دیگر امتوں کے مؤمنین سے زیادہ ہوگی۔

اس حدیث کی تقریر یوں بھی ہوسکتی ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات تو ان کا زمانہ گزرنے کے ساتھ ختم ہوگئے' مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا کردہ معجزہ قرآن کی ایک شانِ اعجاز یہ بھی ہے کہ اس میں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید کا یہ اعلان ہے: ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ O'' (الحجر:۹) ''اس کا نازل کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ہر قسم کے تغیر وتبدل سے اس کی حفاظت کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے O''۔ اور آج تک پوری کوشش کے باوجود کفار و منکرین قرآن مجید میں ایک زیر زبر کی تبدیلی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

نہیں کر سکے اور نہ ہی قیامت تک اپنی سازش میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ''الفضل ما شهدت به الاعداء'' منکرین کو بھی یہ اعتراف ہے کہ کوئی آسمانی کتاب آج اپنی صورت میں محفوظ نہیں مگر قرآن مجید آج بھی اسی صورت میں موجود ہے' جس صورت میں نبی کریم ﷺ نے اسے اپنی امت تک پہنچایا' چونکہ آپ کے معجزہ کے ظہور کا زمانہ قیامت تک ہے' لہٰذا آپ کے متبعین بھی زیادہ ہوں گے۔

اس حدیث کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کے متعلق جادو وغیرہ کا گمان کیا جا سکتا تھا' مگر نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ قرآن مجید کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا' لہٰذا یہ معجزہ عقل سلیم رکھنے والوں کے لیے زیادہ مؤثر ہے' اس لیے آپ کے متبعین بھی زیادہ ہوں گے۔

٨٦٠٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ (مسلم)

٨٦٠٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِىْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آ کر دستک دوں گا تو خازنِ جنت مجھے کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: محمد (ﷺ)' وہ کہے گا: مجھے آپ کے متعلق ہی حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔ (مسلم)

٨٦٠٩ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِىْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا' پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا' اس مقام پر مخلوق میں سے میرے سوا کوئی فرد نہیں کھڑا ہوگا۔ (ترمذی)

وَفِىْ رِوَايَةِ جَامِعِ الْاُصُوْلِ عَنْهُ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُكْسٰى.

اور جامع الاصول میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: سب سے پہلے میرے لیے زمین شق ہوگی (یعنی سب سے پہلے میں قبر انور سے باہر تشریف لاؤں گا) اور مجھے لباس پہنایا جائے گا۔

٨٦١٠ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ لِىَ الْوَسِيْلَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَسِيْلَةُ قَالَ اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِى الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگو' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ جنت میں ایک مقام ہے' جو صرف ایک مرد کو ہی حاصل ہوگا' اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگو۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت سے مطالبہ فرمایا کہ وہ آپ کے لیے طلبِ وسیلہ کی دعا کریں' اس میں یہ حکمت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں اپنی احتیاجی کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور کسرِ نفسی اور تواضع کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے یہ مطالبہ فرمایا' یا آپ کی اس سے غرض یہ ہے کہ امت کو نفع حاصل ہو اور وہ آپ کے لیے دعا کر کے ثواب حاصل کریں یا آپ امت کی راہنمائی فرما رہے ہیں کہ ہر امتی کو چاہیے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دعا کریں (اور ہر حالت میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد رکھیں)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷ ۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تواضع کا اظہار فرماتے ہوئے اور بارگاہِ الٰہی کے آداب کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ورنہ یہ متعین ہے (اور یقینی بات ہے) کہ اس مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی فائز ہوں گے اور آپ ہی سب سے منفرد اور ممتاز ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۸۷ ۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

لفظ ''لَعَلَّ'' یا لفظ ''اَرْجُوْا'' وغیرہ کلمات امید و رجاء کے معانی میں استعمال ہوتے ہیں' لیکن اگر اللہ تعالیٰ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی بڑے آدمی کے کلام میں یہ لفظ آئیں تو وہاں یقین والے معنی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

سیدی محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۸۲ھ فرماتے ہیں:

واعلم ان كلمة لعل معناها للترجي الا اذا اوردت عن الله او رسوله او اوليائه فان معناها التحقيق.

جان لو کہ لفظ ''لعل'' کا معنی ''ترجی'' ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اولیائے کاملین کے کلام میں آئے تو اس کا معنی تحقیق ہوتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں: ''والرجاء من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب نبه عليه ابن التين وغيره'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے امید واجب ہے' علامہ ابن تین وغیرہ نے اس پر تنبیہ کی ہے۔ نیز علامہ عینی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''الترجي في كلام الله ورسوله للوقوع'' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں ''ترجی'' وقوع کے لیے آتی ہے۔

(نوادرات محدث اعظم پاکستان ج ۱ ص ۱۹۲۔ ۱۴۴' مطبوعہ محلہ لطیف شاہ غازی' کھاریاں' گجرات)

۸۶۱۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُّلَاةً مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ وَلِيِّيْ اَبِيْ وَخَلِيْلُ رَبِّيْ ثُمَّ قَرَاَ ﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَO﴾ (آل عمران:٦٨) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا کوئی نہ کوئی خاص دوست ہے اور میرے خاص دوست میرے والد ماجد اور میرے رب کے خلیل ہیں' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور بے شک لوگوں میں ابراہیم علیہ السلام کے سب سے زیادہ حق دار وہ تھے' جو ان کے پیروکار رہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا اللہ مددگار ہےO (آل عمران:۶۸) (ترمذی)

۸۶۱۲ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾ وَحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَكَذَا الدَّارِمِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ نَحْوَهٗ.

تورات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کردہ اوصاف سے آگاہ فرمائیں، انہوں نے فرمایا: ہاں! بہ خدا! تورات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض ایسی صفات مذکور ہیں، جن کا بیان قرآن مجید میں بھی ہے، (تورات میں یہ مذکور ہے:) اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمہیں حاضر و ناظر اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اَن پڑھ عرب لوگوں کے لیے پناہ بنا کر بھیجا ہے، تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے، وہ نہ سخت مزاج ہیں نہ بد اخلاق، اور نہ بازاروں میں چلا چلا کر باتیں کرنے والے ہیں اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے ہیں، البتہ معاف فرما دیتے ہیں اور (بُرائی کرنے والے کے لیے) دعائے مغفرت فرماتے ہیں اور اس وقت تک ان کا وصال مبارک نہیں ہوگا جب تک ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گم راہ قوم کو راہِ راست پر نہیں لے آئے گا، اور جب تک لوگ یہ نہ کہنے لگیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جب تک اس کلمہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی نابینا آنکھیں اور بہرے کان اور بند دل کھول نہیں دے گا۔ (بخاری) دارمی نے یہ روایت عطاء عن ابن سلام، اس کے ہم معنی روایت ذکر کی ہے۔

اُمیوں کے لیے حرز اور جائے پناہ ہونے کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ تورات میں آپ کا یہ وصف مذکور ہے کہ آپ کو امیوں کے لیے "حرز" (پناہ) بنا کر بھیجا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قاضی نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ عرب والوں کے لیے قلعہ اور جائے پناہ ہیں اور وہ آپ کے ذریعہ شیطان کے شر یا عجم کے غلبہ سے محفوظ رہتے ہیں اور اہل عرب کو اُمیین اس لیے کہا کہ اکثر اہل عرب لکھے پڑھے نہیں تھے، یا اس لیے کہ وہ ام القریٰ کی طرف منسوب تھے اور اُم القریٰ، مکہ مکرمہ کا نام ہے یا ان کو اس لیے امیین کہا گیا کہ ان کے نبی اُمی تھے۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید میں نبی اُمی فرمایا گیا کہ آپ نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا بلکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تعلیم حاصل کی اور یہ آپ کی شانِ اعجاز ہے کہ آپ نے کسی استاذ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے بغیر ایسا کلام پیش کیا جس کی مثل لانے سے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء عاجز ہو گئے۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ)

اور یہ آخری توجیہ عمدہ ترین ہے کیونکہ اس توجیہ کی صورت میں یہ لفظ آپ کی تمام امت کو شامل ہوگا اور یہود کا یہ اعتراض ختم ہو جائے گا کہ وہ اپنے باطل گمان کے مطابق کہتے تھے کہ آپ تو صرف عرب کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، کیونکہ عرب کے ذکر سے عرب کے علاوہ کی نفی نہیں ہوتی، بالخصوص جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی موجود ہے: "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا" (سباء: ۲۸) "اور ہم نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا"۔

اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لو كان موسى حيا لما وسعه الا اتباعي" اگر موسیٰ علیہ السلام (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کیے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ ابن ملک نے کہا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حرز سے مراد یہ ہے کہ آپ کی قوم مکمل طور پر ہلاک ہونے سے محفوظ ہوگئی یا جب تک آپ ان میں تشریف فرما ہیں، وہ عذاب سے محفوظ ہوگئی، جس طرح کہ اللہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ'' (الانفال: ۳۳) ''اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو''۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۳ '۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۱۳ - وَعَنْ كَعْبٍ يَحْكِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ قَالَ نَجِدُ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِي الْمُخْتَارُ لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِيْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْا وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَاُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَيُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةٌ لِّلشَّمْسِ يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَاءَ وَقْتُهَا يَتَاَزَّرُوْنَ عَلٰى اَنْصَافِهِمْ وَيَتَوَضَّئُوْنَ عَلٰى اَطْرَافِهِمْ مُنَادِيْهِمْ يُنَادِيْ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ صَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ وَصَفُّهُمْ فِي الصَّلٰوةِ سَوَاءٌ لَهُمْ بِاللَّيْلِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَّسِيْرٍ.

حضرت کعب رضی اللہ عنہ تورات سے نقل کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے تورات میں یہ لکھا ہوا پایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' میرے برگزیدہ بندے ہیں' نہ سخت مزاج ہیں' نہ بداخلاق' اور نہ بازاروں میں چلّا چلّا کر باتیں کرنے والے ہیں اور نہ ہی بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے ہیں' البتہ وہ معاف فرما دیتے ہیں اور پردہ پوشی فرماتے ہیں' ان کی جائے ولادت مکہ مکرمہ اور ان کی ہجرت گاہ طیبہ ہوگی' ان کی بادشاہی ملک شام تک ہوگی' ان کی امت اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد و ثناء کرنے والی ہوگی' وہ خوشی اور تکلیف میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں' وہ ہر پست جگہ پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں' اور ہر بلند مکان میں اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہتے ہیں' وہ (اپنی عبادتوں کے اوقات کے لیے) سورج (کے طلوع و غروب) کا لحاظ کرتے ہیں' جب نماز کا وقت آ جائے تو وہ نماز ادا کرتے ہیں' وہ اپنی تہہ بند نصف پنڈلیوں تک باندھتے ہیں' وہ اپنے اعضاء پر وضو کا پانی بہاتے ہیں' ان کا مؤذن آسمان کی فضاء میں اذان کی آواز بلند کرتا ہے' میدانِ جنگ میں اور نماز میں ان کی صف ایک جیسی ہوگی' رات کے وقت (تسبیح و تہلیل کی وجہ سے) ان کی آواز شہد کی مکھی کے بھنبھنانے جیسی ہوگی۔ یہ مصابیح کے لفظ ہیں اور دارمی نے اسے معمولی سی تبدیلی کے ساتھ روایت کیا ہے۔

احناف پر وارد ہونے والے ایک اشکال کا جواب

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کا یہ وصف مذکور ہے کہ جب نماز کا وقت آ جائے تو وہ نماز ادا کر لیتے ہیں۔ اس حدیث کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا یہ وصف ہے کہ جب بھی نماز کا وقت آ جائے تو وہ نماز ادا کر لیتے ہیں' جس سے واضح ہوتا ہے کہ ہر نماز کو اوّل وقت میں ادا کرنا مستحب ہے' جب کہ احناف کے نزدیک نمازِ فجر' فجر روشن ہونے کے بعد پڑھنا مستحب ہے اور اس پر دلیل یہ حدیث پاک ہے' جسے امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ نے روایت کیا ہے:

عن رافع بن خديج قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم يقول اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نمازِ فجر روشن کر کے ادا کرو کیونکہ اس میں زیادہ اجر ہے۔

(جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۲' مطبوعہ فاروقی کتب خانہ' ملتان)

اور گرمیوں میں نمازِ ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھنا مستحب ہے' اس پر دلیل یہ حدیث پاک ہے جسے امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ نے روایت کیا ہے:

عن ابی هريرة انه قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA-ACADEMY

قال اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰۃ فان شدۃ الحرمن فیح جھنم.

جب گرمی کی شدت ہو تو نمازِ ظہر ٹھنڈے وقت میں ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے سانس کی وجہ سے ہے۔

(صحیح مسلم ج ا ص ۲۲۴، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اور نمازِ عصر میں احناف کے نزدیک اس وقت تک تاخیر مستحب ہے، جب تک سورج متغیر نہ ہو، اس پر دلیل یہ حدیث ہے جسے امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ نے روایت کیا ہے:

عن علی بن شیبان قال قدمنا علی رسول اللہ ﷺ المدینۃ فکان یوخر العصر ما دامت الشمس بیضاء نقیۃ.

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت تک نمازِ عصر میں تاخیر فرماتے جب تک سورج سفید چمک دار رہتا۔

(سنن ابوداؤد ج ا ص ۶۵، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، ملتان)

اور نمازِ عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔ اس پر دلیل درج ذیل حدیث پاک ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ نے روایت کیا ہے:

عن عائشۃ قالت اعتم النبی ﷺ ذات لیلۃ حتی ذھب عامۃ اللیل وحتی نام اھل المسجد ثم خرج فصلی فقال انہ لوقتھا لولا اشق علی امتی.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے نمازِ عشاء میں اتنی تاخیر کی حتیٰ کہ اکثر حصۂ شب گزر گیا حتیٰ کہ نمازی حضرات سو گئے، پھر آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ یہی نمازِ عشاء کا وقت ہوتا اگر مجھے امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا۔

(صحیح مسلم ج ا ص ۲۲۹، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ان مذکورہ بالا نمازوں کی تاخیر کے استحباب پر مذکورہ روایت سے وارد ہونے والے اشکال کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اس روایت کا مذکورہ جملہ "یصلون الصلوٰۃ اذا جاء وقتھا" (جب نماز کا وقت آئے تو وہ نماز ادا کرتے ہیں) یہ اس سے پہلے والے جملہ کی علت ہے اور مفہوم یہ ہے کہ اس امت کی یہ صفت ہوگی کہ وہ سورج کے طلوع وغروب کا مشاہدہ کرتے رہیں گے تاکہ نمازوں کے اوقات معلوم ہوں اور وقت آنے پر نماز ادا کرسکیں اور نمازیں اپنے وقت سے مؤخر نہ ہوں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ نے اس کا یہی مفہوم بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: "یصلون الصلوٰۃ اذا جاء وقتھا" والا جملہ مستأنفہ ہے اور پہلے کلام کی علت ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ سورج کی نگرانی کریں گے اور اس کے چلنے کو دیکھتے رہیں گے تاکہ نمازوں کے اوقات معلوم ہوں اور نمازیں اپنے وقت سے مؤخر نہ ہوں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۳، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اس فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آئے گا تو وہ نماز ادا کرلیں گے، نماز کی ادائیگی ترک نہیں کریں گے اور یہاں ایسا کوئی لفظ نہیں، جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ وقت آنے پر فوراً نماز ادا کریں گے اور مستحب وقت تک تاخیر نہیں کریں گے، اور تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس وقت نماز ادا کریں گے، جب نماز کا وقت آئے گا یعنی نماز کو اپنے اوقات میں ادا کریں گے، اوقات سے پہلے نہیں، لہٰذا وقت مستحب تک تاخیر کرنا، اس روایت کے منافی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

۸۶۱۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاۃِ صِفَۃُ مُحَمَّدٍ وَّعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ یُدْفَنُ مَعَہٗ قَالَ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ وَقَدْ بَقِیَ فِی

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تورات میں سیدنا محمد ﷺ کی صفت مذکور ہے اور یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ ابومودود کا بیان ہے کہ حجرۂ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

عائشہ رضی اللہ عنہا میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی)

سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدفن

اس حدیث میں ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دونوں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان مدفون ہوں گے اور یہ قول ادب کے زیادہ قریب ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد والی جگہ میں مدفون ہوں گے اور یہ قول زیادہ ظاہر ہے۔ شیخ جزری رحمہ اللہ نے کہا کہ حجرۂ انور میں داخل ہونے والے متعدد حضرات نے بیان کیا کہ انہوں نے تینوں قبور کو اس طرح دیکھا کہ سب سے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور ہے اور اس سے پیچھے ہٹ کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر انور ہے اور ان کا سر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت انور کے سامنے ہے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پشت کے سامنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدموں کے سامنے ہے' اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور یہ روایت ہے کہ سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین پر تشریف فرما ہونے کے بعد حج ادا کر کے واپس آ رہے ہوں گے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ان کا وصال ہو جائے گا اور ان کے جسد انور کو مدینہ منورہ لا کر حجرہ انور میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیا جائے گا' لہٰذا یہ دونوں صحابی رضی اللہ عنہما دو عظیم نبیوں علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ہوں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۱' ۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٦١٥ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِيٌّ حَتّٰى اِسْتَيْقَنْتَ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَتَانِيْ مَلَكَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَى الْاَرْضِ وَكَانَ الْاٰخَرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُوْنَ عَلَيَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيْزَانِ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو اپنے نبی ہونے کا علم اور یقین کیسے ہوا؟ فرمایا: اے ابوذر! میرے پاس دو فرشتے حاضر ہوئے' اس وقت میں بطحائے مکہ کے ایک مقام پر تھا' ان میں سے ایک فرشتہ نیچے زمین پر آیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرا رہا' ان میں سے ایک فرشتے نے اپنے ساتھی سے کہا: کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں! اس نے کہا: ان کا ایک مرد کے ساتھ وزن کرو' پھر میرا ایک مرد کے ساتھ وزن کیا گیا تو میرا وزن زیادہ ہوا' پھر اس نے کہا: ان کا دس مردوں کے ساتھ وزن کرو' میرا دس مردوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں ان پر غالب رہا' پھر فرشتے نے کہا: ان کا سو مردوں کے ساتھ وزن کرو' میرا سو مردوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں ان سو مردوں پر غالب رہا' پھر فرشتے نے کہا: ان کا ہزار مردوں کے ساتھ وزن کرو' میرا ہزار مردوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں ان پر غالب رہا گویا میں ان ہزار مردوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلڑا ہلکا ہونے کی وجہ سے میرے اوپر گر رہے ہیں' آپ نے فرمایا: ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ اگر ان کی ساری امت کے ساتھ ان کا وزن کیا جائے تو یہ ان پر غالب ہوں گے۔ (دارمی)

٨٦١٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتِبَ عَلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ وَاُمِرْتُ بِصَلٰوةِ الضُّحٰى وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِهَا رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَرُوِيَ مِنْ طُرُقٍ اُخْرٰى وَهُوَ ضَعِيْفٌ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

نے فرمایا: مجھ پر قربانی فرض کی گئی ہے اور تم پر قربانی فرض نہیں کی گئی اور مجھے نمازِ چاشت کا حکم دیا گیا ہے اور تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ (دارقطنی) یہ حدیث دوسرے طریقے سے بھی مروی ہے اور وہ طریقہ بہرصورت ضعیف ہے۔

وَرَوٰى ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ سِعَةٌ وَّلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا وَاَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَمِثْلُ هٰذَا الْوَعِيْدِ لَا يَلْحَقُ بِتَرْكِ غَيْرِ الْوَاجِبِ.

ابن ماجہ میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے وسعت کے باوجود قربانی نہ کی' وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ اسے حاکم نے ذکر کرکے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے' اور اس طرح کی وعید غیر واجب کے ترک پر نہیں آتی۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰى وَاِنِّيْ لَاُسَبِّحُهَا.

امام بخاری علیہ الرحمہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمازِ چاشت ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن میں نمازِ چاشت ادا کرتی ہوں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ مُّوَرِّقٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اَتُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَاَبُوْ بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِخَالُهٗ قَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قِيْلَ صَلٰوةُ الضُّحٰى كَانَتْ وَاجِبَةً عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَرُدُّهٗ حَدِيْثُ عَائِشَةَ وَمُوَرِّقٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَقِيْلَ كَانَتْ مِنْ خَصَائِصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُدَّ بِاَنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَثْبُتْ بِخَبَرٍ صَحِيْحٍ.

اور بخاری ہی کی روایت ہے کہ حضرت مورق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: کیا آپ نمازِ چاشت ادا کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ؟ فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ؟ فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ فرمایا: میرا خیال ہے کہ آپ بھی نمازِ چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نمازِ چاشت واجب تھی جب کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مورق رضی اللہ عنہ والی حدیثوں سے اس قول کی تردید ہوتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ نمازِ چاشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے تھی اور یہ قول اس لیے مردود ہے کہ نمازِ چاشت کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہونا خبر صحیح سے ثابت نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازِ چاشت کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نمازِ چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہ نہیں تھی کہ آپ نمازِ چاشت ادا ہی نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کا مقصود مداومت کی نفی تھی کہ آپ ہمیشہ نماز چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمازِ چاشت ادا فرماتے نہیں دیکھا' جب کہ مسلم شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ چاشت کی چار رکعت ادا فرماتے تھے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مراد مداومت کی نفی ہے کہ آپ ہمیشہ نماز چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ جس طرح علامہ نووی رحمہ اللہ نے خلاصہ میں علماء سے یہ نقل کیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمازِ چاشت ادا فرماتے نہیں دیکھا' اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر ہمیشگی نہیں فرمائی اور بعض اوقات یہ نماز ادا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMI ISLAMIA ACADEMY

فرماتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں یہ نماز فرض نہ کر دی جائے۔ اس طریقہ سے تمام احادیث میں تطبیق ہو جائے گی۔ اسی لیے درمختار میں ہے کہ چاشت کے وقت چار یا زائد رکعت مستحب ہیں اور ردالمحتار میں ہے کہ نمازِ چاشت کا مستحب ہونا ہی راجح ہے۔

بَابُ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهٖ

نبی کریم ﷺ کے اسماء مبارکہ اور صفات کا بیان

نبی کریم ﷺ کے کثیر اسماء مبارکہ آپ کی فضیلت کی دلیل ہیں

اس باب میں حضور نبی کریم ﷺ کے متعدد اسماء مبارکہ مذکور ہیں۔ آپ کے مبارک اسماء کا متعدد ہونا آپ کی عظمت و شرافت کی دلیل ہے' کیونکہ یہ قاعدہ ہے: ''كثرة الاسماء تدل على عظمة المسمّٰى'' کہ ناموں کی کثرت سے نام والے کی عظمت و شرافت کا اظہار ہوتا ہے۔ علامہ نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ علامہ ابوبکر بن عربی مالکی نے شرح ترمذی میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار اسماء ہیں اور نبی کریم ﷺ کے بھی ہزار اسماء ہیں' اور ساٹھ سے زیادہ اسماء کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن جوزی نے الوفاء میں لکھا ہے کہ ابوالحسین بن فارس لغوی نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے بائیس اسمائے مبارکہ ہیں۔ علامہ طیبی نے ان کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے ایک مستقل رسالہ البهجة السويه في الاسماء النبويه لکھا۔ جس میں نبی کریم ﷺ کی پانچ سو سے زائد صفات مذکور ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۵' ۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

٨٦١٧ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِيْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے متعدد نام ہیں' میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں' میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں' لوگ میرے قدموں میں جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں' اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

اسم رسالت محمد کی تحقیق

اسم رسالت محمد' تحمید سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور یہ حمد میں مبالغہ کے لیے استعمال ہوتا ہے (یعنی محمد کا معنی ہے: جس کی بہت زیادہ تعریف کی جاتی ہو) اگر کسی کے عظیم خصائل ومناقب کا ذکر کر کے اس کی تعریف کی جائے تو اہل عرب کہتے ہیں: ''حمدت فلانا احمده '' اور اگر کوئی شخص محمود اور لائقِ تعریف ہو تو کہا جاتا ہے: ''احمدته'' یا کہا جاتا ہے: ''هذا الرجل محمود'' اور اگر کوئی شخص انتہائی قابلِ تعریف ہو تو اسے ''محمد'' کہتے ہیں' اور یہ وزن ہمیشہ انتہاء والے معنی کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے' جس طرح انتہائی قابلِ تعریف کو محمد اور انتہائی قابلِ مذمت کو مذمم کہتے ہیں' اور ایک قول یہ ہے کہ یہ وزن کثرتِ وزن بیان کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے' مثلاً جب دروازہ بار بار کھولیں تو کہتے ہیں: ''فَتَّحْتُ الْبَابَ فَهُوَ مُفَتَّحٌ '' اور نبی کریم ﷺ کا اسم شریف محمد نیک فالی کے طور پر رکھا گیا کہ آپ کی بہت زیادہ تعریف ہو گی' اس بناء پر آپ کو محمد کا نام دیا گیا۔ لواء الحمد کے نیچے اوّلین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۶' ۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

اسم مبارک احمد کی تحقیق

لفظ احمد' حمد سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور مبالغہ کے لیے ہے' اس کا معنی ہے: ''احمد من كل حامد'' ہر تعریف کرنے والے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سے زیادہ تعریف کرنے والا' یا اس کا معنی محمود ہے (زیادہ تعریف کیا ہوا) کیونکہ افعل کا وزن فاعل اور مفعول دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے' لیکن پہلا معنی زیادہ ظاہر ہے کیونکہ اگر اس کا معنی ''زیادہ تعریف کیا ہوا'' ہو اور محمد کا بھی یہی معنی ہے تو اس سے تکرار لازم آئے گا' اور احمد کا معنی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا' اس بناء پر بھی ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو ایسی محامد کا الہام فرمائے گا کہ اوّلین و آخرین میں سے کسی کو ان محامد کا الہام نہیں ہو گا' لہٰذا نبی کریم ﷺ حامدیت اور محمودیت والے دونوں اوصاف کے جامع ہیں' جس طرح آپ محبّ بھی ہیں اور محبوب بھی' مرید بھی ہیں اور مراد بھی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اسم مبارک ماحی کی تشریح

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ماحی ہوں' میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو دنیا میں کفر و شرک کا غلبہ تھا اور چار دانگ عالم میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ اللہ کی جانب سے نورِ مبین و سراجِ منیر بن کر طلوع ہوئے اور کفر کی تاریکیوں کو ختم فرما کر اسلام کا اُجالا بکھیر دیا۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دلیل و حجت کے ذریعہ غلبہ و ظہور مراد ہو' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ'' (الصف:۹) ''تا کہ اللہ تعالیٰ اسے تمام دینوں پر غالب فرما دے۔ اور دوسری حدیث میں اس اسم کی آپ نے یوں تفسیر فرمائی کہ میں نے اپنے پیروکاروں کی خطائیں مٹادی ہیں' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ'' (الانفال:۳۸) ''اے محبوبِ کریم ﷺ! تم کفار سے فرماؤ: اگر تم باز آ جاؤ تو تمہاری گزشتہ خطائیں معاف فرما دی جائیں گی''۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۱۸ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيْ لَنَا نَفْسَهٗ اَسْمَاءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ وَالْمُقَفِّيْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے اپنے متعدد اسماء مبارکہ بیان فرمائے' آپ نے فرمایا: میں محمد اور احمد اور مقفی اور حاشر اور نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔ (مسلم)

اسم مبارک مقفی کی تشریح

مقفی کا معنی ہے: تبع' اتباع کرنے والا۔ آپ مقفی ہیں کہ آپ تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے آخر میں تشریف لائے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ بعض نے کہا کہ آپ کے مقفی ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار کی پیروی فرمانے والے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ارشاد فرمایا: ''فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ'' (الانعام:۹۰) ''تم انہی کی راہ اختیار کرو''۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اسم مبارک نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ کی تشریح

آپ نبی التوبہ ہیں کیونکہ آپ بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت زیادہ رجوع کرنے والے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے: میں دن میں ستر مرتبہ یا سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محض استغفار سے آپ کی امت کی توبہ قبول فرما لیتا ہے' جب کہ دوسری امتوں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○ (النساء: ۶۴)

اور جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی طلب کریں اور رسول بھی ان کی شفاعت فرمائیں تو یہ ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا' مہربان پائیں○

اور یہ شان صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی خاص ہے' اسی وجہ سے آپ کا نام نبی التوبہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا نام نبی الرحمۃ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ○'' (الانبیاء: ۱۰۷) ''اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر○''۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انما انا رحمة مهداة'' میں تو سراپا رحمت ہوں جو تمہیں بطور ہدیہ عطا فرمایا گیا ہوں۔ رحمت کا معنی مہربانی اور شفقت ہے (اور آپ نبی رحمت ہیں) کیونکہ نبی کریم ﷺ مومنین پر رؤف و رحیم ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۷ ۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۱۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تو سراپا رحمت ہوں جو تمہیں بطور ہدیہ عطا فرمایا گیا ہے۔ (دارمی' بیہقی' شعب الایمان)

ف: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انما انا رحمة مهداة'' آپ کے اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ میں تو تمام کائنات کے لیے رحمت بنا کر تشریف لایا ہوں اور جہان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہوں' لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے اس ہدیہ کو قبول کرے گا' وہ کامیاب و کامران ہوگا اور جس نے یہ ہدیہ قبول نہ کیا' وہ ذلیل و رسوا ہوگا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ○'' (الانبیاء: ۱۰۷) ''اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر○''۔

۸۶۲۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّيْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور لعنتوں کو کس طرح مجھ سے پھیر دیتا ہے' وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں اور میں تو محمد ہوں۔ (بخاری)

۸۶۲۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُؤِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ رَوَاهُ الدارمی.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے دانتوں میں کشادگی تھی' جب آپ محوِ کلام ہوتے تو آپ کے سامنے والے دانتوں سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ (دارمی)

۸۶۲۲ - وَعَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور جگمگا اٹھتا اور یوں محسوس ہوتا تھا' جیسے آپ کا چہرۂ مبارک چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کی اس حالت کو پہچان لیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۸۶۲۳ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةِ اِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک چاندنی رات میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا' میں کبھی رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف نظر کرتا' آپ نے سرخ جوڑا زیب تن فرمایا ہوا تھا' میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَسَلَّمَ وَاِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِىْ مِنَ الْقَمَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَالدَّارِمِىُّ.

نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے زیادہ حسین ہیں۔ (ترمذی، دارمی)

٨٦٢٤ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِىْ فِىْ وَجْهِهٖ وَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِىْ مَشْيِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھی، گویا سورج آپ کے چہرۂ انور میں تیر رہا ہوتا تھا اور میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار نہیں دیکھا گویا کہ آپ کے لیے زمین لپیٹ دی جاتی تھی، ہم مشقت برداشت کر کے چلتے اور آپ بلا تکلف عام انداز میں چل رہے ہوتے تھے۔ (ترمذی)

٨٦٢٥ - وَعَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ صِفِىْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا بُنَىَّ لَوْ رَاَيْتَهٗ رَاَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ.

حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان فرمائیے، انہوں نے فرمایا: پیارے بیٹے! اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تو یوں محسوس کرتے، جیسے سورج طلوع ہو رہا ہے۔ (دارمی)

٨٦٢٦ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَكَانَ اِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَاِذَا شَعِثَ رَاْسُهٗ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَّجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَّرَاَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے اگلے حصے اور آپ کی ریش مبارک کے کچھ بال سفید تھے، جب آپ تیل لگاتے تو وہ بال واضح نظر نہیں آتے تھے اور جب بال بکھرے ہوتے تو سفید بال نظر آتے، آپ کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی، ایک شخص نے کہا: آپ کا چہرۂ انور تلوار کی طرح تھا، انہوں نے فرمایا: نہیں! بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا اور گولائی مائل تھا، اور میں نے آپ کے کندھے کے پاس کبوتری کے انڈے کی طرح مہر نبوت دیکھی، جس کا رنگ آپ کے جسم انور کے رنگ سے ملتا جلتا تھا۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ کی ریش مبارک کے کچھ بال سفید تھے، جب آپ تیل لگاتے تو وہ واضح نظر نہیں آتے تھے اور جب بال بکھرے ہوتے تو سفیدی دکھائی دیتی تھی۔ اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ١٠٥٢ھ لکھتے ہیں:

تیل لگانے کی صورت میں بال مبارک اکٹھے ہو جاتے اور چونکہ سفید بال کم تھے، لہٰذا ظاہر نہیں ہوتے تھے اور بکھرے ہونے کی صورت میں بال الگ الگ ہو جاتے، لہٰذا سفید بال سیاہ بالوں سے واضح اور جدا نظر آتے یا پھر تیل لگانے کی صورت میں سفید بال چمک دار ہو جاتے اور جدا نظر آتے۔ آخری عمر مبارک میں آپ کی نورانی ریش اور سر مبارک میں بیس سے زائد (سفید) بال نہ تھے اور بعض روایات میں اس سے بھی کم تعداد کا ذکر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ٤ ص ٨٣ ٤، مطبوعہ تیج کمار، لکھنؤ)

اس حدیث میں ہے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک کے بال کثیر تھے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

بعض روایات میں ''کث اللحیۃ'' کے الفاظ ہیں کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی اور ریش مبارک کی لمبائی کتنی تھی؟ اس کے متعلق کوئی چیز ثابت نہیں، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ڈاڑھی کا لمبا ہونا منقول ہے، اور امیر المؤمنین سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق منقول ہے کہ ان کی ریش مبارک پورے سینے کو بھر دیتی تھی، اور سلف صالحین کی اس بارے میں عادات مختلف رہی ہیں۔ سیدنا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ کی ریش مبارک طویل و عریض تھی اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت ہے کہ آپ ایک مشت سے زائد ڈاڑھی نہیں رکھتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک مٹھی سے کم ڈاڑھی رکھنا جائز نہیں اور زائد کے متعلق مختلف روایات و آثار ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۸۳، مطبوعہ تیج کمار، لکھنو)

۸۶۲۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجَسَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَّلَحْمًا اَوْ قَالَ ثَرِيْدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيْلَانٌ كَاَمْثَالِ الثَّاٰلِيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت یا ثرید کھایا، پھر میں گھوم کر آپ کے پیچھے آیا اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، جس پر چھوٹے چھوٹے دانوں کی طرح تلوں کا مجموعہ تھا۔ (مسلم)

۸۶۲۸ - وَعَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ سَعِيْدٍ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِاُمِّ خَالِدٍ فَاُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ فَقَالَ يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهْ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَجَرَنِيْ اَبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ام خالد بنت سعید رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں چند کپڑے پیش کیے گئے، جن میں ایک چھوٹی سیاہ چادر بھی تھی، آپ نے فرمایا: ام خالد کو میرے پاس لاؤ! مجھے گود میں اٹھا کر آپ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا، آپ نے اپنے دستِ اقدس سے چادر پکڑ کر مجھے اوڑھا دی اور فرمایا: اسے پرانی اور بوسیدہ کرو، پھر اسے پرانی اور بوسیدہ کرو (مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے) اس چادر میں سبز یا زرد رنگ کے نقوش تھے، آپ نے فرمایا: اے ام خالد! یہ نقوش سناہ ہیں اور سناہ حبشی زبان میں خوب صورت کو کہا جاتا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں مہر نبوت کے ساتھ کھیلنے لگی، میرے والد ماجد نے مجھے جھڑکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ (بخاری)

۸۶۲۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قد اور آپ کا رنگ نہ بالکل خالص سفید تھا، اور نہ ہی بالکل گندمی اور آپ کے بال نہ تو بہت گھونگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر مبارک میں مبعوث فرمایا، آپ مکہ مکرمہ میں دس سال اور مدینہ منورہ میں دس سال مقیم رہے اور ساٹھ سال کی عمر مبارک میں آپ کا وصال مبارک ہوا، اور آپ کے سر انور اور ڈاڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

وَفِیْ رِوَایَةٍ یَصِفُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ اَزْهَرُ اللَّوْنِ وَقَالَ کَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ قوم میں درمیانے قد کے مالک تھے' نہ بہت دراز قد نہ ہی پست قامت' آپ کا رنگ چمک دار تھا اور رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کانوں کے نصف تک تھے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ بَیْنَ اُذُنَیْهِ وَعَاتِقِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ کَانَ ضَخْمَ الرَّاْسِ وَالْقَدَمَیْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلَا قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَکَانَ سَبْطَ الْکَفَّیْنِ.

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ آپ کا سر مبارک بڑا اور قدم بھرے ہوئے تھے' میں نے آپ کے بعد اور آپ سے پہلے آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا اور آپ کشادہ ہتھیلیوں والے تھے۔

وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ قَالَ کَانَ شَثْنَ الْقَدَمَیْنِ وَالْکَفَّیْنِ.

اور بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ کے قدم مبارک اور ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔

۸۶۳۰ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِیْدٌ مَّا بَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ لَهٗ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَیْهِ رَاَیْتُهٗ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَیْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ درمیانے قد والے تھے' آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا' آپ کے بال مبارک کانوں کی لوں تک تھے' میں نے آپ کو سرخ جوڑا زیب تن فرمائے ہوئے دیکھا اور کبھی کسی کو آپ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ (بخاری ومسلم)

قد مبارک کا اعجاز

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نہ تو بہت لمبے قد والے تھے اور نہ ہی کوتاہ قد تھے۔ مراد یہ ہے کہ آپ کا قد مبارک درمیانہ مگر لمبائی کی طرف مائل تھا' کیونکہ آپ کے قد مبارک کے لمبا ہونے کی نفی نہیں کی بلکہ زیادہ لمبا ہونے کی نفی ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ آپ کا قد مبارک لمبا تو تھا مگر زیادہ لمبا نہیں' اسی لیے فرمایا کہ نہ بہت لمبے قد والے تھے اور نہ ہی کوتاہ قد تھے' اور اس مفہوم کی تائید دوسری روایت سے ہوتی ہے' جس میں ''ربعة الی الطول'' کے الفاظ ہیں کہ آپ لمبائی کی جانب مائل' درمیانی قامت والے تھے' اور آپ کا میانہ قامت ہونا بھی ذاتی طور پر ہے ورنہ دوسروں کے لحاظ سے آپ کی شانِ مبارک یہ تھی کہ جب کوئی طویل قامت آپ کے ساتھ چلتا تو آپ اس سے زیادہ طویل نظر آتے اور یہ آپ کا اعجاز تھا۔ اس سے بارگاہِ خداوندی میں آپ کی عظمتِ شان کا پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ کوئی ظاہری قد وقامت میں آپ سے بڑا یا آپ کے برابر نظر آئے' پھر اللہ تعالیٰ کو یہ کیسے پسند ہوسکتا ہے کہ علمی وعملی کمالات میں کوئی آپ کا مثل ہو یا آپ سے زیادہ بلند مرتبہ ہو۔ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن وادا کی قسم

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ مِنْ

اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ میں نے سرخ جوڑے میں دراز

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ذِی لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهٗ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيْدٌ مَّا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ.

گیسوؤں والا کوئی شخص آپ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا' آپ کے بال کندھوں پر پڑتے تھے' آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا' آپ نہ بہت طویل قامت تھے نہ کوتاہ قامت۔

٨٦٣١ - وَعَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصِّدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا' آپ سفید' ملیح اور درمیانہ قامت کے تھے۔ (مسلم)

٨٦٣٢ - وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوْشَ الْعَقِبَيْنِ قِيْلَ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قِيْلَ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شِقِّ الْعَيْنِ قِيْلَ مَا مَنْهُوْشُ الْعَقِبَيْنِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ دہن' بڑی بڑی آنکھوں والے تھے اور آپ کی ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔ حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ''ضلیع الفم'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: فراخ دہن والے' پوچھا: ''اشکل العینین'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: آنکھوں کے بڑے بڑے شگاف والے' پوچھا: ''منھوش العقبین'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جن کی ایڑیوں پر گوشت کم ہو۔ (مسلم)

٨٦٣٣ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ فِیْ سَاقَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمُوْشَةٌ وَكَانَ لَا يَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا وَكُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَيْهِ قُلْتُ اَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِاَكْحَلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں پنڈلیاں ذرا باریک تھیں اور آپ ہنستے نہیں تھے' صرف تبسم فرماتے تھے' میں جب آپ کی طرف نظر کرتا تو خیال کرتا کہ آپ نے آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے' حالانکہ آپ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔ (ترمذی)

٨٦٣٤ - وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ كَانَ اِذَا وَصَفَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَّغِطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَّلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِی الْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ اِذَا مَشٰى يَتَقَلَّعُ كَاَنَّمَا يَمْشِیْ فِیْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان فرماتے تو کہتے: آپ نہ بہت طویل قامت تھے' نہ انتہائی پست قد بلکہ آپ قوم میں درمیانہ قامت کے مالک تھے' آپ کے بال مبارک بہت زیادہ گھونگھریالے نہیں تھے نہ بالکل سیدھے' آپ ہلکے گھونگھریالے بالوں والے تھے' آپ بہت زیادہ بھرے ہوئے چہرے والے نہیں تھے نہ بالکل چھوٹے چہرے والے بلکہ آپ کا چہرۂ انور گولائی مائل تھا' آپ سرخی مائل سفید رنگ والے تھے' دراز پلکوں' مضبوط جوڑوں اور مضبوط کندھوں کے مالک تھے' صاف جسم والے تھے' سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک ڈوری تھی' آپ کی ہتھیلیاں اور قدم مبارک گوشت سے پُر تھے اور آپ جب چلتے تو طاقت سے چلتے جیسے گہرائی میں اتر رہے ہوں اور جب (کسی طرف) متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے' آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی' آپ سب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

وَّاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَّاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَّاَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً مَّنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سے آخری نبی ہیں' آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخی دل' سب لوگوں سے زیادہ سچی گفتگو فرمانے والے' تمام لوگوں سے زیادہ نرم طبیعت والے' سب سے زیادہ حسن سلوک فرمانے والے تھے' جو شخص آپ کو اچانک دیکھ لیتا' اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور جو جان پہچان کے ساتھ گھل مل جاتا' وہ آپ سے محبت کرنے لگتا' آپ کا نعت خواں یہی کہتا ہے کہ آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا' نہ آپ کے بعد۔ (ترمذی)

٨٦٣٥ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلَ الْمَسْرُبَةِ اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہی بیان فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بہت طویل قامت اور نہ بہت کوتاہ قد تھے' آپ کا سر مبارک بڑا اور ڈاڑھی مبارک گھنی تھی' دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم مبارک گوشت سے بھرے ہوئے تھے' آپ کا رنگ مبارک سرخی مائل تھا' مضبوط ہڈیوں والے تھے' سینہ سے ناف تک بالوں کی لمبی ڈوری تھی' جب چلتے تو مضبوطی سے چلتے جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد' اسے ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے عجز کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ میں نے نہ آپ کے وصال سے پہلے کوئی آپ کی مثل دیکھا اور نہ آپ کے وصال کے بعد کوئی آپ جیسا دیکھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے پہلے والا زمانہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں پایا' اور بعض اوقات یہ کلام بطورِ کنایہ استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ بعد یا پہلے والے زمانہ سے قطع نظر ان کا ہم مثل کوئی نظر ہی نہیں آیا اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمت اور اوصاف کے بیان میں عجز کا اظہار ہے (کہ ہم آپ کے اوصاف و کمالات کا بیان کرنے سے عاجز ہیں)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ٥ ص ٣٧٤' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام بوصیری رحمہ اللہ نے اسی مفہوم کو یوں بیان فرمایا:

ان من معجزاتك العجز عن وصفك اذ لا يحده الاحصاء

كيف يستوعب الكلام سجاياك وهل تنزح البحار الدلاء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ مخلوق آپ کے اوصاف و کمالات کا بیان کرنے سے عاجز ہے کیونکہ آپ کے کمالات کو شمار ہی نہیں کیا جا سکتا' ہمارا کلام آپ کی بلند شانوں کا احاطہ کیسے کر سکتا ہے' کیا ڈول سے سمندروں کو خالی کر سکتے ہیں؟

اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثناء خواں کی خامشی چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

٨٦٣٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَانَ عَرَقُهُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ مَا مَسَسْتُ دِيْبَاجَةً وَّلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمک دار رنگ والے تھے' آپ کے پسینہ مبارک کے قطرات موتیوں جیسے تھے' جب آپ چلتے تو مضبوطی سے چلتے (نوجوانوں کی طرح قدم اٹھا اٹھا کر چلتے تھے' پاؤں گھسیٹ گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے)' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ہتھیلی سے زیادہ کسی دیباج وریشم کو نرم وملائم نہیں پایا اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ کسی مشک یا عنبر کو خوشبودار پایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٦٣٧ - وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْهَا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيْبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ.

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کے وقت ان کے ہاں تشریف لا کر آرام فرماتے تو وہ آپ کے لیے چمڑے کا بستر بچھا دیتیں' جس پر آپ آرام فرما ہوتے' آپ کو پسینہ بہت آتا تھا' وہ آپ کا پسینہ جمع کر کے اپنی خوشبو میں ملالیتیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یہ آپ کا پسینہ ہے' اسے ہم اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں اور یہ سب سے بہترین خوشبو ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْجُوْا بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس میں ہمیں اپنے بچوں کے لیے برکت کی اُمید ہے' آپ نے فرمایا: تم نے درست کیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ (دوپہر کو آرام) فرماتے۔ اس پر سوال ہے کہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اجنبی عورت کے ہاں خلوت میں تشریف فرما رہتے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں دوپہر کو آرام فرما ہوتے تھے کیونکہ وہ آپ کے خادم سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں اور اس میں بے پردگی یا خلوت کا کوئی ذکر نہیں۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اُم حرام اور اُم سلیم رضی اللہ عنہا دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالائیں تھیں اور رضاعت یا نسب کے لحاظ سے محارم میں سے تھیں' لہٰذا ان کے ساتھ آپ کا خلوت میں تشریف فرما رہنا جائز تھا اور آپ صرف انہی دونوں کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کسی دوسری عورت کے ہاں اس طرح تشریف نہیں لے جایا کرتے تھے اور یہ کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں دوپہر کو آرام فرما ہوتے تھے کیونکہ یہ رضاعت کے رشتہ سے آپ کے محارم سے تھیں' ورنہ اس کی کیا وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احکامِ پردہ نازل ہونے کے بعد صرف حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کی بہن حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر ہی تشریف لے جاتے تھے' کسی دوسری انصاری عورت کے ہاں تشریف نہیں لے جاتے تھے' اور یہ تو ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں (مدتِ رضاعت کے دوران) دودھ نوش نہیں فرمایا' لہٰذا ان کے ساتھ آپ کا رشتہ آپ کے والد

ماجد سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہی تھا کیونکہ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ علامہ تورپشتی نے کہا ہے کہ بعض کتبِ حدیث میں ہے کہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محارم سے تھیں' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اجنبیہ عورت کے ہاں قیلولہ نہیں فرماتے تھے اور جب اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی نسبی رشتہ نہیں تھا تو اس سے واضح ہوا کہ رضاعت کا رشتہ ہوگا' لیکن یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ رضاعت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ نہیں لایا گیا' لہٰذا معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے رشتہ ہے' کیونکہ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ سے علیحدہ ہوکر مدینہ منورہ آئے اور وہاں بنونجار میں شادی کی اور اُم حرام و اُم سلیم رضی اللہ عنہما ملحان کی بیٹیاں تھیں اور بنونجار سے تھیں' ان سب باتوں کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے درمیان حرمتِ رضاعت کا رشتہ ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۸۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' مواہب اللدنیہ کے حوالہ سے ذکر فرماتے ہیں:

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا رضاعت یا نسب کے رشتہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محارم سے تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرف نظر کرنا اور ان کے ساتھ خلوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جائز تھی اور یہ آپ کی خصوصیات سے ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۸۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کے آثار سے برکت اور قرب حاصل کرنا مستحب ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک والی یہ خوشبو وصال کے بعد انہیں لگائی جائے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۸۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۳۸ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّىْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَّاحِدًا وَّاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّىْ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْ رِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز پڑھی' پھر آپ اپنے گھر کی طرف تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر آیا' آپ کے سامنے بچے آئے تو آپ ان میں سے ایک ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرنے لگے' میرے رخسار پر بھی آپ نے اپنا ہاتھ پھیرا' میں نے آپ کے دست اقدس کی ٹھنڈک یا خوشبو اس طرح محسوس کی' جیسے آپ نے اپنا ہاتھ مبارک عطار کے ڈبے سے باہر نکالا ہے۔ (مسلم)

۸۶۳۹ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيْقًا فَيَتْبَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِيْبِ عَرْقِهٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِّيْحِ عَرْقِهٖ رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی راستے پر چلتے تو آپ کے بعد آنے والا پہچان لیا کرتا تھا کہ آپ اس راستے سے گزرے ہیں۔ (دارمی)

۸۶۴۰ - وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهٖ فِىْ لِحْيَتِهٖ.

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ خضاب لگانے کی عمر کو نہیں پہنچتے تھے' اگر میں آپ کی ڈاڑھی مبارک کے سفید بال شمار کرنا چاہتا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِیْ رَاْسِهٖ فَعَلْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں آپ کے سر مبارک کے سفید بال شمار کرنا چاہتا تو شمار کر لیتا۔ (بخاری و مسلم)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِیْ عَنْفَقَتِهٖ وَفِی الصُّدْغَيْنِ وَفِی الرَّاْسِ نَبْذٌ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ صرف آپ کے ہونٹوں کے نچلے حصے اور کنپٹیوں اور سر میں کچھ سفید بال تھے۔

٨٦٤١ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ غُلَامًا يَّهُوْدِيًّا كَانَ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَوَجَدَ اَبَاهُ عِنْدَ رَاْسِهٖ يَقْرَاُ التَّوْرَاةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُوْدِيُّ اُنْشِدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى هَلْ تَجِدُ فِی التَّوْرَاةِ نَعْتِیْ وَصِفَتِیْ وَمَخْرَجِیْ قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰى بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَجِدُ لَكَ فِی التَّوْرَاةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَاِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَقِيْمُوْا هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَاْسِهٖ وَلُوْا اَخَاكُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے، آپ نے اس لڑکے کے باپ کو اس کے سرہانے تورات کی تلاوت کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: اے یہودی! تجھے اس اللہ کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی ہے، کیا تورات میں میری تعریف اور میرا وصف اور میری جائے بعثت کا ذکر موجود ہے؟ اس نے کہا: نہیں! اس نوجوان نے کہا: کیوں نہیں! بخدا! یا رسول اللہ! ہم تورات میں آپ کی تعریف، آپ کا وصف اور آپ کی جائے بعثت کا ذکر موجود پاتے ہیں اور بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: اس یہودی کو اس نوجوان کے سرہانے سے اٹھا دو اور اپنے بھائی (کی تجہیز و تکفین وغیرہ) کا انتظام کرو۔ (بیہقی، دلائل النبوۃ)

ف: یہ یہودی نوجوان آخری وقت مشرف بہ اسلام ہوا، اور صحابیت کے مرتبہ پر فائز ہوا، اس نے زندگی میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کوئی عمل صالح نہیں کیا۔ صرف ایک نیکی کی تھی کہ بہ حالتِ ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت حاصل کی اور ایمان پر خاتمہ ہوا اور صحابی وہی ہوتا ہے جو بہ حالتِ ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہو اور اسے ایمان پر ہی خاتمہ کی سعادت حاصل ہو۔ بعد میں آنے والا شخص ساری زندگی عبادت میں صرف کر دے، تب بھی شرفِ صحابیت حاصل نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت والی سعادت وہ عظیم عبادت ہے کہ دیگر اعمالِ صالحہ اس کے مقام کو نہیں پا سکتے۔

بَابٌ فِیْ اَخْلَاقِهٖ وَشَمَائِلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و عادات کا بیان

٨٦٤٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے، ایک رات اہل مدینہ گھبرا گئے، صحابہ کرام علیہم الرضوان اس آواز کی طرف گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں سامنے سے آتے ہوئے ملے، آپ لوگوں سے پہلے آواز کی طرف گئے تھے، آپ فرما رہے تھے: مت گھبراؤ! مت گھبراؤ! آپ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار تھے، جس پر زین نہیں تھی اور آپ کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ مَّا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَّفِي عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهٗ بَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

گردن میں تلوار تھی اور آپ نے فرمایا: میں نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا۔ (بخاری و مسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

(۱) اس حدیث میں ان عظیم الشان صفات کا بیان ہے' جن سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مشرف فرمایا۔

(۲) اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے عظیم الشان معجزہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ گھوڑا جسے آپ کی سواری بننے کا شرف حاصل ہوا' پہلے سست رفتار تھا' مگر نبی کریم ﷺ کے سوار ہونے کی برکت سے اس کی حالت میں تبدیلی آ گئی کہ وہ تیز رفتار بن گیا۔

(۳) اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے غلاموں کے لیے عظیم بشارت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نسبت ایک چار پائے کی حالت میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے' پھر آپ کا وہ غلام جس کا سینہ آپ کے عشق کے نور سے منور ہے' وہ کیسے محروم رہ سکتا ہے:

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

(۴) اس حدیث میں قائدین اور سرداروں کے لیے راہنمائی ہے کہ نازک حالات میں قوم کے سردار کو قوت و شجاعت کا مظاہرہ کرنا چاہیے' اس سے قوم کا حوصلہ بلند ہوگا۔

(۵) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن کے حالات کی تفتیش کے لیے آدمی تنہا آگے جا سکتا ہے۔ ہاں! اگر اکیلا جانے میں ہلاکت ہے تو پھر احتراز ضروری ہے۔

(۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عاریۃً (مانگ کر) کوئی چیز لینا جائز ہے' نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ گھوڑا عاریۃً لیا تھا۔

(۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستعار گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کرنا جائز ہے۔

(۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن کی طرف جاتے وقت گلے میں تلوار لٹکانا مستحب ہے۔ اسی پر قیاس کر کے کہا جا سکتا ہے کہ آج کے دور کے مطابق دشمن کی طرف جاتے ہوئے جدید اسلحہ ساتھ لے کر جانا چاہیے۔

(۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب خطرہ دور ہو جائے تو امیر کو چاہیے کہ لوگوں کو اطمینان دلائے' نیز دشمن کی طرف سے خطرہ ہو اور عوام میں بے چینی پھیل جائے تو سربراہِ مملکت کو چاہیے کہ مناسب اقدامات کے بعد عوام سے خطاب کر کے انہیں مطمئن کرے۔

(۱۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دورانِ جنگ یا دیگر ناگزیر حالات میں ملکی حفاظت کے لیے عوام میں سے کسی کی مملوکہ چیز کی ضرورت درپیش ہو تو عوام کو ملک و ملت سے محبت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے' خوش دلی سے اجازت دینی چاہیے۔

۸۶۴۳ - وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِيْدَةً وَرَجَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ الْاَعْرَابِيِّ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ کے اوپر موٹے کنارے والی نجرانی چادر تھی' ایک دیہاتی آیا اور چادر سے پکڑ کر آپ کو سختی سے کھینچنے لگا' نبی کریم ﷺ اعرابی کے سینے سے لگ گئے' حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے آپ کی گردن کے کنارے پر چادر کے نشانات پڑ گئے' پھر اس نے کہا: اے محمد ﷺ! آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کا جو مال ہے' مجھے بھی اس میں سے کچھ دینے کا حکم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُؤَلَّفَةِ فَلِذٰلِكَ فَعَلَ مَا فَعَلَهٗ ثُمَّ خَاطَبَهٗ بِاسْمِهٖ قَائِلًا عَلٰى وَجْهِ الْعُنْفِ مُقَابِلًا لِّبَحْرِ اللُّطْفِ.

فرمایئے! نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے، پھر مسکرا پڑے، پھر آپ نے اسے عطا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (بخاری ومسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اعرابی مؤلفۃ القلوب سے تھا، اسی لیے اس نے ایسی حرکت کی، پھر اس نے لطف ومہربانی کے سمندر کے سامنے سختی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کا نام لے کر مخاطب کیا۔

٨٦٤٤ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهٗ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَّقَسَّمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غزوۂ حنین سے واپسی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آ رہے تھے کہ کچھ دیہاتی نبی کریم ﷺ سے چمٹ گئے، اور آپ سے سوال کرنے لگے، حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو ایک خاردار درخت کے پاس پہنچا دیا اور آپ کی چادر مبارک اس درخت میں اُلجھ گئی۔ نبی کریم ﷺ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ مجھے میری چادر تو دے دو، اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر جانور ہوتے تو میں وہ تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا، پھر تم مجھے نہ بخیل پاتے، نہ جھوٹ بولنے والا، نہ بزدل۔ (بخاری)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی حقیقتِ حال سے آگاہ نہیں تو اسے اعتماد میں لینے کے لیے اس کے سامنے اپنی تعریف کرنا اور اپنے اچھے اوصاف کا بیان کرنا جائز ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۸۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٦٤٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو، اور آپ نے جواب میں فرمایا ہو: نہیں۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم ﷺ کے لفظ ''نہیں'' نہ فرمانے کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے جواب میں فرمایا ہو: نہیں! اس سے مراد یہ ہے کہ آپ سائل کو انکار فرماتے ہوئے ''نہیں'' کے ساتھ جواب نہیں دیتے تھے بلکہ اگر وہ چیز موجود ہوتی تو اسے عطا فرما دیتے ورنہ خاموشی اختیار فرماتے یا احسن انداز میں معذرت فرما دیا کرتے تھے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ القوی نے اسی مضمون کو حسین انداز میں بیان فرمایا:

واہ کیا جود وکرم ہے شہِ بطحا تیرا ''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

امام النحو علامہ سیّد غلام جیلانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۳۹۸ھ تحریر فرماتے ہیں:

سوال: اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ذکر کردہ پہلے شعر کے دوسرے مصرع سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ سائل سے ''نہیں'' نہ فرماتے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تھے' حالانکہ ایک روایت سے اس کے خلاف ثابت ہے۔ وہ یہ کہ ایک جماعت نے حاضر ہو کر سواری طلب کی تو جواباً ارشاد فرمایا تھا: ''واللہ لا احملکم'' بہ خدا! میں تم کو سواری نہ دوں گا۔

جواب: بے شک عادتِ کریمہ یہی تھی کہ سائل جو چیز طلب کرتا' عطا فرما دیتے اور اگر وہ چیز نہ ہوتی تو سکوت اختیار فرماتے یا حسن گفتار کے ساتھ دل جوئی کر کے معذرت فرما دیا کرتے تھے اور کبھی فرما دیتے کہ قرض لے کر کام چلا لو' ادائیگی ہمارے ذمہ ہے۔ عطا فرمانے سے صراحۃً انکار کرنے کی عادت نہ تھی۔ باقی رہی پیش کردہ روایت جیسے عمر بھر کے دو ایک واقعات' تو وہ از قبیل نوادر ہیں (یعنی ایسے واقعات کبھی کبھار ہوئے ہیں)' جن کا استثناء عادت پر اثر انداز نہیں ہوا کرتا۔ اسی نظریہ کے ماتحت فرزدق شاعر نے بھی مگر مبالغہ کرتے ہوئے نعت میں یہ شعر عرض کیا:

ما قال لا قط الا فی تشھدہ   لو لا التشھد کانت لائہ نعم

(آپ نے تشہد کے علاوہ کبھی لفظ ''لا'' نہیں فرمایا' اگر تشہد نہ ہوتی تو آپ کا ''لا'' بھی ''نعم'' (ہاں) ہوتا)

جس کا فارسی ترجمہ اس شعر سے ہو سکتا ہے:

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز   مگر باشھد ان لا الہ الا اللہ

(آپ کی زبان مبارک پر ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' کے علاوہ ہرگز لفظ ''لا'' نہیں آیا)

اور اگر مبالغہ سے پاک کر کے واقع کے مطابق اس مضمون کو محبت بھری زبان سے سننا چاہتے ہیں تو آیئے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا یہ ایمان افروز شعر جھوم جھوم کر پڑھئے:

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں   کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک ''نہیں'' کہ وہ ہاں نہیں

(بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۷۰' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

۸۶۴۶ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ اَيْ قَوْمِيْ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَّيُعْطِيْ عَطَاءً مَّا يَخَافُ الْفَقْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں مانگیں تو آپ نے اسے وہ بکریاں عطا فرما دیں' وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے میری قوم! اسلام لے آؤ! بہ خدا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا عطا فرماتے ہیں کہ فقر کا خوف ہی نہیں رہتا۔ (مسلم)

۸۶۴۷ - وَعَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا' آپ نے کبھی مجھے اُف تک نہیں فرمایا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تم نے فلاں کام کیوں کیا یا فلاں کام کیوں نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کسی کام پر اعتراض نہ فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے فلاں کام کیوں کیا؟ یا فلاں کام کیوں نہیں کیا؟ اس پر سوال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصبِ نبوت کے لائق یہ تھا کہ اگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کسی فرض کو ترک کرتے یا کسی حرام کا ارتکاب کرتے تو آپ انہیں تنبیہ فرماتے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے حکم کی مخالفت کرنے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہ کرنا' اس صورت میں تھا جب ان سے خدمت و آداب میں کوتاہی ہو جاتی۔ اس کا تعلق احکامِ شرعیہ کی مخالفت کی صورت سے نہیں تھا اور اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تعریف بھی ہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

کہ ان سے ایسا کوئی کام سرزد نہیں ہوا تھا کہ نبی کریم ﷺ (منصب نبوت کے مطابق) اس پر اعتراض فرماتے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۸۶' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

٨٦٤٨ - وَعَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ خَدَمْتُهٗ عَشَرَ سِنِيْنَ فَمَا لَامَنِيْ عَلٰى شَيْءٍ قَطُّ اُتِيَ فِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ فَاِنْ لَامَنِيْ لَائِمٌ مِّنْ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِيَ شَيْءٌ كَانَ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَّسِيْرٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں آٹھ برس کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' اور دس برس آپ کی خدمت اقدس میں رہا' اگر میرے ہاتھ سے کوئی چیز ضائع ہو جاتی تو آپ نے اس پر کبھی مجھے ملامت نہیں فرمائی' اگر آپ کے گھر والوں سے کوئی مجھے بُرا بھلا کہتا تو آپ فرماتے: اسے چھوڑ دو کیونکہ اگر کسی چیز کا ضائع ہونا تقدیر الٰہی میں لکھا ہوا ہے تو وہ ہو کر رہتا ہے۔ (یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اسے معمولی سے فرق کے ساتھ روایت کیا ہے)

٨٦٤٩ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِيْ يَوْمًا لِّحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَفِيْ نَفْسِيْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَّرَائِيْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا اُنَيْسُ ذَهَبْتَ حَيْثُ اَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمَعَاتِ قَوْلُ اَنَسٍ لَا اَذْهَبُ صَدَرَ عَنْ اَنَسٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَهُوَ غَيْرُ مُكَلَّفٍ مَعَ اَنَّهٗ كَانَ صَادِرًا عَنْهُ فِي الظَّاهِرِ وَفِيْ نَفْسِهٖ اَنْ يَّذْهَبَ لِلْاَمْرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ حسن اخلاق والے تھے' ایک روز آپ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا تو میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا' حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ جس کام کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے' میں وہ کام کرنے جاؤں گا' میں باہر نکلا' حتیٰ کہ میں بازار میں کھیلنے والے چند لڑکوں کے قریب سے گزرا' اچانک رسول اللہ ﷺ نے تشریف لا کر پیچھے سے میری گردن پکڑ لی' میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے' آپ نے فرمایا: اے انیس! میں نے تمہیں جہاں جانے کا حکم دیا تھا تم وہاں گئے تھے' میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں جا رہا ہوں' یا رسول اللہ! (مسلم) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ میں نہیں جاؤں گا' بچپن کی حالت میں صادر ہوا تھا اور اس وقت وہ مکلّف نہیں تھے' نیز یہ بات انہوں نے ظاہراً کہی تھی' اور ان کے دل میں یہ تھا کہ میں اس کام کے لیے جاؤں گا۔

٨٦٥٠ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يَاْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَمَا جَاءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز ادا فرماتے تو اہل مدینہ کے خدام پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے کر حاضر ہو جاتے' آپ ہر ایک کے برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے' بسا اوقات وہ انتہاء کی ٹھنڈی صبح کو حاضر ہوتے تو آپ برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔

(مسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے منسوب چیزیں باعثِ برکت ہوا کرتی ہیں اور نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں آپ کے سامنے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے تبرکات سے مستفید ہوا کرتے تھے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMI ISLAMIA ACADEMY

(۲) دینی پیشوا' شیخ طریقت اور عالم دین کو اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ کمالِ شفقت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں اسے تکلیف بھی لاحق ہو تو خندہ پیشانی سے سامنا کرے۔

(۳) نبی کریم ﷺ امام الانبیاء اور افضل الخلق ہونے کے باوجود پیکر تواضع تھے۔ خدام اور غلاموں کے ساتھ بھی آپ شفقت و محبت کا معاملہ فرماتے تھے۔ دینی یا دنیاوی حیثیت سے معزز افراد کے لیے آپ کے اس عمل میں درس موجود ہے۔

۸۶۵۱ - **وَعَنْهُ** قَالَ كَانَتْ اَمَةٌ مِّنْ اِمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ اگر (بالفرض) مدینہ منورہ کی کوئی لونڈی بھی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی تو وہ جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی۔ (بخاری)

۸۶۵۲ - **وَعَنْهُ** اَنَّ اِمْرَاَةً كَانَ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ اُنْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا' اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے' آپ نے فرمایا: اے ام فلاں! جس گلی میں چاہتی ہے کھڑی ہو جا! میں تیرا کام پورا کروں گا' پھر آپ اس کے ساتھ ایک گلی میں علیحدہ تشریف لے گئے حتیٰ کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئی۔ (مسلم)

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کا حکم

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہ وقتِ ضرورت حسنِ نیت کے ساتھ اجنبی عورت کے ساتھ سڑک وغیرہ پر علیحدہ کھڑا ہو جانا جائز ہے' بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ اور یہاں تو یہ احتمال بھی ہے کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان دونوں سے کچھ دور کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہوں' لہٰذا اس حدیث سے استدلال کر کے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مکان کے اندر اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی جائز ہے۔

(ملخصاً وموضحاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۵۳ - **وَعَنْهُ** يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ لِيْفٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مریض کی بیمار پرسی فرماتے تھے' جنازہ کے ساتھ جاتے تھے' غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے اور دراز گوش پر سوار ہوتے تھے' میں نے خیبر کے روز آپ کو دراز گوش پر سوار دیکھا' جس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی۔ (ابن ماجہ' بیہقی' شعب الایمان)

۸۶۵۴ - **وَعَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَاْنَفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بہ کثرت ذکر فرماتے تھے' فضول کلام نہیں فرماتے تھے' لمبی نماز ادا فرماتے تھے' خطبہ مختصر ارشاد فرماتے تھے اور بیوگان اور یتیموں کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہیں فرماتے تھے اور ان کی حاجت پوری فرماتے تھے۔ (نسائی' دارمی)

۸۶۵۵ - **وَعَنْ** اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو آپ اس وقت تک اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے علیحدہ نہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَنْزِعُ يَدَهُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَّجْهِهِ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَّجْهِهِ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيْسٍ لَّهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرماتے تھے' جب تک وہ خود اپنا ہاتھ علیحدہ نہ کر لیتا اور اس وقت تک اس کی طرف سے اپنا چہرۂ انور نہیں پھیرتے تھے' جب تک وہ خود اپنا چہرہ نہ پھیر لیتا اور آپ کو اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنے پھیلا کر نہ بیٹھنے کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا گیا' یہاں گھٹنوں سے قدم مراد ہے اور مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہم نشین کے سامنے پاؤں نہیں پھیلاتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متکبرین کی طرح مجلس میں اپنے گھٹنے ہم نشینوں سے آگے کر کے نہیں بیٹھتے تھے بلکہ صف میں ان کے برابر بیٹھتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ مجلس میں ہم نشینوں کے سامنے گھٹنے بلند کر کے نہیں بیٹھتے تھے بلکہ اصحابِ مجلس کی تعظیم کے لیے گھٹنے نیچے کر کے تشریف فرما ہوتے تھے' اور یہ تمام باتیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعلیم کے لیے تھیں اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمالِ ادب واضح ہوتا ہے' لیکن اس پر سوال ہے کہ بعض اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احتباء فرماتے تھے (یعنی دونوں زانوؤں پر کپڑا باندھ کر تشریف فرما ہوتے تھے)' اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے عام مجلس کے علاوہ تنہائی میں یا بعض بے تکلف اصحاب کے ساتھ آپ کا یہ معاملہ ہو۔ (لمعات شرح مشکوۃ بہ حوالہ حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۴۰)

٨٦٥٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ يَهُوْدِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهُ فُلَانُ حِبْرٌ كَانَ لَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيْرُ فَتَقَاضَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا يَهُوْدِيُّ مَا عِنْدِيْ مَا اُعْطِيْكَ قَالَ فَاِنِّيْ لَا اُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا اَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّدُوْنَهُ وَيَتَوَعَّدُوْنَهُ فَفَطِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِيْ يَصْنَعُوْنَ بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَهُوْدِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِيْ رَبِّيْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَغَيْرَهُ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ ایک شخص جسے یہودیوں کا عالم کہا جاتا تھا' اس کے کچھ دینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ قرض تھے' اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرض کی ادائیگی کا تقاضا کیا' آپ نے اسے فرمایا: اے یہودی! میرے پاس ادائیگی کے لیے کوئی چیز نہیں' اس نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب تک آپ میرا قرض ادا نہیں فرما دیتے' میں یہاں سے نہیں جاؤں گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر تو مجھے تیرے ساتھ ہی بیٹھنا پڑے گا اور آپ اس کے ساتھ بیٹھ گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر' عصر' مغرب اور عشاء اور فجر کی نماز ادا فرمائی' صحابہ کرام علیہم الرضوان اس یہودی کو ڈراتے' دھمکاتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ گئے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کے ساتھ کیا کر رہے ہیں' (آپ نے صحابہ کرام کو منع فرمانا چاہا تو) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اس یہودی نے آپ کو روک رکھا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے کسی ذمی کافر وغیرہ پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے' جب دن نکل آیا تو یہودی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' اور میرا نصف مال اللہ کی راہ میں وقف ہے' اللہ کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ یہ معاملہ محض اس لیے کیا تھا کہ میں تورات میں مذکور آپ کی صفات دیکھنا چاہتا تھا کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت مکہ میں اور ہجرت گاہ مدینہ طیبہ میں اور آپ کی سلطنت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَعَلْتُ بِكَ الَّذِیْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لَاَنْظُرَ اِلٰی نَعْتِكَ فِی التَّوْرَاةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَیْبَةَ وَّمُلْكُهٗ بِالشَّامِ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِیْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَیٍّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَاءِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا مَالِیْ فَاحْكُمْ فِیْهِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ وَكَانَ الْیَهُوْدِیُّ كَثِیْرَ الْمَالِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

ملک شام میں ہے‘ آپ سخت مزاج بدگو نہیں اور بازاروں میں چلا چلا کر بات کرنے والے نہیں اور فحش اور بے ہودہ کلام فرمانے والے نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ میرا مال ہے‘ آپ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے مطابق اس میں فیصلہ فرمائیں اور وہ یہودی بہت مال دار تھے۔ (بیہقی‘ دلائل النبوۃ)

٨٦٥٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ یَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰكِنْ یَّعْفُوْا وَیَصْفَحُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ طبعاً فحش کلامی فرماتے تھے نہ تکلفاً‘ نہ بازاروں میں چلّا چلّا کر گفتگو فرماتے تھے اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور درگذر فرماتے تھے۔ (ترمذی)

٨٦٥٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِیْنُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فحش گو‘ لعنت کرنے والے اور گالی دینے والے نہیں تھے‘ اظہارِ ناراضگی کے وقت آپ فرماتے تھے: اسے کیا ہوا‘ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ (بخاری)

حدیث مذکور پر وارد شدہ اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ لعّان تھے اور نہ سباب تھے۔ اس پر سوال ہے کہ لعان اور سباب مبالغہ کے صیغے ہیں‘ جن کا معنی ہے: بہت زیادہ لعنت کرنے والا اور بہت زیادہ گالیاں دینے والا‘ لہٰذا الفاظِ حدیث کا معنی ہوا کہ آپ بہت زیادہ لعنت نہیں فرماتے تھے اور بہت زیادہ گالیاں نہیں دیتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ یہ افعال فرماتے تو تھے مگر زیادہ نہیں‘ بلکہ کم اور اس میں تو آپ کی مدح نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں لعنت اور گالی کی نفی مقصود ہے‘ مبالغہ کی نفی مقصود نہیں اور معنی یہ ہے کہ آپ لعنت نہیں فرماتے تھے اور گالی نہیں دیتے تھے۔ اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے: ”اِنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِO“ (الحج:١٠) ”اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتاO“۔ ”ظلّام“ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے‘ جس کا معنی ہے: زیادہ ظلم کرنے والا‘ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ ظالم نہیں‘ یعنی معاذ اللہ وہ ظالم تو ہے مگر زیادہ ظالم نہیں اور یہ معنی اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہے‘ لہٰذا آیہ مبارکہ میں ظلم کی نفی ہے‘ ظلم کے مبالغہ کی نفی نہیں اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظالم نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ لعان اور سباب فعال کے وزن پر ہیں اور بعض اوقات فعال کا وزن نسبت کے لیے آتا ہے۔

علامہ عنایت احمد کاکوروی رحمہ اللہ متوفی ١٢٧٧ھ لکھتے ہیں:

فاعل کا صیغہ نسبت کے لیے بھی آتا ہے اور اسے فاعل ”ذی کذا“ کہتے ہیں‘ جیسے ”تَامِرٌ“ کا معنی کھجور والا اور ”لَابِنٌ“ کا معنی دودھ والا‘ اسی طرح ”تَمَّارٌ“ اور ”لَبَّانٌ“ (بروزن فعّال) ہیں (کہ ان کا معنی بھی کھجور والا اور دودھ والا ہے‘ مبالغہ والا معنی مراد نہیں)۔

(علم الصیغہ ص ١٦‘ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ‘ لاہور)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

لہٰذا ''لعان'' کا معنی لعنت والا ''سباب'' کا معنی گالی والا اور ''ظلام'' کا معنی ظلم والا ہے۔ اب معنی ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعنت کرنے والے اور گالی دینے والے نہیں تھے اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والا نہیں ہے' لہٰذا کوئی اشکال نہیں۔

۸۶۵۹ - **وَعَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ مشرکین کے خلاف دعا فرمایئے' آپ نے فرمایا: میں لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں ہوا' میں تو محض رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت مؤمنین وکافرین سب کے لیے ہے

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تو محض رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مؤمنین کے لیے رحمت ہونا تو واضح ہے اور کفار کے لیے بھی آپ رحمت ہیں' دنیا میں آپ کے وجودِ مسعود کی برکت سے ان سے عذاب دور ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ'' (الانفال:۳۳) ''اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو''۔ جب کہ پہلی امتیں اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعائے ہلاکت کے نتیجہ میں بالکل تباہ و برباد ہوجایا کرتی تھیں' البتہ بعض مشرکین کا جب وقت آ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ حکمِ الٰہی ان کے خلاف دعا فرمائی اور وہ ہلاک ہوگئے' جس طرح جنگ بدر میں مشرکین آپ کی دعا سے ہلاک ہوئے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۹۷' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

۸۶۶۰ - **وَعَنْ** عَلِیٍّ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِمْ ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ (الانعام:۳۳) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں' ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی: بے شک یہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم لوگ تو اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں ○ (الانعام:۳۳) (ترمذی)

۸۶۶۱ - **وَعَنْ** اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ باحیاء تھے' جب آپ کسی چیز کو دیکھ کرنا پسند فرماتے تو ہم آپ کے چہرۂ انور سے پہچان لیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاء کا بیان

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ باحیاء قرار دیا گیا ہے۔ اس سے آپ کی حیاء کے بیان میں مبالغہ مقصود ہے' کیونکہ پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی باہر رہنے والی سے زیادہ باحیاء ہوتی ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آپ کسی چیز کو دیکھ کر ناپسند فرماتے تو ہم آپ کے چہرۂ انور سے پہچان لیا کرتے تھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب آپ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-ULOOM-ISLAMIA ACADEMY

کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو اس کی طرف چہرۂ انور نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ کے چہرۂ اقدس کا رنگ تبدیل ہو جاتا‘ جس سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آپ کی ناپسندیدگی کا علم ہو جاتا۔ (ملخصاً عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۱۳‘ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

٨٦٦٢ - **وَعَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ وَإِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی نبی کریم ﷺ کو اتنا کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا تالو مبارک نظر آنے لگتا‘ آپ تو صرف تبسّم فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

٨٦٦٣ - **وَعَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تبسم فرمانے والا نہیں دیکھا۔ (ترمذی)

٨٦٦٤ - **وَعَنْ** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيْلَ الصَّمْتِ رَوَاهُ أَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ طویل خاموشی والے تھے۔ (مسند احمد‘ بغوی‘ شرح السنہ)

٨٦٦٥ - **وَعَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ أَنْ يَّرْفَعَ طَرْفَهٗ إِلَى السَّمَاءِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھے ہوئے گفتگو فرما رہے ہوتے تو اکثر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ (ابوداؤد)

٨٦٦٦ - **وَعَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَّسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَّوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح تیز تیز گفتگو نہیں فرماتے تھے‘ آپ اس طرح (ٹھہر ٹھہر کر) گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی اسے شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

٨٦٦٧ - **وَعَنْهَا** قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهٗ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنَةٍ فَصْلٍ يَّحْفَظُهٗ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح تیز تیز گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ واضح اور جدا جدا کلام فرماتے کہ جو مجلس میں حاضر ہوتا‘ وہ اسے محفوظ کر لیتا۔ (ترمذی)

٨٦٦٨ - **وَعَنْ** جَابِرٍ قَالَ كَانَ فِيْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْتِيْلٌ وَّتَرْسِيْلٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آرام آرام سے اور ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے۔ (ابوداؤد)

٨٦٦٩ - **وَعَنِ** الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ

حضرت اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا:

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مَهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

آپ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں مصروف رہا کرتے تھے' جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

٨٦٧٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يُفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلُبُ شَاتَهٗ وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا جوتا مبارک خود ہی درست فرمالیا کرتے تھے' اپنے کپڑے سی لیتے تھے' جس طرح تم اپنے گھروں میں کام کاج کرتے ہو' اسی طرح آپ بھی اپنے گھر میں کام کاج فرمایا کرتے تھے' آپ ایک عام انسان کی طرح سادہ زندگی بسر فرماتے تھے' اپنے کپڑوں میں جوئیں خود ہی دیکھ لیتے تھے' اور اپنی بکری کا دودھ خود ہی دھو لیتے تھے اور اپنا کام خود ہی فرماتے تھے۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوئیں تلاش فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے: "یفلی ثوبہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑوں میں جوئیں خود ہی دیکھ لیتے تھے۔ اس پر اشکال ہے کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے کپڑوں میں جوئیں ہوتی تھیں اور یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ نظافت سے بعید ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ١٠٥٢ھ' اس کی تاویل میں لکھتے ہیں:

"فلی" کا اصلی معنی جوئیں تلاش کرنا ہے' لیکن مواہب اللدنیہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک اور لباس مبارک میں جوئیں نہیں پڑتی تھیں' اور امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور مچھر وغیرہ آپ کو ایذاء نہیں دیتے تھے اور جوئیں تلاش کرنے سے لازم آتا ہے کہ یہ موذی چیزیں موجود تھیں' لہٰذا یہاں تاویل کرنا پڑے گی کہ ان چیزوں کا تعلق لباس شریف کے ساتھ بیرونی جانب سے تھا' بدن کی جانب سے نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۹۹' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ' اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑوں میں نظر فرماتے تھے کہ کہیں اس میں کوئی جوں وغیرہ تو نہیں اور یہ مفہوم اس روایت کے خلاف نہیں' جس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوئیں ایذاء نہیں دیتی تھیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس کی بہترین توجیہ یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مبارک جوؤں وغیرہ سے پاک ہوتا تھا لیکن چونکہ آپ کی طبیعت مبارکہ انتہائی نفیس تھی' اس لیے آپ صفائی کی غرض سے اپنے کپڑوں میں اس طرح نظر کیا کرتے تھے' جس طرح جوئیں تلاش کرنے والا آدمی کرتا ہے تاکہ کپڑوں میں کوئی ایسی چیز نہ رہ جائے' جو آپ کی نفاستِ طبع کے لیے گراں ہو۔

٨٦٧٠ - وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ جَاءَنِيْ مَلَكٌ وَاِنَّ حُجْزَتَهٗ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقْرَاُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا فَنَظَرْتُ اِلٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے' میرے پاس ایک فرشتہ آیا' جس کی کمر کعبہ شریف کے برابر تھی' اس نے کہا: بے شک آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو عبودیت والے نبی بن جائیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بن جائیں' میں نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو جبریل نے مجھے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار فرمائیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَكَ.

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَالْمُسْتَشِيْرِ لَهٗ فَاَشَارَ جِبْرِيْلُ بِيَدِهٖ اَنْ تَوَاضَعْ فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا قَالَتْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَاْكُلُ مُتَّكِئًا يَقُوْلُ اٰكُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف اس طرح متوجہ ہوئے' جیسے آپ ان سے مشورہ طلب فرما رہے ہوں' حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ تواضع اختیار فرمائیں' تو میں نے کہا: میں عبودیت والا نبی بننا پسند کرتا ہوں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے: میں اسی طرح کھاؤں گا جیسے بندہ کھاتا ہے اور میں اسی طرح بیٹھوں گا جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔ (شرح السنہ)

ف: اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔ اس کی شرح میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ لکھتے ہیں:

''اتکاء'' کا معنی ہے: ایک جانب جھکنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے کیونکہ اس طریقہ سے کھانا کھانے والے کو ضرر لاحق ہوتا ہے اور یہ حالت کھانا گزرنے کی جگہ میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے' اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفاء میں محققین سے اس کی تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد چار زانو ہو کر اپنے نیچے رکھے ہوئے تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھنا مراد ہے کیونکہ اس طرح بیٹھنے سے زیادہ کھانا کھایا جاتا ہے۔ (آپ نے فرمایا:) میں اسی طرح کھانا کھاؤں گا جس طرح بندہ کھانا کھاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو بھی ادنیٰ کھانا میسر ہوا وہی تناول کرلوں گا۔ (آپ نے فرمایا:) میں اسی طرح بیٹھوں گا جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔ اس سے نماز کی طرح دو زانو ہو کر بیٹھنا مراد ہے اور یہ سب سے افضل طریقہ ہے' یا کھانے وغیرہ کی حالت میں ایک گھٹنا کھڑا کر کے بیٹھنا مراد ہے یا دونوں گھٹنے اٹھا کر ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھنا مراد ہے۔ نماز کے علاوہ عموماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کا یہی طریقہ تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

کھانے کے چند آداب

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

کھانے کے آداب وسنن یہ ہیں: کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا' کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھیں نہ جائیں اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیا سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔ کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اور ختم کر کے الحمد للہ پڑھے' اگر بسم اللہ کہنا بھول گیا تو جب یاد آجائے یہ کہے: ''بسم اللّٰہ فی اوّلہ و آخرہ'' تکیہ لگا کر یا ننگے سر کھانا ادب کے خلاف ہے' بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دے کر کھانا بھی مکروہ ہے۔ روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھالینا اسراف ہے بلکہ پوری روٹی کھائے' ہاں! اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں' اس کے کھانے سے ضرر ہوگا تو توڑ سکتا ہے۔ روٹی دسترخوان پر آگئی تو کھانا شروع کر دے' سالن کا انتظار نہ کرے' داہنے ہاتھ سے کھانا کھائے۔ کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔ گرم کھانا نہ کھائے اور نہ کھانے پر پھونکے' نہ کھانے کو سونگھے۔ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے' ان میں جھوٹا نہ لگا رہنے دے۔ برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔ کھانے کی ابتداء نمک سے کی جائے اور ختم بھی اسی پر کریں' اس سے ستر بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں۔ (بہار شریعت جلد دوم ص ۶۳۶ ۔ ۶۳۷' مطبوعہ مشتاق بک کارنر' اردو بازار لاہور)

۸۶۷۱ - **وَعَنْ** عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسٍ

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالَ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِبْرَاهِيمُ اِبْنُهُ مُسْتَرْضِعًا فِي عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَاِنَّهُ لَيُدَخَّنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا فَيَاْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْرَاهِيمَ اِبْنِيْ وَاِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَاِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رِضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بیان فرمایا: میں نے کسی کو نبی کریم ﷺ سے زیادہ اپنی اولاد پر مہربان نہیں دیکھا' آپ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ' مدینہ منورہ کی بالائی بستی میں دودھ پیتے تھے' آپ وہاں تشریف لے جاتے اور ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے' آپ گھر میں داخل ہو جاتے' حالانکہ وہاں دھواں ہوتا تھا کیونکہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا رضاعی والد لوہار تھا' آپ اپنے فرزند کو اٹھا کر بوسہ دیتے' پھر واپس لوٹ آتے' جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہوا ہے' اس کے لیے دو دائیاں مقرر ہیں' جو جنت میں مدتِ رضاعت مکمل ہونے تک اسے دودھ پلائیں گی۔ (مسلم)

٨٦٧٢ - وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوْا لَهُ حَدِّثْنَا اَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ جَارَهُ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بَعَثَ اِلَيَّ فَكَتَبْتُهُ لَهُ فَكَانَ اِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الْاٰخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَهُ مَعَنَا فَكُلُّ هٰذَا اُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جماعت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سنائیں' انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا پڑوسی تھا' جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے بلوا لیتے اور میں وحی لکھنے کی خدمت سرانجام دیتا' جب ہم دنیا کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ دنیا کا تذکرہ فرماتے' جب ہم آخرت کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا تذکرہ فرماتے اور جب ہم کھانے کی باتیں کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ کھانے کی باتیں فرماتے اور میں تمہارے سامنے یہ ساری باتیں رسول اللہ ﷺ کی بیان کر رہا ہوں۔ (ترمذی)

٨٦٧٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ان میں سے آسان تر چیز کو اختیار فرماتے' بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتی' اگر وہ چیز گناہ ہوتی تو آپ تمام لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہتے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا انتقام لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

٨٦٧٤ - وَعَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو' مگر آپ راہِ خدا میں جہاد فرماتے تھے اور جب بھی آپ کو کوئی نقصان پہنچایا گیا تو آپ نے اس شخص سے انتقام نہیں لیا' لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کی خلاف ورزی کی جاتی تو آپ اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے تھے۔ (مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عورت اور خادم کو نہ مارنے کا خصوصی ذکر کرنے کی حکمت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے اہتمام کی غرض سے عورت اور خادم کا ذکر خصوصی طور پر فرمایا' نیز عورت اور خادم کو مارنے کا وقوع اکثر ہوتا ہے' لہٰذا ان کا الگ ذکر کیا۔ عورت اور خادم کو اگرچہ بعض شرائط کے ساتھ مارنا جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ نہ مارا جائے' جب کہ اولاد کے بارے میں بہتر یہی ہے کہ انہیں تادیب کی جائے' کیونکہ آدمی اولاد کو تربیت کے لیے مارتا ہے' لہٰذا وہاں معافی بہتر نہیں' لیکن عورت اور غلام کو عموماً حظِ نفس کے لیے مارا جاتا ہے' لہٰذا نفسانی خواہش کی مخالفت کرنے اور غصہ پی جانے کے لیے انہیں معاف کرنا بہتر ہے اور اس حدیث میں استثناء کیا گیا ہے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ نہیں مارتے تھے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن خلف کو قتل کیا اور جہاد سے صرف کفار کے ساتھ لڑائی ہی مراد نہیں بلکہ حدود اور تعزیرات وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۷۵ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہیں فرماتے تھے۔ (ترمذی)

بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ — بعثت مبارکہ اور ابتدائے وحی کا بیان

وحی کا لغوی و شرعی معنی

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

وحی کا لغوی معنی ہے: خفیہ طور پر خبر دینا' کتابت' مکتوب' الہام' امر' رمز' اشارہ اور آواز دینا' یہ سب وحی کے معانی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ وحی کا اصلی معنی ہے: تفہیم (سمجھانا)' اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے راہنمائی کی جائے' مثلاً کلام' کتابت' خط اور اشارہ' اور اصطلاحِ شرع میں وحی کا معنی ہے: شریعت کی خبر دینا اور بعض اوقات اس سے وہ کلام مراد ہوتا ہے جو نبی کریم ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔

(فتح الباری ج ۱ ص ۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

وحی اصل میں خفیہ طور پر خبر دینے کو کہتے ہیں اور اشارہ' کتابت' رسالہ' الہام اور ہر وہ چیز جسے تم دوسرے کی طرف القاء کرو' وحی کہلاتی ہے۔ بعض اوقات وحی سے اسم مفعول والا معنی مراد ہوتا ہے یعنی وہ کلام وغیرہ جو وحی کیا گیا ہو' اور اصطلاحِ شریعت میں وحی اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو کسی نبی پر نازل کیا گیا ہو۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۴' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۸۶۷۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چالیس سال کی عمر مبارک میں مبعوث فرمائے گئے' آپ مکہ مکرمہ میں تیرہ برس رہے' آپ پر وحی آتی تھی' پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا' آپ نے ہجرت فرمائی اور دارالہجرت میں دس سال مقیم رہے اور تریسٹھ برس کی عمر مبارک میں آپ کا وصال ہوا۔ (بخاری و مسلم)

۸۶۷۷ - وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَلَا يَرٰى شَيْـئًا وَّثَمَانَ سِنِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَّتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مکہ مکرمہ میں پندرہ سال مقیم رہے' سات سال تک آپ آواز سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے اور کوئی چیز نہیں دیکھتے تھے اور آٹھ سال آپ پر وحی آتی رہی اور مدینہ منورہ میں آپ دس سال مقیم رہے اور پینسٹھ برس کی عمر شریف میں آپ کا وصال مبارک ہوا۔ (مسلم)

٨٦٧٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ساٹھ برس کی عمر مبارک میں آپ کا وصال ہوا۔ (بخاری و مسلم)

٨٦٧٩ - وَعَنْهُ قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيُّ ثَلَاثٌ وَّسِتِّيْنَ اَكْثَرُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا' اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا' اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال بھی تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا۔ (مسلم) امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تریسٹھ برس والی روایات زیادہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ' اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں آپ کے قیام کے متعلق تین روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ آپ کا وصال مبارک ساٹھ برس کی عمر میں ہوا۔ دوسری روایت میں ہے کہ پینسٹھ برس کی عمر شریف میں وصال ہوا۔ اور تیسری روایت میں ہے کہ وصال کے وقت عمر مبارک تریسٹھ برس تھی اور تیسری روایت ہی زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ روایات حضرت عائشہ' حضرت انس' حضرت ابن عباس اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں۔ تریسٹھ برس والی روایت کے زیادہ صحیح ہونے پر علماء کا اتفاق ہے اور باقی روایات میں تاویل کی ہے۔ ساٹھ سال والی روایات میں یہ تاویل ہے کہ اس میں صرف دہائیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ پینسٹھ سال والی روایت اس کے خلاف ہے' اور عروہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پینسٹھ سال والی روایات کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو ابتدائے نبوت کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ہی دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان جتنی صحبت انہیں حاصل ہے۔ (شرح مسلم للنووی ج ٢ ص ٢٦٠' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

خلفائے اربعہ کی عمروں کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمریں بھی نبوی عمر کے مطابق تریسٹھ برس تھیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ' اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک بلااختلاف تریسٹھ برس تھی اور آپ کی مدتِ خلافت دو سال چار ماہ تھی اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک میں ایک قول یہی ہے کہ تریسٹھ برس تھی' دوسرا قول یہ ہے کہ انسٹھ برس تھی' تیسرا قول یہ ہے کہ اٹھاون برس تھی' چوتھا قول یہ ہے کہ چھپن برس تھی' پانچواں قول یہ ہے کہ اکیاون برس تھی۔ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ نے مدینہ منورہ میں بدھ کے روز

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

چھبیس ذوالحج ۲۳ھ کو آپ کے نیزہ مارا (جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی) اور بہ روز ہفتہ محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ دفن ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی اور یہی زیادہ صحیح قول ہے' آپ کی مدتِ خلافت دس برس تھی اور سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہفتہ کی شب جنت البقیع میں مدفون ہوئے' اس وقت آپ کی عمر مبارک بیاسی سال تھی' ایک قول کے مطابق اٹھاسی برس تھی۔ دیگر اقوال بھی ہیں' ان کی مدتِ خلافت بارہ برس تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز ۱۸ ذوالحج بہ روز جمعہ ۳۵ھ کو مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے کوفہ میں ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ جمعہ کی صبح کو آپ پر حملہ کیا اور تین راتوں کے بعد آپ کی شہادت ہوئی اور صبح کے وقت آپ کو دفن کیا گیا' اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ پینسٹھ برس تھی' ایک قول کے مطابق ستر برس اور ایک قول کے مطابق اٹھاون برس تھی۔ آپ کی مدتِ خلافت چار برس نو ماہ اور چند دن تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا حالانکہ صحیح روایت کے مطابق آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔ ہوسکتا ہے اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ زندہ ہوں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت جریر سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا وصال تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا اور میری عمر بھی اس وقت تریسٹھ برس ہے' امید ہے کہ ان کی موافقت میں میرا انتقال بھی اسی سال ہو جائے گا' اور جامع الاصول میں ہے کہ یہ بیان کرتے وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس ہی تھی لیکن اس سال آپ کا وصال نہیں ہوا' بلکہ اٹھہتر یا چھیاسی برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ میرک نے کہا کہ آپ نے تمنا کی مگر مطلوب حاصل نہیں ہوا بلکہ آپ کا وصال اسّی سال کی عمر کے قریب ہوا' لیکن انہیں مطلوبہ ثواب حاصل ہو گیا کیونکہ آپ کی عمر میں موافقت والاسن بھی موجود تھا اور اس سے زائد عمر بھی تھی اور مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۵۶۸۰ - **وَعَنْ** عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْا بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتَ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا' آپ جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر روشن صبح کی مانند ظاہر ہو جاتی' پھر آپ کے قلب اقدس میں تنہائی کی محبت پیدا کر دی گئی' آپ غارِ حراء میں خلوت نشین ہو کر عبادت فرمانے لگے۔ ''تحنث'' کا معنی ہے: اپنے گھر واپس آنے سے پہلے متعدد راتیں عبادت میں گزارنا' اور آپ اس کے لیے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے' پھر واپس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر اتنی مدت کے لیے مزید سامان لے جاتے' اسی دوران غارِ حراء میں آپ پر وحی نازل ہوئی' آپ کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا: پڑھیے! آپ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر گلے لگا کر دبایا حتیٰ کہ اس نے مجھے دبانے پر پوری قوت صرف کر دی' پھر مجھے چھوڑ دیا اور عرض کیا: پڑھیے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں' فرشتے نے مجھے پکڑا اور پھر دوسری بار دبایا حتیٰ کہ اپنی پوری قوت صرف کر دی' پھر مجھے چھوڑا اور عرض کیا: پڑھیے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں' فرشتے نے مجھے پکڑا اور پھر تیسری مرتبہ دبایا' حتیٰ کہ پوری قوت صرف کر دی' پھر مجھے چھوڑ دیا اور عرض کیا: پڑھیے! اپنے رب کے نام سے جس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الَّذِیْ خَلَقَOخَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍOاِقْرَاْ
وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُOالَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِOعَلَّمَ
الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْO﴾ (العلق:۱-۵) فَرَجَعَ
بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْجُفُ
فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِیْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ
زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ
فَقَالَ لِخَدِیْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰى
نَفْسِیْ فَقَالَتْ خَدِیْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ
اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ
وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی
الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ
بِهٖ خَدِیْجَةُ اِلٰى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ ابْنِ عَمِّ خَدِیْجَةَ
فَقَالَتْ لَهٗ یَا ابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِیْكَ فَقَالَ
لَهٗ وَرَقَةُ یَا ابْنَ اَخِیْ مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰى فَقَالَ
وَرَقَةُ هٰذَا هُوَ النَّامُوْسُ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى
مُوْسٰى یَا لَیْتَنِیْ فِیْهَا جَذَعًا یَا لَیْتَنِیْ اَكُوْنُ حَیًّا
اِذْ یُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَ مُخْرِجِیَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ
یَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِیَ
وَاِنْ یُّدْرِكْنِیْ یَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا ثُمَّ
لَمْ یَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّیَ وَفَتَرَ الْوَحْیُ مُتَّفَقٌ
عَلَیْهِ وَزَادَ الْبُخَارِیُّ حَتّٰى حَزِنَ النَّبِیُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا
كَیْ یَتَرَدّٰى مِنْ رُءُوْسِ شَوَاهِقِ الْجَبَلِ فَكُلَّمَا
اَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِّكَیْ یُلْقِیَ نَفْسَهٗ مِنْهُ تَبَدّٰى
لَهٗ جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا
فَیَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَاْشُهٗ وَتَقِرُّ نَفْسُهٗ قَالَ صَاحِبُ
الدُّرِّ الْمُخْتَارِ هَلْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ مُتَعَبِّدًا بِشَرْعٍ اَحَدِ الْمُخْتَارُ

نے پیدا کیاO انسان کو جمے ہوئے خون سے بنایاO پڑھئے اور آپ کا رب ہی سب سے بڑا کریم ہےO جس نے قلم سے لکھنا سکھایاO آدمی کو وہ باتیں سکھلائیں جو وہ نہیں جانتا تھاO (العلق:۱-۵)۔ پھر نبی کریم ﷺ وہاں سے اس حالت میں واپس تشریف لائے کہ آپ کے قلب اقدس پر کپکپی طاری تھی' آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے کپڑا اوڑھاؤ! مجھے کپڑا اوڑھاؤ! انہوں نے آپ کو کپڑا اوڑھا دیا' حتیٰ کہ آپ کا خوف جاتا رہا' آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: بخدا! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں فرمائے گا' بے شک آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں اور سچ بولتے ہیں' ضعیف و ناتواں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور محتاجوں کو کمائی کر کے مال دیتے ہیں اور مہمان نوازی فرماتے ہیں اور تقدیر الٰہی سے حوادثات میں مبتلا لوگوں کی مدد فرماتے ہیں' پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور انہیں کہا: اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے کی بات سنئے! ورقہ بن نوفل نے آپ سے عرض کیا: اے بھتیجے! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سارا واقعہ سنایا' ورقہ نے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا تھا' اے کاش! اس وقت میں مضبوط جوان ہوتا' کاش! اس وقت میں زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ مجھے نکالیں گے' ورقہ نے کہا: ہاں! جو مرد بھی آپ کی طرح نبوت و شریعت لے کر آیا' اسے ایذاء پہنچائی گئی' اگر مجھے آپ کا زمانہ اقدس مل گیا تو میں آپ کی انتہائی مضبوط مدد کروں گا' پھر زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ ورقہ فوت ہو گئے' اور وحی کا سلسلہ رُک گیا۔ (بخاری ومسلم)

اور بخاری شریف میں اتنا اضافہ ہے: حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ غمگین ہو گئے' اور جو روایات ہم تک پہنچیں ان میں ہے: حتیٰ کہ آپ شدید غمگین ہو گئے کئی بار صبح کے وقت آپ گئے تا کہ پہاڑ کی بلند چوٹی سے اپنے آپ کو نیچے گرا دیں' جب بھی خود کو نیچے گرانے کے لیے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے تو جبریل آپ کے سامنے ظاہر ہو جاتے اور عرض کرتے: اے محمد ﷺ! بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں' اس سے آپ کا دلی اضطراب ختم ہو جاتا اور آپ کے دل مبارک کو سکون آ جاتا۔ صاحب درمختار نے فرمایا کہ کیا نبی کریم ﷺ بعثت سے پہلے کسی شریعت کے مکلّف تھے' ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلّف نہیں تھے بلکہ کشف صادق کے ذریعے شریعت ابراہیمی وغیرہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عِنْدَنَا لَا بَلْ كَانَ يَعْمَلُ بِمَا ظَهَرَ لَهُ مِنَ الْكَشْفِ الصَّادِقِ مِنْ شَرِيْعَةِ إِبْرَاهِيمَ وَغَيْرِهِ وَصَحَّ تَعَبُّدُهُ فِيْ حِرَاءَ بَحْرٌ وَفِي الْمِرْقَاتِ إِسْتَدَلَّ الْحَنَفِيَّةُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَلٰى أَنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَيْسَتْ بِقُرْاٰنٍ فِيْ أَوَائِلِ السُّوَرِ لِكَوْنِهَا لَمْ تُذْكَرْ هُنَا.

کا جو حکم آپ کے سامنے ظاہر ہوتا' آپ اس پر عمل فرماتے تھے اور غارِ حراء میں آپ کا عبادت فرمانا صحیح ہے' بحر اور مرقات میں ہے کہ احناف نے اس حدیث پاک سے استدلال کیا ہے کہ سورتوں کے آغاز میں جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے وہ قرآن پاک کا جز نہیں' کیونکہ یہاں بسم اللہ شریف مذکور نہیں۔

وحی کی اقسام

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' وحی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں وحی کی تین اقسام ہیں:

(۱) کلامِ قدیم سننا' جس طرح سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلامِ الٰہی سننا نصِ قرآن سے ثابت ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلامِ الٰہی سننا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

(۲) فرشتے کے ذریعہ وحی آنا۔

(۳) دل میں القاء کرنا' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روح القدس نے میرے دل میں الہام کیا۔ ایک قول کے مطابق سیّدنا داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب اسی طرح وحی ہوتی تھی اور انبیاء علیہم السلام کے غیر کی طرف وحی' الہام کے معنی میں ہوتی ہے' جس طرح شہد کی مکھی کی طرف وحی کی گئی۔

سہیلی نے وحی کی سات صورتیں ذکر کی ہیں:

(۱) بہ ذریعہ خواب وحی آنا' جس طرح حدیث پاک میں ہے۔

(۲) گھنٹی کی آواز کی صورت میں وحی آنا' اس کا ذکر بھی حدیث میں ہے۔

(۳) آپ کے دل میں کلام کا القاء کیا جائے۔

(۴) فرشتہ انسانی صورت میں آئے۔ بعض اوقات حضرت جبریل علیہ السلام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے' خصوصاً حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آنے کی حکمت یہ تھی کہ وہ حسین تر تھے' اسی لیے عورتوں کے فتنہ کے اندیشہ سے وہ نقاب اوڑھ کر چلتے تھے۔

(۵) حضرت جبریل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں نظر آئیں' ان کے چھ سو پر ہیں' جن سے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ پردے کے پیچھے ہم کلام ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں' پہلی صورت یہ ہے کہ بیداری میں پردے کی اوٹ سے ہم کلام ہو' جس طرح شبِ معراج اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا' دوسری صورت یہ ہے کہ نیند میں اللہ تعالیٰ ہم کلام ہو' جس طرح ترمذی شریف میں مرفوع روایت ہے کہ میں نے اپنے رب کو حسین ترین صورت میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ملأ اعلیٰ کس چیز میں جھگڑا کر رہے ہیں۔

(۷) حضرت اسرافیل علیہ السلام وحی لے کر آئیں' جس طرح شعبی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو مؤکل کیا گیا اور تین سال تک وہ وحی لے کر آتے رہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سچے خوابوں کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز نیند میں سچے خوابوں سے ہوا' سچے خواب کیا ہیں؟ اس کی تحقیق میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

سچے خوابوں کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کے دل میں یا اس کے حواس میں ایسی چیزیں پیدا فرما دیتا ہے' جس طرح ان چیزوں کو بیداری میں پیدا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہے فرماتا ہے' نیند وغیرہ اس کے لیے رکاوٹ نہیں۔ بسا اوقات خواب میں جو کچھ نظر آتا ہے' بیداری میں اسی طرح واقع ہو جاتا ہے اور بعض اوقات خواب میں جو کچھ نظر آتا ہے' وہ دوسرے اُمور کی علامت ہوتا ہے' جس طرح بادل کو اللہ تعالیٰ نے بارش کی علامت بنایا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۰۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ سیّد غلام جیلانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۳۹۸ھ لکھتے ہیں:

رؤیا صالحہ یا صادقہ اس خواب کو کہتے ہیں جو انتشار اور شیطانی دخل سے پاک ہو' یا اس خواب کو کہتے ہیں جو اپنی تعبیر خود ہو۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے حق میں رؤیا صالحہ اور صادقہ آخرت کے لحاظ سے برابر ہیں لیکن دنیوی اعتبار سے ان میں فرق ہے کہ ان حضرات کے خواب دنیوی اعتبار سے تو سارے صادقہ ہوتے ہیں لیکن سارے صالحہ نہیں ہوتے' جس طرح یومِ اُحد کا خواب دنیوی اعتبار سے صالحہ نہیں تھا۔

نبی کریم ﷺ کے اس رؤیا کی کل مدت بیہقی کی روایت کے مطابق چھ ماہ تھی' پھر ماہِ رمضان المبارک میں سورۂ اقراء کا نزول شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ بہ ذریعہ خواب ظہورِ نبوت کا آغاز ماہِ ربیع الاوّل میں ہوا تھا' جو ماہِ ولادت بھی ہے اور ماہِ وصال بھی ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ خواب کو نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء اسی لیے قرار دیا گیا ہے کہ ظہورِ نبوت کی کل مدت تیئس برس ہے اور تیئس کے چھیالیس حصے کیے جائیں تو ہر حصہ چھ ماہ کا ہوتا ہے۔

(ملخصاً بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۹۲-۹۱' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے کیوں ہوئی؟

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

ظہورِ نبوت کی ابتداء سچے خوابوں سے کیوں ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر خوابوں سے ابتداء نہ ہوتی اور اچانک فرشتہ آپ کے پاس صریح نبوت لے کر آ جاتا تو قوائے بشریہ اس کا تحمل نہ کرتے' لہٰذا ابتداءً آپ کو خصائل نبوت اور بشارات سے نوازا گیا' سچے خواب دکھائے گئے' غیبی آوازیں سنائی گئیں' شجر و حجر نے آپ کو سلام کیا' روشنی دکھائی گئی' پھر اللہ تعالیٰ نے بیداری میں فرشتہ بھیج کر آپ کے لیے نبوت کو مکمل فرما دیا اور حقیقت سے پردہ اٹھا دیا۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

آپ کے دل میں تنہائی کی محبت کیوں پیدا کی گئی؟

تنہائی کے ساتھ فراغت قلبی حاصل ہوتی ہے' غور و فکر کرنے کا موقع میسر ہوتا ہے۔ انسان اپنی طبیعت سے ریاضت و مشقت کے بغیر منتقل نہیں ہو سکتا' لہٰذا تنہائی کی محبت پیدا کی گئی تاکہ لوگوں کے میل جول سے منقطع ہوں' مانوس عادات فراموش ہوں اور مخلوق سے منقطع ہو کر خالق کی طرف کامل توجہ ہو' وحی کا حصول سہل اور آسان ہو۔ (ملخصاً و موضحاً عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

اعلانِ نبوت سے پہلے آپ کی عبادت کا بیان

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بعثت سے پہلے نبی کریم ﷺ کی عبادت کسی شریعت کے تابع تھی یا نہیں؟ اس میں اہل علم کے دو قول ہیں۔ دوسرا قول جمہور کی طرف منسوب ہے کہ آپ کی عبادت کسی شریعت کے تابع نہیں تھی بلکہ نورِ معرفت سے آپ کی طرف جو کچھ القاء کیا جاتا' اسی کے مطابق آپ عبادت فرمایا کرتے تھے۔ علامہ ابن حاجب اور علامہ بیضاوی رحمہما اللہ کا مختار یہ ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلّف تھے' کسی شریعت کے مکلّف ہونے کی آپ سے نفی عقلاً ہے نہ نقلاً' اس میں جمہور کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ کے لیے کسی شریعت کا مکلّف ہونا عقلاً درست نہیں کیونکہ یہ بعید ہے کہ جو متبوع ہے وہ تابع بن جائے' لیکن ماہر علماء کے نزدیک نقلاً یہ ثابت ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلّف نہیں تھے کیونکہ اگر آپ کسی شریعت کے مکلّف ہوتے تو اسے نقل کیا جاتا اور اس شریعت والے لوگ اس پر فخر کرتے اور جن حضرات کے نزدیک آپ کسی شریعت کے مکلّف تھے' ان کا آپس میں اختلاف ہے کہ وہ کون سی شریعت تھی؟ اس میں آٹھ اقوال ہیں:

(۱) شریعتِ ابراہیمی (۲) شریعتِ موسیٰ (۳) شریعتِ عیسیٰ (۴) شریعتِ نوح (۵) شریعتِ آدم (۶) بغیر تعیین کے کسی شریعت پر عمل پیرا ہوتے (۷) تمام شرائع آپ کی شریعت تھیں (۸) اس میں توقف ہے۔

بعثت سے پہلے آپ کون سی عبادت کرتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ غور وفکر فرمایا کرتے تھے' جس طرح حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام غور وفکر فرمایا کرتے تھے۔

کیا اعلانِ نبوت کے بعد بھی آپ کسی شریعت کے مکلّف تھے؟ اصولیین کا اس میں اختلاف ہے اور اکثر کا نظریہ یہی ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلّف نہیں تھے۔ امام رازی و آمدی وغیرہ کا یہی مختار ہے' بعض کا نظریہ یہ ہے کہ آپ سابقہ کتب سے احکام حاصل کرنے کے مکلّف تھے اور پہلی شریعتیں بھی ہماری شریعت تھیں' علامہ ابن حاجب کا یہی مختار ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں۔ صحیح قول یہی ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلّف نہیں تھے اور جمہور کا مختار یہی ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

وحی کا آغاز کب ہوا؟

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

ابن سعد نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سترہ رمضان المبارک بہ روز پیر غارِ حراء میں فرشتہ آپ کے پاس آیا' اس وقت نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

عبید بن عمیر کی مرسل روایت ہے کہ بیداری سے پہلے خواب میں آپ کی طرف وحی کی گئی' یہ بھی ممکن ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد بیداری کی حالت میں فرشتہ آپ کے پاس آیا ہو اور اسے حق فرمایا گیا (یعنی فرمایا: حتیٰ کہ آپ کے پاس حق آیا)' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی تھی' اور ابوالاسود نے حضرت عروہ سے روایت کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ابتداء میں خواب دیکھتے تھے اور جبریل علیہ السلام کو آپ نے سب سے پہلے اجیاد میں دیکھا' جبریل علیہ السلام نے چلّا کر کہا: اے محمد! آپ نے دائیں بائیں دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا' آپ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو افق پر جبریل نظر آئے: انہوں نے کہا: اے محمد! جبریل! جبریل! آپ دوڑ کر لوگوں میں چلے گئے' پھر آپ نے کچھ نہ دیکھا' پھر جب باہر نکلے تو جبریل نے آپ کو پکارا' آپ پھر بھاگ کر چلے گئے' پھر جبریل حراء کی جانب سے آپ کے سامنے آئے' اس کے بعد اقراء والا قصہ ذکر کیا۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

''ما انا بقارئٍ'' کی تشریح

اس حدیث میں ہے کہ فرشتہ نے آ کر عرض کیا: ''اقرأ'' پڑھئے! آپ نے فرمایا: ''ما انا بقارئٍ'' میں پڑھنے والا نہیں۔ اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں اور مجھ سے پڑھا نہیں جا سکتا۔ ممکن ہے فرشتے کو دیکھنے اور مقامِ وحی کی ہیبت کی بناء پر آپ کو انتہائی دہشت اور خوف لاحق ہو گیا ہو اس بناء پر آپ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں' اور آپ نے اُمّی ہونے کی وجہ سے یہ نہیں فرمایا کیونکہ دوسرے کے پڑھانے اور تعلیم دینے سے پڑھ لینا اُمّی ہونے کے منافی نہیں۔ بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو انتہائی درجہ کے فصیح و بلیغ تھے' البتہ لکھنا اور لکھی ہوئی چیز کو دیکھ کر پڑھنا اُمّی ہونے کے منافی ہے۔ قاموس میں ہے کہ اُمّی وہ ہے جو لکھنا نہ جانتا ہو اور نہ لکھے ہوئے کو پڑھ سکتا ہو۔ بعض روایات میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے جواہر سے مزین ریشمی صحیفہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں دے کر کہا: پڑھئے! آپ نے فرمایا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس نامہ میں کوئی چیز لکھی ہوئی نہیں دیکھ رہا تو کیسے پڑھوں۔ یہ معنی زیادہ مناسب اور زیادہ ظاہر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۰۶' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

علامہ سید غلام جیلانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۸ھ لکھتے ہیں:

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غارِ حراء میں ذکرِ الٰہی سے لذت اندوز ہو رہے تھے' قلب مبارک پر عالم کیف طاری تھا' اچانک جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مژدہ باد (خوش خبری ہو)! میں جبریل ہوں' مجھ کو خدمتِ والا میں یہ پیغام پہنچانے کے لیے بھیجا گیا ہے کہ حضور اس امت کے واسطے اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' پھر وہ نوشتہ دست مبارک میں دے کر (کما فی سفر السعادۃ) اس کے پڑھنے کی استدعا کرتے ہوئے عرض کیا: ''اقرأ'' اس کو پڑھئے! آپ چونکہ محبوبِ حقیقی کی یاد سے سرشار تھے' یہ گوارا نہ ہوا کہ دوسرے کی جانب توجہ مبذول کی جائے۔ اس لیے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''ما انا بقارئٍ'' میں تو نہیں پڑھتا' کیونکہ حلاوتِ ذکر کا غلبہ دوسرے کی جانب متوجہ ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس غلبہ کو فرو کر کے اپنی جانب متوجہ کرنے کی غرض سے پوری طاقت کے ساتھ دبوچ کر چھوڑ دیا اور پھر اس نوشتہ کو پڑھنے کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا: ''اقرأ'' اس کو پڑھئے! جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جیسے شدید القویٰ فرشتے کے اپنی پوری طاقت کے ساتھ دبوچنے سے اگرچہ وہ استغراقی کیفیت جاتی رہی' مگر قلبی اقتضاء یہی تھا کہ ذکرِ محبوب سے لطف اندوز ہونے کے لیے پھر اسی طرف متوجہ ہو جائیں' اس لیے ایک ظاہری عذر کے پیشِ نظر قراتِ مکتوب سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''ما انا بقارئٍ'' میں تو نہیں پڑھتا' اس لیے کہ اُمّی ہوں اور اُمّی کو نہ لکھنا آتا ہے نہ پڑھنا۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جسم مبارک میں مخصوص انوار داخل کرنے کے لیے دوبارہ اپنی پوری طاقت سے دبوچا اور چھوڑ کر پھر اس نوشتے کو پڑھنے کی درخواست پیش کرتے ہوئے عرض کیا: ''اقرأ'' اس کو پڑھئے' اس مرتبہ آپ نے اس نوشتے کو پڑھنے کا ارادہ فرمایا مگر مولیٰ تعالیٰ نے مشاہدہ ملکوت عطا کرنے کے باوجود اس نوشتے کے نقوش نظر مبارک سے اس وقت پوشیدہ فرما دیئے تاکہ اظہارِ عجز اور حول وقوت سے تبری حاصل ہو' جو شانِ عبدیت کے واسطے زیبا ہے (کما فی سفر السعادۃ) اس لیے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''ما انا بقارئٍ'' میں تو نہیں پڑھتا' کیونکہ اس نوشتے کے نقوش ہی نظر نہیں آتے۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بہ غرضِ موانست سہ بارہ اپنی پوری طاقت سے دبوچا اور پھر چھوڑ کر سورۂ اقرأ کی ابتدائی آیتوں کو ''ما لم یعلم'' تک پڑھا' جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ ہو گئیں۔ (بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۰۹' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

نبوی طاقت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ فرشتے نے مجھے پکڑا اور گلے لگا کر دبایا حتیٰ کہ اس نے مجھے دبانے پر پوری طاقت صرف کر ڈالی۔ اس کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

3/3

شرح میں سیدی واستاذی المکرّم شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب رضوی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۲۲ھ لکھتے ہیں:

سوال یہ ہوتا ہے کہ صحیح کے الفاظ یہ ہیں کہ فرشتہ نے آپ کو دبانے میں پوری ہمت اور قوت صرف کر دی' حتیٰ کہ جبرائیل میں باقی طاقت نہ رہی تو انسان کا بدن ملکی قوت کی انتہاء کو کیسے برداشت کر سکتا ہے' حالانکہ جبریل علیہ السلام کی منجملہ طاقت یہ ہے کہ انہوں نے کوہِ طور کو ہاتھوں پر اٹھالیا' قوم لوط کی زمین کو اٹھا کر آسمانوں پر لے گئے اور نمرود کے مقابلہ میں ابراہیم علیہ السلام کی مدد کو جب آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا: اگر نمرود کہے کہ وہ سورج مشرق سے لاتا ہے تو ابراہیم مغرب سے لائے تو تم اپنے ہاتھ سے فلک میں تصرف کرو (مشرق کو مغرب میں لے جاؤ) حالانکہ دنیا میں ان تینوں اجسام سے بڑھ کر کوئی ضخیم مخلوق نہیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ'' (الاحزاب:۷۲) ''ہم نے آسمانوں' زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش کی''۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ان تینوں سے بڑھ کر کوئی مخلوق نہیں تو اتنی قوت والے شخص کے سخت سے سخت دباؤ کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسے برداشت کر لیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زور سے دبایا تھا' اس وقت وہ اپنی حقیقی صورت میں نہیں تھے' جس صورت میں وہ سدرۃ المنتہیٰ پر ظاہر ہوئے تھے کہ ان کے چھ سو پر تھے اور تمام افقِ سماء کو روکے ہوئے تھے' چونکہ جبرائیل غارِ حراء میں بشری حالت میں آئے تھے اور اسی حالت میں آپ کو دبایا تھا' اس لیے ملکی قوت کو بشری بدن کا برداشت کرنا اس اعتبار سے ممکن ہے' بعید نہیں۔ (تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری ج ۱ص ۳۹' مطبوعہ جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ' فیصل آباد)

علامہ سید غلام جیلانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۸ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ظاہر یہی ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی پوری ملکی طاقت سے دبوچا تھا' اس لیے کہ بشری صورت میں آنے سے ملکی طاقت فنا نہیں ہو جاتی اور اس میں اصلاً استبعاد بھی نہیں' چہ جائیکہ نادرست ٹھہرایا جائے کیونکہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اگرچہ زبردست طاقت رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی طاقت کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت کے مقابل وہی نسبت ہے جو قطرہ کو دریا کے ساتھ یا ذرہ کو آفتاب سے۔ دیکھیے نبوی جسم پاک کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے گزرتا عرش بریں پر پہنچا اور جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم باوجود شدید القوی ہونے کے سدرۃ المنتہیٰ پر یوں عرض کرتے رہ گئے:

اگر یک سرِ موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

جبریل امین تو جبریل امین تمام عالم کی طاقتیں نبوی طاقت کے سامنے ہیچ ہیں۔ قرآن شاہد ہے کہ اللہ عزوجل نے صفت ربوبیت کے ساتھ تجلی فرمائی تھی' جس سے پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بے ہوش ہو کر گر پڑے' مگر اللہ اکبر کبیرًا' سارے عالم میں صرف ایک یہی وہ طاقت ور جسم ہے جس کی آنکھوں نے عینِ ذات کا اس طرح مشاہدہ فرمایا کہ چکا چوند بھی پیدا نہ ہونے پائی۔

موسیٰ زہوش رفت بہ یک پرتو صفات تو عین ذات می نگری در تبسمے

یہ دوسری بات ہے کہ اس خدائی طاقت کا ظہور کبھی ہوتا' کبھی نہیں' لیکن اس سے ملکی طاقت کی نبوی طاقت سے فزونی تو درکنار مساوات بھی لازم نہیں آتی' پھر ظاہر معنی ترک کر کے خلاف ظاہر اختیار کرنے کی کیا ضرورت؟

پس ظاہر ہوا کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اپنی پوری ملکی طاقت کے ساتھ دبوچنے میں کوئی قباحت نہیں' بلکہ ایسا ہی ہوا تھا' اور اس طریقے پر وحی کا آغاز آپ کی خصوصیات سے ہے اور اس میں حکمت یہ تھی کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اوّلاً بروقت استخلافِ آدم علیہ السلام (آدم علیہ السلام کے خلیفہ بننے کے وقت) مشاہدہ کیا تھا کہ حاملِ خلافت بشریت' علم جیسی قوتِ روحانی کے اعتبار سے ملکیت پر غالب ہے۔ یہاں تک کہ ''سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ'' (البقرہ:۳۲) کہتے

www.waseemziyai.com
MAKTABA-E-... ISLAMIA ACADEMY

ہوئے انہیں اوران کی ساری جماعت کو اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑا تھا' پس مشیت الٰہی مقتضی ہوئی کہ آخراً ان کو اس امر کا بھی مشاہدہ کرا دیا جائے کہ خلافت الٰہی کی حامل بشریت کا تفوق ملکیت پر اوصاف روحانی تک محدود نہیں بلکہ بشریت قوتِ جسمانی کے اعتبار سے بھی فائق ہے تا کہ خلیفہ اعظم ﷺ کی دونوں حیثیت سے یکتائی کا اعتراف ابتداء ہی سے حاصل ہو جائے............ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ملکی قوت کا تحمل کسی بشری جسم سے ممکن نہیں' تب بھی مسلکِ ارباب قلوب کے مطابق ایک بہترین جواب ہو سکتا ہے............ کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حاضری کے وقت مؤحد اعظم ﷺ مشاہدۂ الٰہی میں مستغرق تھے۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جیسے شدید القوی فرشتے نے اگرچہ تین مرتبہ اپنی پوری طاقت سے دبوچا مگر جسم پاک پر مطلقاً اثر نہ ہوا' کیوں؟ اس لیے کہ لذتِ شہود غالب تھی' جو شدید ترین قوتوں کو جسم مؤحد پر اثر کرنے سے روک دیا کرتی ہے اور جب تک موجود رہتی ہے' مؤحد جسمانی نقصانات سے محفوظ رہتا ہے بلکہ اسے سخت ترین آلام کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ (بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۱۳' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

حضور سیّد دو عالم ﷺ کی طاقت و ہمت کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کی طاقت کا عالم یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے کلام کا آپ کے قلبِ اقدس پر نزول ہوا۔ اگر کلام الٰہی پہاڑوں پر نازل ہوتا تو وہ اس کی ہیبت سے پاش پاش ہو جاتے۔

ارشادِ ربانی ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ. (الحشر:۲۱)

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو یقیناً تم اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھکا ہوا اور ریزہ ریزہ ہوا دیکھتے۔

مگر قلبِ اقدس کی خداداد ہمت ہے کہ کلام الٰہی کو محفوظ بھی کیا اور امت کو اس کی تبلیغ بھی فرمائی۔

۸۶۸۱ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اِلٰى اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُO قُمْ فَاَنْذِرْO وَرَبَّكَ فَكَبِّرْO وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْO وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْO﴾ (المدثر:۱-۵) ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلسلۂ وحی رک جانے کے زمانہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: میں جا رہا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی' میں نے اپنی نگاہ اٹھائی تو جو فرشتہ غارِ حراء میں میرے پاس آیا تھا' اسے زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا' اس سے مجھ پر رعب طاری ہو گیا حتیٰ کہ میں زمین پر لیٹ گیا' پھر میں گھر آیا اور کہا: مجھے کپڑا اوڑھاؤ! مجھے کپڑا اوڑھاؤ! تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیاتِ مبارکہ نازل فرمائیں: اے بالاپوش اوڑھنے والے!O کھڑے ہو جاؤ' پھر ڈر سناؤO اور اپنے رب کی ہی بڑائی بیان کروO اور اپنے کپڑے پاک رکھوO اور بتوں سے دور رہوO (المدثر:۱-۵)' پھر وحی کا سلسلہ گرم ہو گیا اور لگاتار وحی آنے لگی۔ (بخاری ومسلم)

۸۶۸۲ - وَعَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ سَاَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ لِيْ فَقَالَ لِيْ

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قرآن مجید میں سب سے پہلے کون سی آیت نازل ہوئی؟ انہوں نے فرمایا: "یا ایها المدثر" میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے "اقرأ باسم ربك" نازل ہوئی' ابو سلمہ نے فرمایا: میں نے بھی تمہاری طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہی دریافت کیا تھا تو انہوں نے

جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءَ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا فَنَزَلَتْ ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ○قُمْ فَاَنْذِرْ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ○وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ○وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ○﴾ (المدثر:۱۔۵) قَالَ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ الظَّاهِرُ اَنَّ اِقْرَاْ اَوَّلُهُ الْحَقِيْقِيُّ وَيٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اَوَّلُهُ الْاِضَافِيُّ وَهُوَ بَعْدَ فَتْرَةِ الْوَحْيِ الْاِلٰهِيِّ.

مجھے فرمایا کہ میں تمہیں وہی بات بیان کر رہا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمائی ہے' آپ نے فرمایا: میں ایک ماہ غارِ حراء میں خلوت نشین رہا' جب میری گوشہ نشینی کی مدت پوری ہوگئی تو میں نیچے وادی میں آ گیا' مجھے کسی نے آواز دی' میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا' مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی اور میں نے اپنی بائیں جانب دیکھا' مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی اور میں نے اپنے پیچھے نظر دوڑائی ' مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی' میں نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو مجھے ایک چیز نظر آئی' میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا: مجھے چادر اوڑھاؤ! تو انہوں نے مجھے چادر اوڑھا دی اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالا' پھر یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں: اے بالا پوش اوڑھنے والے!○ کھڑے ہو جاؤ' پھر ڈر سناؤ○ اور اپنے رب کی ہی بڑائی بیان کرو○ اور اپنے کپڑے پاک رکھو○ اور بتوں سے دور رہو○ (المدثر: ۱۔۵)' فرمایا کہ یہ واقعہ نماز کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔ (بخاری و مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ ''اقرأ'' اولِ حقیقی ہے (کہ قرآن مجید میں سب سے پہلے یہی آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں) اور ''یا ایھا المدثر'' اوّلِ اضافی ہے کہ وحی کا سلسلہ رُک جانے کے بعد سب سے پہلے ان آیات کا نزول ہوا۔

۸۶۸۳ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَّاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَّتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهٗ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبھی میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور یہ صورت مجھ پر سخت ترین ہوتی ہے اور پھر یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو فرشتے نے جو کہا ہے وہ میں یاد کر چکا ہوتا ہوں اور کبھی فرشتہ میرے لیے انسانی شکل میں متشکل ہو کر مجھ سے کلام کرتا ہے اور وہ جو کلام کرتا ہے' میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سرد ترین دن میں رسول اللہ ﷺ پر نزولِ وحی کی حالت دیکھی' وہ کیفیت ختم ہوتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا ہوتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

۸۶۸۴ ۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهٗ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر حالت کرب طاری ہو جاتی اور چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ نَكَسَ رَاْسَهٗ وَنَكَسَ اَصْحَابُهٗ رُءُوْسَهُمْ فَلَمَّا اُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَاْسَهٗ رَوَاهُ

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اپنا سر مبارک جھکا لیتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اپنے سر جھکا لیتے' جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوتا تو آپ اپنا سر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-QOOMI ISLAMIA ACADEMY

مُسْلِمٌ.

مبارک اوپر اٹھاتے۔ (مسلم)

٨٦٨٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ○ (الشعراء:٢١٤) خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اِجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِّيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ اَبُوْ لَهَبٍ وَّقُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ صَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب آیہ مبارکہ ''وانذر عشیرتك الاقربین○'' (اے محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈر سنایئے○) نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور کوہِ صفا پر چڑھ کر قریش کے قبیلوں کو پکارنے لگے: اے بنوفہر! اے بنوعدی! حتیٰ کہ سارے لوگ اکٹھے ہو گئے' اگر کوئی آدمی خود نہ آ سکا تو اس نے قاصد بھیج دیا کہ دیکھ کر آئے' کیا ماجرا ہے؟ ابولہب بھی آ گیا اور قریش بھی آ گئے تو آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ اس پہاڑ کی جانب سے ایک لشکر نکلے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ وادی سے ایک لشکر نکلے گا اور وہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے' کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے کہا کہ ہم نے آپ کو آزمایا ہے اور ہمیشہ سچا ہی پایا ہے' آپ نے فرمایا: تو میں تمہیں آخرت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں' ابولہب نے کہا: تم ہلاک ہو جاؤ! کیا ہمیں اسی لیے اکٹھا کیا تھا؟ پھر یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی: ''تبت یدا ابی لهب وتب''۔
(بخاری و مسلم)

٨٦٨٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جَزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمَدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا ثُمَّ يُمْهِلُهٗ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنَ الضِّحْكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى فَاطِمَةَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثًا وَكَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ شریف کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے اور قریش کی جماعت مجلس لگائے ہوئے بیٹھی تھی' اچانک ایک شخص نے کہا: تم میں سے کوئی شخص جا کر فلاں قبیلہ کے ذبح شدہ اونٹ کا گوبر' خون اور اوجھڑی لے کر آئے' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی مہلت دے کہ آپ سجدہ میں چلے جائیں تو اسے آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دے' ان میں سب سے بدبخت شخص کھڑا ہوا' جب آپ نے سجدہ فرمایا تو اس نے وہ اوجھڑی آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے رہے' وہ ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرنے لگے' پھر ایک شخص سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا (اور انہیں خبر دی) وہ دوڑتی ہوئی آئیں جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے ہوئے تھے' سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آپ کی پشت اقدس سے اوجھڑی ہٹائی اور کفار کو برا بھلا کہنے لگیں' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! قریش کو پکڑ لے' آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا' آپ جب دعا مانگتے تو تین مرتبہ دعا مانگتے اور جب سوال فرماتے تو تین مرتبہ سوال فرماتے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلَاثًا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَّعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَّعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي الْمِرْقَاتِ فَاِنْ قِيْلَ كَيْفَ اِسْتَمَرَّ فِي الصَّلٰوةِ مَعَ وُجُوْدِ النَّجَاسَةِ عَلٰى ظَهْرِهٖ قُلْنَا كَانَ هٰذَا الصَّنِيْعُ مِنْهُمْ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْاَشْيَاءِ مِنَ الْفَرْثِ وَالدَّمِ وَذَبِيْحَةِ اَهْلِ الشِّرْكِ فَلَمْ تَكُنْ تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِهَا كَالْخَمْرِ كَانَتْ تُصِيْبُ ثِيَابُهُمْ قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا.

(فرمایا:) اے اللہ! عمرو بن ہشام کو پکڑ لے اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو پکڑ لے! حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے بدر کے دن انہیں ہلاک ہوتے دیکھا' پھر انہیں کھینچ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کنویں والوں پر لعنت ڈال دی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مرقات میں ہے کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ پشت پر نجاست کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کیسے جاری رکھی؟ تو ہم جواباً کہیں گے کہ کفار کی یہ حرکت گوبر' خون اور مشرکین کے ذبیحہ کی حرمت سے پہلے تھی' لہٰذا اس کے ساتھ نماز باطل نہیں ہوتی' جس طرح حرمت سے پہلے شراب کپڑوں پر لگ جاتی تھی۔

دورانِ نماز پشتِ اقدس پر اوجھڑی ہونے کے باوجود نماز جاری رکھنے کے اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ کفار نے دورانِ نماز سجدہ کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں کے درمیان اوجھڑی رکھ دی' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے رہے۔ اس حدیث پر اشکال ہے کہ پشت اقدس پر نجاست رکھ دینے کے باوجود آپ نے نماز کس طرح جاری رکھی؟

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

علامہ نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت اقدس پر نجاست موجود تھی' اس کے باوجود آپ نے نماز کیسے جاری رکھی؟ علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ وہ نجس نہیں تھی کیونکہ گوبر اور بدن کی رطوبت دونوں پاک ہیں' ناپاک تو صرف خون ہے۔ (علامہ نووی فرماتے ہیں کہ) یہ جواب صرف امام مالک اور ان کے موافقین کے مذہب کے مطابق درست ہے' کیونکہ ان کے نزدیک جن جانوروں کا گوشت حلال ہے' ان کا گوبر بھی پاک ہے۔ ہم شوافع اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ یہ ناپاک ہے' اور قاضی عیاض رحمہ اللہ کا ذکر کردہ جواب ضعیف ہے کیونکہ اوجھڑی میں نجاست ہوتی ہے۔ اس لیے کہ عموماً وہ خون کے بغیر نہیں ہوتی' نیز بت پرستوں کا ذبیحہ ہونے کی وجہ سے بھی وہ نجس تھی۔ (ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اگر اونٹ ذبح شدہ ہو' پھر تو یہ توجیہ درست ہے ورنہ مردار تو بالاتفاق ناپاک ہے اور علامہ نووی رحمہ اللہ حدیث میں خون کے ذکر کی صراحت سے غافل رہے' اس لیے انہوں نے یہ کہا کہ اوجھڑی عموماً خون سے خالی نہیں ہوتی' پھر علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پسندیدہ جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پشت اقدس پر نجاست کے موجود ہونے کا علم نہیں تھا' لہٰذا آپ نے سابقہ طہارت کے حکم کو باقی رکھتے ہوئے سجدہ جاری رکھا۔ (ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ یہ جواب بھی درست نہیں کیونکہ اگر یہی بات ہوتی تو جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر آپ کو اطلاع دے دیتے کیونکہ نجاست کے ساتھ نماز درست نہیں ہوتی' لہٰذا درست جواب وہی ہے جو شرح السنۃ میں مذکور ہے کہ کفار کی یہ حرکت گوبر' خون اور مشرکین کے ذبیحہ کی نجاست کے حکم سے پہلے تھی'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے نماز باطل نہیں ہوئی، جس طرح حرمت سے پہلے شراب آپ کے کپڑوں کو لگ جاتی تھی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۱۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

٨٦٨٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَّوْمِ اُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعُقْبَةِ اِذَا عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلٰى اِبْنِ عَبْدِ يَا لِيْلَ بْنِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ قَالَ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبُّكَ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ پر یومِ اُحد سے زیادہ کوئی سخت دن آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے تمہاری قوم سے بہت تکلیف پہنچی ہے اور ان کی طرف سے سب سے شدید تکلیف عقبہ کے روز پہنچی تھی، جب میں نے خود کو ابن عبد یا لیل بن کلال پر پیش کیا اور اس نے وہ چیز قبول نہیں کی جو میں چاہتا تھا، میں غمگین حالت میں اپنے رخ پر چلنے لگا اور مجھے قرنِ ثعالب کے مقام پر جا کر افاقہ ہوا، اچانک میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو اپنے اوپر مجھے ایک بادل سایہ فگن نظر آیا، میں نے دیکھا کہ اس میں جبریل امین تھے، انہوں نے مجھے آواز دی اور عرض کیا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی گفتگو سن لی ہے اور انہوں نے آپ کو جو جواب دیا ہے، وہ بھی سن لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے کہ آپ ان لوگوں کے متعلق اسے جو چاہیں حکم ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور مجھے سلام کیا، پھر عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی گفتگو سن لی ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، مجھے آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ مجھے حکم فرمائیں، اگر آپ چاہیں تو میں ان کفار پر دو پہاڑوں کو ملا دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

٨٦٨٨ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ وَشُجَّ فِيْ رَاْسِهٖ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَاْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوْا رُبَاعِيَتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا اور آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا، آپ سر سے خون پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے: وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جنہوں نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا اور اس کا سامنے کا دانت توڑ دیا۔ (مسلم)

ف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے والا نچلا دایاں دانت شہید ہوا اور ہونٹ مبارک بھی زخمی ہوا، دانت کے ٹوٹ جانے سے مراد جڑ سے اکھڑ جانا نہیں بلکہ دانت کا کچھ ٹکڑا ٹوٹ جانے کی بناء پر درمیان میں رخنہ پیدا ہو گیا تھا اور یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کے ہاتھوں ہوا۔ اس کے اسلام لانے اور صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اس کی اولاد میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا، بالغ ہونے پر اس کے سامنے والا دانت گر جاتا تھا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۱۵، مطبوعہ تیج کمار، لکھنو)

٨٦٨٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهٖ يُشِيْرُ اِلٰى رُبَاعِيَتِهٖ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَّقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوگا' جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور آپ اپنے سامنے کے دانت کی طرف اشارہ فرمارہے تھے (اور فرمایا:) اس شخص پر اللہ کا غضب ہوگا' جسے اللہ کا رسول' اللہ کی راہ میں قتل کر دے۔ (بخاری ومسلم)

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ

علاماتِ نبوت کا بیان

ف: علامت' معلم اور علم دراصل اس نشان کو کہتے ہیں جو راستے کے کنارے پر ہوتا ہے اور اس مقام پر وہ نشانات مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں' مثلاً آپ کی صفات' اخلاق' شمائل' فضائل' افعال اور احوال ہیں کہ کوئی بھی گہری نظر رکھنے والا عقل مند شخص ان میں غور وفکر کرے تو ان علامات سے آپ کی نبوت پر استدلال حاصل ہوگا۔ سابقہ آسمانی کتب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جن صفات واحوال کا ذکر ہے' وہ بھی اسی قسم کے ہیں۔ یقیناً آپ کے تمام معجزات نبوت کی علامات ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ نے دو باب ذکر کیے ہیں' ایک میں علاماتِ نبوت کا بیان ہے اور دوسرے میں معجزات کا ذکر ہے۔ علامات و معجزات دونوں ہی خلافِ عادت اُمور سے ہیں' ان میں فرق کرنے کی وجہ واضح نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۱۷' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۶۹۰ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِيْ طَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَهٗ وَاَعَادَهٗ فِيْ مَكَانِهٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِيْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ فَكُنْتُ اَرٰى اَثَرَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ قَوْلُهٗ فِيْ طَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ لَا يُنَافِيْهِ حُرْمَةَ اِسْتِعْمَالِهٖ فِي الشَّرِيْعَةِ الْمُطَهَّرَةِ اِمَّا لِكَوْنِ الْمَلَائِكَةِ غَيْرَ مُكَلَّفِيْنَ بِاَفْعَالِنَا اَوْ لِوُقُوْعِهٖ قَبْلَ تَقْرِيْرِ الْاَحْكَامِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایام طفولیت میں) بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے' انہوں نے آپ کو پکڑ کر لٹایا اور آپ کا سینہ مبارک چیر کر دل سے جما ہوا خون نکالا اور عرض کیا: یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا' پھر دل مبارک کو سونے کے تھال میں رکھ کر آبِ زم زم سے دھویا' پھر اسے جوڑ کر اپنی جگہ رکھ دیا اور لڑکے دوڑتے ہوئے آپ کی رضاعی والدہ (حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا) کے پاس گئے اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کر دیئے گئے ہیں' سب دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آئے تو آپ کا رنگ متغیر تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے سینہ مبارک میں سلائی کا نشان دیکھا کرتا تھا۔ (مسلم)

ملاعلی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ حدیث پاک کے کلمات کہ دل مبارک سونے کے تھال میں رکھا گیا' یہ شریعت مطہرہ میں سونے کے استعمال کی حرمت کے منافی نہیں' یا تو اس لیے کہ ملائکہ کرام ہمارے افعال کے مکلف نہیں یا اس لیے کہ یہ واقعہ تقریر احکام سے پہلے کا ہے۔

شقِ صدر کتنی دفعہ ہوا؟

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

شق صدر چار مرتبہ واقع ہوا۔ ایک مرتبہ بچپن میں سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس' دوسری مرتبہ دس سال کی عمر مبارک میں' تیسری مرتبہ اعلانِ نبوت کے وقت' چوتھی مرتبہ معراج کی رات' جب حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو لینے آئے تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ شق صدر اور قلب مبارک کا دھویا جانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے یا دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے بھی واقع ہوا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تابوتِ سکینہ کے واقعہ کے متعلق مذکور ہے کہ اس میں ایک تھال تھا' جس میں انبیاء کرام علیہم السلام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کے قلوب مبارک کو دھویا جاتا تھا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۱۷ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

شقِ صدر کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شقِ صدر اس لیے ہوا تا کہ اس سے قلبِ اقدس منور ہو جائے اور قلبِ اقدس میں وحی قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے' اور نفسانی وسوسے قلبِ اقدس کی طرف راستہ نہ پا سکیں اور شیطان کی امید ختم ہو جائے اور وہ آپ کو غافل کرنے سے مایوس ہو جائے۔
(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۱۴ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شقِ صدر نورانیت کے منافی نہیں

غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں کہ بعض لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ شقِ صدر مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے مخلوق ہونے کے منافی ہے' لیکن یہ وہم غلط اور باطل ہے' ان کی عبارت یہ ہے: ''وكونه مخلوقا من النور لاينافيه كما توهم'' (نسیم الریاض' شرح شفاء' قاضی عیاض' ج ۲ ص ۲۳۸) اقول وباللہ التوفیق' جو بشریت عیوب ونقائص بشریت سے پاک ہو' اس کا بشر ہونا نورانیت کے منافی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور سے مخلوق فرما کر مقدس اور پاکیزہ بشریت کے لباس میں مبعوث فرمایا۔ شق صدر ہونا بشریت مطہرہ کی دلیل ہے اور باوجود سینہ اقدس چاک ہونے کے خون نہ نکلنا نورانیت کی دلیل ہے۔ ''فلم يكن الشق بالة ولم يسل الدم'' ''شق صدر کسی آلہ سے نہیں تھا' نہ اس شگاف سے خون بہا۔ (روح البیان ج ۵ ص ۱۳۰ 'مطبوعہ مکتبۃ القدس' کوئٹہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلقت نور سے ہے اور بشریت ایک لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب کر دے اور جب چاہے نورانیت کو احوالِ بشریہ پر غلبہ دے دے اور بشریت نہ ہوتی تو شق کیسے ہوتا اور نورانیت نہ ہوتی تو آلہ بھی درکار ہوتا اور خون بھی ضرور بہتا۔ جب کبھی خون بہا (جیسے غزوۂ احد میں) تو وہاں احوالِ بشریہ کا غلبہ تھا اور جب خون نہ بہا (جیسے لیلۃ المعراج شق صدر میں) تو وہاں نورانیت غالب تھی۔ (مقالاتِ کاظمی ج ۱ ص ۸۵ 'مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم' ملتان)

''هذا حظ الشيطان منك'' کی توضیح

اس حدیث میں ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ کا سینہ مبارک چیر کر دل سے جما ہوا خون نکالا اور عرض کیا: آپ کے اندر شیطان کا ایک حصہ تھا۔ غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں خون کا لوتھڑا پیدا فرمایا ہے' اس کا کام یہ ہے کہ انسان کے دل میں شیطان جو کچھ ڈالتا ہے' یہ لوتھڑا اس کو قبول کرتا ہے (جس طرح قوتِ سامعہ آواز کو اور قوتِ باصرہ مبصرات کی صورتوں کو اور قوتِ شامہ خوشبو اور بدبو کو اور قوتِ ذائقہ ترشی اور تلخی وغیرہ کو اور قوتِ لامسہ گرمی اور سردی وغیرہ کی کیفیات کو قبول کرتی ہے' اسی طرح دل کے اندر یہ منجمد خون کا لوتھڑا شیطانی وسوسوں کو قبول کرتا ہے)' یہ لوتھڑا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک سے دور کر دیا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ میں ایسی کوئی چیز باقی نہ رہی جو القائے شیطانی کو قبول کرنے والی ہو۔ علامہ تقی الدین فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہی مراد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی میں شیطان کا کوئی بھی حصہ کبھی نہیں تھا۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب یہ بات تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ میں اس خون کے لوتھڑے کو کیوں پیدا فرمایا' کیونکہ یہ ممکن تھا کہ پہلے ہی ذاتِ مقدسہ میں اسے پیدا نہ فرمایا جاتا؟ تو جواب دیا جائے گا کہ اس کے پیدا فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ وہ اجزائے انسانیہ میں سے ہے' لہٰذا اس کا پیدا کیا جانا خلقت انسانی کی تکمیل کے لیے ضروری ہے اور اس کا نکال دینا یہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOMIL ISLAMIA ACADEMY

ایک امرِ آخر ہے جو تخلیق کے بعد طاری ہوا۔ (انتہیٰ)

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس کی نظیر بدنِ انسانی میں اشیاءِ زائدہ کی تخلیق ہے جیسے قلفہ کا ہونا (ختنہ کے وقت جو زائد کھال کاٹی جاتی ہے اسے قلفہ کہتے ہیں) اور ناخنوں اور مونچھوں کی درازی اور اسی طرح بعض دیگر زائد چیزیں (جن کا پیدا ہونا بدنِ انسانی کی تکمیل کا موجب ہے اور ان کا ازالہ طہارت و نظافت کے لیے ضروری ہے) مختصر یہ کہ ان اشیاءِ زائدہ کی تخلیق اجزائے بدنِ انسانی کا تکملہ ہے اور ان کا زائل کرنا کمالِ تطہیر و تنظیف کا مقتضی ہے۔ (شرح شفاء للملا علی قاری ج ۱ ص ۳۶۷) اقول و باللہ التوفیق چونکہ ذاتِ مقدسہ میں حظ شیطانی باقی ہی نہ تھا اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمزاد مسلمان ہو گیا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "**ولكن اسلم فلا يامرني الا بخير**" "میرا ہمزاد مسلمان ہو گیا لہٰذا سوائے خیر کے وہ مجھے کچھ نہیں کہتا۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں کہ قلب بہ منزلہ میوہ کے ہے جس کا دانہ اپنے اندر کے تخم اور گٹھلی پر قائم ہوتا ہے اور اسی سے پختگی اور رنگینی حاصل کرتا ہے اسی طرح وہ منجمد خون قلبِ انسانی کے لیے ایسا ہے جیسے چھوہارے کے لیے گٹھلی اگر ابتداءً اس میں گٹھلی نہ ہو تو وہ پختہ نہیں ہو سکتا لیکن پختہ ہو جانے کے بعد اس گٹھلی کو باقی نہیں رکھا جاتا بلکہ نکال کے پھینک دیا جاتا ہے۔ چھوہارے کی گٹھلی یا دانۂ انگور سے بیج نکال کر پھینکتے وقت کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ جو چیز پھینکنے کے قابل تھی وہ پہلے ہی کیوں پیدا کی گئی؟ اگر اسی طرح یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ قلبِ اطہر میں خون کا وہ لوتھڑا اسی طرح تھا جیسے انگور کے دانہ میں بیج یا کھجور کے دانہ میں گٹھلی ہوتی ہے اور قلبِ اطہر سے اس کو بالکل ایسے ہی نکال کر پھینک دیا گیا جیسے کھجور اور انگور سے گٹھلی اور بیج کو نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوگا کہ اس لوتھڑے کو قلبِ اطہر میں ابتداءً کیوں پیدا کیا گیا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض ص ۲۳۹)

رہا یہ امر کہ فرشتوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ کیوں کہا کہ "**هذه حظك من الشيطان**"؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ (معاذ اللہ) آپ کی ذاتِ پاک میں واقعی شیطان کا کوئی حصہ ہے نہیں اور یقیناً نہیں! یہ حقیقت ہے کہ ذاتِ پاک شیطانی اثر سے پاک اور طیب و طاہر ہے بلکہ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ اگر آپ کی ذاتِ پاک میں شیطان کے تعلق کی کوئی جگہ ہو سکتی ہے تو وہ یہی خون کا لوتھڑا تھا۔ جب اس کو آپ کے قلبِ مبارک سے نکال کر باہر پھینک دیا گیا تو اس کے بعد آپ کی ذاتِ مقدسہ میں کوئی ایسی چیز باقی نہ رہی جس سے شیطان کا کوئی تعلق کسی طرح ہو سکے۔ الفاظِ حدیث کا واضح اور روشن مفہوم یہ ہے کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ میں شیطان کا کوئی حصہ ہوتا تو یہی خون کا لوتھڑا ہو سکتا تھا مگر جب یہ بھی نہ رہا تو اب ممکن ہی نہیں کہ ذاتِ مقدسہ سے شیطان کا کوئی تعلق ممکن ہو۔ آپ کی ذاتِ مقدسہ ان عیوب سے پاک ہے جو اس لوتھڑے کے ساتھ شیطان کے متعلق ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۸۸ مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم ملتان)

فقیر رضوی غفرلہ عرض کرتا ہے کہ حضور سیّدِ عالم ﷺ ولادت باسعادت سے لے کر وصال مبارک تک ہر لمحہ شیطانی اثر سے محفوظ رہے اور کسی ادنیٰ لمحہ میں بھی شیطان آپ پر اثر انداز نہیں ہو سکا اس میں آپ کی عظیم فضیلت ہے۔ اگر ابتداءً ہی خون کا وہ لوتھڑا آپ کے قلبِ اقدس میں نہ رکھا جاتا تو کسی کے ذہن میں یہ بات آ سکتی تھی کہ آپ کے قلبِ اقدس میں تو وہ حصہ ہی موجود نہیں جس سے شیطان اثر انداز ہو سکتا ہے اگر وہ حصہ ہوتا تو شاید شیطان اثر انداز ہو جاتا لہٰذا آپ ﷺ کی عظمتِ شان کا اظہار فرمانے کے لیے پہلے وہ حصہ آپ کے اندر رکھا گیا اس کے باوجود آپ شیطان کی اثر اندازی سے محفوظ رہے۔ جس سے واضح ہو گیا کہ اس حصہ کے موجود ہوتے ہوئے بھی شیطان آپ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا پھر آپ کی عظمتِ شان کے مزید اظہار کے لیے وہ حصہ بھی نکال دیا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

گیا اور واضح فرما دیا گیا کہ جب وہ حصہ موجود تھا' جس کے ذریعہ شیطان اثر انداز ہو سکتا تھا' اس کے باوجود شیطان ناکام رہا اور اثر انداز نہ ہو سکا' اب تو وہ حصہ ہی باقی نہیں رہا' لہٰذا اب شیطان کیسے اثر انداز ہو سکتا ہے' لہٰذا واضح ہوا کہ اس خون کے لوتھڑے کا آپ کے دل میں پیدا کیا جانا بھی آپ کے لیے کمال تھا اور اس کا نکال دینا بھی کمال ہے۔ والحمد للہ رب العالمین!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے آبِ زم زم کی فضیلت

اس حدیث میں ہے کہ آپ کے دل مبارک کو آبِ زم زم سے دھویا۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ آبِ زم زم جہان کے تمام پانیوں سے حتیٰ کہ آبِ کوثر سے بھی افضل ہے' البتہ جو پانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے جاری ہوا' وہ مطلقاً تمام پانیوں سے افضل ہے کیونکہ وہ پانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ کا اثر ہے اور آبِ زم زم سیّدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک قدم کا اثر ہے اور ان دونوں کے درمیان عظیم فرق ہے' نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر ظاہر ہونے والا معجزہ سب سے افضل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک منہ کا پانی سب سے زیادہ کامل ہے اگرچہ وہ دوسرے پانی میں ملا ہوا ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۱۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

قلبِ اطہر کا زم زم سے دھویا جانا کسی آلائش کی وجہ سے نہ تھا کیونکہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّد الطیبین والطاہرین ہیں۔ ایسے طیب وطاہر کہ ولادت باسعادت کے بعد بھی حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل نہیں دیا گیا' لہٰذا قلبِ اقدس کا زم زم سے دھویا جانا محض اس حکمت پر مبنی تھا کہ زم زم کے پانی کو وہ شرف بخشا جائے جو دنیا کے کسی پانی کو حاصل نہیں' بلکہ قلبِ اطہر کے ساتھ ماءِ زم زم کو مَس فرما کر وہ فضیلت عطا فرمائی گئی جو کوثر و تسنیم کے پانی کو بھی حاصل نہیں۔ (مقالاتِ کاظمی ج ۱ ص ۸۳' مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم' ملتان)

۸۶۹۱ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہوا' ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے نیچے تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گواہ ہو جاؤ! (بخاری ومسلم)

۸۶۹۲ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَاَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ انہیں کوئی نشانی دکھلائیں تو آپ نے انہیں چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا' حتیٰ کہ انہوں نے حراء کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (بخاری ومسلم)

معجزہ شق القمر کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ چاند کا شق ہو جانا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے' متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کو روایت کیا ہے' نیز آیۂ کریمہ (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ○ القمر:۱) کے ظاہر اور سیاق سے بھی اس کا پتا چلتا ہے۔ زجاج نے کہا کہ بعض مبتدعین نے اس معجزہ کا انکار کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اندھا کر دیا ہے۔ عقل کے لیے اس میں انکار کی گنجائش نہیں کیونکہ چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے' وہ اس میں جس طرح چاہے تصرف فرما سکتا ہے' جس طرح روزِ قیامت اللہ تعالیٰ چاند کو فنا کر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دے گا اور اسے لپیٹ دے گا' بعض ملحدین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر یہ معجزہ واقع ہوتا تو تواتر کے ساتھ منقول ہوتا اور صرف اہل مکہ ہی اسے نہ دیکھتے بلکہ پوری روئے زمین والے اس کا مشاہدہ کرتے۔ علماء کرام نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ شق القمر کا معجزہ رات کے وقت ہوا۔ اس وقت اکثر لوگ غافل ہوکر' دروازے بند کرکے' کپڑے اوڑھ کر سوئے ہوئے تھے۔ جس طرح چاند گرہن اور شہاب ثاقب وغیرہ گرنے کے واقعات آسمان پر رونما ہوتے ہیں اور چند افراد کے سوا کسی کو ان کا علم نہیں ہوتا۔ شق قمر کا واقعہ بھی رات کے وقت قوم کے مطالبہ پر وقوع پذیر ہوا' لہٰذا دوسرے لوگ اس پر مطلع نہ ہو سکے' نیز چاند اس وقت بعض مقامات پر نظر آتا تھا' باقی دنیا میں اس وقت دن تھا' اس بناء پر وہاں نظر نہ آسکا۔ جس طرح چاند گرہن بعض مقامات پر نظر آتا ہے اور دوسرے مقامات پر نظر نہیں آتا۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۳۷۴' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

٨٦٩٣ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا' بے شک میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔ (مسلم)

شانِ نبوت کے اظہار کے لیے پتھروں میں شعور پیدا کیا گیا

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ کا بیان ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض پتھروں میں اللہ تعالیٰ شعور پیدا فرما دیتا ہے' جس طرح پتھروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ'' (البقرہ:۷۴) ''اور ان میں بعض وہ ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں''۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ'' (بنی اسرائیل:۴۴) ''اور کوئی چیز نہیں جو اللہ کی حمد کرتے ہوئے اس کی تسبیح بیان نہ کرے''۔ (بنی اسرائیل:۴۴)

اس آیہ مبارکہ میں مشہور اختلاف ہے اور صحیح یہی ہے کہ حقیقتاً تسبیح مراد ہے اور اللہ تعالیٰ اس چیز میں اس کے حسبِ حال تمیز اور شعور پیدا فرما دیتا ہے' اسی طرح پتھر موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگا' بکری کے زہر آلود بازو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر ایک درخت دوسرے درخت کی طرف چل کر گیا' ان سب میں اللہ تعالیٰ نے شعور پیدا فرمایا تھا۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۴۵' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

٨٦٩٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَّجْهَهٗ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ فَقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَاَيْتُهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَطَاَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ زَعَمَ لِيَطَاَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِيْ بِيَدَيْهِ فَقِيْلَ لَهٗ مَالَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ لَخَنْدَقًا مِّنْ نَارٍ وَّهَوْلًا وَّاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ دَنَا مِنِّيْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا: کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے سامنے اپنا چہرہ خاک آلود کرتے ہیں (یعنی سجدہ کرتے ہیں)' اسے بتایا گیا کہ ہاں! وہ ایسا کرتے ہیں تو اس نے کہا: مجھے لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا تو ان کی گردن روند ڈالوں گا' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا' درآں حالیکہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے' اس نے آپ کی گردن کو پاؤں سے روندنا چاہا تو کفار یہ منظر دیکھ کر گھبرا گئے کہ وہ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے لوٹ رہا ہے اور اپنے ہاتھوں سے بچاؤ کر رہا ہے' اس سے دریافت کیا گیا کہ تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: بے شک میرے اور آپ کے درمیان آگ کی خندق اور خوف اور پَر حائل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ میرے قریب ہو جاتا تو فرشتے اچک کر اس کا ایک ایک عضو جدا کر ڈالتے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

(مسلم)

٨٦٩٥ - وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ اَتَاهُ الْاٰخَرُ فَشَكَا اِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ فَلَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَّطْلُبُ مَنْ يَّقْبَلُهٗ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهٗ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهٗ فَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اَبْعَثْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَّاُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنْ اُفْتِتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے آپ کی بارگاہ میں فاقہ کی شکایت کی پھر دوسرے آدمی نے حاضر ہو کر راہ زنی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: اے عدی! کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ایک کجاوہ نشین عورت دیکھو گے جو حیرہ سے سفر کر کے کعبۃ اللہ کا طواف کرے گی اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے فتح کیے جائیں گے اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا لے کر اسے لینے والے شخص کی تلاش میں نکلے گا اور اسے قبول کرنے والا کوئی شخص نہیں ملے گا اور تم میں ضرور ایک شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا تھا جو تجھے تبلیغ کرتا؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھے مال نہیں عطا کیا تھا اور تجھ پر فضل وانعام نہیں فرمایا تھا' وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! پھر وہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اسے جہنم ہی نظر آئے گی' اور وہ اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو اسے جہنم ہی نظر آئے گی (فرمایا:) تم آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی بچو' جسے یہ میسر نہ ہو تو وہ اچھی بات کہہ کے (آگ سے بچے)۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کجاوہ نشین عورت کو دیکھا جو حیرہ سے سفر کر کے کعبۃ اللہ پہنچ کر طواف کرتی تھی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا تھا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کے مطابق ایسا شخص بھی دیکھو گے جو مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا۔ (بخاری)

٨٦٩٦ - وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْنَا اَلَا تَدْعُوا اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَّجْهُهٗ وَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَاءُ بِمِنْشَارٍ فَيُوْضَعُ فَوْقَ رَاْسٍ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّهٗ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبۃ اللہ کے سائے میں چادر کا تکیہ بنائے ہوئے آرام فرما تھے' ہم نے اس وقت آپ کی بارگاہ میں شکایت کی اور اس وقت ہمیں کافروں کی طرف سے سخت تکلیف پہنچی تھی' ہم نے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ آپ بیٹھ گئے اور (شدتِ غضب کی وجہ سے) آپ کا چہرۂ انور سرخ تھا' آپ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اور اسے گڑھے میں ڈال دیا جاتا تھا' پھر اس کے سر پر آرہ چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

دیئے جاتے تھے اور یہ بات اس کو اس کے دین سے برگشتہ نہیں کر سکتی تھی اور اس کے گوشت کے نیچے تک ہڈیوں اور پٹھوں میں لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتی تھیں اور یہ عذاب اس کو اس کے دین سے برگشتہ نہیں کر سکتا تھا' اللہ کی قسم! یہ دین ضرور پورا ہو کر رہے گا حتیٰ کہ سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا تو اس کو صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا یا اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا خوف ہوگا لیکن تم جلدی کرتے ہو۔ (بخاری)

٨٦٩٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاَوَّلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتْ اُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے اور وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں' ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے' انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا' پھر بیٹھ کر آپ کے سر میں جوئیں دیکھنے لگیں (سر سہلانے لگیں)' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے' پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مجھے دکھائے گئے' وہ اس سمندر کی پشت پر اس طرح سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تختوں پر سوار ہوتے ہیں' (راوی کو شک ہے کہ آپ نے "ملوکا علی الاسرة" فرمایا یا "مثل الملوك على الاسرة" فرمایا' دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ مجھے ان میں سے بنادے' تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی' پھر اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے' پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے' تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے پہلے کی طرح فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مجھے دکھائے گئے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ مجھے بھی ان سے بنادے' آپ نے فرمایا: تم تو پہلے گروہ سے ہو۔ پھر حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندر کا سفر کیا اور سمندر سے نکلتے وقت اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ ھ لکھتے ہیں:

علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا آپ کی محرم تھیں' لیکن محرم کس لحاظ سے تھیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ ابن عبدالبر وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں اور دوسرے حضرات نے کہا کہ وہ آپ کے والد ماجد یا آپ کے دادا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جان کی خالہ تھیں کیونکہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی والدہ بنونجار کے قبیلہ سے تھیں۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۴۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان

علامہ یحیٰی بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان ہے، آپ نے غیبی خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت باقی رہے گی، انہیں شوکت وقوت اور کثرت حاصل ہوگی اور وہ جہاد کریں گے اور سمندر کا سفر کریں گے اور اُم حرام اس دور تک زندہ رہیں گی اور ان کے ساتھ شامل ہوں گی، اور بحمدہٖ تعالیٰ جس طرح آپ نے خبریں دیں، اسی طرح واقعات پیش آئے۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۴۲، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

۸۶۹۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِشَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَّجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ أَنِّيْ رَأَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدِيْ قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ أَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ فَقَالَ أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ بَلَغْنَا نَاعُوْسَ الْبَحْرِ وَهُوَ تَصْحِيْفٌ قُلْتُ وَتَحْقِيْقُهُ فِي الْمِرْقَاتِ فَلْيُرَاجِعْ إِلَيْهِ فَإِنَّهُ نَفِيْسٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ میں آیا، وہ قبیلہ ازدشنوءہ سے تعلق رکھتا تھا اور جنات کے اثر کا دم کرتا تھا، اس نے مکہ مکرمہ کے بے وقوف لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون ہیں، ضماد نے کہا: کاش! میں اس شخص کو دیکھ لیتا، شاید اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھ سے شفاء عطا فرما دے، پھر اس کی آپ سے ملاقات ہوئی اور اس نے عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آسیبی اثر کا دم کرتا ہوں، آپ کا کیا ارادہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں، ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرما دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، امابعد! اس نے کہا: ان کلمات کو دوبارہ ارشاد فرمایئے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہ کلمات دہرائے تو وہ کہنے لگا: میں نے کاہنوں، جادوگروں اور شعراء کا کلام سنا ہے لیکن آپ کے ان کلمات جیسے کلمات نہیں سنے، ان کلمات میں تو سمندر جیسی گہرائی ہے، اپنا دستِ اقدس بڑھایئے، میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پھر اس نے آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ (مسلم) اور مصابیح کے بعض نسخوں میں ''بلغنا ناعوس البحر'' کے الفاظ ہیں، وہ کتابت کی غلطی ہے، اس کی تحقیق مرقات میں ہے، اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ وہ نفیس تحقیق ہے۔

۸۶۹۹ - وَعَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ مِنْ فِيْهِ إِلٰى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے مجھے روبرو یہ واقعہ بیان کیا کہ جس زمانہ میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الَّتِیْ كَانَتْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِیْءَ بِكِتَابٍ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِیُّ جَاءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ قَالُوْا نَعَمْ فَدُعِيْتُ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَاَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُوْنِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِیْ خَلْفِیْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِنِّیْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَاِنْ كَذَبَنِیْ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ لَا مَخَافَةَ اَنْ يُّؤْثَرَ عَلَیَّ الْكِذْبُ لَكَذَبْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهٗ فِيْكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكِذْبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ يَّتْبَعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ تَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يُّصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِیْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِیْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِیْ مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ

کے درمیان معاہدہ تھا' اس دوران میں نے ملک شام کا سفر کیا اور وہاں قیام کے دوران ہرقل بادشاہ کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب گرامی پہنچا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ یہ مکتوب لے کر آئے تھے' انہوں نے یہ مکتوب بصریٰ کے حاکم تک پہنچایا اور حاکم بصریٰ نے وہ خط ہرقل کو پہنچایا۔ ہرقل نے کہا کہ جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کی قوم کا کوئی شخص یہاں حاضر ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! پھر مجھے قریش کی جماعت کے ساتھ بلایا گیا' ہم ہرقل کے دربار میں گئے اور ہمیں اس کے سامنے بٹھا دیا گیا' اس نے کہا: جس شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے' تم میں سے اس شخص کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں ہوں! انہوں نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھا دیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا' پھر اپنے مترجم کو بلا کر کہا: ان کو بتاؤ کہ میں اس سے اس شخص کے متعلق سوال کر رہا ہوں جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' اگر یہ جھوٹ بولے تو تم بتا دینا کہ یہ جھوٹ کہہ رہا ہے' ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا' پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا: اس سے پوچھو کہ تم میں ان کا خاندان کیسا ہے؟ میں نے کہا: وہ ہم میں اعلیٰ خاندان والے ہیں' اس نے کہا: کیا ان کے آباء واجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: کیا دعویٰ نبوت سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: ان کے پیروکار اعلیٰ طبقے کے لوگ ہیں یا نچلے طبقے کے؟ میں نے کہا: نچلے طبقے کے لوگ' اس نے کہا: ان کے ماننے والے زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ میں نے کہا: بلکہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے' اس نے کہا: کیا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان سے ناراض ہو کر ان کے دین سے برگشتہ ہوا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: کیا ان سے کبھی تمہاری جنگ ہوئی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: جنگ کا نتیجہ کیسا رہا؟ میں نے کہا: ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی ایک ڈول کی طرح ہے کبھی وہ حاصل کر لیتے ہیں اور کبھی ہم حاصل کر لیتے ہیں' اس نے کہا: کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں! لیکن اس دوران ہمارا ان سے معاہدۂ صلح ہے' ہمیں معلوم نہیں کہ اس میں وہ کیا کریں گے' ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اس ایک جملہ کے علاوہ میں کوئی اور بات اپنی کلام میں شامل نہیں کر سکا' اس نے کہا: کیا ان سے پہلے بھی کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا: اس کو بتاؤ کہ میں نے تم سے ان کے حسب کے متعلق سوال کیا' تم نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنِّیْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ ذُوْ حَسَبٍ وَّكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِيْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ اٰبَائِهٖ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ اَضْعَفَائُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاءُهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكِذْبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِّيَدَعَ الْكِذْبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سُخْطَةً لَّهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَيَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يَّنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ كَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ لَا يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ رَجُلٌ اِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهٗ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَاْمُرُكُمْ قُلْنَا يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ اِنْ يَّكُ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّهٗ نَبِيٌّ وَّقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ وَّلٰكِنْ لَّمْ اَكُ اَظُنُّهٗ مِنْكُمْ وَلَوْ اَنِّیْ اَعْلَمُ اَنِّیْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَائَهٗ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهٗ مَا تَحْتَ قَدَمَیَّ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ

کہا کہ وہ اعلیٰ حسب والے ہیں اور رسولوں کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی قوم کے اعلیٰ خاندان میں مبعوث ہوتے ہیں' میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! میں نے خیال کیا کہ اگر ان کے آباء واجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنے آباء واجداد کی حکومت حاصل کرنا چاہتے ہیں' میں نے تم سے ان کے پیروکاروں کے متعلق سوال کیا کہ وہ کمزور لوگ ہیں یا اونچے طبقے کے؟ تم نے کہا کہ وہ کمزور لوگ ہیں اور رسولوں کے پیروکار اسی طرح کے لوگ ہی ہوتے ہیں' میں نے تم سے کہا کہ دعویٰ نبوت سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! تو میں نے پہچان لیا کہ یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ بولیں اور اللہ پر جھوٹ بولنے لگیں' میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان سے ناراض ہو کر دین سے پھر گیا ہے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! اور ایمان کی حلاوت دلوں میں رچ بس جائے تو اس کی یہی شان ہوتی ہے' میں نے تم سے سوال کیا کہ ان کے پیروکار زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ تم نے بتایا کہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے اور ایمان کی یہی حالت ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ مکمل ہو جاتا ہے' میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا تمہاری ان سے کوئی جنگ ہوئی ہے؟ تم نے بتایا کہ تمہاری ان سے جنگ ہوئی ہے اور لڑائی تمہارے اور ان کے درمیان ڈول کی طرح رہی ہے' کبھی وہ اسے حاصل کر لیتے ہیں اور کبھی تم حاصل کر لیتے ہو اور رسولوں کی اسی طرح آزمائش ہوتی ہے' پھر انجام کار ان کی ہی فتح ہوتی ہے' میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ تم نے کہا کہ نہیں! اور رسولوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ عہد شکنی نہیں کرتے' میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا ان سے پہلے کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! تو میں نے سوچا کہ اگر ان سے پہلے کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہہ سکتا تھا کہ انہوں نے پہلے شخص کی پیروی کی ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ پھر بادشاہ نے پوچھا: وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ ہمیں نماز' زکوٰۃ' صلہ رحمی اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں' اس نے کہا: اگر تم نے جو کچھ بیان کیا ہے' وہ سچ ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں' میں جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں لیکن میرا یہ گمان نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے' اگر میں جانتا کہ میں ان تک پہنچ سکوں گا تو میں ان کی ملاقات کو پسند کرتا' اگر میں ان کی بارگاہ میں ہوتا تو ان کے قدم دھوتا' اور ضرور بالضرور ان کی حکومت میرے قدموں کے نیچے تک (پایہ تخت تک) پہنچ جائے گی' پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ILOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَدْ سَبَقَ تَمَامُ الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ الْكِتَابِ إِلَى الْكُفَّارِ.

مکتوبِ گرامی منگوایا اور اسے پڑھا۔ (بخاری ومسلم) یہ مکمل حدیث پاک "باب الکتاب الی الکفار" میں گزر چکی ہے۔

حدیثِ ھرقل سے مستنبط فوائد

اس حدیث سے بہت سے احکام وفوائد مستنبط ہوتے ہیں۔ عمدۃ القاری اور شرح مسلم للنووی کی روشنی میں بعض کا ذکر درج ذیل ہے:

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد وقتال سے پہلے کفار کو دعوتِ اسلام دینا واجب ہے اور دعوتِ اسلام سے پہلے ان کے ساتھ قتال کرنا حرام ہے۔ اگر انہیں پہلے دعوتِ اسلام پہنچ چکی ہو تو دوبارہ دعوتِ اسلام دینا مستحب ہے۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوتِ اسلام دیتے وقت اور تبلیغ کے وقت نرمی اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے کہ یہ طریقۂ تبلیغ زیادہ بلیغ اور مؤثر ہے' قرآن مجید میں ہے: "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" (النحل:۱۲۵) "اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ' حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرمی اور مہربانی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ہرقل کو "عظیم الروم" کہا' البتہ "ملك الروم" نہیں کہا کیونکہ حکومت وسلطنت تو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ہے' دین اسلام کو نہ ماننے کی وجہ سے وہ ملکِ روم کہلانے کا مستحق نہیں تھا۔

(۳) اس حدیث میں دلیل ہے کہ خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے۔ اگر خبر واحد پر عمل واجب نہ ہوتا تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مکتوب بھیجنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

(۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکتوب کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا مستحب ہے خواہ مکتوب الیہ کافر ہی ہو۔

(۵) ایک حدیث میں ہے کہ جس عظمت والے کام کے آغاز میں الحمد للہ مذکور نہ ہو' وہ ناقص وبے برکت ہوتا ہے اور یہ خط بھی عظیم الشان اور اہم تھا۔ اس کے آغاز میں آپ نے بسم اللہ لکھی' الحمد للہ نہیں لکھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اُس حدیث میں الحمد للہ سے اللہ کا ذکر مراد ہے۔

(۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک دو آیاتِ قرآنیہ ساتھ لے کر کفار کے ملک کی طرف سفر کرنا جائز ہے اور جس حدیث میں کفار کی سرزمین کی طرف قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک ساتھ لے کر ارضِ کفار کی طرف سفر کرنا اس وقت منع ہے' جب قرآن پاک کفار کے ہاتھوں میں چلے جانے کا خوف ہو۔

(۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر اور بے وضو ایسے مکتوب کو چھو سکتا ہے' جس میں بعض آیاتِ قرآنیہ لکھی ہوئی ہوں۔

(۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خط لکھنے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ لکھنے والا ابتداء میں اپنا نام لکھے' مثلاً شروع میں لکھے کہ یہ خط زید کی جانب سے عمرو کے نام ہے۔

(۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کو ابتداءً سلام نہیں کرنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "السلام علیك" کی بجائے "سلام علٰى من اتبع الهدى" لکھا۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "لا تبدؤ اليهود والنصارى بالسلام" یہود ونصاریٰ کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کرو۔

(۱۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسل کرام اعلیٰ نسب والے ہوتے ہیں۔

(۱۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطوط میں فصاحت وبلاغت کی رعایت اور اختصار وجامعیت کو مدنظر رکھنا مستحب ہے' آپ نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فرمایا: ''اسلم تسلم'' اسلام قبول کرلو دنیا و آخرت میں سلامت رہو گے۔ اس کلام میں نہایت اختصار و جامعیت اور فصاحت و بلاغت ہے۔

(۱۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹ ہر ملت میں عیب خیال کیا جاتا تھا۔

(۱۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو اہل کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اسے دو اجر حاصل ہوں گے۔

(۱۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا قطعی علم تھا مگر حسد و عناد کی وجہ سے ایمان سے محروم رہے۔ (ملخصاً عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۰۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۹۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

بَابٌ فِي الْمِعْرَاجِ

معراج شریف کا بیان

۸۷۰۰ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةٍ اُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٍ اِيْمَانًا فَغَسَلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غَسَلَ الْبَطْنَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مَلَئَ اِيْمَانًا وَّحِكْمَةً ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خُطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرَائِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا اِبْنَا خَالَةٍ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اس رات کا واقعہ بیان فرمایا، جس میں آپ کو معراج کرائی گئی تھی، آپ نے فرمایا کہ میں حطیم کعبہ میں لیٹا ہوا تھا، اور ایک روایت میں ہے کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے یہاں سے یہاں تک یعنی آپ کے حلقوم سے لے کر ناف تک سینہ کو چاک کر دیا اور میرا دل باہر نکالا، پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، اور میرا دل دھویا گیا، پھر اسے (معرفت و حکمت سے) بھر دیا گیا، پھر اسے (اپنی جگہ پر) رکھ دیا گیا، اور ایک روایت میں ہے کہ پھر پیٹ کو آبِ زم زم سے دھویا گیا، پھر اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا، پھر خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا سفید رنگ کا ایک جانور لایا گیا، جس کا نام براق تھا، اس کا قدم منتہائے نظر تک پڑتا تھا، مجھے اس پر سوار کرایا گیا، پھر جبریل مجھے لے کر چلے حتیٰ کہ پہلے آسمان پر پہنچے اور جبریل نے دروازے پر دستک دی، پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پوچھا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا، جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کے والد ماجد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر کہا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے، حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا، جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے میری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالَ هٰذَا یَحْیٰی وَهٰذَا عِیْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا یُوْسُفُ قَالَ هٰذَا یُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صُعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِدْرِیْسُ فَقَالَ هٰذَا اِدْرِیْسُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعَدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعَدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا مُوْسٰی قَالَ هٰذَا مُوْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰی قِیْلَ لَهٗ مَا یُبْكِیْكَ قَالَ اَبْكِیْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِیْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ

ملاقات ہوئی' وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ یحییٰ علیہ السلام ہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا' پھر انہوں نے کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر تیسرے آسمان تک لے گئے اور دستک دی' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے' کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے' جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ یوسف علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا' پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چوتھے آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں وہاں داخل ہوا تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر حضرت جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا اچھا ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں داخل ہوا تو وہاں ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ہارون علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا' پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے کر گئے' حتیٰ کہ چھٹے آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا اچھا ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا' پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! جب میں آگے بڑھا تو وہ رو پڑے ان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَكْثَرُ مِمَّنْ يَّدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِيْ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرٍ وَاِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذِهٖ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِيْ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ

سے کہا گیا: تم روتے کیوں ہو؟ کہا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے اور میری امت کی بہ نسبت ان کی امت کے زیادہ افراد جنت میں جائیں گے' پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان تک پہنچے اور جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا بابرکت ہے! جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا' پھر کہا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا' میں نے دیکھا کہ اس کے درخت کے پھل مٹکوں کی طرح ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے' وہاں چار نہریں تھیں' دو نہریں باطنی اور دو نہریں ظاہری تھیں' میں نے کہا: اے جبریل! یہ دو نہریں کیسی ہیں؟ عرض کیا: یہ دو باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور یہ دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں' پھر میرے سامنے بیت المعمور ظاہر کیا گیا' پھر مجھے ایک برتن شراب کا' ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا پیش کیا گیا' میں نے دودھ کا برتن لے لیا' جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ فطرت ہے' جس پر آپ اور آپ کی امت قائم ہیں' پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کر دی گئیں' پھر میں واپس لوٹا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو انہوں نے کہا: آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے ہر روز پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بے شک آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں نہیں ادا کر سکے گی' میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی بہت آزمائش کی ہے' آپ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جایئے اور امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجئے' میں واپس گیا تو دس نمازیں معاف فرما دی گئیں' پھر میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر اسی طرح کہا' میں پھر واپس لوٹا تو دس نمازیں معاف فرما دی گئیں' پھر میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' انہوں نے پھر پہلے کی طرح کہا' میں پھر واپس گیا تو دس نمازیں معاف فرما دی گئیں اور مجھے ہر دن دس نمازوں کا حکم دیا گیا' میں پھر واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پہلے کی طرح کہا' میں پھر واپس لوٹا تو مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا' میں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس لوٹا تو انہوں نے کہا: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ قُلْتُ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ وَلَكِنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمَعَاتِ قَوْلُهُ أَنَا فِي الْحَطِيمِ وَرُبَمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ يُؤَيِّدُ قَوْلَ الْحَنَفِيَّةِ بِأَنَّ الْحَطِيْمَ هُوَ الْحِجْرُ لِأَنَّ الْقِصَّةَ وَاحِدَةٌ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ فِي قَوْلِهِ وَضَعَ عَنِّي دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ يَجُوزُ نَسْخُ الشَّيْءِ قَبْلَ وُقُوعِهِ كَمَا قَالَ بِهِ الْأَكْثَرُونَ وَهُوَ الصَّحِيحُ وَقَالَ الشَّيْخُ إِنَّ الْمُرَادَ بِإِمْضَاءِ فَرِضِيَّةِ الْخَمْسِ وَعَدَمِ تَبَدُّلِهَا نَسْخُ فَرْضِيَّتِهَا كُلًّا أَوْ بَعْضًا لَا عَدَمُ الزِّيَادَةِ عَلَيْهَا فَيَجُوزُ أَنْ يُوْحَى بَعْدَ فَرْضِيَّةِ الْخَمْسِ صَلَوٰةٍ أُخْرَى.

میں نے کہا: ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے' انہوں نے کہا: بے شک آپ کی امت میں پانچ نمازیں ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے' میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو بہت آزمایا ہے' آپ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جایئے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجئے' میں نے کہا: میں نے اپنے رب سے اس قدر سوال کیا ہے کہ اب مجھے حیاء آتی ہے' لیکن میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں' فرمایا کہ جب میں آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے پکارا: میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا ہے اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی ہے۔ (بخاری' مسلم) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ حدیث پاک کے کلمات: ''میں حطیم میں تھا اور کبھی فرمایا: میں حجر میں تھا'' یہ احناف کے قول کی تائید کرتے ہیں کہ حطیم ہی حجر ہے کیونکہ یہ ایک ہی قصہ ہے' اور ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے کہا کہ آپ کا ارشاد ''وضع عنی'' اس بات کی دلیل ہے کہ وقوع سے پہلے کسی حکم کا نسخ جائز ہے' اکثر کا یہی قول ہے اور یہی صحیح ہے اور شیخ کا بیان ہے کہ پانچ نمازوں کی فرضیت کے جاری ہو جانے اور ان میں تبدیلی نہ ہونے سے مراد ان پانچوں نمازوں کی فرضیت کا منسوخ ہونا ہے' ان پر زیادتی نہ ہونا مراد نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پانچ نمازوں کی فرضیت کے بعد کسی دوسری نماز کی وحی آ جائے۔

معراج کی لغوی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

عروج کا معنی ہے: بلندی پر چڑھنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ'' (المعارج:۴) ''ملائکہ اور جبریل امین اس کی بارگاہ کی طرف چڑھتے ہیں''۔ معراج' سیڑھی کے مشابہ ہے اور یہ عروج سے ماخوذ ہے' عروج کا معنی ہے: چڑھنا اور معراج بلندی پر چڑھنے کا آلہ ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

معراج سیڑھی اور چڑھنے کے آلہ کو کہتے ہیں۔ ''عرج'' ''عروجًا'' کا معنی ہے: بلندی پر چڑھنا' قاموس میں اسی طرح ہے۔ اور معراج سے مطلقاً بلندی کی جانب منتقل ہونا مراد ہے' لہٰذا معراج اسراء کو بھی شامل ہے' کیونکہ بیت المقدس مکہ مکرمہ سے بلندی پر ہے۔ (الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ ج ۱ ص ۲۷۲' مطبوعہ مطبع عامرہ' استنبول)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معراج کا بیان

علامہ عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیداری کی حالت میں اپنے جسم مبارک کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک' پھر مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک' پھر وہاں سے جتنی بلندی تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' تشریف لے جانا معراج ہے۔ مسجد حرام' مکہ مکرمہ میں ہے' مسجد حرام سے حرم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

پاک مراد ہے کیونکہ اس نے مسجد کا احاطہ کیا ہوا ہے' اکثر کا یہی قول ہے۔ایک قول یہ ہے کہ اس سے خود مسجد مراد ہے اور یہی ظاہر ہے' اور مسجد اقصیٰ بیت المقدس ہے' اسے اقصیٰ اس لیے کہا گیا کیونکہ اقصیٰ کا معنی ہے: بہت زیادہ دور' اور یہ مکہ مکرمہ سے دور ہے۔

(الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ ج۱ ص ۲۷۲' مطبوعہ مطبع عامرہ' استنبول)

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۱ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیداری کی حالت میں اپنے جسد انور کے ساتھ آسمانوں کی طرف' پھر وہاں سے جتنی بلندی تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' آپ کا تشریف لے جانا معراج ہے اور یہ حق ہے۔خبر مشہور سے ثابت ہے' اس کا منکر بدعتی ہے۔اس کے محال ہونے کا دعویٰ کرنا فلاسفہ کے اصول پر مبنی ہے کہ وہ کہتے ہیں: آسمانوں میں خرق والتیام (پھٹ جانا اور شگاف ہونا) محال ہے۔آسمانوں میں شگاف ممکن ہے کیونکہ تمام اجسام کی حقیقت ایک ہے۔جب دوسرے اجسام میں شگاف ممکن ہے تو آسمانوں میں بھی شگاف ہوسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے۔

معراج کی تعریف میں بیداری کی قید ذکر کرنے سے ان لوگوں کا ردّ کرنا مقصود ہے' جن کا گمان ہے کہ معراج خواب کی حالت میں ہوئی۔ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے معراج کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے جواب دیا کہ وہ اچھا خواب تھا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسم گم نہیں پایا' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ. (بنی اسرائیل:۶۰) ہم نے آپ کو جو رؤیا دکھایا' وہ صرف لوگوں کے لیے آزمائش تھا۔

ان کا جواب یہ ہے کہ رؤیا سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہے کہ آپ کا جسم انور روح سے الگ نہیں ہوا تھا بلکہ روح کے ساتھ تھا اور معراج' روح اور جسم دونوں کے مجموعہ کے لیے تھی' اور معراج کی تعریف میں یہ قید ذکر کی کہ معراج جسم کے ساتھ ہوا' اس قید سے ان لوگوں کا ردّ کرنا مقصود ہے جن کا گمان ہے کہ معراج صرف روح کو ہوئی۔یہ بات واضح ہے کہ اگر معراج خواب میں ہوتی یا صرف روح کو معراج ہوتی تو اس کا مکمل انکار نہ کیا جاتا حالانکہ کفار نے معراج کا شدت سے انکار کیا بلکہ بہت سے مسلمان اس وجہ سے مرتد ہوگئے' اور آسمانوں تک جانے کی قید ذکر کرکے ان لوگوں کا ردّ کردیا' جن کا گمان ہے کہ بیداری میں معراج صرف بیت المقدس تک ہوئی۔جس طرح قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے اور تعریف میں یہ کہا کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' اس سے سلف صالحین کے مختلف اقوال کی طرف اشارہ ہے' بعض نے کہا: معراج جنت تک ہوئی' بعض نے کہا: عرش تک' بعض نے کہا: عرش سے اوپر تک' بعض نے کہا: طرف العالم تک۔اسراء یعنی مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانا قطعی ہے' کتاب اللہ سے ثابت ہے اور زمین سے آسمان تک جانا خبر مشہور سے ثابت ہے اور آسمان سے جنت یا عرش یا اس سے اوپر تشریف لے جانا اخبار آحاد سے ثابت ہے' پھر صحیح یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کو دل سے دیکھا' سر کی آنکھوں سے نہیں۔

(شرح عقائد نسفی ص ۱۳۱' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

صوفیانہ نکتہ

علماء کرام نے فرمایا کہ ارواح کی چار قسمیں ہیں:

(۱) وہ ارواح جو بشری صفات کے ساتھ ملوث ہیں' یہ عوام کی ارواح ہیں جن پر حیوانی قوتیں غالب ہیں' یہ بلندی پر جانا قبول نہیں کرتیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL-ISLAMIA ACADEMY

(۲) وہ ارواح جن میں علوم کے حصول کی قوتِ نظریہ کامل طور پر ہے' یہ علماء کی ارواح ہیں۔
(۳) وہ ارواح جن میں بدن کو اخلاقِ حمیدہ کے ساتھ متصف کرنے والی قوتِ مدبرہ کامل طور پر ہے' یہ ان لوگوں کی ارواح ہیں جن کے ابدان ریاضت ومجاہدہ کی وجہ سے قوی ہو جاتے ہیں۔
(۴) وہ ارواح جن میں یہ دونوں قوتیں کامل ہوتی ہیں اور یہ انبیاء وصدیقین کی ارواح ہیں' جب ان کی ارواح میں قوت زیادہ ہوتی ہے تو ان کے ابدان بھی زمین سے زیادہ بلند ہو جاتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام میں چونکہ یہ ارواح قوی ہوتی ہیں' لہٰذا انہیں آسمان کی طرف عروج حاصل ہوا اور انبیاء کرام علیہم السلام میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل ترین ہیں' لہٰذا آپ کو مقامِ قاب قوسین او ادنیٰ تک رسائی حاصل ہوئی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

واقعہ معراج کی تاریخ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ معراج بعثت کے بارہویں سال ربیع الاوّل میں ہوا۔ بعض نے کہا: ستائیس رمضان کو ہوا اور مشہور یہ ہے کہ واقعہ معراج ستائیس رجب کو ہوا۔ اہل مدینہ کا عمل اسی پر ہے کہ وہ رجبی کو مبارک اوقات سے شمار کرتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ واقعہ پانچ یا چھ سن نبوی کو ہوا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۲۷' مطبوعہ تیج کمار' لکھنو)

شب معراج دیدارِ الٰہی کا بیان

شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدارِ الٰہی حاصل ہوا' اس میں مختلف اقوال ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار فرماتی ہیں' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دل سے دیکھا' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشہور قول یہ ہے کہ آپ نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں اصل حبر الامت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج کر اس مسئلہ میں استفسار کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث سے اس مسئلہ پر اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ آپ نے اپنی رائے سے قرآن مجید کی آیات سے استدلال کیا ہے اور اس مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ جب ایک صحابی کوئی قول ذکر کرے اور دوسرا صحابی اس کی مخالفت کرے تو اس کا قول حجت نہیں ہوتا۔ جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح روایات سے ثابت ہے کہ انہوں نے رؤیت کا اثبات کیا ہے' تو اسے قبول کرنا واجب ہے کیونکہ یہ ایسا مسئلہ نہیں جسے عقل سے معلوم کیا جائے یا گمان سے حاصل کیا جائے۔ یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر ہی بیان کیا جاسکتا ہے' اور کوئی آدمی یہ گمان نہیں کرسکتا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مسئلہ میں گمان یا اجتہاد سے کام لیا ہے۔ علامہ معمر بن راشد نے کہا کہ اس مسئلہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہے اور ہمارے نزدیک سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ عالم نہیں' نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفی کی ہے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اثبات کیا ہے اور مثبت ونافی روایات میں تعارض کے وقت مثبت روایات کو ترجیح ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک اسی کو ترجیح ہے کہ شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۹۷' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رؤیت قلبی سے کیا مراد ہے؟

ایک قول کے مطابق نبی کریم ﷺ کو رؤیت قلبی حاصل ہوئی کہ آپ نے دل سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ رؤیت قلبی سے مراد کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رؤیت قلبی کے یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ کے قلب مبارک میں ایک ایسا علم حاصل ہو گیا' جسے رؤیت قلبی سے تعبیر کیا گیا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک پر اللہ تعالیٰ نے ایسی تجلی فرمائی' جس تجلی کی وجہ سے قلب مبارک میں رؤیت جیسی حالت پیدا ہوگئی' لیکن اہل حق کے نزدیک رؤیت قلبیہ سے یہ مراد ہے کہ چشم سر کی بینائی قلب مبارک میں رکھ دی گئی' جو بینائی سر اقدس کی مبارک آنکھ کو حاصل تھی' بالکل بلا تفاوت بعینہٖ وہی بینائی قلب مطہر کو حاصل ہوگئی' قلب مبارک ہو بہو چشم ظاہری کی طرح دیکھتا تھا کیونکہ دیکھنے کے لیے عقلاً ظاہری آنکھ کا ہونا شرط نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس عضو میں چاہے آنکھ کی طرح بینائی پیدا کر سکتا ہے۔ اگرچہ عادتِ الٰہیہ اسی طرح جاری ہے کہ آنکھ میں ہی بینائی کو پیدا فرماتا ہے' لیکن وہ خرقِ عادت پر بھی قادر ہے اور بلاشبہ اس قادر قیوم نے خرقِ عادت کے طور پر شبِ معراج اپنے حبیب ﷺ کے قلب اطہر میں چشم مبارک کی بینائی پیدا فرما دی اور حبیب ﷺ نے سر مبارک اور قلب اطہر دونوں سے اپنے رب کریم کو یکساں دیکھا۔

امام قسطلانی شارح بخاری مواہب اللدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

ثم ان المراد برؤية الفواد رؤية القلب لا مجرد حصول العلم لانه ﷺ كان عالما بالله على الدوام بل مراد من اثبت له انه راه بقلبه ان الرؤية التى حصلت له خلقت له فى قلبه كما تخلق الرؤية بالعين لغيره والرؤية لا يشترط لها شىء مخصوص عقلا ولو جرت العادة بخلقها فى العين.

(مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۷)

پھر (مخفی نہ رہے کہ) رؤیت فواد سے دل کا دیکھنا مراد ہے' نہ یہ کہ صرف علم حاصل ہو گیا کیونکہ حضور ﷺ علی الدوام عالم باللہ ہیں' جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے رؤیت قلبیہ ثابت کی ہے' ان کی مراد یہ ہے کہ جس طرح کسی کی آنکھ میں بینائی پیدا کی جاتی ہے' اسی طرح حضور ﷺ کے قلب مبارک میں بینائی پیدا کر دی گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے لیے عقلاً کسی خاص جزوِ بدن کا ہونا یا کسی مخصوص شی کا پایا جانا قطعاً ضروری نہیں' اگرچہ عادتاً بینائی آنکھ میں ہوتی ہے' لیکن اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ خرقِ عادت کے طور پر آنکھ کے علاوہ کسی اور عضو میں بینائی پیدا کر دے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ کی یہ تقریر اس امر کی روشن دلیل ہے کہ رؤیت قلبیہ اور رؤیت عینیہ دونوں کا مفاد ایک ہے۔ وللہ الحمد

(مقالاتِ کاظمی ج ۱ ص ۱۸۳' مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم' ملتان)

براق کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ شبِ معراج میرے پاس براق لایا گیا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

علمائے لغت نے کہا کہ براق اس چار پائے کا نام ہے' جس پر شبِ معراج نبی کریم ﷺ سوار ہوئے۔ علامہ زبیدی اور صاحبِ تحریر نے کہا کہ براق وہ چار پایہ ہے' جس پر انبیاء کرام علیہم السلام سوار ہوتے تھے۔ ان کے اس قول سے پتا چلا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس پر سوار ہوتے تھے۔ اس قول کے ثبوت کے لیے نقل صحیح کی ضرورت ہے۔ ابن درید نے کہا کہ براق' برق سے مشتق ہے۔ تیز رفتاری کی بناء پر اسے براق کا نام دیا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اسے بہت زیادہ صفائی' چمک دمک اور روشن ہونے کی بناء پر براق کہا گیا۔ بعض نے کہا کہ سفید ہونے کی وجہ سے اسے براق کہا گیا' اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اسے براق اس لیے کہا گیا کہ اس کے دو رنگ تھے۔ ''شاة برقاء'' اس بکری کو کہتے ہیں' جس کے سفید بالوں میں سیاہ نشانات ہوں' اور حدیث پاک میں براق کو سفید کہا گیا' بعض اوقات

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

سیاہ وسفید رنگ والی بکری کو بھی سفید شمار کیا جاتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۹۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

متعارض روایات کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے براق پر سوار کرایا گیا اور جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے حتیٰ کہ آسمانِ دنیا پر پہنچے۔ اس حدیث سے بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ براق پر سوار ہو کر سیدھے پہلے آسمان پر تشریف لے گئے اور آسمانوں پر جانے سے پہلے آپ بیت المقدس کی طرف تشریف نہیں لے گئے، جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ براق پر سوار ہو کر پہلے بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہاں نماز ادا فرمانے کے بعد آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا، وہ سفید رنگ کا ایک چوپایہ تھا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، اس کا قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا، میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس تک پہنچا اور جس جگہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھتے تھے، وہاں میں نے اسے باندھ دیا، پھر میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور باہر آ گیا، پھر جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک برتن میں دودھ اور ایک برتن میں شراب لے کر آئے، میں نے دودھ لے لیا، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا ہے، پھر ہمیں آسمانوں پر لے جایا گیا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

نیز ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہو کر آسمانوں پر تشریف لے گئے، جب کہ دوسری روایات میں یہ تصریح ہے کہ آپ کے لیے نورانی سیڑھی لائی گئی، اس پر چڑھ کر آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا: پھر میں اور جبریل علیہ السلام بیت المقدس میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا کی، پھر میرے پاس ایک سیڑھی لائی گئی، جس پر اولادِ آدم کی ارواح اس وقت چڑھتی ہیں، جب تم میت کی آنکھیں آسمان کی طرف کھلی ہوئی دیکھتے ہو، وہ انتہائی خوب صورت سیڑھی تھی، کسی مخلوق نے ایسی حسین سیڑھی نہیں دیکھی ہوگی۔ میں اور جبریل علیہ السلام اس سیڑھی پر چڑھے حتیٰ کہ ہماری ملاقات آسمانِ دنیا کے فرشتے سے ہوئی، جس کا نام اسماعیل تھا۔ الخ (دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۳۹۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ان روایات میں تعارض کی توجیہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہلے براق پیش کیا گیا جس پر سوار ہو کر آپ بیت المقدس تشریف لے گئے، اس کے بعد سیڑھی لائی گئی۔ جس طرح بیہقی کی مذکورہ بالا روایت کی ابتداء میں براق کا ذکر ہے جس پر سوار ہو کر آپ بیت المقدس تک پہنچے، اختصاراً ہم نے روایت کا ابتدائی حصہ ذکر نہیں کیا، اور یہ کوئی بعید بات نہیں کہ آپ براق پر سوار ہو کر سیڑھی پر چڑھے ہوں۔ جن روایات میں بیت المقدس کا ذکر نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ راوی نے اختصار کی غرض سے اتنے حصے کا ذکر نہیں کیا، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعہ معراج متعدد مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے ذکر کیا۔ جس راوی نے جتنا حصہ سنا تھا، اس قدر روایت کر دیا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

مذکورہ روایت کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر چڑھ کر آسمانوں پر تشریف لے گئے اور جن حضرات کا گمان ہے کہ بیت المقدس تک معراج الگ واقعہ ہے اور آسمانوں کی طرف معراج دوسرا واقعہ ہے، ان کی دلیل بھی یہی حدیث ہے، نیز دوسری روایات میں ہے کہ آپ براق پر نہیں تھے بلکہ سیڑھی پر چڑھ کر تشریف لے گئے، جس طرح علامہ عسقلانی رحمہ اللہ نے اسے صراحۃً ذکر کیا ہے، میں کہتا ہوں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہاں راوی نے اختصار سے کام لیا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کا سفر بیت المقدس تک

MARKAZ-UL-ULOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

براق پر ہو پھر آسمانوں کی طرف سفر سیڑھی پر ہو۔ راوی نے روایت کو مختصر کر دیا' لہٰذا اشکال پیدا ہوا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے کی حکمتیں

شبِ معراج پہلے آپ بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے' پھر وہاں سے آسمانوں کی طرف سفر شروع فرمایا' ابتداءً ہی آسمانوں کی طرف سفر شروع نہیں کروایا گیا' اس میں کیا حکمت ہے؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

آسمانوں کی جانب تشریف لے جانے سے پہلے بیت المقدس کی طرف سفر میں یہ حکمت تھی کہ منکرین کے سامنے اظہارِ حق ہو کیونکہ اگر مکہ مکرمہ سے ہی آسمانوں کی طرف تشریف لے جاتے تو منکرین کے سامنے اظہارِ حق کی کوئی صورت نہ ہوتی اور اس صورت میں آپ نے بیت المقدس کی نشانیاں بیان فرما کر اور راستے میں سامنے آنے والے قافلوں کے حالات بیان فرما کر منکرین کے سامنے حق واضح فرمایا۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ آپ کو بیت المقدس کی طرف سفر کرنے کی فضیلت حاصل ہوگئی کیونکہ بیت المقدس اکثر انبیاء کرام علیہم السلام کی ہجرت گاہ ہے۔ (فقیر رضوی کہتا ہے: بلکہ بیت المقدس کو قدوم میمنت لزوم کی برکت و شرافت حاصل ہوگئی' وہ بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی ہجرت گاہ تو تھا مگر اب اسے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلوہ گری سے شرفِ تام حاصل ہو گیا' اس لیے کہ زمانوں' مکانوں اور اشیاء کو آپ کی نسبت سے برکت حاصل ہوتی ہے' آپ حصولِ برکت کے لیے زمان و مکان کے محتاج نہیں۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) تیسری حکمت یہ ہے کہ روایات میں ہے کہ آسمان کا دروازہ بیت المقدس کے مقابل ہے' جس کا نام مصعد الملائکہ (فرشتوں کے چڑھنے کی جگہ) ہے' لہٰذا بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا تاکہ وہاں سے آسمانوں کی طرف سیدھا سفر شروع ہو۔ اسے علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ف: اس حدیث میں ہے کہ آسمانِ دنیا پر پہنچ کر جبریل نے دروازے پر دستک دی تو پوچھا گیا: کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: میں جبریل ہوں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے تحت لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ آسمانوں کے حقیقۃً دروازے ہیں اور وہاں حفاظت کرنے والے فرشتے مقرر ہیں' نیز اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے کو چاہیے کہ وہ اجازت طلب کرے' مثلاً یوں کہے: میں زید ہوں' صرف "میں" کہنا کافی نہیں' جس طرح عام طریقہ ہے' کیونکہ حدیث پاک میں ایسا کہنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

آسمانوں پر فرشتوں کے سوال و جواب کی حکمتیں

حضور غزالئ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

آسمان اجسام لطیفہ ہیں اور ایسے ہی ان کے دروازے بھی لطیف ہیں اور ان سے عزت و کرامت کی وہ راہیں مراد ہیں' جو بجز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی پر نہیں کھولی گئیں۔ اسی لیے جب تک جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک نہیں لیا' ساتوں آسمانوں میں سے کسی آسمان کا دروازہ نہیں کھولا گیا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ عظمت مصطفویہ کا وہ چمکتا ہوا نشان ہے جو ابد الآباد تک نہیں مٹ سکتا۔

اعتراض: جبریل علیہ السلام جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں آسمانوں پر پہنچے تو ہر آسمان پر فرشتوں نے سوال کیا کہ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: جبریل' فرشتوں نے کہا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' پھر فرشتوں نے پوچھا: کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: ہاں! فرشتوں نے کہا: "مرحبا به اهلا" اور دوسری روایت میں ہے: "نعم المجیء جاء"

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ان تمام سوالات وجوابات اور واقعہ کی نوعیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کو معراج کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لے جانے سے پہلے کچھ علم نہ تھا۔

جواب: فرشتوں کو معراج شریف سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے کا علم نہ ہونا حدیث شریف کے خلاف ہے۔ بخاری شریف میں حدیثِ معراج کے یہ الفاظ موجود ہیں: ''فیستبشر به اهل السماء'' یعنی حضور ﷺ کی خوش خبری آسمان والے سنتے تھے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۱۲۰)

امام ابن حجر عسقلانی، فتح الباری میں اس کے تحت ارقام فرماتے ہیں:

''قوله فاستبشر به اهل السماء کانهم کانوا اعلموا انه سیعرج به فکانوا مترقبین لذلک'' گویا فرشتوں کو بتادیا گیا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کو عنقریب معراج کرائی جائے گی تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔

رہا سوال و جواب کا مسئلہ تو یہ بات دلائل کی روشنی میں آفتاب سے زیادہ روشن ہو چکی ہے کہ سوال ہمیشہ لاعلمی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ کبھی حکمت کی بناء پر بھی ہوتا ہے۔ یہاں سوال و جواب میں مندرجہ ذیل دو حکمتیں ہیں:

(۱) یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ہفت سماوات میں عزت و کرامت کے مخصوص دروازے بہ جز حضرت محمد ﷺ کے کسی کے لیے نہیں کھولے جاسکتے، خواہ جبریل علیہ السلام ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) اگر فرشتے یہ نہ پوچھتے کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ تو جبریل علیہ السلام ''نعم'' ہاں کہہ کر اقرار بھی نہ کرتے۔ جبریل علیہ السلام نے جب اس امر کا اقرار کرلیا کہ ہاں! وہ واقعی بلائے گئے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور فضیلت پر دلیل قائم ہوگئی اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بلایا جانا ہے۔ اگر یہ سوال و جواب نہ ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بلایا جانا کیسے ثابت ہوتا۔

(مقالاتِ کاظمی ج ۱ ص ۱۵۶، مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم، ملتان)

نبی کریم ﷺ کا انبیاء کرام کو سلام کرنا

اس حدیث میں ہے کہ آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی اور جبریل علیہ السلام عرض کرتے کہ یہ فلاں نبی ہیں، انہیں سلام کیجئے۔ اس پر سوال ہے کہ مفضول افضل کو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ تو افضل الانبیاء ہیں تو آپ سے سلام میں پہل کیوں کروائی گئی؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو انبیاء کرام علیہم السلام پر سلام کرنے کا مامور کیا گیا کیونکہ آپ ان کے پاس سے گزر رہے تھے اور کھڑے ہوئے شخص کے حکم میں تھے اور انبیاء کرام علیہم السلام بیٹھے ہوئے شخص کے حکم میں تھے، اور کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے کو سلام کرتا ہے، اگرچہ کھڑا ہوا افضل ہی ہو، اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان سے افضل نہ ہوں جب کہ حدیث سے پتا چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مرتبہ سب سے بلند اور آپ کا حال سب سے قوی ہے اور آپ سب سے زیادہ بلندی پر تشریف لے جانے والے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

جبریل علیہ السلام کا انبیاء کرام علیہم السلام سے نبی کریم ﷺ کا تعارف کروانا

اس حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کے وقت نبی کریم ﷺ سے ان کا تعارف کرواتے رہے۔ بعض لوگ اس سے نبی کریم ﷺ کی لاعلمی ثابت کرتے ہیں۔

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

جبریل علیہ السلام کے تعارف کرانے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاعلمی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

المقدس میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقی ہو چکے تھے' بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام کی قبور سے گزرے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبریل علیہ السلام کے تعارف کے بغیر جان لیا کہ یہ فلاں نبی کی قبر مبارک ہے' چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کثیب احمر پر موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف سے گزرے تو فرمایا: میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ا)

لہٰذا جبریل علیہ السلام کا تعارف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدم التفات کی وجہ سے ہے یا اپنی خادمانہ شان ظاہر کرنے کے لیے۔ (مقالات کاظمی ج اص ۱۵۸' مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم' ملتان)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ رب العزت کے مقام مشاہدہ میں مستغرق ہوتے ہیں' اس وقت ماسوی اللہ کی طرف آپ کی بالکل توجہ نہیں ہوتی' بلکہ اپنی ذات کی طرف بھی آپ کی توجہ بعد میں اور اللہ کی ذات کی طرف توجہ پہلے ہوتی ہے' اسی لیے غار میں آپ نے یارِ غار سے فرمایا: ''لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاO'' (التوبہ: ۴۰) اللہ کا ذکر پہلے اور اپنا ذکر بعد میں فرمایا' جب کہ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول قرآن مجید میں منقول ہے: ''اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِO'' (الشعراء: ۶۲) اپنا ذکر پہلے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بعد میں ہے۔ ابتدائے وحی میں بھی آپ کی یہی کیفیت تھی کہ مقام حضور و مشاہدہ میں اتنا مستغرق تھے کہ جبریل امین علیہ السلام بار بار عرض کرتے ہیں: ''اقرأ'' پڑھیے! مگر آپ مقامِ مشاہدہ سے باہر نہیں آتے اور جواباً ''ما انا بقارئٍ'' فرما دیتے ہیں کہ میں پڑھنے والا نہیں۔ جبریل علیہ السلام اپنی پوری ملکی طاقت صرف کر دیتے ہیں' آپ پر چھ سو پروں کے مالک عظیم الجثہ نوری فرشتہ کی اتنی طاقت کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور مشاہدہ کی اس کیفیت سے باہر نہیں آتے' جب جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں: ''اقرأ باسم ربك'' اپنے رب کے نام سے پڑھیے کہ جس ہستی کے مشاہدہ میں آپ مستغرق ہیں' اسی کے نام سے پڑھیے' تب آپ قراءت فرماتے ہیں اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے: ''لی مع اللّٰه وقت لایسعنی فیه ملك مقرب ولا نبی مرسل'' کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا ایک خاص وقتِ قرب ہوتا ہے' جس وقت کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کی وہاں رسائی نہیں ہوتی۔ شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مکمل استغراق اور مشاہدہ کی کیفیت میں تھے۔ آپ کی کامل توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف تھی' لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام کی ملاقات کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو تعارف کا فریضہ سرانجام دینا پڑا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی جانب آپ کو متوجہ کرنا پڑا' ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام سے متعارف نہ ہوں جب کہ بیت المقدس میں آپ انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کروا چکے تھے اور ان سے ملاقات فرما چکے تھے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا متعدد جگہ تشریف فرما ہونا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات فرمائی۔ اس پر سوال ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام تو اپنی اپنی قبروں میں تشریف فرما تھے' پھر آسمانوں پر آپ نے ان سے ملاقات کیسے فرمائی؟ نیز بیت المقدس میں آپ انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات فرما چکے تھے' پھر وہ سب انبیاء کرام آپ سے پہلے آسمانوں پر کیسے پہنچ گئے؟ اسی طرح مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی میں سرخ ٹیلے کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی) اس پر بھی سوال ہے کہ بیت المقدس کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا' پھر مسجد اقصیٰ میں بھی انہیں موجود پایا' پھر چھٹے آسمان پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے موجود پایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کیسے پہنچ گئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ٹھیک ہے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبور اور مزارات میں جلوہ فرما تھے مگر شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز کے لیے وہ ان مقامات پر آپ سے پہلے آپ کے استقبال کے لیے پہنچ گئے' لیکن پھر سوال ہوگا کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

کو نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رفتاری عطا فرمائی گئی' اس کا جواب یہ ہے کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام کا نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رفتار ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ نبی کریم ﷺ کو اعزاز کے لیے براق پر سوار کرایا گیا تھا' آپ براق کی رفتار سے سفر فرما رہے تھے' رفتارِ نبوت سے سفر نہیں فرما رہے تھے اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام رفتارِ نبوت سے سفر فرماتے ہوئے پہلے پہنچے لہٰذا رفتارِ نبوت کا رفتارِ براق سے زیادہ ہونا لازم آتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رفتار ہونا لازم نہیں آتا' نیز اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ شانِ اعجاز عطا فرمائی ہے کہ وہ بہ یک وقت متعدد مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں' شبِ معراج وہ اپنے مزارات میں بھی تھے۔ مسجدِ اقصیٰ میں بھی تھے اور آسمانوں پر بھی موجود تھے' اس میں کوئی بعید بات نہیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کرنے پر اشکال ہے کہ ان کے اجسام تو اس وقت قبروں میں موجود تھے تو آسمانوں پر ان سے ملاقات کیسے ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواحِ مبارکہ کو ان کے اجساد والی شکل وصورت عطا کر دی گئی یا ان کے اجساد کو ہی نبی کریم ﷺ کی ملاقات کے لیے حاضر کر دیا گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ لکھتے ہیں:

اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر ان کی روح کا تمثل ہوا ہے' یعنی غیر عنصری جسد سے جس کو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں' روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے' لیکن ان کے اختیار سے نہیں بلکہ محض بہ قدرت ومشیت حق اور ظاہراً یہ جسم مثالی جو دونوں جگہ نظر آیا' الگ الگ شکل رکھتا تھا۔ اسی لیے باوجود لقاء بیت المقدس کے آسمان میں نہیں پہچانا' البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر مع الجسد ہیں' ان کو وہاں دیکھنا مع الجسد ہوسکتا ہے' لیکن ان کو جو بیت المقدس میں دیکھا وہ مع الجسد نہیں تھا' بلکہ بالمثال تھا کہ تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ قبل الموت بھی بطور خرقِ عادت کے ممکن ہے اور اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس میں مع الجسد ہوں اور آسمان سے وہ آ گئے ہوں یا دونوں جگہ مع الجسد ہوں' اوّل آسمان سے بیت المقدس آئے ہوں' پھر یہاں سے وہاں پہنچ گئے ہوں مگر خلافِ ظاہر ہے۔

(نشر الطیب ص ۶۵۔۶۴' مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ' کراچی)

مذکورہ بالا عبارت میں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی یہ تسلیم کیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام بہ یک وقت متعدد مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں اور صوفیائے کرام کے نزدیک بھی یہ ثابت ہے' البتہ یہ کہنا کہ جسم اصلی اور جسم مثالی الگ الگ صورت رکھتے تھے' اسی بناء پر نبی کریم ﷺ نے آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں پہچانا اور جبریل علیہ السلام نے تعارف کروایا' یہ محض تھانوی صاحب کی قیاس آرائی ہے جو کسی دلیل پر مبنی نہیں۔ الفاظِ حدیث میں کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ لازم آتا ہو کہ نبی کریم ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں پہچانا بلکہ صحیح بات وہی ہے جسے ہم نے غزالی زماں رحمہ اللہ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ جبریل علیہ السلام کا تعارف کروانا یا تو نبی کریم ﷺ کے عدم التفات کی بناء پر تھا یا اپنی خادمانہ حیثیت کے اظہار کے لیے تھا یا پھر نبی کریم ﷺ انوارِ الٰہیہ کے مشاہدہ میں اس قدر مستغرق تھے کہ کسی طرف بالکل متوجہ نہیں تھے لہٰذا متوجہ کرانے کے لیے جبریل علیہ السلام کو تعارف کی ضرورت پیش آئی۔

مخصوص انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص آسمانوں پر ملاقات کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

آسمانوں پر جن انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں' ان کے اختصاص میں کیا حکمت ہے؟ اس میں مختلف اقوال ہیں۔ زیادہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مشہور یہ ہے کہ درجات کے اعتبار سے مختلف آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام موجود تھے۔ ابن ابی جمرہ نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے آسمان پر تھے کیونکہ وہ سب سے پہلے نبی ہیں اور سب سے پہلے باپ ہیں' لہٰذا پہلے آسمان پر موجود تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر تھے کیونکہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی بہ نسبت ان کا زمانہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اس کے بعد تیسرے آسمان پر سیّدنا یوسف علیہ السلام تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت جنت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت پر داخل ہوگی اور حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے آسمان پر تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا○'' (مریم:۵۷) ''اور ہم نے ان کو بلند مکان پر اٹھالیا○'' اور چوتھا آسمان ساتوں آسمانوں کے وسط میں ہے اور حضرت ہارون علیہ السلام پانچویں آسمان پر تھے تاکہ اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ان سے افضل ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہے' لہٰذا وہ چھٹے آسمان پر تھے اور سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں' لہٰذا وہ ساتویں آسمان پر تھے' شاید تمام انبیاء کرام علیہم السلام آسمانوں پر اپنے اپنے مناسب مقام پر تشریف فرما تھے لیکن حدیث میں صرف مشہور انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کیا ہے اور انہی کے ذکر پر اکتفاء فرماتے ہوئے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء مبارکہ ذکر نہیں فرمائے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۴۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رونے کا سبب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میں آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام رو پڑے۔ ان سے کہا گیا کہ تم روتے کیوں ہو؟ انہوں نے کہا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے اور میری امت کی بہ نسبت ان کی امت کے زیادہ افراد جنت میں جائیں گے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اس لیے روئے تھے کہ انہیں اپنی قوم کے متعلق غم تھا کہ ان پر ایمان لانے والے تھوڑے تھے اور ان کے دشمن کثیر تعداد میں تھے' لہٰذا سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے متعلق اظہارِ غم کے لیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رشک کرنے کے لیے روئے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین کثیر تعداد میں ہیں' اور نیکی کے سلسلہ میں رشک کرنا قابل تعریف ہے۔ رشک کا مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ خواہش کی کہ کاش! مجھ پر ایمان لانے والے بھی اس امت کی طرح ہوتے۔ ان کی یہ تمنا نہیں تھی کہ یہ امت میری پیروکار ہوتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اس طرح کی نہ ہوتی۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا مقصد اپنی قوم پر اظہارِ غم کے لیے اور عظیم فضل وثواب کے فوت ہوجانے پر اظہارِ تاسف کے لیے تھا کیونکہ جو آدمی نیکی کی دعوت دے اور لوگ اس پر عمل کریں تو اس دعوت دینے والے کو بھی ان لوگوں کے برابر اجر حاصل ہوگا' جس طرح کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ج۱ ص۹۳' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلام کہنا

اس حدیث میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ غلام (نوجوان) میرے بعد مبعوث ہوئے' الخ۔ اس کی توجیہ میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آپ کو غلام کہنا توہین وتنقیص کی غرض سے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظیم کرم کے بیان کے لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھوڑی سی عمر میں ان عظیم کمالات سے نوازا ہے کہ آپ سے پہلے بڑی عمر والوں کو ان کمالات سے نہیں نوازا گیا۔ علامہ عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

پر انعامات فرمائے کہ آپ ادھیڑ عمر کو پہنچ چکے ہیں اور بڑھاپے کی ابتدائی عمر میں داخل ہو چکے ہیں مگر اس کے باوجود آپ کے جسم انور پر بڑھاپے کے آثار نہیں اور نہ ہی آپ کی قوت میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ غلام کہنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت انبیاء کرام علیہم السلام کے قریب سے گزرے اس وقت آپ کی عمر مبارک انبیاء کرام علیہم السلام کی دنیاوی عمروں سے کم تھی، پھر ان انبیاء کرام علیہم السلام پر برزخ کے زمانے بھی گزر چکے تھے نیز اس اعتبار سے بھی آپ کو غلام کہا گیا کہ بعثت نبوی کی قلیل مدت میں آپ کو بلند مرتبہ حاصل ہوا کیونکہ زمانہ وحی کے کچھ عرصہ بعد ہی آپ کو معراج حاصل ہوئی۔ اس لیے کہ معراج کی تاریخ کے متعلق انتہائی قول یہ ہے کہ معراج ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی' لہٰذا اس اعتبار سے آپ کو غلام کہا گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

سدرۃ المنتہیٰ کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ دوسرے مفسرین کرام نے کہا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ملائکہ کے علم کی وہاں انتہاء ہو جاتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی اور اس سے آگے نہیں جا سکتا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اسے سدرۃ المنتہیٰ اس لیے کہا گیا کیونکہ جو اس سے اوپر ہیں ان کی وہاں انتہاء ہو جاتی ہے کہ وہ نیچے نہیں آ سکتے اور جو اس سے نیچے ہیں' ان کی بھی وہاں انتہاء ہو جاتی ہے کہ وہ اوپر نہیں جا سکتے۔ (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۹۲' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ سدرہ کی المنتہیٰ کی طرف اضافت اس لیے ہے کہ یہ ایسا مکان ہے جہاں بندوں کے اعمال اور مخلوق کے علم کی انتہاء ہو جاتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی اور فرشتہ یا رسول اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ یہ ساتویں آسمان پر ہے اور اس کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس سے عظمت وشانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آشکارا ہوتی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ ساری مخلوق کے لیے حد اور انتہاء ہے' اوپر والے اس سے نیچے نہیں آ سکتے اور نیچے والے اس سے اوپر نہیں جا سکتے۔ یہ ظاہری حدود و قیود دوسری مخلوق کے لیے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ظاہری حدود و قیود سے ماوراء ہیں' آپ کے فضائل و کمالات کی کوئی حد ہے تو وہ صرف علم الٰہی میں ہے' مخلوق کا علم اس حد تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا کیونکہ تمام مخلوق کے علوم کی حد تو سدرۃ المنتہیٰ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و کمالات کی سرحدیں تو سدرۃ المنتہیٰ بلکہ عرشِ اعظم سے بھی وراء الوراء ہیں' لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مخلوق ہیں اور علم الٰہی میں آپ کے کمالات و فضائل بھی محدود اور متناہی ہیں اور اس حد سے آگے شانِ الوہیت ہے لیکن مخلوق کے علم کے اعتبار سے آپ کے فضائل و کمالات غیر متناہی اور غیر محدود ہیں' اسی لیے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری — حیراں ہوں میرے شاہا! میں کیا کیا کہوں تجھے

شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

بدو گفت سالار بیت الحرام — کہ اے حامل وحی برتر خرام
چوں در دوستی مخلصم یافتی — عنانم زصحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند — بماندم کہ نیروے بالم نماند

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

3

اگر یک سرِ موئے برتر پرم فروغِ تجلی بسوزد پرم

سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے نمازوں میں تخفیف

غزالیِ علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم ہوتا کہ میری امت پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی تو موسیٰ علیہ السلام کے بغیر کہے خود طلبِ تخفیف فرماتے، لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازخود ایسا نہ کیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے واپس گئے اور نمازیں کم ہونے کی درخواست کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تجربہ کی بناء پر علم تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود عالم الغیب ہونے کے پچاس نمازیں فرض فرمائیں اور اوّلاً ازخود کوئی تخفیف نہ فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں، اللہ تعالیٰ کے اس فعل میں حکمت تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاموش رہنے میں بھی وہی حکمت تھی۔ حکمت کو لاعلمی کہنا جہالت ہے۔

اس واقعہ میں یہ حکمت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیاتِ ظاہری کے بعد بھی ہم دنیا والوں کے فائدہ کا وسیلہ بن گئے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہلِ قبور خواہ انبیاء علیہم السلام ہی کیوں نہ ہوں، دنیا والوں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے ان کے اس قول کو ردّ فرما دیا اور وہ اس طرح کہ پینتالیس نمازیں معاف فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور معاف کروانے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معافی حاصل کرنے کے لیے بھیجنے والے اور معافی کا وسیلہ بننے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو صاحبِ قبر ہیں اور غالباً اسی حکمت کو ظاہر فرمانے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''**فاذا هو قائم يصلى فى قبره**'' کہ جب مسجد اقصیٰ جا رہا تھا تو میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے ہو کر گزرا، وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ خاص طور پر لفظ قبر ارشاد فرمانے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ اہل قبور کا دنیا والوں کو فائدہ پہنچانا ثابت ہو جائے اور وہ فائدہ بھی ایسا کہ تمام دنیا والے مل کر وہ فائدہ کسی کو نہیں پہنچا سکتے، اگر سارا جہان بھی زور لگا لے تو فرائض کا ایک سجدہ بھی کم نہیں کرا سکتا، لیکن موسیٰ علیہ السلام نے بالواسطہ پینتالیس نمازیں معاف کرائیں، اس کے علاوہ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمازیں معاف کرانے کے لیے بار بار بھیج رہے تھے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں اور موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کریں۔ (مقالاتِ کاظمی ج ۱ ص ۱۵۸، مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم، ملتان)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طلبِ تخفیف کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھیجنا ایک اور حکمت پر بھی مبنی ہے کہ کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دیدار کا سوال کیا تو جواب ملا: ''لن ترانی'' ''اے موسیٰ! تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے، پھر پہاڑ کی طرف دیکھنے کا حکم ہوا کہ پہاڑ برقرار رہا تو میرا دیدار کر سکو گے'' لیکن پہاڑ اللہ تعالیٰ کے جلووں کے سامنے برقرار نہ رہ سکا، پاش پاش ہو گیا اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے، آج شبِ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اسی دعا کو قبولیت کا تاج پہنایا جا رہا ہے کہ اے پیارے کلیم! تم بلاواسطہ میرے دیدار کی تاب نہیں لا سکتے تھے آج اپنی تمنا پوری کر لو، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا دیدار کر کے لوٹیں گے، میرے حسن کے جلووں کو اپنے چہرہ والضحیٰ میں سمو کر واپس تشریف لائیں گے۔ حسن ''لم یزل'' کا آئینہ بن کر آئیں گے، ان کو دیکھنا مجھے دیکھنا ہوگا۔ اے موسیٰ علیہ السلام! تم نے بار بار میرے دیدار کی تمنا کی تھی، آج بار بار میرا دیدار کر کے آنے والے میرے محبوب کا دیدار کر لو، تمہیں میرے دیدار کا لطف حاصل ہو جائے گا، نیز یہاں سے عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور عظیم نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ تو مخلوق کی حد ہے، کوئی اس سے آگے نہیں گزر سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بلانے پر سدرۃ المنتہیٰ سے آگے تشریف لے گئے، کسی کے ذہن میں آ سکتا تھا کہ آپ کو بلایا گیا تو سدرہ سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آگے گزر گئے ورنہ آپ بھی دوسری مخلوق کی طرح سدرہ سے پار نہیں جاسکتے۔ آپ موسیٰ علیہ السلام کی عرض پر بار بار بغیر بلاوے کے سدرہ سے آگے گزر کر بارگاہِ الوہیت میں حاضر ہو رہے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا مقام معلوم ہوا کہ آپ کو صرف ایک بار کی اجازت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اذنِ عام عطا فرمایا ہے۔ جبریل علیہ السلام آ کر عرض کریں یا نہ کریں، آپ جب چاہیں، سدرہ کی حدود سے گزر کر بارگاہِ خاص میں حاضر ہو سکتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے آخری مرتبہ عرض کرنے پر بھی یہ نہیں فرمایا کہ اب میں حاضر نہیں ہو سکتا اور اب اجازت نہیں، بلکہ یہی فرمایا کہ اب مجھے حیاء آتی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوں۔

بیت المقدس اٹھا کر سامنے کرنے میں نبی کریم ﷺ کی عظیم فضیلت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر فرما دیا۔ میں قریش کو اس کی نشانیاں بتلانے لگا حالانکہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے جب قریش مکہ کے سامنے سفرِ معراج کے احوال بیان فرمائے اور انہوں نے تکذیب کرنا چاہی تو قریش مکہ چونکہ آسمان، جنت و دوزخ اور سدرہ وغیرہ کے احوال سے واقف نہ تھے، البتہ انہوں نے بیت المقدس دیکھا تھا، لہٰذا کہنے لگے کہ ہم نے آسمان وغیرہ تو نہیں دیکھے البتہ بیت المقدس دیکھا ہے، لہٰذا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ہمیں بیت المقدس کی مکمل نشانیاں بتاؤ۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوال کیا جو اس وقت میرے ذہن میں حاضر نہ تھیں، مجھے پریشانی لاحق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا اور میں نے دیکھ دیکھ کر نشانیاں بیان فرما دیں۔ اس حدیث کو نبی کریم ﷺ کے عدمِ علم کی دلیل بنانا درست نہیں کہ آپ کو علم ہوتا تو فوراً بیان فرما دیتے کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے علم نہیں تھا بلکہ یہ فرمایا کہ وہ نشانیاں اس وقت ذہن میں متحضر نہ تھیں، مثلاً ایک عالم دین ہے، ایک فقہی مسئلہ اس نے پڑھا ہے اور اس کے علم میں ہے بلکہ اپنی تصنیف میں اسے تحریر بھی کر چکا ہے مگر کسی کے استفسار کے وقت بعض اوقات وہ مسئلہ اس کے ذہن میں متحضر نہیں ہوتا اور وہ کہتا ہے کہ میں یہ مسئلہ کتاب سے دیکھ کر بتاؤں گا تو کوئی بھی اس عالم کو جاہل نہیں کہے گا۔ اللہ رب العزت نے محبوب کریم ﷺ کو علوم ما کان و ما یکون عطا فرمائے، مگر بسا اوقات کسی بات کی طرف آپ کی توجہ نہ رہتی یا وقتی طور پر اسے آپ کے ذہن سے بھلا دیا جاتا تو اس میں اللہ رب العزت کی کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی تھی۔ قرآن مجید میں ہے: ''سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓىۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ'' (الاعلیٰ: ۶-۷) ''اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے ۞ مگر جو اللہ چاہے''۔ اللہ کی مشیت سے آپ کو بھلایا جانا یہ آپ کے لیے موجبِ نقص نہیں، بلکہ باعثِ کمال ہے کہ آپ کے بھول جانے پر جو حکمتیں اور کمالات مترتب ہوتے ہیں، وہ حکمتیں اور کمالات کسی اور کے علم پر بھی مترتب نہیں ہو سکتے۔ بیت المقدس کے سلسلہ میں آپ پر نسیان کی جو عارضی کیفیت طاری ہوئی، یہ بھی آپ کا کمال ہے کہ یہ وقتی نسیان آپ کے ایک عظیم معجزہ کے ظہور کا باعث بن گیا اور اللہ رب العزت نے آپ کے اعزاز کے لیے بیت المقدس کو اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات کے جامع ہیں۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی خاطر اللہ تعالیٰ نے تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے سے پہلے آپ کے سامنے حاضر کر دیا، اور یہاں اس سے بھی عظیم معجزہ ظاہر ہوا کہ تخت تو چاہے کتنا وزنی ہو، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے، مگر بیت المقدس جس کی بنیادیں زمین کے اندر قائم و مضبوط ہیں اور وہ دوسری جگہ منتقل نہیں ہو سکتا، اسے اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا گیا، اور وہاں جب تختِ بلقیس اٹھایا گیا تو پہلی جگہ سے منتقل ہو کر دربارِ سلیمان علیہ السلام میں آ گیا، مگر یہاں اس سے بھی زیادہ محیر العقول معجزہ ہے کہ بیت المقدس اپنی جگہ سے غائب نہیں ہوا اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھی حاضر کر دیا گیا اور وہاں سیّدنا سلیمان علیہ السلام اپنے درباریوں سے مطالبہ فرماتے ہیں کہ تختِ بلقیس کو فوراً حاضر کیا جائے اور آپ کے مطالبہ پر آپ کی امت کا صاحبِ کرامت عالم تختِ بلقیس کو حاضر کرتا ہے اور یہاں نبی کریم ﷺ کسی سے مطالبہ نہیں فرماتے بلکہ ابھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا بھی نہیں فرمائی، صرف

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMI ISLAMIA ACADEMY

پریشانی لاحق ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر درخواست کے فوراً بیت المقدس کو آپ کے سامنے کر دیا۔ اس لیے کہ آپ اللہ رب العزت کے حبیب ہیں' سارے انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور مقامِ حبیب یہ ہے کہ خود خدا آپ کی رضا کا طالب ہے۔ حدیث قدسی ہے: ''کلهم يطلبون رضائی وانا اطلب رضاك يامحمد'' جس کا ترجمہ حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یوں کیا:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

٨٧٠١ ۔ وَعَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَعُ حَافِرُهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ تَرْبِطُ بِهَا الْاَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِاٰدَمَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاِذَا اَنَا بِيُوْسُفَ اِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوْسٰى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَّا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا' وہ سفید رنگ اور لمبے قد کا ایک جانور تھا' گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا' اس کا قدم نظر کی انتہاء پر پڑتا تھا' میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس میں آیا اور جس حلقے سے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھتے تھے وہاں میں نے اس کو باندھ دیا' پھر میں مسجد حرام میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز ادا کر کے باہر آیا تو میرے پاس جبریل علیہ السلام ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں دودھ لے کر آئے' میں نے دودھ کو پسند کیا' جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے' پھر ہمیں آسمانوں پر لے جایا گیا اور پہلی حدیث کے ہم معنی حدیث بیان کی' فرمایا کہ میں نے آدم علیہ السلام سے ملاقات کی' انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی' فرمایا کہ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' ان کو حسن کا نصف حصہ عطا کیا گیا ہے' انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر نہیں فرمایا' اور فرمایا کہ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' آپ بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جنہیں دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملتا' پھر جبریل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے' اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح اور پھل مٹکوں کی طرح تھے' جب اس درخت کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ڈھانپ دیا گیا تو اس کی رنگت متغیر ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی شخص اس کے حسن کو بیان نہیں کر سکتا' اور اللہ تعالیٰ نے جو چاہا مجھ پر وحی فرمائی اور مجھ پر ہر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں' پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا' انہوں نے کہا: آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا: ہر دن رات میں پچاس نمازیں' انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور تخفیف کا سوال کیجئے کہ آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی' کیونکہ میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور ان کا تجربہ کیا ہے' آپ نے فرمایا: پھر میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَإِنِّي بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي وَبَيْنَ مُوسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُونَ صَلٰوةً مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ لَهُ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوسٰى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: اے میرے رب! میری امت پر تخفیف فرما' تو پانچ نمازیں کم کر دی گئیں' پھر میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور میں نے کہا: پانچ نمازیں کم کر دی گئی ہیں' انہوں نے کہا: آپ کی امت اتنی نمازیں بھی ادا نہیں کر سکے گی' آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جایئے اور تخفیف کا سوال کیجئے' فرمایا کہ میں مسلسل اپنے رب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان چکر لگاتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد ﷺ! یہ ہر دن اور رات کی پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز کا اجر دس گنا ہے تو یہ پچاس نمازیں ہی ہوں گی' جو شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرے گا اور وہ نیک کام نہیں کرے گا' اس کے لیے ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جائے گا اور اگر وہ نیک کام کرے گا تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو شخص برائی کا ارادہ کرے گا اور وہ برا کام نہیں کرے گا تو اس کے لیے کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا اور اگر وہ برا کام کر لے گا تو اس کا ایک گناہ ہی لکھا جائے گا' فرمایا: میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ان کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جایئے اور تخفیف کا سوال کیجئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا: میں بار بار اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں' اب مجھے اس سے حیاء آتی ہے۔ (مسلم)

٨٧٠٢ - وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنِّي سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَئِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرَئِيلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فُتِحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَلٰى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ

ابن شہاب رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں مکہ مکرمہ میں تھا' میرے مکان کی چھت کھولی گئی اور جبریل علیہ السلام نیچے اترے اور میرا سینہ چاک کیا' پھر اس کو آبِ زم زم سے دھویا' پھر ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا سونے کا ایک طشت لائے' اور اسے میرے سینے میں انڈیل کر میرا سینہ جوڑ دیا گیا' پھر جبریل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمانوں پر لے گئے' جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان کے دربان سے کہا: دروازہ کھولئے! اس نے پوچھا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں' پوچھا: کیا آپ کے ساتھ کوئی ہیں؟ کہا: ہاں! میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں' پوچھا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! جب اس نے دروازہ کھول دیا تو ہم پہلے آسمان کے اوپر پہنچے' وہاں ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا' ان کے دائیں بائیں بہت سے اشخاص تھے' جب وہ دائیں جانب دیکھتے تو مسکرا پڑتے اور جب بائیں جانب دیکھتے تو رو پڑتے' انہوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بیٹے کو خوش آمدید! میں نے جبریل سے کہا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرَئِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهِ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَّمِيْنِهِ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكٰى حَتّٰى عَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا اِفْتَحْ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهُ ذَكَرَ اَنَّهُ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَرَاجَعَنِيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهُ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اِسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتَّى انْتَهٰى بِيْ اِلٰى

یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں جانب بہت سی مخلوق ان کی اولاد کی روحیں ہیں‘ دائیں جانب جنتی ہیں اور بائیں جانب جہنمی ہیں‘ جب یہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنس پڑتے ہیں اور بائیں جانب دیکھتے ہیں تو رو پڑتے ہیں‘ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر دوسرے آسمان پر پہنچے اور آسمان کے دربان سے کہا: دروازہ کھولئے! دوسرے آسمان کے دربان سے بھی پہلے آسمان کے دربان کی طرح سوال و جواب ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے آسمانوں پر حضرت آدم‘ حضرت ادریس‘ حضرت موسیٰ‘ حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے ملاقات کا ذکر کیا‘ لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کس کس مقام پر تھے البتہ یہ ذکر کیا ہے کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے اور چھٹے آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ ابن حزم نے مجھے بتلایا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہم اجمعین کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر مجھے بلندی پر لے جایا گیا‘ حتیٰ کہ میں مقامِ استواء پر پہنچا‘ وہاں مجھے قلموں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں‘ حضرت ابن حزم اور حضرت انس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں‘ میں نمازیں لے کر واپس لوٹا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا‘ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں‘ انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازیں نہیں ادا کر سکے گی‘ پھر میں واپس گیا‘ اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کر دیں‘ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا اور انہیں بتلایا کہ کچھ نمازیں معاف کر دی ہیں‘ انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازیں بھی نہیں ادا کر سکے گی‘ میں پھر واپس گیا‘ اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کر دیں‘ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا‘ انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت میں اتنی نمازوں کی طاقت بھی نہیں ہے‘ پھر میں واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں اور ان کا اجر پچاس نمازوں کے برابر ہی ہے‘ میرا قول تبدیل نہیں ہوتا‘ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے‘ میں نے کہا: اب مجھے اپنے رب سے حیاء آتی ہے‘ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے جس پر ایسے رنگ چھائے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَّا اَدْرِیْ مَا هِیَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہوئے تھے کہ میں ازخود ان کی حقیقت نہیں جانتا' پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا' میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔ (بخاری' مسلم)

٨٧٠٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِیَ بِهٖ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِیَ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ○ (النجم: ١٦) قَالَ فِرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اُعْطِیَ الصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ وَاُعْطِیَ خَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیر کروائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اور سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے' جو چیزیں زمین سے اوپر کی طرف بھیجی جاتی ہیں' وہ وہاں تک آ کر رک جاتی ہیں' پھر وہاں سے ان کو لے لیا جاتا ہے' اور جو چیزیں اوپر سے نیچے بھیجی جاتی ہیں' وہ بھی وہاں تک آ کر رک جاتی ہیں' پھر وہاں سے ان کو لے لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جب چھا گیا سدرہ پر جو چھا گیا" (النجم:١٦) اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سونے کے پروانے تھے' فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں: پانچ نمازیں اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا فرمائی گئیں اور آپ کی امت کا جو شخص کسی کو اللہ کا شریک نہ کرے' اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (مسلم)

٨٧٠٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ فِی الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْاَلُنِیْ عَنْ مَسْرَایَ فَسَاَلَتْنِیْ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ اُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبًا مَا كُرِبْتُ مِثْلَهٗ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِیْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ مَا يَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْبَاْتُهُمْ وَقَدْ رَاَيْتُنِیْ فِیْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاِذَا مُوْسٰى قَائِمٌ يُّصَلِّیْ فَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ جَعْدٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةٍ وَاِذَا عِيْسٰى قَائِمٌ يُّصَلِّیْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شِبْهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِیُّ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَائِمٌ يُّصَلِّیْ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُكُمْ يَعْنِیْ نَفْسَهٗ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِیْ قَائِلٌ يَّا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَبَدَاَنِیْ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں مقام حجر میں کھڑا ہوا تھا اور قریش مجھ سے سفر معراج کے متعلق سوال کر رہے تھے' انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوال کیا' جو اس وقت میرے ذہن میں حاضر نہیں تھیں' میں اتنا پریشان ہوا کہ کبھی اتنا پریشان نہیں ہوا تھا' اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا' وہ مجھ سے جس چیز کے متعلق سوال کرتے میں انہیں بتا دیتا اور میں نے خود کو انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں پایا' میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں کی طرح دبلے پتلے' گھونگھریالے بالوں والے مرد ہیں' اور میں نے دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' عروہ بن مسعود ثقفی تمام لوگوں سے ان کے زیادہ مشابہ ہیں اور میں نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارے نبی تمام لوگوں سے زیادہ ان کے مشابہ ہیں' مراد خود آپ کی ذات تھی' پھر نماز کا وقت ہو گیا اور میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کروائی' جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کسی کہنے والے نے مجھے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ جہنم کے داروغہ مالک ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو انہوں نے مجھے پہلے سلام کیا۔ (مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۸۷۰۵ - **وَعَنْ** جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا' اس وقت میں مقامِ حجر میں کھڑا ہوا تھا' اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر فرما دیا' میں اسے دیکھ دیکھ کر قریش کو اس کی نشانیاں بتلانے لگا۔ (بخاری' مسلم)

بَابٌ فِي الْمُعْجِزَاتِ — معجزات کا بیان

معجزہ کی تعریف

علامہ میر سیّد شریف جرجانی رحمہ اللہ متوفی ۸۱۶ھ لکھتے ہیں:

معجزہ وہ چیز ہے جو خلافِ عادت ہو' خیر و سعادت کی طرف بلانے والی ہو اور دعویٔ نبوت کے ساتھ ملی ہوئی ہو' اور اس کے ذریعہ رسالت کے مدعی کی سچائی کا اظہار مقصود ہو۔ (کتاب التعریفات ص ۱۵۲' مطبوعہ دار المنار للطباعۃ والنشر)

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۱ھ لکھتے ہیں:

معجزہ وہ خلافِ عادت امر ہے جو منکرین کے ساتھ معارضہ کے وقت مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور منکرین اس کی مثل لانے سے عاجز ہوں۔ (شرح العقائد ص ۹۸' مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ' ملتان)

خلافِ عادت اُمور کی سات اقسام ہیں۔ ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ عبد العزیز پر ہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

خرقِ عادت اُمور کی سات اقسام ہیں:

(۱) معجزہ: کسی نبی کے ہاتھ پر اعلانِ نبوت کے بعد خلافِ عادت چیز ظاہر ہو۔

(۲) کرامت: کسی ولی کامل کے ہاتھ پر خلافِ عادت چیز کا ظہور ہو۔

(۳) معونت: کسی عام مؤمن کے ہاتھ پر خلافِ عادت امر کا ظہور ہو' جو مؤمن نہ فاسق ہو نہ ولی ہو۔

(۴) ارہاص: اعلانِ نبوت سے پہلے نبی کے ہاتھ پر خلافِ عادت چیز کا ظہور ہو' جس طرح اعلانِ نبوت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر سلام کرتے تھے۔

(۵) استدراج: کافر اور فاسق کی غرض کے موافق اس کے ہاتھ پر خلافِ عادت امر ظاہر ہو۔

(۶) اہانت: کافر اور فاسق کی غرض کے خلاف اس کے ہاتھ پر خلافِ عادت چیز کا ظہور ہو' جس طرح مسیلمہ کذاب نے پانی میں کلی کی تو وہ پانی میٹھا ہونے کی بجائے کھارا ہو گیا اور ایک کانے شخص کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو وہ بالکل نابینا ہو گیا۔

(۷) سحر: شریر اشخاص مخصوص عملیات کرتے ہیں اور شیطانوں کی اعانت سے خلافِ عادت چیزوں کا ظہور ہوتا ہے۔ بعض علماء نے اس ساتویں قسم کو خلافِ عادت اُمور سے شمار نہیں کیا کیونکہ یہ عادت کے موافق ہے کہ جو شخص بھی یہ عملیات کرتا ہے تو عادت کے مطابق ان چیزوں کا ظہور ہو جاتا ہے۔ (نبراس شرح' شرح العقائد ص ۴۳۰' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

۸۷۰۶ - **وَعَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَصْبَحَ فَاَثْبِتُوْهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيْدُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ اُقْتُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک رات مکہ مکرمہ میں قریش نے آپس میں مشورہ کیا' بعض نے کہا: جب صبح کا وقت ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسیوں سے باندھ دو' بعض نے کہا: بلکہ انہیں قتل کر دو' بعض نے کہا: بلکہ انہیں یہاں سے نکال دو' اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر مطلع فرما دیا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

بَلْ اَخرِجُوْهُ فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ فَبَاتَ عَلِيٌّ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ وَبَاتَ الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرِسُوْنَ عَلِيًّا يَّحْسَبُوْنَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا ثَارُوْا عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللّٰهُ مَكْرَهُمْ فَقَالُوْا اَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا قَالَ لَا اَدْرِيْ فَاقْتَصُّوْا اَثَرَهٗ فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ اِخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ فَصَعِدُوا الْجَبَلَ فَمَرُّوْا بِالْغَارِ فَرَاَوْا عَلٰى بَابِهٖ نَسْجَ الْعَنْكَبُوْتِ فَقَالُوْا لَوْ دَخَلَ هَاهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوْتِ عَلٰى بَابِهٖ فَمَكَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے وہ رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر گزاری، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے نکل کر غار میں پہنچ گئے، مشرکین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گمان کرتے ہوئے رات بھر ان کی نگرانی کرتے رہے، جب صبح ہوئی تو ان پر چڑھ دوڑے، جب انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کو رد فرما دیا، انہوں نے کہا: تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے علم نہیں ہے، پھر مشرکین آپ کے قدموں کے نشانات کے پیچھے پیچھے چل پڑے، جب پہاڑ کے اوپر پہنچے تو قدموں کے نشانات ان پر مشتبہ ہو گئے، وہ پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور غار کے پاس سے گزرے، غار کے دروازے پر مکڑی کا جالا تنا ہوا دیکھا تو کہنے لگے: اگر وہ غار کے اندر داخل ہوتے تو دروازے پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا، آپ نے اس غار میں تین رات قیام فرمایا۔ (مسند احمد)

دارالندوہ میں قریش کی مجلس مشاورت

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کفارِ مکہ کی باہمی مشاورت کا ذکر ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ کی اسی سازش کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ. (الانفال:۳۰)

اور اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر لیں یا نکال دیں۔

اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب کفارِ مکہ کو علم ہوا کہ انصارِ مدینہ نے اسلام قبول کر لیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اختیار کر لی ہے تو وہ خوف زدہ ہو گئے اور اس معاملہ میں باہمی مشورہ کرنے کے لیے دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ ابلیس ایک بوڑھے شخص کی صورت میں ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نجد سے آیا ہوں۔ میں نے تمہاری اس میٹنگ کی خبر سنی تو میں بھی خیر خواہی کے جذبہ سے اپنی رائے پیش کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ ابوالبختری نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک کمرے میں قید کر دو اور ایک روشن دان سے کھانا اور پانی اندر ڈال دیا کرو اور وہ اندر ہی فوت ہو جائیں گے۔ شیخ نجدی (ابلیس) نے کہا: تمہاری رائے بہت بُری ہے، اس طرح تو ان کی قوم کے لوگ تمہارے ساتھ لڑائی کرنے آ جائیں گے اور انہیں چھڑوا کر لے جائیں گے۔ ہشام بن عمرو نے کہا کہ انہیں اونٹ پر سوار کر کے اس علاقے سے باہر نکال دو، باہر جا کر وہ جو کچھ کرتے رہیں تمہیں اس کا نقصان نہیں ہوگا۔ ابلیس نے کہا: یہ بہت ناقص رائے ہے، اس طرح تو وہ باہر جا کر دوسری قوم کو اپنا ہم نوا بنا لیں گے اور ان کے ماننے والوں کی جماعت تمہارے ساتھ آ کر لڑائی کرے گی۔ ابوجہل نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک نوجوان لے کر انہیں تلواریں دے دی جائیں اور وہ یک بارگی حملہ کر کے انہیں شہید کر دیں، اس طرح سارے قبائل قتل میں شریک ہو جائیں گے اور بنو ہاشم سارے قبائل سے لڑائی نہیں کر سکیں گے اور جب وہ خون بہا کا مطالبہ کریں گے تو ہم خون بہا ادا کر دیں گے۔ ابلیس نے کہا کہ اس نوجوان نے درست رائے پیش کی ہے، لہٰذا اس رائے پر سب متفق ہو گئے اور ان کی مجلس برخاست ہو گئی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۷۹ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۰۷ ـ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِى الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمِهٖ اَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس وقت ہم غار میں تھے' میں نے اپنے سروں کی جانب مشرکین کے قدم دیکھے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کسی شخص نے اپنے قدموں کی طرف نظر کی تو وہ ہمیں دیکھ لے گا' آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ (بخاری' مسلم)

ف: اس واقعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانب سے کفار کی توجہ ہٹا دی۔ انہیں یقین تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں موجود ہیں' اس کے باوجود انہوں نے غار کے اندر نہیں دیکھا اور آپ کو وہاں تلاش نہیں کیا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۴۱ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۷۰۸ ـ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِىْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِىْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَّقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُّقْبِلٍ قُلْتُ اَفِىْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِىْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ وَّمَعِىْ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِىْ فِيْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّاُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ فَوَافَقْتُهٗ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ فَقُلْتُ اِشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: جس رات آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سفر کیا تھا' مجھے اس کے متعلق بتایئے کہ آپ دونوں نے کیا کیا تھا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! ہم ساری رات سفر کرتے رہے اور اگلے روز بھی سفر جاری رہا حتیٰ کہ سورج نصف النہار پر پہنچ گیا اور دوپہر کا وقت ہو گیا' راستہ سنسان ہو گیا اور کوئی چلنے والا شخص نہ رہا' ہمارے سامنے ایک لمبی سایہ دار چٹان ظاہر ہوئی' اس پر ابھی تک دھوپ نہیں آئی تھی' ہم اس چٹان کے قریب اتر گئے' میں نے اپنے ہاتھ سے اس جگہ کو ہموار کیا تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر سو جائیں' پھر میں نے اس پر چمڑے کا ٹکڑا بچھا دیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ سو جایئے! میں آپ کے اردگرد نگرانی کرتا رہوں گا' آپ سو گئے اور میں اردگرد نگرانی کرتا رہا' اچانک مجھے سامنے سے ایک چرواہا آتا ہوا دکھائی دیا' میں نے کہا: کیا تمہاری بکریاں دودھ دیتی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے کہا: کیا تم دودھ دوہو گے؟ اس نے کہا: ہاں! پھر اس نے ایک بکری پکڑ کر پیالے میں تھوڑا سا دودھ دوہا' میرے پاس ایک برتن تھا' جسے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پانی نوش فرمانے اور وضو کے استعمال کے لیے لے کر آیا تھا' میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا' اتفاقاً آپ خود بیدار ہوئے' میں نے دودھ پر پانی ڈالا حتیٰ کہ برتن کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو گیا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دودھ نوش فرمایئے! آپ نے دودھ نوش فرمایا حتیٰ کہ میں خوش ہو گیا' پھر آپ نے فرمایا: کیا ابھی روانگی کا وقت نہیں ہوا' میں نے کہا: کیوں نہیں! فرماتے ہیں کہ پھر سورج ڈھل جانے کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰى بَطْنِهَا فِيْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَقَالَ اِنِّيْ اَرَاكُمَا دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوْا لِيْ فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا قَالَ كَفَيْتُمْ مَا هَاهُنَا فَلَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ قِيْلَ كَانَ الْغَنَمُ لِصَدِيْقٍ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَيَجُوْزُ لِدَلَالَةِ الرِّضَاءِ وَقِيْلَ كَانَ مِنْ عَادَتِهِمْ اَنْ يَاْذَنُوْا لِرُعَاتِهِمْ اَنْ يَحْلُبُوْا لِمَنْ مَرَّ بِالطَّرِيْقِ وَيَحْتَاجُ اِلَى اللَّبَنِ وَيُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ اِسْتَحْلَبَهٗ عَلٰى شَيْءٍ.

بعد ہم نے سفر شروع کیا' سراقہ بن مالک نے ہمارا تعاقب کیا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دشمن ہم تک پہنچ آئے ہیں' آپ نے فرمایا: غم نہ کرو! بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے' آپ نے سراقہ کے خلاف دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا اس کے ساتھ سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گیا' سراقہ نے عرض کیا: میرا خیال ہے کہ تم دونوں نے میرے خلاف دعا کی ہے' اللہ سے میرے حق میں دعا کرو' میں تلاش کرنے والوں کو واپس کردوں گا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تو ان کو نجات ملی' پھر جو کافر بھی ان کو ملتا' وہ اس سے یہی کہتے کہ تم کو ادھر تلاش کرنے کی ضرورت نہیں اور جو شخص بھی ملتا وہ اسے واپس لوٹا دیتے۔ (بخاری' مسلم) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا: ایک قول یہ ہے کہ وہ بکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دوست کی تھیں' اور رضامندی پائے جانے کی وجہ سے دودھ کا استعمال جائز تھا' ایک قول یہ ہے کہ اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ بکریوں کے مالک اپنے چرواہوں کو راہ گیروں اور حاجت مندوں کو دودھ پلانے کی اجازت دے دیتے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی چیز کے عوض دودھ لیا ہو۔

فوائد حدیث

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے درج ذیل فوائد مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم معجزہ کا بیان ہے کہ آپ کی دعا سے سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔

(۲) اس حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے۔

(۳) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تابع کو متبوع کی خدمت کرنا چاہیے جس طرح کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی۔

(۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دورانِ سفر پانی پینے اور وضو وغیرہ کے لیے برتن ساتھ رکھنا مستحب ہے۔

(۵) اس حدیث میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

(ملخصاً وموضحاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۰۹ - وَعَنْ حِزَامِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ حُبَيْشِ ابْنِ خَالِدٍ وَهُوَ اَخُ اُمِّ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُخْرِجَ مِنْ مَكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَمَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَدَلِيْلُهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ اللَّيْثِيُّ مَرُّوْا عَلٰى خَيْمَتَيْ

حضرت حزام بن ہشام رضی اللہ عنہ اپنے والد سے' وہ ان کے دادا اور ام معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی حُبَیش بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے' آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' ان کے غلام عامر بن فہیرہ اور رہبر عبداللہ تھے یہ سب حضرات ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمہ کے پاس سے گزرے' گوشت اور کھجوریں خریدنے کی غرض سے ام معبد سے سوال کیا' ان کے پاس کوئی چیز نہ ملی' وہ بے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

أُمِّ مَعْبَدٍ فَسَأَلُوْهَا لَحْمًا وَّتَمْرًا لِيَشْتَرُوْا مِنْهَا فَلَمْ يُصِيْبُوْا عِنْدَهَا شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِيْنَ مُسْنِتِيْنَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَاةٍ فِيْ كُسْرِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ يَا اُمَّ مَعْبَدٍ قَالَتْ شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الْغَنَمِ قَالَ هَلْ بِهَا مِنْ لَّبَنٍ قَالَتْ هِيَ اَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اَتَاْذَنِيْنَ لِيْ اَنْ اَحْلُبَهَا قَالَتْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اِنْ رَاَيْتَ بِهَا حَلْبًا فَاحْلُبْهَا فَدَعَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا وَسَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى وَدَعَا لَهَا فِيْ شَاتِهَا فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ فَدَعَا بِاِنَاءٍ يُّرْبِضُ الرَّهْطَ فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا حَتّٰى عَلَاهُ الْبَهَاءُ ثُمَّ سَقَاهَا حَتّٰى رَوِيَتْ وَسَقٰى اَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوَوْا ثُمَّ شَرِبَ اٰخِرُهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتّٰى مَلَاَ الْاِنَاءَ ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْاِسْتِيْعَابِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

ساز و سامان اور قحط زدہ لوگ تھے' رسول اللہ ﷺ نے خیمہ کے کنارے میں ایک بکری کھڑی ہوئی دیکھی' فرمایا: اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ناتوانی اور لاغری کی وجہ سے یہ بکری دوسری بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے' آپ نے فرمایا: کیا یہ دودھ دیتی ہے' عرض کیا: یہ دودھ سے بہت دور ہے' آپ نے فرمایا: تمہاری اجازت ہو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں' انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا! اگر آپ کو اس میں دودھ نظر آتا ہے تو دوہ لیں' رسول اللہ ﷺ نے اس بکری کو بلا کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اللہ کا نام لیا اور ام معبد کے حق میں اس بکری کے متعلق دعا فرمائی' بکری نے ٹانگیں کشادہ کر دیں اور دودھ اتار لیا اور جگالی کرنے لگی' آپ نے ایسا برتن منگوایا جس سے ایک جماعت سیراب ہو سکے' اور اس برتن میں دودھ دوہا' دودھ سیل رواں کی طرح آ رہا تھا' حتیٰ کہ برتن کے اوپر دودھ کی جھاگ چھلکنے لگی' پھر آپ نے ام معبد رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا' حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئیں اور اپنے ساتھیوں کو دودھ پلایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے' پھر آخر میں خود دودھ نوش فرمایا' پھر دوبارہ اس برتن میں دودھ دوہا' حتیٰ کہ برتن بھر گیا' پھر وہ دودھ انہی کے پاس چھوڑ دیا اور ام معبد سے بیعت لی اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ (بغوی' شرح السنۃ' ابن عبد البر' استیعاب' ابن جوزی' کتاب الوفاء) اس حدیث پاک میں ایک عظیم قصہ ہے۔

اُم معبد کا واقعہ

اس حدیث میں اُم مَعْبَد رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔ یہ خاتون عاتکہ بن خالد خزاعیہ ہیں۔ ہجرت کے وقت جب نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے' اسی وقت یہ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور ایک قول یہ ہے کہ بعد میں مدینہ منورہ حاضر ہو کر انہوں نے اسلام قبول کیا۔

مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے خاوند ابو معبد اپنی لاغر و کمزور بکریوں کو ہانکتے ہوئے گھر آئے اور گھر میں دودھ دیکھا تو پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ ام معبد رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک بابرکت شخص ہمارے پاس تشریف لائے تھے' پھر انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا اور فصیح و بلیغ انداز میں نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی۔ ابو معبد نے سن کر کہا کہ بہ خدا! یہ تو صاحبِ قریش ہیں' جن کے اوصاف مکہ مکرمہ میں ہمارے سامنے بیان کیے گئے تھے' میرا ارادہ ہے کہ میں ان کی صحبت اختیار کروں' اگر ہو سکا تو ضرور بالضرور میں ایسا کروں گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۸۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۱۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سنی' اس وقت وہ اپنے باغ میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ قَالَ فَقَالَ أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرَئِيلُ آنِفًا أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدُ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهْتٌ وَإِنَّهُمْ أَنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي مِنْ قَبْلِ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونِي فَجَاءَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيكُمْ قَالُوا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالُوا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا فَانْتَقَصُوهُ قَالَ هٰذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

پھل اتار رہے تھے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میں آپ سے ایسی تین چیزوں کے متعلق سوال کرتا ہوں جن کو صرف نبی ہی جان سکتا ہے' قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ اور جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہو گا؟ اور کون سی چیز بچے کو اس کے باپ یا ماں کے مشابہ کر دیتی ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے ابھی ابھی جبریل امین علیہ السلام نے خبر دی ہے' بہر حال قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے' جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی اور جنتی سب سے پہلے جو کھانا تناول کریں گے' وہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہو گا اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جائے تو بچہ مرد کے مشابہ ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب آ جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں' اور عرض کیا: یارسول اللہ! بے شک یہودی بہتان لگانے والی قوم ہے' اگر آپ کے سوال کرنے سے پہلے انہیں میرے اسلام لانے کے متعلق علم ہو گیا تو وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے' پھر یہودی آئے تو آپ نے فرمایا: عبداللہ تم میں کیسے مرد ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم میں سب سے بہتر ہیں اور سب سے بہتر کے بیٹے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائیں تو تمہارا کیا خیال ہے' انہوں نے کہا: اللہ انہیں اس سے پناہ میں رکھے' پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' تو یہودیوں نے کہا کہ ہم میں سے بدترین شخص ہیں اور بدترین شخص کے بیٹے ہیں اور ان کی برائی بیان کرنا شروع کر دی' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اسی بات کا اندیشہ تھا۔ (بخاری)

حدیث مذکور پر اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں آپ سے تین چیزوں کے متعلق سوال کروں گا' جسے صرف نبی ہی جان سکتا ہے؟ اس پر اشکال ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو بھی ان تین سوالوں کا تفصیلی یا اجمالی جواب معلوم تھا' لہٰذا یہ کہنا کیسے ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں کا علم صرف نبی کو ہی ہو سکتا ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ رحمہ اللہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ ان تین چیزوں کا علم صرف نبی کو ہو سکتا ہے یا اسے ہو سکتا ہے جس نے نبی سے یا نبی کی کتاب سے یہ علم حاصل کیا ہو (اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو یہ علم کتاب سے حاصل ہوا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیے تھے اور نہ ہی کوئی کتاب پڑھی تھی' لہٰذا آپ کا جواب دینا معجزہ تھا) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے ان چیزوں کی خبر دی ہے' اس فرمان سے آپ کا مقصود یہ تھا کہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید آپ نے کسی اہل کتاب سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

یہ باتیں سنی ہوں تو آپ نے اس وہم کا ازالہ فرمادیا کہ مجھے یہ علم وحی سے حاصل ہوا ہے' کسی اہل کتاب کے بتانے سے نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۴ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۱۱ - وَعَنْ اُنَيْسَةَ بِنْتِ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ عَنْ اَبِيْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى زَيْدٍ يَّعُوْدُهٗ مِنْ مَّرَضٍ كَانَ بِهٖ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَّرَضِكَ بَاْسٌ وَّلٰكِنْ كَيْفَ لَكَ اِذَا عُمِّرْتَ بَعْدِيْ فَعَمِيْتَ قَالَ اَحْتَسِبُ وَاَصْبِرُ قَالَ اِذَنْ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَتْ فَعَمِيَ بَعْدَ مَا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَصَرَهٗ ثُمَّ مَاتَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

انیسہ بنت زید بن ارقم رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے' فرمایا: اس بیماری سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا' جب میرے بعد تمہیں لمبی عمر ملے گی اور تم نابینا ہو جاؤ گے' عرض کیا: میں ثواب کی امید رکھوں گا اور صبر کروں گا' فرمایا: پھر تو تم بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جاؤ گے' حضرت انیسہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد وہ نابینا ہو گئے' پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی واپس فرمادی' پھر ان کا وصال ہوا۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

ف: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم معجزہ اور آپ کے مطلع علی الغیب ہونے کا بیان ہے کہ آپ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آنے والے اُمور کی خبر دے دی کہ اس مرض میں تمہارا انتقال نہیں ہوگا بلکہ تمہیں لمبی عمر عطا ہوگی اور میرے بعد تم نابینا ہو جاؤ گے۔ اس سے واضح ہوا کہ قرآن مجید میں جہاں یہ مذکور ہے کہ ان اُمور کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے' وہاں علم ذاتی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کسی کو یہ علم حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ سوال ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ان کے نابینا ہونے کا ذکر فرمایا' یہ نہیں بتایا کہ تمہیں دوبارہ بینائی حاصل ہو جائے گی' اس کا جواب یہ ہے کہ بینائی کا ذکر نہ فرمانے میں یہ حکمت تھی کہ انہیں زیادہ مشقت ہوتا کہ زیادہ مشقت پر صبر کرنے کی صورت میں وہ زیادہ اجر وثواب کے مستحق ہوں۔

۸۷۱۲ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَجْرِ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہوگیا' پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز ادا کی' پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہوگیا' پھر آپ نیچے اترے اور نماز ادا کی' پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا' تو آپ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کی ہمیں خبر دی۔ فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے زیادہ عالم وہ شخص ہے جس کو وہ واقعات سب سے زیادہ یاد ہیں۔ (مسلم)

ف: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم الشان معجزہ کا بیان ہے کہ آپ نے قیامت تک ہونے والے تمام اُمور کو مختصر سے وقت یعنی صرف ایک دن میں بیان فرمادیا' نیز اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعجاز اور آپ کی وسعتِ علمی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنے والے تمام اُمور کا علم عطا فرمادیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا سے آپ کے غلاموں کو بھی یہ علم حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے راوی فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ شخص ہے جس نے ان واقعات کو سب سے زیادہ یاد رکھا ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

٨٧١٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ وَمَفْتُوْحٌ لَّكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہیں غنیمتیں ملیں گی اور تمہیں فتح حاصل ہوگی' تم میں سے جو شخص یہ چیزیں پائے' وہ اللہ سے ڈرے اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ (ابوداؤد)

٨٧١٤ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَفْتِحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُّسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهَا ذِمَّةً وَّرَحِمًا اَوْ قَالَ ذِمَّةً وَّصِهْرًا فَاِذَا رَاَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَاَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَاَخَاهُ رَبِيْعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم عنقریب مصر فتح کروگے اور وہ ایسا علاقہ ہے جہاں قیراط کا ذکر کیا جاتا ہے' جب تم اسے فتح کرلو تو وہاں کے باشندگان سے حسن سلوک کرنا کیونکہ تم پر ان کا حق اور ان سے رشتہ داری ہے' یا فرمایا: ان کا حق اور سسرالی رشتہ ہے اور جب تم دو مردوں کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑائی کرتے دیکھو تو وہاں سے نکل آنا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑائی کرتے دیکھا تو میں وہاں سے نکل آیا۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ غیبی خبروں کا ظہور

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علماء کرام نے کہا ہے کہ قیراط دینار یا درہم وغیرہ کا ایک جزء ہے۔ اہل مصر اس کا بہ کثرت استعمال کرتے تھے اور اپنی گفتگو میں اس لفظ کا بہت زیادہ استعمال کرتے تھے اور ذمہ سے مراد حق اور حرمت ہے اور رشتہ سے مراد یہ ہے کہ سیدنا اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا تعلق مصر سے تھا' اور سسرالی رشتہ سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا مصر کی تھیں۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان ہے۔ آپ نے یہ خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت کو قوت وشوکت حاصل ہوگی اور وہ عجمیوں پر اور بڑے بڑے جابر بادشاہوں پر غالب آئیں گے اور مصر فتح کریں گے اور دو آدمی ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا کریں گے' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی' تمام واقعات اسی طرح رونما ہوئے۔ وللہ الحمد (شرح صحیح مسلم ج ٢ ص ٣١١' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

٨٧١٥ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ اَصْحَابِيْ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں میں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فِيْ اُمَّتِيْ اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَّا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُوْنَ رِيْحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِّنْهُمْ تَكْفِيْهِمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِّنْ نَّارٍ يَّظْهَرُ فِيْ اَكْتَافِهِمْ حَتّٰى تَنْجُمَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: میری امت میں بارہ منافق ہوں گے' جو اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گے' جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے' ان میں سے آٹھ کو ایک پھوڑا ہی کافی ہوگا' آگ کا شعلہ ان کے کندھوں میں ظاہر ہوگا اور ان کے سینوں میں اثر کر جائے گا۔ (مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

منافقین پر لفظ ''اصحابی'' کے اطلاق کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب میں بارہ منافق ہیں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

شیخ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وہی صحبت معتبر ہے جو ایمان کی حالت میں ہو اور لفظ صحابی اسی خوش نصیب شخص پر بولا جاسکتا ہے جو صادق الایمان ہو اور اس سے ایمان کی علامات ظاہر ہوں' منافق کو صحابی کہنا درست نہیں' لہٰذا ان منافقین کو مجازاً صحابی کہا گیا ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے تھے اور اپنی حالتِ نفاق کو چھپاتے ہوئے اپنے آپ کو صحابہ کی جماعت میں ہی داخل قرار دیتے تھے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فی اصحابی'' (میرے اصحاب میں) یہ نہیں فرمایا: ''من اصحابی'' (میرے اصحاب سے) جس طرح ابلیس گروہِ ملائکہ میں تھا' اس کے متعلق یہ کہنا صحیح نہیں کہ وہ ملائکہ سے تھا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ جنوں سے تھا۔ نبی کریم ﷺ نے خواص صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس راز سے آگاہ فرمایا تھا' تاکہ وہ ان کے ایمان کا اعتبار نہ کریں اور ان کے مکروفریب میں نہ آئیں۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے زیادہ ان کا علم تھا' اس لیے کہ غزوۂ تبوک سے واپسی کے موقع پر وہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے' گھاٹی میں صرف رسول اللہ ﷺ تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ تھے' جو آپ کی سواری کے آگے آگے تھے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے آواز دی کہ وادی کے اندر چلے جاؤ' وہاں کافی گنجائش ہے۔ نبی کریم ﷺ نے گھاٹی والا راستہ اختیار فرمالیا۔ منافقین کو پتا چلا تو وہ چہروں پر نقاب ڈال کر بُرے ارادے سے آپ کے پیچھے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے پیچھے ان کی آہٹ سنی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں بھگادیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکڑی تھی' اسی سے ان منافقین پر حملہ کردیا۔ جب انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب طاری فرمادیا اور وہ الٹے پاؤں بھاگ گئے اور لوگوں میں جاکر گھل مل گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے ان میں سے کسی کو پہچانا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! کیونکہ انہوں نے نقاب ڈالا ہوا تھا' البتہ میں ان کی سواریوں کو پہچانتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں کی خبر دی ہے' ان شاء اللہ تعالیٰ! صبح کے وقت میں تمہیں خبر دوں گا' اس کے بعد لوگ منافقین کے معاملہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ وہ چودہ افراد تھے' ان میں سے دو نے توبہ کرلی اور بارہ افراد صادق ومصدوق ﷺ کی خبر کے مطابق نفاق پر برقرار رہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

٨٧١٦ - وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكٍ فَاَتَيْنَا وَادِیَ الْقُرٰی عَلٰی حَدِيْقَةٍ لِامْرَاَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْرُصُوْهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ اَوْسُقٍ وَقَالَ اَحْصِيْهَا حَتّٰی نَرْجِعَ اِلَيْكِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَانْطَلَقْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا تَبُوْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے اور وادیٔ قریٰ میں ایک عورت کے باغ میں پہنچے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ' ہم نے اس کا اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے باغ کے پھلوں کا دس وسق کا اندازہ لگایا' اور عورت سے فرمایا کہ اس اندازے کو یاد رکھنا حتیٰ کہ ہم ان شاء اللہ العزیز تیرے پاس واپس آئیں گے' پھر ہم چل پڑے حتیٰ کہ تبوک میں پہنچ گئے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم پر آج رات سخت ہوا چلے گی تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ رہے' جس شخص کے پاس اونٹ ہو' وہ اس کو مضبوطی سے باندھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيهَا اَحَدٌ فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ فَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيحُ حَتّٰى اَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرٰى فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْاَةَ عَنْ حَدِيقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا فَقَالَتْ عَشْرَةَ اَوْسُقٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

لے' پھر سخت آندھی چلی اور ایک شخص کھڑا رہا تو ہوا نے اسے اُڑا کر طی کے دو پہاڑوں کے درمیان پھینک دیا' پھر ہم واپس ہوئے حتیٰ کہ ہم وادیٔ قریٰ میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس عورت سے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کے پھل کتنے ہوئے؟ اس نے عرض کیا: دس وسق۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تین معجزات کا بیان

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تین معجزات کا بیان ہے:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خبر دی کہ سخت ہوا چلے گی۔ آپ کے ارشاد کے مطابق سخت آندھی چلی۔

(۲) آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص کھڑا نہ رہے' ایک شخص کھڑا رہا تو ہوا نے اسے اٹھا کر پہاڑوں کے درمیان پھینک دیا۔ جس سے آپ کی بیان کردہ خبر کی تصدیق ہوئی۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ باغ کے پھل دس وسق ہیں۔ آپ کا یہ فرمان بھی درست ثابت ہوا کہ اس باغ کے پھل دس وسق ہی ہوئے۔

۸۷۱۷ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِينَةِ هَاجَتْ رِيحٌ تَكَادُ اَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ فَاِذَا عَظِيمٌ مِّنَ الْمُنَافِقِينَ قَدْ مَاتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سفر سے واپس تشریف لائے' جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو اتنی سخت آندھی چلی کہ سوار زمین میں دھنسنے کے قریب ہو گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ ہوا ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے' آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک بہت بڑا منافق مر چکا تھا۔ (بخاری ومسلم)

۸۷۱۸ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ وَقَدْ كَانُوْا بِاَرْضٍ يُّقَالُ لَهَا مُؤْتَةٌ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ يَعْنِي خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زید' حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو ان کی شہادت کی خبر دی جب کہ وہ موتہ کی سرزمین پر تھے' آپ نے فرمایا کہ جھنڈا زید نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے ہیں' پھر جعفر نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے ہیں' پھر ابن رواحہ نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے ہیں' اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے' حتیٰ کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید نے پکڑا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی۔

(بخاری)

۸۷۱۹ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِينَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کی آمد کی خبر پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشورہ فرمایا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سُفْيَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ هَاهُنَا وَهَاهُنَا قَالَ فَمَا مَاتَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر آپ ہمیں سمندر میں گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے دوڑا دیں گے‘ اگر آپ ہمیں حکم ارشاد فرمائیں کہ ہم ان کے جگروں پر برکِ غماد تک ماریں تو یقیناً ہم ایسا کر ڈالیں گے‘ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور وہ چل پڑے حتیٰ کہ بدر کے مقام پر پہنچ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ فلاں کافر کی قتل گاہ ہے اور آپ اپنا دستِ انور زمین پر اِدھر اُدھر رکھ رہے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ کوئی کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے اِدھر اُدھر نہیں ہوا۔ (مسلم)

بالخصوص انصارِ مدینہ سے مشاورت کی حکمت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ انصار سے مشورہ طلب فرمایا‘ اس میں یہ حکمت تھی کہ انصار نے بیعت کرتے وقت صرف یہ عہد کیا تھا کہ جب دشمن حملہ آور ہوں گے تو ہم آپ کا دفاع کریں گے۔ یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ ہم آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ آور ہوں گے اور ان کے قافلوں کا تعاقب کریں گے‘ لہٰذا جب ابوسفیان کے قافلہ کے تعاقب میں جانے کا مسئلہ درپیش ہوا تو آپ نے انصار کی رائے معلوم کرنا چاہی کہ وہ اس معاملہ میں موافقت کرتے ہیں یا نہیں اور انصارِ مدینہ نے اپنی مکمل موافقت اور جاں نثاری کا یقین دلایا۔

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے اصحاب اور تجربہ کار حضرات کے ساتھ مشورہ کرنا مستحسن ہے۔
- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدر میں کفار کی موت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم عطا فرما دیا تھا کہ کون کہاں مرے گا؟ اور یہ قرآن مجید کی اس آیت کے منافی نہیں‘ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ“ (لقمان: ۳۴) کوئی شخص از خود نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں واقع ہوگی؟ کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے غیر سے ذاتی علم کی نفی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ کہاں مرے گا اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے عطائی علم کا ثبوت ہے‘ لہٰذا کوئی منافات نہیں۔

۸۷۲۰ - **وَعَنْهُ** قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ فَتَرَائَيْنَا الْهِلَالَ وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيْدَ الْبَصَرِ فَرَاَيْتُهٗ وَلَيْسَ اَحَدٌ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَاٰهُ غَيْرِیْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لِعُمَرَ اَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُوْلُ عُمَرُ سَاَرَاهُ وَاَنَا مُسْتَلْقٍ عَلٰى فِرَاشِیْ ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِيْنَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے‘ ہم چاند کو دیکھنے لگے اور میں تیز نظر والا شخص تھا‘ میں نے چاند کو دیکھ لیا‘ میرے علاوہ کسی کا خیال نہیں تھا کہ اس نے چاند کو دیکھ لیا ہے‘ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: کیا آپ کو چاند نظر آ رہا ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چاند نہ دیکھ سکے‘ فرمانے لگے: عنقریب میں اسے دیکھ لوں گا‘ جب میں اپنے بستر پر لیٹا ہوں گا‘ پھر آپ ہمیں اہل بدر کے واقعات سنانے لگے‘ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں ایک روز پہلے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLIMI ISLAMIA ACADEMY

36/36

مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَئُوا الْحُدُوْدَ الَّتِیْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجُعِلُوْا فِیْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِنْتَهٰی اِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا فَاِنِّیْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِیَ اللّٰهُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّرُدُّوْا عَلَیَّ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ فِیْ عُمْدَةِ الرِّعَايَةِ يُسْتَفَادُ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ اِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ وَلَمْ يَدُلَّ دَلِيْلٌ قَوِیٌّ عَلٰی نَفْیِ سَمَاعِ الْمَيِّتِ لَا مِنَ الْكِتَابِ وَلَا مِنَ السُّنَّةِ بَلِ السُّنَنُ الصَّحِيْحَةُ الصَّرِيْحَةُ دَالَّةٌ عَلٰی ثُبُوْتِهٖ لَهٗ اه وَاِنْ شِئْتَ تَفْصِيْلَ هٰذَا الْبَحْثِ فَارْجِعْ اِلٰی كِتَابِ الْجِهَادِ مُنْتَهِيَّاتِ بَابِ حُكْمِ الْاُسَرَاءِ.

اہل بدر کی قتل گاہیں دکھا رہے تھے' فرماتے تھے کہ کل ان شاء اللہ یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہوگی اور کل ان شاء اللہ یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہوگی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حدود مقرر فرمائیں وہ ان حدود سے اِدھر اُدھر نہیں ہوئے' پھر انہیں ایک دوسرے کے اوپر نیچے کر کے کنویں میں ڈال دیا گیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چل کر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اور اے فلاں بن فلاں! کیا اللہ اور اس کے رسول نے تم سے جو وعدہ فرمایا تھا' تم نے اسے حق پایا ہے' یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے حق پایا ہے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ان اجسام سے کس طرح کلام فرماتے ہیں جن میں روح نہیں؟ آپ نے فرمایا: میری بات تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن یہ مجھے جواب نہیں دے سکتے۔ (مسلم) عمدۃ الرعایہ میں کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سنتے' اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ میت سنتی ہے اور مردے کے سننے کی نفی پر کوئی قوی دلیل نہیں' نہ کتاب اللہ سے' نہ سنت سے بلکہ احادیث صریحہ اس کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں' اگر تم اس بحث کی تفصیل چاہتے ہو تو "کتاب الجهاد منهيات باب حكم الاسراء" کی طرف رجوع کرو۔

سماعِ موتیٰ کا ثبوت

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: آپ ان اجسام سے کیسے کلام فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں' لیکن یہ میری بات کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ مردے سنتے ہیں۔ احادیث میں اہلِ قبور کو سلام کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ مردے سنتے ہیں۔

نیز امام مسلم رحمہ اللہ ۲۶۱ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چلے آتے ہیں تو وہ آدمی ان کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بعض علماء نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے کہا کہ میت سنتی ہے۔ علامہ مازری نے سماعِ موتی کا انکار کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ حدیث صرف بدر والے کفار کے ساتھ خاص ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ان کا رد کیا اور کہا کہ بدر والے کفار کا سننا اسی صورت پر محمول ہے، جس طرح عذابِ قبر والی احادیث میں سماعِ موتی کا ذکر ہے' اس کی صورت یہ ہے کہ ان مردوں کو یا ان کے کسی جزء کو زندہ کیا جاتا ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے وہ سنتے ہیں اور کلام سمجھتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول ہی ظاہر اور مختار ہے اور جن احادیث میں اہل قبور کو سلام کہنے کا حکم دیا گیا' ان احادیث کا تقاضا بھی یہی ہے۔

(شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۷ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

سماعِ موتی کے منکرین بخاری شریف کی روایت استدلال میں پیش کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کا انکار کیا اور یہ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ وہ جان رہے ہیں' لیکن ہم کہتے ہیں کہ اولاً تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس موقع پر حاضر نہ تھیں' لہٰذا جن حضرات نے یہ الفاظ خود سنے' ان کی روایت کا اعتبار ہوگا' نیز سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مردوں کے علم کا اقرار فرمایا ہے' جب وہ جان سکتے ہیں تو سن بھی سکتے ہیں اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے نظریہ کے استدلال میں یہ آیات پیش کی ہیں:

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى. (النمل:۸۰) — بے شک تم مردوں کو نہیں سناتے۔

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۝ (فاطر:۲۲) — اور تم قبروں میں پڑے ہوؤں کو سنانے والے نہیں۝

ان آیات میں اسماع کی نفی ہے کہ آپ مردوں کو سناتے نہیں اور سماع پیدا نہیں فرماتے کیونکہ سنانا اور سماع پیدا کرنا تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے' لیکن ان سے مردوں کے سننے کی نفی نہیں ہے' لہٰذا ان آیات کو بھی سماعِ موتی کی نفی میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

۸۷۲۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِيْ ثَلَاثِ مِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسِهِمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهٗ فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدر کے روز تین سو پندرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی معیت میں تشریف لائے اور دعا کی: اے اللہ! بے شک یہ ننگے پاؤں ہیں' ان کو سواری عطا فرما' بے شک یہ ننگے بدن ہیں انہیں لباس پہنا' بے شک یہ بھوکے ہیں' انہیں سیر فرما' اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی اور مسلمانوں میں سے ہر شخص ایک یا دو اونٹ لے کر واپس لوٹا' انہیں لباس بھی مل گئے اور وہ سیر بھی ہو گئے۔ (ابوداؤد)

۸۷۲۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَاْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝﴾ (القمر: ۴۵) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدر کے دن خیمہ میں تشریف فرما تھے' آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں' اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے لیے یہی کافی ہے' آپ نے اپنے رب کی بارگاہ میں بہت دعا کی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زرہ پہنے ہوئے (عالم کیف و مستی میں) تیز تیز چلتے ہوئے آ رہے تھے اور فرما رہے تھے: عنقریب کفار کے لشکر پسپا ہو جائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

گے O (القمر: ۴۵) (بخاری)

بدر کے روز نبی کریم ﷺ کے دعا فرمانے کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کو تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا علم حاصل ہے اور آپ کو معلوم تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سے وعدہ خلافی نہیں فرمائے گا۔ اس کے باوجود آپ نے دعا کیوں فرمائی؟ تو ہم کہیں گے کہ اصل یہی ہے کہ دعا مانگنے والے کو مطلوب کے حصول کا علم ہو یا نہ ہو بہرصورت دعا مستحب ہے' نیز اللہ تعالیٰ کے علم کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ انعامات اور حسنِ انجام کے وعدہ کے باجود انبیاء کرام علیہم السلام کے دل خشیت الٰہی سے خالی نہیں ہوتے۔ ہوسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اندیشہ ہو کہ کسی مانع کی وجہ سے مدد روک نہ لی جائے' اور یہ احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مدد کا وعدہ فرمایا ہو مگر اس کا وقت معین نہ فرمایا ہو اور آپ کو تاخیر کا اندیشہ ہو' لہٰذا آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کی تاکہ اسی دن وہ وعدہ پورا فرمادیا جائے' لیکن بہترین جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو وعدۂ الٰہی پر مکمل اعتماد تھا اور کامل علم تھا' لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حوصلہ دلانے کے لیے اور ان کے دلوں کو مضبوط کرنے کے لیے آپ نے سوال میں مبالغہ فرمایا کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جانتے تھے کہ آپ کی دعا ہر حال میں مستجاب ہے' بالخصوص جب آپ دعا میں مبالغہ فرما رہے ہیں تو وہ ضرور مستجاب ہوگی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۴۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا دعا میں مبالغہ فرمانا اس حکمت پر مبنی تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کو اس حالت میں دیکھ لیں اور آپ کی دعا اور گڑگڑانے کی وجہ سے ان کے دلوں کو تقویت حاصل ہو' نیز دعا کرنا عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ کفار کے قافلہ یا لشکر میں سے کسی ایک پر آپ کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ قافلہ تو نکل چکا تھا' لہٰذا آپ کو کفار کے لشکر پر فتح کا یقین تھا' مگر آپ نے اس کے باوجود دعا فرمائی تاکہ یہ وعدہ جلدی پورا ہو اور مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچے بغیر فتح حاصل ہو۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۹۳' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

۸۷۲۳ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَّشْتَدُّ فِيْ اِثْرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ اَجْمَعُ فَجَاءَ الْاَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بدر کے روز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل ہیں! انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام تھامی ہوئی ہے' ان پر جنگی ہتھیار ہیں۔ (بخاری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بدر کے روز ایک مسلمان اپنے سامنے والے مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا' اچانک اس نے اپنے اوپر کوڑے کی آواز سنی اور گھڑسوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: اے حیزوم! آگے بڑھ' اچانک اس نے سامنے والے مشرک کو گردن کے بل گرا ہوا دیکھا' مسلمان نے اس مشرک کی طرف دیکھا تو اس کی ناک پر چوٹ کا نشان پڑا ہوا تھا اور اس کا چہرہ اس طرح پھٹ چکا تھا جیسے کوڑے سے مارا گیا ہو' اور اس کا پورا جسم سبز ہو چکا تھا' اس انصاری نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا' آپ نے فرمایا: تم نے سچ کہا' یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی ہے' اس روز مسلمانوں نے ستّر کافر قتل کیے اور ستّر کو قیدی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بنایا۔(مسلم)

٨٧٢٤ ـ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَّمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهٖ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَارَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُحد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں جانب اور بائیں جانب دو مردوں کو دیکھا' جنہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور وہ سخت ترین لڑائی کر رہے تھے میں نے نہ انہیں پہلے کبھی دیکھا تھا' نہ بعد میں یعنی وہ جبریل و میکائیل علیہما السلام تھے۔(بخاری ومسلم)

جنگ بدر میں فرشتوں کے لڑائی میں حصہ لینے کی تحقیق

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ جنگ بدر کے روز فرشتے مسلمانوں کی امداد کے لیے نازل ہوئے اور انہوں نے کفار کے ساتھ قتال کیا اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعجاز ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کی تائید ونصرت کے لیے فرشتوں کو نازل فرمایا۔ جمہور مفسرین اور سیرت نگاروں کا یہی نظریہ ہے کہ غزوہ بدر میں فرشتوں نے نازل ہو کر کفار سے قتال کیا۔ بعض علماء کرام نے اس نظریے کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ فرشتوں کا نزول صرف مسلمانوں کو بشارت دینے اور ان کو تقویت دینے کے لیے اور دشمنوں پر رعب طاری کرنے کے لیے تھا' اور فرشتوں نے کفار کے خلاف جنگ میں عملاً حصہ نہیں لیا تھا اور اس نظریہ پر درج ذیل شبہات وارد کیے ہیں:

(۱) انسانوں کا فرشتوں سے مقابلہ کروانا اللہ تعالیٰ کے قانون اور حکمت کے خلاف ہے کیونکہ مقابلہ ایک جنس کے افراد سے ہوا کرتا ہے۔

(۲) تمام روئے زمین کو تباہ کرنے کے لیے صرف ایک فرشتہ ہی کافی تھا' پھر اتنے زیادہ فرشتوں کے نزول کی کیا ضرورت تھی؟

(۳) قتل کیے جانے والے تمام بڑے بڑے اور مشہور کافر تھے اور یہ معلوم تھا کہ فلاں کافر کو فلاں صحابی نے قتل کیا ہے تو پھر فرشتوں نے کس کو قتل کیا؟

(۴) اگر فرشتے کفار کو انسانی شکل میں نظر آ رہے تھے تو پھر مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تیرہ سو یا تین ہزار یا اس سے زائد ہو جائے گی' حالانکہ اس پر اجماع ہے کہ مسلمانوں کی تعداد کافروں سے کم تھی اور اگر وہ غیر انسانی شکل میں تھے تو کفار پر سخت رعب طاری ہونا چاہیے تھے حالانکہ یہ منقول نہیں۔

(۵) قرآن مجید میں کہیں یہ نص صریح نہیں کہ فرشتوں نے بالفعل قتال کیا۔

(۶) جن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے لڑائی میں حصہ لیا تھا' وہ احادیث قرآن مجید کی صریح آیات کے معارض ہیں۔

(۷) اگر فرشتوں نے لڑائی میں حصہ لیا ہوتا تو کوئی صحابی بھی زخمی یا شہید نہ ہوتا حالانکہ چودہ صحابی شہید ہوئے۔

(۸) اگر یہ فرشتوں کا کارنامہ تھا تو اصحاب بدر کا کوئی کمال نہ ہوا۔

(۹) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى. (الانفال:۱۷)

تو (اے مسلمانو!) تم نے ان کافروں کو (حقیقۃً) قتل نہیں کیا لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے اور (اے محبوب!) آپ نے (حقیقۃً خاک) نہیں پھینکی جس وقت (بہ ظاہر) آپ نے (خاک) پھینکی تھی' وہ خاک اللہ نے پھینکی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

بہ ظاہر اصحابِ بدر نے کافروں کو قتل کیا تھا' اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم نے ان کو حقیقۃً قتل نہیں کیا' اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا ہے' اگر فرشتوں نے بہ ظاہر قتل کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا: ان کو فرشتوں نے حقیقۃً قتل نہیں کیا' اللہ نے قتل کیا ہے' اور اگر بہ ظاہر اصحابِ بدر نے قتل کیا ہوتا اور حقیقۃً فرشتوں نے قتل کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا: اے مسلمانو! تم نے ان کافروں کو حقیقۃً قتل نہیں کیا' ان کو تو درحقیقت فرشتوں نے قتل کیا ہے' لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف قتل کی نسبت ظاہراً کی نہ حقیقۃً تو معلوم ہوا کہ بدر کے کافروں کو قتل کرنے میں فرشتوں کا کوئی دخل نہیں۔

ان اعتراضات کے بالترتیب جوابات درج ذیل ہیں:

(۱) اگر کفار کو چیلنج کیا جاتا کہ یہ فرشتوں کی جماعت ہے' اگر تم میں جرأت ہے تو ان سے مقابلہ کرو' پھر تو اس کے متعلق کہا جا سکتا تھا کہ یہ تو انسانوں کا فرشتوں سے مقابلہ کروایا جا رہا ہے جو قانون اور حکمت کے خلاف ہے' مگر یہاں ایسی کوئی صورت نہیں بلکہ مقابلہ کفار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان ہی ہے' البتہ اللہ تعالیٰ کفار کو سزا دینے کے لیے اور اپنے ماننے والوں کی تائید و نصرت کے لیے ملائکہ کو ان کے ساتھ شامل فرما رہا ہے اور اس میں کفار کے لیے بھی تنبیہ ہے کہ تم ایسی جماعت کے ساتھ کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو' جن کی مدد کے لیے ملائکہ نازل ہوئے ہیں' لہٰذا اسے خلافِ قانون و حکمت نہیں کہا جا سکتا۔

(۲) اگرچہ کفار کو تباہ کرنے کے لیے ایک فرشتہ ہی کافی تھا مگر کثیر تعداد کے نزول میں حکمت تھی کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اعزاز کا اظہار تھا' نیز اگر فرشتوں کا نزول صرف مسلمانوں کی تقویت اور دشمنوں پر رعب طاری کرنے کے لیے تھا تو اس کے لیے بھی ایک ہی فرشتہ کافی تھا کیونکہ جب مسلمانوں کو علم ہوتا کہ ایک فرشتہ ہماری مدد کے لیے موجود ہے' جس میں اتنی خداداد طاقت ہے کہ وہ پَر مار کر پوری روئے زمین کو تباہ کر سکتا ہے تو انہیں یقیناً تقویت حاصل ہوتی اور دشمنوں پر رعب طاری ہو جاتا' لہٰذا یہ دوسرا اعتراض حکمت اور ضرورت میں فرق نہ کرنے پر مبنی ہے۔ جس طرح شبِ معراج براق کی ضرورت نہ تھی' صرف جبریل امین علیہ السلام ہی آپ کو لے جانے کے لیے کافی تھے' مگر ضرورت نہ ہونے کے باوجود براق کا بھیجنا مبنی بر حکمت تھا کہ اس میں شانِ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اظہار تھا۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اگر تم یہ سوال کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ملائکہ کے قتال کرنے میں کیا حکمت تھی؟ حالانکہ صرف جبریل علیہ السلام ہی اپنے پَر کے ساتھ کفار کو دور کرنے پر قادر تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں حکمت تھی کہ ملائکہ کا یہ فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تائید کے لیے واقع ہو' اور آپ کے ساتھ پورے لشکر کی صورت میں ملائکہ کی مدد شامل ہو (اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید کے لیے ملائکہ کا لشکر نازل فرمایا۔ ۱۲ رضوی غفرلہ)۔

(عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۱۰۵' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ نے بھی یہی جواب ذکر فرمایا۔

(فتح الباری ج ۷ ص ۲۵۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(۳) جنگ بدر میں ستر کافر قتل ہوئے' ہر مقتول کافر کے متعلق قطعی اور یقینی دلائل تو نہیں کہ ان کے قاتل فلاں فلاں صحابی ہیں' لہٰذا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض کو ملائکہ نے قتل کیا ہو اور بعض کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے قتل کیا ہو اور اس کی تائید درج ذیل روایت سے ہوتی ہے:

یونس بن بکیر نے زیادات الغازی میں اور بیہقی نے ربیع بن انس کی روایت سے ذکر کیا کہ بدر کے روز لوگ ملائکہ کے مقتولین

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-ISLAMIA ACADEMY

کفار کی گردنوں اور جوڑوں پر آگ کے داغنے کے نشانات سے پہچانتے تھے کہ یہ ملائکہ کے مقتول ہیں اور یہ صحابہ کے مقتول ہیں۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۳۴۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اور اگر قطعی دلیل نہ ہونے کے باوجود یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ستر مقتولین میں سے ہر ایک کے متعلق قطعی طور پر متعین ہے کہ اسے فلاں صحابی نے قتل کیا ہے تو پھر بھی ملائکہ کی مدد شامل ہونے کے باوجود ان صحابہ کی طرف قتل کرنے کی نسبت درست ہے کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی یقیناً قتل کے فعل میں شامل تھے' لہٰذا اصحابہ کرام علیہم الرضوان کے ضرب لگانے سے پہلے ہی فرشتوں نے ضرب لگائی ہو' پھر بھی صحابہ کی طرف قتل کی نسبت درست ہے۔ چند آدمی مل کر کسی شخص پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیں تو سب کی طرف قتل کی نسبت کر دی جاتی ہے خواہ مقتول کی موت کسی ایک کی ضرب سے ہی واقع ہوئی ہو۔

(۴) اجماع اسی بات پر ہے کہ فرشتوں کے بغیر مسلمانوں کی تعداد کفار کی تعداد سے کم تھی' لہٰذا یہ اعتراض لغو ہے کہ اگر فرشتے انسانی شکل میں نظر آ رہے تھے تو پھر اجماع کے خلاف لازم آئے گا کہ مسلمانوں کی تعداد لشکرِ کفار سے زیادہ ہو جائے گی' نیز روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ فرشتوں کے نزول کے وقت مسلمانوں کی تعداد زیادہ نظر آنے لگی۔

(۵) اگرچہ قرآن مجید میں کہیں یہ نص صریح نہیں کہ فرشتوں نے بالفعل لڑائی میں حصہ لیا مگر قرآن مجید کی نص صریح میں یہ بھی مذکور نہیں کہ فرشتوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا' کیونکہ عدمِ ذکر سے ذکرِ عدم لازم نہیں آتا۔

(۶) فرشتوں کے قتال میں حصہ لینے والی احادیث کو قرآن مجید کی صریح آیات کے معارض قرار دینا تب درست ہوتا' اگر قرآن مجید میں یہ بیان ہوتا کہ فرشتوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا' حالانکہ قرآن مجید میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں۔ البتہ یہ آیۂ مبارکہ پیش کی جاتی ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ. (آل عمران:۱۲۶) اور اللہ تعالیٰ نے اس (نزولِ ملائکہ) کو محض تمہیں خوش خبری دینے کے لیے کیا ہے تاکہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہوں۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نزولِ ملائکہ صرف اطمینانِ قلبی اور خوش خبری دینے کے لیے تھا' لہٰذا معلوم ہوا کہ ملائکہ کا نزول لڑائی میں حصہ لینے کے لیے نہیں تھا' مگر یہ استدلال درست نہیں کیونکہ اگر ملائکہ کا نزول صرف اطمینانِ قلبی اور بشارت دینے کے لیے ہو تو اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ انہوں نے عملاً لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا' اگر انہوں نے نازل ہو کر عملاً لڑائی میں حصہ لیا ہو تو پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا یہ نزول (یعنی نازل ہو کر لڑائی میں شریک ہونا) اس لیے ہے کہ تمہیں اطمینان ہو کہ ملائکہ بھی ہمارے ساتھ قتال میں شریک ہیں' لہٰذا کامیابی ہمارا مقدر ہے اور تمہیں خوش خبری حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا یہ اعزاز ہے کہ ملائکہ کو نازل فرما کر تمہارے ساتھ قتال میں شریک کر دیا۔

(۷) جنگ بدر میں نازل ہونے والے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند تھے' لہٰذا انہوں نے لڑائی میں حصہ لے کر صرف انہی کافروں کو قتل کیا جن کے قتل کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور جن صحابہ کا شہادت سے سرفراز ہونا یا زخمی ہونا علم الٰہی میں مقدر تھا' انہیں بچانے کا فرشتوں کو حکم نہیں دیا گیا' لہٰذا یہ اعتراض بھی لغو ہے کہ اگر فرشتوں نے لڑائی میں حصہ لیا ہوتا تو کوئی صحابی بھی زخمی یا شہید نہ ہوتا۔

(۸) اصحابِ بدر کا کمال یہ تھا کہ انہوں نے بے سروسامانی کے عالم میں نبی کریم ﷺ کے حکم پر لبیک کہا۔ اپنے سے کئی گنا زائد لشکر سے ٹکرا گئے۔ شکستہ ہتھیاروں سے مسلح کفار پر حملہ کیا' ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا' تکالیف برداشت کیں' بعض زخمی ہوئے' بعض نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ فرشتوں کے لڑائی میں عملاً حصہ لینے کی وجہ سے کوئی بھی عقل مند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مذکورہ بالا کمالات کی نفی نہیں کر سکتا' لہٰذا یہ اعتراض بے جا ہے کہ اگر یہ فرشتوں کا کارنامہ تھا تو اصحابِ بدر کا کوئی کمال نہ ہوا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

(۹) اصحابِ بدر نے بھی کفار کو حقیقۃً قتل نہیں کیا اور ملائکہ نے بھی کفار کو حقیقۃً قتل نہیں کیا کیونکہ حقیقی فاعل تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔
اصحابِ بدر اور ملائکہ دونوں اسباب تھے، حقیقی فاعل نہیں تھے، اسی حقیقت کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مسلمانو! تم نے ان کافروں کو حقیقۃً قتل نہیں کیا، لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے، کیونکہ تم تو اسباب تھے، حقیقی فاعل نہیں تھے۔ جس طرح صحابہ حقیقی فاعل نہیں تھے، اسباب تھے۔ اسی طرح ملائکہ بھی حقیقی فاعل نہیں تھے، اسباب تھے، لٰہذا یہ کہنا بھی درست ہے کہ ان کفار کو صحابہ نے قتل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ ان کفار کو ملائکہ نے قتل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے، مگر بدر کے میدان میں مقابلہ تو کفار اور صحابہ کے درمیان تھا۔ فرشتوں نے تو مسلمانوں کی تائید کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل ہو کر لڑائی میں حصہ لیا تھا، لٰہذا آیۂ مبارکہ میں ملائکہ کا ذکر نہیں کیا اور قتل کی ان کی طرف نسبت نہیں کی نہ ظاہراً نہ حقیقۃً، لٰہذا یہ اعتراض بھی درست نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف قتل کی نسبت نہ ظاہراً کی ہے نہ حقیقۃً تو معلوم ہوا کہ بدر کے کافروں کو قتل کرنے میں فرشتوں کا کوئی دخل نہیں۔

ان اعتراضات کے جوابات ملاحظہ کرنے سے قارئین پر واضح ہو جائے گا کہ مذکورہ اعتراضات محض کمزور شبہات ہیں، لٰہذا جب فرشتوں کے لڑائی میں حصہ لینے کے نظریہ کو قرآن مجید کی آیات کے اشارات کی تائید حاصل ہے، احادیث میں اس کا ذکر ہے اور جمہور مفسرین وعلماء کرام کا یہی نظریہ ہے تو اس کے مقابلہ میں کمزور عقلی خدشات کی کوئی حیثیت نہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر اجمالی جوابات ذکر کیے ہیں۔ ان میں غور وفکر کرنے سے تفصیل اور مزید جوابات معلوم کیے جا سکتے ہیں۔

والحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سیّد المرسلین۔

٨٧٢٥ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا اِلٰى اَبِيْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَّهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِيْ بَطْنِهٖ حَتّٰى اُخِذَ فِيْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اَنِّيْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ حَتّٰى اِنْتَهَيْتُ اِلٰى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ فَوَقَعْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى اَصْحَابِيْ فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابورافع کی طرف ایک جماعت روانہ کی۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رات کے وقت اس کے گھر میں داخل ہوئے، وہ سویا ہوا تھا، انہوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ عبداللہ بن عتیک فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی، حتیٰ کہ وہ اس کی پشت سے گزر گئی جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ قتل ہو چکا ہے تو میں دروازہ کھولنے لگا، جب میں سیڑھی تک پہنچا اور اپنا پاؤں (سیڑھی پر) رکھا تو چاندنی رات میں گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں نے پگڑی سے اس پر پٹی باندھی اور چل کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا، پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلا، میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر دستِ اقدس پھیرا، یوں محسوس ہوتا تھا کہ پنڈلی میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ (بخاری)

٨٧٢٦ - وَعَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ

حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں زخم کا نشان دیکھا تو میں نے پوچھا: اے ابومسلم! یہ زخم کا نشان کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ زخم مجھے خیبر کے روز لگا تھا، لوگ کہنے لگے کہ سلمہ شہید ہو گئے ہیں، پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOMI ISLAMIA ACADEMY

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ہوا، آپ نے اس پر تین مرتبہ دم فرمایا تو آج تک اس میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ (بخاری)

۸۷۲۷ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّ اُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِىْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَاْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْاَلُوْنَ الْاُدْمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَى الَّذِىْ كَانَتْ تُهْدِىْ فِيْهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيْهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيْمُ لَهَا اُدْمُ بَيْتِهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيْهَا مَا زَالَ قَائِمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام مالک رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ڈبے میں گھی کا ہدیہ پیش کیا کرتی تھیں، ان کے بیٹے آ کر ان سے سالن مانگتے اور ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو جس ڈبے میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھی بھیجا کرتی تھیں اس میں انہیں گھی مل جاتا، انہیں اپنے گھر کا سالن اسی طرح ملتا رہا حتیٰ کہ انہوں نے اس ڈبے کو نچوڑ لیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں، آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس ڈبے کو نچوڑ لیا ہے، عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: اگر تم اس کو اسی طرح رہنے دیتیں تو اسی طرح گھی ملتا رہتا۔ (مسلم)

۸۷۲۸ - وَعَنْهُ قَالَ تُوُفِّيَ اَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَائِهِ اَنْ يَاْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَاَبَوْا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِىْ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَّاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ لِيْ اِذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ كَاَنَّهُمْ اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ لِيْ اَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَّالِدِىْ اَمَانَتَهٗ وَاَنَا اَرْضٰى اَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِىْ وَلَا اَرْجِعُ اِلٰى اِخْوَتِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا وَحَتّٰى اَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِىْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد کا وصال ہوا اور وہ مقروض تھے، میں نے قرض خواہوں کو قرض کے عوض کھجوریں پیش کرنا چاہیں، انہوں نے انکار کر دیا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد احد کے روز شہید ہو گئے ہیں اور ان کے ذمہ بہت سا قرض ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ قرض خواہوں سے ملاقات کریں، آپ نے مجھے فرمایا: جاؤ! اور ہر قسم کی کھجور کا ایک طرف ڈھیر لگا دو، میں نے ایسا کیا، پھر میں آپ کو بلا لایا، جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو وہ اسی وقت مجھ پر گرم ہونے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس انداز کو ملاحظہ فرمایا تو آپ نے کھجوروں کے سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے، پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔ آپ ان کے لیے مسلسل کھجوریں ماپتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد ماجد کا قرض ادا فرما دیا، میں تو اس پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد ماجد کا قرض اتار دے اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں، لیکن اللہ تعالیٰ نے کھجوروں کے تمام ڈھیر سلامت رکھے، کھجوروں کے جس ڈھیر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے، میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا، اس سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔ (بخاری)

۸۷۲۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ میرے لیے ان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ فَضَمَّھُنَّ ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ قَالَ خُذْھُنَّ فَاجْعَلْھُنَّ فِیْ مِزْوَدِکَ کُلَّمَا اَرَدْتَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْہُ شَیْئًا فَاَدْخِلْ فِیْہِ یَدَکَ فَخُذْہُ وَلَا تَنْثُرْہُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِکَ التَّمْرِ کَذَا وَکَذَا مِنْ وَّسْقٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَکُنَّا نَاْکُلُ مِنْہُ وَنُطْعِمُ وَکَانَ لَا یُفَارِقُ حَقْوِیْ حَتّٰی کَانَ یَوْمُ قَتْلِ عُثْمَانَ فَاِنَّہٗ اِنْقَطَعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

میں برکت کی دعا فرما دیجئے' آپ نے وہ کھجوریں اکٹھی فرمائیں' پھر میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: انہیں پکڑ لو اور انہیں اپنے توشہ دان میں ڈال لو' جب ان میں سے کچھ لینا چاہو تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر لے لینا لیکن اسے جھاڑنا نہیں' میں نے ان کھجوروں سے اتنے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خرچ کیے' ہم ان سے کھاتے تھے اور کھلاتے تھے اور وہ تھیلی میری کمر سے جدا نہیں ہوتی تھی' حتیٰ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن وہ تھیلی گم ہوگئی۔ (ترمذی)

ف: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز وہ تھیلی گم ہوگئی اور مجھے اس کا شدید غم لاحق ہوا۔ اس میں اشارہ ہے کہ جب فساد عام ہو جائے تو برکت اٹھ جاتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

للناس هم ولي همان بينهم هم الجراب وهم الشيخ عثمانا

لوگوں کو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں' ایک تھیلی کے گم ہو جانے کا غم ہے اور دوسرا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۷۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۳۰ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَہٗ رَجُلٌ یَّسْتَطْعِمُہٗ فَاَطْعَمَہٗ شَطْرَ وَسْقِ شَعِیْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ یَاْکُلُ مِنْہُ وَامْرَاَتُہٗ وَضَیْفُھُمَا حَتّٰی کَالَہٗ فَفَنِیَ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَکِلْہُ لَاَکَلْتُمْ مِنْہُ وَلَقَامَ لَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر کھانا طلب کیا' آپ نے اسے نصف وسق جو عطا فرمائے' وہ شخص' اس کی بیوی اور ان کا مہمان اس سے کھاتے رہے' حتیٰ کہ اس شخص نے ان کو ماپ لیا تو وہ ختم ہوگئے' پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اگر تم اس کو نہ ماپتے تو تم وہ جو کھاتے رہتے اور وہ تمہارے پاس باقی رہتے۔ (مسلم)

۸۷۳۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرُوْسًا بِزَیْنَبَ فَعَمَدَتْ اُمِّیْ اُمُّ سُلَیْمٍ اِلٰی تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَّاَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَیْسًا فَجَعَلَتْہُ فِیْ تَوْرٍ فَقَالَ یَا اَنَسُ اِذْھَبْ بِھٰذَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثَتْ بِھٰذَا اِلَیْکَ اُمِّیْ وَھِیَ تُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ ھٰذَا لَکَ مِنَّا قَلِیْلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَھَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْہُ ثُمَّ قَالَ اِذْھَبْ فَادْعُ لِیْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا رِجَالًا سَمَّاھُمْ وَادْعُ لِیْ مَنْ لَّقِیْتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰی وَمَنْ لَّقِیْتُ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَیْتُ غَاصٌّ بِاَھْلِہٖ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجور' گھی اور پنیر لے کر ان کا حلوہ بنایا' پھر اسے ایک طباق میں رکھ کر مجھے کہا: اے انس! یہ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں لے جاؤ اور عرض کرو کہ میری والدہ نے یہ کھانا آپ کی بارگاہ میں پیش کیا ہے اور وہ آپ کو سلام پیش کرتی ہے اور عرض کرتی ہے کہ یارسول اللہ! یہ ہماری طرف سے تھوڑا سا نذرانہ ہے' میں نے حاضر ہو کر اسی طرح عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اسے رکھ دو' پھر فرمایا: جاؤ! اور چند شخصوں کے نام لے کر فرمایا: فلاں' فلاں' فلاں کو بلا لاؤ اور جو بھی تمہیں ملے اسے بلا لاؤ' آپ نے جن کے نام لیے تھے' میں انہیں بھی بلا لایا اور جو لوگ مجھے ملے انہیں بھی بلا لایا' میں واپس لوٹا تو گھر لوگوں سے بھر چکا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: وہ کتنے لوگ تھے؟ فرمایا: تقریباً تین سو لوگ تھے'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

قِيلَ لِاَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءُ ثَلَاثُ مِائَةٍ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً يَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اُذْكُرُوا اِسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيْهِ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَّدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى اَكَلُوْا كُلُّهُمْ قَالَ لِيْ يَا اَنَسُ اِرْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا آپ نے اس کھانے پر اپنا دست انور رکھا اور جو اللہ نے چاہا' آپ نے پڑھا' پھر آپ دس دس آدمیوں کو بلانے لگے' وہ اس سے کھاتے اور آپ انہیں فرماتے: اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے' ایک جماعت نکلتی اور دوسری داخل ہو جاتی حتیٰ کہ سب نے کھالیا' آپ نے فرمایا: اے انس! اسے اٹھالو' میں نے اٹھالیا' مجھے نہیں پتا کہ جب میں نے برتن رکھا اس وقت کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے وہ برتن اٹھایا' اس وقت زیادہ تھا۔ (بخاری ومسلم)

روایات میں تعارض کی توجیہ

اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ اس کھانے سے کیا گیا' جو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بطورِ ہدیہ پیش کیا تھا' جب کہ مشہور روایات میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ روٹی اور گوشت سے کیا اور ان روایات میں کھانا زیادہ ہو جانے کا ذکر نہیں۔ اس اشکال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے ولیمہ میں روٹی گوشت کے ساتھ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا بھیجا ہوا کھانا بھی شامل ہو اور تکثیرِ طعام والے واقعہ کا انکار کرنا عجیب ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح کی اور مسلمانوں کو روٹی اور گوشت سے سیر کر دیا اور اس روز تقریباً ہزار آدمی تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں ایسی کوئی دلیل نہیں' جس سے واضح ہو کہ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا والا کھانا ہی ولیمہ تھا۔ وہ کھانا تو صرف ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا تھا' پھر اسی دن کے آخر میں یا دوسرے روز بکری ذبح کر کے ولیمہ کیا گیا اور ہزار آدمیوں کو روٹی اور گوشت سے سیر کیا گیا' لہٰذا دونوں واقعات میں کوئی تعارض نہیں۔

(لمعات بہ حوالہ حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۱۲۷)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھانے پر اپنا دستِ اقدس رکھا اور اللہ نے جو چاہا' آپ نے پڑھا۔ مرقاۃ المفاتیح میں ہے: ''ای من الذکر والدعوۃ'' یعنی آپ نے ذکر یا دعا پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر حصولِ برکت کے لیے ذکر کرنا یا دعا کرنا اور تلاوتِ کلامِ پاک کرنا بدعت یا حرام نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔

۸۷۳۲ - وَعَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِّنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُوْمُ عَشَرَةٌ وَّيَقْعُدُ عَشَرَةٌ قُلْنَا فَمِمَّا كَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ اِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى السَّمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو العلاء رضی اللہ عنہ' حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک پیالے سے صبح سے رات تک باری باری کھاتے رہے' دس آدمی کھڑے ہوتے تھے اور دس بیٹھ جاتے تھے' ہم نے عرض کیا: کہاں سے کھانے میں اضافہ ہو رہا ہے' آپ نے فرمایا: کس چیز پر تعجب کر رہے ہو' اور ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: وہاں سے ہی کھانے میں اضافہ ہو رہا ہے۔ (ترمذی ودارمی)

۸۷۳۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے دوران لوگوں

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

غَزْوَةِ تَبُوْكٍ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ اُدْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنَطْعٍ فَبُسِطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النَّطْعِ شَيْءٌ يَسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضُلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهُ عَنْ سَلَمَةَ.

کو بھوک لگی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ لوگوں سے ان کے بچے ہوئے کھانے منگوائیں، پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس پر برکت کی دعا فرمائیں، آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے! پھر چمڑے کا دستر خوان منگوایا اور بچھا دیا، پھر آپ نے لوگوں کے بچے ہوئے کھانے منگوائے، کوئی مٹھی بھر جو، کوئی مٹھی بھر کھجوریں اور کوئی روٹی کے ٹکڑے لے کر حاضر ہوا حتیٰ کہ دستر خوان پر تھوڑا سا سامان اکٹھا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی، پھر فرمایا کہ اپنے برتنوں میں ڈال لو، لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے، یہاں تک کہ تمام لشکر والوں کے برتن بھر گئے، فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے اور کھانا بچا رہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، جو شخص بھی ان دونوں شہادتوں پر یقین رکھتے ہوئے اللہ سے ملاقات کرے گا وہ جنتی ہوگا۔ (مسلم) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے ہم معنی حدیث پاک حضرت سلمہ سے روایت کی ہے۔

٥٧٣٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَاءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ فَانْكَفَأْتُ اِلَى امْرَاَتِيْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَّنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کے روز ہم کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت چٹان سامنے آ گئی، نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یہ سخت چٹان خندق میں سامنے آ گئی ہے، آپ نے فرمایا: میں نیچے اترتا ہوں، پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے شکم اقدس پر (بھوک کی وجہ سے) پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم تین دن سے اس حالت میں تھے کہ کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے کدال پکڑ کر ضرب لگائی تو وہ چٹان اُڑتی ہوئی ریت کی طرح بکھر گئی، پھر میں نے اپنی بیوی کے پاس آ کر کہا: کیا تمہارے پاس کوئی (کھانے کی) چیز ہے، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سخت بھوک کے عالم میں دیکھا ہے، اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھے اور ہماری ایک پالتو بکری تھی، میں نے اس بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے آٹا گوندھا، یہاں تک کہ ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا، پھر میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے سرگوشی میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کا آٹا تیار کیا ہے، آپ چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ تشریف لے آیئے، نبی کریم ﷺ نے بہ آوازِ بلند پکارا: اے اہل خندق! جابر نے دعوت کی ہے،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَسَلَّمَ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ وَجَاءَ فَاَخْرَجْتُ لَهٗ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ اُدْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكَ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ قَالَ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جلدی سے آؤ! اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک میں نہ آ جاؤں تم ہنڈیا نہ اتارنا اور نہ ہی روٹیاں پکانا' آپ تشریف لے آئے تو میں نے آپ کے سامنے آٹا پیش کیا' آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی' پھر ہماری ہنڈیا کی طرف متوجہ ہوئے' اس میں لعابِ دہن ڈالا اور دعائے برکت فرمائی' پھر فرمایا: ایک روٹیاں پکانے والی کو بلا لاؤ' جو تمہارے ساتھ مل کر روٹیاں پکائے اور دیگچی سے سالن نکالنا لیکن اس کو نیچے نہ اتارنا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک ہزار تھے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ان سب نے کھانا کھایا حتیٰ کہ کھانا چھوڑ دیا اور واپس چلے گئے جب کہ ہماری ہنڈیا اسی طرح جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا اسی طرح گوندھا جا رہا تھا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٣٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں نقاہت محسوس کی ہے اور مجھے آپ میں بھوک کے آثار نظر آئے ہیں' کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں' پھر اپنا دوپٹہ لیا اور اس کے ایک حصہ میں روٹیاں لپیٹ کر اسے میرے ہاتھ کے نیچے چھپا دیا اور دوپٹے کا کچھ حصہ میرے سر پر لپیٹ دیا۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھیج دیا' میں وہ روٹیاں لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' صحابہ کرام بھی آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے' میں نے انہیں سلام کیا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: کھانے کے لیے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس موجود حاضرین سے فرمایا: اٹھو! اور آپ چل پڑے' میں بھی ان کے آگے آگے چل پڑا حتیٰ کہ میں حضرت ابوطلحہ کے پاس آیا اور انہیں خبر دی' حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ تو لوگوں کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں جب کہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ان سب کو کھلا سکیں' حضرت ام سلیم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں' حضرت ابوطلحہ نے چل کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا' پھر رسول اللہ ﷺ حضرت ابوطلحہ کے ساتھ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: اے ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہے' وہ لے آؤ! حضرت ام سلیم وہ روٹی لے کر حاضر ہو گئیں' رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور روٹی کے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے گھی کا برتن اس پر نچوڑ کر سالن بنا دیا'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلُ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشْرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشْرَةٍ ثُمَّ لِعَشْرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پھر رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ اللہ نے چاہا اس پر پڑھا' پھر حضرت ابوطلحہ کو فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دو' انہوں نے اجازت دی تو ان آدمیوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا' پھر وہ باہر نکل گئے' آپ نے پھر فرمایا کہ دس کو اجازت دو' پھر دس کے متعلق فرمایا' تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور وہ سب ستر یا اسّی آدمی تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ ائْذَنْ لِعَشْرَةٍ فَدَخَلُوْا فَقَالَ كُلُوْا وَسَمُّوا اللّٰهَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكَ سُؤْرًا.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دو' وہ داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: کھاؤ اور اللہ کا نام لو! انہوں نے کھایا حتیٰ کہ اسّی مردوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا' پھر نبی کریم ﷺ نے خود اور گھر والوں نے کھایا اور باقی کھانا چھوڑ دیا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَيَّ عَشْرَةً حَتّٰى عَدَّ اَرْبَعِيْنَ ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ.

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ میرے پاس دس آدمیوں کو لاؤ حتیٰ کہ چالیس آدمی شمار کیے' پھر نبی کریم ﷺ نے خود تناول فرمایا' میں دیکھ رہا تھا کہ آیا اس سے کچھ کم ہوا ہے؟

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ اَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَا فِيْهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُوْنَكُمْ هٰذَا.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر آپ نے بقیہ کھانا لیا اور اسے جمع کر کے اس پر دعائے برکت فرمائی تو وہ کھانا پہلے کی طرح ہو گیا' پھر فرمایا: اسے لے لو۔

٥٧٣٦ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِيْنَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ وَيَقُوْلُ بُؤْسَ ابْنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ خندق کھودر ہے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان کے سر پر دستِ انور پھیرتے ہوئے فرما رہے تھے: اے ابن سمیہ! تمہیں مصیبت پہنچے گی' ایک باغی جماعت تمہیں قتل کرے گی۔ (مسلم)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: تمہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے تین معجزات کا بیان ہے کہ آپ نے تین غیبی خبریں ارشاد فرمائیں:

(ا) حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے (۲) وہ مظلوم ہوں گے (۳) ان کے قاتل باغی ہوں گے۔

اس حدیث پر اشکال ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھے اور انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت نے قتل کیا تھا۔ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض لازم آتا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اس حدیث کی

روشنی میں واضح ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اور ان کے مخالف غلطی پر ہیں' اس کے باوجود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت نہیں کی اور ان کی مخالفت سے رجوع نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا موقف اجتہادی غلطی پر مبنی تھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث میں تاویل کرتے تھے' اگرچہ ان کی یہ تاویل بھی اجتہادی خطا پر مبنی تھی مگر آپ مجتہد تھے اور مجتہد کو اجتہادی خطا کی بناء پر نشانۂ طعن نہیں بنایا جا سکتا۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ اس حدیث کی تاویل کرتے تھے کہ ہم باغی جماعت ہیں یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرنے والے ہیں اور یہ تاویل باطل ہے کیونکہ خون کا مطالبہ کرنے والا معنی یہاں مناسب نہیں' اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے قاتل کی مذمت کا بیان فرمایا ہے' اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ تاویل بھی منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت نے قتل کیا ہے' کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی ان کو لڑائی پر برانگیختہ کیا اور انجام کار ان کے قتل کا سبب بنے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس تاویل کے جواب میں کہا گیا کہ پھر تو لازم آئے گا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں کہ آپ نے ہی انہیں قتال پر برانگیختہ فرمایا تھا۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۴۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۳۷ - وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أُجْلِيَ الْأَحْزَابُ عَنْهُ اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب (غزوۂ خندق میں) کفار کی جماعتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کر دی گئیں تو آپ نے فرمایا: اب ہم ان سے جنگ کریں گے' یہ ہم سے جنگ نہیں کریں گے' ہم ان کی طرف چل کر جائیں گے۔ (بخاری)

۸۷۳۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ اُخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ فَأَشَارَ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق سے واپس تشریف لا کر ہتھیار اتارے اور غسل فرمایا تو جبریل علیہ السلام حاضر ہو گئے' وہ اپنے سر سے گرد و غبار جھاڑ رہے تھے' انہوں نے عرض کیا: آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے ہیں' واللہ! میں نے تو ہتھیار نہیں اتارے' آپ ان کی طرف تشریف لے چلیے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہاں؟ انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ اَنَسٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ مَوْكِبَ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ.

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو قریظہ کی طرف تشریف لے گئے' میں چشمِ تصور سے اس وقت جبریل علیہ السلام کے ساتھ آئے ہوئے سواروں کی وجہ سے بنو غنم کے گلی کوچوں میں گرد و غبار اڑتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

۸۷۳۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَّاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم معجزات کو برکت شمار کیا کرتے تھے' جب کہ تم انہیں کفار کے ڈرانے کا سبب خیال کرتے ہو' ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ پانی کم ہو گیا آپ نے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فَضْلَةً مِّنْ مَّاءٍ فَجَاءُوْا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

بچا ہوا پانی تلاش کرو‘ لوگ ایک برتن لے کر حاضر ہوئے‘ جس میں تھوڑا سا پانی تھا‘ آپ نے اپنا دستِ اقدس اس برتن میں ڈالا‘ پھر فرمایا: آؤ! پاک کرنے والے برکت والے پانی کی طرف! اور اللہ کی برکت کی طرف! میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹتا ہوا دیکھا اور ہم کھانے کی تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے حالانکہ وہ کھانا کھایا جاتا تھا۔ (بخاری)

٨٧٤٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ وَّهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَ مِائَةٍ اَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مقام زوراء میں نبی پاک ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ایک برتن پیش کیا گیا‘ آپ نے برتن میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹنے لگا اور لوگوں نے وضو کیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا: تین سو تھے‘ یا کہا: تقریباً تین سو تھے۔ (بخاری ومسلم)

انگلیوں سے پانی جاری ہونے کی کیفیت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے برتن میں اپنا دستِ اقدس رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ اس میں نبی کریم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے۔ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے پتھروں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے‘ یہ بھی عظیم معجزہ ہے‘ مگر پتھروں سے عادتاً بھی پانی کے چشمے جاری ہوتے رہتے ہیں اور انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا عظیم تر معجزہ ہے کہ عادتاً کبھی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری نہیں ہوئے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے فرمایا کہ چشمہ جاری ہونے کی کیفیت میں دو قول ہیں‘ جنہیں قاضی عیاض رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے: (۱) خود انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا تھا‘ یہ مزنی اور اکثر علماء کا قول ہے اور پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہونے کی بہ نسبت یہ زیادہ عظیم معجزہ ہے۔ اس قول کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے‘ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹتا ہوا دیکھا (۲) اللہ تعالیٰ نے پانی کو زیادہ فرما دیا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر نکلنے لگا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۶۵‘ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی‘ بیروت)

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ‘ پہلے قول کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

حدیث پاک کے الفاظ سے صراحۃً معلوم ہو رہا ہے کہ پانی آپ کی مبارک انگلیوں سے جاری ہوا تھا۔ جمہور علماء کرام کا یہی نظریہ ہے‘ اسی لیے اس معجزہ کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہونے والے معجزہ پر ترجیح دی ہے‘ لہٰذا جو حضرات کہتے ہیں کہ پانی زیادہ ہو کر انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر نکلنے لگا تھا‘ ان کا قول لائقِ التفات نہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۷۲‘ مطبوعہ تیج کمار‘ لکھنؤ)

٨٧٤١ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو پیاس لگی جب کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مشکیزہ تھا‘ آپ نے اس سے وضو فرمایا‘

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِي رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پھر لوگ آپ کی جانب متوجہ ہوئے اور عرض کیا: آپ کے مشکیزے میں جو پانی ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لیے کوئی پانی نہیں ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشکیزے میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی اُبلنے لگا' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے پانی پیا اور وضو کیا' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم کتنے تھے؟ آپ نے فرمایا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا' ہم پندرہ سو تھے۔ (بخاری و مسلم)

۸۷۴۲ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالْحُدَيْبِيَّةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيْهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَاَرْوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى اِرْتَحَلُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز ہم چودہ سو افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ تھے' حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے' ہم نے اس کا سارا پانی نکال لیا اور اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ تشریف لا کر کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے' پھر آپ نے پانی کا برتن منگوا کر وضو فرمایا' پھر کلی فرمائی اور دعا فرمائی' پھر پانی کنویں میں ڈال دیا' پھر فرمایا: اسے ایک گھڑی تک چھوڑے رکھنا' لوگ خود سیراب ہوئے اور اپنی سواریوں کو سیراب کیا حتیٰ کہ کوچ کر گئے۔ (بخاری)

حدیبیہ کے روز صحابہ کرام کی تعداد میں مذکور مختلف روایات میں تطبیق

حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ حدیبیہ کے روز پندرہ سو صحابہ تھے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ والی اس روایت میں چودہ سو کی تعداد مذکور ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' مختلف روایات میں تطبیق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ صحابہ کی تعداد چودہ سو سے زائد اور پندرہ سو سے کم تھی۔ جس نے کسر کا اعتبار نہیں کیا' اس نے چودہ سو کہہ دیا اور جس نے کسر کا اعتبار کیا اس نے پندرہ سو کہہ دیا۔ بعض نے اپنی اطلاع کے مطابق تیرہ سو کہہ دیا اور بعض نے بچوں وغیرہ کو ساتھ شامل کرتے ہوئے سولہ سو اور سترہ سو کہہ دیا اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی ہے کہ صحابہ کرام ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۴۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۴۳ - وَعَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكٰى اِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيْهِ اَبُوْ رَجَاءٍ وَنَسِيَهُ عَوْفٌ وَّدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اِذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا اِمْرَاَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ اَوْ

حضرت عوف رضی اللہ عنہ' حضرت ابو رجاء رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ تھے' لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی' آپ نیچے تشریف لائے اور فلاں شخص کو بلایا' حضرت ابو رجاء اس کا نام بیان کرتے تھے' لیکن حضرت عوف اس کا نام بھول گئے' اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: جاؤ! پانی کی تلاش کرو' وہ چل پڑے' ان کی ایک عورت سے ملاقات ہوئی'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

37/37

سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَّاءٍ فَجَاءَ ابِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ اِسْقُوْا فَاسْتَقُوْا قَالَ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا حَتّٰى رَوِيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَّعَنَا وَاِدَاوَةٍ وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاِنَّهُ لَيُخَيَّلُ اِلَيْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْئَةً مِّنْهَا حِيْنَ ابْتُدِئَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جو دو مشکیزوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی‘ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں لے آئے اور اس کو اونٹ سے نیچے اتار دیا‘ نبی کریم ﷺ نے برتن منگوایا اور دونوں مشکیزوں کے منہ سے برتن میں پانی انڈیلا اور لوگوں کو آواز دی گئی کہ پانی پی لو‘ لوگوں نے پانی پیا‘ فرماتے ہیں کہ ہم چالیس پیاسے مردوں نے پانی پیا حتیٰ کہ ہم سیراب ہو گئے اور ہم نے اپنے مشکیزے اور برتن پانی سے بھر لیے‘ اللہ کی قسم! جب مشکیزے کو بند کیا گیا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ بھرا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٧٤٤ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَاءَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ فَمَالَ عَنِ الطَّرِيْقِ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ اِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِيْ ظَهْرِهٖ ثم قَالَ اِرْكَبُوْا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاةٍ كَانَتْ مَعِيْ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا وُضُوْءًا دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ قَالَ اِحْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَاتَكَ فَسَيَكُوْنُ لَهَا نَبَاٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ وَرَكِبَ وَرَكِبْنَا مَعَهٗ فَانْتَهَيْنَا اِلَى النَّاسِ حِيْنَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ وَدَعَا بِالْمِيْضَاةِ فَجَعَلَ يَصُبُّ وَاَبُوْ قَتَادَةَ يَسْقِيْهِمْ فَلَمْ يَعْدُ اَنْ رَاَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيْضَاةِ تَكَابُّوْا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوا الْمَلَا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: تم رات بھر سفر کرو‘ اور اگر اللہ نے چاہا تو کل صبح پانی تک پہنچ جاؤ گے‘ لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے بغیر سفر کرتے رہے۔ ابوقتادہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر فرماتے رہے حتیٰ کہ نصف رات ہو گئی‘ آپ راستے سے ہٹ گئے اور اپنا سر مبارک نیچے رکھ کر لیٹ گئے اور فرمایا: تم لوگ ہماری نماز کا خیال رکھنا‘ پھر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ ہی بیدار ہوئے جب کہ سورج آپ کی پشت اقدس پر آ چکا تھا‘ پھر فرمایا: سوار ہو جاؤ! تو ہم سوار ہو گئے اور چلنے لگے حتیٰ کہ جب سورج بلند ہو گیا تو آپ نیچے تشریف لائے‘ پھر میرے پاس جو وضو کا برتن تھا‘ وہ منگوایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا اور اس سے عام اوقات کی بہ نسبت ہلکا وضو فرمایا‘ فرماتے ہیں کہ برتن میں تھوڑا سا پانی باقی تھا‘ پھر فرمایا: ہماری خاطر اپنے برتن کی حفاظت کرنا‘ عنقریب اس سے ایک عظیم خبر ظاہر ہو گی‘ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اذان دی اور رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت ادا فرمائیں‘ پھر صبح کی نماز پڑھائی اور سوار ہو گئے‘ ہم بھی آپ کے ساتھ سوار ہو گئے‘ پھر ہم لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جب دن لمبا ہو چکا تھا‘ اور ہر چیز گرم ہو چکی تھی اور لوگ عرض کر رہے تھے: یا رسول اللہ! ہم پیاس سے ہلاک ہو گئے ہیں‘ فرمایا: تم پر کوئی ہلاکت نہیں آئے گی‘ آپ نے وضو کا برتن منگوایا اور پانی انڈیلنے لگے‘ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو پانی پلانے لگے‘ جونہی لوگوں نے برتن میں پانی دیکھا (کہ صرف یہی پانی ہے) تو اس پر ٹوٹ پڑے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اطمینان رکھو! تم سب سیر ہو جاؤ گے‘ لوگ مطمئن ہو گئے‘ رسول اللہ ﷺ پانی انڈیلنے لگے اور میں انہیں پلانے لگا‘ حتیٰ کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا‘ پھر آپ نے پانی انڈیلا اور مجھے فرمایا: پی لو‘ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب تک آپ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

كُلُّكُمْ سَيَرْوٰى قَالَ فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّ وَاَسْقِيْهِمْ حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِيْ اِشْرَبْ فَقُلْتُ لَا اَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَاَتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّيْنَ رِوَاءً رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِهٖ وَكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ وَزَادَ فِي الْمَصَابِيْحِ بَعْدَ قَوْلِهٖ اٰخِرُهُمْ لَفْظَةَ شُرْبًا وَّقَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ اِنَّ تَاْخِيْرَ قَضَاءِ الصَّلٰوةِ بِلَا عُذْرٍ كَبِيْرَةٌ لَا تَزُوْلُ بِالْقَضَاءِ بَلْ بِالتَّوْبَةِ اَوِ الْحَجِّ مِنَ الْعُذْرِ الْعَدُوُّ وَخَوْفُ الْقَابِلَةِ مَوْتَ الْوَلَدِ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخَّرَهَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ اِنْتَهٰى وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَاْخِيْرُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هُوَ لِعُذْرٍ رَجَاءِ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الْمَاءِ اَوْ لِعُذْرِ خُرُوْجِ وَقْتِ الْكَرَاهَةِ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْلُهٗ فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ.

نوش نہیں فرمائیں گے میں پانی نہیں پیوں گا' آپ نے فرمایا: بے شک قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں ہوتا ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے پانی پیا اور رسول اللہ ﷺ نے پانی نوش فرمایا' پھر لوگ آسودہ اور سیر ہو کر پانی تک پہنچے۔ (مسلم) اسی طرح صحیح مسلم میں ہے' اسی طرح کتاب حمیدی اور جامع الاصول میں ہے اور مصابیح میں ''آخرھم'' کے بعد ''شربًا'' کے الفاظ زائد ہیں۔ صاحب درمختار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بلا عذر نماز کی قضاء میں تاخیر کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ یہ گناہ قضاء سے معاف نہیں ہوتا بلکہ توبہ یا حج سے معاف ہوتا ہے' دشمن کا خوف اور دایہ کو بچے کی موت کا خوف تاخیر کا عذر ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خندق کے روز نماز مؤخر فرمائی تھی' اور ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں نبی پاک ﷺ کی تاخیر یا تو اس عذر کی وجہ سے تھی کہ پانی تک پہنچنے کی امید تھی یا اس عذر کی وجہ سے تھی کہ کراہت کا وقت نکل جائے' جس طرح کہ حدیث پاک کے ان الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ ہم سوار ہوئے اور چل پڑے حتیٰ کہ سورج بلند ہو گیا۔

ف: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساقی کے آداب میں سے یہ ہے کہ پہلے دوسروں کو پلائے اور خود آخر میں پیئے۔ اگرچہ ظاہراً ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پانی پلا رہے تھے مگر حقیقت میں ساقی رسول اللہ ﷺ تھے' اس لیے آپ نے آخر میں پانی نوش فرمایا۔ (ملخصاً اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۷۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٨٧٤٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ حَاجَتَهٗ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهٖ وَاِذَا شَجَرَتَيْنِ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اِحْدَاهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ اِنْقَادِيْ عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِيْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ایک کشادہ وادی میں اترے' رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے' آپ نے کوئی ایسی چیز نہ پائی جس سے آڑ کر سکیں' اچانک وادی کے کنارے پر دو درخت دیکھے' رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کی طرف چل کر گئے اور اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر' وہ درخت اس طرح آپ کے پیچھے چلنے لگا جس طرح نکیل والا اونٹ کھینچنے والے کے پیچھے چلتا ہے' حتیٰ کہ دوسرے درخت کے قریب پہنچے اور اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر! تو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

يُصَانِعُ قَائِدَهُ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ اِنْقَادِىْ عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا قَالَ اِلْتَئِمَا عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَامَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِىْ فَحَانَتْ مِنِّىْ لَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَيْنِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وہ بھی اسی طرح آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا' یہاں تک کہ جب آپ دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو فرمایا: اللہ کے حکم سے مجھ پر مل جاؤ' تو وہ دونوں آپس میں مل گئے' میں بیٹھ کر اپنے دل میں باتیں کرنے لگا اور میری توجہ ایک طرف ہوگئی' اچانک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا' وہ دونوں درخت جدا ہو چکے تھے اور ان میں سے ہر ایک اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا تھا۔ (مسلم)

۸۷۴۶ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنٌ قَدْ تَخَضَّبَ بِالدَّمِ مِنْ فِعْلِ اَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ تُحِبُّ اَنْ نُرِيَكَ اٰيَةً قَالَ نَعَمْ فَنَظَرَ اِلٰى شَجَرَةٍ مِنْ وَّرَائِهٖ فَقَالَ اُدْعُ بِهَا فَدَعَا بِهَا فَجَاءَتْ فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ فَاَمَرَهَا فَرَجَعَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبِىْ حَسْبِىْ رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' آپ غمگین حالت میں بیٹھے ہوئے تھے اور مکہ والوں کی حرکت سے آپ خون آلودہ ہو چکے تھے' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کوئی نشانی دیکھنا پسند کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جبریل علیہ السلام نے اپنے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھ کر کہا: اسے بلایئے! آپ نے اسے بلایا تو وہ درخت آ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' پھر عرض کیا: اسے واپس لوٹ جانے کا حکم دیجئے' آپ نے اسے حکم دیا تو وہ واپس لوٹ گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے کافی ہے! مجھے کافی ہے! (دارمی)

۸۷۴۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِىٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَمَنْ يَّشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِىْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا اَنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبَتِهَا رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ ایک اعرابی آیا' جب وہ قریب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اس نے کہا: آپ جو کچھ فرما رہے ہیں' اس پر کون گواہ ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ خاردار درخت' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخت کو بلایا اور وہ جنگل کے کنارے پر تھا' وہ درخت زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا' یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپ نے اس سے تین مرتبہ گواہی طلب کی اور اس نے آپ کے حکم کے مطابق تین مرتبہ گواہی دی' پھر وہ واپس اپنی جگہ لوٹ گیا۔ (دارمی)

۸۷۴۸ - وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَّنْ اٰذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اِسْتَمَعُوْا

حضرت معن بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جس رات کو جنوں نے قرآن مجید کی تلاوت سنی تھی' اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنوں کے متعلق کس نے خبر دی تھی؟

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْكَ یَعْنِیْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

انہوں نے فرمایا کہ تمہارے والد ماجد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ ایک درخت نے جنوں کے متعلق خبر دی تھی۔ (بخاری ومسلم)

۸۷۴۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِیٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ یَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰی سَقَطَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِیُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں کیسے پہچانوں گا کہ آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر میں اس کھجور کے خوشہ کو بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں‘ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ درخت سے نیچے اترنے لگا‘ حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر گر پڑا‘ پھر آپ نے فرمایا: واپس لوٹ جا! تو وہ واپس چلا گیا‘ پس اس اعرابی نے اسلام قبول کرلیا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے)

۸۷۵۰ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ خَرَجَ اَبُوْ طَالِبٍ اِلَی الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَشْیَاخٍ مِّنْ قُرَیْشٍ فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَی الرَّاهِبِ هَبَطُوْا فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ اِلَیْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ یَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا یَخْرُجُ اِلَیْهِمْ قَالَ فَهُمْ یَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ یَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰی جَاءَ فَاَخَذَ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ فَقَالَ لَهٗ اَشْیَاخٌ مِّنْ قُرَیْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ اِنَّكُمْ حِیْنَ اَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ یَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَّلَا یَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِیٍّ وَّاِنِّیْ اَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ اَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهٖ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ وَكَانَ هُوَ فِیْ رِعْیَةِ الْاِبِلِ فَقَالَ اَرْسِلُوْا اِلَیْهِ فَاَقْبَلَ وَعَلَیْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهٗ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ اِلٰی فَیْءِ شَجَرَةٍ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَیْءُ الشَّجَرَةِ عَلَیْهِ فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰی فَیْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَیْهِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَیُّكُمْ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب ملک شام کی طرف گئے‘ اور نبی کریم ﷺ بھی قریش کے چند سرداروں کے ہمراہ ان کے ساتھ تشریف لے گئے‘ جب وہ راہب کے قریب پہنچے تو سواریوں سے نیچے اتر آئے اور اپنے کجاوے اتار کر رکھ دیئے‘ راہب باہر نکل کر ان کے استقبال کے لیے آیا‘ حالانکہ اس سے پہلے بھی لوگ اس کے قریب سے گزرتے تھے‘ لیکن وہ باہر نکل کر ان کے پاس نہیں آتا تھا‘ لوگ اپنے کجاوے اتارنے لگے تو راہب ان کے درمیان آ کر کسی کو تلاش کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے آ کر رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور کہنے لگا: یہ تمام جہان والوں کے سردار ہیں‘ یہ رب العالمین کے رسول ہیں‘ اللہ تعالیٰ انہیں تمام جہان والوں کی طرف رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گا‘ قریش کے سرداروں نے راہب سے کہا: تمہیں کیسے علم ہوا؟ اس نے کہا: تم جب گھاٹی کی طرف سے آئے تھے تو ہر درخت اور پتھر سجدے میں گر پڑا تھا اور شجر و حجر صرف نبی کو ہی سجدہ کرتے ہیں‘ میں آپ کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو آپ کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے‘ پھر وہ واپس گیا اور ان کے لیے کھانا تیار کیا‘ جب وہ کھانا لے کر آیا تو نبی کریم ﷺ اونٹ چرا رہے تھے‘ اس نے کہا: آپ کو بلاؤ‘ جب آپ تشریف لائے تو بادل آپ کے اوپر سایہ فگن تھا‘ جب آپ لوگوں کے قریب ہوئے تو وہ آپ سے پہلے ہی سائے میں بیٹھ چکے تھے‘ جب آپ تشریف فرما ہوئے تو درخت کا سایہ آپ پر جھک گیا‘ راہب نے کہا: درخت کے سائے کی طرف دیکھو ان کی طرف جھک گیا ہے‘ پھر اس نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ بتلاؤ! ان کا قریبی رشتہ دار کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوطالب ہیں‘ تو وہ مسلسل

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

وَلِيَّـهُ قَالُوْا اَبُوْ طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهٗ حَتّٰى رَدَّهٗ اَبُوْ طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ بِلَالًا وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ الْجَزْرِيُّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَّرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ اَوْ اَحَدُهُمَا وَذِكْرُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّبِلَالٍ فِيْهِ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّعَدَّهٗ اِئِمَّتُنَا وَهْمًا وَهُوَ كَذٰلِكَ فَاِنَّ سَنَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ ذَاكَ اِثْنَتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَّاَبُوْ بَكْرٍ اَصْغَرُ مِنْهُ بِسَنَتَيْنِ وَبِلَالٌ لَعَلَّهٗ لَمْ يَكُنْ وُلِدَ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ اه فَيَحْتَمِلُ اَنَّهَا مُدْرَجَةٌ فِيْهِ مُنْقَطِعَةٌ مِّنْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ.

انہیں قسمیں دیتا رہا حتیٰ کہ ابوطالب نے آپ کو واپس بھیج دیا' اور حضرت ابوبکر نے آپ کے ساتھ حضرت بلال کو بھیجا اور راہب نے زادِراہ کے طور پر آپ کو کیک اور زیتون کا روغن دیا۔ (ترمذی) جزری نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں یا دونوں میں سے ایک کے ہیں' اور اس میں حضرت ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما کا ذکر غیر محفوظ ہے' ہمارے ائمہ نے اسے وہم قرار دیا ہے اور واقعی اسی طرح ہے کیونکہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال تھی اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ سے دو برس چھوٹے ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے ہوں گے' لہٰذا ہوسکتا ہے کہ حدیث میں یہ الفاظ مدرج ہوں (بعد میں شامل کیے گئے ہوں)' کسی اور حدیث سے منقطع ہوں۔

۸۷۵۱ - وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا' ہم مکہ مکرمہ کے بعض اطراف میں گئے' جو درخت یا پہاڑ بھی آپ کے سامنے آتا' وہ کہتا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو! (ترمذی ودارمی)

ف: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزہ کا بھی بیان ہے کہ پتھروں اور درختوں نے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامت کا بھی بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فیضان سے آپ نے شجر وحجر کا کلام سنا' نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعزاز کے لیے اللہ رب العزت نے بے جان چیزوں کو بھی علم عطا فرمایا ہے اور وہ بھی آپ کو پہچانتی ہیں اور آپ کی رسالت کا اقرار کرتی ہیں' جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ سرکش جن وانس کے علاوہ زمین وآسمان کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جب آپ کے اعزاز کے لیے بے جان چیزوں کو علم عطا فرما دیا جائے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خداداد وسعتِ علمی کا انکار کرنا کتنی حماقت وجہالت اور بدنصیبی ہے۔

۸۷۵۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِسْتَنَدَ عَلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اِسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب خطبہ فرماتے تو مسجد کے ستونوں میں سے کھجور کے تنے کے ایک ستون کا سہارا لے لیتے' جب آپ کے لیے منبر تیار کر دیا گیا اور آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کے جس تنے کا سہارا لے کر آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے' وہ آہ وزاری کرنے لگا' قریب تھا کہ وہ (شدتِ گریہ سے) پھٹ جاتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نیچے تشریف لائے اور اسے پکڑ کر اپنے ساتھ چمٹا لیا اور وہ اس بچے کی طرح رونے لگا' جسے چپ کرایا جا رہا ہو' حتیٰ کہ اسے قرار آ گیا' آپ نے فرمایا کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا' اس وجہ سے رو رہا ہے۔ (بخاری)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

٨٧٥٣ - وَعَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَّصْلِيَّةً ثُمَّ أَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ فَأَكَلَ مِنْهَا وَأَكَلَ رَهْطٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ مَعَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْفَعُوْا أَيْدِيَكُمْ وَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ سَمَّمْتِ هٰذَا الشَّاةَ فَقَالَتْ مَنْ أَخْبَرَكَ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهٖ فِيْ يَدِيْ لِلذِّرَاعِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ إِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ تَضُرَّهٗ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ نَبِيًّا إِسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ أَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ أَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كَاهِلِهٖ مِنْ أَجْلِ الَّذِيْ أَكَلَ مِنَ الشَّاةِ حَجَمَهٗ أَبُوْ هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِيْ بَيَاضَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودیہ عورت نے ایک بھنی ہوئی بکری کو زہر آلود کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بہ طور ہدیہ پیش کر دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کا بازو پکڑ کر اس سے تناول فرمانے لگے' اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے بھی کھایا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے ہاتھ اٹھالو' اور یہودیہ عورت کی طرف آدمی بھیج کر اسے بلایا' اور فرمایا کہ تو نے اس بکری کو زہر آلود کیا ہے' اس نے کہا: آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے ہاتھ میں بکری کا جو بازو ہے' اس نے مجھے خبر دی ہے' اس نے کہا: ہاں! میں نے سوچا کہ اگر وہ نبی ہوئے تو یہ زہر ہرگز انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اگر وہ نبی نہ ہوئے تو ہمیں ان سے نجات مل جائے گی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے معاف فرمادیا اور اسے سزا نہ دی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن صحابہ کرام نے بکری کا گوشت کھایا تھا' ان کی وفات ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کا گوشت کھانے کے اثر کی وجہ سے اپنے کندھوں کے درمیان پچھنے لگوائے' اور ابو ہند نے سنگی اور چھری کے ساتھ آپ کو پچھنے لگائے' ابو ہند بنو بیاضہ انصار کے غلام تھے۔ (ابوداؤد' دارمی)

زہر آلود گوشت کھلانے والی' یہودیہ عورت کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودیہ عورت کو معاف فرمادیا۔

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں اختلاف ہے' کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے حکم سے اس عورت کو قتل کر دیا گیا تھا۔ دونوں روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تو اسے معاف فرمادیا تھا لیکن جب زہر آلود گوشت کھانے کی وجہ سے حضرت بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قصاص میں اس عورت کو قتل کروادیا اور مواہب میں ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ وہ اسلام لے آئی تھی اور قتل نہیں کی گئی تھی اور بعض محققین نے کہا کہ حدیث کے الفاظ "فعفا عنھا" کا مفہوم یہ ہے کہ پہلے آپ نے اسے چھوڑ دیا تھا کیونکہ آپ اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیتے تھے' پھر جب بشر بن براء بن معرور کا انتقال ہوا تو آپ نے قصاص میں اس عورت کے قتل کا حکم ارشاد فرمایا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۷۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٧٥٤ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْمَعُوْا لِيْ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں زہر آلود بکری کا ہدیہ پیش کیا گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو یہودی یہاں موجود ہیں' انہیں میرے پاس اکٹھا کرو' وہ یہودی آپ کے پاس جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا' میں تم سے ایک چیز کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَجَمَعُوْا لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ قَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ وَاِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهٗ فِيْ اَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا اَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ وَاِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَمْ يَضُرَّكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

متعلق سوال کرتا ہوں‘ کیا تم اس کے متعلق میری تصدیق کرو گے‘ انہوں نے کہا: ہاں! اے ابوالقاسم! رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں‘ آپ نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے‘ انہوں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے اور درست کہا ہے‘ آپ نے فرمایا: اگر میں تم سے کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو کیا تم اس کے متعلق میری تصدیق کرو گے‘ انہوں نے کہا: ہاں! اے ابوالقاسم! اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ پہچان لیں گے جس طرح ہمارے باپ کے متعلق آپ نے پہچان لیا ہے‘ آپ نے انہیں فرمایا: جہنمی کون ہیں‘ انہوں نے کہا: ہم جہنم میں تھوڑی مدت رہیں گے‘ پھر ہمارے بعد تم اس میں رہو گے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہنم میں ذلیل ہو کر پڑے رہو! اللہ کی قسم! ہم اس میں کبھی بھی تمہارے خلیفہ نہیں بنیں گے‘ پھر آپ نے فرمایا: اگر میں تم سے کسی چیز کے متعلق سوال کروں گا تو کیا تم میری تصدیق کرو گے‘ انہوں نے کہا: ہاں! اے ابوالقاسم! آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے‘ انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ انہوں نے کہا: ہم نے ارادہ کیا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوئے تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر آپ سچے ہوئے تو یہ زہر آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (بخاری)

٨٧٥٥ - وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوْصِي الْحَافِرَ يَقُوْلُ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ اِسْتَقْبَلَهٗ دَاعِيْ امْرَاَتِهٖ فَاَجَابَ وَنَحْنُ مَعَهٗ فَجِيْءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ بِيَدِهٖ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَاَكَلُوْا فَنَظَرْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْكُ لُقْمَةً فِيْ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ اُخِذَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ اَهْلِهَا فَاَرْسَلَتِ الْمَرْاَةُ تَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَرْسَلْتُ اِلَى النَّقِيْعِ وَهُوَ مَوْضِعٌ يُّبَاعُ فِيْهِ الْغَنَمُ لِيَشْتَرِيَ لِيْ شَاةً فَلَمْ تُوْجَدْ

حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد ماجد سے‘ وہ ایک انصاری مرد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ میں گئے‘ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبر پر تشریف فرما تھے اور قبر کھودنے والے کو ہدایات ارشاد فرما رہے تھے کہ اس کے پاؤں کی جانب سے قبر کشادہ بنانا‘ سر کی جانب سے قبر کشادہ بنانا‘ جب آپ واپس تشریف لائے تو فوت ہونے والے شخص کی بیوی کی طرف سے ایک بلانے والا شخص آیا‘ آپ نے عرض قبول فرمائی اور ہم بھی آپ کے ہمراہ تھے‘ کھانا لایا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھایا‘ پھر لوگوں نے ہاتھ بڑھائے اور سب نے کھانا شروع کر دیا‘ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا‘ آپ اپنے منہ میں لقمہ چبا رہے تھے‘ پھر آپ نے فرمایا: میں ایسی بکری کا گوشت محسوس کر رہا ہوں‘ جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر پکڑا گیا ہے‘ اس عورت نے بارگاہِ اقدس میں پیغام بھیجا کہ یارسول اللہ! میں نے نقیع کی طرف بکری خریدنے کے لیے اپنا خادم بھیجا تھا‘ نقیع اس جگہ کا نام ہے جہاں بکریاں فروخت ہوتی تھیں‘ وہاں

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

فَاَرْسَلْتُ اِلٰى جَارٍ لِّيْ قَدِ اشْتَرٰى شَاةً اَنْ يُّرْسِلَ بِهَا اِلَيَّ بِثَمَنِهَا فَلَمْ يُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلٰى اِمْرَاَتِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِلَيَّ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمِيْ هٰذَا الطَّعَامَ الْاُسَارٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

بکری نہ ملی تو میں نے اپنے پڑوسی کی طرف آدمی بھیجا' جس نے بکری خریدی تھی کہ وہ مجھے قیمتاً اپنی بکری دے دے' وہ پڑوسی نہ ملا' پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس کسی کو بھیجا' اس نے مجھے بکری دے دی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔ (ابوداؤد' بیہقی' دلائل النبوۃ)

وَرَوَى الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنِيْعَهُمُ الطَّعَامَ مِنَ النِّيَاحَةِ قَالَ صَاحِبُ رَدِّ الْمُحْتَارِ حَدِيْثُ عَاصِمٍ وَاقِعَةُ حَالٍ لَّا عُمُوْمَ لَهَا مَعَ اِحْتِمَالِ سَبَبٍ خَاصٍ بِخِلَافِ مَا فِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ مِّنَ الْعُمُوْمِ فَهُوَ يَدُلُّ عَلَى الْكَرَاهَةِ مُطْلَقًا هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ غَيْرِنَا كَالشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ.

امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں: ہم میت والوں کے گھر جمع ہونے اور کھانا کھانے کو ماتم سے شمار کرتے تھے۔ صاحب رد المحتار کا بیان ہے کہ حضرت عاصم والی حدیث ایک واقعہ ہے' اس میں عموم نہیں نیز وہاں یہ احتمال بھی ہے کہ اس کا کوئی خاص سبب ہو' لیکن حضرت جریر والی حدیث میں عموم ہے' لہٰذا یہ مطلقاً کراہت پر دال ہے' ہمارا اور شافعیہ وحنابلہ کا یہی مذاہب ہے۔

میت کے گھر طعام کی تحقیق

حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے گھر بطورِ دعوت کھانا جائز ہے اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے گھر کھانا ممنوع ہے' لہٰذا اس مسئلہ کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے تا کہ تعارض کا وہم نہ رہے۔ میت کے گھر دعوتِ طعام کی مختلف صورتیں ہیں:

(۱) اگر میت کے بعض ورثاء نابالغ یا غائب ہوں یا ان کی رضامندی کا علم نہ ہو' ان صورتوں میں میت کے مال سے دعوتِ طعام کرنا ناجائز وحرام ہے۔

نابالغ اور یتیم ورثاء کے مال کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۝ (النساء:۱۰)

بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۝

کسی کے مال میں اس کی رضامندی اور اذن کے بغیر تصرف کرنا ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ. (البقرہ:۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

(۲) میت کے تمام ورثاء بالغ ہوں' ان کی باہمی رضامندی سے میت کے مال سے کھانا تیار کیا جائے یا کوئی بالغ اپنے حصہ سے یا کوئی دوسرا شخص اپنے مال سے کھانا تیار کرے لیکن اس سے مقصود محض دعوت وضیافت ہو' جس طرح شادی وغیرہ کے موقع پر دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے' یہ بھی ممنوع ہے۔

امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ہم صحابہ کرام میت کے ہاں جمع ہونے اور کھانے کا اہتمام کرنے کو ماتم شمار کرتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۱۶ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں:

میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت ممنوع ہے کیونکہ یہ خوشی کے موقع پر مشروع ہے' غم کے موقع پر نہیں اور یہ قبیح بدعت ہے۔

(فتح القدیر ج ۲ ص ۱۰۲ 'مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ' سکھر)

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ والی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میت کے گھر تشریف لے جانا مذکور ہے مگر وہ دعوتِ طعام نہ تھی' لہٰذا دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں۔

(۳) میت کے گھر ماتم اور نوحہ کرنے والی عورتیں جمع ہوں' ان کے لیے میت کے گھر سے یا میت کے اعزاء واقرباء کی جانب سے کھانے کا اہتمام کرنا بھی ناجائز ہے۔ امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں:

ایسے مجمع کے لیے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی" قَالَ تَعَالٰی: وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (المائدہ:۲) "گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"۔ نہ کہ اہل میت کا اہتمام طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس ناجائز مجمع کے لیے ناجائز تر ہوگا۔ کشف الغطاء میں ہے: اگر نوحہ کرنے والی عورتیں جمع ہوں تو اہل میت کے لیے دوسرے تیسرے دن کھانا پکوانا مکروہ ہے' کیونکہ اس میں گناہ پر اعانت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۶۵ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

(۴) میت کے گھر والے اپنے خالص مال سے یا تمام ورثاء بالغ ہونے کی صورت میں ان کی رضامندی سے میت کے مال سے فقراء پر صدقہ کی نیت سے ایصالِ ثواب کے لیے کھانا تیار کریں اور یہ کھانا فقراء میں ہی تقسیم کیا جائے' یہ باعث ثواب اور مستحسن ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے: اگر میت کا ولی فقراء کے لیے کھانا تیار کرے تو مستحسن ہے' لیکن اگر ورثاء میں کوئی نابالغ ہو تو میت کے ترکہ سے کھانا تیار نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ قاضی خاں ج ۴ ص ۷۸۱ 'مطبوعہ منشی نولکشور' لکھنؤ)

(۵) اگر ایصالِ ثواب کی نیت سے کھانا تیار کیا جائے اور فقراء و اغنیاء سب کو کھانا کھلایا جائے' یہ بھی مستحسن ہے کیونکہ صرف فقراء کو کھانا کھلانا ہی باعث ثواب نہیں بلکہ نیک نیت سے اغنیاء کو کھانا کھلانا بھی باعثِ ثواب ہے۔

سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ میں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے لیے حوض تیار کیا ہے' اس سے دوسرے اونٹ بھی پانی پی لیتے ہیں' کیا مجھے اس کا اجر حاصل ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ہر جاندار چیز پر اجر ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۶۲ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

اس مسئلہ کی مکمل تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ جدید ایڈیشن' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور ج ۹ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا مطبوعہ رسالہ "جلی الصوت لنھی الدعوت امام موت" ملاحظہ فرمائیں۔ یہ رسالہ اس مسئلہ پر بے نظیر تحقیق ہے۔

۸۷۵۶ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ اَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَاَطْنَبُوا السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ عَشِيَّةً فَجَاءَ فَارِسٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ طَلَعْتُ

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے روز صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کیا اور طویل سفر کیا حتیٰ کہ شام ہوگئی تو ایک سوار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا اور قبیلہ ہوازن کو دیکھا کہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

عَلٰى جَبَلٍ كَذَا وَكَذَا فَاِذَا اَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰى بَكْرَةِ اَبِيْهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ اِجْتَمَعُوْا اِلٰى حُنَيْنٍ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ اَنَسُ بْنُ اَبِيْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِرْكَبْ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهٗ فَقَالَ اِسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتّٰى تَكُوْنَ فِيْ اَعْلَاهُ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ حَسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَسَسْنَا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَلْتَفِتُ اِلَى الشِّعْبِ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ اَبْشِرُوْا فَقَدْ جَاءَ فَارِسُكُمْ فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ اِلٰى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ فَاِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ اِنْطَلَقْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ اَعْلَا هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَلَمْ اَرَ اَحَدًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ قَالَ لَا اِلَّا مُصَلِّيًا اَوْ قَاضِيَ حَاجَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا عَلَيْكَ اَنْ لَّا تَعْمَلَ بَعْدَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِي الزَّيْلَعِيِّ وَشَرْحِ الْمُلْتَقٰى لِلْبَاقَانِيْ اَنَّ الْاِلْتِفَاتَ بِبَصَرِهٖ مُبَاحٌ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُلَاحِظُ اَصْحَابَهٗ فِيْ صَلٰوتِهٖ بِمُوْقِ عَيْنَيْهِ.

وہ اپنی عورتوں اور سواریوں کو لے کر حنین میں جمع ہو رہے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ کل یہ مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہوگا' پھر فرمایا: آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟ حضرت انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں یہ خدمت سرانجام دوں گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جاؤ' وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے' فرمایا: اس گھاٹی کی طرف جاؤ اور اس کی بلندی پر چڑھ جاؤ' جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنی جائے نماز پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی' پھر فرمایا: کیا تم نے اپنا سوار دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں وہ نظر نہیں آیا' پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور رسول اللہ نماز پڑھاتے ہوئے گھاٹی کی طرف دیکھتے تھے' حتیٰ کہ جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: تمہیں خوش خبری ہو! تمہارا سوار آ گیا ہے' ہم درختوں کے درمیان سے گھاٹی کی طرف دیکھنے لگے تو انہیں آتے ہوئے پایا حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: میں چلتے ہوئے اس گھاٹی کی چوٹی پر پہنچ گیا' جہاں پہنچنے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا' جب صبح ہوئی تو میں ان دونوں گھاٹیوں پر چڑھ گیا اور مجھے کوئی شخص بھی نظر نہیں آیا' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تم اس رات نیچے اترے تھے' عرض کیا: نہیں! صرف نماز پڑھنے کے لیے یا قضائے حاجت کے لیے اترا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تم کوئی عمل نہ بھی کرو' تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد) زیلعی اور شرح الملتقی للباقانی میں ہے کہ آنکھ کے ساتھ دیکھنا مباح ہے' کیونکہ نبی پاک ﷺ نماز میں اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گوشۂ چشم سے ملاحظہ فرماتے تھے۔

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ! کل یہ مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے جانتے تھے کہ کل کیا ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے: ''وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا'' (لقمان: ۳۴) ''کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا''۔ اس آیت میں ذاتی علم کی نفی ہے کہ کوئی شخص از خود نہیں جان سکتا کہ کل

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کیا ہوگا۔

٨٧٥٧ ۔ وَعَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ وَاَبُوْسُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَّكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ اَخَذَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهِ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حنین کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا' جب مسلمانوں اور کفار کا مقابلہ ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خچر کو ایڑ لگا کر کفار کی جانب دوڑا رہے تھے' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر کی لگام تھامے ہوئے اسے تیز بھاگنے سے روک رہا تھا' اور ابوسفیان بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! اصحابِ سمرہ کو بلاؤ' حضرت عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز مرد تھے' فرماتے ہیں کہ میں نے بلند آواز سے پکارا: اصحابِ سمرہ کہاں ہیں؟ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میری آواز سنتے ہی وہ اس طرح واپس پلٹے' جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف واپس پلٹتی ہے' انہوں نے عرض کیا: ہم حاضر ہیں! ہم حاضر ہیں! اور کفار سے لڑائی شروع کر دی اور انصار کو پکار رہے تھے: اے گروہِ انصار! اے گروہِ انصار! پھر بنو حارث بن خزرج کو پکارا گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خچر پر تشریف فرما ہو کر اس طرح دیکھا جیسے آپ گردن لمبی کیے ہوئے ان کی لڑائی کا منظر ملاحظہ فرما رہے ہوں' آپ نے فرمایا: اس وقت جنگ کا تنور بھڑک اٹھا ہے' پھر آپ نے کنکریاں پکڑیں اور انہیں کفار کے چہروں کی طرف پھینکا' پھر فرمایا: ربِ محمد کی قسم! کافروں کو شکست ہوگئی' ان کی شکست کا باعث یہی تھا کہ آپ نے ان کی طرف کنکریاں پھینکی تھیں' میں مسلسل دیکھ رہا تھا کہ ان کا زور ٹوٹ چکا ہے اور ان کی حالت ذلت سے دوچار ہو چکی ہے۔ (مسلم)

٨٧٥٨ ۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَوَلّٰى صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهِ وُجُوْهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شرکت کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان پیٹھ پھیر کر بھاگے' جب کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر لیا تو آپ خچر سے نیچے تشریف لائے' پھر زمین سے مٹی کی ایک مٹھی بھری اور کفار کے چہروں کی طرف پھینکی اور فرمایا: ان کے چہرے بگڑ گئے' اللہ تعالیٰ نے اس مٹھی سے ان کے ہر شخص کی آنکھوں میں مٹی بھر دی' اور وہ پشت پھیر کر بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OVAIS ISLAMIA ACADEMY

الْوُجُوْهُ فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ إِنْسَانًا اِلَّا مَلَأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ وَقَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے انہیں شکست دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم فرمادیا۔ (مسلم)

۸۷۵۹ ۔ وَعَنْ اَبِیْ إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ يَا اَبَا عُمَارَةَ فَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهٖ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيْرُ سِلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَاكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَقُوْدُهٗ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِيِّ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ الْبَرَاءُ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِيْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِيْ يُحَاذِيْهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابواسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوعمارہ! کیا تم حنین کے روز بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پشت نہیں پھیری تھی بلکہ چند نوجوان صحابہ کرام علیہم الرضوان آگے نکل گئے تھے' ان کے پاس زیادہ ہتھیار نہیں تھے اور ان کا سامنا ایسی تیرانداز قوم سے ہوا' جن کا کوئی تیر خطا نہیں جاتا تھا' ان لوگوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر اس طرح تیر برسائے کہ ان کا کوئی تیر نشانہ سے خطا نہیں ہوتا تھا' پھر یہ نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفید خچر پر سوار تھے اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اس کے آگے آگے چل رہے تھے' آپ نیچے تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اور فرمایا: میں نبی ہوں' اس میں کوئی جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں' پھر آپ نے مسلمانوں کی صف بندی فرمائی۔ (مسلم) اور بخاری شریف میں اس کے ہم معنی روایت ہے' اور بخاری و مسلم دونوں کی روایت ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جب جنگ زوروں پر ہوتی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آڑ میں اپنے آپ کو بچاتے اور ہم میں سے بہادر وہ ہوتا تھا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے دادا جان کی طرف نسبت کرنے کی حکمت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نبی ہوں' اس میں جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دادا عبدالمطلب کی طرف نسبت کیوں کی؟ اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ کی طرف نسبت نہیں کی؟ نیز آپ نے اس نسبت پر اظہارِ فخر فرمایا حالانکہ نسب پر فخر کرنا تو عملِ جاہلیت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے دادا جان کی طرف نسبت زیادہ مشہور تھی کیونکہ آپ کے والد ماجد سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تو جوانی کے عالم میں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زندگی میں انتقال فرما گئے تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ایک مشہور شخصیت تھے اور مکہ میں سردار تھے' لوگ شہرت کی بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے دادا جان کی طرف منسوب کر کے ابن عبدالمطلب ہی کہا کرتے تھے' نیز مکہ والوں میں یہ بات مشہور تھی کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بشارت دی گئی تھی کہ عنقریب آپ کا ظہور ہوگا اور آپ عظیم شان کے حامل ہوں گے' نیز حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوگا اور یہ خواب بھی مکہ والوں میں مشہور تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود مکہ والوں کو یہ خواب یاد دلانا تھا اور انہیں اس بات پر متنبہ کرنا مقصود تھا کہ آپ کو دشمنوں پر غلبہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOMIL ISLAMIA ACADEMY

حاصل ہوگا اور انجامِ کار فتح آپ کی ہوگی۔ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۰۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

میدانِ جہاد میں دشمنانِ اسلام کے سامنے اظہارِ فخر کرنا ممنوع نہیں اور مذکورہ حدیث اس کے جواز کی دلیل ہے، اور نبی کریم ﷺ کا اپنے دادا جان عبدالمطلب کی طرف نسبت کو فخریہ طور پر بیان کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے دادا جان مؤمن تھے ورنہ آپ ان کی نسبت پر اظہارِ فخر نہ فرماتے۔

۸۷۶۰ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُنَیْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَّعَهٗ یَدَّعِی الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَکَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَکَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَکَادَ بَعْضُ النَّاسِ یَرْتَابُ فَبَیْنَمَا هُوَ عَلٰی ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰی بِیَدِهٖ اِلٰی کِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِیْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَّقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ لَیُؤَیِّدُ هٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے روز ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر تھے، رسول اللہ ﷺ نے اسلام کا دعویٰ کرنے والے ایک شخص کے متعلق فرمایا: یہ جہنمی ہے، جب لڑائی شروع ہوئی، اس شخص نے سخت ترین لڑائی کی اور شدید زخمی ہو گیا، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اس شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، جس کے متعلق آپ فرما رہے تھے کہ یہ جہنمی ہے، اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سخت ترین لڑائی کی ہے اور شدید زخمی ہو گیا ہے، آپ نے فرمایا: سن لو! یقیناً وہ جہنمی ہے، قریب تھا کہ کچھ لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے کہ اسی دوران اچانک اس شخص کو زخم کی تکلیف محسوس ہوئی اور اس نے اپنے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک تیر کھینچا اور خود کو اس سے ذبح کر لیا۔ مسلمان دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دکھلایا، فلاں شخص نے خود کو ذبح کر لیا ہے اور اپنے آپ کو قتل کر ڈالا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ بہت بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، اے بلال! کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوگا، بے شک اللہ تعالیٰ فاسق آدمی کے ذریعے دین کو تقویت عطا فرماتا ہے۔ (بخاری)

دینی خدمات سرانجام دینے والا بھی بدمذہب ہوسکتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر شخص کے ذریعہ دین کی تائید فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گمراہ اور بدمذہب شخص علومِ دینیہ کی ترویج و اشاعت، مساجد کی تعمیر، مدارس کے قیام اور وعظ و تبلیغ جیسے اُمور کے ذریعے دین کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے تو یہ خدمت اس کے حق پر ہونے کی سند نہیں ہوسکتی۔ حدیث میں مذکور شخص اُس لشکرِ اسلام کی تائید میں جان کی بازی لگا رہا تھا، جس لشکر میں خود رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، آج بھی اگر کوئی شخص مسجد نبوی یا کعبۃ اللہ کی خدمت میں بھی مصروف ہو، مگر اس کا عقیدہ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیمات کے منافی ہو تو اسے حق پر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

مذکورہ حدیث میں فاجر سے مراد منافق یا فاسق آدمی ہے جو ریا کاری کے لیے عمل کرتا ہے' مثلاً کوئی آدمی تصنیف' تدریس' تعلیم و تعلم اور اذان و امامت وغیرہ کے فرائض سرانجام دیتا ہے یا کسی فاسد غرض سے مسجد یا مدرسہ کی تعمیر کرتا ہے اور اس کے ان کاموں سے دین کو تقویت ہوتی ہے لیکن ایسا شخص خود محروم رہتا ہے' اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مخلص بندوں میں داخل فرمائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۶۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهٗ حَتّٰى اِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِيْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ جَاءَنِيْ رَجُلَانِ جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ الْيَهُوْدِيُّ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَّجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ اِلَى الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ اُرِيْتُهَا وَكَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ فَاسْتَخْرَجَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کر دیا گیا حتیٰ کہ آپ کے خیال مبارک میں یہ ہوتا کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور درحقیقت آپ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا' یہاں تک کہ ایک دن آپ میرے پاس تشریف فرما تھے' آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر دعا کی' پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جو سوال کیا تھا' اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلا دیا ہے' میرے پاس دو شخص آئے' ان میں سے ایک میرے سر کی جانب بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا' پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اس شخص کو کیا مرض ہے؟ اس نے جواب دیا: ان پر جادو کیا گیا ہے' پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ کہا: لبید بن اعصم یہودی نے' پوچھا: کس چیز میں: کہا: کنگھی اور بالوں اور نر کھجور کے شگوفے کے غلاف میں' پوچھا: وہ چیزیں کہاں ہیں؟ کہا: ذروان کے کنویں میں' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ میں سے کچھ حضرات کے ساتھ اس کنویں کی طرف گئے' فرمایا: یہی کنواں مجھے دکھلایا گیا تھا' اس کا پانی مہندی کے نچوڑ کی طرح تھا' وہاں کی کھجوریں شیطانوں کے سروں جیسی تھیں۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس میں سحر کی تاثیر کی حکمت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

بعض ملحدین جادو اور اس طرح کے دیگر امراض نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عارض ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ ان حضرات کو وہم ہے کہ اس صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور آپ کے اقوال وافعال پر اعتماد باقی نہیں رہے گا' اور آپ کے اقوال وافعال میں اشتباہ ہو جائے گا کہ شاید یہ سحر کے زیر اثر ہونے کی حالت میں صادر ہوئے ہوں' لیکن ان کا یہ وہم باطل ہے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق اور آپ کی نبوت کے ثبوت پر دلائل قطعیہ یقینیہ موجود ہیں اور سحر تو ایک بیماری ہے' دیگر امراض کی طرح یہ مرض بھی انبیاء کرام علیہم السلام کو لاحق ہو سکتا ہے۔ بالفرض اس بیماری کی وجہ سے آپ کے افعال میں کوئی خلل واقع ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ باقی تمام افعال میں بھی خلل واقع ہو جائے' کیونکہ باقی لوگوں کی طرح حصولِ صحت اور مرض زائل ہو جانے کے بعد اس کا اثر باقی نہیں رہتا' اور انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی بشری عوارضات' آفات وآلام اور امراض لاحق ہو سکتے ہیں' مگر ان کا اثر ان کے اجسام اور ظاہر تک محدود رہتا ہے' ان کی ارواح اور باطن محفوظ رہتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسامِ ارضی اور ان کی ارواحِ سماوی ہونے کا یہی مفہوم ہے' البتہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-QOMI ISLAMIA ACADEMY

شرف وکمال کے اظہار اور انہیں دیگر انسانوں سے ممتاز کرنے کے لیے خلافِ عادت اور بطورِ معجزہ انہیں بشری آفات سے بھی محفوظ فرما دیتا ہے جس طرح کہ یہودیہ عورت کے زہر سے آپ محفوظ رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہودیہ عورت کے زہر کے اثر سے محفوظ رہنا' ابن عاصم کے سحر سے کم تر نہیں۔ آپ کے جسم اقدس میں سحر کی تاثیر کی حکمت یہ تھی کہ سحر کی تاثیر کی حقانیت کا اظہار ہو اور سنت الٰہیہ جاری ہو کہ سحر حق ہے اور آپ کی نبوت کا اظہار ہو کیونکہ ساحر میں سحر اثر نہیں کرتا۔ کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساحر کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم انور میں سحر کی تاثیر ظاہر کر کے واضح فرما دیا کہ آپ ساحر نہیں ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۵۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٨٧٦٢ - وَعَنْ اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاهُ ذُوالْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ فَمَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِيْ اَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهُ اَصْحَابًا يَّحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهُ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ اِلٰى نَصْلِهِ اِلٰى رِصَافِهِ اِلٰى نَضِيِّهِ وَهُوَ قِدْحُهُ اِلٰى قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ وَمِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهُ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے' بنوتمیم کے ذوالخویصرہ نامی شخص نے آ کر کہا: یارسول اللہ! انصاف فرمائیے! آپ نے فرمایا: تو ہلاک ہو! جب میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خائب وخاسر ہو' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے اجازت عنایت فرمائیے' میں اس کی گردن اڑا دوں' آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو' اس کے ایسے ساتھی ہوں گے جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر جانو گے' وہ قرآن کریم پڑھیں گے اور قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا' وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے' تیرانداز تیر کے پھل' اس کی جڑ' تیر کی نوک اور تیر کے پروں کو دیکھتا ہے' اس میں کوئی اثر نہیں پاتا حالانکہ وہ تیر گوبر اور خون سے گزر کر آیا ہے' ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ شخص ہوگا' جس کا ایک کندھا عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے ہلتے ہوئے لوتھڑے کی طرح ہوگا' یہ لوگوں کی بہترین جماعت کے خلاف خروج کریں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے خلاف جہاد فرمایا اور میں آپ کے ساتھ تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم پر اس شخص کو تلاش کر کے آپ کے پاس لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ صفت کو دیکھ لیا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهٗ فَيَاْمَنُنِي اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَسَاَلَ رَجُلٌ قَتْلَهٗ

اور ایک روایت میں ہے کہ اندر کو دھنسی ہوئی آنکھوں' ابھری ہوئی پیشانی' گھنی ڈاڑھی' ابھرے ہوئے رخساروں' منڈے ہوئے سر والا ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ سے ڈریئے! آپ نے فرمایا: اگر میں اللہ کی نافرمانی کرنے لگا تو پھر اللہ کی اطاعت کون کرے گا' اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے' ایک شخص نے اس کے قتل کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِي هٰذَا قَوْمًا يَّقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اجازت طلب کی' آپ نے روک دیا' جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو آپ نے فرمایا: بے شک اس کی نسل سے ایسی قوم ظاہر ہوگی' جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا' وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے' وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے' اگر میں ان کا زمانہ پالیتا تو ضرور بالضرور انہیں قوم عاد کی طرح قتل کر ڈالتا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَدْعُوْا اُمِّيْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِيْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَهُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّهْدِيَ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ اِلَى الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّيْ خَشْفَ قَدَمَيَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ مِنَ الْفَرَحِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَقَالَ خَيْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا جب کہ وہ مشرکہ تھیں' ایک دن میں نے انہیں دعوتِ اسلام دی' انہوں نے میرے سامنے رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں ایسی نازیبا باتیں کی جو مجھے ناپسند تھیں' میں روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرمائے' آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرما' میں نبی کریم ﷺ کی دعا سے خوش ہو کر نکلا' جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو دروازہ بند پایا' میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو کہا: اے ابوہریرہ! اپنی جگہ ٹھہرے رہو' میں نے پانی گرنے کی آواز سنی' پھر میری والدہ نے غسل کیا اور اپنی قمیص پہنی اور جلدی سے دوپٹہ اوڑھے بغیر دروازہ کھول دیا' پھر کہا: اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں! اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' پھر میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں واپس حاضر ہوا جب کہ میں خوشی سے رو رہا تھا' آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور دعائے خیر فرمائی۔ (مسلم)

٨٧٦٤ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يُشْغِلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يُشْغِلُهُمْ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَاً مِّسْكِيْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ تم کہا کرتے ہو کہ ابوہریرہ بہت زیادہ روایات کرتا ہے' اللہ کا ہم سے وعدہ ملاقات ہے (لہٰذا اگر میں نے احادیث کے بیان میں کمی بیشی کی تو اس کا حساب ہوگا)' بے شک میرے مہاجرین بھائی بازاروں میں خرید وفروخت میں مشغول رہتے تھے اور میرے انصار بھائیوں کو اپنے کام کاج سے فرصت نہیں ملتی تھی اور میں تو ایک مسکین آدمی تھا' پیٹ بھر کھانے پر اکتفاء کرتے ہوئے' رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پڑا رہتا تھا' نبی کریم ﷺ نے ایک روز فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنا کپڑا پھیلائے حتیٰ کہ میں اپنا کلام مکمل کرلوں' پھر وہ اس کو اپنے سینے سے لگا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OULOOM ISLAMIA ACADEMY

حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ فَيَنْسٰى مِنْ مَّقَالَتِيْ شَيْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِيْ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ مِنْ مَّقَالَتِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

لے تو اس کے بعد وہ مجھ سے سنی ہوئی حدیث کو کبھی نہیں بھولے گا' میں نے اپنی چادر بچھا دی اور میرے اوپر اس کے علاوہ کوئی کپڑا نہیں تھا' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اس دن سے آج تک میں کبھی آپ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٥ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰى وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِيْ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ يَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِيْ بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِيْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ فَارِسًا مِّنْ اَحْمَسَ مَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم ذوالخلصہ سے مجھے آرام نہیں پہنچاؤ گے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا' آپ نے اپنا دستِ اقدس میرے سینے پر مارا' حتیٰ کہ میں نے اس کا اثر اپنے سینے میں محسوس کیا' اور آپ نے فرمایا: اے اللہ! اسے ثابت رکھ اور اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں پھر کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا' پھر وہ قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ (ذوالخلصہ کی جانب) گئے اور اسے نذرِ آتش کر دیا اور توڑ ڈالا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ اَتَى الْاَرْضَ الَّتِيْ مَاتَ فِيْهَا فَوَجَدَهٗ مَنْبُوْذًا فَقَالَ مَاشَاْنُ هٰذَا فَقَالُوْا دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کتابت وحی کے فرائض سرانجام دیتا تھا' پھر وہ دین اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین کے ساتھ جا ملا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اسے زمین قبول نہیں کرے گی' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ وہ اس زمین میں گئے جہاں وہ فوت ہوا تھا' اسے باہر پھینکا ہوا پایا' انہوں نے پوچھا: اس مردے کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم نے اسے بارہا دفن کیا ہے لیکن زمین نے اس کو قبول نہیں کیا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٧ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ بَعَثَ رَجُلًا فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوُجِدَ مَيِّتًا وَقَدِ انْشَقَّ بَطْنُهٗ وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی' جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے' اس فرمان کا پسِ منظر یہ ہے کہ آپ نے ایک شخص بھیجا' اس نے آپ پر جھوٹ بولا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے خلاف دعا فرمائی تو وہ مردہ پایا گیا' اس کا پیٹ پھٹ چکا تھا اور اسے زمین نے قبول نہیں کیا۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

٨٧٦٨ - وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غروب آفتاب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کے وقت باہر تشریف لائے' آپ نے ایک آواز سنی اور فرمایا: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۸۷۶۹ ۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَاَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ فَقَالَ النَّاسُ مَا نَحْنُ هَاهُنَا فِيْ شَيْءٍ وَّاِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَّا نَاْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِي الْمَدِيْنَةِ شُعْبٌ وَّلَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتّٰى تُقَدِّمُوْا اِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اِرْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَاَقْبَلْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَوَ الَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِيْنَ دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى اَغَارَ عَلَيْنَا بَنُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ غَطْفَانَ وَمَا يُهَيِّجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ باہر نکلے حتیٰ کہ عسفان کے مقام پر پہنچے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہاں چند راتیں قیام فرمایا' لوگوں نے کہا: ہم یہاں کسی کام میں تو مشغول نہیں ہیں جب کہ ہمارے اہل وعیال ہم سے غائب ہیں اور ہمیں ان کے متعلق اطمینان نہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مدینہ منورہ میں کوئی راستہ اور بازار ایسا نہیں ہے جہاں دو فرشتے اس وقت تک پہرہ نہ دے رہے ہوں جب تک تم وہاں پہنچ نہ جاؤ' پھر آپ نے فرمایا: کوچ کرو' ہم نے کوچ کیا اور مدینہ منورہ آ گئے' اس ذات کی قسم جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے! جب ہم مدینہ منورہ داخل ہوئے' ابھی ہم نے اپنے کجاوے نہیں اتارے تھے کہ بنوعبداللہ بن غطفان نے ہم پر حملہ کر دیا اور اس سے پہلے کوئی چیز ان کو (حملہ پر) برانگیختہ نہیں کرتی تھی۔ (مسلم)

۸۷۷۰ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِّنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ صَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ پاک میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اس دوران ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اموال تباہ وبرباد ہو گئے ہیں اور بال بچے بھوک مر گئے ہیں' آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے لیے دعا فرمائیے' آپ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے' ہمیں آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آیا تھا' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! آپ نے ابھی ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ بادل پہاڑوں کی طرح امڈ آئے' پھر آپ ابھی منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے بارش کے قطرات آپ کی ڈاڑھی مبارک سے ٹپکتے ہوئے دیکھے' پھر اس دن بارش ہوتی رہی اور دوسرے روز بھی اور تیسرے روز بھی حتیٰ کہ دوسرا جمعہ آ گیا اور وہی اعرابی یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! عمارتیں گر گئیں ہیں' اموال غرق ہو گئے ہیں' اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیے! آپ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا' آپ بادل کے جس طرف بھی اشارہ کرتے' بادل پھٹ جاتے' مدینہ منورہ گڑھے کی طرح ہو گیا اور وادی قنات ایک ماہ تک بہتی رہی اور مدینہ کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِيْ قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِّنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ.

اطراف سے جو بھی آتا' وہ تیز بارش کی خبر دیتا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا! اے اللہ! ٹیلوں پر' بلند پہاڑوں پر اور وادیوں کے اندر اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر بارش برسا' فرمایا کہ بارش رُک گئی اور ہم دھوپ میں چلتے ہوئے باہر نکلے۔ (بخاری ومسلم)

ف: علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب بارش زیادہ ہو اور اس سے نقصان ہو تو بارش ختم ہونے کی دعا کرنا مستحب ہے لیکن اس کے لیے نماز اور صحرا میں اجتماع مشروع نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۶۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۷۱ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بائیں ہاتھ سے کھایا' آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھا' اس نے کہا: میں طاقت نہیں رکھتا' آپ نے فرمایا: تو طاقت نہ رکھے' اسے تکبر نے دایاں ہاتھ اٹھانے سے روکا تھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر وہ اپنا ہاتھ منہ تک نہیں اٹھا سکا۔ (مسلم)

ف: مذکورہ شخص نے تکبر کی بناء پر دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے انکار کیا' اگر وہ شخص واقعی دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے معذور ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے خلاف دعا نہ فرماتے کیونکہ آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۶۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۷۲ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَ بَطِيْئًا وَكَانَ يَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يُجَارٰی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ والے گھبرا گئے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے سُست رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے' وہ گھوڑا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا تھا' جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا: ہم نے تمہارا یہ گھوڑا سمندر کی طرح رواں دواں پایا ہے۔ اس کے بعد اس گھوڑے کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تھا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد وہ گھوڑا کبھی پیچھے نہیں رہا۔ (بخاری ومسلم)

۸۷۷۳ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ قَدْ اَعْيٰى فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِبَعِيْرِكَ قُلْتُ قَدْ عَيِيَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهٗ فَدَعَا لَهٗ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ قُلْتُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک ہوا' میں پانی لانے والے اونٹ پر سوار تھا' جو تھک چکا تھا اور قریب تھا کہ وہ چلنے سے جواب دے دیتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے آ ملے اور فرمایا: تمہارے اونٹ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: تھک چکا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے ہوئے اور اونٹ کو ڈانٹا اور اس کے لیے دعا فرمائی تو وہ سب اونٹوں سے آگے آگے چلنے لگا' آپ نے مجھے فرمایا: اب تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: بہتر ہے' اسے آپ کی برکت حاصل ہو چکی ہے' آپ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OVAIS ISLAMIA ACADEMY

بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ اَفَتَبِيْعُنِيْهِ بِوَقِيَّةٍ فَبِعْتُهٗ عَلٰى اَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَهٗ وَرَدَّهٗ عَلَيَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمَعَاتِ قَوْلُهٗ فَبِعْتُهٗ عَلٰى اَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ يَدُلُّ عَلٰى جَوَازِ شَرْطٍ فِيْهِ مَنْفَعَةٌ لِلْبَائِعِ وَالْفُقَهَاءُ حَكَمُوْا بِعَدَمِ جَوَازِهٖ لِاَنَّهٗ شَرْطٌ لَّا يَقْتَضِيْهِ الْعَقْدُ وَفِيْهِ مَنْفَعَةٌ لِاَحَدِ الْمُتَعَاقِدَيْنِ لِاَنَّ فَقَارَ ظَهْرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَوْ يُقَابِلُهٗ شَيْءٌ مِّنَ الثَّمَنِ يَكُوْنُ اِجَارَةً فِي الْبَيْعِ وَلَوْ كَانَ لَا يُقَابِلُهٗ شَيْءٌ يَكُوْنُ اِعَارَةً فِي الْبَيْعِ وَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَفْقَتَيْنِ فِيْ صَفْقَةٍ وَّنَهٰى اَيْضًا عَنْ بَيْعٍ وَّشَرْطٍ فَلَمْ يَجُزِ الْعَقْدُ فَيَفْسُدُ لِذٰلِكَ قَالُوْا هٰذَا الْقَوْلُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْسُوْخٌ وَّهُوَ الصَّحِيْحُ اَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْ صُلْبِ الْعَقْدِ بَلِ الْتَمَسَهٗ بَعْدَ الْبَيْعِ وَاِنْ كَانَ ظَاهِرُ الْعِبَارَةِ يُنَافِيْهِ.

نے فرمایا: کیا تم اسے ایک اوقیہ کے عوض مجھے فروخت کرو گے' میں نے وہ اونٹ آپ کو اس شرط پر فروخت کر دیا کہ مدینہ منورہ تک اس اونٹ کی پشت پر سواری کی مجھے اجازت ہو گی' جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں صبح کے وقت اونٹ لے کر آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو گیا' آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت بھی عطا فرما دی اور اونٹ بھی واپس کر دیا۔ (بخاری ومسلم)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں کہ میں نے اونٹ اس شرط پر آپ کو فروخت کر دیا کہ مدینہ منورہ تک مجھے اونٹ پر سواری کی اجازت ہو گی' یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بیع میں ایسی شرط لگانا جائز ہے جس میں فروخت کرنے والے کا نفع ہو' جب کہ فقہاء کرام اس کے عدم جواز کا حکم لگاتے ہیں کیونکہ یہ ایسی شرط ہے جس کا عقد تقاضا نہیں کرتا' اور اس میں سودا کرنے والوں میں سے ایک کا نفع ہے' اگر مدینہ منورہ تک سواری کے مقابل قیمت کا کوئی حصہ ہو تو یہ بیع میں اجارہ (کرائے پر دینا) ہے اور اگر اس کے مقابل قیمت کا کوئی حصہ نہ ہو تو یہ بیع میں اعارہ (عاریتاً دینا) ہے' (اور یہ دو الگ الگ سودے ہیں) حالانکہ نبی کریم ﷺ نے ایک عقد میں دو سودوں سے منع فرمایا اور بیع اور شرط سے بھی منع فرمایا ہے' لہٰذا یہ عقد جائز نہ ہو گا اور یہ عقد فاسد ہو گا۔ اسی لیے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے اور یہی صحیح ہے یا یہ قول عقد کے درمیان میں نہیں تھا بلکہ عقد پورا ہونے کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے یہ عرض کیا تھا' اگرچہ ظاہر عبارت اس توجیہ کے خلاف ہے۔

٨٧٧٤ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ رَاَيْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَهٗ اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيْرٍ يُسْنٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ الْبَعِيْرُ جَرْجَرَ فَوَضَعَ جِرَانَهٗ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيْرِ فَجَاءَهٗ فَقَالَ بِعْنِيْهِ فَقَالَ بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّهٗ لِاَهْلِ بَيْتٍ مَّا لَهُمْ مَعِيْشَةٌ غَيْرُهٗ قَالَ اَمَّا اِذَا ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ اَمْرِهٖ فَاِنَّهٗ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ فَاَحْسِنُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین معجزات دیکھے' ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ ہم ایک اونٹ کے قریب سے گزرے' جس کے ذریعے زمین کو پانی دیا جا رہا تھا' اونٹ آپ کو دیکھ کر بلبلانے لگا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی' نبی کریم ﷺ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ وہ حاضر ہوا تو آپ نے اسے فرمایا: اونٹ مجھے فروخت کر دو' اس نے عرض کیا: بلکہ ہم آپ کو یہ اونٹ ہبہ کر دیتے ہیں لیکن یہ اونٹ ایسے گھر والوں کا ہے جن کا اس اونٹ کے علاوہ کوئی اور ذریعہ معاش نہیں' آپ نے فرمایا: جب تو نے یہ صورتِ حال ذکر کر دی ہے تو اب ہم اونٹ نہیں لیں گے' لیکن اس اونٹ نے کام کی زیادتی اور چارے کی کمی کی شکایت کی ہے' اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو' پھر ہم چل پڑے حتیٰ کہ ایک جگہ اترے اور نبی کریم ﷺ سو گئے' ایک درخت زمین

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ حَتّٰى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ هِيَ شَجَرَةٌ اِسْتَاْذَنَتْ رَبَّهَا فِيْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَهَا قَالَ ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَاءٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ بِابْنٍ لَّهَا بِهٖ جِنَّةٌ فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْخَرِهٖ ثُمَّ قَالَ اُخْرُجْ فَاِنِّيْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذٰلِكَ الْمَاءِ فَسَاَلَهَا عَنِ الصَّبِيِّ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَاَيْنَا مِنْهُ رَيْبًا بَعْدَكَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

کر چیرتا ہوا آیا اور آپ پر سایہ فگن ہو گیا' پھر واپس اپنی جگہ لوٹ گیا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا: یہ ایک درخت ہے' جس نے اپنے رب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرنے کی اجازت طلب کی تھی' اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت عطا فرما دی' پھر ہم چل پڑے اور پانی کے قریب سے گزرے کہ ایک عورت اپنا بیٹا لے کر حاضر ہوئی' جسے جنون کا مرض لاحق تھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ناک سے پکڑ کر فرمایا: نکل جا! کیونکہ میں محمد رسول اللہ ہوں' پھر ہم روانہ ہو گئے' جب ہم واپس لوٹے اور اس پانی کے قریب سے گزرے تو آپ نے اس عورت سے بچے کے متعلق پوچھا' اس نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ہم نے کبھی اس سے کوئی شبہ والی بات نہیں دیکھی۔ (شرح السنہ)

٨٧٧٥ - **وَعَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ بِابْنٍ لَّهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابْنِيْ بِهٖ جُنُوْنٌ وَّاِنَّهٗ لَيَاْخُذُهٗ عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهٗ وَدَعَا فَثَعَّ ثَعَّةً وَّخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلُ الْجَرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰى رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنا بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اس بیٹے کو جنون (دیوانگی) ہے۔ اور صبح و شام جنون اس پر حملہ آور ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سینے پر دستِ انور پھیرا اور دعا فرمائی تو اسے قے آئی اور کتے کے سیاہ پلّے جیسا جانور اس کے پیٹ سے نکلا جو کہ دوڑ رہا تھا۔ (دارمی)

٨٧٧٦ - **وَعَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰى رَاعِيْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ حَتّٰى انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰى تَلٍّ فَاَقْعٰى وَاسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتُ اِلٰى رِزْقٍ رَزَقَنِيْهِ اللّٰهُ اَخَذْتُهٗ ثُمَّ انْتَزَعْتَهٗ مِنِّيْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبٌ يَّتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِي النَّخَلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُوْدِيًّا فَجَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ وَاَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیے نے بکریوں کے ریوڑ کے پاس آ کر ایک بکری پکڑ لی' چرواہے نے اس کا پیچھا کر کے اس سے بکری چھڑوالی' وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور ٹانگیں زمین پر پھیلا کر بازو کھڑے کر کے اور ٹانگوں میں دم دبا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جو رزق دیا تھا' میں نے اس کا قصد کیا اور اسے حاصل کر لیا' پھر تو نے مجھ سے وہ چھین لیا' اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم! آج جیسا عجیب منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ بھیڑیا کلام کر رہا ہے' بھیڑیے نے کہا: اس سے عجیب تر یہ ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان کھجوروں کے جھنڈ میں ایک شخص تمہیں گزشتہ اور آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر دیتا ہے' وہ شخص یہودی تھا' پھر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ قیامت سے پہلے کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا اَمَارَاتٌ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ قَدْ اَوْشَكَ الرَّجُلُ اَنْ یَّخْرُجَ فَلَا یَرْجِعُ حَتّٰی یُحَدِّثَهٗ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَهٗ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

علامات ہیں' قریب ہے کہ ایک شخص باہر نکلے گا اور وہ واپس نہیں لوٹے گا حتیٰ کہ اس کے جوتے اور اس کا کوڑا' اسے ان سب باتوں کی خبر دے دیں گے جو اس کے گھر والوں نے اس کے بعد کیں۔ (شرح السنہ)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم ہے' کیونکہ علم کے بغیر خبر نہیں دی جا سکتی اور اسی کا نام علمِ غیب ہے' لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب حاصل ہے۔

۸۷۷۷ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِالْبُرَاقِ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِهٖ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ جِبْرَئِیْلُ اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَکِبَكَ اَحَدٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں براق لایا گیا' جس کو لگام ڈالی ہوئی تھی اور زین کسی ہوئی تھی' اس نے سرکشی کی تو جبریل علیہ السلام نے اسے فرمایا: کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتا ہے' اللہ کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی معزز شخصیت آج تک تجھ پر سوار نہیں ہوئی' تب براق پسینہ پسینہ ہو گیا۔ (ترمذی)

۸۷۷۸ ۔ وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهَیْنَا اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ جِبْرَئِیْلُ بِاِصْبَعِهٖ فَخَرَقَ بِهَا الْحَجَرَ بِهَا فَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب ہم بیت المقدس تک پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے انگلی سے اشارہ کیا اور پتھر میں سوراخ کر دیا' پھر اس سے براق باندھ دیا۔ (ترمذی)

بَابُ الْکَرَامَاتِ — کرامات کا بیان

ف: علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کرامات' کرامت کی جمع ہے اور کرامت اس خلافِ عادت فعل کو کہا جاتا ہے جس کا ظہور ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو جو نبوت کا مدعی نہ ہو۔ اہل سنت و جماعت کرامت کے قائل ہیں اور معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے نظریہ پر دلائل ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام بغیر مرد کے حاملہ ہوئیں اور انہیں کسی ظاہری سبب کے بغیر رزق حاصل ہوا اور اصحابِ کہف غار میں تین سو سال یا اس سے زائد عرصہ صحت و سلامتی کے ساتھ زندہ رہے' آصف بن برخیا نے آنکھ جھپکنے سے پہلے بلقیس کا تخت حاضر کر دیا۔ یہ تمام واقعات کرامت کے ثبوت پر واضح دلیل ہیں۔

معتزلہ کہتے ہیں: اگر ولی کے ہاتھ پر خلافِ عادت فعل کا ظہور جائز ہے تو پھر خلافِ عادت فعل نبوت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے معتزلہ کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ معجزہ اور کرامت میں فرق ہے کیونکہ معجزہ میں نبوت کا دعویٰ شرط ہے اور کرامت میں یہ شرط نہیں بلکہ ہر ولی کی کرامت حقیقت میں اس کے نبی کا معجزہ ہوتا ہے کیونکہ ولی کی کرامت اس کے متبوع نبی کے حق ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۸۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۷۹ ۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ وَعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَةٍ لَّهُمَا حَتّٰی ذَهَبَ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَةٌ فِیْ لَیْلَةٍ شَدِیْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر دونوں اپنی کسی حاجت کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گفتگو کر رہے تھے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا' جب کہ رات سخت اندھیری تھی' پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے باہر نکل کر واپسی کے لیے چل

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَ تْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْءِهَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَ تْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

پڑے' دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھوٹی سے چھڑی تھی' ان میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی اور دونوں اس کی روشنی میں چلنے لگے' حتیٰ کہ دونوں کا راستہ جدا ہوگیا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور ان میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلتا ہوا اپنے گھر پہنچ گیا۔ (بخاری)

٨٧٨٠ - وَعَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ سَفِيْنَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْطَاَ الْجَيْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَّلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَاِذَا هُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهُ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهِ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهِ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابن منکدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین میں بھٹک کر لشکر سے جدا ہو گئے یا قید کر لیے گئے' پھر وہ بھاگ کر لشکر کی تلاش میں نکل پڑے' اچانک ان کے سامنے ایک شیر آ گیا' انہوں نے فرمایا: اے ابوالحارث! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام ہوں' میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ پیش آیا ہے' شیر دم ہلاتے ہوئے ان کی طرف آیا اور ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا' جب وہ کوئی آواز سنتا تو اس کی طرف متوجہ ہو جاتا' پھر ان کے ساتھ چل پڑتا حتیٰ کہ وہ لشکر تک پہنچ گئے' پھر شیر واپس لوٹ گیا۔ (شرح السنہ)

٨٧٨١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَّاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُّدْعٰى سَارِيَةٌ فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيْحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقِيْنَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ يَّصِيْحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا اِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَقَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَيُكْرَهُ تَكْلِيْمُهُ فِيْهَا اِلَّا لِاَمْرٍ بِمَعْرُوْفٍ لِاَنَّهُ مِنْهَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور ساریہ نامی ایک شخص کو امیر لشکر مقرر فرمایا' ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے چلاتے ہوئے آواز دی: اے ساریہ! پہاڑ کو اپنی پشت کے پیچھے کر لو' پھر لشکر سے ایک قاصد نے آ کر بتایا کہ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! ہماری دشمن سے ملاقات ہوئی' انہوں نے ہمیں شکست دے دی کہ اچانک ہم نے کسی کو چلاتے ہوئے سنا کہ اے ساریہ! پہاڑ کو اپنی پشت کے پیچھے کر لو' ہم نے پہاڑ سے پشتیں لگا لیں اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو شکست دے دی۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ) صاحب درمختار علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ دورانِ خطبہ کلام کرنا مکروہ ہے سوائے امر بالمعروف کے' کیونکہ امر بالمعروف خطبہ سے ہی ہے۔

٨٧٨٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِيْ اَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِيْ اَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب احد کا معرکہ درپیش ہوا تو میرے والد ماجد رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت مجھے بلا کر فرمایا: میرا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام میں سب سے پہلا شہید میں ہوں گا' اور میں اپنے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص نہیں چھوڑ رہا جو مجھے تم سے زیادہ عزیز ہو' اور مجھ پر قرض ہے وہ ادا کر دینا اور اپنی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

وَسَلَّمَ وَاِنْ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ وَدَفَنْتُهُ مَعَ اٰخَرَ فِيْ قَبْرٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَقَالَ صَاحِبُ رَدِّ الْمُحْتَارِ لَا يُدْفَنُ اِثْنَانِ فِيْ قَبْرٍ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَهٰذَا فِي الْاِبْتِدَاءِ وَكَذَا بَعْدَهُ.

بہنوں کے ساتھ میری طرف سے نیکی کی وصیت پر عمل پیرا رہنا' صبح ہوئی تو وہ سب سے پہلے شہید ہوئے اور میں نے انہیں دوسرے صحابی کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا۔ (بخاری) صاحب ردالمختار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ضرورت کے بغیر ایک قبر میں دو آدمی دفن نہ کیے جائیں' یہ واقعہ ابتدائے اسلام میں تھا' اسی طرح اس کے بعد بھی یہی حکم ہے۔

۸۷۸۳ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَّمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ وَّاَنَّ اَبَابَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَّانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَّاَنَّ اَبَابَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهُ اِمْرَاَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ قَالَ اَوْ مَا عَشَّيْتِيْهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ فَغَضِبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهُ اَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ اَنْ لَّا تَطْعَمَهُ وَحَلَفَ الْاَضْيَافُ اَنْ لَّا يَطْعَمُوْهُ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ هٰذَا مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهِ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ اَنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهُ اَكَلَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو' وہ تیسرے آدمی کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو' وہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو ساتھ لے جائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے کر گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس آدمیوں کو لے کر گئے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھایا' پھر ٹھہرے رہے' حتیٰ کہ نماز عشاء ادا کر لی گئی' پھر واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت خانے پر حاضر ہوئے اور ٹھہرے رہے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کا کھانا تناول فرما لیا' پھر اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا رات کا حصہ گزر گیا' اس کے بعد آپ واپس آئے اور آپ کی زوجہ نے آپ سے عرض کیا: آپ مہمانوں کے پاس کیوں نہیں آئے؟ آپ نے پوچھا: کیا تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے عرض کیا: مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا' آپ کی اہلیہ نے بھی قسم کھا لی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گی اور مہمانوں نے بھی قسم اٹھا لی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے' آپ نے کھانا منگوایا اور تناول فرمانے لگے' مہمان بھی کھانا کھانے لگے' وہ جو لقمہ بھی اٹھاتے اس کے نیچے سے اس سے زیادہ کھانا نکل آتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے فرمایا: اے بنوفراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ اہلیہ نے عرض کیا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا پہلے سے تین گنا زائد ہے' سب نے وہ کھانا کھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بھیجا' بتایا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سے تناول فرمایا۔

(بخاری و مسلم)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قسم توڑنے کی حکمت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہلے قسم اٹھائی کہ میں یہ کھانا کبھی نہیں کھاؤں گا' پھر آپ نے اس قسم کو شیطانی قرار دیتے ہوئے کھانا تناول فرما لیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تم یہ سوال کرو کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے قسم کا خلاف کس طرح جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے افضل چیز کو اختیار فرمایا کیونکہ حدیث پاک ہے کہ جو آدمی حلف اٹھائے' پھر اس کا خلاف بہتر دیکھے تو وہ بہتر کام کو کرے اور قسم کا کفارہ ادا کردے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۸۷' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

٨٧٨٤ ـ وَعَنْ اَبِیْ خَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی الْعَالِیَةِ سَمِعَ اَنَسٌ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَدَمَهٗ عَشْرَ سِنِیْنَ وَدَعَا لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ لَهٗ بُسْتَانٌ یَّحْمِلُ فِیْ کُلِّ سَنَةٍ الْفَاکِهَةَ مَرَّتَیْنِ وَکَانَ فِیْهَا رَیْحَانٌ یَّجِیْءُ مِنْهُ رِیْحُ الْمِسْکِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

حضرت ابوخلدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعالیہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا ہے' انہوں نے بتایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی' ان کا ایک باغ تھا' ہر سال اس میں دو مرتبہ پھل لگتا' اور اس باغ میں خوشبودار بوٹی تھی' جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ (ترمذی نے اسے روایت کرکے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)

٨٧٨٥ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِیُّ کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا یَزَالُ یُرٰی عَلٰی قَبْرِهٖ نُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ہم کہا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر مسلسل نور دکھائی دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

مقبولانِ حق کے وصال کے بعد انوار کی بارش

اس حدیث میں حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی عظیم کرامت کا بیان ہے کہ وصال کے بعد ان کی قبر مبارک پر انوار کی بارش ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے لیے اس طرح کے واقعات و کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ زمانہ قریب میں سیدنا محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۸۲ھ کے وصال پر بھی اس کرامت کا ظہور ہوا۔ فیصل آباد میں آپ کے جنازہ مبارکہ پر انوار کی بارش ہوئی۔ لاکھوں آدمیوں نے اس منظر کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ راقم الحروف کے والد گرامی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رضوی بھی اس جنازہ مبارکہ میں شریک تھے اور بہ چشمِ خود اس نورانی منظر کا مشاہدہ کیا۔ اس وقت کے اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہوئی' تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: محدث اعظم پاکستان' ج ۲ ص ۳۵۲' مطبوعہ مکتبہ قادریہ' لاہور

٨٧٨٦ ـ وَعَنْ نُبَیْهَةَ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ کَعْبًا دَخَلَ عَلٰی عَائِشَةَ فَذَکَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَعْبٌ مَا مِنْ یَّوْمٍ یَطْلَعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِکَةِ حَتّٰی یَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَیُصَلُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِکَةِ

حضرت نبیہہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے' وہاں حاضرین مجلس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک کیا' تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جو دن بھی طلوع ہوتا ہے' آسمان سے ستر ہزار ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کو ڈھانپ لیتے ہیں (حصولِ برکت کے لیے) قبر انور پر اپنے پَر ملتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں نذرانہ درود پیش کرتے ہیں حتیٰ کہ جب شام ہوتی ہے تو وہ اوپر چلے جاتے ہیں اور اتنے میں اور فرشتے نازل ہو کر انہی کی طرح کرتے ہیں' حتیٰ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ انور سے باہر تشریف لائیں گے تو آپ ستر ہزار ملائکہ کرام کے جھرمٹ میں جلوہ فرما ہوں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

يَزُفُّوْنَهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

گے اور ملائکہ آپ کو لے کر چلیں گے۔ (دارمی)

۸۷۸۷ - وَعَنْ اَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا اِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوجوزاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ شدید قحط میں مبتلا ہوگئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوکر شکایت کی' آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی قبرانور کی طرف نگاہ کرو اور قبرانور سے آسمان کی طرف ایک روشن دان بنادو حتیٰ کہ آپ کے اور آسمان کے درمیان چھت کا پردہ حائل نہ رہے' اہل مدینہ نے ایسا ہی کیا تو ان پر خوب بارش برسی حتیٰ کہ سبزہ اُگ آیا اور اونٹ موٹے تازے ہوگئے' یہاں تک کہ چربی کی کثرت سے ان کی کوہانیں پھول گئیں اور اس سال کا نام ہی خوش حالی والا سال رکھ دیا گیا۔ (دارمی)

مزارِ اقدس کی چھت میں روشن دان بنانے کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے مزارِ اقدس کی چھت میں سوراخ کرنے کی یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ جب آسمان آپ کی قبرانور کو دیکھے گا تو آسمان کے رونے سے وادیاں بہنے لگیں گی' اللہ تعالیٰ نے کفار کی حالت کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ''فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ'' (الدخان:۲۹) ''تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے''۔ (جب کفار کے حق میں آسمان کا یہ معاملہ ہے تو) ابرار کے حق میں اس کے برعکس معاملہ ہوگا اور یہ حکمت بھی بیان کی گئی ہے کہ قحط سالی کے وقت نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگی جاتی تھی' لہٰذا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے وسیلہ سے دعا مانگنے میں مبالغہ کرتے ہوئے آپ کی قبرانور سے حجاب دور کرنے کا حکم دیا تاکہ آپ کے اور آسمان کے درمیان کوئی حجاب باقی نہ رہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۴۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۸۸ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ لَمَّا كَانَ اَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَّلَمْ يُقَمْ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَّسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے ایام میں تین دن تک نبی کریم ﷺ کی مسجد میں نہ اذان دی گئی' نہ اقامت کہی گئی' اور حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ' مسجد نبوی سے جدا نہیں ہوئے اور وہ نبی کریم ﷺ کی قبرانور سے ایک خفیہ آواز سنتے' جس سے ان کو نماز کے وقت کا علم ہوجاتا۔ (دارمی)

ایامِ حرہ کا بیان

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ ایامِ حرہ اہل اسلام میں مشہور ہیں۔ یہ واقعہ یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں پیش آیا' جب یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی خون ریزی کو مباح قرار دیا' اس واقعہ کے بعد یزید پلید ہلاک ہوگیا۔ حرہ مدینہ منورہ کی سرزمین میں ہے' جہاں سیاہ پتھر کثرت سے ہیں' اس جگہ یہ سانحہ رونما ہوا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۴۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۸۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب صحابہ کرام نے نبی ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے اتار دیں جس طرح ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتار

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ثِيَابِهٖ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نَغْسِلُهٗ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقْنُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِّنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ اِغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَقَامُوْا فَغَسَلُوْا وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهٗ يَصُبُّوْنَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيْصِ وَيُدَلِّكُوْنَهُمْ بِالْقَمِيْصِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَقَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَيُجَرَّدُ مِنْ ثِيَابِهٖ كَمَا مَاتَ وَغُسْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَمِيْصِهٖ مِنْ خَوَاصِّهٖ وَزَادَ فِي الْمِعْرَاجِ وَغُسْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِلتَّطْهِيْرِ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ ظَاهِرًا حَيًّا وَّمَيِّتًا.

دیتے ہیں یا آپ کو کپڑوں سمیت غسل دیں‘ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی‘ حتیٰ کہ ہر شخص کی ٹھوڑی اس کے سینے سے جا لگی‘ پھر گھر کے کونے سے ایک بولنے والے نے ان سے کلام کیا‘ جب کہ صحابہ کرام نہیں جانتے تھے کہ بولنے والا کون ہے؟ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت ہی غسل دو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کھڑے ہوئے اور انہوں نے قمیص سمیت آپ کو غسل دیا‘ وہ قمیص کے اوپر پانی ڈالتے تھے اور قمیص کے ساتھ ہی ملتے تھے۔ (بیہقی‘ دلائل النبوۃ) صاحب درمختار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے ہی آدمی فوت ہو‘ اس کے کپڑے اتار دیئے جائیں اور نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دینا آپ کی خصوصیت تھی‘ اور ”معراج“ میں اتنا اضافہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو غسل دینا پاک کرنے کے لیے نہیں تھا کیونکہ آپ ﷺ تو ظاہری زندگی میں اور بعد از وصال پاک ہی تھے۔

٨٧٩٠ - **وَعَنْ** عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَاصَمَتْهُ اَرْوٰى بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَادَّعَتْ اَنَّهٗ اَخَذَ شَيْئًا مِّنْ اَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا ذَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهٗ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ لَا اَسْاَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِيْ اَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِيْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ مروان بن حکم کے دربار میں اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور ان کے خلاف دعویٰ کیا کہ انہوں نے میری زمین کا ایک حصہ غصب کر لیا ہے‘ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی سننے کے بعد اس کی زمین کا کوئی حصہ کیسے غصب کر سکتا ہوں‘ مروان نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے ظلماً بالشت بھر جگہ لے لی‘ اللہ تعالیٰ اس جگہ کو سات زمین تک طوق بنا کر اس شخص کے گلے میں ڈال دے گا‘ مروان نے ان سے کہا: اس کے بعد میں آپ سے کوئی گواہ طلب نہیں کرتا‘ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی بینائی ختم کر دے اور اسے اس کی زمین میں ہی قتل کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ عورت اس وقت تک فوت نہیں ہوئی جب تک اس کی بینائی ختم نہیں ہو گئی اور ایک روز وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ اچانک گڑھے میں گر کر مر گئی۔

(بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَاَنَّهٗ رَاٰهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ

اور مسلم شریف میں محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر سے اسی کے ہم معنی روایت ہے کہ انہوں نے اس عورت کو دیکھا کہ اندھی ہو چکی تھی اور دیواروں کو ٹٹول ٹٹول کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی دعا لگ گئی ہے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَاِنَّھَا مَرَّتْ عَلٰی بِئْرٍ فِی الدَّارِ الَّتِیْ خَاصَمَتْہُ فِیْھَا فَوَقَعَتْ فِیْھَا فَکَانَتْ قَبْرَھَا.

جس گھر کے متعلق اس نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تھا' ایک دن اس گھر میں واقع کنویں کے قریب سے گزری اور اس میں گر پڑی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔

بَابٌ
باب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کا بیان

اس باب کے تحت مذکورہ احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ مبارک کا بیان ہے۔قرآن مجید میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۝ (آل عمران: ۱۴۴)

اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو صرف رسول ہیں (خدا نہیں)' ان سے پہلے دوسرے رسول گزر چکے ہیں' اگر آپ وفات پا جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو کوئی اپنی ایڑیوں پر پھر گیا' وہ اللہ تعالیٰ کا ہرگز نقصان نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ عنقریب شکر ادا کرنے والوں کو جزاء عطا فرمائے گا۝

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۝ (الزمر: ۳۰)

(اے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم!) بے شک تم نے بھی انتقال فرمانا ہے اور بے شک یہ بھی مرنے والے ہیں۝

وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک کتنی تھی؟

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے متعلق تین روایات ہیں' ایک یہ ہے کہ آپ کا وصال مبارک ساٹھ سال کی عمر میں ہوا' اور دوسری روایت یہ ہے کہ پینسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا' اور تیسری روایت یہ ہے کہ وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی' اور یہی روایت زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ روایات حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ' حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں اور علماء کرام کا اتفاق ہے کہ ان میں زیادہ صحیح تریسٹھ سال والی روایت ہے اور باقی روایات میں تاویل کی ہے۔(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۶۰' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

تاریخِ وصال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کی تاریخ اور وقت کے متعلق مختلف روایات ہیں۔تحقیق یہی ہے کہ بہ روز پیر بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ چاشت کے وقت آپ کا وصال مبارک ہوا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پیر کے روز ربیع الاوّل کے مہینہ میں ہوئی اور آپ کا وصال پیر کے روز ربیع الاوّل کے مہینہ میں ہوا۔تاریخِ ولادت میں اختلاف ہے کہ دو یا آٹھ یا دس یا بارہ ربیع الاوّل کو آپ کی ولادت ہوئی اور آپ کا وصال مبارک بارہ ربیع الاوّل کو چاشت کے روز ہوا۔(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۶۰' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے اور ذوالحج، محرم اور صفر کے مہینوں میں مدینہ منورہ تشریف فرما رہے اور بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ پیر کے روز آپ کا وصال مبارک ہوا۔ علامہ سہیلی نے کہا کہ بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ بہ روز پیر آپ کا وصال متصور نہیں ہوسکتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع میں ۱۰ھ بہ روزِ جمعہ وقوف فرمایا اور ذوالحج کی پہلی تاریخ جمعرات کے روز تھی، لہٰذا تمام مہینوں کو کامل شمار کیا جائے یا ناقص شمار کیا جائے یا بعض مہینوں کو کامل اور بعض مہینوں کو ناقص شمار کیا جائے، بارہ ربیع الاوّل پیر کے روز متصور نہیں ہوسکتی، لیکن ان کے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ مطالع کے اختلاف سے ایسا ہوسکتا ہے کہ مکہ والوں نے ذوالحج کا چاند جمعرات کی شب کو دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ذوالحج کا چاند جمعہ کی رات کو دیکھا ہو۔ (عمدۃ القاری ج ۱۸ ص ۶۰، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

علامہ سہیلی نے ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے روز ہونے پر جو شبہ وارد کیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ تو معلوم ہے کہ یکم ذوالحج ۱۰ھ جمعرات کے روز تھی۔ اب یہاں کل چار صورتیں متصور ہوسکتی ہیں:

(۱) ذوالحج، محرم، صفر تینوں ماہ انتیس، انتیس دن کے ہوں (۲) تینوں ماہ تیس، تیس دن کے ہوں (۳) دو مہینے انتیس، انتیس دن کے ہوں اور ایک مہینہ تیس دن کا ہو (۴) دو مہینے تیس، تیس دن کے ہوں اور ایک مہینہ انتیس دن کا ہو۔ ان چاروں مذکورہ صورتوں میں کسی صورت میں بھی ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے روز نہیں ہے، جس طرح درج ذیل نقشہ سے واضح ہے:

پہلی صورت: ہر مہینہ انتیس دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل جمعرات کے روز ہوگی:

یکم ذوالحج	۲۹ ذوالحج	یکم محرم	۲۹ محرم	یکم صفر	۲۹ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعرات	جمعہ	جمعہ	ہفتہ	ہفتہ	اتوار	جمعرات

دوسری صورت: ہر مہینہ تیس دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل اتوار کے روز ہوگی:

یکم ذوالحج	۳۰ ذوالحج	یکم محرم	۳۰ محرم	یکم صفر	۳۰ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	اتوار

تیسری صورت: دو مہینے انتیس، انتیس دن کے ہوں اور تیسرا مہینہ ۳۰ دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل جمعہ کے روز ہوگی:

یکم ذوالحج	۲۹ ذوالحج	یکم محرم	۲۹ محرم	یکم صفر	۳۰ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعرات	جمعہ	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	جمعہ

چوتھی صورت: دو مہینے تیس، تیس دن کے ہوں اور تیسرا مہینہ ۲۹ دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل ہفتہ کے روز ہوگی:

یکم ذوالحج	۳۰ ذوالحج	یکم محرم	۳۰ محرم	یکم صفر	۲۹ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	پیر	منگل	ہفتہ

اس شبہ کے جواب کا حاصل یہ ہے: مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے مطالع مختلف ہونے کی وجہ سے یہ ہوسکتا ہے کہ مکہ والوں نے جمعرات کی شب ذوالحج کا چاند دیکھا ہو اور ان کے اعتبار سے یکم ذوالحج جمعرات کا روز ہو اور مدینہ منورہ والوں نے جمعہ کی شب ذوالحج کا چاند دیکھا ہو اور ان کے اعتبار سے یکم ذوالحج جمعہ کے روز ہو، اور دوسری صورت کے مطابق ہر مہینہ تیس دن کا ہو اور ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے روز ہو، لہٰذا کوئی اشکال نہیں رہے گا۔ نقشہ حسب ذیل ہے:

یکم ذوالحج	۳۰ ذوالحج	یکم محرم	۳۰ محرم	یکم صفر	۳۰ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

جمعہ ہفتہ اتوار پیر منگل بدھ جمعرات پیر

امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ نے جمہور کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے علم ہیئت کے اصولوں کے مطابق دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یومِ وصال ۱۲ ربیع الاوّل کو ہے' جس کی تفصیل فتاویٰ رضویہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

وصال مبارک کے واقعات کا بیان

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ متوفی ۲۷۳ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک قبض کی گئی' اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بالائی علاقہ میں اپنی زوجہ بنت خارجہ کے ہاں تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کہنے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا' آپ پر تو محض نزولِ وحی والی حالت طاری ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر آپ کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا اور آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے زیادہ قابلِ تکریم ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں طاری فرمادے۔ یقیناً اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ اس دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک گوشہ میں یہ کہہ رہے تھے: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا' آپ اس وقت تک انتقال نہیں فرمائیں گے جب تک تمام منافقین کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹ ڈالیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا: جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے' اسے موت نہیں آئے گی اور جو سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو یقیناً آپ کا انتقال ہو چکا ہے (پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:) آپ سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں' اگر آپ کی وفات ہو جائے یا آپ شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر پلٹ جاؤ گے' جو کوئی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزاء عطا فرمائے گاO (آل عمران: ۱۴۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یوں لگا کہ آج سے پہلے میں نے یہ آیت نہیں پڑھی تھی۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۶' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کھودنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک شخص بھیجا جو مکہ والوں کی طرح شق قبر کھودتے تھے۔

اور ایک شخص حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور وہ مدینہ منورہ والوں کے لیے قبر تیار کرتے تھے اور لحد والی قبر تیار کرتے تھے۔ صحابہ کرام نے دونوں کی طرف آدمی بھیج کر دعا کی: اے اللہ! تو اپنے رسول کے لیے ان دونوں میں سے کسی ایک کو منتخب فرمالے' تو صحابہ کرام کو ابوطلحہ مل گئے اور انہیں بلا لیا گیا اور ابوعبیدہ نہیں ملے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لحد تیار کی' جب صحابہ کرام علیہم الرضوان منگل کے روز آپ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرۂ اقدس میں آپ کے جسد اطہر کو آپ کے تخت پر رکھ دیا گیا' پھر لوگ گروہ در گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر صلوٰۃ پڑھتے' جب مرد حضرات فارغ ہو گئے تو عورتیں حاضر ہوئیں اور جب عورتیں فارغ ہوئیں تو بچے حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ مبارکہ میں کسی نے امامت نہیں فرمائی۔ مسلمانوں کا اس بات میں اختلاف ہوا کہ آپ کی قبر انور کس جگہ بنائی جائے؟ بعض نے کہا: آپ کو مسجد میں دفن کیا جائے' بعض نے کہا: آپ کو آپ کے صحابہ کے ساتھ دفن کیا جائے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کی روح جس جگہ قبض کی جائے' اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے۔ پھر جس بستر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تھا' اس بستر کو اٹھا کر اسی جگہ آپ کی قبر انور تیار کی گئی'

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

پھر بدھ کی رات نصف شب کے وقت آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی اور حضرت علی بن ابی طالب' حضرت فضل بن عباس اور ان کے بھائی حضرت قثم اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام شقران آپ کی قبر میں اترے۔

حضرت ابویعلیٰ اوس بن خولی نے حضرت علی سے کہا: میں تمہیں اللہ کی اور رسول اللہ ﷺ سے ہمارے تعلق کی قسم دیتا ہوں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم بھی اترو' رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام شقران نے وہ چادر پکڑی جسے رسول اللہ ﷺ پہنا کرتے تھے اور اسے قبر میں رکھ دیا اور کہا: اللہ کی قسم! آپ کے بعد اس چادر کو کوئی نہیں پہنے گا اور وہ چادر آپ کے ساتھ ہی دفن کر دی گئی۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۷' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

(شق کے معنی یہ ہیں کہ پہلے ایک مستطیل زیادہ طویل و عریض کھودیں' پھر اس کے درمیان میں دوسرا مستطیل اس سے چھوٹا اور لمبائی میں میت کے قد سے کچھ زائد اور عرض میں نصف قد کے برابر اور گہرائی میں سینہ تک یا قدِ آدم کے برابر کھودیں۔ اس دوسرے مستطیل میں میت کو قبلہ رو رکھیں۔ ۱۲ رضوی) (فتاویٰ رضویہ ملخصاً ج ۹ ص ۳۷۰' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

آپ کے جنازہ مبارکہ کی کیفیت کا بیان

آپ کا جنازہ مبارکہ کس طرح سے پڑھا گیا؟ اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے' بعض علماء کے نزدیک آپ کا جنازہ مبارکہ معروف طریقہ سے ادا نہیں کیا گیا بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہو کر درود و سلام عرض کرتے تھے اور بعض علماء کے نزدیک آپ کی نماز جنازہ معروف طریقے کے مطابق ادا کی گئی' لیکن اس میں کسی نے امامت نہیں کی۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

جنازہ اقدس پر نماز کے باب میں علماء مختلف ہیں۔ ایک کے نزدیک یہ نماز معروف نہ ہوئی بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہو کر آتے اور صلوٰۃ و سلام عرض کرتے۔ بعض احادیث بھی اس کی موید ہیں۔ "**کما بیناھا فی رسالتنا النھی الحاجز عن تکرار صلوۃ الجنائز**" (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ النہی الحاجز عن تکرار صلوۃ الجنائز میں بیان کیا ہے۔ ت) اور بہت علماء یہی نماز معروف مانتے ہیں۔ امام قاضی عیاض نے اسی کی تصحیح فرمائی۔ "**کما فی شرح الموطأ للزرقانی**" (جیسا کہ علامہ زرقانی کی شرح موطأ میں ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۱۴' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

۸۷۹۱ - عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَجَعَلَا يُقْرِاٰنِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَّبِلَالٌ وَّسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتّٰى قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّثْلِهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ رَوَاهُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما ہمارے پاس تشریف لائے اور یہ دونوں ہمیں قرآن مجید کی تعلیم دینے لگے' پھر حضرت عمار' حضرت بلال اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم تشریف لائے' پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لائے' پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میں نے اہل مدینہ کو کسی چیز پر اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری پر خوش ہوئے یہاں تک کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو دیکھا کہ وہ یہ کہتے تھے: (نعرے لگاتے تھے) یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں' اور میں آپ کی تشریف آوری سے پہلے "**سورۃ سبح اسم ربك الاعلیٰ**" اس جیسی دیگر مفصل سورتوں کے ساتھ پڑھ چکا تھا۔ (بخاری)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

الْبُخَارِيُّ.

٨٧٩٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا لِقُدُوْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ مَا رَاَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَ اَحْسَنَ وَلَا اَضْوَءَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ عَلَيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا رَاَيْتُ يَوْمًا كَانَ اَقْبَحَ وَلَا اَظْلَمَ مِنْ يَوْمٍ مَّاتَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، تو حبشی آپ کی تشریف آوری کی خوشی پر چھوٹے چھوٹے نیزوں کے ساتھ کھیلنے لگے۔ (ابوداؤد) اور دارمی کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری والے دن سے بڑھ کر کوئی خوب صورت اور روشن ومنور دن نہیں دیکھا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک والے دن سے بڑھ کر پریشان کن اور تاریک دن کوئی نہیں دیکھا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَمَا نَفَضْنَا اَيْدِيَنَا عَنِ التُّرَابِ وَاِنَّا لَفِيْ دَفْنِهٖ حَتّٰى اَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، ہر چیز جگمگا اٹھی، اور جس روز آپ کا وصال مبارک ہوا، ہر چیز تاریک ہوگئی اور ابھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے مٹی نہیں جھاڑی تھی اور آپ کے دفن میں مصروف تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو اجنبی پایا۔

٨٧٩٢ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهٗ فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ قَالَ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهٗ فَقَالَ النَّاسُ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: بے شک ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ جتنا چاہے دنیا کے ناز ونعمت کو اختیار کرے یا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو انعامات تیار کر رکھے ہیں انہیں اختیار کرلے، اور اس بندے نے اللہ کے پاس جو انعامات ہیں انہیں اختیار کرلیا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، ہمیں اس پر تعجب ہوا، لوگ کہنے لگے: ان محترم کی طرف دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایسے شخص کے متعلق خبر دے رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی تروتازگی پسند کرلے یا اللہ کی بارگاہ میں اس کے لیے جو انعامات ہیں وہ اختیار کرلے اور یہ عرض کر رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا، تو وہ مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے جنہیں اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ عالم تھے۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٩٣ - وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ عَاصِبًا رَاْسَهٗ بِخِرْقَةٍ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا، اس دوران آپ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے سرانور کو پٹی سے باندھا ہوا تھا، آپ منبر کی

MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

حَتّٰی اَھْوٰی نَحْوَ الْمِنْبَرِ فَاسْتَوٰی عَلَیْهِ وَاتَّبَعْنَاهُ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی الْحَوْضِ مِنْ مَّقَامِیْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَیْهِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُهَا فَاخْتَارَ الْاٰخِرَةَ قَالَ فَلَمْ یَفْطِنْ لَهَا اَحَدٌ غَیْرُ اَبِیْ بَکْرٍ فَذَرَفَتْ عَیْنَاهُ فَبَکٰی ثُمَّ قَالَ بَلْ نَفْدِیْكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَمْوَالِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ هَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَیْهِ حَتَّی السَّاعَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

طرف متوجہ ہوئے اور منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے آ گئے' آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں اپنے اس مقام سے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں' پھر فرمایا کہ ایک بندے پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی تو اس نے آخرت کو اختیار کر لیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی آپ کے کلام کا مقصد نہ سمجھ سکا' ان کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے اور رونے لگے' پھر عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اپنے باپ' مائیں' اپنی جانیں اور اپنے اموال آپ پر قربان کر دیں گے' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے اور دوبارہ کبھی منبر پر جلوہ فرما نہیں ہوئے۔ (دارمی)

٨٧٩٤ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ نَبِیٍّ یَّمْرَضُ اِلَّا خُیِّرَ بَیْنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَکَانَ فِیْ شَکْوَاهُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِیْدَةٌ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُیِّرَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نبی کو بیماری کی حالت میں دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دے دیا جاتا ہے' اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرضِ وصال کے عالم میں تھے' آپ کے گلے مبارک سے تکلیف والی آواز نکلنے لگی' میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ان لوگوں کا ساتھ ہوگا جن پر تو نے انعام فرمایا' جو انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین ہیں' پس میں نے جان لیا کہ آپ کو اختیار عطا کر دیا گیا ہے۔ (بخاری' مسلم)

٨٧٩٥ ۔ وَعَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَهُوَ صَحِیْحٌ اَنَّهٗ لَنْ یُّقْبَضَ نَبِیٌّ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ یُخَیَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَاْسُهٗ عَلٰی فَخِذِیْ غُشِیَ عَلَیْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَی السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی قُلْتُ اِذَنْ لَا یَخْتَارُنَا قَالَتْ وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِیْثُ الَّذِیْ کَانَ یُحَدِّثُنَا بِهٖ وَهُوَ صَحِیْحٌ فِیْ قَوْلِهٖ اَنَّهٗ لَنْ یُّقْبَضَ نَبِیٌّ قَطُّ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ یُخَیَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَکَانَ اٰخِرُ کَلِمَةٍ تَکَلَّمَ بِهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کا اس وقت تک ہرگز وصال نہیں ہوتا جب تک اسے اس کا جنتی مقام نہ دکھایا جائے' پھر اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ وصال کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ انور میری ران پر تھا' آپ پر غشی طاری ہوئی' پھر افاقہ ہوا تو آپ نے چھت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: اے اللہ! میں نے رفیقِ اعلیٰ کو اختیار کیا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا: اب تو آپ ہمیں اختیار نہیں فرمائیں گے' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ تندرستی کی حالت میں آپ ہمیں یہی بات بیان فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو وصال سے پہلے اس کا جنتی ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے' پھر اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری کلام یہ فرمایا: اے اللہ! میں نے رفیقِ اعلیٰ کو اختیار کیا۔ (بخاری' مسلم)

٨٧٩٦ ۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَتْلٰی

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ سال کے بعد شہداء احد کی نمازِ جنازہ پڑھی' جیسے زندوں اور مردوں کو الوداع

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِیْنَ کَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اِنِّیْ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ فَرَطٌ وَّاَنَا عَلَیْکُمْ شَھِیْدٌ وَّاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاَنَا فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا وَزَادَ بَعْضُھُمْ فَتَقْتَتِلُوْا فَتَھْلِکُوْا کَمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَقَالَ عَلِیُّ الْقَارِیُّ صَلّٰی عَلَیْھِمْ صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ وَھُوَ الظَّاھِرُ الْمُتَبَادِرُ فَھُوَ مِنْ خُصُوْصِیَّاتِهٖ اَوْ خُصُوْصِیَّتِھِمْ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ الْمُرَادُ بِالصَّلٰوةِ الدُّعَاءُ.

کر رہے ہوں، پھر آپ نے منبر پر جلوہ فرما ہو کر ارشاد فرمایا: بے شک میں تم سے پہلے تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ و نگہبان ہوں، بے شک تمہارے ساتھ وعدے کا مقام حوض ہے اور میں اس مقام پر ہوتے ہوئے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں، اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں اور بے شک مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ نہیں کہ میرے بعد تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا کی رغبت کرنے لگو گے اور بعض نے یہ اضافہ کیا ہے کہ تم آپس میں لڑائی کرو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے، جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے تھے۔ (بخاری، مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شہداء اُحد کی نمازِ جنازہ پڑھی اور یہی معنی ظاہر اور متبادر الی الفہم ہے، اور یہ آپ کی خصوصیت ہے یا شہدائے اُحد کی خصوصیت ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ صلوٰۃ سے دعا مراد ہے۔

٨٧٩٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ قَالَ نُعِیَتْ اِلَیَّ نَفْسِیْ فَبَکَتْ قَالَ لَا تَبْکِیْ فَاِنَّکِ اَوَّلُ اَھْلِیْ لَاحِقٌ بِیْ فَضَحِکَتْ فَرَاٰھَا بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ یَا فَاطِمَةُ رَاَیْنَاکِ بَکَیْتِ ثُمَّ ضَحِکْتِ قَالَتْ اِنَّهٗ اَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ قَدْ نُعِیَتْ اِلَیْهِ نَفْسُهٗ فَبَکَیْتُ فَقَالَ لِیْ لَا تَبْکِیْ فَاِنَّکِ اَوَّلُ اَھْلِیْ لَاحِقٌ بِیْ فَضَحِکْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَجَاءَ اَھْلُ الْیَمَنِ ھُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَّالْاِیْمَانُ یَمَانٌ وَّالْحِکْمَةُ یَمَانِیَةٌ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سورہ ”اذا جاء نصر اللہ الفتح“ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا کہ مجھے اپنے وصال کی خبر دے دی گئی ہے، آپ رونے لگیں تو فرمایا کہ رو مت! کیونکہ میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی، بعض ازواجِ مطہرات نے ان کو دیکھ لیا تو ان سے کہا: اے فاطمہ! ہم نے تمہیں پہلے روتے ہوئے، پھر ہنستے ہوئے دیکھا ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ نے مجھے بتایا کہ آپ کو وصال کی خبر دے دی گئی ہے تو میں رونے لگی، تو آپ نے فرمایا: مت روؤ! کیونکہ میرے گھر والوں میں سب سے پہلے میرے ساتھ تمہاری ملاقات ہوگی تو میں ہنسنے لگی، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ کی مدد اور فتح آ گئی اور اہل یمن آ گئے، وہ نرم دل ہیں اور ایمان یمنی ہے اور حکمت یمنی ہے۔ (دارمی)

٨٧٩٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ یَا عَائِشَةُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِیْ اَکَلْتُ بِخَیْبَرَ وَھٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ اَبْھَرِیْ مِنْ ذٰلِکَ السَّمِّ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرضِ وصال میں فرماتے تھے: اے عائشہ! میں نے خیبر کے دن جو کھانا کھایا تھا، اس کا درد ہمیشہ محسوس کرتا رہتا ہوں، اب اس زہر کے اثر سے میرے دل کی رگ کٹ جانے کا وقت آ گیا ہے۔ (بخاری)

٨٧٩٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يُّكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

کا وقتِ وصال قریب آیا' اس وقت گھر میں کئی حضرات تھے جن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لاؤ! میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر درد کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے' تمہیں اللہ کی کتاب کافی ہے' پھر گھر والوں کا اختلاف ہو گیا' اور وہ آپس میں جھگڑنے لگے' بعض کہتے تھے کہ لکھنے کا سامان آپ کے قریب کر دو تا کہ آپ تمہارے لیے تحریر لکھ دیں اور بعض وہی کہتے تھے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا' جب ان کا شور و غل اور اختلاف زیادہ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے قریب سے اٹھ جاؤ۔ عبید اللہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ بڑی مصیبت وہ تھی جو گھر والوں کے اختلاف اور شور و غل کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی تحریر مبارک کے درمیان حائل ہو گئی۔

وَفِيْ رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصٰى قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَاْنُهُ اَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ ذَرُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ فَقَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور سلیمان بن ابی مسلم احول کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جمعرات کا دن! کیا ہی عجیب دن تھا جمعرات کا دن! پھر آپ رونے لگے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں سے کنکریاں تر ہو گئیں' میں نے عرض کیا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! جمعرات کے دن کیا ہوا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا درد زیادہ ہو گیا تھا' آپ نے فرمایا: میرے پاس کندھے کی ہڈی لاؤ' میں تمہیں ایسی تحریر لکھ دیتا ہوں کہ میرے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے' انہوں نے جھگڑا کیا حالانکہ نبی کے پاس جھگڑا کرنا مناسب نہیں' صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ کو کیا ہوا ہے' کیا آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ سے پوچھو تو وہ بار بار آپ سے پوچھنے لگے' آپ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو! مجھے چھوڑ دو! میں جس حالت میں ہوں یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو' پھر آپ نے انہیں تین چیزوں کا حکم دیا اور فرمایا: مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو اور وفود کو اسی طرح انعام و اکرام سے نوازا کرو' جس طرح میں انہیں انعام و اکرام دیتا ہوں' اور تیسری بات سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما خاموش ہو گئے یا انہوں نے بیان کیا تھا اور میں بھول گیا۔ سفیان نے کہا: یہ سلیمان کا قول ہے۔

(بخاری و مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حدیثِ قرطاس پر اعتراضات کے جوابات

مذکورہ حدیث کو ''حدیثِ قرطاس'' کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں قرطاس (کاغذ) کا ذکر ہے۔ اس حدیث کی بناء پر روافض سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر درج ذیل اعتراضات کرتے ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کاغذ دوات لانے کا حکم ارشاد فرمایا' مگر انہوں نے حکم کی تعمیل نہ کر کے معصیت اور گناہ کا ارتکاب کیا۔

(۲) صحابہ کرام علیہم الرضوان اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امت کی حق تلفی کی کیونکہ اگر آپ تحریر لکھوا دیتے تو امت گمراہ نہ ہوتی اور امت کے درمیان اصول وفروع میں اختلاف نہ ہوتا۔

(۳) صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں جھگڑا کیا اور آوازیں بلند کیں حالانکہ آپ کی بارگاہِ اقدس میں آواز بلند کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ. (الحجرات:۲) اے ایمان والو! اپنی آوازیں اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔

(۴) صحابہ کرام نے کہا: ''اَھجر'' کیا آپ ہذیان کہہ رہے ہیں۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہذیان کی نسبت ہے' حالانکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا کلام ہذیان سے پاک ہے' ورنہ تو ان کے اقوال وافعال پر اعتماد باقی نہیں رہے گا۔

ان تمام اعتراضات کا اجمالی اور الزامی جواب یہ ہے کہ ان اُمور کا ارتکاب کرنے والوں میں اہل بیتِ کرام خصوصاً سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے' لہٰذا ان پر بھی اعتراض وارد ہوگا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کی تعمیل نہیں کی' امت کی حق تلفی کی' آپ کی بارگاہ میں آواز بلند کی اور آپ کی طرف نامناسب الفاظ منسوب کیے یا یہ الفاظ کہنے والوں کو منع نہیں کیا۔ اگر ان امور کی وجہ سے حضرات اہل بیت اور سیّدنا علی المرتضیٰ وسیّدنا عباس رضی اللہ عنہما کو مطعون نہیں کیا جا سکتا تو پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی نشانہ اعتراض بنانا کیسے درست ہے؟

تفصیلی جوابات درج ذیل ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع کے صیغہ کے ساتھ حکم ارشاد فرمایا: ''ایتونی'' میرے پاس کاغذ دوات لاؤ۔ لہٰذا مخاطب صرف سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہیں تھے بلکہ تمام حاضرین کو خطاب تھا' جن میں اہل بیت کرام خصوصاً سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ اگر کاغذ دوات نہ لا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گناہ گار ہوئے تو پھر یہ اعتراض تو اہل بیت کرام پر بھی وارد ہوگا حالانکہ روافض انہیں معصوم مانتے ہیں۔

(۲) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر حاضرین کا کاغذ اور دوات لا کر نہ دینا' آپ کے حکم کی تعمیل سے انکار کی بناء پر نہیں تھا بلکہ ان کا مقصود یہ تھا کہ مرض کی اس حالت میں لکھوانے سے آپ کو تکلیف ہوگی' لہٰذا آپ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے شدتِ محبت کی بناء پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ محمد رسول اللہ کو مٹا کر اس کی بجائے محمد بن عبداللہ لکھ دو' لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شدتِ محبت کی بناء پر عرض کیا: ''واللہ لا امحوک ابدًا'' حضور! میں آپ کا نام ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ امر وجوب کے لیے نہیں تھا' اگر یہ وجوبی امر ہوتا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت کرام اس پر ضرور عمل کرتے۔ آپ کا یہ امر استحبابی تھا' یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس امر کی تعمیل پر اصرار نہیں فرمایا حالانکہ اس واقعہ کے بعد آپ چار

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دن حیاتِ ظاہری کے ساتھ تشریف فرما رہے‘ اگر یہ وجوبی امر ہوتا تو ان ایام میں آپ اس پر ضرور عمل کرواتے۔

(۴) یہ کہنا درست نہیں کہ اس تحریر کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کوئی ایسے دینی احکامات لکھوانا چاہتے تھے جو پہلے بیان نہیں ہوئے تھے کیونکہ دین کے تمام احکامات بیان ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

لہٰذا اس تحریر کے ذریعہ نبی کریم ﷺ پہلے سے بیان کردہ احکامات کی تاکید فرمانا چاہتے تھے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور! ”حسبنا کتاب اللہ“ ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی کافی ہے۔ مزید تاکید کی ضرورت نہیں‘ لہٰذا اس شدتِ الم کی حالت میں آپ لکھوانے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عرض کو شرفِ قبولیت عطا فرماتے ہوئے تحریر کا ارادہ ترک فرما دیا۔

(۵) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فقاہت عطا فرمائی تھی۔ آپ نے یہ خیال فرمایا کہ اگر تحریر لکھوا دی گئی تو ہو سکتا ہے کہ بعض ایسی چیزیں منصوص طور پر تحریر میں آ جائیں جن پر عمل دشوار ہو اور بعد میں آنے والے لوگ ان پر عمل نہ کر کے سزا کے مستحق ہوں‘ لہٰذا آپ نے نبی کریم ﷺ کی امت کی آسانی کا خیال کرتے ہوئے عرض کیا: حضور! ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی کافی ہے۔ جو احکام منصوص طور پر معلوم نہ ہو سکیں گے‘ ان کے لیے اجتہاد کر لیا جائے گا‘ اس میں امت کے لیے آسانی ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس عرض کو قبول فرما کر تحریر کا ارادہ ترک فرما دیا۔

(۶) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حکم کے بعد اپنی رائے بطورِ مشورہ عرض کی تھی اور کئی مواقع پر ایسا ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی رائے پیش کرتے۔ رائے درست ہونے کی صورت میں نبی کریم ﷺ اسے قبول فرما لیتے بلکہ آپ کی رائے کی موافقت میں آیاتِ قرآنیہ کا نزول بھی ہوا اور رائے درست نہ ہونے کی صورت میں آپ اس رائے پر عمل نہ فرماتے بلکہ اپنا فیصلہ برقرار رکھتے۔ عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھاتے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اختلافِ رائے کا اظہار کیا‘ مگر آپ نے ان کی رائے کو قبول نہ فرمایا۔ صلح حدیبیہ کی شرائط طے کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت میں اپنی رائے پیش کی مگر نبی کریم ﷺ نے ان کی رائے پر عمل نہ کیا بلکہ اپنا فیصلہ برقرار رکھا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی نعلین مبارک دے کر خلوصِ دل سے لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے والے ہر شخص کو جنت کی بشارت دینے کا حکم دیا‘ مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور! یہ بشارت سن کر تو لوگ عمل کرنا چھوڑ دیں گے‘ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عرض کو قبول فرما لیا۔ اگر اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے درست نہ ہوتی تو نبی کریم ﷺ اسے قبول نہ فرماتے اور تحریر کا ارادہ ترک نہ فرماتے۔

(۷) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر حاضرین نے کاغذ اور دوات نہ لا کر امت کی حق تلفی کی کیونکہ اگر یہ لکھوانا ضروری ہوتا اور نہ لکھوانے کی صورت میں حق تلفی ہوتی تو آپ ضرور یہ تحریر لکھواتے اور کسی کی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے‘ کیونکہ آپ پر تبلیغ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ. (المائدہ: ۶۷)

اے رسول! تم پر تمہارے رب کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے اسے پہنچا دیجیے۔

آپ کی شان یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں انتہائی ناسازگار حالات اور تمام تر مخالفتوں اور مصائب کے باوجود آپ نے تبلیغ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ترک نہیں فرمائی' مگر اس کے بعد موقع میسر آنے کے باوجود آپ نے یہ تحریر نہیں لکھوائی جس سے واضح ہوا کہ یہ ضروری تحریر نہیں تھی اور اس کے ترک میں امت کی حق تلفی نہیں ہوئی۔

(۸) صحابہ کرام علیہم الرضوان اس معاملہ میں دو فریق ہو گئے تھے۔ ایک فریق کا نظریہ یہ تھا کہ سرکار ﷺ حکم فرما رہے ہیں' لہٰذا تعمیلِ حکم کے لیے کاغذ دوات لانا واجب ہے اور دوسرے فریق کا نظریہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کا یہ حکم وجوبی نہیں اور اگر اس استحبابی حکم پر عمل کرتے ہوئے کاغذ دوات پیش کر دیتے تو تحریر لکھوانے سے آپ کو تکلیف ہوگی' لہٰذا ان حضرات نے آپ کے آرام کو ترجیح دی۔ دونوں کا نظریہ آپ ﷺ کی محبت کے جذبہ پر مبنی تھا اور اس شدتِ محبت میں بے خبری کے عالم میں وہ جھگڑنے لگے اور ان کی آوازیں بلند ہو گئیں' لہٰذا وہ معذور تھے' العیاذ باللہ۔ ان جان نثار صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مقصود دربارِ اقدس کی توہین نہیں تھا' لہٰذا وہ معذور تھے' البتہ لاشعوری کے عالم میں ان سے دربارِ اقدس میں جھگڑا کرنے اور آوازیں بلند کرنے کا جو فعل سرزد ہوا' وہ درست نہیں تھا' لہٰذا نبی کریم ﷺ نے انہیں اس پر متنبہ فرما دیا اور ارشاد فرمایا: مجھے چھوڑ دو' میں جس حالت میں ہوں' وہ بہتر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کاغذ دوات پیش نہ کرنا معصیت اور گناہ ہوتا تو آپ اس پر بھی ضرور متنبہ فرما دیتے۔

(۹) ''ھجر'' کا ایک معنی ہے: اول فول بکنا' جس طرح کہتے ہیں: ''ھجر فی مرضہ او نومہ'' اس شخص نے بیماری یا نیند کی حالت میں بے ربط گفتگو کی۔ اس صورت میں ''اَھجر'' میں ہمزہ استفہام انکاری کے لیے ہے' اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مقصود یہ تھا کہ آپ ﷺ معاذ اللہ کوئی بے ہودہ اور بے ربط گفتگو نہیں فرما رہے بلکہ آپ تو صحیح کلام فرما رہے ہیں' اگر العیاذ باللہ یہ مقصود ہوتا کہ آپ کی گفتگو ہذیان پر مبنی ہے تو صحابہ کرام یوں نہ کہتے کہ ''استفھموہ'' آپ سے دریافت کرو کیونکہ ہذیان کہنے والے سے دریافت نہیں کیا جاتا' بلکہ پھر کہا جاتا: ''خلوہ'' آپ کو اسی حالت پر چھوڑ دو' لہٰذا اس جملہ میں آپ سے ہذیان کہنے کی نفی کی ہے' اور ''ھجر'' کا دوسرا معنی ہے: کسی کو چھوڑ دینا' مثلاً کہتے ہیں: ''ھجر الشیء'' اس نے چیز کو چھوڑ دیا۔ ''ھجر زوجہ'' اس نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا اور اسے طلاق دے دی۔ اب حدیث میں مذکور لفظ کا معنی ہوگا کہ کیا آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں اور ہم سے جدا ہو رہے ہیں؟ اور یہ جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کمالِ محبت کی دلیل ہے اور یہ دوسرا معنی اس مقام کے زیادہ لائق ہے۔ اس مسئلہ مزید کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شرح صحیح مسلم ج ۴ ص ۵۲۱' شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور۔

وَرَوَى الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِيْتِنِيْ بِكَتِفٍ اَوْ لَوْحٍ اَكْتُبُ لِاَبِيْ بَكْرٍ كِتَابًا لَا يَخْتَلِفُ عَلَيْهِ فَلَمَّا ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَقُوْمَ قَالَ يَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَنْ يَخْتَلِفُوْا عَلَيْكَ يَا اَبَابَكْرٍ.

اور امام احمد نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی طبیعت مبارکہ ناساز ہوئی تو آپ نے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ مجھے کندھے کی ہڈی یا تختی لا کر دو کہ میں ابوبکر کے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ جس پر اختلاف نہ کیا جائے' جب حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ (تختی وغیرہ لانے کے لیے) جانے لگے تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ اور مؤمنین تمہارے متعلق اختلاف کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلوا بھیجوں اور انہیں اپنا ولی عہد مقرر کر جاؤں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَلْقَائِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ.

کہ کہیں کہنے والے نہ کہیں (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو ولی عہد مقرر نہیں کیا) یا تمنا کرنے والے (خلافت کی) تمنا نہ کرنے لگیں، پھر میں نے خیال کیا کہ اللہ (ابوبکر کے غیر کی خلافت کا) انکار کرے گا اور مومنین ابوبکر کے علاوہ کسی کی خلافت کو نہیں مانیں گے۔

۸۸۰۰۔ **وَعَنْهَا** قَالَتْ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَاِنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَبِيَدِهٖ سِوَاكٌ وَاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اُلَيِّنُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهٗ فَاَمَرَّهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَيَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر جو انعامات ہیں، ان میں سے ایک یہ انعام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک میرے گھر میں اور میری باری میں اور میری گردن اور سینے کے درمیان ہوا اور بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے وصال مبارک کے وقت میرے اور آپ کے لعاب دہن کو جمع فرما دیا، میرے پاس عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آئے، ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہارا دے کر بیٹھی ہوئی تھی، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف دیکھ رہے ہیں، میں سمجھ گئی کہ آپ کو مسواک کی خواہش ہے، میں نے عرض کیا: میں ان سے آپ کے لیے مسواک لے لوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے فرمایا: ہاں! آپ نے مسواک لی اور وہ آپ کو سخت لگی، میں نے عرض کیا: میں اسے آپ کے لیے نرم کر دوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے فرمایا: ہاں! میں نے مسواک (چبا کر) نرم کر دی، آپ نے مسواک دانتوں پر پھیری اور آپ کے سامنے پانی کا برتن تھا، آپ پانی میں ہاتھ ڈال کر اسے منہ پر مل لیتے، اور فرماتے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں! بے شک موت کی بڑی سختیاں ہیں، پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمانے لگے: مجھے رفیق اعلیٰ میں کر دے! حتیٰ کہ آپ کا وصال مبارک ہو گیا اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔ (بخاری)

۸۸۰۱۔ **وَعَنْ** جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ قُرَيْشٍ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى حَدِّثْنَا عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ تَكْرِيْمًا لَّكَ وَتَشْرِيْفًا لَّكَ خَاصَّةً لَّكَ يَسْاَلُكَ عَمَّا هُوَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنْكَ يَقُوْلُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَغْمُوْمًا وَّاَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَكْرُوْبًا

حضرت امام جعفر صادق بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قریشی شخص ان کے والد ماجد امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہنے لگا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نہ سناؤں؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں! ہمیں ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سناؤ، اس شخص نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کے پاس جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف خصوصی طور پر آپ کی عزت افزائی اور آپ کی تعظیم کے لیے بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ آپ سے اس چیز کے متعلق سوال فرماتا ہے جسے وہ آپ سے زیادہ جانتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آپ خود کو کیسا محسوس کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اے جبریل! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِيْ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَدَّ اَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ اَوَّلَ يَوْمٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ عَلَيْهِ وَجَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ يُّقَالُ لَهُ اِسْمَاعِيْلُ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ كُلُّ مَلَكٍ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيْهِ فَسَاَلَهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ هٰذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْكَ مَا اسْتَاْذَنَ عَلٰى اٰدَمِيٍّ قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَاْذِنُ عَلٰى اٰدَمِيٍّ بَعْدَكَ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ فَاَذِنَ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ فَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَقْبِضَ رُوْحَكَ قَبَضْتُ وَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَتْرُكَهُ تَرَكْتُهُ فَقَالَ اَتَفْعَلُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاُمِرْتُ اَنْ اُطِيْعَكَ قَالَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰى لِقَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَلَكِ الْمَوْتِ امْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِهٖ فَقَبَضَ رُوْحَهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوْا صَوْتًا مِّنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِّنْ كُلِّ هَالِكٍ وَّدَرَكًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَاتَّقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

جبریل! میں خود کو کرب و غم میں مبتلا پاتا ہوں' پھر دوسرے روز جبریل آپ کے پاس حاضر ہوئے' اور آپ کو اسی طرح کہا' نبی کریم ﷺ نے انہیں پہلے دن کی طرح جواب دیا' جبریل پھر تیسرے روز آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے پہلے روز کی طرح عرض کیا' آپ نے پھر پہلے روز کی طرح جواب دیا' اوران کے ساتھ اسماعیل نامی ایک فرشتہ حاضر ہوا جو ایک لاکھ ملائکہ پر موکل تھا اوران میں سے ہر فرشتے کے ماتحت ایک لاکھ ملائکہ تھے' اس نے آپ سے اجازت طلب کی' آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس فرشتہ کے متعلق سوال کیا' پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ملک الموت حاضر ہیں' آپ سے اجازت طلب کر رہے ہیں' انہوں نے آپ سے پہلے کسی شخص سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ کے بعد کسی شخص سے اجازت طلب کریں گے' اور عرض کیا کہ انہیں اجازت عنایت فرمائیے' آپ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی' انہوں نے آپ کو سلام عرض کیا' پھر عرض کیا: اے محمد ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے کہ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم دیں تو میں روح قبض کر لوں اور اگر آپ مجھے حکم دیں کہ روح قبض نہ کروں تو میں روح قبض نہ کروں' آپ نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تم ایسا کرو گے؟ عرض کیا: ہاں! مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور مجھے آپ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے' نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد ﷺ! یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے' نبی کریم ﷺ نے ملک الموت کو فرمایا: جس کام کا تمہیں حکم دیا گیا ہے وہ کر ڈالیے' تو انہوں نے آپ کی روح مبارک قبض کر لی' جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو تعزیت کی آواز آئی' لوگوں نے گھر کے کونے سے آواز سنی کہ اے گھر والو! تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں' بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مصیبت میں تعزیت اور تسلی ہے اور ہر چلے جانے والے کی طرف سے کوئی خلیفہ ہے اور ہر کھو جانے والی چیز کا تدارک ہے تو اللہ تعالیٰ سے ہی ڈرو اور اسی سے امید رکھو' اصل مصیبت زدہ تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟ یہی خضر علیہ السلام ہیں۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِلَفْظٍ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِيْ اَبَابَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ

اور مسلم شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی علالت کے دوران مجھے فرمایا: اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلا کر لاؤ تا کہ میں تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا یا کوئی کہنے والا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَخَافُ اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ اَوْ یَقُوْلَ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰی وَیَاْبَی اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَكْرٍ.

کہے گا کہ میں (خلافت کا) زیادہ مستحق ہوں حالانکہ اللہ اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی کو نہیں مانیں گے۔

۸۸۰۲ - **وَعَنْ عَائِشَةَ** اَنَّهَا قَالَتْ وَارَاْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَیٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْلَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاثُكْلَیَاهُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِیْ فَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلَلْتَ اٰخِرَ یَوْمِكَ مُعْرِسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَنَا وَارَاْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ یَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْ یَتَمَنَّی الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ یَاْبَی اللّٰهُ وَیَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَیَاْبَی الْمُؤْمِنُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا: ہائے سردرد! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بات اگر ہوگئی (یعنی تمہاری وفات ہوگئی) اور میں زندہ رہا تو میں تمہارے لیے استغفار کروں گا اور تمہارے لیے دعا مانگوں گا‘ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے مصیبت! اللہ کی قسم! میں گمان کرتی ہوں کہ آپ میری موت پسند کرتے ہیں‘ اگر اس طرح ہوگیا تو آپ دن کے آخری حصہ میں اپنی کسی بیوی کے ساتھ وقت گزاریں گے‘ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اپنے سردرد کا خیال چھوڑو) بلکہ میرے سردرد کی فکر کرو‘ میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلا کر انہیں ولی عہد مقرر کردوں‘ کہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کہیں (کہ آپ نے ابوبکر کو ولی عہد مقرر نہیں فرمایا) اور تمنا کرنے والے (خلافت کی) تمنا کرنے لگیں‘ پھر میں نے خیال کیا کہ اللہ (ابوبکر کے سوا کا) انکار کردے گا اور مؤمنین (ابوبکر کے غیر کو) نہیں مانیں گے۔ (بخاری)

۸۸۰۳ **وَعَنْهَا** قَالَتْ رَجَعَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ مِّنْ جَنَازَةٍ مِّنَ الْبَقِیْعِ فَوَجَدَنِیْ وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا وَاَنَا اَقُوْلُ وَارَاْسَاهُ قَالَ بَلْ اَنَا یَا عَائِشَةُ وَارَاْسَاهُ قَالَ وَمَا ضَرُّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِیْ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّیْتُ عَلَیْكِ وَدَفَنْتُكِ قُلْتُ لَكَاَنِّیْ بِكَ وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَرَجَعْتَ اِلٰی بَیْتِیْ فَعَرَّسْتَ فِیْهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بُدِیَٔ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ قَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَیَمْنَعُ زَوْجُهَا مِنْ غُسْلِهَا وَمَسِّهَا لَا مِنَ النَّظْرِ اِلَیْهَا عَلَی الْاَصَحِّ مُنْیَةٌ وَقَالَ الْاَئِمَّةُ الثَّلَاثَةُ یَجُوْزُ لِاَنَّ عَلِیًّا غَسَلَ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قُلْنَا هٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰی بَقَاءِ الزَّوْجِیَّةِ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ كُلُّ سَبَبٍ وَّنَسَبٍ یَنْقَطِعُ بِالْمَوْتِ اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ اه بِنَاءً عَلَیْهِ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ غَسَّلْتُكِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ جنت البقیع میں جنازہ سے واپس لوٹ کر میرے پاس تشریف لائے‘ آپ نے مجھے اس حالت میں پایا کہ میں سردرد محسوس کر رہی تھی اور میں کہہ رہی تھی: ہائے میرا سردرد! آپ نے فرمایا: بلکہ میں کہتا ہوں: اے عائشہ! ہائے سردرد! اور فرمایا: اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہوگئیں تو تمہارا کیا نقصان‘ میں تمہیں غسل دوں گا‘ کفن پہناؤں گا‘ تمہاری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا‘ میں نے عرض کیا: گویا میں آپ کے متعلق ایسا محسوس کر رہی ہوں کہ اگر آپ نے یہ کام کیے تو آپ میرے گھر واپس لوٹ کر تشریف لائیں گے اور اپنی کسی بیوی کے ساتھ رات گزاریں گے‘ رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا‘ پھر آپ کے اس مرض کا آغاز ہوگیا جس میں آپ کا وصال مبارک ہوا۔ (دارمی) صاحب درمختار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ فوت شدہ بیوی کے خاوند کے لیے اصح مذہب کے مطابق اسے غسل دینا اور اسے چھونا منع ہے‘ اس کی طرف نظر کرنا منع نہیں اور ائمہ ثلاثہ کا بیان ہے کہ جائز ہے کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا‘ ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غسل دینا اس بناء پر تھا کہ زوجیت باقی تھی‘ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ہر سبب اور نسب موت سے ختم ہوجاتا ہے سوائے میرے سبب اور نسب کے‘ اسی بناء پر اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تجھے غسل دوں گا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

٨٨٠٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ زیادہ ناساز ہوئی اور شدتِ تکلیف سے آپ پر غشی طاری ہونے لگی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرے ابا جان کی تکلیف! آپ نے انہیں فرمایا: تیرے باپ پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہیں ہوگی' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرے ابا جان! آپ نے اپنے رب کا بلاوا قبول فرمالیا' ہائے ابا جان! آپ کا ٹھکانا جنت الفردوس ہے' ہائے ابا جان! جبریل علیہ السلام کو ہم آپ کے وصال کی خبر دیتے ہیں' جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے انس! کیا تمہارے دلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی ڈالنا گوارا کرلیا۔ (بخاری)

٨٨٠٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَلَفُوْا فِيْ دَفْنِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ اِدْفِنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اور آپ کے دفن کے سلسلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہوا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات سنی ہے' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر نبی کو جہاں دفن کرنا پسند کرتا ہے' اسی جگہ اس نبی کی روح قبض فرماتا ہے' آپ کو اپنے بستر والی جگہ پر ہی دفن کرو۔ (ترمذی)

٨٨٠٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اَنِّيْ لَا اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: چلو! ہم اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرنے جاتے ہیں' جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے' جب ہم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں' دونوں حضرات نے ان سے فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو انعامات ہیں' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بہت بہتر ہیں' وہ فرمانے لگیں: میں اس لیے نہیں رو رہی کہ مجھے یہ علم نہیں کہ اللہ کے پاس جو انعامات ہیں' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بہتر ہیں بلکہ میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی آنے کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو رُلا دیا اور یہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

بَابٌ

باب

٨٨٠٧ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ رَوَاهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کوئی دینار چھوڑا' نہ درہم نہ کوئی بکری نہ اونٹ اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی۔ (مسلم)

MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

مُسْلِمٌ.

مذکورہ حدیث سے اہل تشیع کے ردّ کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی دینار چھوڑا نہ کوئی درہم' نہ کوئی بکری' نہ کوئی اونٹ اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی۔ اس حدیث میں روافض کا ردّ ہے' وہ کہتے ہیں کہ فدک کی زمین نبی کریم ﷺ کا ترکہ تھی اور وہ آپ کی وارث سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا گیا' نیز وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی مقرر فرمایا تھا اور ان کے لیے خلافت کی وصیت کی تھی۔ اس حدیث سے دونوں نظریات کا ردّ ہو گیا کیونکہ آپ نے نہ کوئی مال چھوڑا اور نہ ہی کسی کے لیے وصیت فرمائی۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوگوں نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے انہیں کب وصی مقرر کیا حالانکہ وصال کے وقت آپ میرے سینے یا گود میں ٹیک لگائے ہوئے تھے' آپ نے تھال منگوایا اور آپ میری گود میں ہی جھک گئے اور مجھے پتا بھی نہ چلا کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے تو آپ نے کب وصی مقرر کیا؟ اور حدیث کے الفاظ ''لم یوص'' کا معنی یہ ہے کہ آپ نے تہائی وغیرہ مال کی وصیت نہیں فرمائی کیونکہ آپ کے پاس کوئی مال نہیں تھا' اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی اور کے لیے وصیت نہیں فرمائی تھی' جس طرح کہ شیعہ حضرات کا گمان ہے۔ خیبر اور فدک کے علاقہ میں نبی کریم ﷺ کی جو زمین تھی' وہ آپ نے اپنی زندگی میں ہی مسلمانوں کے لیے صدقہ کر دی تھی۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتاب اللہ کے متعلق وصیت کی اور اپنے اہل بیت کے متعلق وصیت فرمائی اور مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکالنے اور وفود کی عزت کرنے کی وصیت فرمائی اور مذکورہ حدیث میں وصیت نہ کرنے سے یہ وصیتیں مراد نہیں' اس سے مراد وہی معنی ہے جس کا ہم نے بیان کر دیا ہے' لہٰذا احادیث کے درمیان کوئی تناقض نہیں۔ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۴۲' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

بعض سیرت نگاروں نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بہت سے اونٹ تھے' آپ کی بیس اونٹنیاں تھیں جو مدینہ منورہ کے اطراف میں رکھی ہوئی تھیں' آپ کے خدام روزانہ ان کا دودھ لاتے تھے اور آپ کی سات بکریاں اور سات بھیڑیں تھیں' جن کا دودھ صحابہ کرام نوش کرتے تھے۔ سیرت نگاروں کی یہ حکایات اس صحیح حدیث کے معارض نہیں ہو سکتیں۔ اگر انہیں درست مان لیا جائے تو پھر یہ کہیں گے کہ یہ صدقہ کے اونٹ تھے اور نبی کریم ﷺ کے فقراء صحابہ' اصحابِ صفہ وغیرہ ان کا دودھ نوش کرتے تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۰۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۰۸۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِي جُوَيْرِيَةَ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال کے وقت نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ کوئی غلام نہ لونڈی' نہ ہی کوئی اور چیز' صرف اپنا سفید خچر اور سامانِ جہاد اور زمین چھوڑی' جس کو آپ نے صدقہ کر دیا۔ (بخاری)

۸۸۰۹۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا مَّا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمُؤْنَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ورثاء ایک دینار بھی تقسیم نہ کریں' میری ازواج اور میرے عامل کے خرچ کے بعد جو کچھ باقی بچے گا' وہ صدقہ ہے۔ (بخاری' مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عَامِلِی فَهُوَ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸۸۱۰ - وَعَنْ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارا کوئی وارث نہیں بنایا جائے گا' ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہے۔ (بخاری' مسلم)

۸۸۱۱ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِّنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ فَرَطًا وَّسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَیٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَيْنَيْهِ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو ان سے پہلے اس نبی کو اٹھا لیتا ہے اور اس نبی کو ان کے لیے پیش رو اور آگے جانے والا بنا دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی امت کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس نبی کی زندگی میں ہی ان پر عذاب نازل فرماتا ہے اور اس نبی کی نگاہوں کے سامنے ان کو ہلاک کر کے اس نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے' کیونکہ اس امت نے اپنے نبی کی تکذیب اور نافرمانی کی ہوتی ہے۔ (مسلم)

۸۸۱۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰی اَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَّلَا يَرَانِیْ ثُمَّ لَاَنْ يَّرَانِیْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مَعَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم میں سے کسی شخص پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ میری زیارت نہیں کر سکے گا' پھر اسے میرا دیدار اپنے اہل وعیال اور مال سے زیادہ محبوب ہوگا۔ (مسلم)

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَّذِكْرِ الْقَبَائِلِ

قریش کے فضائل کا بیان اور قبائل کا ذکر

قریش کے نام کی تحقیق

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

زبیر کا قول ہے کہ قریش فہر بن مالک کا نام ہے' فہر بن مالک سے پہلے قریش نہیں تھے۔ زبیر نے کہا کہ میرے چچا نے بیان کیا کہ فہر ہی قریش تھے' ان کا نام قریش اور فہر لقب تھا اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ فہر کی والدہ نے ان کا نام قریش رکھا تھا اور ابن ہشام نے کہا کہ نضر بن کنانہ قریش تھے' جو نضر کی اولاد سے ہیں' وہ قریشی ہیں اور جو ان کی اولاد سے نہیں وہ قریشی نہیں اور یہ جمہور کا قول ہے۔ ان کی دلیل اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں وفدِ کندہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ ہم میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں اور عبدالملک بن مروان نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ قصی کو قریش کہا جاتا تھا اور ان سے پہلے کسی کا نام قریش نہیں تھا۔ پہلے دو قول بہت سے ائمہ نسب سے منقول ہیں اور صحیح جمہور کا قول ہی ہے کہ قریش نضر بن کنانہ ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ صحیح یہ ہے کہ فہر قریش ہیں۔

قریش کی وجہ تسمیہ میں ایک قول یہ ہے کہ قرش کا معنی ہے: تجارت کرنا' اور قریش بھی تجارت کرتے تھے' یہ ابن ہشام کا قول ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ "تقرش" کا معنی ہے: جمع ہونا' اور قریش بھی متفرق ہونے کے بعد جمع ہوئے تھے لہٰذا انہیں قریش کہا گیا۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ "تقریش" کا معنی تفتیش ہے اور نضر لوگوں کی حاجات کی تفتیش کر کے ان کی حاجات پوری کیا کرتے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تھے۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا ہے کہ قریش' قرش کی تصغیر ہے اور یہ اس سمندری جانور کو کہتے ہیں جو چھوٹے بڑے تمام جانوروں کو کھا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ قصی نے قریش کو جمع کیا' لہٰذا ان کا نام قریش رکھا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ حرم میں جمع ہونے کی وجہ سے انہیں قریش کہا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ ''تـقـرش'' کا معنی ہے: رذیل اُمور سے دور رہنا۔ ایک قول یہ ہے کہ قریش ''تقارشت الرماح'' سے ماخوذ ہے اور یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب لڑائی میں نیزے ٹکرائیں۔

(ملخصاً عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۷۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۸۸۱۳ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِّقُرَيْشٍ فِیْ هٰذَا الشَّانِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِّمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِّكَافِرِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس (حکومت کے) معاملہ میں قریش کے تابع ہیں' ان کے مسلمان ان کے مسلمانوں کے اور ان کے کافر' ان کے کافروں کے تابع ہیں۔ (بخاری' مسلم)

۸۸۱۴ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِّقُرَيْشٍ فِی الْخَيْرِ وَالشَّرِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ خیر اور شر (یعنی اسلام اور کفر) میں قریش کے تابع ہیں۔ (مسلم)

۸۸۱۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَيْشٍ مَّا بَقِیَ مِنْهُمْ اِثْنَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ (خلافت والا) معاملہ ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک ان میں دو آدمی بھی باقی رہے۔ (بخاری' مسلم)

۸۸۱۶ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَيْشٍ لَّا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تک قریش دین پر قائم رہیں گے یہ خلافت ان میں رہے گی' جو شخص بھی ان کی مخالفت کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل اوندھا کر کے گرا دے گا۔ (بخاری)

قریش کے ساتھ خلافت کے اختصاص کا بیان

ان احادیث میں ہے کہ خلافت قریش میں رہے گی۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ان احادیث میں واضح دلیل ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ مخصوص ہے اور غیر قریش کے لیے عقدِ خلافت جائز نہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے بعد والے زمانہ میں اسی پر اجماع منعقد ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تمام علماء کا یہی مذہب ہے کہ خلیفہ کے لیے قریشی ہونا شرط ہے۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے سقیفہ کے روز انصار پر اسی حدیث سے حجت قائم کی تھی اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ علماء کرام نے اس مسئلہ کو اجماعی مسائل میں سے شمار کیا ہے اور سلف سے اس کے خلاف کوئی فعل اور قول منقول نہیں۔ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۱۹' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

اس دور میں خلافت قریش میں نہ ہونے کا جواب

اس حدیث پر سوال ہوتا ہے کہ اس حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ خلافت قریش میں رہے گی حالانکہ اس دور میں قریش میں خلافت نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ قریش میں رہے گی اور خلافت راشدہ ہمیشہ قریش میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL-ISLAMIA ACADEMY

ہی رہی ہے۔ غیر قریشی حکمران اور ملوک وسلاطین تو ہوئے ہیں مگر خلفاء راشدین نہیں ہوئے' نیز اس حدیث میں خبر حکم کے معنی میں ہے کہ خلافت قریش میں ہی ہونی چاہیے' اگر غیر قرشی غلبہ سے حکومت حاصل کرلیں تو یہ اس حدیث کے خلاف نہیں۔

علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

تحقیق یہ ہے کہ حدیث میں خبر حکم کے معنی میں ہے یعنی مسلمانوں کو قریش کی اتباع کرنی چاہیے' ان کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہیے ورنہ تو اکثر شہروں میں دوسو سال سے زائد عرصہ سے خلافت قریش سے نکل چکی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۰۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تم یہ سوال کرو کہ ہمارے زمانہ میں تو حکومت قریش میں نہیں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عرب ممالک میں خلافت قریش میں ہی ہے' اسی طرح مصر میں بھی خلیفہ ہے۔ (علامہ عینی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ یہ جواب درست نہیں' کسی نے کہا کہ عرب میں خلافت ہے؟ اور مصر میں کون خلیفہ ہے؟ وہ تو محض نام کا خلیفہ ہے' ارباب حل وعقد سے نہیں' اگر ان کے جواب کو درست مان لیں تو متعدد خلفاء کا ہونا لازم آئے گا حالانکہ خلیفہ تو صرف ایک ہی ہوتا ہے' کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: امام کی بیعت کرو اور اس کی بیعت کو پورا کرو اور جو شخص اس کی مخالفت کرے' اس کی گردن اڑا دو۔ امام احمد' امام ابوداؤد' امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد خلافت تیس سال تک ہوگی' اس کے بعد ملوکیت ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر اللہ جسے چاہے گا ملک عطا فرما دے گا اور واقع میں اسی طرح ہوا' کیونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت دو سال اور چار ماہ سے دس دن کم تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت دس سال چھ ماہ اور چار دن تھی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت بارہ سال سے بارہ دن کم تھی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت دو ماہ کم پانچ سال تھی اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی مدتِ خلافت قریباً چھ ماہ تھی' جس پر تیس سال مکمل ہوگئے اور آپ چالیس ہجری کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہوگئے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۷۴' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

لہٰذا اس حدیث کا صحیح جواب وہی ہے جو ہم نے بیان کردیا ہے کہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ ہمیشہ قریش میں رہے گی یا حدیث میں خبر حکم کے معنی میں ہے کہ خلافت قریش میں ہی ہونی چاہیے۔

۸۸۱۷ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول لَا يَزَالُ الْإِسْلَامُ عَزِيْزًا اِلٰى اِثْنَیْ عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام بارہ خلفاء تک غالب رہے گا' وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَا يَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا مَا وَلِيَهُمْ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

اور ایک روایت میں ہے: لوگوں کا معاملہ جاری رہے گا' جب تک دس مردان کے حکمران رہیں گے' وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(بخاری ومسلم)

احادیث میں تعارض کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ اسلام اس وقت تک غالب رہے گا جب تک بارہ خلفاء ہوں گے اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے' جب کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خلافتِ نبوت تیس سال تک رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ جسے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

چاہے گا ملک عطا فرمادے گا۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹۰ 'مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' لاہور)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیس سال تک خلافت رہے گی اور تیس سال تک بارہ خلفاء نہیں ہوئے' بلکہ سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ملا کر پانچ خلفاء ہوتے ہیں' لہٰذا دونوں احادیث میں بہ ظاہر تعارض ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ میرے بعد تیس سال تک خلافت ہوگی' پھر ملوکیت ہوگی' اور یہ اس مذکور حدیث کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تیس سال سے مراد خلافتِ نبوت ہے اور بعض روایات میں صراحتاً ہے کہ میرے بعد خلافتِ نبوت تیس سال ہوگی' پھر ملوکیت ہوگی اور بارہ خلفاء میں یہ شرط نہیں (یعنی بارہ خلفاء میں یہ شرط ہے کہ ان کے دور میں اسلام کا غلبہ ہوگا' اگرچہ ان کی خلافت منہاجِ نبوت پر نہ ہو)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۰۹ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ یَكُوْنَ عَلَیْهِمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی یا (آپ نے فرمایا:) ان پر بارہ خلیفے مقرر ہوں گے وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

۸۸۱۸ - وَعَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یُّرِدْ هَوَانَ قُرَیْشٍ اَهَانَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی قریش کی ذلت و رسوائی چاہے گا' اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا فرمادے گا۔ (ترمذی)

۸۸۱۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِیْعٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا یُقْتَلُ قُرَیْشِیٌّ صَبْرًا بَعْدَ هٰذَا الْیَوْمِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مطیع اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آج کے بعد قیامت کے دن تک کسی قریشی کو باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔ (مسلم)

۸۸۲۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَیْشٍ نَكَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَهُمْ نَوَالًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو نے قریش کے پہلوں کو عذاب کا مزہ چکھایا ہے تو ان کے بعد والوں کو بخشش و عطاء کی لذت چکھانا۔ (ترمذی)

۸۸۲۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُلْكُ فِیْ قُرَیْشٍ وَّالْقَضَاءُ فِی الْاَنْصَارِ وَالْاَذَانُ فِی الْحَبَشَةِ وَالْاَمَانَةُ فِی الْاَزْدِ یَعْنِی الْیَمَنَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حکومت قریش میں' قضاء انصار میں' اذان حبشہ میں اور امانت ازد یعنی یمن میں ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ مَوْقُوْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا اَصَحُّ.

اور ایک روایت میں یہ حدیث پاک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔

۸۸۲۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قُرَیْشٌ وَّالْاَنْصَارُ وَجُهَیْنَةُ وَّمُزَیْنَةُ وَّاَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَّاَشْجَعُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع میرے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

دوست ہیں' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا ان کا کوئی دوست نہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٢٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةٌ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٢٤ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَّمُزَيْنَةُ وَّجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَّمِنْ بَنِيْ عَامِرٍ وَالْحَلِيْفَيْنِ بَنِيْ اَسَدٍ وَغَطْفَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلم' غفار مزینہ اور جہینہ' بنوتمیم اور بنو عامر اور دونوں حلیفوں یعنی بنو اسد اور بنو غطفان سے بہتر ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٢٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ الْمَلِكِ فِيْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ دَلِيْلٌ عَلٰى جَوَازِ اِسْتِرْقَاقِ الْعَرَبِ كَمَا هُوَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَفِيْ اِسْتِدْلَالِهٖ نَظَرٌ لَا يُخْفٰى قُلْتُ لِاَنَّ خِلَافَنَا فِي الرِّجَالِ لَا فِي النِّسَاءِ فَكَيْفَ يُسْتَدَلُّ بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبِيَّةٌ عَلٰى جَوَازِ اِسْتِرْقَاقِ رِجَالِ مُّشْرِكِي الْعَرَبِ فَتَاَمَّلْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بنوتمیم کے متعلق تین باتیں ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' جس کی وجہ سے میں ہمیشہ ان سے محبت کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: یہ میری امت میں دجال پر سب سے زیادہ سخت ہیں' ان کے صدقات آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی ایک باندی تھی' آپ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو' کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ (بخاری ومسلم) ابن ملک نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ''سبیۃ منہم'' (ان کی لونڈی) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عرب کو غلام بنانا جائز ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی نظریہ ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ان کے استدلال پر اعتراض ہے جو پوشیدہ نہیں' میں کہتا ہوں: ہمارا (یعنی احناف اور شوافع کا) اختلاف مردوں کے متعلق ہے عورتوں کے متعلق نہیں' لہٰذا نبی کریم ﷺ کا فرمان ''سبیۃ'' اس بات کی دلیل کیسے ہو سکتا ہے کہ عرب کے مشرکین مردوں کو غلام بنانا جائز ہے؟ لہٰذا غور وفکر کرو۔

٨٨٢٦ - وَعَنْ اَبِيْ عَامِرِ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْحَيُّ الْاَسَدُ وَالْاَشْعَرُوْنَ لَا يَفِرُّوْنَ فِي الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّوْنَ هُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین قبیلہ اسد اور اشعری ہیں کہ وہ نہ تو میدانِ جنگ سے بھاگتے ہیں اور نہ ہی مالِ غنیمت میں خیانت کرتے ہیں' وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (ترمذی)

٨٨٢٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَزْدُ اَزْدُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ ازد زمین میں اللہ کا لشکر ہے' لوگ ان کو گرانا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو یہ پسند

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

40
40

يُرِيْدُ النَّاسُ اَنْ يَّضَعُوْهُمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يَّرْفَعَهُمْ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُوْلُ الرَّجُلُ يَالَيْتَ اَبِىْ كَانَ اَزْدِيًا وَيَالَيْتَ اُمِّىْ كَانَتْ اَزْدِيَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

نہیں ہے بلکہ اللہ انہیں بلندیاں عطا فرمائے گا' لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ آدمی کہے گا: کاش! میرا باپ ازدی ہوتا' کاش! میری ماں کا تعلق قبیلہ ازد سے ہوتا۔ (ترمذی)

۸۸۲۸ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ اَحْيَاءَ ثَقِيْفٍ وَبَنِىْ حَنِيْفَةَ وَبَنِىْ اُمَيَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال کے وقت تین قبیلوں کو ناپسند فرماتے تھے: (۱) ثقیف (۲) بنوحنیفہ (۳) بنوامیہ۔ (ترمذی)

۸۸۲۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَّمُبِيْرٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عِصْمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ اَبِىْ عُبَيْدٍ وَالْمُبِيْرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوْسُفَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ اَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ اَلْفٍ وَّعِشْرِيْنَ اَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ ثقیف میں بہت جھوٹا شخص ہے اور بہت بڑا ظالم ہے۔ عبداللہ بن عصمہ نے کہا: یہ کہا جاتا ہے کہ کذاب مختار بن ابی عبید ہے اور بڑا ظالم حجاج بن یوسف ہے اور ہشام بن حسان نے کہا کہ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی باندھ کر قتل کیے ہیں۔ (ترمذی)

وَرَوٰى مُسْلِمٌ فِى الصَّحِيْحِ حِيْنَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ اَسْمَاءُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِىْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَّمُبِيْرًا فَاَمَّا الْكَذَّابُ فَرَاَيْنَاهُ وَمَا الْمُبِيْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِيَّاهُ.

اور امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے کہ جب حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کیا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ثقیف میں بہت جھوٹا اور بڑا ظالم شخص ہے' بہت جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا ہے' باقی رہا بڑا ظالم تو میرا خیال ہے کہ وہ تو ہی ہے۔

۸۸۳۰ - وَعَنْ اَبِىْ نَوْفَلٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى عَقَبَةِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَّصُوْلًا لِلرَّحِمِ اَمَا وَاللّٰهِ لَاُمَّةٌ اَنْتَ شَرُّهَا لَاُمَّةٌ سَوْءٌ.

حضرت ابونوفل معاویہ بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مدینہ منورہ کی گھاٹی پر (سولی پر لٹکے ہوئے) دیکھا' قریش اور دوسرے لوگ ان کے قریب سے گزرنے لگے حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے قریب سے گزرے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر کہا: السلام علیک اے ابوخبیب! السلام علیک اے ابوخبیب! السلام علیک اے ابوخبیب! سنو! اللہ کی قسم! میں تمہیں اس سے منع کیا کرتا تھا' سنو! اللہ کی قسم! میں تمہیں اس سے منع کیا کرتا تھا' سنو! اللہ کی قسم! میں تمہیں اس سے منع کیا کرتا تھا' سنو! اللہ کی قسم! میں جانتا تھا کہ تم بہت روزے رکھنے والے' بہت قیام کرنے والے' بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے' سنئے وہ جماعت (جن کے فاسد گمان میں) تم بدترین تھے حقیقت میں وہ جماعت خود ہی بُری ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَفِی رِوَایَةٍ لَاُمَّةٌ خَیْرٌ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَوْلُہٗ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَاُنْزِلَ عَنْ جِذْعِہٖ فَاُلْقِیَ فِیْ قُبُوْرِ الْیَھُوْدِ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُمِّہٖ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاَبَتْ اَنْ تَاْتِیَہٗ فَاَعَادَ عَلَیْھَا الرَّسُوْلَ لَتَاْتِیَنِّیْ اَوْلَاَبْعَثَنَّ اِلَیْكِ مَنْ یَّسْحَبُكِ بِقُرُوْنِكِ قَالَ فَاَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَا اٰتِیْكَ حَتّٰی تَبْعَثَ اِلَیَّ مَنْ یَّسْحَبُنِیْ بِقُرُوْنِیْ قَالَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ سِبْتِیَّ فَاَخَذَ نَعْلَیْہِ ثُمَّ انْطَلَقَ یَتَوَذَّفُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْھَا فَقَالَ کَیْفَ رَاَیْتِنِیْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰہِ قَالَتْ رَاَیْتُكَ اَفْسَدْتَ عَلَیْہِ دُنْیَاہُ وَاَفْسَدَ عَلَیْكَ اٰخِرَتَكَ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تَقُوْلُ لَہٗ یَا ابْنَ النِّطَاقَیْنِ اَنَا وَاللّٰہِ ذَاتُ النِّطَاقَیْنِ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکُنْتُ بِہٖ اَرْفَعُ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ اَبِیْ بَکْرٍ مِّنَ الدَّوَابِّ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْاَةِ الَّتِیْ لَا تَسْتَغْنِیْ عَنْہُ اَمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِیْ ثَقِیْفٍ کَذَّابًا وَّمُبِیْرًا فَاَمَّا الْکَذَّابُ فَرَاَیْنَاہُ وَاَمَّا الْمُبِیْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِیَّاہُ قَالَ فَقَامَ عَنْھَا فَلَمْ یُرَاجِعْھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جماعت خود تو بڑی اچھی ہے' پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے چلے گئے' حجاج کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے وہاں کھڑے ہونے اور آپ کی اس گفتگو کی اطلاع ملی تو اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش سولی سے اتروا کر یہودیوں کے قبرستان میں رکھوا دی' پھر ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بلوایا' انہوں نے آنے سے انکار کر دیا' اس نے دوبارہ قاصد بھیجا کہ میرے پاس آ جاؤ ورنہ میں کسی شخص کو بھیجوں گا جو تمہیں بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے آئے گا' انہوں نے پھر انکار کر دیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو وہ شخص نہیں بھیجے گا جو مجھے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا نہیں لے جائے گا' حجاج نے کہا: میری جوتیاں لاؤ' پھر وہ جوتے پہن کر اکڑ کر چلتا ہوا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہنے لگا: تم نے دیکھا میں نے دشمنِ خدا کے ساتھ کیا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے دیکھ لیا ہے' تم نے اس کی دنیا تباہ کر دی اور اس نے تمہاری آخرت تباہ کر دی' مجھے پتا چلا ہے کہ تو اسے دو کمر بندوں والی کا بیٹا کہا کرتا تھا' بخدا! وہ دو کمر بندوں والی میں ہی ہوں' ان میں سے ایک کمر بند کے ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کھانا جانوروں سے حفاظت کی خاطر باندھ دیا کرتی تھی' اور دوسرا کمر بند وہ تھا جس سے کوئی عورت بے نیاز نہیں ہوتی' سن لو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ثقیف میں کذاب اور بڑا ظالم ہوگا' کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور بڑا ظالم میرے خیال میں تو ہی ہو سکتا ہے' راوی کہتے ہیں: پھر حجاج وہاں سے چلا گیا اور انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ (مسلم)

۸۸۳۱ - **وَعَنْ** نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَتَاہُ رَجُلَانِ فِیْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَیْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰی وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا یَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ یَمْنَعُنِیْ اَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیَّ دَمَ اَخِی الْمُسْلِمِ قَالَا اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ۔ (البقرہ:۱۹۳) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰی لَمْ تَکُنْ فِتْنَةٌ وَّکَانَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ وَاَنْتُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰی تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِغَیْرِ اللّٰہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی لڑائی کے زمانہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دو شخص آ کر کہنے لگے کہ لوگوں نے جو کچھ کیا ہے' آپ نے ملاحظہ کر لیا ہے' آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابی ہیں' آپ (دعویٰ خلافت کے لیے) کیوں نہیں کھڑے ہوتے؟ آپ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان بھائی کا خون مجھ پر حرام کیا ہے' انہوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ان سے لڑائی کرو حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے (البقرہ:۱۹۳)' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے لڑائی کی حتیٰ کہ فتنہ نہ رہا اور دین اللہ ہی کے لیے ہو گیا اور تم چاہتے ہو کہ لڑائی کرو اور دین اللہ کے غیر کے لیے ہو جائے۔

(بخاری)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

۸۸۳۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيفٍ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَهْدِ ثَقِيفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا کر رکھ دیا ہے‘ آپ اللہ کی بارگاہ میں ان کے خلاف دعا فرمائیں‘ آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ثقیف کو ہدایت نصیب فرما۔ (ترمذی)

۸۸۳۳ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ مِينَاءَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ اَحْسَبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْعَنْ حِمْيَرًا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرًا اَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَاَيْدِيهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ اَهْلُ اَمْنٍ وَّاِيْمَانٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

عبدالرزاق اپنے والد سے‘ وہ میناء سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا میرا گمان ہے کہ وہ قبیلہ قیس سے تھا‘ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! حمیر پر لعنت فرمایئے! آپ نے اس سے چہرۂ انور پھیر لیا‘ پھر وہ دوسری جانب سے حاضر ہوا‘ آپ نے پھر چہرۂ مبارک پھیرلیا‘ پھر وہ دوسری جانب سے آیا اور آپ نے چہرۂ انور پھیرلیا‘ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حمیر پر رحم فرمائے‘ ان کے منہ سلامتی والے ہیں اور ان کے ہاتھ کھانے والے ہیں‘ اور وہ امن وایمان والے ہیں۔ (ترمذی)

۸۸۳٤ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَا كُنْتُ اُرٰى اَنَّ فِي دَوْسٍ اَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: قبیلہ دوس سے‘ فرمایا کہ میں نہیں دیکھتا کہ دوس میں کوئی بھلائی والا ہو۔ (ترمذی)

۸۸۳۵ - وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهُ يَدْعُوْا عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَهْدِ دَوْسًا وَّائْتِ بِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: دوس ہلاک ہو گئے ہیں‘ انہوں نے نافرمانی کی ہے اور انکار کیا ہے‘ آپ ان کے خلاف اللہ کی بارگاہ میں دعا فرمایئے‘ لوگوں نے گمان کیا کہ آپ ان کے خلاف دعا فرمائیں گے: آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! دوس کو ہدایت نصیب فرما! اور انہیں ہمارے پاس لے آ۔ (بخاری ومسلم)

۸۸۳٦ - وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ اپنے دین سے جدا ہو جاؤ گے‘ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں‘ آپ ہی کے صدقے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی ہے‘ آپ نے فرمایا: تم عرب سے بغض رکھو گے تو مجھ سے بغض رکھو گے۔ (ترمذی)

۸۸۳۷ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اہل عرب سے خیانت کی‘ وہ میری شفاعت سے بہرہ ور نہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَفَاعَتِيْ وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ہوگا اور نہ ہی اسے میری دوستی حاصل ہوگی۔ (ترمذی)

۸۸۳۸ - وَعَنْ اُمِّ الْحَرِيْرِ مَوْلَاةِ طَلْحَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی باندی حضرت ام حریر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے مولیٰ (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قربِ قیامت کی علامات میں سے عرب کا ہلاک ہو جانا ہے۔ (ترمذی)

۸۸۳۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِاَنِّيْ عَرَبِيٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِيٌّ وَكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عرب سے تین چیزوں کی وجہ سے محبت کرو کیونکہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے اور اہل جنت کا کلام عربی ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مناقب

صحابی کی تعریف

صحابی اس خوش نصیب شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو اور دینِ اسلام پر ہی اس کا خاتمہ ہوا ہو اگرچہ وہ درمیان میں مرتد ہو گیا ہو جس طرح کہ اشعث بن قیس کے بارے میں بیان کرتے ہیں (کہ وہ درمیان میں مرتد ہو گئے تھے) یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ بعض علماء کرام نے یہ شرط لگائی ہے کہ صحابی وہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طویل صحبت اور بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہو اور آپ سے علم حاصل کیا ہو اور غزوات میں حاضری کا موقع ملا ہو ان علماء نے کم از کم چھ ماہ کی مدت مقرر کی ہے لیکن چھ ماہ کی تعیین پر کوئی دلیل معلوم نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۲۹ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں باہمی فضیلت کی ترتیب کا بیان

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شرح السنۃ میں ہے کہ ابو منصور بغدادی نے کہا ہے کہ ہمارے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام میں سب سے افضل خلفائے اربعہ مذکور ترتیب کے ساتھ ہیں ان کے بعد تمام عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر اہل بیعت الرضوان ہیں ان کے بعد وہ صحابہ افضل ہیں جنہیں کوئی خصوصی شرف حاصل ہے مثلاً انصار مدینہ میں سے عقبتین میں حاضر ہونے والے اسی طرح سابقون اولون صحابہ اور دونوں قبلوں کی جانب نماز ادا کرنے والے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ و سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہما اسی طرح سیدہ عائشہ و سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کے متعلق اختلاف ہے کہ ان میں سے کون افضل ہے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل فاضل اور خیار صحابہ میں سے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان جو جنگیں ہوئیں ان میں ہر فریق اپنے آپ کو حق پر اعتقاد کرتا تھا اور ان جنگوں کے متعلق ہر فریق تاویل کرتا تھا اس وجہ سے ان میں سے کوئی بھی عدالت سے خارج نہیں ہوا کیونکہ وہ مجتہد تھے اور ان کا باہمی اختلاف اسی طرح تھا جیسے بعد میں مجتہدین نے مسائل میں اختلاف کیا اور اس وجہ سے ان میں سے کسی کا نقص لازم نہیں آتا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۱۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۸۸۴۰ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر ڈالے تو وہ صحابہ کے خرچ کیے ہوئے ایک مد (ایک کلو) یا نصف مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (بخاری و مسلم)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالی دینے کا حکم

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خطاب ہے کیونکہ اس حدیث کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو گالی دے دی (اس پر آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عام امت کو خطاب ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نورِ نبوت سے معلوم تھا کہ اہلِ بدعت (روافض) اس فعل بد کا ارتکاب کریں گے لہٰذا آپ نے اس حدیث کے ذریعہ انہیں منع فرمایا' اور شرح مسلم میں ہے کہ صحابہ کو گالی دینا حرام اور بدترین کبیرہ گناہ ہے۔ ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اسے تعزیر کی جائے گی اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا' اور قاضی عیاض نے کہا کہ صحابہ میں سے کسی کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ ہمارے بعض علمائے احناف نے تصریح کی ہے کہ جو شخص شیخین یعنی سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی دے' وہ کافر ہے۔ شیخین کو گالی دینا اور ان پر لعنت کرنا کفر ہے اور جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان پر فضیلت دے' وہ بدعتی ہے۔ خلاصہ میں اسی طرح ہے اور مناقب کردری میں ہے کہ اگر شیخین کی خلافت کا منکر ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان کے ساتھ محبت فرمانے کی وجہ سے ان سے بغض رکھے تو وہ کافر ہے' البتہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت رکھے تو اس پر مواخذہ نہیں (کیونکہ محبت غیر اختیاری فعل ہے)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۱۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۴۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّکُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دے رہے ہیں تو تم کہو: تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (ترمذی)

۸۸۴۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو! میرے بعد انہیں (اپنے سبّ و شتم کا) نشانہ نہ بنا لینا' کیونکہ جو شخص ان سے محبت کرتا ہے' وہ میری محبت کی بناء پر ہی ان سے محبت کرتا ہے اور جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے' وہ مجھ سے دشمنی کی بناء پر ہی ان سے دشمنی کرتا ہے' اور جس نے انہیں ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذاء پہنچائی ہے اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی' عنقریب اللہ تعالیٰ اسے اپنی گرفت میں لے لے گا۔

(ترمذی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۸۸۴۳ - وَعَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ رَفَعَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُومُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ اَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِي فَاِذَا ذَهَبْتُ اَنَا اَتَى اَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ وَاَصْحَابِي اَمَنَةٌ لِاُمَّتِي فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِي اَتَى اُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر انور آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ بہ کثرت آسمان کی طرف سر اٹھایا کرتے تھے' آپ نے فرمایا: ستارے آسمان کے لیے باعثِ امان ہیں' جب ستارے ختم ہو گئے تو آسمان پر وہ حالت طاری ہو گی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کے لیے باعث امان ہوں' جب میں تشریف لے گیا تو میرے صحابہ کو اس حالت کا سامنا ہو گا' جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ' میری امت کے لیے باعث امان ہیں' جب میرے صحابہ چلے گئے تو میری امت پر وہ (فتنے) آئیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔
(مسلم)

۸۸۴۴ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَاَلْتُ رَبِّي عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَاَوْحَى اِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُورٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِاَيِّهِمِ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ رَوَاهُ رَزِينٌ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے بعد صحابہ میں ہونے والے اختلاف کے متعلق اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تمہارے صحابہ میرے نزدیک اس طرح ہیں جیسے آسمان میں ستارے ہیں' ان میں بعض (نور کے مراتب میں) بعض سے قوی ہیں' جن چیزوں میں صحابہ کا اختلاف ہے' جس نے ان میں سے کسی چیز کو بھی لے لیا' وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہو گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت حاصل کر لو گے۔ (رزین)

۸۸۴۵ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِي يَمُوتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُورًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا جو صحابی بھی کسی زمین میں وفات پائے گا' قیامت کے دن اسے وہاں کے لوگوں کے لیے قائد اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔ (ترمذی)

۸۸۴۶ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِي فِي اُمَّتِي كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يُصْلِحُ الطَّعَامَ اِلَّا بِالْمِلْحِ قَالَ الْحَسَنُ فَقَدْ ذَهَبَ مِلْحُنَا فَكَيْفَ نُصْلِحُ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ایسے ہے جس طرح کھانے میں نمک ہوتا ہے' نمک کے بغیر کھانا درست نہیں ہوتا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارا نمک چلا گیا تو ہماری اصلاح کیسے ہو سکتی ہے؟ (بغوی' شرح السنہ)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نمک کے ساتھ تشبیہ دینے کی توجیہ

اس حدیث میں صحابہ کو نمک سے تشبیہ دی گئی ہے' اس پر سوال ہے کہ نمک کی کثرت تو کھانے کو خراب کر دیتی ہے' لہٰذا لازم آئے گا کہ صحابہ کی کثرت بھی مفسد ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تشبیہ میں یہ لازم نہیں آتا کہ من کل الوجوہ تشبیہ ہو' بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ جس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

طرح نمک کے بغیر کھانے میں لذت نہیں ہوتی' اسی طرح صحابہ کے بغیر میری امت میں کمال نہیں ہے۔

۸۸۴۷ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیَقُوْلُوْنَ هَلْ فِیْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ هَلْ فِیْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ هَلْ فِیْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحِبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کے لیے نکلے گی' تو لوگ کہیں گے: کیا تم میں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں! تو انہیں فتح عطا کی جائے گی' پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کے لیے روانہ ہوگی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں سے کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں! تو انہیں فتح عطا کر دی جائے گی' پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کے لیے روانہ ہوگی اور ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی صحبت حاصل کرنے والے کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں! تو انہیں فتح عطا کر دی جائے گی۔ (بخاری' مسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُّبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَیَقُوْلُوْنَ اُنْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِیْكُمْ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُوْجَدُ الرَّجُلُ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِیْ فَیَقُوْلُوْنَ هَلْ فِیْكُمْ مَنْ رَّاٰی اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَیُقَالُ اُنْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِیْهِمْ مَنْ رَّاٰی مَنْ رَّاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَكُوْنُ بَعْثُ الرَّابِعِ فَیُقَالُ اُنْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِیْهِمْ اَحَدًا رَّاٰی مَنْ رَّاٰی اَحَدًا رَّاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُوْجَدُ الرَّجُلُ فَیُفْتَحُ لَهٗ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ایک لشکر کو روانہ کیا جائے گا تو لوگ کہیں گے: دیکھو! کیا تمہارے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی صحابی موجود ہے؟ ایک صحابی مل جائے گا اور انہیں فتح حاصل ہو جائے گی' پھر دوسرا لشکر روانہ کیا جائے گا تو لوگ کہیں گے: کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کرنے والا کوئی شخص موجود ہے؟ پھر انہیں فتح حاصل ہو جائے گی' پھر تیسرا لشکر روانہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہے؟ پھر چوتھا لشکر روانہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا: دیکھو! کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کرنے والے کی زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہے؟ تو ایسا شخص مل جائے گا اور انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔

۸۸۴۸ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَّاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَّاٰنِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے میری زیارت کی ہے یا میری زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہے۔ (ترمذی)

۸۸۴۹ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ اَنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّيَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ میرے زمانے والے (صحابہ کرام) ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی، اور وہ خیانت کریں گے اور انہیں امانت دار قرار نہیں دیا جائے گا، وہ نذر مانیں گے اور اسے پورا نہیں کریں گے اور ان پر فربہی ظاہر ہو گی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ حلف اٹھائیں گے حالانکہ ان سے حلف طلب نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

قرونِ ثلاثہ کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ میری امت میں بہترین قرن (زمانہ) میرا قرن ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قرن، زمانے کی اس مقدار کو کہتے ہیں جس میں اس زمانے والوں کی عمروں اور احوال میں اقتران ہوتا ہے (یعنی ان کی عمریں اور احوال ملے جلے ہوتے ہیں)، بعض نے کہا کہ قرن، چالیس سال کا ہوتا ہے، بعض نے کہا: اسّی سال کا، بعض نے کہا: ایک سو سال کا ہوتا ہے، بعض نے کہا: مطلق زمانہ قرن ہے اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کی مدت معین نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرن صحابہ کرام ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے آخری صحابی کے وصال تک ایک سو بیس برس کی مدت ہے اور تابعین کا قرن تقریباً ایک سو ستر سال کا ہے اور تبع تابعین کا قرن تقریباً دو سو بیس برس کا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُّحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ.

اور مسلم کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پھر ان کے بعد ایسی قوم آئے گی جو موٹاپے کو پسند کرے گی۔

۸۸۵۰ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَظْهَرُ الْكِذْبُ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَحْلِفُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ اَلَا مَنْ سَرَّهٗ بُحْبُوْحَةُ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمْ وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ یہ تم میں سب سے بہترین ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر جھوٹ عام ہو جائے گا حتیٰ کہ ایک شخص حلف اٹھائے گا حالانکہ اس سے حلف طلب نہیں کیا جائے گا اور وہ گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی، سن لو! تم میں سے جو شخص جنت کا اعلیٰ حصہ پسند کرتا ہے وہ جماعت کو لازم پکڑ لے کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے ساتھ ہے اور وہ دو سے بہت زیادہ دور ہے اور کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے کیونکہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جو شخص اپنی نیکی پر خوش اور اپنے گناہ پر غمگین ہوتا ہے، وہ مومن ہے۔ (نسائی) اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب۔ آپ کے والد ماجد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ ہے اور آپ کی والدہ کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد ہے اور کنیت اُم الخیر ہے۔ زمانہ جاہلیت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام عبدالکعبہ تھا اور اسلام لانے کے بعد آپ کا نام عبداللہ رکھا گیا' آپ کا لقب صدیق ہے' کیونکہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کی۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج کروائی گئی تو آپ نے جبریل سے فرمایا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے' لہٰذا آپ کا لقب صدیق ہے۔ آپ کا لقب عتیق بھی ہے' کیونکہ عتیق کا معنی قدیم ہے اور آپ اسلام لانے میں اور نیکی میں اور حسن و جمال میں مقدم تھے۔ ابوطلحہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عتیق کا لقب کیوں دیا گیا؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ کی والدہ کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہتا تھا' جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو بیت اللہ شریف میں لے کر آئیں اور عرض کیا: اے اللہ! یہ تیری طرف سے موت سے عتیق (آزاد) ہے تو یہ مجھے ہبہ فرما دے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ جہنم کی آگ سے آزاد ہیں' لہٰذا آپ کا لقب عتیق ہے۔

آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کے والدین اور آپ کی جمیع اولاد نے اسلام قبول کیا (اور شرفِ صحابیت سے مشرف ہوئے' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ کے والدین اور آپ خود اور آپ کے بیٹے اور آپ کے پوتے صحابی ہیں۔ رضوی غفرلہٗ)۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے' آپ کی مدتِ خلافت دو سال اور چھ ماہ ہے' اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک کے مطابق تریسٹھ برس کی عمر میں ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ بروز پیر آپ کا وصال ہوا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' آپ کی قبر میں حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی' حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم اترے۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔ (ملخصاً عمدۃ القاری ج ص ۱۷۲۔۱۷۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۸۸۵۱ ۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَنْ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَکْرٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اپنے مال اور صحبت کے اعتبار سے تمام لوگوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ خرچ کرنے والے ابوبکر ہیں۔

وَعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَابَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَّلٰکِنَّ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا تُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِیْ بَکْرٍ

اور امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت میں ''ابا بکر'' کے الفاظ ہیں اور اگر میں کسی کو خلیل (خالص دوست) بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا' لیکن اسلامی اخوت و محبت برقرار ہے' مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے سوا ہر کھڑکی بند کر دی جائے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ وَّلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ قَوْلِهٖ لَا تُبْقَیَنَّ اَلْخ دَلِیْلٌ عَلٰی حَسْمِ اِطْمَاعِ النَّاسِ کُلِّهِمْ مِنَ الْخِلَافَةِ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ (بخاری ومسلم) آپ کا ارشاد کہ مسجد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے سوا ہر کھڑکی بند کر دی جائے' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہر ایک سے خلافت کی امید کو منقطع کر دیا گیا ہے۔

ف: اس حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ''امنّ الناس'' فرمایا گیا۔ علامہ تورپشتی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہاں ''اَمَنّ''

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

''مَنّ علیه منا'' سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ خرچ کرنے والے اور سب سے زیادہ سخی ہیں اور یہ ''مَنّ علیه منة'' سے ماخوذ نہیں کیونکہ اس صورت میں معنی ہوگا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اور یہ معنی درست نہیں کیونکہ کسی شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان نہیں ہے' نیز یہ جملہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں ذکر فرمایا ہے' اگر اس کا معنی زیادہ احسان کرنے والا ہو تو یہ تعریف کی بجائے مذمت بن جائے گا کیونکہ احسان تو نیکی کو ضائع کر دیتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ خلیل' خُلّت سے ماخوذ ہے اور خلیل کا معنی ہے کہ جس کی محبت' محبّ کے دل کے اندر اس طرح گھر کر جائے کہ محبوب کو محبّ کے پوشیدہ اسرار پر اطلاع ہو جائے۔ اب معنی یہ ہے کہ اگر مخلوق میں میرا کوئی ایسا دوست ہو سکتا جس کی محبت میرے دل کے اندر اس طرح داخل ہو جاتی کہ وہ میرے دلی بھیدوں پر بھی مطلع ہو جاتا تو پھر میں ابوبکر کو خلیل بناتا' لیکن میرا اس شان والا محبوب صرف اللہ ہے' یا خلیل' خَلّت سے ماخوذ ہے اور خلیل کا معنی ہے: وہ مخلص دوست جس کی طرف انسان اپنی حاجات میں رجوع کرے اور اپنے اہم معاملات میں اس پر اعتماد کرے' اب معنی یہ ہوگا اگر مخلوق میں میرا کوئی ایسا دوست ہوتا کہ اپنی حاجات میں جس کی طرف میں رجوع کرتا اور اپنی مشکلات میں جس پر اعتماد کرتا تو پھر میں ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن میرا اس شان والا دوست صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مستحقِ خلافت ہونے کی طرف اشارہ

اس حدیث میں ہے کہ مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے علاوہ ہر کھڑکی بند کر دی جائے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرضِ وصال میں اپنے آخری خطاب میں یہ حکم ارشاد فرمایا اور یہ بات واضح ہے کہ اس ارشاد میں آپ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے' اگر خوخہ کا حقیقی معنی مراد ہو تو پھر مفہوم یہ ہوگا کہ مسجد کے ساتھ متصل رہنے والے لوگوں نے اپنے گھروں میں کھڑکیاں رکھی ہوئی تھیں' جن سے گزر کر وہ مسجد میں آتے تھے یا اپنے مکانات میں روشن دان بنائے ہوئے تھے' جہاں سے وہ مسجد کی طرف دیکھتے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی کے لیے آپ کی کھڑکی یا روشن دان کے سوا ہر کھڑکی اور روشن دان بند کرنے کا حکم دیا اور اس کے ضمن میں خلافت کے معاملہ میں لوگوں کو تنبیہ فرمادی کہ صدیق اکبر ہی خلافت کے مستحق ہیں' دوسرے لوگ خلافت کے مستحق نہیں یا کھڑکی سے مجازاً خلافت مراد ہے اور مراد یہ ہے کہ خلافت کے حصول کے سلسلہ میں گفتگو کے دروازے بند کر دیئے جائیں' اس کے مستحق صرف ابوبکر ہیں' کوئی اور خلافت حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے اور یہ دوسرا معنی زیادہ قوی ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد کے قریب نہیں تھا' آپ تو مدینہ منورہ کے اطراف میں رہائش پذیر تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۵۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَیْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا یَدًا یُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِیْلًا اَلَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ساتھ جس کسی نے بھی کوئی نیکی کی ہے ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے سوائے ابوبکر کے' کیونکہ ابوبکر نے ہمارے ساتھ اتنی نیکی کی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی اس کی جزا عطا فرمائے گا' اور مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا نفع ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے' اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا' سن لو! تمہارے صاحب اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ (ترمذی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

٨٨٥٣ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَّلٰكِنَّهٗ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ ظَاهِرٌ عَلٰى اَنَّ اَبَابَكْرٍ اَفْضَلُ الصَّحَابَةِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی شخص کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا' البتہ وہ میرے (دینی) بھائی اور صاحب ہیں اور تمہارے صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا ہے۔ (مسلم) ملاعلی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ اس حدیث پاک میں اس بات پر ظاہر دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔

٨٨٥٤ ـ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ اٰخِرِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ذات السلاسل کے لشکر میں امیر بنا کر بھیجا' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ! میں نے عرض کیا: مردوں میں؟ فرمایا: اس کے والد' میں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: عمر' اور چند مردوں کے نام لیے' میں اس خوف سے خاموش رہا کہ کہیں آپ مجھے سب سے آخر میں نہ کردیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٥٥ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى فَضْلِهٖ فِي الدِّيْنِ عَلٰى جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ فَكَانَ تَقْدِيْمُهٗ فِي الْخِلَافَةِ اَيْضًا اَوْلٰى وَاَفْضَلَ وَلِهٰذَا قَالَ سَيِّدُنَا عَلِيُّ الْمُرْتَضٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدَّمَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَمْرِ دِيْنِنَا فَمَنِ الَّذِيْ يُؤَخِّرُكَ فِيْ دُنْيَانَا.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قوم میں ابوبکر ہوں' ان کے لیے مناسب نہیں کہ ابوبکر کے علاوہ کوئی اور ان کی امامت کروائے۔ (ترمذی) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ یہ حدیث پاک اس پر دلالت کرتی ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دین میں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر فضیلت ہے' لہٰذا خلافت میں بھی آپ کی تقدیم اولیٰ اور افضل ہے' اسی لیے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں ہمارے دینی معاملہ میں مقدم فرمایا ہے تو ہمارے دنیاوی معاملہ میں کون آپ کو مؤخر کرسکتا ہے۔

٨٨٥٦ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِيْ اَبَا بَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا وَلَا يَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَكْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ اَنَا اَوْلٰى بَدَلُ اَنَا وَلَا.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرضِ وصال میں مجھے فرمایا کہ اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا کہ (خلافت کا) میں مستحق ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والے ابوبکر کے سوا ہر ایک کا انکار کردیں گے۔ (مسلم) اور حمیدی کی کتاب میں ''انا ولا'' کی بجائے ''انا اولی'' کے الفاظ ہیں۔

٨٨٥٧ ـ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت' نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کسی چیز کے متعلق گفتگو کی' آپ نے اسے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLIYA ISLAMIA ACADEMY

شَيْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَا بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حکم دیا کہ دوبارہ آنا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں حاضر ہوئی اور آپ کو نہ پایا' پھر کیا حکم ہے؟ گویا اس کی مراد آپ کا وصال مبارک تھا' آپ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٥٨ - **وَعَنْ** مُّحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيْتُ اَنْ يَّقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد (حضرت علی المرتضی) رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ' میں نے عرض کیا: پھر کون افضل ہے؟ فرمایا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ' مجھے خدشہ ہوا کہ آپ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے تو میں نے کہا: اس کے بعد آپ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں سے ایک آدمی ہوں۔ (بخاری)

٨٨٥٩ - **وَعَنْ** عُمَرَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سب سے افضل ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ (ترمذی)

٨٨٦٠ - **وَعَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِاَبِيْ بَكْرٍ اَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم کسی کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر قرار نہیں دیا کرتے تھے' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دیا کرتے تھے' پھر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو چھوڑ دیتے اور ان کو آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیا کرتے تھے۔ (بخاری)

٨٨٦١ - **وَعَنْ** عُمَرَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالًا فَقُلْتُ الْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ فَقُلْتُ مِثْلَهُ وَاَتٰى اَبُوْبَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ يَا اَبَابَكْرٍ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ فَقَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قُلْتُ لَا اَسْبِقُهُ اِلٰى شَيْءٍ اَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقے کا حکم دیا اور حسن اتفاق سے اس وقت میرے پاس کثیر مال تھا' میں نے سوچا اگر کسی دن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جا سکتا ہوں تو آج کے دن ہی ان سے سبقت لے جا سکتا ہوں' میں اپنا نصف مال لے کر حاضر ہو گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا: اتنا مال ہی' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جتنا مال تھا' وہ سب لے کر حاضر ہو گئے' آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟ عرض کیا: میں نے گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول باقی چھوڑے ہیں' میں نے کہا: میں کبھی بھی کسی چیز میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ (ترمذی' ابوداؤد' ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

٨٨٦٢ - **وَعَنْهُ** ذُكِرَ عِنْدَهُ اَبُوْبَكْرٍ فَبَكٰى وَقَالَ وَدِدْتُ اَنَّ عَمَلِيْ كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے: کاش! میرے

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

وَّاحِدًا مِّنْ اَيَّامِهٖ وَلَيْلَةً وَّاحِدَةً مِّنْ لَيَالِيْهِ اَمَّا لَيْلَتُهٗ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهٗ حَتّٰى اَدْخُلَ قَبْلَكَ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهٗ وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهٖ ثُقْبًا فَشَقَّ اِزَارَهٗ وَسَدَّهَا بِهٖ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبُ مَوْتِهٖ وَاَمَّا يَوْمُهٗ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوْا لَا نُؤَدِّيْ زَكٰوةً فَقَالَ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ فَقَالَ لِيْ اَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْاِسْلَامِ اِنَّهٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّيْنُ اَيَنْقُصُ وَاَنَا حَيٌّ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

سارے اعمال ان کے ایک دن کے عمل اور ایک رات کے عمل کی طرح ہو جائیں' ان کی رات' وہ رات ہے جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار کی طرف سفر کیا' جب غار تک پہنچے تو عرض کیا: اللہ کی قسم! آپ اس وقت تک غار میں داخل نہیں ہوں گے جب تک آپ سے پہلے میں داخل نہ ہو جاؤں' اگر غار میں کوئی موذی چیز ہوئی تو وہ مجھے تکلیف پہنچائے' آپ کو تکلیف نہ پہنچائے' پھر وہ غار میں داخل ہوئے اور جھاڑ دو دیا اور غار کی ایک جانب سوراخ پائے' اپنی چادر پھاڑ کر اس سے سوراخ بند کر دیئے' ان میں سے دو سوراخ باقی رہ گئے' اس میں اپنے پاؤں داخل کر دیئے' پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: تشریف لے آیئے۔ رسول اللہ ﷺ غار کے اندر تشریف لے گئے اور اپنا سر انور ان کی گود میں رکھ کر سو گئے' سوراخ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو ڈسا گیا' انہوں نے اس خوف سے حرکت نہ کی کہ کہیں رسول اللہ ﷺ بیدار نہ ہو جائیں' اور ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور پر گرے' آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہیں کیا ہوا ہے؟ عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے ڈس لیا گیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو درد ختم ہو گیا' پھر دوبارہ وہ زخم تازہ ہو گیا اور وہی آپ کی وفات کا سبب بنا' بہرحال ان کا دن وہ دن ہے جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہوا اور عرب کے قبائل مرتد ہو گئے اور کہنے لگے: ہم زکوٰۃ نہیں ادا کریں گے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر انہوں نے زکوٰۃ کی ایک رسّی بھی روک لی تو میں ان سے جہاد کروں گا' میں نے عرض کیا: اے رسول ﷺ کے خلیفہ! لوگوں سے اظہارِ الفت کیجئے اور نرمی کا برتاؤ کیجئے' آپ نے مجھے فرمایا: تم جاہلیت میں تو سختی و قوت کا مظاہرہ کرتے تھے اور اسلام میں کمزوری کا اظہار کر رہے ہو' بے شک وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے اور دین مکمل ہو چکا ہے' کیا میرے زندہ ہوتے ہوئے دین میں کمی کی جائے گی۔ (رزین)

٨٨٦٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم غار میں میرے ساتھی ہو' اور حوض پر بھی میرے ساتھی ہو گے۔ (ترمذی)

٨٨٦٤ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے میرے لیے ہی زمین شق ہو گی (یعنی مزارِ پُر انوار سے سب سے پہلے میں باہر تشریف لاؤں گا)' پھر ابوبکر' پھر عمر آئیں گے' پھر میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ILOOM ISLAMIA ACADEMY

فَیُحْشَرُوْنَ مَعِیَ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰی اُحْشَرَ بَیْنَ الْحَرَمَیْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

اہل بقیع کے پاس آؤں گا اور انہیں میرے ساتھ جمع کیا جائے گا' پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا' حتیٰ کہ مجھے اہل حرمین کے ساتھ جمع کیا جائے گا۔ (ترمذی)

۸۸۶۵ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَاَرَانِیْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِیْ یَدْخُلُ مِنْهُ اُمَّتِیْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَدِدْتُ اَنِّیْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّكَ یَا اَبَا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ عَلِیُّ الْقَارِیُّ وَفِیْهِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّهٗ اَفْضَلُ الْاُمَّةِ وَاِلَّا لَمَا سَبَقَهُمْ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل امین حاضر ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھلایا' جس سے میری امت داخل ہوگی' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری خواہش ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھتا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تم تو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امت میں سب سے افضل ہیں ورنہ دخولِ جنت میں سب سے پہلے نہ ہوتے۔

۸۸۶۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَیَوْمَئِذٍ سُمِّیَ عَتِیْقًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: تم اللہ کی طرف سے آگ سے آزاد کردہ ہو۔ اس دن سے آپ کا نام عتیق پڑ گیا۔ (ترمذی)

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا عمر فاروق کا نام و نسب یہ ہے: عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی عدوی قرشی' آپ کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ہے۔ آپ ۵ ھ یا ۶ ھ کو مشرف بہ اسلام ہوئے' آپ سے پہلے چالیس مرد اور گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کی تعداد مکمل چالیس ہوگئی۔ آپ کے اسلام لانے سے اسلام کو غلبہ ہوا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کا لقب فاروق کیوں ہوا؟ آپ نے فرمایا: میرے اسلام لانے سے تین دن پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا اور میں نے کہا: "اللّٰہ لا الٰہ الا هو له الاسماء الحسنیٰ" اور زمین میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی ہستی محبوب نہ تھی' میں نے اپنی بہن سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں؟ اس نے بتایا کہ آپ صفا کے پاس دارارقم میں جلوہ افروز ہیں' میں وہاں حاضر ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام وہاں حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے اندر تشریف فرما تھے' میں نے دروازے پر دستک دی' صحابہ کرام علیہم الرضوان باہر نکلے' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ عمر بن الخطاب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے' آپ نے میرے دامن کو پکڑ کر جھٹکا دیا' میں کھڑا نہ رہ سکا' دو زانو بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: اے عمر! تمہارے ایمان لانے کا وقت نہیں آیا' میں نے پڑھا: "اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شریك له واشهد ان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

محمدًا عبده و رسوله'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ مسجد حرام میں نعرے کی گونج سنائی دی گئی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم یقیناً حق پر ہو میں نے عرض کیا: حضور! پھر ہم چھپتے کیوں ہیں؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! ہم ضرور باہر نکلیں گے' پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دوصفوں میں باہر نکلے' ایک صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسری صف میں' میں تھا' ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے ہمیں دیکھ کر مشرکین میں صف ماتم بچھ گئی۔ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام فاروق رکھا' اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے حق اور باطل میں فرق کر دیا۔

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ ایک منافق کا یہودی کے ساتھ جھگڑا ہوا' دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مقدمہ پیش کر دیا۔ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا' منافق اس پر راضی نہ ہوا اور کہا: ہم عمر فاروق کے پاس فیصلہ لے کر جاتے ہیں' حضور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تلوار اٹھا کر منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہ ہو' اس کا یہی فیصلہ ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ عمر نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا ہے تو آپ کا لقب فاروق ہو گیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ مسند خلافت پر فائز ہوئے' ساڑھے دس برس فرائض خلافت سرانجام دینے کے بعد تریسٹھ برس کی عمر میں چھبیس ذوالحج ۲۳ھ بروز بدھ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابولؤلؤ نے صبح کی نماز کی امامت کے وقت خنجر سے آپ پر حملہ کیا اور اتوار کے روز یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی' نبراس شرح' شرح العقائد ص ۴۸۶' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

۸۸۶۷ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كَانَ فِیْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ الطِّیْبِیُّ الْمُرَادُ بِالْمُحَدَّثِ الْمُلْهَمُ الْمُبَالَغُ فِیْهِ الَّذِیْ اِنْتَهٰی اِلٰی دَرَجَةِ الْاَنْبِیَاءِ فِی الْاِلْهَامِ فَالْمَعْنٰی لَقَدْ كَانَ فِیْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ اَنْبِیَاءٌ یُّلْهَمُوْنَ مِنْ قِبَلِ الْمَلَاِ الْاَعْلٰی فَاِنْ یَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ هٰذَا شَاْنُهٗ فَهُوَ عُمَرُ وَتِلْكَ فَضِیْلَةٌ عَظِیْمَةٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے' اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر فاروق ہیں۔ بخاری' اور مسلم میں اس کی مثل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' علامہ طیبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ملہم وہ ہوتا ہے جس پر الہام کیا جاتا ہو' اور وہ الہام میں انبیاء کرام علیہم السلام کے درجہ تک پہنچا ہوا ہو' حدیث پاک کا معنی یہ ہے کہ تم سے پہلی امتوں میں انبیاء کرام علیہم السلام ہوتے تھے جنہیں ملاء اعلیٰ کی جانب سے الہام کیا جاتا تھا' اگر میری امت میں کوئی اس شان کا ہوتا تو وہ عمر ہوتے' اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔

۸۸۶۸ - وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔ (ترمذی)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے محدث ہونے کا بیان

اس حدیث میں ہے: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے' اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر فاروق ہے۔

شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

41

مفہومِ محدث کے بارے میں اہلِ علم کے متعدد اقوال ملتے ہیں۔ بعض نے کہا: محدث صاحبِ الہام کو کہتے ہیں۔ تورپشتی نے کہا: محدث وہ شخص ہے جس کی رائے صائب اور ظن صادق ہو۔ ابو احمد عسکری نے کہا: جس کے قلب پر ملأ اعلیٰ سے فیضان ہوا سے محدث کہتے ہیں۔ بعض نے کہا: جس کی زبان ہمیشہ نطق بالصواب کرتی ہو وہ محدث ہے۔ ابن التین نے کہا: محدث صاحبِ فراست ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ملہم بالصواب کو محدث کہتے ہیں۔ ابن حجر عسقلانی نے ایک مرفوع روایت سے بتلایا' محدث کی زبان سے ملائکہ کلام کرتے ہیں۔ ملا علی قاری نے کہا: محدث سے مراد وہ شخص ہے' جو کثرتِ الہام کے سبب درجہ انبیاء سے واصل ہو۔ ان تمام اقوال کا حاصل یہ ہے کہ محدث کے قلب ونظر پر ملأ اعلیٰ کا فیضان ہوتا ہے' اس کا اجتہاد صحیح اور اس کا کلام صائب اور ربانی تائید سے مؤید ہوتا ہے۔ اس امت میں محدث ہے یا نہیں؟ جمہور کی رائے یہی ہے کہ ہے اور یقیناً ہے کیونکہ جب امم سابقہ میں محدث ہوتے تھے تو خیر امم میں محدث کیوں نہ ہوگا' نیز پچھلی امتوں میں کسی ایک رسول کی شریعت کی تفہیم کے لیے تسلسل اور تواتر کے ساتھ انبیاء آتے رہتے تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے نبوت ختم کر دی تو اللہ تعالیٰ نے نبی کی جگہ محدث کو مقرر کر دیا' پس تمام اولیاء محمدیین محدث ہیں' لیکن اس گروہ کے سرخیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں' جنہوں نے نطقِ رسالت سے محدث کا لقب پایا ہے۔

(مقالاتِ سعیدی ص ۲۰۰' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور)

۸۸۶۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر اور دل پر حق جاری فرما دیا ہے۔ (ترمذی)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ يَقُوْلُ بِهٖ.

اور ابو داؤد کی روایت میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق رکھ دیا ہے' وہ حق کے ساتھ ہی کلام کرتے ہیں۔

۸۸۷۰ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا كُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّكِيْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اسے بعید نہیں سمجھتے تھے کہ سکینہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلام کرتا ہے۔

(بیہقی' دلائل النبوۃ)

۸۸۷۱ - وَعَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ (البقرہ: ۱۲۵) وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلٰى نِسَائِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَهُنَّ اَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ كَذٰلِكَ.

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی ہے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کاش! ہم مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنا لیتے' تو آیہ مبارکہ نازل ہوگئی: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ (البقرہ: ۱۲۵)' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ازواجِ مطہرات کی موجودگی میں اچھے اور برے لوگ آتے ہیں' کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ انہیں پردے کا حکم ارشاد فرما دیتے تو آیت حجاب نازل ہوگئی' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات غیرت میں متفق ہوگئیں تو میں نے کہا کہ اگر آپ تمہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے تو اسی طرح آیت نازل ہوگئی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَفِي رِوَايَةٍ لِّابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِي أُسَارٰى بَدْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی ہے' مقام ابراہیم کے متعلق' پردے کے متعلق اور بدر کے قیدیوں کے متعلق۔ (بخاری و مسلم)

۸۸۷۲ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِأَرْبَعٍ بِذِكْرِ الْأُسَارٰى يَوْمَ بَدْرٍ أَمَرَ بِقَتْلِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝﴾ (التوبہ:٦٨) وَبِذِكْرِهِ الْحِجَابَ أَمَرَ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَقَالَتْ لَهُ زَيْنَبُ وَإِنَّكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ فِي بُيُوْتِنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ﴾ (الاحزاب:٥٣) وَبِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ أَيِّدِ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ وَبِرَأْيِهِ فِي أَبِي بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ نَاسٍ بَايَعَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو چار چیزوں کی وجہ سے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے: (۱) بدر کے روز قیدیوں کے ذکر کی وجہ سے کہ انہوں نے قیدیوں کے قتل کا مشورہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے آیہ مبارکہ نازل فرمادی: اگر تقدیر الٰہی میں پہلے سے ایک حکم نہ ہوتا تو اے مسلمانو! فدیہ لینے سے تم پر عذابِ عظیم آتا۝ (التوبہ:٦٨) (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پردے کا ذکر کرنے کی وجہ سے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کو پردے میں رہنے کا کہا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابن خطاب! تم ہم پر حکم چلاتے ہو حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے' تو اللہ تعالیٰ نے آیہ مبارکہ نازل فرمادی: اور جب تم ان سے کوئی سامان مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو (الاحزاب:٥٣)' (۳) ان کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی وجہ سے آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسلام کو عمر کے ذریعہ تقویت عطا فرما (۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کے متعلق ان کے مشورہ کی وجہ سے کہ سب سے پہلے ان کی بیعت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔ (مسند احمد)

جنگ بدر میں فدیہ لینے پر عتاب نازل ہونے کی وضاحت

مسلم شریف وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ جنگ بدر میں ستّر کافر قید کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لائے گئے۔ آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ان کے متعلق مشورہ فرمایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں' میری رائے میں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے' اس سے مسلمانوں کو تقویت بھی حاصل ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دولتِ اسلام نصیب فرما دے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی ہے' انہیں قتل کر دیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عقیل کے قتل کا' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قتل کا اور مجھے اپنے قریبی رشتہ دار کے قتل کا حکم دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف میلان فرمایا اور کفار سے فدیہ لیا گیا' اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اگر تقدیر الٰہی میں پہلے سے ایک حکم تحریر نہ ہوتا تو فدیہ لینے کی وجہ سے تم پر بڑا عذاب آتا۝ (التوبہ:٦٨) اس آیت میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت کا بیان ہے کہ آپ کی رائے کی موافقت میں قرآنی آیات نازل ہوئیں' لیکن اس آیت کی روشنی میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے فدیہ لینے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر عتاب فرمایا' کیونکہ اس آیت میں نئے نئے مسلمان ہونے والے ان بعض صحابہ کو تنبیہ فرمائی گئی ہے' جنہوں نے دنیاوی مال کی طمع میں فدیہ لینے کو ترجیح دی تھی' جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور راسخ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا مقصود دنیاوی مال تھا بلکہ ان کے پیشِ نظر تو دینی فوائد تھے کہ فدیہ لینے سے اسلام کو تقویت حاصل ہوگی اور امید ہے کہ اللہ انہیں ہدایت نصیب فرما دے' نیز ترمذی شریف

کی روایت میں ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر مالِ غنیمت کی حلت کا حکم نازل ہونے سے پہلے مسلمانوں نے مالِ غنیمت لوٹنا شروع کر دیا تھا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے معاف فرمانے کا حکم نازل نہ ہوتا تو بلا اجازت مالِ غنیمت اکٹھا کرنے کی وجہ سے تم پر بڑا عذاب نازل ہو جاتا۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اس آیت میں نبی کریم ﷺ یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عتاب نہیں بلکہ جن لوگوں نے بلا اجازت مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا تھا' انہیں عتاب فرمایا گیا' لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی خطاء معاف فرما دی گئی تو ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں بھی ہرگز کوئی نازیبا کلمہ کہنا روا نہیں۔

٨٨٧٣ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِسْتَاْذَنَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُّكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ اِبْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ زَادَ الْبَرْقَانِيُّ بَعْدَ قَوْلِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَضْحَكَكَ قَالَ التَّوْرِبُشْتِيُّ فِيْ قَوْلِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا تَنْبِيْهٌ عَلٰی صَلَابَتِهٖ فِي الدِّيْنِ وَاسْتِمْرَارِ حَالِهٖ عَلَی الْجِدِّ الصِّرْفِ وَالْحَقِّ الْمَحْضِ فَفِيْهِ مَنْقَبَةٌ عَظِيْمَةٌ لَّهٗ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی' جب کہ آپ کی بارگاہ میں قریش کی کچھ عورتیں (ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) بیٹھی ہوئی گفتگو کر رہی تھیں اور آپ سے نان ونفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کر رہی تھیں' ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں' جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی سے اٹھ کر پردے میں چلی گئیں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے' آپ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ آپ کے دانتوں کو مسکراتا رکھے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے جو میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں' جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردے میں چلی گئیں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو' اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں' انہوں نے کہا: ہاں! تم سخت مزاج اور درشت ہو' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی بات میں جاری رہو' ان کی طرف توجہ نہ کرو' اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب بھی راستے میں شیطان تمہارے سامنے آجاتا ہے تو وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چل پڑتا ہے۔ (بخاری ومسلم) حمیدی کا بیان ہے کہ برقانی نے یارسول اللہ' کے بعد یہ اضافہ کیا کہ آپ کو کس چیز نے ہنسایا ہے؟ تورپشتی نے کہا: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ شیطان تمہیں دیکھ کر راستہ بدل لیتا ہے' اس میں تنبیہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دین میں پختہ ہیں اور خالص حق پر برقرار ہیں اور اس میں آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

٨٨٧٤ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بعض غزوات پر تشریف لے گئے' جب واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو خیرو عافیت کے ساتھ واپس لایا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور نغمہ سرائی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

صَالِحًا اَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰى فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَاعُمَرُ اِنِّيْ كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ قُلْنَا اِنَّ النَّذْرَ لَا يَنْعَقِدُ اِلَّا اِذَا كَانَ الْمَنْذُوْرُ مِنْ جِنْسِ الطَّاعَةِ الْوَاجِبَةِ الْمَقْصُوْدَةِ بِذَاتِهٖ وَلِذَا لَا يَنْعَقِدُ النَّذْرُ فِي الْمُبَاحِ وَضَرْبُ الدُّفِّ وَاِنْ كَانَ مِنْ بَابِ الْمُبَاحِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَمَّا اتَّصَلَ بِاِظْهَارِ الْفَرَحِ السَّلَامَةِ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ مِنْ بَعْضِ غَزْوَاتِهٖ وَكَانَتْ فِيْهِ مَسَاءَةُ الْكُفَّارِ وَاِرْغَامُ الْمُنَافِقِيْنَ فَصَارَ ضَرْبُ الدُّفِّ كَبَعْضِ الْقُرَبِ لِذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ ضَرْبُ الدُّفِّ لَمْ يَكُنْ مُبَاحًا بَلْ صَارَ مَمْنُوْعًا بِحَدِيْثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ضَرْبِ الدُّفِّ وَلَعْبِ الصَّنْجِ وَضَرْبِ الزَّمَارَةِ رَوَاهُ الْخَطِيْبُ لِاَنَّ ضَرْبَ الدُّفِّ مَا ثَبَتَ فِيْ نِكَاحِ النَّبِيِّ وَلَا فِيْ نِكَاحِ اَصْحَابِهٖ عُمُوْمًا وَلَوْ ثَبَتَ سُنَّةً جَارِيَةً مَا تَرَكُوْهُ قَطُّ لِشَغْفِهِمْ عَلٰى اِتِّبَاعِ سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

کروں گی' آپ نے اسے فرمایا: اگر تم نے نذر مانی تھی تو دف بجالو ورنہ نہیں' وہ دف بجانے لگی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے اور وہ دف بجاتی رہی' پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ آئے' وہ دف بجاتی رہی' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے' وہ دف بجاتی رہی' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے دف اپنے نیچے رکھ دی اور اس پر بیٹھ گئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! بے شک شیطان تم سے ڈرتا ہے' میں بیٹھا ہوا تھا یہ دف بجاتی رہی' ابوبکر آئے تو یہ دف بجاتی رہی' پھر علی آئے' یہ دف بجاتی رہی' پھر عثمان آئے' یہ دف بجاتی رہی اور اے عمر! جب تم آئے تو اس نے دف رکھ دی۔ امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے' ہم کہتے ہیں کہ نذر منعقد ہونے کے لیے شرط ہے کہ جس کام کی نذر مانی گئی ہے وہ طاعت واجبہ اور مقصود بذاتہ ہو' لہٰذا مباح کام کی نذر منعقد نہیں ہوتی اور دف بجانا اگرچہ مباح تھا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غزوہ سے باسلامت واپسی پر فرحت وسرور کا اظہار کرنے اور کفار ومنافقین کو ذلیل ورسوا کرنے کے لیے دف بجائی گئی تو یہی کام عبادت بن گیا' اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے نذر مانی ہے تو دف بجالو' پھر اس کے بعد دف بجانا مباح نہیں رہا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ والی حدیث سے یہ ممنوع ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دف بجانے اور جھانجھ اور بانسری بجانے سے منع فرمایا ہے' اسے خطیب نے روایت کیا ہے کیونکہ دف بجانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں ثابت نہیں اور نہ ہی عموماً صحابہ کے نکاح میں ثابت ہے' اگر یہ سنت جاریہ ہوتا تو صحابہ کرام اسے ترک نہ کرتے کیونکہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع سے حد درجہ شغف تھا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLIA ISLAMIA ACADEMY

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

٨٨٧٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَّصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالِي فَانْظُرِيْ فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيِيْ عَلٰى مَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَابَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلٰى رَأْسِهِ فَقَالَ لِيْ أَمَا شَبِعْتِ أَمَا شَبِعْتِ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لَا لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ عُمَرُ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلٰى شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ہمیں شور وغل اور بچوں کی آوازیں سنائی دیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی تھی اور اس کے اردگرد بچے جمع تھے' آپ نے فرمایا: اے عائشہ! آؤ! اور یہ تماشا دیکھو' میں نے آ کر اپنی ٹھوڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر رکھ دی اور آپ کے کندھے اور سر کے درمیان سے اسے دیکھنے لگی' آپ نے مجھے فرمایا: کیا تم سیر ہوگئی ہو؟ کیا تم سیر ہوگئی ہو؟ میں کہتی رہی: نہیں! کیونکہ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ آپ کی نگاہ میں میرا کتنا مقام ہے' اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو لوگ وہاں سے ہٹ گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگ گئے ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر میں بھی واپس آ گئی۔ امام ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث مذکور پر اشکال کا جواب

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ١٠٥٢ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث پر اشکال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تو اس عورت کے دف بجانے کے فعل کو برقرار رکھا بلکہ اسے حکم دیا۔ اسی طرح سیدنا ابوبکر و علی و عثمان رضی اللہ عنہم کے آنے پر بھی اسے منع نہ فرمایا اور آخر میں اسے شیطان قرار دے دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس عورت کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلامتی کے ساتھ واپس تشریف لانا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے' اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور خوشی کا اظہار کرنا چاہیے اور حقیقت بھی یہی ہے' لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نذر پوری کرنے کا حکم دیا اور دف بجانا لہو ولعب کی بجائے حقانیت کے ساتھ متصف ہو گیا اور مکروہ ہونے کی بجائے مستحب ہو گیا' لیکن یہ بات تو تھوڑی سی مقدار کے ساتھ حاصل ہو گئی تھی اور جب اس نے حد سے تجاوز کیا تو یہ فعل کراہت کی حد میں داخل ہو گیا اور اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے' اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا اور زیادہ بجانے اور بلاضرورت اس کے ارتکاب کی ممانعت کی طرف اشارہ فرما دیا اور صراحۃً منع نہ فرمایا تاکہ حرمت کی حد میں نہ داخل ہو جائے' البتہ خوشی کے ایام میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے دف بجانے والی دولڑکیوں کو آپ نے منع نہیں فرمایا اور ان کے لیے کوئی حد متعین نہیں فرمائی' اس سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایام عید ہونے کی وجہ سے ان کے لیے وقت کی پابندی نہیں تھی' لہٰذا حالات مختلف ہونے کی وجہ سے ہر موقع کا الگ تقاضا ہوتا ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ٤ ص ٦٨٧' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٨٨٧٦ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ اِمْرَأَةِ أَبِيْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو اچانک میں نے وہاں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَّرَاَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں نے قدموں کی آہٹ سنی تو پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کہا: یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا' جس کے صحن میں ایک جوان عورت تھی' میں نے کہا: یہ کس کا محل ہے؟ انہوں نے بتایا کہ عمر بن خطاب کا ہے' میں نے اندر جا کر دیکھنے کا ارادہ کیا تو مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

(بخاری و مسلم)

٨٨٧٧ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِیْ دَرَجَةً فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَرٰى ذٰلِكَ الرَّجُلَ اِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جنت میں میری امت میں سے بلند مرتبت ہے' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم وہ شخص عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہی گمان کیا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ اپنے راستے پر گزر گئے (یعنی ان کا وصال ہو گیا)۔ (ابن ماجہ)

٨٨٧٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِیَّ وَمِنْهَا مَادُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب میں سویا ہوا تھا' اس وقت میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور ان پر قمیصیں ہیں' بعض کی قمیصیں پستانوں تک پہنچی ہوئی ہیں اور بعض کی قمیصیں اس سے کم ہیں' میرے سامنے عمر بن خطاب پیش کیے گئے' ان کی قمیص گھسٹ رہی تھی' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر نکالی؟ آپ نے فرمایا: دین۔ (بخاری و مسلم)

٨٨٧٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّیْ لَاَرَى الرِّیَّ يَخْرُجُ فِیْ اَظْفَارِیْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں سویا ہوا تھا اس وقت میرے پاس دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا' میں نے دودھ پیا حتیٰ کہ میں نے دودھ کی سیرابی اپنے ناخنوں سے نکلتی ہوئی دیکھی' پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر نکالی؟ آپ نے فرمایا: علم۔ (بخاری و مسلم)

٨٨٨٠ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِیْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِیْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضُعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں سویا ہوا تھا' اس وقت میں نے خود کو ایک کنویں پر دیکھا' جس پر ایک ڈول رکھا ہوا تھا' جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا میں نے اس سے پانی نکالا' پھر اسے ابوبکر بن ابی قحافہ نے پکڑ لیا اور انہوں نے اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی' اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری معاف فرمائے' پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا' تو اسے عمر بن خطاب نے پکڑ لیا اور میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے کوئی ایسا طاقت ور شخص نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی نکالتا ہو' حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کو سیراب کر کے ان کی جگہ پر بٹھا دیا۔ (مسلم)

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَّفْرِيْ فَرِيَّةً حَتّٰى رَوَى النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ قَالَ الْقَاضِيْ فِيْ قَوْلِهٖ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ اِشَارَةٌ اِلٰى خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ قَوْلِهٖ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ اَبِيْ بَكْرٍ دَلِيْلٌ عَلٰى خِلَافَةِ عُمَرَ بَعْدَ خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

اور بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پھر اسے عمر بن خطاب نے ابوبکر کے ہاتھ سے لے لیا اور وہ ڈول عمر فاروق کے ہاتھ میں بڑا ہو گیا اور میں نے کوئی طاقت ور شخص عمر فاروق کی طرح کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے اور انہوں نے اونٹوں کو سیراب کر کے اپنی جگہ پر بٹھا دیا۔ قاضی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ پھر ڈول ابن ابی قحافہ نے پکڑ لیا' اس میں اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے' اور آپ کا یہ ارشاد کہ پھر اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ابن خطاب نے پکڑ لیا' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے۔

٨٨٨١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ظَاهِرًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما! صبح ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا' پھر علی الاعلان مسجد میں نماز ادا کی۔ (مسند احمد' ترمذی)

٨٨٨٢ - وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ سَاَلَنِي ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ شَاْنِهٖ يَعْنِيْ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى اِنْتَهٰى مِنْ عُمَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حالات دریافت کیے تو میں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد کسی کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوشش کرنے والا اور زیادہ سخی نہیں پایا' حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ (بخاری)

٨٨٨٣ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَّا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَمَا اِنَّكَ اِنْ قُلْتَ ذَالِكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِّنْ عُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے یہ بات کہی ہے تو میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمر سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا: یہ حدیث غریب ہے۔

٨٨٨٤ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَاْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّكَاَنَّهٗ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو درد کا اظہار کرنے لگے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے گویا انہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

يُجَزِّعُهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا كُلَّ ذٰلِكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَا بَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَمِنْ اَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تسلی دیتے ہوئے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! یہ سب کچھ پریشانی وغیرہ نہیں ہونی چاہیے' آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت حاصل کی ہے' اور صحبت کا حق خوب ادا کیا ہے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ سے راضی ہونے کی حالت میں جدا ہوئے' پھر آپ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت حاصل ہوئی' پھر وہ آپ سے راضی ہونے کی حالت میں جدا ہوئے' پھر آپ کو مسلمانوں کی صحبت حاصل ہوئی اور ان کے امیر مقرر ہوئے' اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس حال میں جدا ہوں گے کہ یہ سب مسلمان آپ سے راضی ہوں گے' آپ نے فرمایا: تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت اور رضا کا ذکر کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کا ایک احسان تھا جو اس نے مجھ پر کیا اور تم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور رضا کا ذکر کیا' یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک احسان تھا جو اس نے مجھ پر کیا اور تم میری جو پریشانی ملاحظہ کر رہے ہو' یہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی خاطر ہے' بہ خدا! اگر میرے پاس زمین کے برابر سونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھ لینے سے پہلے میں اسے فدیہ میں دے دیتا۔ (بخاری)

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل ومناقب

٨٨٨٥ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ اَعْيٰى فَرَكِبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِحَرَاثَةِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تُكَلِّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ فِيْ غَنَمٍ لَّهٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ مِّنْهَا فَاَخَذَهَا فَاَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمٌ لَّا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَّتَكَلَّمُ فَقَالَ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ فِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ وَجَازَ رُكُوْبُ الثَّوْرِ وَتَحْمِيْلُهٗ وَقِيْلَ لَا يَفْعَلُ لِاَنَّ كُلَّ نَوْعٍ مِّنَ الْاَنْعَامِ خُلِقَ لِعَمَلٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ایک شخص گائے کو ہانک کر لے جا رہا تھا' اسی دوران وہ تھک گیا اور گائے پر سوار ہو گیا تو گائے کہنے لگی: ہمیں اس لیے تو نہیں پیدا کیا گیا' ہمیں تو محض زمین میں کھیتی باڑی کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے' لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! گائے کلام کرتی ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر وعمر اس پر ایمان لاتے ہیں' حالانکہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما دونوں وہاں موجود نہیں تھے' اور آپ نے فرمایا: ایک شخص اپنی بکریوں میں موجود تھا' اتنے میں اچانک ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کر کے اسے پکڑ لیا' بکری کے مالک نے بکری کو پالیا اور بھیڑیے سے چھڑا لیا' بھیڑیے نے اسے کہا: درندوں کے دن جب میرے سوا کوئی اور ان کا چرواہا نہیں ہوگا' اس دن کون ان کی نگہبانی کرے گا؟ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا کلام کرتا ہے' آپ نے فرمایا: میں اس پر ایمان لاتا ہوں' اور ابوبکر وعمر اس پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ (بخاری' مسلم) ردالمحتار میں ہے کہ بیل پر سواری کرنا اور اس پر بوجھ لادنا جائز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَلَا يُغَيِّرُ اَمْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى.

کیونکہ چار پایوں کی ہر نوع کو ایک کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ کے امر کو تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔

٨٨٨٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِاَنِّيْ كَثِيْرًا مَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں لوگوں کے درمیان کھڑا ہوا تھا' انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جب کہ آپ کا جنازہ مبارکہ تخت پر رکھ دیا گیا تھا' اچانک میرے پیچھے سے کسی شخص نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی' وہ کہہ رہا تھا: (اے عمر فاروق!) اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! یقیناً میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں دوستوں کے ساتھ رکھے گا' کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر یہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر تھے' میں نے اور ابوبکر اور عمر نے کیا' میں اور ابوبکر اور عمر چلے' میں اور ابوبکر اور عمر داخل ہوئے اور میں اور ابوبکر اور عمر نکلے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٨٧ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ عِلِّيِّيْنَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِيْ اُفُقِ السَّمَاءِ وَاِنَّ اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَاَنْعَمَا رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰى نَحْوَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنتی اہل علیین کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح تم آسمان کے کنارے پر روشن ستارہ دیکھتے ہو اور بے شک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی اہل علیین میں سے ہیں اور ان میں سے بلند مرتبت ہیں۔ (بغوی' شرح السنہ) ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

٨٨٨٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر وعمر اوّلین وآخرین میں سے انبیاء اور رسولوں کے علاوہ جنت کے تمام عمر رسیدہ مردوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی) ابن ماجہ نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر وسیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی انبیاء ورسل کے علاوہ باقی انسانوں پر فضیلت کا بیان

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو اوّلین وآخرین میں سے انبیاء ومرسلین کے علاوہ جنت کے تمام عمر رسیدہ مردوں کا سردار فرمایا۔ آدمی کو دنیاوی زندگی میں جس قدر علمی وعملی کمالات حاصل ہوتے ہیں' انہی کے مطابق جنت میں درجات ومراتب عطا فرمائے جائیں گے اور جو شخص علم وعمل میں منہمک ہو کر زندگی بسر کرے اور بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے' اس میں دیگر حضرات کی بہ نسبت علمی وعملی قوت زیادہ کامل ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں حضرات کو جنت کے بوڑھوں سے افضل قرار دیا' حالانکہ جنت میں کوئی بوڑھا نہیں بلکہ سارے بے ریش نوجوان ہوں گے' لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ دنیاوی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLIYAI
ISLAMIA ACADEMY

زندگی میں جو لوگ علمی و عملی قوت میں کامل ہیں' یہ دونوں حضرات ان سب سے افضل ہیں۔ جب حدیث کی روشنی میں یہ دونوں حضرات رضی اللہ عنہما انبیاء و مرسلین کے علاوہ باقی لوگوں میں جو علمی و عملی اعتبار سے کامل ہیں' ان سے بھی افضل ہیں تو جو حضرات علمی و عملی اعتبار سے کامل نہیں' ان سے تو بہ طریقِ اولیٰ افضل ہوئے' لہٰذا واضح ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما' انبیاء و رسل کے علاوہ باقی تمام انسانوں سے افضل ہیں۔

۸۸۸۹ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ازخود نہیں جانتا کہ تمہارے اندر میری ظاہری حیاتِ مبارکہ کتنی باقی ہے' لہٰذا تم ان دو حضرات ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا' جو میرے بعد ہیں۔ (ترمذی)

۸۸۹۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ يَرْفَعْ اَحَدٌ رَّاْسَهٗ غَيْرُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانَا يَتَبَسَّمَانِ اِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ اِلَيْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی صحابی اپنا سر اوپر نہیں اٹھاتا تھا' یہ دونوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے تھے۔ (ترمذی)

۸۸۹۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ اَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ اٰخِذٌ بِاَيْدِيْهِمَا فَقَالَ هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے جب کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک آپ کی دائیں جانب اور دوسرے بائیں جانب تھے' اور آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی)

۸۸۹۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا وَّقَالَ السُّيُوْطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَرَوٰى نَحْوَهٗ اَبُوْيَعْلٰى فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَرْفُوْعًا وَّقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَرَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا وَالْخَطِيْبُ عَنْ جَابِرٍ مَّرْفُوْعًا.

حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں کان اور آنکھ کے بہ منزلہ ہیں۔ (ترمذی) علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الجامع الصغیر میں فرمایا کہ ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں اس کی مثل مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت کیا ہے' انہوں نے اپنے والد اور ان کے والد نے ان کے دادا سے مرفوعاً روایت کیا ہے' ابن عبدالبر نے کہا کہ ابونعیم نے حلیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے' اور خطیب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۸۸۹۳ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں بہرحال میرے اہل آسمان میں سے دو وزیر جبریل و میکائیل ہیں اور اہل زمین میں سے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ (ترمذی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فَجِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

٨٨٩٤ - وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ كَاَنَّ مِيْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَكْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ وَوُزِنَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيْزَانُ فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِیْ فَسَاءَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِی اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَّشَاءُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اترا' اور آپ کا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا' آپ کا وزن زیادہ ہوا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ ہوا' اور عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ ہوا' پھر ترازو اٹھا لیا گیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خواب سے غمگین ہو گئے' یعنی اس خواب نے آپ کو غم میں مبتلا کر دیا' آپ نے فرمایا کہ یہ خلافتِ نبوت ہے' پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت عطا فرمادے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٨٨٩٥ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے' پھر فرمایا کہ تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ (ترمذی)

٨٨٩٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حِجْرِیْ فِیْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ اِذْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَكْرٍ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک چاندنی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک میری آغوش میں تھا' اس دوران میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا کسی شخص کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں' آپ نے فرمایا: ہاں! عمر فاروق کی نیکیاں اتنی ہیں' میں نے عرض کیا: ابوبکر کی نیکیاں کہاں ہیں؟ فرمایا: عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کی طرح ہیں۔ (رزین)

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الاموی۔ آپ ابتدائے اسلام میں ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دارِ ارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی' ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف' دوبارہ مکہ واپس آنے کے بعد وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ غزوۂ بدر میں حاضر نہیں ہوئے کیونکہ آپ کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-I-ISLAMIA ACADEMY

زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھیں' آپ ان کی تیمارداری کے لیے پیچھے رہ گئے تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو غنیمت سے حصہ عطا فرمایا۔ حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان میں بھی آپ حاضر نہیں تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو صلح کے معاملہ میں مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تھا اور بیعت کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: یہ بیعت عثمان کے لیے ہے۔ آپ کا لقب ذوالنورین ہے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو شہزادیاں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ آپ یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ آپ کی مدت خلافت بارہ سال سے چند دن کم ہے' بیاسی سال کی عمر میں اور ایک قول کے مطابق اٹھاسی سال کی عمر میں سترہ ذوالحج ۳۵ھ کو آپ شہادت سے سرفراز ہوئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے۔ قرآن مجید کی آیت ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ O'' (البقرہ: ۱۳۷) پر آپ کا خون مبارک گرا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی' حاشیہ نبراس علی شرح العقائد ص ۴۸۷' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

۸۸۹۷ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِهِ كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ أَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَأْذَنَ أَبُوْبَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوّٰى ثِيَابَهُ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت کدے میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی رانوں یا پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی' آپ نے اجازت عطا فرما دی اور آپ اسی حالت میں تشریف فرما رہے اور انہوں نے گفتگو کی' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی' آپ نے انہیں بھی اجازت عنایت فرما دی اور آپ اسی حالت میں تشریف فرما رہے اور انہوں نے گفتگو کی' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کیے' جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے' آپ نے ان کے لیے جنبش نہیں کی اور ان کی پرواہ نہیں کی' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے' آپ نے ان کا خیال نہیں فرمایا' اور ان کی پرواہ نہیں کی' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے' آپ نے فرمایا: کیا میں ایسے شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

حدیث مذکور پر اشکال کا جواب

اس حدیث پر سوال ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ' سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں' حالانکہ یہ اجماع کے خلاف ہے۔ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی واضح فضیلت کا بیان ہے کیونکہ حیاء ملائکہ کی صفاتِ جمیلہ سے ہے۔ علامہ مظہر نے کہا ہے کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توقیر کا بیان ہے' لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا مرتبہ کم ہے اور ان کی طرف آپ کی توجہ کم ہے کیونکہ یہ اصولِ محبت ہے کہ جب محبت زیادہ ہو تو تکلف اٹھ جاتا ہے' جس طرح عربی کا مقولہ ہے: ''اذا حصلت الالفة بطلت الكلفة'' جب الفت آ جائے تو تکلف ختم ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں اس صورت میں یہ حدیث پاک سیدنا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی فضیلت کی دلیل بن جائے گی لیکن چونکہ اس سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تعظیم و توقیر ظاہر ہوتی ہے لہٰذا اسے آپ کے مناقب میں ذکر کیا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۵۲ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَفِی رِوَایَةِ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَیِیٌّ وَّاِنِّیْ خَشِیْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰی تِلْكَ الْحَالَةِ اَنْ لَّا یَبْلُغَ اِلَیَّ فِیْ حَاجَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ عَلِیُّ الْقَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِیُّ اِنَّ الْمُرَادَ بِكَشْفِ الْفَخِذِ كَشْفُهٗ عَمَّا عَلَیْهِ مِنَ الْقَمِیْصِ اِلَّا مِنَ الْمِئْزَرِ.

اور سعید بن عاص کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عثمان باحیاء مرد ہیں اور مجھے خدشہ تھا کہ اگر میں نے اسی حالت میں ان کو اجازت دے دی تو وہ میری بارگاہ میں اپنی حاجت پیش نہیں کر سکیں گے۔ (مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ران سے کپڑا ہٹ جانے سے مراد یہ ہے کہ آپ کی ران مبارک سے قمیص ہٹا ہوا تھا' یہ مراد نہیں کہ آپ کی ران مبارک سے تہبند ہٹا ہوا تھا۔

۸۸۹۸ - وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَّرَفِیْقِیْ یَعْنِیْ فِی الْجَنَّةِ عُثْمَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَّلَیْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِیِّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ وَقَالَ عَلِیُّ الْقَارِیُّ فَیَتَحَصَّلُ مِنْهُ اَنَّ الْحَدِیْثَ ضَعِیْفٌ لٰكِنَّهٗ یُعْتَبَرُ قَوِیًّا فِی الْفَضَائِلِ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک خاص رفیق ہے اور جنت میں میرے رفیقِ خاص عثمان ہیں۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں اور سند منقطع ہے' ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن ضعیف حدیث فضائل میں قوی و معتبر ہوتی ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رفیقِ جنت ہونا دیگر صحابہ کے رفیق ہونے کے منافی نہیں

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفیقِ جنت نہ ہو' جس طرح طبرانی کی روایت میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: ہر نبی کا خاص ساتھی ہے اور میرے خاص ساتھی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں' البتہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور آپ کے کئی رفقاء ہیں۔ اس کے باوجود اس حدیث میں خصوصیت کے ساتھ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے ان کی عظمتِ شان کا بیان فرمایا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۵۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۹۹ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَحُثُّ النَّاسَ عَلٰی جَیْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَیَّ مِائَةُ بَعِیْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ مِائَتَا بَعِیْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ

حضرت عبد الرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا جب کہ آپ لوگوں کو غزوۂ تبوک کے لیے ترغیب دلا رہے تھے' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک سو اونٹ ان کے جھولوں اور کجاووں سمیت اللہ کی راہ کے لیے میرے ذمہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر لشکر کی امداد کے لیے لوگوں کو برانگیختہ کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: دو سو اونٹ' ان کے جھولوں اور کجاووں سمیت اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں' آپ نے پھر ترغیب دلائی تو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OULOOM ISLAMIA ACADEMY

ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِيرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: تین سو اونٹ ان کے جھولوں اور کجاووں سمیت اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ عثمان اس کے بعد جو عمل بھی کریں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے، عثمان اس کے بعد جو عمل بھی کریں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (ترمذی)

۸۹۰۰ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِي كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِي حَجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِي حَجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب لشکر تبوک کی تیاری فرمائی، اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی آستین میں ہزار دینار لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور انہیں آپ کی گود مبارک میں پھیلا دیا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دیناروں کو اپنی گود میں پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: کہ عثمان آج کے بعد جو عمل بھی کریں وہ انہیں نقصان نہیں دے گا، آپ نے دو مرتبہ اسی طرح فرمایا۔

(مسند احمد، ترمذی)

۸۹۰۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِي حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد بن کر گئے ہوئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیعت لی اور فرمایا: بے شک عثمان، اللہ اور اس کے رسول کے کام میں گئے ہوئے ہیں اور آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے ان کے اپنے جو ہاتھ تھے، ان سے کہیں بہتر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک تھا۔ (ترمذی)

۸۹۰۲ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ مِصْرٍ يُّرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْ هَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْ هَا قَالَ نَعَمْ قَالَ

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مصر سے ایک شخص حج بیت اللہ کے ارادے سے آیا، اس نے لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ قریش ہیں، اس نے کہا: ان میں سے بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں، اس نے کہا: اے ابن عمر! میں آپ سے ایک چیز کے متعلق سوال کرتا ہوں، کیا آپ کو علم ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ احد کے دن ثابت قدم نہیں رہ سکے تھے آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: کیا آپ کو علم ہے کہ وہ بدر سے غائب رہے تھے اور وہاں حاضر نہیں ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان سے غائب رہے تھے اور وہاں حاضر نہیں ہوئے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ اَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ وَقَالَ هٰذِهِ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تھے آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے (بطورِ اعتراض) کہا: اللہ اکبر! حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آؤ! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ احد کے دن وہ ثابت قدم نہیں رہے تھے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا اور بدر سے وہ اس لیے غائب تھے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ بیمار تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمہیں بدر میں حاضر رہنے والوں میں سے ایک شخص کا اجر اور حصہ ملے گا، باقی رہا ان کا بیعت رضوان سے غائب ہو جانا، تو اگر مکہ کی وادی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے زیادہ معزز کوئی شخص ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بھیج دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور بیعت رضوان، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ مکرمہ چلے جانے کے بعد ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اسے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کے لیے ہے، پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اب ان کلمات کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ (بخاری)

٨٩٠٣ - وَعَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُّسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ الْبَحْرِ فَقَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر حاضر تھا، اس وقت آپ نے اوپر سے بلوائیوں کی طرف جھانک کر فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق دے کر سوال کرتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے، اس وقت یہاں بئر رومہ کے علاوہ میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہیں تھا، آپ نے فرمایا: کون ہے جو جنت میں بئر رومہ کے بدلے میں ملنے والے اس سے بہتر کنویں کے عوض بئر رومہ کو خرید کر اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ ملائے گا (یعنی اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دے گا) تو میں نے اپنے اصل مال سے بئر رومہ خریدا اور آج تم مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو حتیٰ کہ میں سمندر کا (کھارا) پانی پیتا ہوں، لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! حقیقت حال اسی طرح ہے، آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق دے کر سوال کرتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ نمازیوں کے لیے مسجد کی جگہ تنگ پڑ گئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے! جو جنت میں اس جگہ کے بدلے میں ملنے والی بہتر جگہ کے عوض فلاں خاندان والوں کی جگہ خرید کر مسجد میں اضافہ کرے گا، تو میں نے اپنے اصل مال سے وہ جگہ خریدی اور آج تم مجھے اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنے سے منع کرتے ہو، لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! حقیقت حال یہی ہے، آپ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْعُسْرَةِ مِنْ مَّالِيْ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِيْضِ فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اُسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلَاثًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ.

نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق یاد دلا کر سوال کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے غزوۂ تبوک کا لشکر تیار کیا' لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! بات اسی طرح ہے' آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق یاد دلا کر سوال کرتا ہوں' کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے کوہِ ثبیر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور میں حاضر تھے' پہاڑ حرکت کرنے لگا حتیٰ کہ اس کے پتھر نیچے جا گرے' نبی کریم ﷺ نے اپنے مبارک پاؤں سے پہاڑ کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا: اے ثبیر! ٹھہر جا کہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں' لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! اسی طرح ہے' آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم! انہوں نے گواہی دی ہے کہ میں شہید ہوں' تین مرتبہ یہ کلمہ ارشاد فرمایا۔ (ترمذی' نسائی' دارقطنی)

٨٩٠٤ ـ وَعَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا اور آپ نے فتنوں کے وقوع کو نزدیک قرار دیا' اتنے میں ایک شخص سر پر چادر اوڑھے ہوئے گزرا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا' میں کھڑا ہوا اور اس شخص کو جا کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے' حضرت مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کر کے عرض کیا: وہ یہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ (ترمذی' ابن ماجہ' امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

٨٩٠٥ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ اِنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عثمان! بے شک اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا' اگر لوگ تمہاری وہ قمیص اتروانا چاہیں تو ان کے لیے وہ قمیص نہ اتارنا۔ (ترمذی' ابن ماجہ) امام ترمذی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

٨٩٠٦ ـ وَعَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ قَالَ لِيْ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا وَاَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوسہلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محاصرہ کے دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے اور میں نے اس عہد پر صبر کر رکھا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٨٩٠٧ ـ وَعَنْهُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ اِلٰى عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ

حضرت ابوسہلہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے راز کی بات کرنے لگے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رنگ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا اَلَا تُقَاتِلُ قَالَ لَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيَّ اَمْرًا فَاَنَا صَابِرٌ نَفْسِيْ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

متغیر ہو گیا' جب محاصرے کا دن آیا تو ہم نے عرض کیا: کیا ہم لڑائی نہیں کریں گے' آپ نے فرمایا: نہیں! بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک بات کی وصیت فرمائی ہے اور میں نے اپنے آپ کو اس وصیت کا پابند بنایا ہوا ہے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

٨٩٠٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَالَ يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یہ اس فتنہ میں ظلماً شہید کیے جائیں گے۔ (ترمذی نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن غریب ہے)

٨٩٠٩ - وَعَنْ اَبِيْ حَبِيْبَةَ اَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فِيْهَا وَاَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَسْتَاذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ فَاَذِنَ لَهُ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ فِتْنَةً وَّاخْتِلَافًا اَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَّفِتْنَةً فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ لَّنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ مَا تَاْمُرُنَا بِهٖ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَمِيْرِ وَاَصْحَابِهٖ وَهُوَ يُشِيْرُ اِلٰى عُثْمَانَ بِذٰلِكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ابوحبیبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے جب کہ آپ وہاں محصور تھے' انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اجازت طلب کرتے ہوئے سنا' آپ نے انہیں اجازت دے دی تو انہوں نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب میرے بعد تم فتنہ اور اختلاف' یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ دیکھو گے تو لوگوں میں سے کسی شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لیے کس کی اتباع لازم ہو گی' یا عرض کیا: آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم پر امیر اور اس کے ساتھیوں کی اطاعت لازم ہے' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لفظ امیر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

بَابُ مَنَاقِبِ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

٨٩١٠ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا اَوْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اُحد پہاڑ پر چڑھے' ان کی وجہ سے پہاڑ حرکت میں آ گیا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اُحد! ٹھہر جا! کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری)

٨٩١١ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے ایک باغ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا' اور اس نے دروازہ کھلوانا چاہا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو' اور اسے جنت کی خوش خبری دے دو' میں نے اس کے لیے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَفَتَحْتُ لَہٗ فَاِذَا عُمَرُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِیْ اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُہٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ قَالَ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

خوش خبری سنائی' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی' پھر ایک اور شخص آیا' اس نے دروازہ کھلوانا چاہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوش خبری دے دو' میں نے اس کے لیے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ خوش خبری دی' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی' پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا' آپ نے مجھے فرمایا کہ اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے آنے والے مصائب وآلام کے ساتھ جنت کی خوش خبری دے دو' میں نے دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا میں نے ان کو بتادیا' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی' پھر کہا: اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ (بخاری' مسلم)

٨٩١٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں کہا کرتے تھے: ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم۔ (ترمذی)

٨٩١٣ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِیَ اللَّیْلَۃَ رَجُلٌ صَالِحٌ کَاَنَّ اَبَا بَکْرٍ نِیْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنِیْطَ عُمَرُ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَنِیْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا نَوْطُ بَعْضِھِمْ بِبَعْضٍ فَھُمْ وُلَاۃُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج رات ایک صالح مرد کو خواب دکھایا گیا کہ گویا ابوبکر' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ متصل ہیں اور عمر فاروق' ابوبکر کے ساتھ متصل ہیں اور عثمان عمر کے ساتھ وابستہ ہیں' حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ مرد صالح تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں' رہا ان میں سے بعض کا بعض کے ساتھ ملنا تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ حضرات اس امر (خلافت) کے ذمہ دار ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی کنیت ابوتراب رکھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدۃ نساء العالمین سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا وآخرت میں آپ کو اپنا بھائی قرار دیا' آپ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں شامل ہیں' بلکہ بہت سے علماء نے کہا کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے۔ (علماء کرام نے مختلف

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے کہا کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور عورتوں میں سب سے پہلے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا' بچوں میں سب سے پہلے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور آزاد کردہ غلاموں میں سب سے پہلے سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت کی' غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اہل خانہ کی حفاظت کے لیے مدینہ منورہ چھوڑ گئے تھے' اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے اسی طرح ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۱۸ ذوالحج ۳۵ھ کو آپ مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ ۱۸ رمضان المبارک ۴۰ھ جمعہ کی صبح جب آپ جامع مسجد کوفہ میں نماز پڑھانے تشریف لائے تو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی نے زہر آلود تلوار سے آپ پر حملہ کیا' اس کے تین روز بعد آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی' بعض نے کہا: پینسٹھ برس' بعض نے ستر برس' بعض نے کہا: اٹھاون برس تھی۔ آپ کی مدت خلافت چار سال نو ماہ اور چند ایام تھی۔ آپ کو آپ کے شہزادوں سیّدنا حسن وسیّدنا حسین وسیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی' حاشیہ نبراس شرح' شرح العقائد' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

۸۹۱۴ - عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے لیے اسی طرح ہو جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دینے سے ان کا خلیفہ بلافصل ہونا ثابت نہیں ہوتا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے لیے ایسے ہو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ اس حدیث سے شیعہ حضرات استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھی' جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے' لیکن ان کا یہ استدلال باطل ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے عارضی طور پر اپنی زندگی میں ہی خلیفہ منتخب کیا تھا' وہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ان کے وصال سے چالیس سال پہلے انتقال فرما گئے تھے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک میں تشریف لے جاتے وقت عارضی طور پر مدینہ منورہ میں بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لیے منتخب فرما گئے تھے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد خلافت بلافصل ان کا حق تھی' نیز اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی امامت کے لیے حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمایا تھا' اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلقاً خلیفہ بنانا مقصود ہوتا تو امامت کے لیے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہی منتخب فرمایا جاتا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے روافض' امامیہ اور شیعہ کے دیگر فرقوں نے استدلال کیا ہے کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھی اور آپ نے ان کے لیے خلافت کی وصیت فرمائی تھی' پھر ان کا آپس میں اختلاف ہے۔ روافض کہتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غیر کو خلافت میں مقدم کرنے کی وجہ سے کافر ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تکفیر کرنے والوں کے کفر میں کوئی شک نہیں کیونکہ انہوں نے تمام امت اور صدر اوّل کو کافر قرار دیا اور اسلام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

کی بنیاد کو منہدم کر دیا۔ ان غالی روافض کے علاوہ دوسرے شیعہ ان کے مسلک پر نہیں چلتے۔ امامیہ اور بعض معتزلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غیر کو مقدم کرنے کی بناء پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو غلطی پر قرار دیتے ہیں' انہیں کافر نہیں کہتے اور بعض معتزلہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس معاملہ میں خطاء پر قرار نہیں دیتے کیونکہ ان کے نزدیک مفضول کی تقدیم جائز ہے اور اس حدیث میں ان حضرات میں سے کسی کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس حدیث میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے' اور دوسرے صحابہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے افضل یا ان کی مثل ہونے کا کوئی بیان نہیں اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے خلیفہ ہونے کی کوئی دلیل ہے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کی طرف تشریف لے جاتے وقت انہیں صرف مدینہ منورہ میں خلیفہ بنایا تھا' اور اس نظریہ کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ انہیں حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی اور حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی ان کے وصال سے قریباً چالیس سال پہلے وصال فرما گئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں صرف اس وقت خلیفہ بنایا تھا' جب آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنے کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے تھے۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۷۸' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

۸۹۱۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ اٰخَيْتَ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُوَاخِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے' عرض کیا: آپ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان بھائی چارہ قائم فرما دیا اور میرے اور کسی صحابی کے درمیان بھائی چارہ قائم نہیں فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۸۹۱۶ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی ہر مؤمن کے دوست ہیں۔ (ترمذی)

۸۹۱۷ - وَعَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَّلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِيٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ جُنَادَةَ.

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے کوئی حق صرف میں ادا کروں گا یا علی ادا کریں گے۔ (ترمذی) امام احمد نے اسے ابو جنادہ سے روایت کیا ہے۔

۸۹۱۸ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں محبوب و مددگار ہوں' علی اس کے محبوب و مددگار ہیں۔

(مسند احمد' ترمذی)

۸۹۱۹ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ

حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غدیر خُم کے مقام پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں مؤمنوں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِیَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہوں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مؤمن کی جان سے بھی اس کے زیادہ قریب ہوں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں محبوب ہوں' علی اس کا محبوب ہے' اے اللہ! جو علی سے دوستی رکھے اسے دوست رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے اسے دشمن رکھ' اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا: اے ابن ابی طالب! تمہیں مبارک! تم نے صبح وشام اس حالت میں کی ہے کہ تم ہر مؤمن مرد اور عورت کے مولا ہو۔

(مسند احمد)

"من کنت مولاہ فعلی مولاہ" سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کا ردّ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ اس حدیث سے بھی شیعہ حضرات سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کرتے ہیں۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

شیعہ حضرات کی یہ قوی ترین دلیل ہے' جسے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تفصیلی نص کے طور پر پیش کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ اس جگہ مولیٰ کا معنی ہے: امامت کا زیادہ حق دار۔ اس پر دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: "الستُ اَولٰی بکم" اس کا معنی مددگار اور محبوب نہیں' ورنہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کرنے' ان سے خطاب کرنے' اتنا مبالغہ فرمانے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنے کی حاجت نہ ہوتی' کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محبوب ومددگار ہونے کو تو ہر صحابی جانتا تھا۔ اس طرح کی دعا صرف ایسے معصوم امام کے لیے ہی ہوتی ہے جس کی اطاعت فرض ہو' لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امت پر اسی طرح ولایت کا حق ہے' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت پر ولایت حاصل ہے۔ ہم شیعہ حضرات کو الزامی طور پر جواب دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک بالاتفاق امامت کے لیے متواتر دلیل ضروری ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ جب تک متواتر حدیث نہ ہو' امامت کی صحت پر اس حدیث سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اور یہ بات یقینی ہے کہ مذکورہ حدیث متواتر نہیں' کیونکہ اس میں اختلاف ہے اگرچہ وہ اختلاف مردود ہے' بلکہ بعض عادل اور ائمہ حدیث جن کی طرف اس معاملہ میں رجوع کیا جاتا ہے' مثلاً امام ابوداؤد سجستانی' ابوحاتم رازی وغیرہ انہوں نے اس پر طعن کیا ہے اور حفظ واتقان والے ائمہ جنہوں نے طلب حدیث کے لیے متعدد شہروں کا سفر کیا ہے' مثلاً امام بخاری' مسلم اور واقدی وغیرہ انہوں نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا اور یہ چیز اگرچہ حدیث کے صحیح ہونے میں مخل نہیں لیکن ایسی حدیث کے بارے میں متواتر ہونے کا دعویٰ عجیب ترین ہے جب کہ شیعہ حضرات امامت کی حدیث میں متواتر ہونا شرط قرار دیتے ہیں۔ اہل سنت کی طرف سے (تحقیقی) جواب یہ ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اس جگہ مولیٰ' حاکم اور والی کے معنی میں ہے' بلکہ یہ محبوب ومددگار کے معنی میں ہے اور لفظ مولیٰ کئی معانی میں مشترک ہے:
(۱) آزاد کرنے والا (۲) آزاد شدہ (۳) معاملات میں تصرف کرنے والا (۴) مددگار (۵) محبوب' اور لفظ مشترک کے بعض معانی کو دلیل کے بغیر معین کرنا معتبر نہیں ہے۔ اہل سنت وجماعت اور شیعہ حضرات محبوب اور ناصر والے معانی مراد ہونے پر متفق ہیں اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہمارے سردار' ہمارے محبوب اور ہمارے مددگار ہیں۔ سیاقِ حدیث سے بھی اسی معنی کو ترجیح ہوتی ہے۔ مولیٰ کا معنی امام' نہ لغت میں معروف ہے نہ شریعت میں اور نہ ہی ائمہ لغت میں سے کسی نے اس معنی کا ذکر کیا ہے اور یہ کہنا بھی مناسب نہیں کہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

یہاں مفعل کا وزن افعل کے معنی میں اور مولیٰ کا معنی ہے: اولیٰ' کیونکہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیز فلاں چیز سے اولیٰ ہے' یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ چیز فلاں سے مولیٰ ہے' اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موالات اور دوستی پر نص کرنے سے مقصود اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ ان کے بغض سے اجتناب کیا جائے' اسی لیے ابتداء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں مؤمنوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب نہیں؟

نیز محدثین نے اس حدیث کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ یمن میں بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بعض معاملات میں اعتراض کیا۔ صحیح بخاری میں یہ روایت ہے اور علامہ ذہبی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا: کیا میں مؤمنوں سے ان کی جانوں کے زیادہ قریب نہیں۔ (الحدیث) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کر کے انہیں بھی اس معاملہ میں تاکید فرمائی۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ مولیٰ کا معنی اولیٰ ہے لیکن اس سے یہ کس طرح لازم آئے گا کہ آپ امامت کے لیے اولیٰ اور زیادہ حق دار ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ قرب اور اتباع کے لحاظ سے اولیٰ ہیں' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ'' ''بے شک ابراہیم کے زیادہ قریب وہ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی''۔

اگر یہ بھی تسلیم کرلیں کہ مراد یہ ہے کہ آپ امامت کے زیادہ حق دار ہیں تو اس پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ فی الحال امامت کے زیادہ حق دار ہیں' بلکہ مراد یہ ہے کہ انجام کار اپنے وقت میں (خلفائے ثلاثہ کے بعد) وہ امامت وخلافت کے زیادہ حق دار ہوں گے اور خلفائے ثلاثہ کے مقدم ہونے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع ہے' جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' نیز مختلف قرائن سے صراحۃً پتا چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے' نیز حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما یا کسی اور صحابی نے ضرورت کے وقت اس حدیث سے استدلال نہیں کیا' بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس حدیث سے استدلال کیا۔ اپنی خلافت کے زمانہ تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت پر کوئی نص نہیں' بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے تصریح موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی اور کی خلافت پر نص نہیں فرمائی۔ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرضِ وصال کے ایام میں حضرت علی وحضرت عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لائے' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلافت کے معاملہ میں سوال کرو' اگر خلافت ہم میں ہوئی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں سوال نہیں کروں گا۔ اگر یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نص ہوتی تو مسئلہ خلافت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی' نیز پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس بات کا کیا مقصد کہ انہوں نے کہا: اگر خلافت ہم میں ہوگی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔

(ملخصاً اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۶۸ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۹۲۰ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْكَ مِثْلٌ مِنْ عِيْسٰى اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ يُهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُّفْرِطٌ يُقَرِّظُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَّحْمِلُهٗ شَنَاٰنِيْ عَلٰٓى اَنْ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہو' یہودیوں نے ان سے بغض کیا حتیٰ کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگا دیا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی حتیٰ کہ انہیں اس مقام پر کھڑا کر دیا جو مقام ان کے لیے ثابت نہیں تھا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری وجہ سے دو شخص ہلاک ہوں گے' ایک میری محبت میں حد سے بڑھنے والا شخص' جو میری ایسی تعریف بیان کرے گا جو میرے اندر موجود

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

يَّبْهَتَنِي رَوَاهُ أَحْمَدُ.

نہیں اور دوسرا میرے ساتھ بغض رکھنے والا شخص، میری دشمنی اسے میرے اوپر بہتان لگانے پر برانگیختہ کرے گی۔ (مسند احمد)

٨٩٢١ - وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ أَنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَّا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جان کو پیدا فرمایا! بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد فرمایا ہے کہ مجھ سے صرف مؤمن ہی محبت کرے گا اور میرے ساتھ صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ (مسلم)

وَرَوَى ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ أَنَسٍ حُبُّ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ إِيْمَانٌ وَّبُغْضُهُمَا نِفَاقٌ.

حضرت ابن عدی رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان اور ان کا بغض نفاق ہے۔

٨٩٢٢ - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُّنَافِقٌ وَّلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: منافق علی سے محبت نہیں کرے گا اور مؤمن علی سے بغض نہیں کرے گا۔ (مسند احمد، ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا کہ سند کے لحاظ سے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٨٩٢٣ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَهُ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک (بھنا ہوا) پرندہ تھا، آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب شخص کو میرے پاس بھیج دے تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کے ساتھ وہ گوشت تناول کیا۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

٨٩٢٤ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ أَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسِلُوْا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنَّ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا: ضرور بالضرور کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو گا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہوں گے، جب صبح کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو ہر شخص کو امید تھی کہ جھنڈا اسے عطا کیا جائے گا، آپ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے، آپ نے فرمایا: انہیں بلاؤ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاضر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن ڈالا تو وہ اس طرح ٹھیک ہو گئے گویا انہیں کبھی تکلیف ہی نہیں تھی، آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک لڑائی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

يَكُوْنَ مِثْلَنَا قَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کرتا رہوں گا جب تک وہ ہماری طرح نہ ہو جائیں' آپ نے فرمایا: نرمی کے ساتھ جاؤ! جب ان کے میدان میں اترو تو انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں آگاہ کرنا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کے کیا حقوق واجب ہیں' اللہ کی قسم! تمہاری وجہ سے کوئی ایک شخص راہِ راست پر آ جائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا رَمِدْتُ بَعْدَ تَفْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيَّ.

اور مسند احمد میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لعابِ دہن لگانے کے بعد میں کبھی آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوا۔

٨٩٢٥ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِيْ وَاِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفَغْنِيْ وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهِ اَوِ اشْفِهِ شَكَّ الرَّاوِيُّ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِيْ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے قریب سے گزرے اور میں یہ کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میرا مقررہ وقت آ چکا ہے تو مجھے راحت عطا فرما اور اگر میری اجل میں تاخیر ہے تو میری زندگی میں کشادگی عطا فرما' اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر نصیب فرما' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم کس طرح دعا مانگ رہے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا' وہ دہرا دیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں اپنا پاؤں مبارک مار کر یوں دعا کی: اے اللہ! اسے عافیت عطا فرما' یا فرمایا کہ اسے شفاء عطا فرما' راوی کو شک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی اس تکلیف میں مبتلا نہیں ہوا۔ ترمذی نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٨٩٢٦ - وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ حِيْنَ بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَايَتِهِ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحِصْنِ خَرَجَ اِلَيْهِ اَهْلُهُ فَقَاتَلَهُمْ فَضَرَبَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ وَطَرَحَ تُرْسَهُ مِنْ يَّدِهِ فَتَنَاوَلَ عَلِيٌّ بَابًا كَانَ عِنْدَ الْحِصْنِ فَتَرَّسَ بِهِ نَفْسَهُ فَلَمْ يَزَلْ بِيَدِهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ثُمَّ اَلْقَاهُ مِنْ يَّدِهِ حِيْنَ فَرَغَ فَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ فِيْ نَفَرٍ مَّعَ سَبْعَةٍ اَنَا ثَامِنُهُمْ نَجْتَهِدُ عَلٰى اَنْ نُّقَلِّبَ ذٰلِكَ الْبَابَ فَمَا نُقَلِّبُهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِي الْمَنَاقِبِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرما کر روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ گئے' جب آپ قلعہ کے قریب پہنچے تو قلعہ والے نکل کر آپ کے سامنے آ گئے' آپ نے ان سے قتال کیا' ایک یہودی نے ضرب لگا کر آپ کے ہاتھ سے ڈھال گرا دی' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے قریب پڑا ہوا دروازہ اٹھا کر اسے اپنی ڈھال بنا لیا اور اسے مسلسل اپنے ہاتھ میں (بطورِ ڈھال) رکھا' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرما دی' پھر جب آپ (جہاد سے) فارغ ہو گئے تو وہ دروازہ پھینک دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ ہم آٹھ آدمیوں نے مل کر اس دروازہ کو پلٹنے کی پوری کوشش کی' لیکن اسے پلٹ نہیں سکے۔ (مسند احمد)

٨٩٢٧ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ لِيْ مَنْزِلَةٌ مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں مجھے وہ مقام حاصل تھا جو مخلوق میں سے کسی شخص کو حاصل نہیں تھا'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ اٰتِیْهِ بِاَعْلٰی سَحَرٍ فَاَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ اِنْصَرَفْتُ اِلٰی اَهْلِیْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَیْهِ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ.

میں صبح سویرے آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتا: السلام علیک یا نبی اللہ! اگر آپ کھانستے تو میں واپس اپنے گھر لوٹ آتا' ورنہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتا۔ (نسائی)

۸۹۲۸ - وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ اِذَا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِیْ وَاِذَا سَكَتُّ ابْتَدَاَنِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتا تو آپ مجھے عطا فرما دیتے اور جب خاموش رہتا تو مانگے بغیر از خود ہی عنایت فرما دیتے۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۸۹۲۹ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ خَطَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا صَغِیْرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِیٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کم سن ہے' پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے فرما دیا۔ (نسائی)

۸۹۳۰ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں حکمت کا گھر ہوں۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَقَالَ رَوٰی بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ شَرِیْكٍ وَّلَمْ یَذْكُرُوْا فِیْهِ عَنِ الصُّنَابِحِیِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَیْرَ شَرِیْكٍ وَقَالَ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِیُّ اِنَّ هٰذَا الْحَدِیْثَ حَسَنٌ لَا صَحِیْحٌ كَمَا قَالَ الْحَاكِمُ وَلَا مَوْضُوْعٌ كَمَا قَالَ ابْنُ الْجَوْزِیِّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے' اور کہا کہ بعض نے یہ حدیث شریک سے روایت کی اور اس میں انہوں نے صنابحی سے روایت کا ذکر نہیں کیا اور ہم یہ حدیث شریک کے علاوہ کسی ثقہ کی روایت سے نہیں پہچانتے اور حافظ عسقلانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ یہ حدیث حسن ہے صحیح نہیں' جیسا کہ حاکم نے فرمایا ہے اور نہ ہی موضوع ہے جیسا کہ ابن جوزی نے فرمایا ہے۔

۸۹۳۱ - وَعَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَیْشًا فِیْهِمْ عَلِیٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ یَدَیْهِ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا' اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! مجھے اس وقت تک وفات نہ دے جب تک تو مجھے علی کو نہ دکھا دے۔ (ترمذی)

۸۹۳۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا یَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ فَقَالَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طائف کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کے ساتھ راز کی بات کی' لوگوں نے کہا: آپ نے اپنے چچازاد کے ساتھ طویل سرگوشی فرمائی ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

نے فرمایا: میں نے ان کے ساتھ راز کی بات نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ راز کی بات فرمائی ہے۔ (ترمذی)

٨٩٣٣ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يُّجْنِبُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ لِضَرَارِ ابْنِ صَرْدٍ مَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهٗ جُنُبًا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تمہارے اور میرے سوا کسی شخص کے لیے اس مسجد سے جنابت کی حالت میں گزرنا جائز نہیں ہے۔ علی بن منذر نے کہا کہ میں نے ضرار ابن صرد سے پوچھا کہ اس حدیث پاک کا معنی کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے اور تمہارے سوا کسی شخص کے لیے جنابت کی حالت میں مسجد کو گزرگاہ بنانا جائز نہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٨٩٣٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِيٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ.

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ کوئی دروازہ باقی نہ رکھا جائے۔

٨٩٣٥ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی۔ (مسند احمد)

٨٩٣٦ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِيْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ بِمَحْضَرٍ مِّنْ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَتَعْرِفُ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُطَّلِبِ لَا تَذْكُرْ عَلِيًّا اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنَّكَ اِنْ تَنَقَّصْتَهٗ اٰذَيْتَ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِي الْمَنَاقِبِ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نامناسب کلمات کہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: کیا تو اس صاحبِ مزار کو جانتا ہے؟ یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جو علی المرتضیٰ کا ذکر خیر کے سوا نہیں فرماتے تھے، اگر تو نے ان کی توہین کی تو تو نے اس صاحبِ قبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے۔ (مسند احمد)

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل

ف: خلفائے اربعہ کے بعد عشرہ مبشرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضائل کا ذکر کر کے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خلفائے اربعہ کے بعد باقی صحابہ سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں۔

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

عشرہ مبشرہ صحابہ یہ ہیں: (۱) سیدنا ابوبکر صدیق (۲) سیدنا عمر فاروق (۳) سیدنا عثمان غنی (۴) سیدنا علی المرتضیٰ (۵) سیدنا طلحہ (۶) سیدنا زبیر (۷) سیدنا سعد بن ابی وقاص (۸) سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (۹) سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح (۱۰) سیدنا سعید بن زید رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

یہ دس صحابہ عشرہ مبشرہ کے لقب سے اس لیے مشہور ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں جنت کی بشارت دی ہے' یہ تمام صحابہ قرشی ہیں' ان صحابہ کو وہ خصوصی فضائل ومناقب حاصل ہیں جو دیگر صحابہ کرام کو حاصل نہیں' اور جنت کی بشارت صرف ان دس صحابہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں' بلکہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کرام' آپ کی اولادِ اطہار اور ازواجِ مطہرات اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ہم نے اپنے رسالہ ''تحقیق الاشارہ الی تعمیم البشاۃ'' میں اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے' اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۷۱' مطبوعہ تیج کمار' لکھنو)

۸۹۳۷ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ زَوَّجَنِيْ اِبْنَتَهٗ وَحَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِيْ فِي الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَّالِهٖ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَالَهٗ مِنْ صِدِّيْقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے! انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کیا اور مجھے (اپنی اونٹنی پر) سوار کرکے دارالہجرت لے گئے اور غار میں میرے ساتھ رہے اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا' اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے! وہ حق بات کہتے ہیں اگرچہ کڑوی ہو' حق نے انہیں اس حال تک پہنچا دیا ہے کہ ان کا کوئی دوست نہیں' اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے! ان سے ملائکہ حیاء کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے! اے اللہ! جس طرف علی پھریں' حق کو بھی اس طرف پھیر دے۔

(ترمذی)

۸۹۳۸ - وَعَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ نُّؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَابَكْرٍ تَجِدُوْهُ اَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْاٰخِرَةِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا اَمِيْنًا لَّا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا وَّلَا اُرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا يَاْخُذُبِكُمُ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ کے بعد ہم کس شخص کو امیر مقرر کریں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم ابوبکر کو امیر بناؤ گے تو انہیں امانت دار' دنیا سے اعراض کرنے والا اور آخرت کی رغبت رکھنے والا پاؤ گے' اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو انہیں طاقت ور' امانت دار پاؤ گے' وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کریں گے اور اگر تم علی کو امیر بناؤ گے اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو تم انہیں ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے' وہ تمہیں سیدھے راستے پر لے چلیں گے۔

(مسند احمد)

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ اَلَا اِنِّيْ اِنْ اَسْتَخْلِفْ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمْ خَلِيْفَتِيْ نَزَلَ الْعَذَابُ.

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان فرمایا کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ خلیفہ مقرر نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: سن لو! اگر میں نے تم پر خلیفہ مقرر فرما دیا اور تم نے میرے خلیفہ کی نافرمانی کی تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔

۸۹۳۹ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقُّ بِهٰذَا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس امر خلافت کا اس جماعت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

سے زیادہ کوئی حق دار نہیں جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ وصال کے وقت راضی تھے' پھر آپ نے حضرت علی' حضرت عثمان' حضرت زبیر' حضرت طلحہ' حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہم کا نام لیا۔ (بخاری)

حدیث میں مذکور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سوانح حیات

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ: آپ ابوعبداللہ زبیر بن عوام قرشی ہیں' آپ کی والدہ ماجدہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی جان صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا ہیں' آپ اور آپ کی والدہ ماجدہ قدیم الاسلام ایمان لانے والوں میں سے ہیں' آپ نے سولہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا' آپ کے چچا نے دھوئیں سے آپ کو سزا دی تا کہ آپ اسلام چھوڑ دیں' مگر آپ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا' آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی۔ آپ نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تلوار چلائی' اُحد کے روز آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے' آپ ان خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ارضِ بصرہ کے قریب مقامِ صفوان میں ۳۶ھ میں عمر بن جرموز نے آپ کو شہید کیا' اس وقت آپ کی عمر مبارک چونسٹھ برس تھی۔ آپ کو وادئ سباع میں دفن کیا گیا' پھر وہاں سے بصرہ کی طرف منتقل کر دیا گیا' آپ کا مزار پرانوار وہاں زیارت گاہِ خواص وعوام ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ: آپ طلحہ بن عبیداللہ قرشی ہیں' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں' آپ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے انہیں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ابوسفیان بن حرب کے قافلہ کی تحقیق کے لیے روانہ فرمایا تھا' جنگ بدر کے دن آپ واپس لوٹے تھے۔ غزوۂ اُحد میں آپ نے اپنے ہاتھ سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی اور آپ کی انگلیاں شل ہو گئیں' اس روز آپ کو چوبیس زخم آئے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس روز آپ نے تلواروں اور نیزوں کے پچھتّر زخم کھائے۔ جمل کے واقعہ میں ۲۰ جمادی الاخری ۳۰ھ کو آپ شہید ہوئے' وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک چونسٹھ سال تھی' آپ بصرہ میں مدفون ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۱' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: آپ کا نام سعد بن ابی وقاص اور کنیت ابواسحاق ہے' آپ کے والد ابووقاص کا نام مالک بن وہیب زہری قرشی ہے' آپ ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ سترہ برس کی عمر میں آپ نے اسلام قبول کیا' آپ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے والوں میں' میں تیسرے نمبر پر ہوں اور میں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔ آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے' آپ مستجاب الدعوات تھے' لوگ آپ کی دعائے ہلاکت سے خوف زدہ رہتے تھے اور آپ کی نیک دعا کی اُمید رکھتے تھے کیونکہ لوگوں میں آپ کی دعا کی قبولیت مشہور تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی: اے اللہ! سعد کے تیر کا نشانہ خطا نہ جائے اور اس کی دعا قبول فرما' نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: تیر پھینکو! تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں! کسی اور کے لیے آپ نے یہ کلمات نہیں ارشاد فرمائے۔ مدینہ منورہ کے قریب مقامِ عتیق میں اپنے دولت کدہ پر آپ کا وصال ہوا اور لوگ آپ کا جنازہ مبارکہ اٹھا کر مدینہ منورہ لائے' مروان بن حکم حاکمِ مدینہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' ۵۵ھ میں ستّر سال سے زائد کی عمر میں آپ کا وصال مبارک ہوا اور جنت البقیع میں آپ مدفون ہوئے' عشرہ مبشرہ صحابہ میں سب سے آخر میں آپ کی وفات ہوئی۔

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۶' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ: آپ کا نام عبدالرحمٰن بن عوف' کنیت ابومحمد ہے' آپ زہری قرشی ہیں اور ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے' آپ قدیم الاسلام مسلمانوں میں سے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر آپ نے اسلام قبول کیا' آپ نے دو ہجرتیں کیں۔ آپ تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے' یوم اُحد میں آپ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا' غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پیچھے نماز ادا کی' اُحد میں آپ کو بیس سے زائد زخم لگے' پاؤں میں زخم کی وجہ سے لنگڑا کر چلنے لگے' آپ واقعہ فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے اور ۳۲ھ میں بہتر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۳' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۸۹۴۰ - وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهٗ قَالَتْ اَبُوْبَكْرٍ فَقِيْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرُ قِيْلَ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا جب کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو خلیفہ مقرر فرماتے تو کس کو خلیفہ بناتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو' پھر پوچھا گیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کسے خلیفہ بناتے؟ فرمایا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو' عرض کیا گیا: عمر کے بعد کسے خلیفہ بناتے؟ فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو۔ (مسلم)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح فہری قرشی ہیں' آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور اس امت کے امین ہیں۔ آپ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی' آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی اور اُحد کے روز ثابت قدم رہے۔ اُحد کے روز خود کے دو حلقے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور میں پیوست ہو گئے' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دانتوں سے کھینچ کر انہیں نکالا' جس سے آپ کے سامنے والے دانت گر گئے۔ ۱۸ھ میں اُردن کے مقام پر طاعونِ عمواس میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ بیسان میں مدفون ہوئے' وصال کے وقت آپ کی عمر اٹھاون سال تھی۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۸' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۸۹۴۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى حِرَاءَ هُوَ وَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَّطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِهْدَاْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حراء پر تشریف فرما تھے' جب کہ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی' علی المرتضیٰ' طلحہ' زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے کہ چٹان حرکت کرنے لگی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جا! تیرے اوپر صرف نبی یا صدیق یا شہید ہے۔ (مسلم)

وَرَوٰى بَعْضٌ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ بَدَلَ عَلِيٍّ.

بعض نے اس حدیث پاک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۴۲ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں' میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر ہیں اور میری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

وَاَشَدُّهُمْ فِي اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَقْرَؤُهُمْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَّاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

امت میں اللہ کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمر فاروق ہیں اور ان میں حیاء کے لحاظ سے صادق ترین صحیح عثمان غنی ہیں اور ان میں علم فرائض کے سب سے زیادہ عالم زید بن ثابت ہیں اور ان میں سب سے زیادہ قاری ابی بن کعب ہیں اور ان میں حلال وحرام کے سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔ (مسند احمد) ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت سے آپ کتابت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، آپ کا شمار فقہاء صحابہ میں سے ہوتا ہے، آپ قرآن پاک جمع کرنے والی جماعت میں شامل ہیں، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن پاک جمع کیا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن پاک کو مصحف میں نقل کیا۔ آپ نے ۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا، وصال کے وقت آپ کی عمر چھپن سال تھی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ ابی بن کعب اکبر انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں کتابتِ وحی کا فریضہ سرانجام دیتے تھے، آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں قرآن پاک حفظ کیا، آپ ان فقہاء صحابہ میں سے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں فتویٰ دیا کرتے تھے، آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں قرآن پاک کے سب سے بڑے قاری تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی کنیت ابوالمنذر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی کنیت ابوطفیل رکھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سیّد الانصار اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو سیّد المسلمین کا خطاب دیا۔ خلافت فاروقی میں مدینہ منورہ میں ۱۹ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ انصاری خزرجی ہیں، آپ ان ستر انصاری صحابہ میں سے ہیں جو عقبہ ثانیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ بدر میں اور اس کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو یمن کی طرف قاضی اور معلم بنا کر بھیجا۔ آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، اڑتیس سال کی عمر میں ۱۸ھ کو طاعونِ عمواس میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

وَرُوِيَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَّفِيْهِ وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ.

اور معمر سے یہ روایت قتادہ مرسلاً روایت کی گئی ہے، اور اس روایت میں ہے کہ ان میں سب سے بڑے قاضی علی المرتضیٰ ہیں۔

۸۹۴۳ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر جنت میں ہیں اور عمر جنت میں ہیں اور عثمان جنت میں ہیں اور علی جنت میں ہیں اور طلحہ جنت میں ہیں اور زبیر جنت میں ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں اور سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں اور سعید بن زید

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَانِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ.

جنت میں ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح جنت میں ہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے اسے سعید بن زید سے روایت کیا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالاعور ہے' آپ عدوی قرشی ہیں اور عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں' بدر کے علاوہ تمام غزوات میں آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔ بدر کے موقع پر آپ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ قریش کے قافلہ کی تحقیق کے لیے گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مالِ غنیمت سے حصہ عطا فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے' وہ آپ کی زوجہ تھیں۔ ۵۰ھ یا اس کے ایک یا دو سال بعد عتیق کے مقام پر آپ کا وصال ہوا' پھر آپ کا جسد مبارک مدینہ منورہ لایا گیا اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا' وصال کے وقت آپ کی عمر ستّر سال سے زائد تھی۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۶' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٨٩٤٤ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنِيْ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ طلحہ اور زبیر دونوں جنت میں میرے پڑوسی ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٤٥ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ اِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَعَدَ طَلْحَةُ تَحْتَهُ حَتّٰى اِسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَوْجَبَ طَلْحَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں' آپ ایک چٹان کی طرف متوجہ ہوئے اور (زخموں کی وجہ سے) اس کے اوپر نہ تشریف لے جا سکے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے' حتیٰ کہ آپ چٹان پر تشریف فرما ہو گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ طلحہ نے جنت واجب کر لی ہے۔ (ترمذی)

٨٩٤٦ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى طَلْحَةَ ابْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰى نَحْبَهُ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: جو آدمی روئے زمین پر چلنے والے ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جس نے اللہ کی راہ میں موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے تو وہ ان کی طرف دیکھ لے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى شَهِيْدٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی روئے زمین پر چلتے پھرتے ہوئے شہید کو دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے۔ (ترمذی)

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

٨٩٤٧ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ رَاَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بیکار دیکھا' جسے انہوں نے احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے ڈھال بنایا تھا۔ (بخاری)

٨٩٤٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًا وَّحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے دن فرمایا: کون شخص میرے پاس اس قوم کے متعلق معلومات حاصل کر کے لائے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ خدمت سرانجام دوں گا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے' میرے حواری زبیر ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٤٩ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَاْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون شخص جا کر میرے پاس بنوقریظہ کے متعلق معلومات حاصل کر کے لائے گا؟ تو میں گیا اور جب واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے اپنے والدین جمع فرمائے اور فرمایا: تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٥٠ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ يَا سَعْدُ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوا کسی شخص کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے والدین جمع کرتے ہوئے نہیں دیکھا' میں نے احد کے دن آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے سعد! تیر چلاؤ! میرے والدین تم پر فدا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٥١ - وَعَنْهُ قَالَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَاهُ وَاُمَّهُ اِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهُ يَوْمَ اُحُدٍ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَقَالَ لَهُ اِرْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سوا کسی شخص کے لیے اپنے والدین کو جمع نہیں فرمایا' احد کے دن آپ نے انہیں فرمایا: تیر چلاؤ! میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں! اور آپ نے انہیں فرمایا: تیر چلاؤ! اے طاقت ور نوجوان! (ترمذی)

٨٩٥٢ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَّعْنِيْ يَوْمَ اُحُدٍ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ رَمْيَتَهُ وَاَجِبْ دَعْوَتَهُ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس روز یعنی احد کے دن دعا کی: اے اللہ! ان کی تیر اندازی کو مضبوط اور پختہ فرما' اور ان کی دعا قبول فرما۔ (بغوی' شرح السنہ)

٨٩٥٣ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جب سعد تیری بارگاہ میں دعا کریں تو ان کی دعا قبول فرما۔

٨٩٥٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ فَلْيُرِنِيْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں' کوئی شخص (میرے ماموں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

امْرُؤٌ خَالَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ كَانَ سَعْدٌ مِّنْ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَتْ أُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ فَلِذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِي وَفِي الْمَصَابِيحِ فَلْيُكْرِمَنَّ بَدَلٌ فَلْيُرِنِي قَالَ ابْنُ حَجَرٍ هُوَ تَصْحِيفٌ.

جیسا) اپنا ماموں تو دکھائے۔ (ترمذی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بنو زہرہ سے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ بھی بنو زہرہ سے تھیں' اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے ماموں ہیں' اور مصابیح میں ''فلیرنی'' کی بجائے ''فلیکرمنّ'' کے الفاظ ہیں۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ تصحیف ہے (یعنی ''فلیرنی'' کے الفاظ ہی صحیح ہیں)

٨٩٥٥- **وَعَنْ** سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر چلانے والا سب سے پہلا عرب ہوں۔ (بخاری' مسلم)

٨٩٥٦- **وَعَنْ** قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَرَأَيْتُنَا نَغْزُوْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا الْحُبْلَةُ وَوَرَقُ السَّمُرِ وَإِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهُ خَلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ عَمَلِي وَكَانُوْا وَشَوْا بِهِ إِلٰى عُمَرَ وَقَالُوْا لَا يُحْسِنُ الصَّلٰوةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ کی راہ میں تیر چلانے والا سب سے پہلا عرب ہوں' اور میں جانتا ہوں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ اس حالت میں جہاد کرتے تھے کہ ہمارا کھانا صرف کیکر کا پھل اور پتے ہوتے تھے' ہم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کرتا تو اس طرح ہوتا تھا جیسے بکریاں مینگنیاں کرتی ہیں' فضلہ آپس میں مخلوط نہیں ہوتا تھا' پھر بنو اسد مجھے اسلامی احکام سے آگاہ کرتے ہیں' تب تو میں نقصان میں رہا اور میرا عمل ضائع ہو گیا' لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ان کی شکایت کی تھی کہ یہ نماز اچھے طریقے سے ادا نہیں کرتے۔ (بخاری و مسلم)

ف: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل مقرر تھے' بنو اسد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی شکایت کی کہ یہ نماز اچھی طرح ادا نہیں کرتے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں تنبیہ فرمائی' آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے صورتِ حال کی وضاحت فرمائی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ میرا گمان اسی طرح ہے جس طرح تم بیان کر رہے ہو اور بنو اسد کی تردید فرمائی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۷۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٨٩٥٧- **وَعَنْ** سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثَالِثُ الْإِسْلَامِ وَمَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَخْرَجَهُ الْبَغَوِيُّ فِي مُعْجَمِهِ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ میں اسلام لانے والوں میں تیسرا فرد ہوں اور (مجھ سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے) کوئی شخص اسلام نہیں لایا مگر اسی دن جس دن میں مسلمان ہوا اور میں سات دن اس حالت میں رہا کہ میں اہل اسلام کا ایک تہائی حصہ تھا۔ (بخاری' بغوی)

٨٩٥٨- **وَعَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ سَهِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمایا: کاش! کوئی نیک شخص

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-ISLAMIA ACADEMY

فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدٌ قَالَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُهٗ فَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میرا پہرہ دیتا' اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آہٹ سنی' آپ نے فرمایا: یہ کون ہے' عرض کیا: میں سعد ہوں' فرمایا: کس لیے آئے ہو' عرض کیا: میرے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے' میں پہرہ کی خدمت سرانجام دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں' رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی' پھر سو گئے۔ (بخاری ومسلم)

۸۹۵۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔ (بخاری ومسلم)

۸۹٦۰ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَاءَ اَهْلُ نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْعَثْ اِلَيْنَا رَجُلًا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل نجران نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس کوئی امین شخص روانہ فرمائیں' آپ نے فرمایا: میں یقیناً تمہارے پاس ایسا امین شخص بھیجوں گا جو واقعی امین کہلانے کا مستحق ہوگا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کے منتظر تھے (کہ آپ کسے امین قرار دیتے ہیں)' راوی فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو روانہ فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

۸۹٦۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لِنِسَائِهٖ اِنَّ اَمْرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِي مِنْ بَعْدِي وَلَنْ يَّصْبِرَ عَلَيْكُنَّ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ وَالصِّدِّيْقُوْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِاَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَقَى اللّٰهُ اَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِحَدِيْقَةٍ بِيْعَتْ بِاَرْبَعِيْنَ اَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات سے فرمایا کرتے تھے: اپنے وصال کے بعد مجھے تمہارا معاملہ فکر میں مبتلا کر رہا ہے (تمہاری کفالت کی مشقت اور آزمائش) پر وہی صبر کر سکیں گے جو صبر اور سچائی میں کامل ہوں گے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کی مراد صدقہ کرنے والے تھے' پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تمہارے والد کو جنت کے چشمہ سلسبیل سے سیراب فرمائے' اور (ان کے والد) ابن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو ایک باغ پیش کیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا۔ (ترمذی)

۸۹٦۲ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَزْوَاجِهٖ اِنَّ الَّذِي يَحْثُوْا عَلَيْكُنَّ بَعْدِي هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ازواجِ مطہرات سے فرماتے ہوئے سنا: بے شک میرے بعد جو شخص تم پر اپنا مال نثار کرے گا' وہ سچا اور نیکوکار ہوگا' اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کے چشمہ سلسبیل سے سیراب فرما۔ (مسند احمد)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

فصل الاوّل

بَابُ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل

اہل بیت کا مصداق کون حضرات ہیں؟

لفظ اہل بیت کا اطلاق مختلف معانی پر ہوتا ہے۔ بنو ہاشم کو بھی اہل بیت کہا گیا ہے جن پر زکوۃ لینا حرام ہے' ان میں آلِ عباس' آلِ علی' آلِ جعفر' آلِ عقیل اور آلِ حارث رضی اللہ عنہم داخل ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اہل وعیال کو بھی اہل بیت کہا گیا ہے' جن میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن داخل ہیں' قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا O (الاحزاب: ٣٣)

اللہ تعالیٰ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے اہلِ بیت! تم سے ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں خوب پاک وصاف فرما دے O

اس آیۂ مبارکہ کی ابتداء اور انتہاء میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو خطاب ہے' لہٰذا آیت کے درمیانی حصہ سے انہیں خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بعض اوقات اہل بیت کا لفظ سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے لیے بھی خصوصی طور پر استعمال ہوتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' لفظ اہل بیت کے اطلاق میں مختلف اقوال کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

علماء کرام نے ان اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے کہا ہے کہ بیت تین ہیں: (۱) بیت نسب (خاندان کے افراد) (۲) بیت سکنیٰ (دولت کدہ میں رہائش پذیر افراد) (۳) بیت ولادت (اولادِ اطہار)۔

بنو ہاشم میں سے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد نسب کے لحاظ سے اہل بیت ہیں کیونکہ قریبی دادا کی اولاد کو بیت کہا جاتا ہے' مثلاً کہتے ہیں کہ یہ فلاں بزرگ کا گھرانہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رہائش کے اعتبار سے اہل بیت ہیں' آدمی کی بیویوں پر اہل بیت کا اطلاق مشہور ومعروف ہے (بیوی کو عرف میں گھر والی کہنا مشہور ومعروف ہے)۔ نبی کریم ﷺ کی تمام اولادِ پاک ولادت کے اعتبار سے اہل بیت ہے' لیکن سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو خصوصی عزت وشرافت حاصل ہے' اور جب لفظ اہل بیت بولا جائے تو ذہن میں ان حضرات کا تصور آتا ہے' ان کے فضائل میں بے شمار احادیث ہیں۔ اس باب میں بعض بنو ہاشم' سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا امام حسن وسیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے۔ نبی کریم ﷺ کے شہزادے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر ہے اور حضرت زید بن حارثہ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بھی ذکر ہے' کیونکہ ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کمالِ محبت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مخصوص مناقب ہیں' نیز عرفِ عام میں اہل بیت کا اطلاق سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم پر ہوتا ہے' لہٰذا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل کو الگ باب میں مستقل طور پر بیان کیا ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۸۲۔۶۸۰' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٥٩٦٣ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمت سے رزق عطا فرماتا ہے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ وَاَحِبُّوْنِي لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

مجھ سے محبت کرو' اللہ تعالیٰ کی محبت کی بناء پر اور میرے اہل بیت سے محبت کرو' میری محبت کی بناء پر۔ (ترمذی)

٨٩٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهُ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْكَعْبَةِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کعبۃ اللہ کا دروازہ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: سن لو! تمہارے اندر میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح جیسی ہے جو اس میں سوار ہوا' نجات پا گیا' جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔ (مسند احمد)

ناؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اہل بیت کی محبت اور پیروی کو لازم کرے گا' وہ دونوں جہان میں نجات حاصل کر لے گا اور اگر ان کی محبت و پیروی اختیار نہ کرے گا تو دارین میں ہلاک ہو گا۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنیا اور دنیا میں پائے جانے والے کفر' گمراہی' بدعت اور نفسانی خواہشات کو ایسے گہرے سمندر کے ساتھ تشبیہ دی ہے جسے موج بالائے موج نے ڈھانپ رکھا ہو' اوپر بادل چھائے ہوئے ہوں اور ایک سے بڑھ کر ایک تاریکی ہو اور اس سمندر نے چاروں جانب سے زمین کا احاطہ کیا ہوا ہو۔ ایسے سمندر میں باہر نکلنے کا ذریعہ صرف ایک کشتی ہے اور وہ کشتی اہل بیت کی محبت ہے' اگر اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان بھی پیش نظر رکھا جائے کہ آپ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' جو ان میں سے کسی کی اقتداء کرے گا وہ ہدایت حاصل کرے گا۔ اس صورت میں مزید حسین اور ایمان افروز تحقیق حاصل ہو گی۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کیا خوب فرمایا ہے کہ ہم اہل سنت وجماعت بحمد اللہ! اہل بیت کی محبت کے سفینہ پر سوار ہیں اور ہدایت کے ستارے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ ہمارے راہنما ہیں' لہٰذا ہمیں اللہ کی رحمت سے امید کامل ہے کہ احوالِ قیامت اور جہنم کے عذاب سے ہمیں نجات حاصل ہو گی اور جنت کے مراتب تک رسائی حاصل ہو گی۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ جو شخص کشتی میں ہی داخل نہ ہوا' جس طرح خارجی حضرات ہیں (اور ہمارے زمانہ میں سیّد الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور یزید پلید کو امیر المومنین اور جنتی کہنے والے حضرات ہیں۔ رضوی غفرلہ) وہ آغاز میں ہی ہلاک ہو جائیں گے اور جو کشتی میں تو سوار ہو گئے لیکن رشد و ہدایت کے ستاروں یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے راہنمائی حاصل نہ کی' جس طرح روافض ہیں' وہ بھٹک کر ایسی تاریکیوں میں جا پڑیں گے جہاں سے نکلنے کا راستہ نہیں پائیں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۱۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام اہل سنت' مجدد دین وملت' الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

٨٩٦٥ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ فِيْ بَيْتِيْ نَزَلَتْ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ (الاحزاب:٣٣) قَالَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى فَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَّالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ آیت مبارکہ میرے گھر میں نازل ہوئی: اللہ تو یہی چاہتا ہے' اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے (الاحزاب: ۳۳)۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء' حضرت علی المرتضیٰ' حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کو بلوایا اور فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں بھی اہل بیت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا اَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ قَالَ بَلٰى اِنْ شَاءَ اللّٰهُ رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ.

سے ہوں' فرمایا: کیوں نہیں! ان شاء اللہ! (تم بھی اہل بیت سے ہو)۔(بغوی)

وَرَوٰى ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَّتَلَا قَوْلَهُ تَعَالٰى ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ (الاحزاب:٣٤) وَهُوَ قَوْلُ مُقَاتِلٍ.

ابوحاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت مبارکہ خاص طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں نازل ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت کیا: اور یاد کرو جو کچھ تمہارے گھروں میں پڑھا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت (الاحزاب:۳۴)۔اور یہی مقاتل کا قول ہے۔

وَرَوٰى ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهُ كَانَ يُنَادِيْ فِي السُّوْقِ اِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ بازار میں نداء دیتے تھے کہ یہ آیت مبارکہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ عِكْرِمَةُ مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهُ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَاحِبُ التَّفْسِيْرَاتِ الْاَحْمَدِيَّةِ اِنَّ مَرْضَى الْبَيْضَاوِيِّ مَا نَقَلَ عَنِ الْاِمَامِ مَنْصُوْرٌ الْمَاتُرِيْدِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَهُوَ اِنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ عَامٌّ لِلْاَزْوَاجِ وَالْاَوْلَادِ جَمِيْعُهَا غَيْرُ مُخْتَصٍّ بِاَحَدِهِمَا.

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو چاہے میں اس کے ساتھ مباہلہ کروں گا کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں نازل ہوئی ہے۔صاحب تفسیرات احمدیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ کا مختار وہی ہے جو امام منصور ماتریدی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اہل بیت کا لفظ عام ہے' ازواج اور اولاد سب کو شامل ہے' کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں۔

٨٩٦٦ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُّدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُّوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے درمیان خم نامی تالاب کے قریب ہمارے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور وعظ و نصیحت فرمائی' پھر فرمایا: امابعد! اے لوگو! سن لو! میں ایک بشر ہی ہوں' قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آ جائے اور میں اللہ کی دعوت کو قبول کر لوں' میں تمہارے درمیان دو عظمت والی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں' ان میں سے پہلی کتاب اللہ ہے' جس میں ہدایت اور نور ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پکڑ لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو' آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے پر برانگیختہ فرمایا اور اس کی ترغیب دلائی' پھر فرمایا: اور میرے اہل بیت ہیں' میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم یاد دلاتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی کتاب' وہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہے' جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہو گا اور جس نے اسے چھوڑ دیا' وہ گمراہی پر ہو گا۔(مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ دوبار فرمایا کہ میں اپنے اہل بیت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

كَرَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُمْلَةَ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ لِاَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ بِاَحَدِهِمَا اٰلَهُ وَبِالْاُخْرٰى اَزْوَاجَهُ لِمَا سَبَقَ مِنْ اَنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ يُطْلَقُ عَلَيْهِمَا.

کے سلسلہ میں تمہیں اللہ کا حکم یاد دلاتا ہوں' کیونکہ ایک جملہ سے نبی کریم ﷺ کی مراد آپ کے اہل بیت اور دوسرے سے مراد آپ کی ازواجِ مطہرات تھیں اس لیے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اہل بیت کا لفظ دونوں پر بولا جاتا ہے۔

٨٩٦٧ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں تمہارے پاس وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے تھامے رکھو گے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے' ان میں سے ایک چیز دوسری سے زیادہ عظمت والی ہے' اللہ تعالیٰ کی کتاب وہ رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلائی ہوئی ہے اور میری اولاد جو کہ میرے اہل بیت ہیں' یہ دونوں چیزیں ہرگز جدا نہیں ہوں گی حتیٰ کہ حوض پر میرے پاس آئیں گی' تم دیکھتے رہو کہ ان دونوں کے متعلق میرے بعد تم کس طرح میرے خلیفہ بنتے ہو۔ (ترمذی)

٨٩٦٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حج کے موقعہ پر عرفہ کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا' میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑ لو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے' اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری اولاد جو کہ میرے اہل بیت ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٦٩ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ﴾ (آل عمران:٦١) دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی کہ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلاتے ہیں (آل عمران:٦١)' تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی' حضرت فاطمہ' حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور کہا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (مسلم)

٨٩٧٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الاحزاب:٣٣) رَوَاهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک روز صبح کے وقت نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے' آپ نے سیاہ بالوں کی بنی ہوئی منقش چادر زیب تن فرمائی ہوئی تھی' پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے' آپ نے انہیں اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور آپ نے انہیں بھی اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور آپ نے انہیں بھی اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور آپ نے انہیں بھی اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر فرمایا: اے اہل

www.waseemziyai.com
MARKAZ ULOOM ISLAMIA ACADEMY

مُسْلِمٌ. وَقَالَ الْبَيْضَاوِيُّ تَخْصِيصُ الشِّيْعَةِ اَهْلُ الْبَيْتِ بِفَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَّابْنَيْهِمَا وَالْاِحْتِجَاجُ بِذٰلِكَ عَلٰى عِصْمَتِهِمْ وَكَوْنُ اِجْمَاعِهِمْ حُجَّةٌ ضَعِيْفٌ لِاَنَّ التَّخْصِيْصَ بِهِمْ لَا يُنَاسِبُ مَا قَبْلَ الْاٰيَةِ وَمَا بَعْدَهَا وَالْاَحَادِيْثُ تَقْتَضِيْ اَنَّهُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ لَا اَنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ لَيْسَ غَيْرُهُمْ.

بیت! اللہ تو یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے گناہوں کی پلیدی دور فرما دے اور تمہیں خوب پاک فرما دے۔ (الاحزاب: ۳۳) (مسلم) بیضاوی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ شیعہ حضرات کا اہل بیت کو سیّدہ فاطمۃ الزہراء، حضرت علی المرتضیٰ اور ان کے دونوں شہزادوں رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص کرنا اور اس سے اہل بیت کے معصوم ہونے اور ان کے اجماع کے حجت ہونے پر دلیل پیش کرنا ضعیف ہے، کیونکہ ان حضرات کے ساتھ اہل بیت کی تخصیص آیہ مبارکہ کے ماقبل اور مابعد کے مناسب نہیں اور احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حضرات اہل بیت ہیں، احادیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کے غیر اہل بیت نہیں۔

۸۹۷۱ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمۃ الزہراء، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا: میں اس سے جنگ کرتا ہوں جو ان سے جنگ کرے اور میں اس سے صلح کرتا ہوں جو ان سے صلح کرے۔ (ترمذی)

۸۹۷۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تَخْفٰى مِشْيَتُهَا مِنْ مِّشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَالِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا اَخْبَرْتِيْنِيْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاِنَّهٗ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اَرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن، نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھیں، کہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں، جن کی چال ہو بہو رسول اللہ ﷺ کی چال جیسی تھی، جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: میری بیٹی کو مرحبا! پھر انہیں بٹھا لیا، پھر ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ شدت سے رو پڑیں، جب آپ نے ان کا غم ملاحظہ فرمایا تو دوبارہ ان سے سرگوشی فرمائی تو اچانک وہ ہنسنے لگیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے کیا سرگوشی فرمائی ہے؟ وہ کہنے لگیں: میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتی، جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا تو میں نے کہا: تم پر میرا جو حق ہے میں تمہیں اس حق کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں مجھے بتلایئے! انہوں نے کہا: ہاں! اب میں بتلا دیتی ہوں، پہلی مرتبہ جب رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ جبریل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ قرآن کا ایک مرتبہ دور فرماتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے، اور میرا خیال ہے کہ میرا وقت قریب آ چکا ہے، تم اللہ سے ڈرتے رہنا اور صبر اختیار کرنا کیونکہ میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں، تو میں رو پڑی، جب آپ نے میری بے چینی ملاحظہ فرمائی تو دوسری مرتبہ مجھ سے سرگوشی کی، فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو جنتی عورتوں کی، یا فرمایا: مؤمن عورتوں کی سردار ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِیْ وَجْعِهٖ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور مجھے خبر دی کہ اس مرض میں میرا وصال ہو جائے گا تو میں رو پڑی' پھر آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور فرمایا کہ میرے اہل بیت میں تم سب سے پہلے مجھے ملو گی تو میں ہنس پڑی۔ (بخاری و مسلم)

٨٩٧٣ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ! میرے جسم کا ٹکڑا ہے' جس نے اسے ناراض کیا' اس نے مجھے ناراض کیا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ يُرِيْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِیْ مَا اٰذَاهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز اسے بے قرار کرتی ہے' وہ مجھے بے قرار کر دیتی ہے اور جو چیز اسے تکلیف دیتی ہے' وہ چیز مجھے تکلیف دیتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیّدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ سیّدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کی ولادت مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے سات سال چھ مہینے قبل ہوئی' جب قریش مکہ تعمیر کعبہ میں مصروف تھے۔ واقعہ اُحد کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا' نکاح کے وقت سیّدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک پندرہ سال اور چھ ماہ تھی اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اس وقت اکیس برس اور پانچ ماہ تھی۔ آپ کی اولاد میں امام حسن' امام حسین' اُم کلثوم اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہم ہیں۔ (آپ کی اولاد میں حضرت محسن رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ مرقاۃ المفاتیح' اکمال فی اسماء الرجال) سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال تک سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے چھ ماہ بعد تین رمضان المبارک کو آپ کا وصال ہوا۔ مدائنی نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور علامہ کرمانی نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (عمدۃ القاری ج ١٦ ص ٢٤٩' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

٨٩٧٤ - وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِیْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلْتُ اَیُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

جمیع بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا: فاطمہ! پھر عرض کیا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے خاوند۔ (ترمذی)

٨٩٧٥ - وَعَنْ اُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِذْ جَاءَ عَلِیٌّ وَّالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَا لِاُسَامَةَ اِسْتَاْذِنْ لَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَّالْعَبَّاسُ

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت علی المرتضیٰ و حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے حاضر ہو کر اجازت طلب کی' دونوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارے لیے حاضر ہونے کی اجازت طلب کرو' میں نے عرض

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَ اَتَدْرِیْ مَا جَاءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا قَالَ لٰكِنِّیْ اَدْرِیْ اِئْذَنْ لَّهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ اَیُّ اَهْلِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ قَالَا مَا جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ عَنْ اَهْلِكَ مِنَ النِّسَاءِ قَالَ اَحَبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْهِ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ اٰخِرَهُمْ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

کیا: یارسول اللہ! علی وعباس اجازت طلب کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ کس لیے حاضر ہوئے ہیں' میں نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: لیکن میں جانتا ہوں' انہیں اجازت دے دو' وہ دونوں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں یہ پوچھنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ بنت محمد! دونوں نے عرض کیا: ہم آپ کے اہل بیت کی عورتوں کے متعلق سوال کرنے کے لیے حاضر نہیں ہوئے' آپ نے فرمایا: مجھے اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور جس پر میں نے انعام فرمایا' وہ اسامہ بن زید ہے' دونوں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: پھر علی بن ابی طالب ہیں' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اپنے چچا کو ان سے آخر میں رکھا ہے' آپ نے فرمایا: بے شک علی نے آپ سے پہلے ہجرت کی ہے۔ (ترمذی)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ اسامہ بن زید بن حارثہ قضاعی ہیں' آپ کی والدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا ہیں' جن کا نام برکت ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام اور غلام کے بیٹے تھے۔ آپ اور آپ کے والد ماجد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے وقت آپ کی عمر بیس سال تھی' آپ وادیٔ قریٰ میں چلے گئے تھے اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہیں آپ کا وصال ہوا' ایک قول کے مطابق ۵۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۵۹۷۶- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ اَهْلِ بَيْتِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ اُدْعِیْ لِیَ ابْنَیَّ فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا اِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ کو اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حسن اور حسین' اور آپ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو فرماتے تھے: میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ اور آپ دونوں شہزادوں کو سونگھتے اور انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیتے۔ (ترمذی)

سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ حسن بن علی بن ابی طالب ہیں' آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے' آپ کے خوشبودار پھول اور جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ صحیح ترین قول کے مطابق نصف رمضان ۳ھ کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور ۵۰ھ کو آپ کا وصال ہوا' ایک قول کے مطابق ۵۸ھ' بعض نے کہا: ۴۹ھ اور بعض نے کہا: ۴۴ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ سے آپ کے صاحبزادے حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور بہت سی جماعت نے احادیث روایت کیں۔ جب آپ کے والد ماجد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ میں شہید ہوئے تو چالیس ہزار سے زائد افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ نصف جمادی الاولیٰ ۴۱ھ کو آپ نے خلافت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی)

سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ حسین بن علی بن ابی طالب ہیں' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسے' آپ کے خوشبودار پھول اور جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ آپ کی ولادت پانچ شعبان المعظم ۴ھ کو ہوئی' سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت سے پچاس رات بعد آپ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حمل میں آئے۔ یومِ عاشوراء جمعہ کے روز ۶۱ھ کو عراق کی سرزمین پر کوفہ اور حلّہ کے درمیان کربلا کے میدان میں آپ شہید ہوئے۔ سنان بن انس نخعی اور ایک قول کے مطابق شمر بن ذی الجوشن نے آپ کو شہید کیا اور خولی بن یزید اصبحی نے آپ کا سرِانور تن سے جدا کیا اور وہ عبداللہ بن زیاد کے دربار میں آپ کا سر لے کر گیا اور یہ اشعار پڑھے:

(ترجمہ:) ''میرا تھال سونے چاندی سے بھر دے' میں نے عظیم بادشاہ کو قتل کیا ہے' میں نے اسے قتل کیا ہے جو ماں اور باپ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہے' میں نے نسب کے اعتبار سے تمام لوگوں سے افضل شخص کو قتل کیا ہے''۔

ایک قول کے مطابق حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے خاندان کے تیئس افراد شہید ہوئے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے شہزادے سیّدنا علی زین العابدین رضی اللہ عنہ اور آپ کی شہزادیوں سیّدہ فاطمہ اور سیّدہ سکینہ رضی اللہ عنہما نے آپ سے احادیث روایت کیں۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی' اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ عاشوراء کے روز ہی ۶۷ھ کو ابراہیم بن مالک اشتر نخعی نے دوانِ جنگ عبداللہ بن زیاد کو قتل کر دیا اور اس کا سر مختار کے پاس بھیجا' مختار نے اس کا سر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا' انہوں نے اس کا سر حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی)

۸۹۷۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شہزادہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے مبارک پر اٹھائے ہوئے تھے' کسی شخص نے کہا: اے لڑکے! تم کتنی بہترین سواری پر سوار ہو' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سوار بھی تو کتنا بہترین ہے۔ (ترمذی)

۸۹۷۸ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰى اَبُوْبَكْرِ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَبِيْهًا بِعَلِيٍّ وَّعَلِيٌّ يَضْحَكُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ادا فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چلتے ہوئے باہر نکلے' اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور فرمایا: میرا باپ فدا! تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشابہ ہو' علی کے مشابہ نہیں' اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسکراتے رہے۔ (بخاری)

۸۹۷۹ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا جب کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے پر سوار تھے: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ (بخاری ومسلم)

۸۹۸۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دن کے کسی وقت میں رسول

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِيْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَاءَ يَسْعٰى حَتّٰى اِعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ ﷺ کے ہمراہ باہر نکلا' حتیٰ کہ آپ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: کیا بچہ یہاں ہے؟ کیا بچہ یہاں ہے؟ آپ کی مراد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تھے' کچھ دیر ہی گزری تھی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے حتیٰ کہ دونوں نے ایک دوسرے کی گردن میں بازو ڈال دیئے اور رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے' اسے اپنا محبوب بنا لے۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٨١ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ وَاِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر جلوہ فرما دیکھا جب کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ نبی کریم ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف رخ انور فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔

(بخاری)

٨٩٨٢ - وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَاَيْتُ حُلْمًا مُّنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ اِنَّهٗ شَدِيْدٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ رَاَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حِجْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَّكُوْنُ فِيْ حِجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِيْ حِجْرِيْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حِجْرِهٖ ثُمَّ كَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَاِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَالَكَ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِيْ اِنَّ اُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ ابْنِيْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ

حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے' آپ نے فرمایا: کیا خواب ہے؟ میں نے عرض کیا: وہ بہت سخت خواب ہے' فرمایا: خواب کیا ہے؟ عرض کیا: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری آغوش میں رکھ دیا گیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے بہترین خواب دیکھا ہے' ان شاء اللہ تعالیٰ فاطمہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں ہوگا' تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ اقدس کے مطابق میری گود میں تھے' ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کی گود میں رکھ دیا' پھر رسول اللہ ﷺ کی جانب میری توجہ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی چشمانِ اقدس سے آنسو جاری ہیں' میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت عنقریب میرے اس بیٹے کو شہید کردے گی' میں نے کہا: اس بیٹے کو' انہوں نے عرض کیا: ہاں! اور وہ میرے پاس اس جگہ کی سرخ مٹی لائے ہیں۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ.

۸۹۸۳ - وَعَنْ سَلْمٰی قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ وَھِیَ تَبْکِیْ فَقُلْتُ وَمَا یُبْکِیْكِ قَالَتْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعْنِیْ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ شَھِدْتُّ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اٰنِفًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی اور وہ رو رہی تھیں‘ میں نے عرض کیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت کی‘ آپ کا سر انور اور ڈاڑھی مبارک گرد آلود تھی‘ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیا حالت ہے؟ آپ نے فرمایا: میں ابھی ابھی حسین کی شہادت پر موجود تھا۔ (ترمذی)

۸۹۸۴ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ ذَاتَ یَوْمٍ بِنِصْفِ النَّھَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِہٖ قَارُوْرَۃٌ فِیْھَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا ھٰذَا قَالَ ھٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُہٗ مُنْذُ الْیَوْمَ فَاُحْصِیَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ فَاُجِدَ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ وَاَحْمَدُ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت خواب کے عالم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اس حالت میں دیدار کیا کہ آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے اور چہرۂ انور غبار آلود تھا‘ آپ کے دست اقدس میں شیشی تھی جس میں خون تھا‘ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ حضور پر قربان! یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے‘ میں آج سارا دن اسے جمع کرتا رہا ہوں۔ (راوی فرماتے ہیں:) میں نے وہ وقت یاد کرلیا‘ میں شہادتِ حسین کا وہی وقت پاتا ہوں۔ (بیہقی دلائل النبوۃ‘ احمد)

۸۹۸۵ - وَعَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں‘ اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھے‘ حسین نواسوں میں سے ایک نواسے ہیں۔ (ترمذی)

۸۹۸۶ - وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِیْ بَعْضِ الْحَاجَۃِ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰی شَیْءٍ لَا اَدْرِیْ مَا ھُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِیْ قُلْتُ مَا ھٰذَا الَّذِیْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَیْہِ فَکَشَفَہٗ فَاِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلٰی وَرِکَیْہِ فَقَالَ ھٰذَانِ اِبْنَایَ وَابْنَا اِبْنَتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ قُلْنَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ مُّحِبِّیْھِمَا وَمَوَالِیْھِمَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْ مُّبْغِضِیْھِمَا وَمُعَادِیْھِمَا.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں کسی کام کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی چیز اٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے‘ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز ہے؟ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا: آپ یہ کیا چیز اٹھائے ہوئے ہیں؟ آپ نے اس چیز سے کپڑا ہٹا دیا‘ میں نے دیکھا کہ آپ کی گود میں امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما تھے‘ فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں‘ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما‘ اور جو ان سے محبت کرے اس سے محبت فرما۔ (ترمذی) ہم یہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! ہمیں ان دونوں سے محبت کرنے والوں اور ان کے غلاموں میں سے بنا اور ان سے بغض رکھنے والوں اور ان سے دشمنی کرنے والوں میں سے نہ بنا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

٨٩٨٧ ـ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَاَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْاَلُوْنِیْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَیَّ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

عبدالرحمٰن بن ابی نعم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ کسی شخص نے ان سے محرم کے بارے میں سوال کیا' شعبہ کہتے ہیں: میرا گمان ہے کہ اس نے سوال کیا تھا کہ محرم مکھی مار دے تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اہل عراق مجھ سے مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو شہید کر دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں شہزادے دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔ (بخاری)

٨٩٨٨ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَیَّ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک حسن اور حسین دونوں دنیا سے میرے دو پھول ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٨٩ ـ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٩٠ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِاُمِّیْ دَعِيْنِیْ اٰتِی النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُصَلِّیْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَاَسْاَلُهُ اَنْ يَسْتَغْفِرَلِیْ وَلَكِ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلّٰى حِيْنَ صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَيْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهُ اَنْ يُسَلِّمَ عَلَیَّ وَيُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت دیجئے' تاکہ میں آپ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کروں اور آپ سے عرض کروں کہ میرے اور آپ کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں' پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی اور آپ نے نوافل ادا کیے حتیٰ کہ نمازِ عشاء ادا کی' پھر آپ اپنے گھر مبارک کی طرف واپس تشریف لائے تو میں آپ کے پیچھے چل پڑا' آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا: یہ کون ہے' حذیفہ ہے' میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: تمہیں کیا کام ہے' اللہ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت فرمائے' یہ فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا' اس نے اپنے رب کریم سے اجازت طلب کی تاکہ میری بارگاہ میں سلام پیش کرے اور مجھے خوش خبری دے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے' اور حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(ترمذی)

٨٩٩١ ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَالَ وَفِی الْحُسَيْنِ اَيْضًا كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ نہیں تھا' اور فرمایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔

(بخاری)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

الْبُخَارِیُّ.

٨٩٩٢ - وَعَنْهُ قَالَ اُتِیَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا قَالَ اَنَسٌ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن زیاد کے پاس سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور لایا گیا اور ایک تھال میں رکھ دیا گیا' ابن زیاد سر انور پر چھڑی سے مارنے لگا اور اس نے آپ کے حسن کے متعلق کوئی بات کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے' آپ کے بال مبارک وسمہ سے رنگے ہوئے تھے۔ (بخاری)

وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيْئَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِقَضِيْبٍ فِي اَنْفِهٖ وَمَا رَاَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حَسَنًا فَقُلْتُ اَمَا اِنَّهٗ كَانَ مِنْ اَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اقدس لایا گیا' ابن زیاد آپ کی ناک مبارک میں چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا کہ میں نے حسن میں ان جیسا کوئی نہیں دیکھا' تو میں نے کہا: سن لے! یہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔

٨٩٩٣ - وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ لَمَّا جِيْئَ بِرَأْسِ ابْنِ زِيَادٍ وَاَصْحَابِهٖ فَصُيِّرَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحْبَةِ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَاِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَتَخَلَّلُ الرُّءُوْسَ حَتّٰى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتّٰى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوْا قَدْ جَاءَتْ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عمارہ بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لا کر مسجد کے صحن میں رکھ دیئے گئے تو میں ان کی طرف گیا' جب کہ لوگ پکار رہے تھے: آ گیا! آ گیا! اچانک ایک سانپ آ کر سروں کے درمیان پھرنے لگا حتیٰ کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کی ناک میں گھس گیا اور کچھ دیر وہاں ٹھہرا رہا' پھر باہر نکلا اور چلا گیا حتیٰ کہ غائب ہو گیا' پھر لوگوں نے کہا: وہ آ گیا! سانپ نے دو یا تین مرتبہ اسی طرح کیا۔ اسے امام ترمذی نے روایت کر کے فرمایا: یہ حسن صحیح ہے۔

٨٩٩٤ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّاْسِ وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر نیچے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ (ترمذی)

٨٩٩٥ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا اِذَا جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ اَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک سیّدنا امام حسن و سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے انہوں نے سرخ قمیصیں زیب تن کی ہوئی تھیں' وہ لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن:١٥) نَظَرْتُ اِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِيْ وَرَفَعْتُهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

تھے رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے، آپ نے دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہیں (التغابن:١٥) میں نے ان دو بچوں کو دیکھا کہ یہ لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہوا، حتیٰ کہ میں نے اپنا سلسلہ کلام ختم کر کے انہیں اٹھا لیا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

٨٩٩٦ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّيْ اُحِبُّهُمَا.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ انہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر فرماتے: اے اللہ! ان سے محبت فرما کیونکہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنی ران مبارک پر بٹھا لیتے اور حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دوسری ران مبارک پر بٹھا لیتے، پھر دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا لیتے پھر دعا فرماتے: اے اللہ! ان پر رحم فرما! کیونکہ میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں۔ (بخاری)

٨٩٩٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا، بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ان کی امارت کو نشانہ اعتراض بناتے ہو تو اس سے پہلے تم ان کے والد کی امارت پر بھی اعتراض کرتے تھے، بہ خدا! ان کے والد امارت کے لائق تھے اور وہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے بعد یہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِيْ اٰخِرِهٖ اُوْصِيْكُمْ بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ.

اور مسلم کی روایت میں اسی کی مثل ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ میں تمہیں ان کے متعلق وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمہارے نیک لوگوں میں سے ہیں۔

٨٩٩٨ - وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ فَرَضَ لِاُسَامَةَ فِيْ ثَلَاثَةِ اٰلَافٍ وَّخَمْسِ مِائَةٍ وَّفَرَضَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ ثَلَاثَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِاَبِيْهِ لِمَ فَضَّلْتَ اُسَامَةَ عَلَيَّ فَوَاللّٰهِ مَا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر کا وظیفہ تین ہزار درہم مقرر فرمایا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا: آپ نے اسامہ کو مجھ پر فضیلت کیوں دی ہے؟ اللہ کی قسم! کسی غزوہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

سَبَقَنِی اِلٰی مَشْهَدٍ قَالَ لِاَنَّ زَیْدًا کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِیْكَ وَکَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ فَاٰثَرْتُ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِبِّیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

میں انہوں نے مجھ سے سبقت نہیں کی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زید' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیرے والد سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجھ سے زیادہ محبوب تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔ (ترمذی)

۸۹۹۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّنَحِّیَ مُخَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِیْ حَتّٰی اَنَا الَّذِیْ اَفْعَلُ قَالَ یَا عَائِشَةُ اَحِبِّیْهِ فَاِنِّیْ اُحِبُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی ناک صاف کرنا چاہی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: چھوڑیے! میں صاف کر دیتی ہوں' آپ نے فرمایا: اے عائشہ! اس سے محبت کرو کیونکہ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔ (ترمذی)

۹۰۰۰ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِیْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُصْمِتَ فَلَمْ یَتَکَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضَعُ یَدَیْهِ عَلَیَّ وَیَرْفَعُهُمَا فَاَعْرِفُ اَنَّهٗ یَدْعُوْا لِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ ناساز ہوئی تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ منورہ آئے' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' اس وقت آپ خاموش ہو چکے تھے اور کلام نہیں فرما رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست اقدس میرے اوپر رکھتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے' میں پہچان رہا تھا کہ آپ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۰۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ زَیْدَ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا کُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَیْدَ ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہم زید بن محمد کہہ کر ہی پکارا کرتے تھے' حتیٰ کہ قرآن مجید کا حکم نازل ہوا کہ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے بلایا کرو (الاحزاب:۵)۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۰۲ - وَعَنْ جَبَلَةَ ابْنِ حَارِثَةَ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْعَثْ مَعِیْ اَخِیْ زَیْدًا قَالَ هُوَ ذَا فَاِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ اَمْنَعْهُ قَالَ زَیْدٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَخْتَارُ عَلَیْكَ اَحَدًا قَالَ فَرَاَیْتُ رَاْیَ اَخِیْ اَفْضَلَ مِنْ رَّاْیِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بھائی زید کو میرے ساتھ روانہ فرما دیجئے' آپ نے فرمایا: وہ موجود ہیں' اگر تمہارے ساتھ چلے جائیں تو میں انہیں منع نہیں کروں گا' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں کسی کو آپ پر ترجیح نہیں دوں گا۔ حضرت جبلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کی رائے اپنی رائے سے بہتر پائی۔ (ترمذی)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابواسامہ ہے' آپ کی والدہ اُم سعدی بنت ثعلبہ' بنومعن سے تھیں۔ وہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر اپنے والدین سے ملنے گئیں' اس دوران بنوقین کے سوار لوٹ مار کر کے واپس آ رہے تھے' وہ حضرت زید

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

44

بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو خیمہ سے اٹھا کر لے گئے' اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی' انہوں نے حضرت زید کو عکاظ کے بازار میں فروخت کے لیے پیش کر دیا۔ حکیم بن حزام بن خویلد نے چار سو درہم میں انہیں خرید کر اپنی پھوپھی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے بعد حضرت زید بن حارثہ آپ کو ہبہ کر دیئے' پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو اطلاع ہوئی تو حضرت زید کے والد حارثہ اور چچا کعب انہیں لینے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کو اختیار دے دیا کہ چاہے مجھے پسند کر لو یا اپنے والدین کو پسند کر لو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کو اختیار کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں لے کر مقام حجر میں آئے' اور فرمایا: حاضرین! گواہ ہو جاؤ! زید میرا بیٹا ہے' یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں۔ اس کے بعد حضرت زید' زید بن محمد کہلانے لگے' حتیٰ کہ قرآن مجید کی یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی کہ لوگوں کو ان کے آباء کی طرف منسوب کر کے بلایا کرو۔ ایک قول کے مطابق مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر میں ان سے دس سال اور ایک قول کے مطابق بیس سال بڑے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آزاد کردہ لونڈی حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کیا جن سے حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے' پھر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کر دیا' انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے سوا کسی صحابی کا نام مذکور نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا" (الاحزاب:۳۷) "پھر جب زید کی غرض اس سے پوری ہوگئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی"۔ آپ سے آپ کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید وغیرہ نے احادیث روایت کیں۔ جمادی الاولیٰ ۸ ھ کو غزوۂ موتہ میں امیر لشکر کی حیثیت سے شامل ہوئے اور اسی غزوہ میں پچپن سال کی عمر میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۰۳ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے۔

سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے مدینہ منورہ میں ذوالحجہ ۸ ھ کو پیدا ہوئے اور سولہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۰۴ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب وہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو کہتے: اے دو پَروں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو۔ (بخاری)

۹۰۰۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ترمذی)

۹۰۰۶ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِيْنَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُوْنَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مسکینوں سے محبت فرماتے تھے اور ان کے ساتھ مجلس میں شریک ہوتے تھے اور ان سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْنِيْهِ بِاَبِی الْمَسَاكِيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

گفتگو کرتے تھے اور مساکین ان سے گفتگو کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہیں ابوالمساکین کی کنیت سے پکارا کرتے تھے۔ (ترمذی)

سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں، آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے ہیں، آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب طیار اور ذوالجناحین ہے۔ آپ نے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ کی طرف اور ایک مدینہ منورہ کی طرف)، آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب آپ ہی تھے، غزوۂ موتہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں امیر لشکر مقرر فرمایا۔ اس غزوہ میں آپ کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے، جس کے عوض اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو پَر عطا فرمائے، جن کے ساتھ آپ جنت میں ملائکہ کے ساتھ اُڑتے ہیں (اسی وجہ سے آپ کا لقب طیار، بہت زیادہ اُڑنے والا اور ذوالجناحین، دو پَروں والا ہے)، ۸ھ کو اکتالیس سال کی عمر میں غزوۂ موتہ میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے، آپ کے جسم پر نیزوں اور تلواروں کے نوے زخم تھے۔ (عمدۃ القاری ج۱۶ ص۲۱۹، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، اکمال فی اسماء الرجال ص۵۸۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

۹۰۰۷ - وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَاَنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ اِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُّبْشَرَةٍ وَاِذَا لَقَوْنَا لَقَوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلِ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى عَمِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِی الْمَصَابِيْحِ عَنِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ فِی الْمِرْقَاتِ فَمَا وَقَعَ فِی الْمَصَابِيْحِ سَهْوٌ وَّسَبَبُهٗ وَهْمٌ وَلَمْ يَقَعْ اِلٰى اَهْلِ الْحَدِيْثِ عَنْهُ رِوَايَةٌ.

حضرت عبد المطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں غصہ کی حالت میں حاضر ہوئے اور میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا، آپ نے فرمایا: آپ کو کس چیز نے غضب ناک کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا اور قریش کا کیا معاملہ ہے، جب وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملاقات کرتے ہیں تو دوسری حالت میں ملتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غضب ناک ہو گئے حتیٰ کہ آپ کا چہرۂ انور سرخ ہو گیا، پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے تمہارے ساتھ محبت نہ کرنے لگے، پھر فرمایا: اے لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے۔ (ترمذی) اور مصابیح میں ''عن المطلب'' کے الفاظ ہیں، اور مرقات میں فرمایا کہ مصابیح میں جو کچھ واقع ہوا ہے یہ سہو ہے اور اس کا سبب وہم ہے اور محدثین تک مطلب سے کوئی روایت نہیں پہنچی۔

۹۰۰۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں۔ (ترمذی)

۹۰۰۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا كَانَ غَدَاةُ الْاِثْنَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: جب پیر کی صبح ہو تو آپ اور آپ کی اولاد میرے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فَأْتِنِي أَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰى أَدْعُوَ لَكُمْ بِدَعْوَةٍ يَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهُ وَأَلْبَسَنَا كِسَاءَهُ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِي وَلَدِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

پاس آئیں تاکہ میں آپ کے لیے ایسی دعا کروں جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو نفع عطا فرمائے گا' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ ہم صبح کے وقت حاضر ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں چادر اوڑھائی' پھر دعا فرمائی: اے اللہ! عباس اور ان کی اولاد کی ایسی ظاہری و باطنی بخشش فرما جو کسی گناہ کو باقی نہ چھوڑے' اے اللہ! ان کی اولاد کے سلسلہ میں ان کی حفاظت فرما۔ (ترمذی)

وَزَادَ رَزِيْنٌ وَاجْعَلِ الْخِلَافَةَ بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ.

رزین نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ (آپ نے فرمایا:) خلافت کو ان کی اولاد میں باقی رکھ۔

۹۰۱۰ - وَعَنْهُ قَالَ ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى صَدْرِهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سینے سے لگایا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اسے حکمت کی تعلیم عطا فرما۔

وَفِي رِوَايَةٍ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ یوں دعا کی: اسے کتاب کی تعلیم عطا فرما۔

۹۰۱۱ - وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوْءً فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَّضَعَ هٰذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کی جگہ تشریف لے گئے' میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا' جب آپ باہر تشریف لائے' فرمایا: یہ پانی کس نے رکھا ہے' آپ کو خبر دی گئی تو آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۱۲ - وَعَنْهُ أَنَّهُ رَاٰى جِبْرِيْلَ مَرَّتَيْنِ وَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے دو مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور دو مرتبہ ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔ (ترمذی)

۹۰۱۳ - وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ دَعَا لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّؤْتِيَنِي اللّٰهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے دو مرتبہ دعا فرمائی کہ مجھے اللہ تعالیٰ حکمت عطا فرمائے۔ (ترمذی)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے اور ان کی عمر آپ سے دو سال زیادہ تھی۔ آپ کی والدہ نمر بن قاسط کے قبیلہ سے تھیں' وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے کعبۃ اللہ پر ریشمی غلاف چڑھایا' اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بچپن میں گم ہوئے تو آپ کی والدہ نے نذر مانی کہ اگر میرا بیٹا مل گیا تو میں کعبۃ اللہ کو غلاف پہناؤں گی۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ مل گئے تو والدہ نے اپنی نذر پوری کی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں سردار تھے' مسجد حرام میں حاضری دینے والوں کو پانی پلانے کی خدمات آپ سرانجام دیتے اور کعبہ شریف کی تعمیر و ترقی میں مشغول رہتے' کعبۃ اللہ کا طواف کرنے والے قریش کو نیکی کی تعلیم دیتے اور برائیوں کے ارتکاب سے منع فرماتے۔ وصال کے وقت آپ نے ستر غلام آزاد کیے۔ آپ کی ولادت واقعہ فیل سے پہلے ہوئی اور بہ روز جمعہ ۱۲ رجب ۳۲ھ کو ۸۸ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے' آپ پہلے ہی اسلام لا چکے تھے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

لیکن اسلام کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ جنگ بدر میں مجبوراً کفار کے ساتھ آئے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جسے عباس ملیں' وہ انہیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ مجبوراً آئے ہیں۔ ابوالیسر کعب بن عمر نے آپ کو قید کیا' پھر آپ فدیہ دے کر رہا ہوئے اور واپس مکہ مکرمہ چلے گئے' پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے' آپ سے بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۰۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں' آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا' نبی کریم ﷺ کی زوجہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں' آپ ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک تیرہ سال تھی' بعض نے کہا: پندرہ سال' اور بعض نے کہا: دس سال تھی۔ آپ کا لقب حبر الامۃ ہے یعنی آپ نبی کریم ﷺ کی امت کے بہت بڑے عالم ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے حکمت' فقہ اور تاویل کی دعا فرمائی تھی۔ آپ نے دومرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کی زیارت کی۔ مسروق نے کہا کہ جب میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی زیارت کی تو میں کہہ اٹھا کہ یہ سب لوگوں سے زیادہ خوب صورت ہیں اور جب میں نے ان کی گفتگو سنی تو میں نے کہا کہ یہ تمام لوگوں سے زیادہ فصیح ہیں' اور جب انہوں نے حدیث بیان کی تو مجھے کہنا پڑا کہ یہ تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں اپنے قریب بٹھاتے اور جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موجودگی میں ان کے ساتھ مشورہ فرماتے' آخری عمر میں آپ کی بینائی ختم ہوگئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ۶۸ھ کو اکہتر سال کی عمر میں طائف میں آپ کا وصال ہوا' آپ سے بہت سے صحابہ کرام اور تابعین عظام نے احادیث روایت کی ہیں۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِي — فصل الثانی

فِيْ مَنَاقِبِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی تعداد

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی تعداد اور ان کے ساتھ نکاح کی ترتیب میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ مشہور قول یہ ہے کہ گیارہ خوش نصیب خواتین ہیں جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے نکاح فرمایا اور ان کی رخصتی عمل میں آئی۔ وصال کے وقت آپ کے نکاح میں نو ازواج مطہرات تھیں۔ ازواجِ مطہرات کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) سیدہ ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا' ان کے ساتھ نکاح کے وقت نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال اور سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا نبی کریم ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی' ہجرت سے تین سال پہلے ان کا وصال ہوا۔

(۲) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح فرمایا اور سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ان کی رخصتی ہوئی' ۵۴ھ میں ان کا وصال ہوا۔

(۳) سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا' نکاح کے وقت ان کی عمر چھ سال تھی اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔

(۴) حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔
(۶) حضرت اُم سلمہ، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے آخر میں سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔
(۷) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد ازواجِ مطہرات میں سب سے پہلے ان کا وصال ہوا۔
(۸) حضرت اُم حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا، شاہ حبشہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کیا۔
(۹) حضرت جُویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ مریسیع میں انہیں قیدی بنایا اور پھر آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔
(۱۰) حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا، یہ حضرت سیّدنا ہارون علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں، فتح خیبر کے موقع پر یہ قید ہوئیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔
(۱۱) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا۔

ایک قول کے مطابق چار باندیوں کو شرفِ صحبت حاصل ہوا، ان میں سب سے مشہور سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تعداد، ان کی ترتیب، آپ کے وصال سے پہلے جن کی وفات ہوئی، ان کی تعداد جن سے آپ نے صحبت فرمائی اور جن سے صحبت نہیں فرمائی، جن کو آپ نے پیغام نکاح دیا اور نکاح نہیں فرمایا اور جن خواتین نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۱۶، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

٩٠١٤ - **عَنْ عَلِيٍّ** قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: دنیا کی عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران ہیں اور دنیا کی عورتوں میں سے بہترین خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاَشَارَ وَكِيْعٌ اِلَى السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ ابوکریب نے کہا: اور وکیع نے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا۔

٩٠١٥ - **وَعَنْ** اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَاٰسِيَةُ اِمْرَاَةُ فِرْعَوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہان کی عورتوں میں (فضائل ومناقب میں) تمہارے لیے ان عورتوں کا ذکر ہی کافی ہے: (۱) مریم بنت عمران (۲) خدیجہ بنت خویلد (۳) فاطمہ بنت محمد (۴) آسیہ زوجہ فرعون۔ (ترمذی)

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین سیّدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد رضی اللہ عنہا قرشیہ ہیں۔ پہلے آپ ابوہامہ بن زرارہ کے نکاح میں تھیں، پھر عتیق بن عائذ نے ان سے نکاح کیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا، اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پہلے کسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور نہ ہی ان سے نکاح فرمانے کے بعد ان کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

وصال تک کسی عورت سے نکاح کیا۔ یہ تمام مردوں اور عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں' حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد انہی سے ہے۔صرف حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ' حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے ہیں' ہجرت سے پانچ سال پہلے نبوت کے دسویں سال پینسٹھ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ان کا وصال ہوا اور مقام حجون میں مدفون ہوئیں' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں پچیس سال گزارے۔(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۳' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٩٠١٦ ـ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضِحْكِهَا قَالَتْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِيْ اِنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ فِي الْمِرْقَاتِ اِنَّمَا يُنَاسِبُ هٰذَا الْحَدِيْثُ لِهٰذَا الْفَصْلِ حَيْثُ ذُكِرَتْ فِيْهِ مَرْيَمُ وَهِيَ تَكُوْنُ زَوْجَةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے سال حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلا کر ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ رو پڑیں' پھر ان سے بات کی تو وہ ہنس پڑیں' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا' تو میں نے ان سے ان کے رونے اور ہنسنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ میرا وصال ہو جائے گا' تو میں رو پڑی' پھر آپ نے مجھے خبر دی کہ میں مریم بنت عمران کے علاوہ جنتی عورتوں کی سردار ہوں' تو میں ہنس پڑی۔(ترمذی) صاحب مرقات بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک کی اس فصل کے ساتھ محض یہ مناسبت ہے کہ اس حدیث پاک میں حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام کا ذکر ہے اور وہ جنت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہوں گی۔

٩٠١٧ ـ وَعَنْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰى جِبْرَئِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْكَ فَاقْرَاْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ خدیجہ آپ کے پاس برتن لے کر آ رہی ہیں جس میں سالن یا کھانا ہے' جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پیش فرمائیں اور انہیں جنت میں خول دار موتیوں سے بنے ہوئے ایسے گھر کی خوش خبری دیں جس میں نہ شور وغل ہو گا نہ تھکاوٹ ہو گی۔(بخاری ومسلم)

٩٠١٨ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَاَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنَّهٗ لَمْ تَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِمْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں سے مجھے کسی زوجہ پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا رشک مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آیا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں' لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ کثرت ان کا ذکر فرماتے' بعض اوقات آپ بکری ذبح فرماتے اور اس کے اعضاء کاٹ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دیتے۔بعض اوقات میں آپ سے عرض کرتی: گویا دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں' تو آپ فرماتے: وہ ایسی ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہے۔(بخاری ومسلم)

٩٠١٩ ـ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا اَرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل ہیں جو تمہیں سلام پیش کر رہے ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اور ان پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو' آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ وہ دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی تھی۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۲۰ - **وَعَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَجِيْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهِ امْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَّجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تین رات خواب میں مجھے تم دکھائی گئیں' فرشتہ عمدہ ریشمی کپڑے میں تمہاری تصویر لاتا رہا' فرشتے نے مجھ سے عرض کیا: یہ آپ کی زوجہ ہیں' میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا وہ تم تھیں' میں نے کہا: اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا فرمائے گا۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۲۱ - **وَعَنْهَا** اَنَّ جِبْرَئِيْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سبز ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں ان کی تصویر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں لائے اور عرض کیا: یہ دنیا وآخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۲۲ - **وَعَنْهَا** قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِهٖ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اَذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے تحائف بھیجنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کرتے تھے اور اس سے وہ رسول اللہ ﷺ کی رضا چاہتے تھے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے دو گروہ تھے' ایک گروہ میں عائشہ' حفصہ' صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ اور باقی ازواجِ رسول رضی اللہ عنہن تھیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے مشورہ کر کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے بات کرو کہ آپ صحابہ سے فرمائیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ پیش کرنا چاہے تو وہ آپ کو ہدیہ پیش کر دے' آپ جہاں بھی ہوں' انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے انہیں فرمایا: عائشہ کے متعلق مجھے تکلیف نہ دو' مجھ پر عائشہ کے سوا کسی زوجہ کے بستر میں وحی نازل نہیں ہوتی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی ایذاء سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔ پھر انہوں نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا اور انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا: پیاری بیٹی! کیا تمہیں وہ چیز محبوب نہیں' جو مجھے محبوب ہے؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: تو ان سے محبت کرو۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاَحِبِّىْ هٰذِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ اُم رومان بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہا ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام دیا اور ہجرت سے تین سال پہلے شوال ۱۰ نبوی کو مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح فرمایا اور ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد ۲ ھ کو مدینہ منورہ میں ان کی رخصتی ہوئی۔ بعض نے کہا کہ مدینہ منورہ تشریف آوری کے سات ماہ بعد ان کی رخصتی ہوئی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں نو سال گزارے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں فرمائی۔ آپ فقیہہ' عالمہ' فاضلہ اور فصیحہ تھیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہت سی احادیث روایت کیں' آپ کو ایامِ عرب اور اشعار کا علم تھا' آپ سے بہت سے صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان نے احادیث روایت کیں۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ ھ منگل کی شب کو مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا' بعض نے کہا: سن وصال ۵۸ ھ ہے۔ آپ کی وصیت تھی کہ مجھے رات کو دفن کیا جائے' آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس وقت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت تھا اور مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی والدہ زینب بنت مظعون ہیں' یہ پہلے خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں' غزوۂ بدر کے بعد ان کے ساتھ ہجرت کی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے نکاح کا ذکر کیا' مگر دونوں حضرات میں سے کسی نے جواب نہیں دیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا اور آپ نے ۳ھ کو ان کے ساتھ نکاح کیا۔ آپ نے انہیں ایک طلاق دی' پھر رجوع فرمالیا کیونکہ آپ پر وحی نازل ہوئی کہ حفصہ سے رجوع فرمالیں' وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور قیام کرنے والی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہیں۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک جماعت نے احادیث روایت کیں۔ ۴۵ ھ کو ساٹھ سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا بنو اسرائیل سے ہیں' آپ سیدنا ہارون علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ پہلے کنانہ بن ابی حقیق کے نکاح میں تھیں' وہ محرم ۷ ھ کو خیبر کے روز قتل ہو گیا اور آپ قید کر لی گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو منتخب فرمالیا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ دحیہ بن خلیفہ کلبی کے حصہ میں آئیں' آپ نے ان سے خرید لیا۔ آپ مسلمان ہو گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آزاد کر کے آپ سے نکاح فرمالیا اور آپ کی آزادی کو ہی حق مہر قرار دیا۔ ۵۰ ھ میں آپ کو وصال ہوا اور آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ آپ سے حضرت انس اور حضرت ابن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۱' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے ابتداء میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ پہلے اپنے چچا زاد سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں'

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس کے فوت ہو جانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا اور مکہ میں ہی ان کی رخصتی ہوئی۔ ان سے نکاح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ہوا' آخری عمر میں نبی کریم ﷺ نے انہیں طلاق دینا چاہی تو انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے طلاق نہ دیں اور آپ نے اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی' پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں طلاق نہیں دی۔ شوال ۵۴ھ کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۹' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا پہلے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور جب ۳ھ یا ۴ھ کو ان کا انتقال ہو گیا تو اسی سال شوال المکرّم میں نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ ۵۹ھ میں ان کا وصال ہوا' وصال کے وقت ان کی عمر چوراسی سال تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عائشہ صدیقہ' آپ کی صاحبزادی زینب' آپ کے صاحبزادے عمر' حضرت ابن مسیّب اور بہت سے صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ سے احادیث روایت کیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۹' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٩٠٢٣ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ مَا اشْتَكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو جب بھی کسی حدیث میں اشکال ہوا اور ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا تو ان کے پاس اس کا علم پایا۔ ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

٩٠٢٤ - وَعَنْ مُّوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح نہیں دیکھا۔ اسے ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

٩٠٢٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ بَلَغَ صَفِيَّةَ اَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ فَقَالَتْ قَالَتْ لِيْ حَفْصَةُ اِنِّيْ اِبْنَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ وَاِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَاِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ فَفِيْمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ ثُمَّ قَالَ اتَّقِى اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے' تو وہ رونے لگیں۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہ رو رہی تھیں' آپ نے فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا: مجھے حفصہ نے یہودی کی بیٹی کہا ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک تم نبی کی بیٹی ہو' اور تمہارے چچا نبی ہیں اور تم نبی کے نکاح میں ہو' تو وہ تم پر کس بات میں فخر کرتی ہیں' پھر فرمایا: اے حفصہ! اللہ سے ڈرو! (ترمذی' نسائی)

بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ

جامع المناقب

٩٠٢٦ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ فِيْ يَدِيْ سَرَقَةً مِّنْ حَرِيْرٍ لَا اَهْوِيْ بِهَا اِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِيْ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے' میں اس کے ذریعے جنت کے جس مقام پر جانا چاہتا ہوں وہ ٹکڑا مجھے اُڑا کر وہاں لے جاتا ہے' میں نے سیّدہ حفصہ

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

رضی اللہ عنہما سے اس خواب کا ذکر کیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہ خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا: یقیناً تمہارا بھائی نیک ہے' یا فرمایا: یقیناً عبداللہ نیک مرد ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب قرشی عدوی ہیں' بچپن میں اپنے والد ماجد کے ساتھ مکہ معظمہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے' صحیح یہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شرکت کی۔ آپ بڑے متقی' عالم' زاہد اور انتہائی محتاط تھے' نزولِ وحی سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے تین ماہ بعد تہتر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی وصیت تھی کہ آپ کو حل میں دفن کیا جائے مگر حجاج بن یوسف کی وجہ سے اس وصیت پر عمل نہ ہو سکا اور آپ مہاجرین کے قبرستان میں ذی طویٰ کے مقام پر مدفون ہوئے۔ چوراسی یا چھیاسی سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۲۷ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّسَمْتًا وَّهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابْنِ اُمِّ عَبْدٍ مِّنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ گھر سے باہر نکلنے کے وقت سے واپس گھر چلے جانے تک گفتار' طریقے اور سیرت میں تمام لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے' ہم نہیں جانتے کہ جب وہ خلوت میں ہوتے تھے تو اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے' آپ ہذلی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے کچھ عرصہ پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص خادم اور صاحب اسرار تھے' سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک' نعلین مبارک اور وضو کا برتن اٹھانے کی خدمت سرانجام دیتے تھے۔ آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی' غزوۂ بدر میں اور اس کے بعد تمام غزوات میں شرکت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی' ۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا' جنت البقیع میں مدفون ہوئے' آپ کی عمر مبارک ساٹھ سال سے زائد تھی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۲۸ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَّا نُرٰى اِلَّا اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَهُوَ عِنْدَ اَئِمَّتِنَا اَفْقَهُ الصَّحَابَةِ بَعْدَ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے' کچھ عرصہ ہم یہی گمان کرتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے ایک فرد ہیں' کیونکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ان کا اور ان کی والدہ کا حاضر ہونا دیکھا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے ائمہ کے نزدیک خلفائے اربعہ کے بعد تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے زیادہ فقیہ ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۹۰۲۹ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا مِّنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمْ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں مشورہ کے بغیر کسی کو امیر مقرر فرماتا تو ابن ام عبد' عبد اللہ بن مسعود کو امیر مقرر فرماتا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۹۰۳۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْتَقْرِءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چار اشخاص سے قرآن سیکھو: (۱) عبد اللہ بن مسعود (۲) ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم (۳) ابی بن کعب (۴) معاذ بن جبل۔ (بخاری' مسلم)

حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سالم بن معقل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے' آپ اہلِ فارس میں سے ہیں۔ افاضل و اکابر صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے' آپ کو مہاجرین سے بھی شمار کیا جاتا ہے اور انصار سے بھی شمار کیا جاتا ہے' کیونکہ آپ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کے غلام تھے' انہوں نے آپ کو آزاد کر دیا تو حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہما مہاجر تھے' لہٰذا اس نسبت سے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کا شمار بھی مہاجرین سے ہوتا ہے اور حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور آپ کی مالکہ انصاریہ تھیں' لہٰذا انصار میں بھی آپ کا شمار ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے پہلے آپ قباء میں مہاجرین صحابہ کی امامت کرواتے تھے۔ ان میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے اور ۱۲ھ جنگ یمامہ میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۲۴۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ کا نام ونسب یہ ہے: ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار انصاری خزرجی نجاری' آپ کی کنیت ابو المنذر اور ابو الطفیل ہے' آپ سابقین انصار سے ہیں' عقبہ میں آپ حاضر ہوئے۔ ۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا۔ (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۲۷۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۹۰۳۱ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنَ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ اَصْحَابِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَّتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد میرے صحابہ میں سے ابوبکر وعمر کی پیروی کرنا اور عمار کی سیرت کو اپنالینا اور ابن ام عبد کی وصیت کو مضبوطی سے تھام لینا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ حُذَيْفَةَ مَا حَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ بَدَلَ وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ لِذَا يَخْتَارُ اِمَامُنَا الْاَعْظَمُ رِوَايَتَهُ وَقَوْلَهُ عَلٰى سَائِرِ

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابن ام عبد کی وصیت کو مضبوطی سے تھام لینا کی بجائے یہ الفاظ ہیں کہ جو کچھ تمہیں ابن مسعود بیان کریں' تم اس کی تصدیق کرنا۔ (ترمذی) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اسی لیے ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ ان کی کمال فقاہت اور خالص وصیت کی بناء پر چاروں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الصَّحَابَةِ بَعْدَ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ لِكَمَالِ فَقَاهَتِهٖ وَنُصْحِ وَصِيَّتِهٖ.

خلفاء کے بعد باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان پر ان کی روایت اور ان کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عمار بن یاسر عنسی بنومخزوم کے آزاد کردہ غلام اور ان کے حلیف ہیں' آپ کے والد یاسر اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے چوتھے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے۔ حارث اور مالک تو یمن چلے گئے اور یاسر مکہ معظمہ میں رہ گئے۔ یاسر نے ابوحذیفہ بن مغیرہ کے ساتھ حلف کر لیا' ابوحذیفہ نے اپنی لونڈی سمیہ کا نکاح یاسر سے کر دیا' جس سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ابوحذیفہ نے انہیں آزاد کر دیا' لہٰذا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد ابوحذیفہ کے حلیف اور آپ آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ ابتداء میں اسلام قبول کرنے والے ان کمزور مؤمنین میں سے ہیں جنہیں مکہ والے اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ مشرکین نے آپ کو آگ میں ڈال دیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے گزرے تو آپ نے فرمایا: اے آگ! عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام طیب اور مطیب رکھا۔ ۳۷ھ میں جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی معیت میں ترانوے سال کی عمر میں آپ شہید ہوئے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۱۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۰۳۲ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ اِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ وَلٰكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ وَمَا اَقْرَاَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اچھا ہوتا کہ آپ کسی کو خلیفہ منتخب فرما دیتے' آپ نے فرمایا: اگر میں کسی کو تم پر خلیفہ بنا دیتا اور تم اس کی نافرمانی کرتے تو تمہیں عذاب دیا جاتا' البتہ حذیفہ تم سے جو بیان کریں تم اس کی تصدیق کرو اور عبداللہ تمہیں جو پڑھائیں تم اسے پڑھو۔ (ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حسیل اور لقب یمان ہے' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رازدان ہیں۔ سیدنا عمر فاروق' حضرت علی المرتضیٰ' حضرت ابودرداء اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ سے احادیث روایت کیں۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس روز بعد ۳۵ھ میں مدائن کے مقام پر آپ کا وصال ہوا اور اسی جگہ آپ کا مزار پرانوار ہے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۰' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۳ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَاءِ قُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شام میں آیا اور دو رکعت نماز ادا کی' پھر میں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے نیک ہم نشیں میسر فرما' پھر میں ایک قوم کے پاس آ کر ان کے قریب بیٹھ گیا' اچانک ایک بزرگ تشریف لائے اور میرے پہلو میں بیٹھ گئے' میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی صحبت میسر فرمائی' انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں اہل کوفہ سے ہوں' انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے درمیان نعلین' تکیہ اور وضو کے برتن والے ابن ام عبد نہیں ہیں اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

وَفِيكُمُ الَّذِي اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ يَعْنِي عَمَّارًا اَوَ لَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ يَعْنِي حُذَيْفَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تمہارے درمیان وہ شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس پر شیطان سے پناہ عطا فرمائی ہے یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور تمہارے درمیان اس راز والے ہیں جس راز کو ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا' یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ (بخاری)

وَفِي رِوَايَةٍ لَّهٗ فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتَ كَذَا فِي جَامِعِ الْاُصُوْلِ.

اور انہی کی روایت میں ہے کہ فرمایا: تم کن سے ہو؟ جامع الاصول میں اسی طرح ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ اُخْرٰى لَهٗ مِنْ اَيْنَ اَنْتَ كَذَا فِي الْحُمَيْدِيِّ.

اور انہی کی دوسری روایت میں ہے: تم کہاں سے ہو۔ حمیدی میں اسی طرح ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابودرداء عویمر بن عامر انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں' درداء آپ کی صاحبزادی کا نام ہے۔ عالم' فقیہ اور حکیم صحابہ کرام میں آپ کا شمار ہوتا ہے' ملک شام میں آپ نے سکونت اختیار کی اور ۳۲ھ میں دمشق کے اندر آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۴ - وَعَنْ خَيْثَمَةَ ابْنِ اَبِي سَبْرَةَ قَالَ اَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَسَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسَّرَ لِي اَبَا هُرَيْرَةَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ اِنِّي سَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِي فَقَالَ مِنْ اَيْنَ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوفَةِ جِئْتُ اَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَاَطْلُبُهٗ فَقَالَ اَلَيْسَ فِيكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُّجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبُ طُهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعْلَيْهِ وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّارٌ الَّذِي اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ يَعْنِي الْاِنْجِيلَ وَالْقُرْاٰنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت خیثمہ بن ابی سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرمادے' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میسر فرمائی' میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا تھا کہ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرمادے' اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی موافقت نصیب فرمادی' آپ نے فرمایا: تم کہاں سے ہو' میں نے عرض کیا: میں اہل کوفہ سے ہوں' آپ کی بارگاہ میں خیر کی تلاش و جستجو میں آیا ہوں' آپ نے فرمایا: کیا تم میں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نہیں ہیں' جو مستجاب الدعوات ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں ہیں' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کروانے والے ہیں اور آپ کے نعلین مبارک اٹھانے والے ہیں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نہیں ہیں' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز دان ہیں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نہیں ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس پر شیطان سے پناہ عطا فرمائی ہے' اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نہیں ہیں جو دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن والے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے' مشہور قول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالشمس یا عبد عمرو تھا اور اسلام میں آپ کا نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن ہے' آپ دوسی ہیں۔ حاکم ابواحمد نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے اور ان کی کنیت اتنی غالب ہوئی کہ گویا ان کا کوئی نام ہی نہیں ہے۔ خیبر کے سال انہوں نے اسلام قبول کیا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

اور غزوۂ خیبر میں شرکت کی۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت کو لازم کر لیا' جہاں نبی کریم ﷺ تشریف لے جاتے' آپ بھی ساتھ جاتے اور جب دوسرا صحابی موجود نہ ہوتا آپ اس وقت بھی حاضرِ خدمت ہوتے۔ آپ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں مگر یاد نہیں رہتیں۔ آپ نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ! میں نے چادر بچھادی' اس کے بعد آپ کی کوئی حدیث مجھے نہیں بھولی۔ ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں اٹھہتر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے پاس ایک چھوٹی سی بلی تھی' اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے آپ نام ابوہریرہ رکھا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۲۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ رامہرمز فارسی کی نسل سے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ اصفہان کے ایک گاؤں راجی کے رہنے والے تھے۔ آپ نے دین کی طلب میں سفر کیا' پہلے عیسائیت اختیار کی اور اس سلسلہ میں بڑی مشقتیں برداشت کیں' پھر عربوں نے گرفتار کر کے آپ کو غلام بنالیا اور یہودیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا' آپ کے یہودی آقا نے آپ کو مکاتب بنادیا۔ نبی کریم ﷺ نے کتابت کا معاوضہ ادا کرنے میں آپ کے ساتھ تعاون فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے پر آپ نے اسلام قبول کیا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں اور سلمان ان لوگوں میں سے ہیں' جن کی جنت مشتاق رہتی ہے۔ آپ نے طویل عمر پائی' آپ کی عمر اڑھائی سو سال اور ایک قول کے مطابق ساڑھے تین سو سال تھی' پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ آپ خود کما کر کھاتے اور صدقہ کرتے تھے۔ ۳۵ھ میں مدائن کے مقام پر آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۷' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۵۔ **وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَّبِلَالٌ وَّرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾** (الانعام:۵۲) **رَوَاهُ مُسْلِمٌ.**

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ حضرات نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے کہ مشرکین نے آپ سے کہا: انہیں دور فرمادیجئے! یہ ہمارے سامنے آنے کی جرأت نہ کریں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ہذیل کا ایک شخص اور بلال رضی اللہ عنہ تھے' دو اور شخص تھے جن کے میں نام نہیں لیتا۔ رسول اللہ ﷺ کے دل میں آیا جو اللہ نے چاہا آپ نے اپنے دل میں کچھ سوچا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: تم انہیں اپنی بارگاہ سے دور نہ فرماؤ جو صبح وشام اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں (الانعام:۵۲)۔ (مسلم)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ مکہ معظمہ میں آپ نے سب سے پہلے اپنے اسلام کا اظہار کیا' بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ آخر میں ملک شام میں سکونت اختیار کی۔ صحابہ وتابعین کی ایک جماعت نے آپ سے احادیث روایت کیں۔ ۲۰ھ کو دمشق میں آپ کا وصال ہوا اور بابِ صغیر کے پاس مدفون ہوئے' اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی' ایک قول یہ ہے کہ حلب میں آپ کا وصال ہوا اور باب الاربعین میں مدفون

ہوئے' صاحب کشاف نے پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ اسلام لانے پر اہل مکہ آپ کو ایذائیں پہنچاتے تھے' امیہ بن خلف آپ کو سزا دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں آپ کو طاقت عطا فرمائی اور آپ نے اپنے ہاتھوں سے امیہ بن خلف کو واصلِ جہنم کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار بلال کو آزاد کیا ہے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۷' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۶ - **وَعَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰی بَعْضِ نِسَائِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَاءٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُخْرٰی فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّضَیِّفُهٗ یَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰی رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا قُوْتُ صِبْیَانِیْ قَالَ فَعَلِّلِیْهِمْ بِشَیْءٍ وَّنَوِّمِیْهِمْ فَاِذَا دَخَلَ ضَیْفُنَا فَاَرِیْهِ اَنَّا نَاْكُلُ فَاِذَا اَهْوٰی بِیَدِهٖ لِیَاْكُلَ فَقُوْمِیْ اِلَی السِّرَاجِ كَیْ تُصْلِحِیْهِ فَاَطْفِئِیْهِ فَفَعَلَتْ فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّیْفُ وَبَاتَا طَاوِیَیْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ اَوْ ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ فُلَانٍ وَّفُلَانَةٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں حاجت مند ہوں' آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے پاس پیغام بھیجا' انہوں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میرے پاس تو صرف پانی ہے' پھر آپ نے دوسری ام المؤمنین کی طرف پیغام بھیجا' انہوں نے بھی اسی طرح عرض کیا اور تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اسی طرح عرض کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے کون مہمان بنائے گا' اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے گا' انصار میں سے ایک شخص جنہیں ابوطلحہ کہا جاتا تھا' وہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں اور وہ اس شخص کو لے کر اپنے گھر چلے گئے اور اپنی بیوی سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ بیوی نے عرض کیا: صرف بچوں کے لیے کھانا ہے' آپ نے فرمایا: بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دے اور جب ہمارا مہمان آئے تو ظاہر کرنا کہ ہم کھا رہے ہیں' اور جب وہ کھانے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھائے تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے کھڑی ہو کر چراغ کے قریب جا کر اسے بجھا دینا' بیوی نے ایسا ہی کیا' وہ بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھایا اور دونوں نے خالی پیٹ رات گزار دی' جب صبح ہوئی تو صبح کے وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فلاں مرد اور فلاں عورت کی حالت پر اپنی شان کے لائق تعجب فرمایا ہے یا اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق مسکرایا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ راضی ہوا ہے)۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ مِّثْلُهٗ وَلَمْ یُسَمِّ اَبَا طَلْحَةَ وَفِیْ اٰخِرِهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

اور ایک روایت میں اسی کی مثل ہے اور اس میں ابوطلحہ کا نام ذکر نہیں کیا' اور اس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: اور وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود محتاج ہوں (الحشر: ۹)۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوطلحہ زید بن سہل انصاری نجاری اپنی کنیت سے مشہور ہیں' آپ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے خاوند ہیں' ماہر تیرانداز تھے' لشکر میں ان کی آواز سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کی آواز ہی پوری جماعت سے بہتر ہے۔ ستر سال

کی عمر میں ۱۳ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ ستر صحابہ کے ساتھ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے' غزوۂ بدر اور اس کے بعد والے غزوات میں شرکت کی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۱' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیدہ اُم سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے نام میں اختلاف ہے' آپ کا نام سہلہ یا رملہ یا ملیکہ یا غمصہ یا رمیصاء ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن نضر نے آپ سے شادی کی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے' پھر مالک بن نضر مشرک ہونے کی حالت میں ہی قتل ہو گیا تو ابوطلحہ نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا' اس وقت وہ مشرک تھے' اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی' وہ اسلام لے آئے تو آپ نے فرمایا کہ میں تم سے شادی کر لوں گی اور اسلام کے سوا کسی مہر کا مطالبہ نہیں کروں گی' پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۹' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۷ - **وَعَنْ** جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ اِمْرَاَةَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِيْ فَاِذَا بِلَالٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَكَذَا الْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ذَكَرَهُ السَّيِّدُ جَمَالُ الدِّيْنِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے ابوطلحہ کی بیوی کو دیکھا اور میں نے اپنے آگے آگے قدموں کی آہٹ سنی' دیکھا تو وہ بلال تھے۔ (مسلم) اسی طرح بخاری ونسائی میں ہے۔ اسے سیّد جمال الدین نے ذکر کیا ہے۔

۹۰۳۸ - **وَعَنْهُ** قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا اَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِيْ بِلَالًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ابوبکر ہمارے سردار ہیں' جنہوں نے ہمارے سردار یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ (بخاری)

۹۰۳۹ - **وَعَنْ** قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِيْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِلّٰهِ فَدَعْنِيْ وَعَمَلَ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لیے خریدا ہے تو مجھے روک لیں اور اگر محض رضائے الٰہی کے لیے خریدا ہے تو مجھے اللہ کے عمل کے لیے چھوڑ دیں۔ (بخاری)

۹۰۴۰ - **وَعَنْ** عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ فِيْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ قَالُوْا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَخِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان' حضرت سلمان' حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے پاس آئے جب کہ وہ ایک جماعت میں موجود تھے' انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن سے اپنا حصہ وصول نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم یہ بات قریش کے بزرگ اور سردار کے لیے کہتے ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ کو اس کی اطلاع دی گئی' آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے' اگر تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے بھائیو! میں نے تمہیں ناراض کر ڈالا ہے' انہوں نے کہا: نہیں! اے بھائی! اللہ تعالیٰ

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آپ کی مغفرت فرمائے! (مسلم)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن جدعان کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ تیمی ہیں' آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ آپ دجلہ و فرات کے درمیان موصل کے علاقہ میں رہائش پذیر تھے۔ رومیوں نے وہاں حملہ کیا تو بچپن میں ہی آپ قیدی بنالیے گئے' روم میں ہی آپ کی پرورش ہوئی۔ رومیوں سے کلب نے آپ کو خریدا اور مکہ مکرمہ لے آیا' پھر عبداللہ بن جدعان نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا اور فوت ہونے تک اپنے ساتھ رکھا۔ ایک قول یہ ہے کہ روم میں ہی آپ جوان ہوئے اور باشعور ہونے پر وہاں سے بھاگ کر مکہ مکرمہ آ گئے اور عبداللہ بن جدعان کے حلیف بن گئے' آپ ابتداء میں ہی مکہ مکرمہ میں اسلام لے آئے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ایک ہی دن اسلام قبول کیا' اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے اور تیس سے زائد مسلمان ہو چکے تھے۔ آپ ان کمزور صحابہ میں سے ہیں جنہیں مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرنے پر سزائیں دی جاتی تھیں' پھر آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے۔ آپ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: ''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ''۔ ۸۰ھ کو مدینہ منورہ میں نوے سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ٦٠٠' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٩٠٤١ - وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہجرت کی تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر لازم ہو گیا' ہم میں سے بعض وہ ہیں جو گزر گئے اور انہوں نے اپنے (دنیاوی) اجر سے کوئی حصہ حاصل نہیں کیا' انہی میں سے مصعب بن عمیر ہیں' جو احد کے روز شہید ہوئے تو ان کے کفن کے لیے ایک چادر کے علاوہ کوئی کپڑا میسر نہیں تھا' جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے قدم ننگے ہو جاتے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس چادر سے ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے قدموں پر اذخر گھاس ڈال دو' اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کے لیے ان کا پھل پک چکا ہے اور وہ اسے چن رہے ہیں۔

(بخاری' مسلم)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت مصعب بن عمیر قرشی عدوی رضی اللہ عنہ جلیل القدر اور فاضل صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ہیں' آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ ثانیہ کے بعد اہل مدینہ کو قرآن پاک اور دینی مسائل کی تعلیم دینے کے لیے آپ کو مدینہ منورہ بھیجا۔ ہجرت سے پہلے آپ نے سب سے پہلے مدینہ منورہ میں جمعہ پڑھایا۔ زمانہ جاہلیت میں آپ مال دار تھے اور عمدہ لباس پہنتے تھے' اسلام لانے کے بعد آپ نے زاہدانہ زندگی اختیار فرمالی۔ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ اولیٰ کے بعد آپ کو مدینہ منورہ بھیجا' آپ انصار کے گھروں میں جا کر انہیں دعوتِ اسلام دیتے' اس طرح مدینہ منورہ میں اسلام پھیل گیا تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہ ذریعہ خط جمعہ کی اجازت طلب کی اور آپ کو یہ اجازت مل گئی' پھر آپ عقبہ ثانیہ سے ستر انصار کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانے سے پہلے ہی آپ دوبارہ مدینہ منورہ

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

واپس چلے گئے' غزوۂ اُحد میں چالیس سال کی عمر میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کے بارے میں یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی: "رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ" (الاحزاب: ۲۳)۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۷' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۴۲ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ (الجمعہ: ۳) قَالُوْا مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۂ جمعہ نازل ہوئی تو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے اور جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: "واخرین منهم لما یلحقوا بهم" اور ان میں سے دوسرے جو ابھی تک ان سے نہیں ملے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ موجود تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دست اقدس حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ اسے حاصل کر لیتے۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۴۳ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ۝﴾ (محمد: ۳۸) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّيْنَا اُسْتُبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَنَا فَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهٗ وَلَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْفُرْسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے علاوہ دوسری قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا' پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۝ (محمد: ۳۸) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جن کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر ہم منہ پھیریں تو ہماری جگہ انہیں لایا جائے گا' پھر وہ ہم جیسے نہیں ہوں گے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارا' پھر فرمایا: یہ اور ان کی قوم' اگر دین ثریا کے پاس ہوتا تو فارس کے کچھ مرد اسے حاصل کر لیتے۔ (ترمذی)

۹۰۴۴ - وَعَنْهُ قَالَ ذُكِرَتِ الْاَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنَا بِهِمْ اَوْ بِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّيْ بِكُمْ اَوْ بِبَعْضِكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عجمیوں کا ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں ان پر' یا فرمایا: ان کے بعض پر اس سے زیادہ اعتماد کرتا ہوں جتنا تم پر' یا فرمایا: تمہارے بعض پر اعتماد کرتا ہوں۔ (ترمذی)

۹۰۴۵ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَمَرَنِيْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ وَّاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِّهِمْ لَنَا قَالَ عَلِيٌّ مِنْهُمْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلَاثًا وَّاَبُوْ ذَرٍّ وَّالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ اَمَرَنِيْ بِحُبِّهِمْ وَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے چار اشخاص سے محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں ان کے نام بتلایئے! آپ نے فرمایا: علی' ان میں سے ہیں' آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا' اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہیں' اللہ نے مجھے ان سے محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ ان سے محبت فرماتا ہے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی سوانح

ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں علم وعمل اور زہد وتقویٰ کے اعتبار سے بلند پایہ مقام کے حامل تھے۔ مکہ مکرمہ میں ابتداء میں ہی آپ نے اسلام قبول کرلیا' ایک قول کے مطابق آپ پانچویں مسلمان ہیں' اسلام قبول کرنے کے بعد آپ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اور وہاں ٹھہرے رہے۔ غزوۂ خندق کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے' پھر ربذہ کے مقام پر سکونت اختیار کی' اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی آپ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ کے والد کندہ کے حلیف تھے' اس نسبت سے آپ کندی کہلاتے ہیں' آپ اسود کے حلیف تھے۔ ایک قول کے مطابق اسود نے آپ کی پرورش کی اور بعض نے کہا کہ آپ اس کے غلام تھے اور اس نے آپ کو منہ بولا بیٹا بنالیا تھا' اس لیے آپ کو ابن اسود کہتے ہیں۔ آپ چھٹے مسلمان ہیں' مدینہ منورہ سے تین میل دور جرف کے مقام پر آپ کا وصال ہوا۔ لوگ آپ کا جنازہ مبارکہ کندھوں پر اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے' ۳۳ھ کو ستر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۶' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٦٠٤٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰى ثَلَاثَةٍ عَلِيٍّ وَّعَمَّارٍ وَّسَلْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے: (۱) علی (۲) عمار (۳) سلمان۔ (ترمذی)

٦٠٤٧ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِسْتَاْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی' آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو! پاکیزہ اور پاکیزہ کیے ہوئے کو مرحبا! (ترمذی)

٦٠٤٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَشَدَّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمار کو جب بھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے دونوں چیزوں میں سے سخت ترین چیز کو اختیار کیا۔ (ترمذی)

٦٠٤٩ - وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ فَاَغْلَظْتُ لَهٗ فِي الْقَوْلِ فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَّشْكُوْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ خَالِدٌ وَّهُوَ يَشْكُوْهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ يَغْلُظُ لَهٗ وَلَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا غِلْظَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ لَّا يَتَكَلَّمُ فَبَكٰى عَمَّارٌ وَّقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ وَقَالَ مَنْ عَادٰى

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسر کے درمیان کوئی بات ہوئی' میں گفتگو میں ان سے سختی سے پیش آیا' حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ان کی شکایت کرنے چلے گئے' حضرت خالد رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی شکایت کر رہے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ سختی کرنے لگے اور وہ سختی میں بڑھتے ہی چلے گئے' جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش تھے' کلام نہیں فرما رہے تھے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ انہیں ملاحظہ نہیں فرما رہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر انور اوپر اٹھایا اور فرمایا: جس نے عمار سے دشمنی رکھی' اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی رکھے اور جس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رِضَا عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهُ بِمَا رَضِيَ فَرَضِيَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

نے عمار سے بغض رکھا' اللہ تعالیٰ اس سے بغض فرمائے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں باہر نکلا تو مجھے عمار کی رضا سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں تھی' اور میں عمار کے ساتھ ایسے طریقے سے پیش آیا کہ وہ راضی ہو جائیں تو عمار راضی ہو گئے۔ (احمد)

۹۰۵۰ - وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَالِدٌ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَنِعْمَ فَتَى الْعَشِيْرَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خالد اللہ عزوجل کی تلواروں میں ایک تلوار ہیں اور یہ قبیلے کے بہترین نوجوان ہیں۔ (احمد)

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قرشی مخزومی ہیں' آپ کی والدہ لبابہ صغریٰ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ قریش کے معززین میں سے شمار ہوتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سیف اللہ کا خطاب دیا۔ ۲۱ھ میں آپ کا وصال ہوا' آپ کے خالہ زاد ابن عباس' علقمہ اور جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہم نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۵۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا وَيَقُوْلُ مَنْ هٰذَا فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک مقام پر پڑاؤ کیا' اور لوگ گزرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: اے ابوہریرہ! یہ کون ہے؟ میں عرض کرتا: یہ فلاں شخص ہے' آپ فرماتے: یہ اللہ کا بہترین بندہ ہے' اور آپ فرماتے: یہ کون ہے' میں عرض کرتا: یہ فلاں شخص ہے' آپ فرماتے: یہ اللہ کا برا بندہ ہے' حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے' آپ نے فرمایا: یہ کون ہے' میں نے عرض کیا: خالد بن ولید ہیں' آپ نے فرمایا: خالد بن ولید اللہ کے بہترین بندے ہیں' اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۵۲ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَبُوْ زَيْدٍ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چار حضرات نے قرآن مجید جمع کیا: (۱) ابی بن کعب (۲) معاذ بن جبل (۳) زید بن ثابت (۴) ابوزید۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ابوزید کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میرے ایک چچا ہیں۔ (بخاری ومسلم)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت ان کی عمر گیارہ سال تھی۔ ان کا شمار فقہاء اور جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے' یہ قرآن مجید جمع کرنے والے صحابہ میں شامل ہیں۔ سیدنا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں قرآن مجید کو لکھا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں قرآن پاک کو مصحف سے نقل کیا۔ ۴۵ھ میں چھپن برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدنا ابوزید رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ وہ عظیم صحابی ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں حفاظت کی غرض سے قرآن مجید جمع کیا۔ ان کے نام میں اختلاف ہے' ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام سعید بن عمرو ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام قیس بن سکن ہے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۵۳ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ یَا اَبَا مُوْسٰی لَقَدْ اُعْطِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابوموسیٰ! تمہیں داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سے حصہ عطا فرمایا گیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی' پھر اہل سفینہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے' اس وقت آپ خیبر کے مقام پر جلوہ افروز تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۲۰ھ میں انہیں بصرہ کا حاکم بنایا' آپ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتداء تک بصرہ کے حاکم رہے' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے معزول کر کے کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک آپ کوفہ کے حاکم رہے' حضرت علی المرتضیٰ نے انہیں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اپنا حکم مقرر کیا' اس کے بعد یہ مکہ مکرمہ چلے گئے اور وصال تک وہیں رہے۔ ۵۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔
(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۸ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۵۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ اَصْدَقُ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آسمان کسی ایسے شخص پر سایہ فگن نہیں ہوا' اور نہ ہی زمین نے کسی ایسے شخص کو اٹھایا ہے' جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ (ترمذی)

۹۰۵۵ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِیْ لَهْجَةٍ اَصْدَقُ وَلَا اَوْفٰی مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ شَبِیْهُ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ یَعْنِیْ فِی الزُّهْدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آسمان کسی ایسے کلام کرنے والے شخص پر سایہ فگن نہیں ہوا' اور نہ ہی زمین نے کوئی ایسا گفتگو کرنے والا شخص اٹھایا ہے' جو ابوذر سے زیادہ سچا اور زیادہ وعدہ وفا کرنے والا ہو' یہ زہد میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مشابہ ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۵۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَّفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ مُّتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے عرش جنبش میں آ گیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے رحمٰن کا عرش جنبش میں آ گیا۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سعد بن معاذ انصاری اشہلی اوسی رضی اللہ عنہ عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کے درمیان مدینہ منورہ میں مسلمان ہوئے' ان کے اسلام قبول کرنے سے عبد الاشہل کے قبیلہ نے اسلام قبول کرلیا۔ انصار میں ان کا گھرانہ سب سے پہلے مسلمان ہوا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سیّد الانصار کا لقب عطا فرمایا' یہ اپنی قوم کے سردار تھے' ان کا شمار اکابر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ غزوۂ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے اور اُحد کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ غزوۂ خندق میں انہیں تیر لگا اور خون رُک نہ سکا' ایک ماہ بعد ۵ھ کو ۳۷ سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۶' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۵۷۔ **وَعَنْ** اَنَسٍ قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مَا اَخَفَّ جَنَازَتَهٗ وَذٰلِكَ لِحُكْمِهٖ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین نے کہا: ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے! اور یہ بنوقریظہ کے متعلق ان کے فیصلہ کی وجہ سے ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: بے شک ملائکہ ان کا جنازہ اٹھائے ہوئے تھے۔ (ترمذی)

۹۰۵۸۔ **وَعَنِ** الْبَرَاءِ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَمَسُّوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ اَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا وَاَلْيَنُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ریشمی جوڑا پیش کیا گیا' صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی پر اظہارِ تعجب کرنے لگے' آپ نے فرمایا: تم اس کی نرمی پر تعجب کررہے ہو؟ یقیناً جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ بہتر اور زیادہ نرم ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۵۹۔ **وَعَنْ** اَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ ابْنُ مَالِكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کتنے پراگندہ بالوں والے' غبار آلود چہرے والے' پرانے کپڑوں والے ایسے مرد ہیں جن کی پرواہ نہیں کی جاتی' اگر وہ اللہ کے کرم پر اعتماد کرتے ہوئے قسم اٹھالیں تو یقیناً اللہ اس قسم کو پورا فرمادیتا ہے' ان میں سے ایک براء بن مالک ہیں۔ (ترمذی' بیہقی' دلائل النبوۃ)

سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں' غزوۂ اُحد اور بعد والے غزوات میں شریک ہوئے' ان غزوات کے علاوہ مقابلہ میں آنے والے سو مشرکین کو واصل جہنم کیا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۳۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۰۶۰۔ **وَعَنْ** اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسٌ خَادِمُكَ اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰهِ اِنَّ مَالِيْ لَكَثِيْرٌ وَّاِنَّ وَلَدِيْ وَوَلَدَ وَلَدِيْ لَيَتَعَادُّوْنَ عَلٰى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ انس آپ کے خادم ہیں' اللہ کی بارگاہ میں ان کے لیے دعا فرمائیے' آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما! اور جو کچھ تو نے انہیں عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرا مال کثیر ہے اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد آج سو سے زائد ہے۔ (بخاری و مسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت انس بن مالک بن نضر خزرجی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ ہے، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم ہیں، آپ کی والدہ اُم سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی۔ خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہو گئے۔ ۹۱ھ میں ایک سو تین سال اور ایک قول کے مطابق ننانوے سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا، بصرہ میں آپ آخری صحابی تھے۔ صحیح تر قول یہ ہے کہ آپ کی اولاد کی تعداد سو تھی، ایک قول یہ ہے کہ آپ کی اولاد کی تعداد اسی تھی، اٹھہتر لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

٩٠٦١ ۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ سَلَامٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے علاوہ روئے زمین پر چلنے والے کسی شخص کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ یہ جنتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یوسف ہے، آپ اسرائیلی ہیں اور سیدنا یوسف بن یعقوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ بنوعوف بن خزرج کے حلیف تھے اور یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔ ۴۳ھ کو مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

٩٠٦٢ ۔ وَعَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی وَجْھِہٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ تَجَوَّزَ فِیْھِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُہٗ فَقُلْتُ اِنَّکَ حِیْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَالَ وَاللّٰہِ مَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّقُوْلَ مَا لَا یَعْلَمُ فَسَاُحَدِّثُکَ لِمَ ذَاکَ رَاَیْتُ رُؤْیًا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُھَا عَلَیْہِ وَرَاَیْتُ کَاَنِّیْ فِیْ رَوْضَۃٍ ذَکَرَ مِنْ سِعَتِھَا وَخُضْرَتِھَا فِیْ وَسْطِھَا عَمُوْدٌ مِّنْ حَدِیْدٍ اَسْفَلُہٗ فِی الْاَرْضِ وَاَعْلَاہُ فِی السَّمَاءِ اَعْلَاہُ عُرْوَۃٌ فَقِیْلَ لِیَ ارْقَہْ فَقُلْتُ لَا اَسْتَطِیْعُ فَاَتَانِیْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِیَابِیْ مِنْ خَلْفِیْ فَرَقِیْتُ حَتّٰی کُنْتُ فِیْ اَعْلَاہُ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَۃِ فَقِیْلَ اِسْتَمْسِکْ فَاسْتَیْقَظْتُ وَاِنَّھَا لَفِیْ یَدِیْ فَقَصَصْتُھَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص داخل ہوا، جس کا چہرہ پرسکون اور باوقار تھا، لوگوں نے کہا: یہ شخص جنتی ہے، اس نے اختصار سے دو رکعتیں ادا کیں، پھر وہ باہر نکلا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا، میں نے اسے کہا: جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا: یہ شخص جنتی ہے، اس شخص نے کہا: بہ خدا! کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ علم کے بغیر کوئی بات کہے، اب میں تمہیں اس کا سبب بتاتا ہوں کہ انہوں نے ایسا کیوں کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک خواب دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں وہ خواب بیان کیا، میں نے دیکھا، گویا میں ایک وسیع وکشادہ اور سرسبز وشاداب باغ میں ہوں، باغ کے درمیان میں لوہے کا ایک ستون تھا، جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اوپر والا حصہ آسمان میں تھا، اور اس کے اوپر والے حصے پر ایک دستہ تھا، مجھے کہا گیا: اس پر چڑھ جاؤ، میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا، تو میرے پاس ایک خادم آیا، اس نے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھا لیے اور میں اوپر چڑھ گیا، یہاں تک کہ میں اس کے اوپر والے حصہ پر پہنچ گیا، اور میں نے دستہ پکڑ لیا، کہا گیا کہ اسے مضبوطی سے تھام لو تو میں بیدار ہو گیا جب کہ وہ دستہ میرے ہاتھ میں تھا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں خواب عرض کیا: آپ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نے فرمایا: وہ باغیچہ اسلام ہے' اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے' اور وہ دستہ "عروۃ الوثقی" ہے اور تم مرتے دم تک اسلام پر قائم رہو گے اور وہ شخص حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۶۳ - وَعَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ الْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ أَرْبَعَةٍ عِنْدَ عُوَيْمِرٍ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ وَعِنْدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِيْ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَأَسْلَمَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے فرمایا: چار اشخاص کے پاس علم حاصل کرو (۱) عویمر ابودرداء (۲) سلمان (۳) ابن مسعود (۴) عبداللہ بن سلام' جو یہودی تھے' پھر مسلمان ہو گئے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ جنت میں دس افراد میں سے دسویں ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۶۴ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ خَطِيْبَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ (الحجرات:۲) إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ مَا شَأْنُ ثَابِتٍ أَيَشْتَكِيْ فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّيْ مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے' جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: "یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" "اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو' تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آنا چھوڑ دیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا اسے کوئی تکلیف ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنایا' حضرت ثابت نے فرمایا کہ یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں تم سب سے زیادہ بلند آواز والا ہوں' لہٰذا میں جہنمی ہوں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلکہ وہ تو جنتی ہیں۔ (مسلم)

سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ثابت بن قیس بن شماس انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد اور بعد والے غزوات میں شریک ہوئے تھے' آپ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ انصار کے علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی شہادت دی' آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب تھے۔ ۱۲ھ کو جنگ یمامہ میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۲۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

٩٠٦٥ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْبَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نِعْمَ الرَّجُلُ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہترین مرد ابوبکر ہیں، بہترین مرد عمر ہیں، بہترین مرد ابوعبیدہ بن جراح ہیں، بہترین مرد اسید بن حضیر ہیں، بہترین مرد ثابت بن قیس بن شماس ہیں، بہترین مرد معاذ بن جبل ہیں، بہترین مرد معاذ بن عمرو بن جموح ہیں۔ (ترمذی)

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا اسید بن حضیر انصاری اوسی رضی اللہ عنہ عقبہ ثانیہ کی بیعت میں حاضر ہوئے، اس موقع پر آپ نقیب تھے۔ غزوۂ بدر اور بعد والے غزوات میں آپ شامل ہوئے۔ ۲۰ھ کو خلافت فاروقی میں مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں آپ دفن ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

سیدنا معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت معاذ بن عمرو بن جموح انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا تھا۔ ابن عبدالرحمٰن اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی ٹانگ کاٹ دی اور اسے پچھاڑ ڈالا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے حضرت معاذ کے بازو پر تلوار کا وار کر کے اسے کاٹ ڈالا، پھر معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے ابوجہل پر تلوار کا وار کیا، ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ دیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مقتولین میں ابوجہل کی لاش تلاش کی گئی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا وصال سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

٩٠٦٦ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِیٍّ سَبْعَةً نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ وَاُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ اَنَا وَابْنَایَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّبِلَالٌ وَّسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے سات پسندیدہ و منتخب اور محافظ و نگران اصحاب ہوتے ہیں اور مجھے چودہ خصوصی اصحاب عطا فرمائے گئے ہیں، ہم نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں، میرے دونوں بیٹے، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبداللہ بن مسعود، ابوذر اور مقداد ہیں رضی اللہ عنہم۔

(ترمذی)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمارہ ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہیں اور رضاعی بھائی بھی ہیں، کیونکہ دونوں نے ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا دودھ پیا ہے، ان کا لقب اسد اللہ ہے۔ بعثت کے دوسرے سال اسلام قبول کیا، ایک قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ارقم میں تشریف لے جانے کے بعد چھٹے سال میں اسلام قبول کیا۔ ان کے مسلمان ہونے سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، یہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور اُحد کے روز وحشی بن حرب کے ہاتھوں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ ان کی عمر نبی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

کریم ﷺ کی عمر مبارک سے چار سال اور ایک قول کے مطابق دو سال زائد تھی۔ (اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

۹۰۶۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَكَ هٰذَا یَعْنِیْ اَبَا هُرَیْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰی عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَحَبِّبْ اِلَیْهِمَا الْمُؤْمِنِیْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اپنے اس چھوٹے سے پیارے بندے یعنی ابو ہریرہ اور ان کی والدہ کی محبت اپنے مؤمن بندوں کے دلوں میں پیدا کر دے، اور ان دونوں کے دلوں میں مؤمنین کی محبت ڈال دے۔ (مسلم)

۹۰۶۸ - وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ مَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ اِلَّا اَنَا اَخَافُهَا عَلَیْهِ اِلَّا مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَسَكَتَ عَنْهُ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو بھی فتنہ لاحق ہوتا ہے مجھے خوف ہوتا ہے کہ فتنہ اس میں اثر کر جائے گا لیکن محمد بن مسلمہ کے متعلق یہ خوف نہیں ہوتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہیں فتنہ نقصان نہیں دے گا۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کے متعلق خاموشی اختیار کی)

سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت محمد بن مسلمہ انصاری حارثی رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے احادیث روایت کیں اور یہ فضلاء صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ مدینہ منورہ میں ستر سال کی عمر میں ۴۳ھ کو ان کا وصال ہوا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷ ۶۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

۹۰۶۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ بَیْتِ الزُّبَیْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ یَا عَائِشَةُ مَا اَرٰی اَسْمَاءَ اِلَّا قَدْ نُفِسَتْ وَلَا تُسَمُّوْهُ حَتّٰی اُسَمِّیَهٗ فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ بِیَدِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر میں چراغ روشن دیکھا تو فرمایا: اے عائشہ! میرا خیال ہے کہ اسماء کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، تم اس کا نام نہ رکھنا، میں اس کا نام رکھوں گا، آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور انہیں اپنے دستِ انور کے ساتھ کھجور کی گھٹی دی۔ (ترمذی)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کنیت ابوبکر ہے، آپ اسدی، قرشی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ان کے نانا جان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والی کنیت ابوبکر عطا فرمائی اور انہی کے نام پر ان کا نام عبداللہ رکھا، مدینہ منورہ میں مہاجرین میں سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے ہیں۔ ۱ھ کو مقام قباء میں سیدہ اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہما کے ہاں آپ کی ولادت ہوئی، آپ کے نانا جان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے کان میں اذان کہی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا انہیں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں لائیں اور آپ کی گود میں رکھ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی تحنیک فرمائی اور کھجور منگوا کر اپنے منہ سے چبا کر ان کے منہ میں ڈال دی، لہٰذا ان کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کا لعاب دہن داخل ہوا، آپ نے ان کے لیے دعائے برکت فرمائی۔ آپ کے چہرے پر کوئی بال نہیں تھا، آپ کثرت سے صوم وصلوٰۃ ادا کرتے تھے۔ آپ کے نانا جان سیدنا صدیق اکبر اور آپ کی والدہ سیدہ اسماء اور آپ کی دادی، نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور آپ کی خالہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ نے نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ ۱۷ جمادی الاخری ۷۳ھ کو بروزِ منگل حجاج بن یوسف نے مکہ مکرمہ میں آپ کو شہید کیا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

اور سولی پر لٹکایا' ۶۴ھ میں آپ کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ ملک شام کے علاوہ حجاز' یمن' عراق اور خراسان وغیرہ کے لوگوں نے آپ کی اطاعت کی' آپ نے اپنے دورِ حکومت میں لوگوں کو آٹھ حج کروائے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی سوانح

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کا لقب ذات النطاقین ہے' یعنی دو کمر بند والی کیونکہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر ہجرت فرمایا' اس رات آپ نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کیے' ایک ٹکڑے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توشہ دان باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے آپ کے مشکیزے کا منہ باندھا' ایک قول کے مطابق دوسرے ٹکڑے کو اپنا کمر بند بنایا۔ آپ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں' مکہ مکرمہ میں ابتداء میں ہی مشرف بہ اسلام ہوئیں' ایک قول کے مطابق سترہ افراد کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ اپنی بہن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں' اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے سولی سے اترنے کے دس یا بیس دن بعد سو سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ۷۳ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۷۰ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ عَمِيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَّاهْدِبِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دعا کی: اے اللہ! انہیں ہدایت دینے والا' ہدایت یافتہ بنا اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت نصیب فرما۔ (ترمذی)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت معاویہ بن ابی سفیان قرشی اموی رضی اللہ عنہما کی والدہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ اور آپ کے والد ماجد فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے' پھر ان کا شمار مؤلفۃ القلوب سے ہوا' آپ نے وحی کی کتابت کے فرائض سرانجام دیئے' بعض نے کہا کہ آپ کاتب وحی نہیں تھے بلکہ دیگر تحریرات لکھنے کا فریضہ سرانجام دیا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ شام کے حکمران مقرر ہوئے اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک بیس سال حکمران رہے' پھر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے حق میں دست بردار ہوئے تو آپ مکمل طور پر حاکم اور امیر المؤمنین مقرر ہوئے اور بیس سال تک حکومت کے فرائض سرانجام دیئے۔ رجب المرجب ۶۰ھ کو دمشق میں آپ کا وصال ہوا' آخری عمر میں آپ کو لقوہ ہو گیا تھا' آپ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات میں سے آپ کی قمیص مبارک' چادر اور تہبند اور آپ کے ناخن اور بال مبارک تھے۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص مبارک میں کفن دے کر آپ کی چادر اور تہبند میں لپیٹ دینا اور میرے منہ' ناک اور سجدے کے مقامات پر آپ کے بال اور ناخن رکھ دینا' پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۷' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۷۱ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ اسلام لائے اور عمرو بن عاص ایمان لائے۔ (ترمذی)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عمرو بن عاص سہمی قرشی رضی اللہ عنہ ۵ھ یا ۸ھ کو مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ حاضر ہو کر آپ نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال تک آپ حاکم رہے' پھر حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کو حاکم بنایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چار سال تک آپ کو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

حاکم بنایا' پھر معزول کر دیا' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں آپ کو حاکم مقرر فرمایا۔ ۴۳ھ کو نوے سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۷۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ مَالِيْ اَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ اِسْتُشْهِدَ اَبِيْ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا قَالَ اَفَلَا اُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهِ اَبَاكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَاَحْيَا اَبَاكَ فَكَلَّمَهٗ كِفَاحًا قَالَ يَا عَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَيَّ اُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلَ فِيْكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّهٗ قَدْ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ لَا يُرْجَعُوْنَ فَنَزَلَتْ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا﴾ (آل عمران:۱۶۹) اَلْاٰيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے فرمایا: اے جابر! تم پریشان کیوں نظر آ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: میرے باپ شہید کر دیئے گئے ہیں اور وہ اپنے پیچھے اہل و عیال اور قرض چھوڑ گئے ہیں' آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کی خوش خبری نہ دوں' جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی شخص سے پردے کے بغیر کلام نہیں فرمایا اور تمہارے والد کو زندہ فرما کر ان سے بلاحجاب کلام فرمایا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندے! مجھ سے تمنا کر' میں تمہیں عطا کروں گا' انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے زندہ فرما تا کہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید کیا جاؤں' اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: بے شک میرا حکم نافذ ہو چکا ہے کہ لوگ واپس دنیا کی طرف نہیں لوٹیں گے' پھر یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ گمان نہ کرنا (آل عمران:۱۶۹)۔ (ترمذی)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ انصاری سلمی ہیں' آپ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ مشاہیر صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے' بدر وغیرہ اٹھارہ غزوات میں آپ نے شرکت کی۔ آخری عمر میں آپ کی بینائی زائل ہوگئی تھی۔ ۷۴ھ کو چورانوے سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں تمام صحابہ کے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۷۳ - وَعَنْهُ قَالَ اِسْتَغْفَرَلِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے پچیس مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی۔ (ترمذی)

۹۰۷۴ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَ اٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض نفاق کی نشانی ہے۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۷۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُبْغِضُ الْاَنْصَارَ اَحَدٌ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لانے والا کوئی شخص انصار سے بغض نہیں رکھتا۔ (امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۹۰۷۶ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْاَنْصَارُ لَا یُحِبُّھُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُھُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ اَحَبَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ اَبْغَضَہُ اللّٰہُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

فرماتے ہوئے سنا کہ انصار سے مؤمن ہی محبت کرے گا اور ان سے منافق ہی بغض رکھے گا' جو انصار سے محبت کرے' اللہ اس سے محبت فرمائے اور جو ان سے بغض رکھے' اللہ تعالیٰ اس سے بغض فرمائے۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۷۷ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی صِبْیَانًا وَّنِسَاءً مُّقْبِلِیْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ یَعْنِی الْاَنْصَارَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو دعوتِ ولیمہ سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور کہا: اے اللہ! (تو انصار کے متعلق میری بات کی سچائی کو جانتا ہے) تم یعنی انصار مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو' اے اللہ! (تو انصار کے متعلق میری بات کی سچائی کی جانتا ہے) تم یعنی انصار مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۷۸ - وَعَنْہُ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا حِیْنَ اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَمْوَالِ ھَوَازِنَ مَا اَفَاءَ فَطَفِقَ یُعْطِیْ رِجَالًا مِّنْ قُرَیْشٍ الْمِائَۃَ مِنَ الْاِبِلِ فَقَالُوْا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْ قُرَیْشًا وَّیَدَعُنَا وَسُیُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِھِمْ فَحُدِّثَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِھِمْ فَاَرْسَلَ اِلَی الْاَنْصَارِ فَجَمَعَھُمْ فِیْ قُبَّۃٍ مِّنْ اَدَمٍ وَلَمْ یَدْعُ مَعَھُمْ اَحَدًا غَیْرَھُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِیْثٌ بَلَغَنِیْ عَنْکُمْ فَقَالَ فُقَھَاءُ ھُمْ اَمَّا ذَوُوْا رَاْیِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَلَمْ یَقُوْلُوْا شَیْئًا وَّاَمَّا اُنَاسًا مِّنَّا حَدِیْثَۃٌ اَسْنَانُھُمْ قَالُوْا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْ قُرَیْشًا وَّیَدَعُ الْاَنْصَارَ وَسُیُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ ھِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُعْطِیْ رِجَالًا لَّا حَدِیْثِیْ عَھْدٍ بِکُفْرٍ اَتَاَلَّفُھُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ یَّذْھَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰی رِحَالِکُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ رَضِیْنَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قبیلہ ہوازن کے اموالِ غنیمت میں سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مال عطا فرمایا جو عطا فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے کچھ مردوں کو سو سو اونٹ دینے لگے' انصار کے کچھ افراد نے کہا: اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مغفرت فرمائے' آپ قریش کو تو عطا فرما رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ان کی گفتگو عرض کی گئی' آپ نے انصار کو بلوایا اور انہیں چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع فرمایا' اور ان کے علاوہ کسی دوسرے کو وہاں نہ رہنے دیا' جب انصار جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے تمہاری طرف سے یہ کیسی بات پہنچی ہے؟ انصار میں سے دانش مند حضرات نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے اربابِ فہم وفراست نے تو اس بارے میں کچھ نہیں کہا' البتہ کچھ نوعمر لڑکوں نے یہ بات کی ہے کہ اللہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مغفرت فرمائے! آپ قریش کو تو عطا فرما رہے ہیں اور انصار کو چھوڑ رہے ہیں جب کہ ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں نئے نئے مسلمان ہونے والے لوگوں کو مال عطا کر رہا ہوں' میں ان کی دل جوئی کر رہا ہوں' کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسول لے کر واپس جاؤ؟ انصار نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم راضی ہیں۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

٦٠٧٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِیْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِیْ قَرْیَتِهٖ وَنَزَلَ الْوَحْیُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُمْ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِیْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِیْ قَرْیَتِهٖ كَلَّا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَیْكُمْ اَلْمَحْیَا مَحْیَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا اِلَّا ضِنًّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُصَدِّقَانِكُمْ وَیَعْذِرَانِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے' آپ نے فرمایا: جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا' اس کو امان ہے اور جس نے ہتھیار رکھ دیئے اس کو امان ہے' انصار نے کہا: آپ پر تو آپ کے قبیلے کی الفت اور اپنی بستی کی محبت غالب آ گئی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی' آپ نے فرمایا: تم نے کہا تھا کہ اس شخص پر تو اس کے قبیلے کی الفت اور بستی کی محبت غالب آ گئی ہے' ایسا ہرگز نہیں ہے! یقیناً میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں' میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے' میری زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے' انصار نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہم نے تو یہ بات محض اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدتِ محبت کی بناء پر کہی ہے' آپ نے فرمایا: بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق فرماتا ہے اور تمہارا عذر قبول فرماتا ہے۔ (مسلم)

٦٠٨٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَاً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِیًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِیًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَهَا الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَى الْحَوْضِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا' اگر لوگ ایک وادی میں چلتے اور انصار دوسری وادی میں یا گھاٹی میں چلتے تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلتا' انصار اندر والا لباس ہیں اور لوگ اوپر والا لباس ہیں' بے شک میرے بعد تمہیں ترجیح کا سامنا ہوگا (تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی)' تم صبر اختیار کرنا حتیٰ کہ حوض پر تمہاری مجھ سے ملاقات ہوگی۔ (بخاری)

٦٠٨١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ یَبْكُوْنَ فَقَالَا مَا یُبْكِیْكُمْ فَقَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ اَحَدُهُمَا عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰی رَاْسِهٖ حَاشِیَةَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ یَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِیْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْهِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس کے قریب سے گزرے اور وہ رو رہے تھے' دونوں حضرات نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہم نشینی یاد آ گئی ہے' ان دونوں میں سے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ صورتِ حال ذکر کی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ نے سرِ انور پر چادر کے کنارے کی پٹی باندھی ہوئی تھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور اس دن کے بعد آپ منبر پر جلوہ فرما نہیں ہوئے' آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' پھر فرمایا: میں تمہیں انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ یہ میرے راز داں اور خصوصی دوست ہیں' ان کے ذمہ جو حق تھا انہوں نے ادا کر دیا ہے اور ان کا حق باقی ہے' ان کے نیکوکاروں کا عذر قبول کرو اور ان کے خطاء کاروں سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مُّسِيْئِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

درگذر کرو۔ (بخاری)

٩٠٨٢ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ عَيْبَتِيَ الَّتِيْ أٰوِيْ إِلَيْهَا أَهْلُ بَيْتِيْ وَإِنَّ كَرِشِي الْأَنْصَارُ فَاعْفُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ وَاقْبَلُوْا عَنْ مُّحْسِنِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سنو! بے شک میرے خصوصی دوست جن کی طرف میں رجوع کرتا ہوں' میرے اہل بیت ہیں اور بے شک میرے اسرار کا مخزن انصار ہیں' تم ان کی خطاؤں کو معاف کرنا اور ان کی نیکیوں کو قبول کرنا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

٩٠٨٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيْهِ قَوْمًا وَّيَنْفَعُ فِيْهِ اٰخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِيْئِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرض وصال میں باہر تشریف لائے حتیٰ کہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی' پھر فرمایا: اما بعد! بے شک لوگ بہت زیادہ ہوں گے اور انصار کم ہوں گے حتیٰ کہ وہ لوگوں میں اس طرح ہوں گے جس طرح کھانے میں نمک ہوتا ہے' تم میں جو شخص کسی چیز کا والی و حاکم بنے وہ ایک جماعت کو نقصان اور دوسری جماعت کو نفع پہنچاتا ہو' تو اسے چاہیے کہ ان کے احسان کو قبول کرے اور ان کی خطاء کو معاف کر دے۔ (بخاری)

٩٠٨٤ - وَعَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ قَوْمَكَ السَّلَامَ فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اپنی قوم کو سلام پہنچاؤ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ پاک دامن اور صبر کرنے والے ہیں۔ (ترمذی)

٩٠٨٥ - وَعَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انصار کے قبیلوں میں سے بہترین بنو نجار ہیں' پھر بنو عبد الاشہل ہیں' پھر بنو حارث بن خزرج ہیں' پھر بنو ساعدہ ہیں اور انصار کے ہر قبیلے میں بھلائی ہے۔

(بخاری و مسلم)

٩٠٨٦ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَكْثَرَ شَهِيْدًا أَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ أَنَسٌ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ أَبِيْ بَكْرٍ سَبْعُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عرب کا کوئی ایسا قبیلہ معلوم نہیں جس میں انصار سے زیادہ شہید ہوں اور جو قیامت کے دن انصار سے زیادہ معزز ہو' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انصار میں سے اُحد کے دن ستّر افراد اور بئر معونہ کے دن ستّر افراد اور یمامہ کے دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں ستّر افراد شہید ہوئے۔ (بخاری)

٩٠٨٧ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور انصار کے بیٹوں اور پوتوں کی مغفرت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ILM ISLAMIA ACADEMY

وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فرما۔ (مسلم)

٦٠٨٨ ـ **وَعَنْهُ** قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتْبَاعٌ وَّاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہر نبی کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں' بے شک ہم نے آپ کی پیروی کی ہے' آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہمارے پیروکاروں کو ہم میں سے بنا دے' تو آپ نے دعا فرمائی۔ (بخاری)

٦٠٨٩ ـ **وَعَنْ جَابِرٍ** قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَاِنَّهٗ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ صَعِدَ هَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ اِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ فَاَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا تَعَالَ يَسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ اَجِدَ ضَالَّتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِيْ صَاحِبُكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مرار کی گھاٹی پر چڑھے گا' اس کے گناہ اس طرح معاف کر دیے جائیں گے جس طرح بنو اسرائیل کے گناہ معاف کر دیے گئے تھے' تو سب سے پہلے اس گھاٹی پر ہمارے یعنی بنو خزرج کے گھوڑے چڑھے' پھر لوگ لگا تار آنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سرخ اونٹ والے کے سوا تم میں سے ہر شخص کی مغفرت ہو جائے گی' ہم نے اس شخص کے پاس جا کر کہا: آؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لیے استغفار فرمائیں گے' اس شخص نے کہا: اپنی گم شدہ اونٹنی کا مل جانا مجھے اپنے لیے تمہارے نبی کی دعائے مغفرت سے زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم)

٦٠٩٠ ـ **وَعَنْهُ** قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن ہماری تعداد چودہ سو تھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا: آج کے دن تم تمام زمین والوں سے بہتر ہو۔ (بخاری' مسلم)

٦٠٩١ ـ **وَعَنْ حَفْصَةَ** قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ (مریم:٧١) قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِيْهِ يَقُوْلُ ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ (مریم: ٧٢).

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اُمید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں میں سے کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: تم میں سے ہر شخص جہنم سے گزرنے والا ہے' (مریم:٧١) آپ نے فرمایا: اور تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا: ہم متقین کو نجات دے دیں گے۔ (مریم:٧٢)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ اصحابِ شجرہ میں سے کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا' جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے۔ (مسلم)

٦٠٩٢ ـ **وَعَنْ عَلِيٍّ** قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ.

زبیر اور مقداد کو بھیجا۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ وَّاَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادِ فَقَالَ اِنْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَّعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِى الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِىَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ ابْنِ اَبِىْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَىَّ اِنِّىْ كُنْتُ امْرَاً مُّلْصَقًا فِىْ قُرَيْشٍ وَّلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَّحْمُوْنَ بِهَا اَمْوَالَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِىْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَّحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِىْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَّلَا اِرْتِدَادًا عَنْ دِيْنِىْ وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ.

اور ایک روایت میں مقداد کی بجائے ابومرثد کے الفاظ ہیں' آپ نے فرمایا: تم خاخ کے باغ کی طرف روانہ ہو جاؤ' وہاں ایک کجاوہ نشین عورت ملے گی' جس کے پاس ایک خط ہو گا' تم اس سے وہ خط لے لینا' ہم روانہ ہو گئے' ہم گھوڑوں کو دوڑاتے رہے حتیٰ کہ ہم خاخ کے باغ تک جا پہنچے' اچانک ہمیں ایک کجاوہ نشین عوت ملی' ہم نے اس سے کہا: خط نکالو! اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی خط نہیں' ہم نے کہا: خط نکالو! ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے' اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے خط نکال کر دیا' ہم نے وہ خط نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا۔ اس خط میں حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کے بعض لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض منصوبوں سے آگاہ کیا گیا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں! میرے معاملات قریش سے وابستہ ہیں' اور میں قریش میں سے نہیں ہوں' آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی تو قریش سے رشتہ داری ہے' جس بناء پر قریش مکہ میں ان کے اموال اور ان کے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہیں' میرا چونکہ ان کے ساتھ کوئی نسبی رشتہ نہیں ہے' لہٰذا میں نے چاہا کہ میں ان پر ایک احسان کر دوں تاکہ اس بناء پر وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں' میں نے یہ کام کفر یا اپنے دین سے پھر جانے کی بناء پر نہیں کیا اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے میں نے یہ کام کیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اس نے تم سے سچ کہا ہے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ بدر میں حاضر ہوا ہے' تم کیا جانو! اللہ تعالیٰ یقیناً اہل بدر کے احوال پر مطلع ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جو چاہو کرو' تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾ (الممتحنۃ:۱) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ (الممتحنۃ:۱)۔ (بخاری ومسلم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا نام عمرو یا راشد لخمی ہے۔ آپ بدر، خندق اور ان کے درمیانی غزوات میں شریک ہوئے۔ ۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں پینسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

۹۰۹۳ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عَبْدًا لِّحَاطِبٍ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُوْا حَاطِبًا اِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر حاطب کی شکایت کرنے لگا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! یقیناً حاطب جہنم میں داخل ہوگا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا ہے' وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہو چکا ہے۔ (مسلم)

۹۰۹۴ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ اٰلَافٍ خَمْسَةَ اٰلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قیس بن حازم بیان کرتے ہیں کہ بدریوں کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ضرور بالضرور میں انہیں ان کے بعد والوں پر ترجیح دوں گا۔ (بخاری)

۹۰۹۵ - وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل امین علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اہل بدر کو آپ اپنے درمیان کس مرتبہ میں شمار فرماتے ہو؟ آپ نے فرمایا: تمام مسلمانوں سے افضل شمار کرتے ہیں یا اسی جیسا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا' جبریل امین نے عرض کیا: اور اسی طرح بدر میں حاضر ہونے والے فرشتوں کو ہم افضل جانتے ہیں۔ (بخاری)

تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ فِي الْجَامِعِ لِلْبُخَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

جامع بخاری میں مذکور اہل بدر کے ناموں کا بیان

اَلنَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَاشِمِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَلصِّدِّيْقُ الْقُرَشِيُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلَّفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِبْنَتِهٖ رُقَيَّةَ وَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ اِيَاسُ بْنُ بُكَيْرٍ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ

(۱) حضور نبی کریم سیّدنا محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) سیّدنا عبد اللہ بن عثمان ابوبکر صدیق قریشی (۳) سیّدنا عمر بن خطاب عدوی (۴) سیّدنا عثمان بن عفان قریشی جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شہزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا تھا اور مالِ غنیمت سے ان کا حصہ مقرر فرمایا تھا (۵) سیّدنا علی بن ابی طالب ہاشمی (۶) سیّدنا ایاس بن بکیر (۷) سیّدنا بلال بن رباح' جو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں (۸) سیّدنا حمزہ بن عبد المطلب ہاشمی (۹) سیّدنا حاطب بن ابی بلتعہ' جو قریش کے حلیف تھے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ حَاطِبُ بْنُ اَبِي بُلْتَعَةَ حَلِيفُ الْقُرَيْشِ اَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ الْقُرَشِيُّ حَارِثَةُ بْنُ رَبِيعِ الْاَنْصَارِيُّ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَارَةِ خُبَيْبُ بْنُ عَدِيِّ الْاَنْصَارِيُّ خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ رِفَاعَةُ ابْنُ رَافِعِ الْاَنْصَارِيُّ رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ اَبُوْ لُبَابَةَ الْاَنْصَارِيُّ الزُّبَيْرُ ابْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ اَبُوْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيُّ اَبُوْ زَيْدِ الْاَنْصَارِيُّ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّهْرِيُّ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ سَعِيدُ ابْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلِ الْقُرَشِيُّ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفِ الْاَنْصَارِيُّ ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعِ الْاَنْصَارِيُّ وَاَخُوْهُ مُظَهِّرٌ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدِ الْهُذَلِيُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفِ الزُّهْرِيُّ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِيُّ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ ابْنِ لُؤَيِّ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيُّ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْعَنَزِيُّ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيُّ عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْاَنْصَارِيُّ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيُّ قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِيُّ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ الْجَمُوْحِ مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَاَخُوْهُ مُعَاذٌ مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ اَبُوْ اُسَيْدِ الْاَنْصَارِيُّ مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ مَرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْاَنْصَارِيُّ مَعْنُ بْنُ عَدِيِّ الْاَنْصَارِيُّ مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ وَقَالَ الْحِبْرُ الْعَلَّامَةُ مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ كَرَامَةُ الْعَلِيِّ الْمُحَدِّثُ الدِّهْلَوِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْقَوِيُّ فِي كِتَابِ السِّيْرَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ اِنَّ الْاِمَامَ الرُّوْيَانِي

(۱۰) سیّدنا ابوحذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ قریشی (۱۱) سیّدنا حارثہ بن ربیع انصاری‘ جو بدر کے دن شہید ہوئے‘ یہی حارثہ بن سراقہ ہیں‘ آپ بلند جگہ کھڑے ہوکر دشمن کی نگرانی کرنے والوں میں سے تھے (۱۲) سیّدنا خبیب بن عدی انصاری (۱۳) سیّدنا خنیس بن حذافہ سہمی (۱۴) سیّدنا رفاعہ بن رافع انصاری (۱۵) سیّدنا رفاعہ بن عبدالمنذر (۱۶) سیّدنا ابولبابہ انصاری (۱۷) سیّدنا زبیر بن عوام قریشی (۱۸) سیّدنا زید بن سہل ابوطلحہ انصاری (۱۹) سیّدنا ابوزید انصاری (۲۰) سیّدنا سعد بن مالک زہری (۲۱) سیّدنا سعد بن خولہ قریشی (۲۲) سیّدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قریشی (۲۳) سیّدنا سہل بن حنیف انصاری (۲۴) سیّدنا ظہیر بن رافع انصاری (۲۵) سیّدنا ظہیر کے بھائی سیّدنا مظہر (۲۶) سیّدنا عبداللہ بن مسعود ہذلی (۲۷) سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف زہری (۲۸) سیّدنا عبیدہ بن حارث قریشی (۲۹) سیّدنا عبادہ بن صامت انصاری (۳۰) سیّدنا عمرو بن عوف‘ جو بنوعامر بن لوی کے حلیف تھے (۳۱) سیّدنا عقبہ بن عمرو انصاری (۳۲) سیّدنا عامر بن ربیعہ عنزی (۳۳) سیّدنا عاصم بن ثابت انصاری (۳۴) سیّدنا عویم بن ساعدہ انصاری (۳۵) سیّدنا عتبان بن مالک انصاری (۳۶) سیّدنا قدامہ بن مظعون (۳۷) سیّدنا قتادہ بن نعمان انصاری (۳۸) سیّدنا معاذ بن عمرو بن جموح (۳۹) سیّدنا معوذ بن عفراء (۴۰) سیّدنا معوذ کے بھائی سیّدنا معاذ (۴۱) سیّدنا مالک بن ربیعہ (۴۲) سیّدنا ابواسید انصاری (۴۳) سیّدنا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب بن عبدمناف (۴۴) سیّدنا مرارہ بن ربیع انصاری (۴۵) سیّدنا معن بن عدی انصاری (۴۶) سیّدنا مقداد بن عمرو کندی‘ جو بنوزہرہ کے حلیف تھے (۴۷) سیّدنا ہلال بن امیہ انصاری‘ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ علامہ محمد کرامت علی محدث دہلوی نے اپنی کتاب سیرتِ محمدیہ میں ذکر کیا ہے کہ امام رویانی نے علماء شافعیہ کے حوالہ سے یہ ذکر کیا کہ انہوں نے مشائخ حدیث سے یہ سنا ہے کہ اصحابِ بدر کے ذکر کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے‘ اور فتح الباری کے مقدمہ میں بھی اسی طرح ہے اور ہم نے اپنے اساتذہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ سیرتِ شامیہ کے مصنف نے کہا کہ انہوں نے جو اسماء ذکر کیے ہیں وہ تین سو ساٹھ ہیں اور یہ اہل بدر کی تعداد سے زائد ہیں‘ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ذکر کردہ بعض اسماء میں اختلاف ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مِنْ عُلَمَاءِ الشَّافِعِيَّةِ ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ مَّشَايِخِ الْحَدِيْثِ أَنَّ الدُّعَاءَ عِنْدَ ذِكْرِ أَصْحَابِ بَدْرٍ مُّسْتَجَابٌ وَّقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَمِثْلُ هٰذَا فِي مُقَدَّمَةِ فَتْحِ الْبَارِيِّ وَمِثْلُ هٰذَا رَوَيْنَا عَنْ شُيُوْخِنَا قَالَ مُصَنِّفُ السِّيْرَةِ الشَّامِيَةِ إِنَّ جُمْلَةَ مَنْ ذُكِرَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ وَهٰذَا الْعَدَدُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ أَهْلِ الْبَدْرِ وَذٰلِكَ مِنْ جِهَةِ الْخِلَافِ فِي بَعْضِ مَنْ ذُكِرَهِ.

بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ وَذِكْرِ أُوَيْسِ الْقَرْنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

یمن وشام اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذکر

۶۰۹۶ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَّأْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَأَذْهَبَهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَّقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یمن سے تمہارے پاس ایک شخص آئے گا' اس کا نام اویس ہوگا' یمن میں اس کی والدہ کے علاوہ اس کا کوئی اور نہیں ہوگا' اس کے جسم میں سفیدی تھی' اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ایک دینار یا درہم کی جگہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سفیدی دور فرما دی' تم میں سے جو شخص اس سے ملاقات کرے تو اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کروائے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ وَّلَهُ وَالِدَةٌ وَّكَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تابعین میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہوگا اور اس کی والدہ ہے' اس کے جسم پر سفید داغ ہے' تم اسے کہنا کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے۔ (مسلم)

سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

اس حدیث میں سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نیک لوگوں سے دعا کی طلب کرنے کا ثبوت ہے' خواہ دعا طلب کرنے والا افضل ہو۔ بعض علماء کرام نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا دل خوش کرنے کے لیے یہ بات کہی' نیز آپ نے ان لوگوں کا وہم دور کر دیا جن کا گمان تھا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل نہیں کیونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت کرنے کی بناء پر شرفِ صحبت حاصل نہ کر سکے' نیز اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بہترین تابعین میں سے ہیں' اس میں ان کی واضح منقبت اور عظیم فضیلت کا بیان ہے۔ سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ تابعین سے افضل ہیں۔ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ علوم واحکامِ شریعت کی معرفت کی بناء پر افضل ہیں اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ عند اللہ کثرتِ ثواب کی بناء پر افضل ہیں' لہٰذا کوئی منافات نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۷۴۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

۹۰۹۷ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ قِبَلَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف پھیر دے! اور ہمارے لیے ہمارے صاع میں اور ہمارے مُد میں برکت فرما! (ترمذی)

۹۰۹۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةٍ وَاَلْيَنُ قُلُوْبٍ اَلْاِيْمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں' یہ نرم مزاج' نرم دل ہیں' ایمان یمنی اور حکمت یمنی ہے' فخر اور تکبر اونٹوں والوں میں ہے' اور سکون ووقار بکریوں والوں میں ہے۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۹۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کفر کی جڑ مشرق کی جانب ہے اور فخر وتکبر گھوڑوں اور اونٹوں والوں اور شوروغل کرنے والے خیمہ نشینوں میں ہے اور سکون بکریوں والوں میں ہے۔ (بخاری ومسلم)

۹۱۰۰ - وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هَاهُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہاں سے فتنے آئیں گے' اور ظلم و زیادتی اور سخت دلی اونٹوں اور گائیوں کی دُموں کے پاس زندگی گزارنے والے' شوروغل کرنے والے خیمہ نشینوں میں ہے' جو قبیلہ ربیعہ اور مضر میں ہیں۔ (بخاری ومسلم)

ف: مذکورہ احادیث میں ہے کہ اونٹوں اور گھوڑوں والے لوگ عموماً متکبر ہوتے ہیں اور بکریوں والے لوگ عموماً نرم مزاج ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کی صحبت میں رہنے والے اشخاص کے اندر انہی جانوروں کی صفات اثر انداز ہوتی ہیں' اسی طرح یمن والوں کو آپ نے نرم دل فرمایا' اس سے معلوم ہوا کہ مختلف علاقوں کا ماحول بھی وہاں کے رہنے والوں کی طبیعتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جب علاقائی ماحول اور جانوروں کی صحبت کا یہ اثر ہے تو اشخاص کی صحبت کیسے اثر انداز نہ ہوگی' لہٰذا بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے منع کیا گیا کہ ان کی صحبت ایمان کی ہلاکت کا باعث بنتی ہے اور اللہ والوں کی صحبت کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ ان کی صحبت آدمی کی کایا پلٹ دیتی ہے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعتے بے ریا

اولیاء کاملین کی صحبت میں ایک گھڑی رہنا' سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت میں اولیاء کاملین کی صحبت اور قرب نصیب فرما اور ان کی محبت عطا فرما۔ آمین!

۹۱۰۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت فرما! اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهٗ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

یمن میں برکت فرما! لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ دعا بھی فرمائیں کہ ہمارے نجد میں برکت عطا فرما' آپ نے یوں دعا کی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت فرما! اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت فرما! لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں' میرا گمان ہے کہ تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور اسی جگہ سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

ف: نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ کے عرض کرنے کے باوجود نجد کے لیے دعا نہیں فرمائی اور فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کی نگاہ مبارک مستقبل پر تھی' آپ کے فرمان کا ظہور ہوا اور نجد سے ابن عبدالوہاب نجدی کا ظہور ہوا۔ جس نے عالم اسلام کے مسلمانوں کو مشرک قرار دیا اور ایسے فتنہ کی بنیاد رکھی جس کے شر سے آج تک امت مسلمہ افتراق وانتشار کا شکار ہے۔ اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ مولائے کریم اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل عالم اسلام کو ان فتنوں اور شر انگیزیوں سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین!

۹۱۰۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سخت دلی اور زیادتی مشرق میں ہے اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔ (مسلم)

۹۱۰۳ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِاَيٍّ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتِهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شام کے لیے خوش خبری ہو' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس وجہ سے؟ فرمایا: اس لیے کہ رحمان کے ملائکہ اس پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ (احمد' ترمذی)

۹۱۰۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتُخْرَجُ نَارٌ مِّنْ نَحْوِ حَضْرَمَوْتَ اَوْمِنْ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب حضرموت کی جانب سے' یا فرمایا کہ حضرموت سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو جمع کرے گی' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم ملک شام کو لازم پکڑ لینا۔ (ترمذی)

۹۱۰۵ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ النَّاسِ اِلٰى مُهَاجِرِ اِبْرَاهِيْمَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہوگی تو بہترین لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے ہجرت کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ

اور ایک روایت میں ہے کہ بہترین لوگ وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيمَ وَيَبْقَى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ أَرَضُوْهُمْ تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ تَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ تَبِيتُ مَعَهُمْ إِذَا بَاتُوْا وَتَقِيلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوْا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

علیہ السلام کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑ لیں گے' اور زمین میں بدترین لوگ رہ جائیں گے' ان کی زمینیں انہیں باہر پھینک دیں گی' اللہ کے نزدیک وہ ناپسندیدہ ہوں گے' آگ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی' آگ ان کے ساتھ رات گزارے گی جب وہ رات گزاریں گے' اور آگ ان کے ساتھ دوپہر کو آرام کرے گی جب وہ دوپہر کو آرام کریں گے۔ (ابوداؤد)

٩١٠٦ - وَعَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَصِيرُ الْأَمْرُ أَنْ تَكُوْنُوْا جُنُوْدًا مُجَنَّدَةً جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْ لِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَإِنَّهَا خِيَرَةُ اللّٰهِ مِنْ أَرْضِهِ يَجْتَبِي إِلَيْهَا خِيَرَتَهُ مِنْ عِبَادِهِ فَأَمَّا إِنْ أَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَوَكَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب معاملہ یہ ہوگا کہ تم مختلف لشکر ہو جاؤ گے' ایک لشکر شام میں اور ایک لشکر یمن میں اور ایک لشکر عراق میں ہوگا' ابن حوالہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو میرے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم ملک شام کو لازم پکڑ لینا کیونکہ وہ اللہ کے نزدیک زمین میں بہترین جگہ ہے' اللہ تعالیٰ اپنے بہترین بندوں کو وہاں جمع فرمائے گا' اگر تم اس سے انکار کرو تو تم اپنے یمن کو لازم پکڑ لینا اور اپنے حوضوں سے پانی پلانا' کیونکہ اللہ عزوجل نے میری خاطر شام اور وہاں کے رہنے والوں کا ذمہ لیا ہے۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

٩١٠٧ - وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ ذُكِرَ أَهْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِيٍّ وَقِيلَ الْعَنْهُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْأَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت شریح بن عبید بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے شام والوں کا ذکر کیا گیا اور عرض کیا گیا: اے امیر المؤمنین! ان پر لعنت فرمائیں' آپ نے فرمایا: نہیں! کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابدال ملک شام میں ہوں گے اور وہ چالیس شخص ہیں' جب ان سے کوئی ایک شخص فوت ہو جائے گا' اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو لے آئے گا' ان کی برکت سے بارش برسائی جاتی ہے اور ان کے وسیلہ سے دشمنوں کے خلاف (مسلمانوں کی) مدد کی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے اہل شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے۔ (مسند احمد)

ابدال کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ ابدال کی برکت سے اہلِ شام پر بارش برستی ہے اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ملک شام والوں کو دشمنوں پر فتح عطا فرماتا ہے اور ان کی برکت سے اہل شام عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کاملین کا وجود دنیا والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا باعث ہے اور ان کے طفیل اللہ تعالیٰ بندوں پر انعامات فرماتا ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین سو اولیاء کاملین کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے مطابق پیدا کیے ہیں اور چالیس اولیاء کاملین کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل پر ہیں اور سات اولیاء کاملین کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مطابق پیدا کیے ہیں اور پانچ اولیاء کاملین کے دل حضرت جبریل علیہ السلام کے دل کے مطابق

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

پیدا کیے ہیں اور تین اولیاء کاملین کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل پر پیدا کیے ہیں اور ایک ولی کامل کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل پر پیدا کیا ہے۔ جب وہ ایک ولی کامل فوت ہو جاتا ہے تو تین اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور جب ان تین میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو پانچ اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ قائم کر دیا جاتا ہے اور جب پانچ اولیاء میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو سات اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور جب سات اولیاء میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو چالیس اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے اور جب چالیس اولیاء میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو تین سو اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور جب ان تین سو اولیاء کاملین میں سے کوئی ولی فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عام مؤمنین میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیتا ہے اور ان اولیاء کاملین کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس امت سے مصیبتیں دور فرماتا ہے۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو قلبِ محمدی پر پیدا فرمایا ہے' اس میں یہ حکمت ہے کہ عالم خلق اور عالم امر میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اقدس سے زیادہ عزت و شرافت والا اور زیادہ لطیف کوئی دل نہیں پیدا کیا' لہٰذا کسی ولی کا دل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اقدس کے برابر نہیں چاہے وہ ابدال یا اقطاب میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۱۰۸ - وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ الشَّامُ فَاِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيْهَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِيْنَةٍ يُّقَالُ لَهَا دِمَشْقُ فَاِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهَا مِنْهَا اَرْضٌ يُّقَالُ لَهَا الْغَوْطَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب شام فتح کیا جائے گا' جب تمہیں وہاں رہائش گاہ کا اختیار دیا جائے تو دمشق نامی شہر کو لازم پکڑ لینا' کیونکہ وہ مسلمانوں کے لیے جنگوں سے جائے پناہ ہے' اور شام کے شہروں میں سے جامع شہر ہے' وہاں ایک جگہ ہے' جسے غوطہ کہا جاتا ہے۔ (مسند احمد)

ف: اس حدیث کے راوی کوئی صحابی ہیں جن کا نام معلوم نہیں اور صحابی راوی کا نام نہ بھی معلوم ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تمام کے تمام عادل ہیں اور ان کی مرسل احادیث بالاتفاق حجت ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۱۰۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَةُ بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خلافت مدینہ منورہ میں اور سلطنت ملک شام میں ہے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

۹۱۱۰ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَاَيْتُ عَمُوْدًا مِّنْ نُّوْرٍ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَاْسِیْ سَاطِعًا حَتّٰى اِسْتَقَرَّ بِالشَّامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے نور کا ایک ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا نکلا حتیٰ کہ ملک شام میں جا کر ٹھہر گیا۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

۹۱۱۱ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ اِلٰى جَانِبِ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنگ کے دن مسلمانوں کو جمع کرنے کی جگہ غوطہ میں ہے' جو اس شہر کی ایک جانب ہے' اس کا نام دمشق ہے' جو شام کے تمام شہروں سے بہتر ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مَدِيْنَةٌ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(ابوداؤد)

۵۱۱۲ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَيَأْتِي مَلِكٌ مِّنْ مُّلُوْكِ الْعَجَمِ فَيَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا اِلَّا دِمَشْقَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن سلیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عنقریب عجم کا ایک بادشاہ آئے گا اور وہ دمشق کے سوا تمام شہروں پر غلبہ حاصل کرلے گا۔

(ابوداؤد)

بَابُ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

اس امت کا ثواب

امت سے اہل سنت و جماعت مراد ہیں

علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

امت سے مراد وہ جماعت ہے جس میں اجابت اور متابعت دونوں جمع ہیں۔ (یعنی امت سے وہ جماعت مراد ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت کو قبول کرکے اس پر عمل کیا اور آپ کے احکامات کی پیروی کی۔ رضوی غفرلہٗ) تنقیح میں ہے کہ بدعتی مطلقاً امت سے نہیں ہے' اور توضیح میں ہے کہ امت مطلقہ سے اہل سنت و جماعت مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ پر گامزن ہیں' اہل بدعت مراد نہیں۔ صاحبِ تلویح نے کہا ہے کہ بدعتی اگرچہ اہل قبلہ سے ہیں' لیکن وہ کفار کی طرح امتِ دعوت میں شامل ہیں' امتِ متابعت نہیں ہیں (امتِ دعوت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث ہوئے اور اس میں کفار بھی داخل ہیں اور امتِ متابعت یا امتِ اجابت وہ ہیں جنہوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔ رضوی غفرلہ)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۵۱۱۳ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَّنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: گزشتہ امتوں کی مدت کے مقابلہ میں تمہاری مدت کی مقدار اتنی ہے جتنا وقت نمازِ عصر اور غروبِ آفتاب کے درمیان ہے' اور تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے' جس نے مزدوروں کو کام پر لگا کر کہا: کون شخص دوپہر تک میرے لیے ایک ایک قیراط کے عوض کام کرے گا؟ تو یہودیوں نے دوپہر تک ایک ایک قیراط کے عوض کام کیا' پھر کہا: کون دوپہر سے نمازِ عصر تک میرے لیے ایک ایک قیراط کے عوض کام کرے گا؟ تو نصاریٰ نے دوپہر سے لے کر نمازِ عصر تک ایک ایک قیراط کے عوض کام کیا' پھر کہا: کون نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک میرے لیے دو دو قیراط کے عوض کام کرے گا؟ سن لو! تم ہی ہو جو نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک کام کرتے ہو' سن لو! تمہارے لیے ہی دو مرتبہ اجر ہے' یہود و نصاریٰ غصے میں آ گئے اور انہوں نے کہا: ہمارا کام زیادہ ہے اور ہمارا اجر کم ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تمہارے حق میں سے کوئی چیز کم کی ہے' انہوں نے عرض کیا: نہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا فضل ہے' جسے چاہوں عطا کردوں۔ (بخاری)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَّاَقَلَّ عَطَاءً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ فَضْلِيْ اُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

نبی کریم ﷺ کی امت کو تھوڑے اعمال پر زیادہ ثواب عطا ہوگا

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اجل کسی چیز کی مقررہ مدت کو کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى'' (المؤمن: ٦٧) انسانی زندگی کی مقررہ مدت کو بھی اجل کہتے ہیں' مثلاً کہتے ہیں کہ اس شخص کی اجل قریب آ گئی یعنی اس کی موت کا وقت قریب آ گیا اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ گزشتہ امتوں کے مقابلہ میں اس امت کی مدتِ عمر اتنی ہے' جتنی مدت نمازِ عصر اور نمازِ مغرب کے درمیان ہے' حاصل یہ ہے کہ اس امت کی عمر قلیل ہے۔ یہود و نصاریٰ نے یہ بات سنی کہ اس امت کی عمر تھوڑی اور ثواب زیادہ ہے تو وہ غصے میں آ گئے اور کہا کہ اے ہمارے رب! تو نے امت محمدیہ کو تھوڑے اعمال کے باوجود زیادہ ثواب عطا کیا ہے اور ہمیں زیادہ اعمال کے باوجود تھوڑا ثواب عطا کیا ہے۔ اہل کتاب یہ بات قیامت کے روز کہیں گے' لیکن اس بات کا تحقق یقینی ہے' لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اسے ماضی کے الفاظ سے ذکر فرمادیا' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہل کتاب نے آسمانی کتابوں میں پڑھ کر اور رسولوں کی زبانی اس امت کے فضائل سن کر یہ بات کہی ہو۔ دونوں صورتوں میں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعمال کا ثواب محنت و مشقت یا استحقاق کے اعتبار سے نہیں ہوتا کیونکہ غلام اپنے آقا کی خدمت کرے تو وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ آقا اپنے فضل سے جو چاہے عطا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ مالک ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے زیادہ ثواب عطا فرمادے' یہ اس کا فضل ہے۔ اس حدیث سے علماء کرام نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی تقویت پر استدلال کیا ہے' آپ کے نزدیک عصر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب ہر چیز اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل ہو جائے' اس لیے کہ نصاریٰ کا اس امت سے کثیر الاعمال ہونا اسی صورت میں متصور ہو سکتا ہے جب عصر کے ابتدائی وقت کے بارے میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول اختیار کیا جائے' اگر عصر کا وقت ایک مثل سایہ ہونے سے شروع ہو تو پھر عصر اور مغرب کا درمیانی وقت زیادہ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح نصاریٰ کا زمانہ یہودیوں کے زمانہ سے کم ہے' اسی طرح اس امت کا زمانہ نصاریٰ کے زمانہ سے کم ہے' نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت کا دین قیامت کے ساتھ متصل ہے اور کوئی دین اس امت کے دین کو منسوخ نہیں کرے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ملخصاً ج ۵ ص ۶۵۶ ۔ ۶۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٩١١٤ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِيْ لِيْ حُبًّا نَاسٌ يَّكُوْنُوْنَ بَعْدِيْ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَاٰنِيْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میری امت میں مجھ سے شدید محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے اور ان کا ایک شخص خواہش کرے گا کہ کاش! میں اپنے اہل وعیال اور مال کے عوض آپ کا دیدار کرلوں۔ (مسلم)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی افضلیت پر ہونے والے اشکال کا جواب

اس حدیث اور اس باب کی بعض دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد والے ان سے افضل ہو سکتے ہیں حالانکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی افضلیت پر اجماع ہے۔ اس اشکال کے جواب میں شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

یہ حدیث اور اس باب کی آنے والی بعض احادیث دلالت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد کوئی شخص فضیلت میں ان کے برابر یا ان سے افضل ہو سکتا ہے۔ مشہور محدث ابن عبدالبر کا یہی مسلک ہے اور انہوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے صواعق محرقہ میں اسے ذکر کیا حالانکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے تمام امت سے افضل ہونے پر اجماع ہے' ان احادیث کا جواب یہ ہے کہ ان احادیث سے یہ مراد ہے کہ بعد والے امتیوں کو کسی ایک اعتبار سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے لیکن کلی فضیلت اور ثواب کی زیادتی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی حاصل ہے۔ علماء نے کہا کہ صحابی سے یہاں خاص صحابی مراد ہے جسے نبی کریم ﷺ کی طویل صحبت کا شرف حاصل ہو اور آپ سے بہت زیادہ علم حاصل کیا ہو اور غزوات میں آپ کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل ہو' لیکن عام معنی کے لحاظ سے صحابی جسے نبی کریم ﷺ کے جمال جہاں آراء کا دیدار حاصل ہو' خواہ زندگی میں ایک بار ہی یہ موقع حاصل ہو' اس کی افضلیت میں تردد ہے لیکن حق یہی ہے کہ فضیلت کی صحبت اگرچہ ایک نظر سے حاصل ہوئی ہو' وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ہی مخصوص ہے' کوئی اور اس فضیلت میں شریک نہیں۔ اگرچہ دیگر علمی اور عملی فضائل میں وسیع گفتگو کی گنجائش ہے' زیادہ بہتر یہی ہے کہ مطلق حکم لگایا جائے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تمام امت سے افضل ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۷۵۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۶۱۱۵ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَيْكُمْ اِيْمَانًا قَالُوْا الْمَلَائِكَةُ قَالَ وَمَالَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالُوْا فَالنَّبِيُّوْنَ قَالَ وَمَالَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ قَالُوْا فَنَحْنُ قَالَ وَمَالَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَيَّ اِيْمَانًا لَقَوْمٌ يَّكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَجِدُوْنَ صُحُفًا فِيْهَا كِتَابٌ يُّؤْمِنُوْنَ بِمَا فِيْهَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے نزدیک مخلوق میں سے کس کا ایمان تعجب خیز اور افضل ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ملائکہ' آپ نے فرمایا: ملائکہ کو کیا ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں حالانکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہیں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: انبیاء کرام' آپ نے فرمایا: انبیاء کو کیا ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں جب کہ ان پر وحی کا نزول ہوتا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم' آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہے کہ تم ایمان نہ لاؤ حالانکہ میں تمہارے درمیان جلوہ فرما ہوں' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے نزدیک مخلوق میں سے سب سے زیادہ تعجب خیز اور بہترین ایمان ان لوگوں کا ہے جو میرے بعد ہوں گے' وہ ایسے صحیفے پائیں گے جن میں دینی احکام لکھے ہوں گے اور جو کچھ ان صحائف میں لکھا ہوگا' وہ اس پر ایمان لائیں گے۔

(بیہقی' دلائل النبوۃ)

۶۱۱۶ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوْبٰى لِمَنْ رَّاٰنِيْ وَطُوْبٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَّمْ يَرَنِيْ وَاٰمَنَ بِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے بشارت ہے جس نے میرا دیدار کیا اور اس کے لیے سات مرتبہ بشارت ہے جو میرے دیدار سے مشرف نہیں ہوا اور مجھ پر ایمان لایا۔ (مسند احمد)

۶۱۱۷ - وَعَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ جُمُعَةَ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ

ابومحیریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول ابوجمعہ سے کہا کہ ہمیں ایسی حدیث پاک سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے' انہوں نے فرمایا: ہاں! میں تمہیں ایک عمدہ حدیث سناتا ہوں' ہم نے رسول اللہ ﷺ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا جَيِّدًا تَغَدَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا اَسْلَمْنَا وَجَاهَدْنَا مَعَكَ قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ يَّكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِيْ وَلَمْ يَرَوْنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ.

کے ساتھ ناشتہ کیا اور ہمارے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کوئی ہم سے بھی بہتر ہے‘ ہم اسلام لائے ہیں اور آپ کی معیت میں جہاد کیا ہے‘ آپ نے فرمایا: ہاں! ایک قوم تمہارے بعد ہوگی‘ وہ مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے میرا دیدار نہیں کیا ہوگا۔ (مسند احمد‘ دارمی)

وَرَوٰی رَزِيْنٌ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ مِنْ قَوْلِهٖ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا اِلٰى اٰخِرِهٖ.

رزین نے یہ حدیث پاک حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے ”قال یا رسول اللہ احد خیر منا“ سے آخر تک روایت کی ہے۔

۹۱۱۸ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کی ایک جماعت اللہ کے امر پر قائم رہے گی اور ان کی تائید و نصرت چھوڑ کر انہیں رسوا کرنے کی کوشش کرنے والے انہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور نہ ہی ان کے مخالفین انہیں نقصان پہنچا سکیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آ جائے گا اور وہ اسی پر قائم ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر ثابت قدم رہنے والے‘ منکرات سے بچنے والے اور اُمورِ شریعت کی حفاظت کرنے والے صالحین سے روئے زمین خالی نہیں ہوگی اور انہیں اس معاملہ میں لوگوں کی موافقت یا مخالفت کی پرواہ نہیں ہوگی‘ یہ بھی ممکن ہے کہ حدیث سے یہ مراد ہو کہ اہل اسلام کی شوکت مکمل طور پر ختم نہیں‘ اگر ایک جگہ مسلمانوں کے حالات کمزور ہوں گے تو دوسری جگہ انہیں قوت و شوکت حاصل ہوگی اور سلام کی سربلندی کے لیے مسلمانوں کی کوئی نہ کوئی جماعت قائم رہے گی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵۶‘ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی‘ بیروت)

۹۱۱۹ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَدَ اَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اہل شام تباہ ہو گئے تو تم میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ تائید یافتہ رہے گا‘ انہیں رسوا کرنے کی کوشش کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ ابن مدینی نے کہا: وہ محدثین ہیں۔ (امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۹۱۲۰ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ لَّهُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِهِمْ يَاْمُرُوْنَ

حضرت عبدالرحمٰن بن علاء حضرمی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب اس امت کے آخر میں ایسی قوم ہوگی جن کے لیے پہلوں کی مثل اجر ہوگا‘ وہ نیکی کا حکم دیں گے اور بُرائی سے منع کریں گے اور اہل فتنہ سے لڑائی کریں

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

گے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

٩١٢١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يَدْرِيْ اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی مثال بارش ایسی ہے کہ یہ پتا نہیں چلتا کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ بہتر ہے۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کے اوّل یا آخر کے افضل ہونے میں تردّد ہے' لیکن یہاں تردّد والا معنی مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ امت کا کوئی حصہ بھی خیر سے خالی نہیں۔ باقی امتوں کے اوّل میں خیر تھی لیکن بعد میں شر آ گیا کہ انہوں نے دین میں تحریف کر دی مگر اس امت کا اوّل و آخر خیر ہے' کلی طور پر فضیلت صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی حاصل ہے' البتہ جزئی فضیلت بعد والوں کے لیے بھی ثابت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے معجزات کا مشاہدہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر بلاواسطہ ایمان لانے کا شرف حاصل کیا اور بعد والوں کو ایمان بالغیب کی فضیلت حاصل ہے' لیکن افضلیت صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی حاصل ہے' بعد والوں کی تسلی کے لیے اس طرح کے کلمات ارشاد فرمائے گئے۔

(مرقاۃ المفاتیح ملخصاً وموضحاً ج ۵ ص ۷۶۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٩١٢٢ - وَعَنْ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرُوْا وَاَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْغَيْثِ لَا يُدْرٰى اٰخِرُهٗ خَيْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ كَحَدِيْقَةٍ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ يَّكُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عَمْقًا وَاَحْسَنَهَا حُسْنًا كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسْطُهَا وَالْمَسِيْحُ اٰخِرُهَا وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ لَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت جعفر صادق اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوش ہو جاؤ! خوش ہو جاؤ! میری امت کی مثال تو اس بارش کی طرح ہے جس کے بارے میں پتا نہیں کہ اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر یا اس باغ کی مثل ہے جس سے ایک سال تک ایک فوج کو کھلایا گیا' پھر ایک سال تک دوسری فوج کو کھلایا گیا' ہوسکتا ہے کہ آخری فوج زیادہ وسیع' زیادہ گہری اور زیادہ حسین ہو' وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کی ابتداء میں' درمیان مہدی اور جس کا آخر حضرت مسیح علیہ السلام ہیں' لیکن اس کے درمیان ایک ٹیڑھی فوج ہے' جن کا مجھ سے تعلق نہیں اور نہ میرا ان سے تعلق ہے۔ (رزین)

٩١٢٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيَ الْخَطَاَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا' بھول چوک اور وہ کام معاف فرما دیئے ہیں جن پر وہ مجبور کیے گئے۔ (ابن ماجہ' بیہقی)

٩١٢٤ - وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران: ١١٠) قَالَ اَنْتُمْ

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں یہ فرماتے سنا کہ تم بہترین امت ہو' جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے (آل عمران: ۱۱۰)' فرمایا کہ تم ان ستر امتوں کو پورا کر رہے ہو' جن میں تم سب سے بہتر ہو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تَتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

اور اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ قابل تکریم ہو۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی' امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

حسن اختتام

اس آخری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے "کنتم خیر امة" والی آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ تم ان ستر امتوں کی تکمیل کر رہے ہو' جن میں سے تم بہترین ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان سب سے زیادہ مکرم ہو۔ ستر کا عدد کثرت کو بیان کرنے کے لیے ہے' خاص عدد مراد نہیں۔ اس حدیث میں بیان ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء اور امام المرسلین ہیں' اسی طرح آپ کی امت بھی دوسری امتوں کے لیے خاتم اور سب سے آخری امت ہے اور تمام امتوں سے افضل ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ نے کتاب کے آخر میں یہ حدیث ذکر کر کے حسنِ اختتام کیا ہے کہ کتاب کو اس حدیث پر ختم کیا جو ختم اور تکمیل پر دلالت کرتی ہے اور اس سے پہلے وہ حدیث ذکر کی جس میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء و نسیان کو معاف فرما دیا ہے۔ اس حدیث کو آخر میں ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حسین انداز سے عریضہ پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل کتاب کی تالیف میں واقع ہونے والی خطاؤں کو معاف فرمائے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنَا مِنْ خَيْرِ الْاُمَمِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْاِتْمَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ الْاَنَامِ وَقَدْ فَرَغْتُ مِنْ تَسْوِيْدِ هٰذَا التَّاْلِيْفِ اَنَامِلُ الْعَبْدِ الْمُفْتَقِرِ اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ اَبِى الْحَسَنَاتِ السَّيِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْلَانَا السَّيِّدِ مُظَفَّر حُسَيْنِ الْحَيْدَرْ اٰبَادِيِّ الْحَنَفِيِّ عَامَلَهُ اللّٰهُ بِلُطْفِهِ الْخَفِيِّ وَكَرَمِهِ الْوَفِيِّ وَعَفَا عَمَّا زَلَّ قَدَمُهُ اَوْ خَلَّ قَلَمُهُ وَخَتَمَ لَهُ بِالْحُسْنٰى وَبَلَّغَهُ الْمَقَامَ الْاَسْنٰى مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا وَذٰلِكَ عَشِيَّةَ نَهَارِ الْجُمُعَةِ عَاشِرَ جَمَادَى الْاُوْلٰى عَامَ ثَمَانٍ وَّسِتِّيْنَ بَعْدَ ثَلٰثِ مِائَةٍ وَّاَلْفٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ عَلٰى صَاحِبِهَا اُلُوْفٌ مِّنَ الصَّلٰوةِ وَالْاٰفٍ مِّنَ التَّحِيَّةِ.

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں' جس نے ہمیں بہترین امت سے بنایا اور اپنے نبی کریم ﷺ کے دین پر قائم فرمایا' پھر تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں' اس کتاب کے مکمل کرنے پر اور رحمت کاملہ و سلامتی نازل ہو' اس ذات پر جو تمام مخلوق سے افضل ہیں' میں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج بندہ ابو الحسنات' سیّد عبد اللہ بن مولانا سیّد مظفر حسین حیدر آبادی حنفی (اللہ تعالیٰ اپنے پوشیدہ لطف اور کامل کرم سے اس کے ساتھ معاملہ فرمائے' اور جہاں اس کے قدم نے لغزش کی ہے یا اس کی قلم سے غلطی ہوئی ہے' اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور اس کا خاتمہ بالخیر فرمائے' اور اسے بلند مقام پر انعام یافتہ حضرات یعنی انبیاء کرام' صدیقین' شہداء اور صالحین کے ساتھ فائز فرمائے اور یہ کتنے بہترین ساتھی ہیں اور یہ فضل اللہ ہی کی جانب سے ہے' اور اللہ تعالیٰ کا علم کافی ہے)' اس کتاب کے مسودہ سے جمعۃ المبارک کے روز ۱۰ جمادی الاخری ۱۳۶۸ھ کو فارغ ہوا۔ صاحبِ ہجرت ﷺ پر ہزاروں درود و سلام ہوں۔

زجاجۃ المصابیح کے ترجمہ و حواشی کی تکمیل

"الحمد لاهله والصلوة علی اهلها" آج ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۳ جولائی ۲۰۰۷ء رات گیارہ بج کر بیس

منت پر زجاجۃ المصابیح کے حواشی مکمل ہوئے۔ احکام الصغار کے ترجمہ سے فراغت کے بعد ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ بمطابق ۱۳ ستمبر ۲۰۰۵ء زجاجۃ المصابیح کے ترجمہ کا آغاز کیا۔ آٹھ ماہ کے عرصہ میں ۱۱ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۰ مئی ۲۰۰۶ء بروز بدھ بعد از نمازِ عصر ترجمہ مکمل ہوا' اس کے بعد ایک سال تین ماہ کی مدت میں حواشی پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے۔

مختلف آفات وحوادث کی بناء پر توقع سے کہیں زیادہ عرصہ لگا' لیکن اللہ رب العزت کی عطا کردہ توفیق اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہِ کرم کے طفیل تقریباً دو سال کے عرصہ میں ترجمہ وحواشی کا سارا کام تکمیل کو پہنچ گیا' وللہ الحمد۔ اس دوران پہلے بندہ کی جواں سال بھانجی عائشہ مرحومہ انتقال کر گئی' پھر ایک حادثہ میں جواں سال بھانجا محمد کاشف رضا مرحوم جاں بحق ہو گیا' دونوں کی مفارقت ہمارے سارے خاندان کو سوگوار کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قارئین کرام سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ زجاجۃ المصابیح کے مؤلف حضرت العلام کے لیے دعا کے ساتھ ساتھ ان مرحومین کے لیے بھی دعائے مغفرت اور پس ماندگان خصوصاً بندہ کی ہمشیرگان کے لیے صبر جمیل واجر جزیل کی دعا کریں۔ اس کتاب کے ناشر سیّد محسن اعجاز شاہ صاحب' ان کے برادران وجملہ معاونین کے لیے مزید ہمت واستقامت کی دعا کریں۔ راقم الحروف' اس کے مشائخ واساتذہ والدین' برادران اور جملہ متعلقین کے لیے دعا کریں۔ اے الٰہ العالمین! ان سب کو محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرما' سب کی مغفرت فرما۔ اس عاجزانہ کاوش کو اپنی اور اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں مقبول فرما۔ تادم زیست دین متین کی بے لوث خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرما' حسنِ خاتمہ کی عظیم سعادت سے بہرہ ور فرما۔

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

آمین بجاہ النبی الامین والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین.

ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی

جامعہ حبیبیہ رضویہ' فضل العلوم

ہائی وے روڈ' جہانیاں منڈی' ضلع خانیوال

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ماخذ ومراجع

(۱) قرآن مجید

کتب احادیث

(۲) موطأ امام مالک، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ
(۳) مسند احمد بن حنبل، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ
(۴) صحیح البخاری، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ
(۵) الادب المفرد، مطبوعہ مکتبہ اثریہ، سانگلہ ہل، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ
(۶) صحیح مسلم، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، امام مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ
(۷) سنن ابی داؤد، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ
(۸) جامع ترمذی، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ
(۹) سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ
(۱۰) سنن نسائی، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ
(۱۱) شرح معانی الآثار، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، ملتان، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ
(۱۲) مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ
(۱۳) کنز العمال، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ

کتب تفسیر

(۱۴) جلالین، مطبوعہ ایچ۔ایم، سعید کمپنی، کراچی، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ
(۱۵) تفسیر صاوی، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی، متوفی ۱۲۲۳ھ
(۱۶) خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ
(۱۷) ضیاء القرآن، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، پیر محمد کرم شاہ الازہری، متوفی ۱۴۱۸ھ
(۱۸) تبیان القرآن، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور، علامہ غلام رسول سعیدی

کتب شروحِ حدیث

(۱۹) المنہاج شرح صحیح مسلم، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، علامہ یحیٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

(۲۰) فتح الباری، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ شہاب الدین بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ۔
(۲۱) عمدۃ القاری، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی، متوفی ۸۵۵ھ
(۲۲) تنویر الحوالک، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ
(۲۳) مرقاۃ المفاتیح، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی، متوفی ۱۰۱۴ھ
(۲۴) اشعۃ اللمعات، مطبوعہ مطبع تیج کمار، لکھنؤ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ
(۲۵) مراۃ المناجیح، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور، حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ
(۲۶) بشیر القاری، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، کراچی، امام النحو علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی، متوفی ۱۳۹۸ھ
(۲۷) تفہیم البخاری، مطبوعہ جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ فیصل آباد، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی، متوفی ۱۴۲۲ھ

کتب فقہ

(۲۸) فتاویٰ قاضی خاں، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، علامہ حسین بن منصور اوز جندی، متوفی ۵۹۲ھ
(۲۹) فتاویٰ بزازیہ، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری، متوفی ۸۲۷ھ
(۳۰) البحر الرائق، مطبوعہ مکتبہ حامدیہ کوئٹہ، علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ
(۳۱) تنویر الابصار، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی حنفی، متوفی ۱۰۰۴ھ
(۳۲) مراقی الفلاح، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی، علامہ حسن بن عمار شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ
(۳۳) الدر المختار، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ
(۳۴) فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، ملا نظام الدین، متوفی ۱۱۵۷ھ
(۳۵) ردالمحتار، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ سید محمد امین بن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ
(۳۶) منحۃ الخالق، مطبوعہ مکتبہ حامدیہ کوئٹہ، علامہ سید محمد امین بن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ
(۳۷) حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، علامہ احمد بن محمد طحطاوی، متوفی ۱۲۳۱ھ
(۳۸) فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ
(۳۹) بہارِ شریعت، مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور، صدر الشریعت علامہ امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ

کتب عقائد وکلام

(۴۰) شرح عقائد، مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان، علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، متوفی ۷۹۱ھ
(۴۱) خیالی، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور، علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی، متوفی ۸۶۲ھ
(۴۲) نبراس، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور، علامہ عبدالعزیز پرہاروی، متوفی ۱۲۳۹ھ

کتب اسماء رجال

(۴۳) الاکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کتب معانی وبیان

(۴۴) تجرید حاشیہ مختصر المعانی، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی، مصطفےٰ بن محمد بنانی

کتب صرف ونحو

(۴۵) کافیہ، مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ، علامہ جمال الدین بن حاجب، متوفی ۶۴۶ھ

(۴۶) الفوائد الضیائیہ، مطبوعہ مکتبہ عربیہ، کراچی، علامہ عبدالرحمٰن جامی، متوفی ۸۹۸ھ

(۴۷) علم الصیغہ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی، علامہ عنایت احمد کاکوروی، متوفی ۱۲۷۹ھ

کتب متفرقہ

(۴۸) احیائے علوم الدین، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، امام محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ

(۴۹) الشفاء بتعریف حقوق المصطفےٰ، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی، ملتان، قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی، متوفی ۵۴۴ھ

(۵۰) کتاب التعریفات، مطبوعہ دار المنار لطباعۃ والنشر، علامہ میر سیّد شریف علی محمد جرجانی، متوفی ۸۱۶ھ

(۵۱) حجۃ اللہ البالغہ، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، الشاہ احمد ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ

(۵۲) اتحاف السادۃ المتقین، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت علامہ سیّد محمد بن محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی، متوفی ۱۲۰۵ھ

(۵۳) تقویۃ الایمان، مطبوعہ اہل حدیث اکادمی، لاہور، اسماعیل دہلوی، متوفی ۱۲۴۶ھ

(۵۴) الشرف المؤبد، مطبوعہ مصطفیٰ البابی واولادہ، مصر، علامہ یوسف نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ

(۵۵) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ

(۵۶) حدائق بخشش، مطبوعہ مدینہ پبلی کیشنز، لاہور، امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ

(۵۷) حفظ الایمان، اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۴ھ

(۵۸) نشر الطیب، تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی، اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۴ھ

(۵۹) مقالاتِ کاظمی، مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم، ملتان، غزالیِ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ

(۶۰) محدث اعظم پاکستان، مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور، مولانا محمد جلال الدین قادری

(۶۱) مقالاتِ سعیدی، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خوشخبری

اکیسویں صدی کے مسلمانوں کیلئے روح پرور علمی اور ایمانی تحفہ

کیوں نہ آنکھوں سے لگائیں عاشقانِ مصطفٰے — نزھۃ القاری ہے اُن کو جاں سے پیاری واہ واہ

نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری

کا مکمل سیٹ پانچ جلدوں میں

ہم فقیہ اعظم ہند مولانا علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی سابق صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ (انڈیا) کی رُوح کو ھدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس وقت کی اُردو زبان کی سب سے مقبول اور متداول شرح بخاری شریف پانچ جلدوں میں مکمل کر دی ہے

مختصر تعارف نزھۃ القاری

- مقدمہ میں امام بخاری، صحیح بخاری، امام اعظم ابوحنیفہ، تصانیف امام اعظم، فقہ کی حقیقت پر تفصیلی گفتگو کرنے کے علاوہ شبہات کے جوابات بھی دیے ہیں۔
- مسلک اہل سُنّت وجماعت اور مذہب حنفی کا مدلّل اور معقول انداز میں بیان اور مخالفین کے شبہات کا عالمانہ جائزہ
- بوقت ضرورت احادیث کے پس منظر کا بیان
- حل لُغات
- زیادہ طوالت سے بچنے کے لیے مکرّر احادیث کو ایکبار لیا گیا ہے
- تکمیل کا عنوان قائم کرکے مختلف روایات کے الفاظ مبارکہ کا ترجمہ ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔
- تراجم ابواب کا ذکر نہیں کیا ورنہ احادیث کو بار بار لانا ضروری ہوتا، البتہ اہم ابواب پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور احکام متخرجہ کا عنوان قائم کرکے ابواب کے فوائد ذکر کر دیے گئے ہیں۔
- احادیث کے راوی تمام صحابہ کرام کے حالات بیان کئے ہیں، بعض تابعین کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔
- ہر حدیث پر نمبر لگا دیا گیا ہے اور حدیث کے اہم مضمون کو سامنے رکھ کر ایک عنوان قائم کر دیا ہے۔
- یہ حوالہ بھی دیا گیا ہے کہ حدیث بخاری شریف اور صحاح ستہ کی دوسری کتابوں میں کہاں کہاں مذکور ہے؟

مختصر یہ کہ نزھۃ القاری میں وہ سب کچھ ہے جس کی طلبا، علما، اساتذہ حدیث، وکلا، جج صاحبان اور عام قارئین کو ضرورت ہے۔

فرید بُک سٹال

(رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار لاہور۔ پاکستان

www.waseemziyai.com

March 2019

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلبہ:

شعبہ حفظ: 145 — شعبہ ناظرہ: 240

شعبہ درس نظامی: 105 — شعبہ تجوید: 10

اور انہیں شعبہ جات میں 400 سے زائد طلبا اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم وبیش 100 طلباء مدرسے میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا مکمل خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ وناظرہ 14 اساتذہ — شعبہ درس نظامی وتجوید 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم یعنی اسکول 11 اساتذہ — باورچی 2 خادم 4 چوکیدار 2

کل طلبہ کم وبیش پانچ سو اور پورہ اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 0050002565700З - BRANCH CODE :0050

www.facebook.com/markazuloloom

https://www.waseemziyai.com https://www.youtube.com/waseemziyai

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

www.waseemziyai.com